صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے
المعروف بہ
فتوح الشام
عروج اسلام کی داستان
مؤرخ اسلام علامہ واقدیؒ کی زبانی
مترجم
مولانا حکیم شبیر احمد انصاریؒ
www.ahlehaq.org

صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے

المعروف بہ

فتوح الشام

عروج اسلام کی داستان

مؤرخ علامہ واقدی دمشقی

مترجم

مولانا حکیم شبیر احمد انصاری

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور نمبر ۲

المیزان

عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلۂ مطبوعات — ۲۰

سن اشاعت ۲۰۰۲ء

محمد شعیب عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار لاہور سے شائع کی۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہ۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقدی جناب ابو بکر بن احمدؒ سے روایت کرتے ہیں اور یہ صاحب عمر بن ہشام بن عبد الرحمن و نوفل بن محمد و محمد بن عبد اللہ بن محمد و ربیعہ بن عثمان اور یونس بن محمد اور ہانی بن یحییٰ بن عبد اللہ اور محمد بن عمر رافعی اور معاذ بن محمد انصاری اور عبد الرحمان بن عبد العزیز اور عبد اللہ بن مجید وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہیں کہ جس وقت حضورؐ کی وفات شریف ہو گئی اور آپ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ مسند خلافت پر متمکن ہو گئے۔ نیز آپؓ کے زمانہ خلافت میں جب کہ مسیلمہ بن قیس کذاب مدعی نبوت اور سجاح و اسود بھی قتل ہو چکے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ فتح یمامہ بھی ہو گئی۔ جو حنیفہ مار ڈالے گئے، اہل عرب نے آپ کی اطاعت قبول کر لی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول نے شام پر لشکر کشی کا ارادہ اور اہل شام سے قتال کا عزم کیا۔ چنانچہ ایک روز آپ نے تمام صحابہ رضوان اللہ کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ تقریر فرمائی۔

"حضرات خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ لوگوں پر رحم فرماوے۔ آپ اس بات کو یاد رکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اسلام مخصوص اور رحمت فرمائی۔ امت محمدؐ بنایا، آپ کے ایمان اور یقین کو زیادہ کیا، کامل فتح بخشی۔ چنانچہ خود باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا﴾ (المائدۃ۔ ۳)

"میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کیا تم پر اپنی تمام نعمتیں پوری کیں اور اسلام کو تمہارے لئے میں نے دین پسند کیا"۔

نیز آپ کو معلوم ہے (باری تعالیٰ آپ پر رحم کریں) کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں جہاد کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور چاہا تھا کہ وہاں کوشش اور ہمت سے کام لیا جائے مگر باری تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے پاس بلا لیا اور آپؐ کے واسطے اپنے پاس جگہ تجویز کر دی۔ اب آپ لوگوں پر واضح رہنا چاہئے کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ میں مسلمانوں کا ایک لشکر مع ان کے اہل و عیال کے شام کی طرف بھیج دوں۔ رسول اللہؐ قبل از وفات شریف مجھے اس کی خبر دے چکے ہیں۔ آپؐ نے مجھ سے یہ الفاظ فرمایا تھا

زویت لی الارض فرایت مشارقہا و مغاربہا و سیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا۔

"یعنی مجھے زمین دکھلائی گئی میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا سو عنقریب جو زمین مجھے دکھلائی گئی وہ میری امت کی ملک میں آ جاوے گی۔"

اب تم سب متفق ہو کر مجھے اس کا مشورہ دو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟" (خداوند تعالیٰ تم پر رحم کریں۔)

تقریر ختم ہونے کے بعد سب نے متفق ہو کر جواب دیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ جیسا ارشاد فرمائیں جہاں اور جس جگہ آپ جانے کا حکم دیں ہم ہر وقت تیار ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض کر دی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔

(ترجمہ اشعار) ہم آپ کے حضور حاضر ہوئے ہیں اور ان لوگوں کو آپ کے ساتھ لائے ہیں جو جنگ میں سبقت کرنے والے اور حسب نسب کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ شجاعت کے پیشے کے شیر اور دلیروں کے سردار ہیں۔ بڑے بڑے مسلح بہادروں کو لڑائی کے وقت تلوار کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ ہماری عادت دو طرفی لڑائی کی اور ہمت ہی مرنے مارنے کی ہے اور ان سب سپہ سالاروں پر زور آور کا لکاع ان کا سردار ہے۔ ہمارا لشکر آ چکا اور خلف ہوم ہمیں جواز کی وادی تمام ہمارا مسکن صلیبیت کی قوتوں کے خلاف ہوگا۔ دمشق ہمارا ہے اور وہاں کے رہنے والوں کو ہم ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیں گے۔

حضرت صدیقؓ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن کیا تم نے رسولؐ سے یہ نہیں سنا تھا کہ اذا اقبلت حمیر و معھا نسائھا تحمل اولادھا فابشروا بنصر اللہ المسلمین علی اھل الشرک اجمعین۔ (یعنی جس وقت قبیلہ حمیر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ آئے تو مسلمانوں کو ان کی فتح کی خوشخبری سنا دینا کہ مسلمان تمام مشرکین پر فتح پا جائیں گے۔)
حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے بھی رسول اللہؐ سے اسی طرح سنا تھا۔"

حضرت واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ حمیر مع اہل و عیال و ساز و سامان گزر گیا تو ان کے پیچھے قبیلہ مذحج جو نہایت عمدہ چست گھوڑوں پر سوار اور لمبے نیزے ہاتھ میں لئے ہوئے گزرا، قیس بن ہبیرہ مرادی جس کا سردار تھا، جس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قریب آیا تو آپ کو سلام کر کے اپنا اور اپنے قبیلے کا تعارف کرایا اور یہ شعر پڑھے۔

ترجمہ "ہمارا لشکر آپ کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہو گیا۔ ہم قلعہ مراد کے حق کے مالک ہیں۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔ ہمیں حکم دیجئے تاکہ دشمنوں کو اس تلوار سے جو ہم حمائل کئے ہوئے ہیں قتل کر دیں۔"

حضرت صدیقؓ نے ان کو دعائے خیر دی۔ یہ گزر گئے۔ ان کے پیچھے قبیلہ طے کی فوج تھی جس کے سردار حابس بن سعید الطائی تھے جس وقت حابس خلیفہ اول کے قریب آئے تو از راہ تعظیم آپ گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے کا ارادہ کرنے لگے مگر سردار لشکر نے قسم دے کر روک دیا۔ جب حابس قریب آئے تو سلام کے بعد مصافحہ کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کا اور ان کی قوم کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد قوم ازد ایک جمعیت کثیر کے ساتھ گزری اس کے سپہ سالار جندب بن عمرو الدوسی تھے۔ اسی جمعیت اور قوم کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ بھی کمان لٹکائے اور ترکش لئے ہوئے موجود تھے۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہنسے اور فرمایا تم کیوں؟ جبکہ تم لڑائی کے فن سے کم واقف ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا صدیق! دل تو یہ چاہتا ہے کہ جہاد کے ثواب میں شامل ہو جاؤں۔ دوسرے شام کے میوہ جات ان شاء اللہ العزیز کھانے میں آئیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت ہنسے۔

اس کے بعد لشکر عمرو بن العاصی کے زیر کمان جو جیش اور اس کے پیچھے قبیلہ کنانہ جس کے سردار ثم بن ہاشم الکنانی تھے آئے تمام قبائل یمن کے ساتھ جو یہاں آئے تھے ان کے اہل و عیال اور مویشی، گھوڑے، اونٹ وغیرہ موجود تھے۔ حضرت صدیقؓ یہ جاہ و حشم دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ مدینہ منورہ کے اردگرد ہر ایک قبیلہ نے علیحدہ علیحدہ پڑاؤ کیا۔ چونکہ ایک ہجوم عظیم اور فوج کثیر جمع ہو گئی تھی اس لئے کھانے پینے کی کفایت اور چارہ کی قلت ہوئی۔ سامان رسد میں کمی آ گئی۔ گھوڑوں کے دانے اور چارہ میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ دیکھ کر سرداران قبائل نے مجتمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض و معروض کی جائے کہ چونکہ یہاں کثرت ازدحام کے باعث تکلیف ہو رہی ہے اس لئے آپ ہمیں شام کی طرف روانہ کر دیجئے۔ اس باہمی مشورہ کے بعد یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس حاضر ہوئے اور سلام کر کے آپ

تو جناب والا سوار ہو لیں یا ہمیں حکم دیں کہ ہم بھی پا پیادہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا نہ میں سوار ہوتا ہوں اور نہ تمہیں اترنے کو کہتا ہوں۔ میں اپنی اس پیادہ پائی کے اجر کی امید اپنے مولیٰ کریم سے رکھتا ہوں۔

چنانچہ اسی طرح پیادہ آپ ثنیۃ الوداع[1] تک تشریف لائے۔ وہاں آ کر آپ ٹھہر گئے۔ یزید بن ابی سفیان نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، خلیفہ رسول! ہمیں آپ کچھ نصیحت اور وصیت کرتے جائیے۔ آپ نے فرمایا جب تم کسی مقام سے کوچ کرو تو چلنے میں ساتھیوں پر سختی نہ کرو۔ اپنی قوم اور اپنے آدمیوں کو سخت سزائیں مت دو۔ ہر کام میں مشورہ کرو۔ عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دو، ظلم و جور سے بچو اور دور رہو۔ کیونکہ کسی ظالم قوم نے فلاح و بہبود نہیں پائی اور نہ کسی قوم پر فتح حاصل کی۔ قرآن شریف میں موجود ہے اس پر عمل کرنا کہ واذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوهم الادبار ومن یولهم یومئذ دبره الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من الله۔ یعنی جس وقت تم کافروں کے گروہ سے مقابلہ کرو تو پیٹھ پھیر کر مت بھاگو۔ کیونکہ جو شخص اس وقت بھاگ جاتا ہے تو جنگ کو اکھاڑ دیتا ہے اور جس وقت اپنے دشمن پر فتح پا لو تو صغیر سن بچوں اور عمر رسیدہ بوڑھوں، عورتوں اور نابالغوں کو قتل نہ کرنا، کھجوروں کے درختوں کے قریب نہ جانا۔ کھیتوں کو نہ جلانا اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، حلال جانوروں کے علاوہ کسی جانور کو ذبح نہ کرنا، جس وقت تم دشمن سے کوئی عہد کر لو تو اس سے ہرگز نہ پھرنا۔ صلح جس وقت کر چکو تو صلح نامہ کی دھجیاں نہ بکھیر دینا۔

نیز یاد رکھو تم ایسے لوگوں سے بھی ملو گے جو اپنے عبادت خانوں میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس گوشہ نشینی کو اپنے زعم میں خدا کے لئے سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں اور ایسی قوم سے کوئی تعرض نہ کرنا جب کہ وہ اس خلوت و یکسوئی کو اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ نیز تم ان کے عبادت خانوں کو بھی ویران نہ کرنا اور نہ ان کو قتل کرنا تمہیں ایک قوم اور بھی ملے گی جس کے افراد شیطان کا گروہ اور صلیبان کے بندے ہیں۔ درمیان میں سے اپنا سر منڈاتے ہیں اور ان کا منڈا ہوا سر ایسا لگتا ہے مثل خارہ جانور کے گھر جیسا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے سر پر تلوار تیز کرنا اور تاوقتیکہ وہ اسلام نہ قبول کریں یا ذلیل ہو کر جزیہ نہ دیں اس وقت تک ان کو نہ چھوڑنا۔ اب میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا حافظ۔"

یہ کہہ کر آپ نے ان سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اور ان کے بعد ربیعہ بن عامر سے مصافحہ کر کے فرمایا۔

"ربیعہ بن عامر ثنیۃ الصغر[2] کے مقابلہ میں اپنی شجاعت دکھلانا اور اپنی عقلمندی ظاہر کرنا، خداوند تعالیٰ تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب کریں اور ہمیں اور تمہیں سب کو بخش دیں۔"

کہتے ہیں کہ لشکر اسلام منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مع ہمراہیوں کے مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ یزید بن ابی سفیان مدینہ شریف سے ابھی تھوڑی ہی دور نکلے تھے کہ چلنے میں آپ نے بہت تیزی کی۔ ربیعہ بن عامر نے اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو آہستہ آہستہ چلنے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ چلنے میں زیادہ تیزی نہ کرنا۔ اس کے جواب میں یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہمیں یہی حکم دیا تھا مگر جیسے کہ حضور والا نے ہمیں جنگل کی طرف روانہ فرمایا ہے اسی طرح آگے پیچھے اور فوج بھی بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں شام میں پہنچ کر سب سے پہلے سبقت کر لوں۔ ممکن ہے کہ دوسرے لشکر کے سامنے اور ملنے تک ہم کچھ فتح ہی حاصل کر لیں جس سے ہمیں تین طرح کے منافع

[1] ثنیۃ الوداع یعنی وداع و رخصت کا ٹیلہ اور جگہ۔ ۱۲ منہ
[2] مروزی۔ ۱۲ منہ

واقدی فرماتے ہیں کہ یاسر بن حصین کا بیان ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تین روز قبل مع اپنی فوج کے مقام تبوک پہنچ چکے تھے۔ چوتھے روز اصحاب رسولؐ کا ارادہ تھا کہ آگے بڑھیں کہ دور سے انہیں گرد و غبار اٹھتی نظر آئی۔ یہ دیکھ کر مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے ایک ہزار رضی اللہ عنہ ربیعہ بن عامر کی سرکردگی میں دے کر ایک کمین گاہ میں چھپا دیا اور ایک ہزار کو لے کر سامنے ہو گئے۔ لڑائی کے لئے صفیں مرتب کیں۔ چند نصائح بیان کیں، خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور فرمایا یاد رکھو خداوند تعالیٰ جل جلالہ نے تم سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اکثر جگہ فرشتوں کی فوج بھیج کر تمہاری مدد کی۔ قرآن شریف میں فرمایا:

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين۔

"اکثر مرتبہ کمتر تھوڑی اور چھوٹی جماعت بہت بڑی جماعت پر خدا کے حکم سے غالب آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔"

ہمارے آقا و مولا جناب رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ الجنة تحت ظلال السيوف کہ تلواروں کے سایہ تلے جنت ہے۔ مجاہدان اسلام سب سے پہلا لشکر جو شام میں جہاد کے لئے بنی اصفر کے مقابلہ پر آیا وہ تمہارا ہی ہے۔ اب جو مسلمانوں کے لشکر تم سے آ کر ملیں گے اس کے اصل تم ہی شمار ہو گئے۔ دوسرے لشکر تمہیں ملنے والے یا مددگار و معاون ہوں گے۔ تمہیں بھی چاہئے کہ تم وہی کر کے دکھلاؤ جو تمہاری طرف سے مسلمانوں کا گمان ہے۔ دشمن تمہارے مقابلہ پر ہے اس لئے احتیاط رکھو کہ وہ تمہارے قتل کی امید کرتے ہیں۔ تم خداوند تعالیٰ کی مدد کرو۔ باری تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔"

حضرت یزید بن ابی سفیان ابھی یہ نصائح کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے رومیوں کی فوج کے پیش رو اور اس کے پیچھے خود فوج آ پہنچی۔ عربوں کو کم دیکھ کر سمجھے کہ بس اتنی ہی فوج ہے۔ اپنی زبان میں نہایت کرخت آواز کے ساتھ آپس میں کہنے لگے جو تمہارے ملک پر قبضہ کرنے حرمت کی پرواہ نہ کی اور تمہارے بادشاہوں کے قتل کا ارادہ لے کر آئے ہیں پکڑ لو صلیب سے مدد چاہو تاکہ وہ تمہیں مدد دے اور ایک دم حملہ کر دیا۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ منہ توڑ جواب دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ دیر تک لڑائی رہی۔ رومی اپنی کثرت کی وجہ سے غالب آ گئے اور رومیوں نے سمجھا کہ ہم نے مسلمانوں پر قبضہ کر لیا۔ اچانک ربیعہ بن عامر مع اپنی فوج کے تکبیر کے نعرے لگاتے اور اپنے آقا و مولا سید البشر جناب رسول اللہؐ پر زور زور سے درود پڑھتے عربی گھوڑوں پر سوار ابر کی طرح گرجتے ہوئے نمودار ہوئے۔ آپ نے اس زور سے حملہ کیا کہ توحید کا علم لہرانے لگا۔ رومیوں نے جس وقت اس کمین گاہ سے آنے والے لشکر کو دیکھا ان کی ہمتیں پست ہو گئیں اور ان کے دلوں میں خداوند تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ ان کے پیر اکھڑ گئے اور بھاگ پڑے۔ ربیعہ بن عامرؓ کی نظر بطریق پر پڑی جو اپنے لشکر کو لڑائی کی ترغیب و تحریص دلا کر انہیں جنگ پر آمادہ کر رہا تھا۔ آپ نے قرینہ سے معلوم کیا کہ سالار لشکر معلوم ہوتا ہے۔ یہ موقع پا کر آپ نے نہایت بہادری اور دلیری کے ساتھ ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس کے تمام پہلو توڑتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ بطریق بے ہوش ہو کر گرا۔ رومیوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی بے تحاشا بھاگے اور میدان غلامان رسول اللہ کے ہاتھ رہا۔

واقدی عبداللہ بن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ اس لڑائی میں ہمارے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ نے دو ہزار دو سو رومیوں کو تہ تیغ

کسی وقت لڑو گے اور ہم پر بھی چڑھائی کرو گے۔ اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہماری یہ خواہش ہے کہ تم ہمارا دین قبول کر لو اور جو کلمہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی وہی پڑھو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو ہمیں جزیہ ادا کرو اور اگر ان میں بھی کسی طرح کا پس و پیش ہے تو پھر تلوار سب سے اچھا فیصلہ کرتی ہے۔" جرجیس نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے اور اس میں کونسا امر مانع ہے کہ تم ملک فارس پر چڑھائی کرو اور ہم سے صلح اور دوستی رکھو۔ آپ نے فرمایا ملک فارس کی نسبت چونکہ تمہارا ملک ہم سے قریب ہے اور خداوند تعالیٰ احکم الحاکمین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظۃ۔

ترجمہ: "یعنی جو کفار تم سے قریب ہیں ان سے لڑو اور چاہیئے کہ وہ تمہیں زیادہ قوی پائیں۔"

جرجیس نے کہا کہ کیا تم پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جیسے تمہارے نبی پر انجیل مقدس نازل ہوئی تھی۔ اس نے کہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم ہم سے اس شرط پر صلح کر لو کہ ہم تمہارے ہر ایک آدمی کو ایک دینار اور ایک اونٹ غلہ اور تمہارے سردار کو سو دینار اور دس اونٹ غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور سو اونٹ غلہ دے دیں اور ہمارے آپ کے درمیان ایک صلح نامہ بدیں مضمون مرتب ہو جائے کہ نہ تم ہم سے کبھی لڑو اور نہ ہم تم سے کبھی جنگ جو ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اول تو اسلام دوسرے جزیہ اور تیسرے تلوار ہے۔ اور جس اس نے کہا کہ ہم سے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جائیں۔ کیونکہ ہم اپنے دین سے بہتر کسی مذہب کو نہیں دیکھتے اور جزیہ سے بہتر مر جانا ہے۔ بس بہتر یہی ہے کہ ہم مر جائیں۔ تم ہم سے زیادہ جنگ جو نہیں ہو کیونکہ ہماری فوج میں اولاد عمالقہ اور عمالقہ مرد میدان تلوار اور نیزہ کے ماہرین موجود ہیں۔ اس کے بعد جرجیس نے دربان کو حکم دیا کہ مطیلہ نامی پادری کو بلا کر لائے تاکہ اس بدوی کے ساتھ مناظرہ کیا جائے۔

حضرت ربیعہ بن عامرؓ سے ایک پادری کا مناظرہ

واقدی کہتے ہیں کہ ہرقل بادشاہ روم نے اس فوج کے ساتھ ایک پادری روانہ کیا تھا جو اپنے دین کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مناظرہ میں بھی بہت مشاق تھا۔ چنانچہ وہ آیا اور جرجیس نے اس سے کہا کہ اے ہولی فادر (بزرگ باپ) آپ اس شخص سے ان کے دین کے متعلق کچھ دریافت کر کے ہمیں بتایئے۔ مطیلہ نے حضرت ربیعؓ بن عامر سے دریافت کیا کہ اے عربی بھائی! ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی عربی ہاشمی قریشی پیدا کرے گا جس کی علامت اور شناخت یہ ہو گی کہ اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بلا دے گا کیا تمہارے نبی کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے حضور سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ جل شانہ نے آسمانوں پر بلایا اور خود اپنی کتاب مجید میں اس کے متعلق فرمایا کہ:

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں تاکہ ہم اپنی نشانیوں میں سے دکھلا دیں۔" (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت)

پادری نے کہا ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس نبی اور اس کی امت پر ایک ماہ کے روزے فرض ہوں گے اور اس مہینہ کا

بھیجی گئی اور سوائے اسلحہ اور سامان جنگ کے شداد بن اوس کو پانچ سو سواروں کے ساتھ تمام مال و اسباب دے کر خلیفہ رسول کے حضور میں بھیج دیا گیا تاکہ اس سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو اور باقی لشکر ارض تبوک میں ٹھہر گیا تاکہ مسلمانوں کا آنے والا لشکر ان سے یہیں آن مل جائے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شداد بن اوس یہ اسباب لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو جس وقت مسلمانوں نے انہیں دیکھا تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں۔ اللہ اکبر کی گونجنے والی آواز حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچی تو آپ نے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! شداد بن اوس مال غنیمت لے کر آئے ہیں۔ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شداد بن اوس مع ہمراہیوں کے آ پہنچے اور سواریوں سے اتر کر اول مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد کی نوافل ادا کیں۔ پھر سردار دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سلام پڑھا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد فتح کی خوشخبری سنائی۔ رومیوں کے متعلق تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سجدہ شکر ادا کیا اور رومیوں کو ذلیل تصور فرما کر اس مال غنیمت سے مسلمانوں کا ایک دوسرا لشکر مرتب فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ایک خط اہل مکہ معظمہ کے نام ارسال فرمایا جس میں جہاد کی ترغیب دی گئی تھی جو حسب ذیل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اہل مکہ معظمہ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ابوبکر عبداللہ عتیق ابن قحافہ کی طرف سے تمام اہل مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات والوں کے نام ہے۔

"السلام علیکم۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد! میں نے مسلمانوں کی طرف سے ان کے دشمنوں پر جہاد کرنے اور ملک شام فتح کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے فرمان واجب الاذعان کے پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کیجئے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں "تم (جہاد میں) جایا کرو (خواہ) تھوڑے سامان سے ہو (خواہ) زیادہ سامان سے (ہو) اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم واقف ہو" یہ آیت تمہارے بھائیوں پر نازل ہوئی تھی اس لئے تم پر زیادہ حق ہے۔ جو شخص اس کو سچ کر دکھائے اور اس کے حکم کو نافذ کرے وہی سب سے زیادہ بہتر ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور جو شخص اس کام سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھے گا اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ تم جنت عالیہ کی طرف جس کے خوشہ انگور نزدیک ملنے والے ہیں اور جس کو خداوند تعالیٰ نے مجاہدین، مہاجرین اور انصار وغیرہ کے لئے تیار کی ہے دوڑو۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل"

آپ نے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگائی اور عبداللہ بن حذافہؓ کو دے کر روانہ کیا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر ایک گرجتی آواز سے پکارا۔ لوگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے وہ خط نکال کر سب کے سامنے پڑھا۔ اس کو سن کر سہیل بن عمرؓ، حارث بن ہشام اور عکرمہ بن ابی جہل کھڑے ہو گئے اور ایک زبان ہو کر کہنے لگے ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کر لیا اور رسول اللہؐ کے قول کو سچا مان لیا۔ حارث بن ہشام اور عکرمہ بن ابوجہل

نے کہا "قسم ہے خداوند تعالیٰ کی ہم دین خدا کی مدد و اعانت سے کبھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔ آخر اب تک ہم ان لوگوں سے جو ہم سے پہلے سبقت کر چکے پیچھے پڑے رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ جو اشخاص ہم سے قبل بازی لے کر چلے وہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے اور ہم ان سے اس نعمت عظمیٰ میں موخر ہے مگر کم از کم ہمارا نام ان نعمت لینے والوں کی فہرست میں تو لکھا جانا چاہئے۔

آخر عکرمہ بن ابی جہل اپنی قوم بنی مخزوم سے چودہ آدمی لے کر نکلے اور سہیل بن عمرو بنی عامر کے چالیس جوانوں کے ساتھ جن میں حارث بن ہشام بھی شامل تھے تیار ہو کر آ گئے۔ ان کے علاوہ مکہ معظمہ کے بہت سے آدمی ان کے ہمراہ ہو گئے اور یہ پانچ سو نفر کی ایک جماعت تیار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل دی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک خط قوم ہوازن اور ثقیف کے نام بھی تحریر فرمایا تھا۔ اس قوم نے بھی چار سو آدمی مدینہ شریف کی طرف چلے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن سعید سے روایت کرتے ہیں۔ ابو عامر کا بیان ہے کہ ہم طائف میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت صدیقؓ کا نامہ پہنچا کہ اس کے پڑھتے ہی ہوازن و ثقیف کے چار سو آدمیوں نے لبیک کہا۔ راستہ میں اہل مکہ معظمہ بھی ہم سے مل گئے۔ ہم کل نو سو سوار تھے جن میں سے ہر ایک شخص کا قول یہی تھا کہ میں تن تنہا نو سو سواران روم کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ ہم مدینہ طیبہ کی طرف چلے جس وقت مدینہ طیبہ میں پہنچے بقیع[1] میں پڑاؤ کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اطلاع پہنچی۔ آپ نے حکم بھیجا کہ جس جگہ آپ لوگوں نے پڑاؤ کیا ہے وہاں سے جس جگہ تمہارے دوسرے بھائی یعنی شرحبیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر ٹھہرے ہوئے ہیں چلے جاؤ۔ اس وقت یہ تمام حضرات جرف میں قیام پذیر تھے۔ ہم نے وہاں پہنچ کر تین روز قیام کیا۔ دوسرے رفقاء ہم سے آ آ کر ملتے رہتے تھے۔

شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول مع چند مہاجرین و انصار کے ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو کر آپ نے ایک بہترین تقریر فرمائی خداوند تعالیٰ کی حمد اور رسول ﷺ کی نعت کے بعد آپ نے فرمایا

"لوگو! اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں پر جہاں اور فرائض مقرر فرمائے ہیں وہاں جہاد بھی ایک فرض ہے جس کا ثواب بھی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اپنی نیتوں کو پاک و صاف اور اپنے رب العزت کے فریضہ کی ادائیگی اور اپنے ہادی برحق کی سنت کے اتباع میں جلدی کریں۔ آپ جس نیک کام کی طرف جا رہے ہیں اس میں دو ہی باتیں ہیں، فتح یا شہادت۔ اگر آپ کو شہادت نصیب ہوئی تو جو حضرات آپ سے پہلے انتقال کر چکے ہیں آپ ان سے جا ملیں گے اور جو شخص آپ میں سے مرے گا تو اس کا اجر باری تعالیٰ کے ہاں لازمی ہے۔"

عبداللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے ابو عامر سے کہا کہ آپ مجھ کو تعریف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بھی فرما دیں۔ آپ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ گندمی رنگ، چھریرے بدن، دراز قد کے آدمی تھے اور آپ کی ریش مبارک زیادہ گھنی نہیں تھی۔

---

[1] بقیع ایک جگہ کو کہتے ہیں جہاں ہر قسم کے درخت موجود ہوں۔ یہ جگہ مدینہ شریف کے قبرستان کو ہے۔ اسی جگہ اہل بیت اور اصحاب کبار کے مزارات ہیں۔ ۱۲ منہ

روم میں کام آ گئیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب ان گھوڑوں کو دیکھا تو چونکہ تمام گھوڑے زرد تھے[1] آپ بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے "خیل الیمن کحلہ ظلعہ" یعنی یمن کے گھوڑے پنڈلیاں تیز ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لشکر کے جمع ہونے سے ایک ہنگامہ اور شور برپا ہو گیا اور مہاجرین و انصار آ کر شامل ہو گئے اور ہر طرف سے ایک بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارادہ فرمایا کہ اس تمام لشکر پر حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن جراح کو امیر اور نقیب (تمام فوج کا افسر) اور ان کے طلیعہ[2] پر ... سعید بن خالد بن سعید بن عاص کو جو ایک شریف اور جوان شخص تھے سردار مقرر کریں۔ کیونکہ سعید بن خالد نے حضرت صدیق اکبرؓ کے حضور میں عرض کیا تھا کہ جس وقت آپ کا ارادہ ہوا تھا کہ میرے والد خالد کو جو جناب کی فوج کے افسر تھے اپنی برادری کا سردار مقرر کریں تو مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور آپ نے ان کو معزول کر دیا تھا حالانکہ انہوں نے اپنے آپ کو راہ خدا میں وقف کر دیا تھا۔ اسی طرح میں نے اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ آپ کی دعوت اور بیعت کو قبول کیا ہے۔ کسی موقع پر تفاوت نہیں کیا اگر اس وقت آنجناب اس برادری کو میرے تحت میں کر دیں تو مجھے امید ہے کہ واللہ باری تعالیٰ مجھے بھی عاجز نہ دیکھیں گے۔"

چونکہ سعید اپنے باپ سے لڑائی میں زیادہ تجربہ کار اور اچھے شہسوار تھے اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں ایک نشان مرحمت فرما کر دو ہزار سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے جس وقت یہ سنا کہ سعید بن خالد نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اپنی خواہش ظاہر کی تھی اور آپ نے ان کو دو ہزار سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔ تو آپ کو بہت برا معلوم ہوا۔ آپ حضرت صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا خلیفہ رسول اللہؐ! آپ نے یہ نشان سعید بن خالد کے واسطے تیار کرایا ہے حالانکہ دوسرے اشخاص ان سے بہتر تھے ان پر سعید کو ترجیح دی گئی۔ نشان جاتے وقت جو گفتگو سعید بن خالد نے دشمنوں کے خلاف کی وہ آپ اس بات کو نہ جانیے کہ میرے نزدیک یہ کسی کے مستحق نہیں تھے۔ قسم ہے خدا کی کہ میں نے کبھی ان کے منہ سے کوئی بات نہیں سنی اور نہ کبھی کسی طرح ان سے دشمنی کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ سے یہ سن کر بہت تشویش و فکر میں پڑ گئے۔ کیونکہ آپ کو یہ بھی برا معلوم ہوا کہ سعید کو معزول کریں اور یہ بھی ناگوار ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف کریں۔ اول تو حضرت عمر فاروقؓ کی محبت آپ کے دل میں، دوسرے ان کو خیر خواہانہ مشورہ دینے والے اور رسول اللہؐ کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ گھبرا کر اٹھے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے جا کر تمام قصہ بیان فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا حضرت، بابا جان! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ دین کی فلاح و بہبود پر نظر رکھتے ہیں اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ نصائح فرماتے ہیں۔ ان کے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کسی قسم کا بغض نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے ابو اروی الدوسیؓ کو بلا کر حکم دیا کہ سعید بن خالد کے پاس جا کر کہو کہ جو نشان تمہیں دیا گیا تھا اس کو میرے پاس واپس بھیج دو۔

۱۔ یاد رہے کہ عرب کے اصطلاح میں اقرح اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی سفیدی درہم سے کم ہو اور اردو میں ایسے گھوڑے کو ... کہا جاتا ہے اور اگر یہ سفیدی کے علاوہ دھبے واضح ہوں تو اردو میں ابلق کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

۲۔ طلیعہ عربی میں اس لشکر کو کہتے ہیں جو دشمن کی خبر گیری اور ان کی نقل و حرکت کو معلوم کر کے اطلاع دیتا ہے۔ اردو میں اس کو ہراول کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

ہیں اگر آپ خلیفہ رسول ﷺ سے میری سفارش کردیں کہ وہ مجھے ابوعبیدہؓ پر امیر مقرر کردیں تو بہت بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک جو کچھ میرا مرتبہ تھا اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں اور مجھے خداوند تعالیٰ سے امید بھی ہے کہ وہ میرے ہاتھ پر فتح دیں گے اور دشمنان دین کو ہلاک کردیں گے۔"

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو سچ ہے۔ میں تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا مگر میری یہ خوشی نہیں ہے کہ تم ابوعبیدہؓ پر حاکم ہو کر جاؤ۔ میرے نزدیک ابوعبیدہؓ کا مرتبہ تم سے بڑھا ہوا ہے۔ نیز سبقت اسلام بھی انہوں نے تم سے پہلے کی تھی۔ نبی ﷺ ان کے متعلق فرماتے تھے ابو عبیدۃ امین ھذہ الامۃ یعنی ابوعبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ عمرو بن عاص کہنے لگے اگر میں ان کا افسر بنا دیا جاؤں تو اس سے ان کی تحقیر یا تذلیل نہیں ہوتی نہ ان کے مرتبہ میں کوئی فرق آتا ہے۔ آپ نے کہا افسوس ہے عمرو! تو دنیا کا شرف اور مرتبہ چاہتا ہے۔ خدا سے ڈر، تقویٰ اختیار کر اور آخرت کا شرف چاہ۔ خداوند تعالیٰ کی طرف لو لگا۔ عمرو بن عاص کہنے لگے واقعی بات تو یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔

غرض عمرو بن عاص نے فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ فوج آپ کے زیر فرمان تھی۔ مکہ معظمہ کے باشندوں کا دستہ سب سے آگے تھا اور جس کے پیچھے بنو کلب، [illegible]، ہوازن اور ثقیف کے علی الترتیب رسالے تھے۔ مہاجرین و انصار کا لشکر اس لئے ٹھہر گیا تھا کہ وہ ابوعبیدہ بن جراحؓ کی سرکردگی میں جانے والے تھے۔ عمرو بن عاص نے اپنے لشکر ہراول کا سردار سعید بن خالد کو مقرر کیا تھا۔

ابو الدرداء کہتے ہیں کہ عمرو بن عاص کے لشکر میں میں بھی موجود تھا روانگی کے وقت جو نصیحتیں اور فرامین حضرت ابوبکرؓ نے بیان فرمائے تھے میں نے بھی ان کو خوب سنا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا:

"خداوند تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہنا، خلوت میں اللہ سے شرم کرنا کیونکہ وہ تیرے اعمال ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ تم یہ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہیں تم سے بہتر اور بزرگ و عزت والوں پر حاکم مقرر کیا ہے۔ آخرت کے لئے کام کرو۔ اپنے اعمال سے اپنے مولا حقیقی باری تعالیٰ کو خوش رکھو۔ اپنے ساتھیوں پر باپ جیسی شفقت کرو، چلنے میں جلدی اور بھاگ دوڑ مت کرو، ساتھیوں کے خبر گیراں رہو۔ ان میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں ضعیف و ناتواں بھی ہیں۔ اور تم کو دور کا سفر درپیش ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے دین کے ناصر ہیں اس کو تمام ادیان پر قوت دیں گے اگرچہ مشرکین کو یہ ناگوار معلوم ہو۔ جس وقت تم اپنے اس لشکر کو لے چلو تو جس راستہ سے یزید بن ابی سفیان، ربیعہ بن عامر اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گئے ہیں اس راستہ کو مت جاؤ بلکہ ایلہ کے راستے سے جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ فلسطین تک پہنچ جاؤ گے۔ وہاں پہنچ کر مخبر اور جاسوس مقرر کر کے ابوعبیدہ کے تمام حالات معلوم کرتے رہنا۔ اگر وہ اپنے دشمنوں پر ظفر یاب اور فتح مند ہوں تو تم فلسطین میں ہی دشمنوں سے لڑو؛ اور اگر انہیں تمہاری امداد اور کمک کی ضرورت ہو تو ان کی کمک کے واسطے یکے بعد دیگرے سہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام اور سعید بن خالد کے زیر کمان لشکر روانہ کرتے رہنا اور جس کام پر میں تمہیں مقرر کرتا ہوں اس میں کسی طرح کی سستی اور تغافل نہ کرنا۔ کاہلی سے جس قدر ممکن ہو بچنا۔ دشمن کی زیادہ فوج دیکھ کر یہ نہ کہنا کہ مجھے ابوبکر بن قحافہ نے دشمن کے ایسے نرغے میں پھنسا دیا اور اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں بھیج دیا کہ جس سے لڑنا ہماری قوت سے باہر ہے کیونکہ عمرو! تم بہت دفعہ دیکھ چکے ہو کہ بسا اوقات ہم باوجود قلت تعداد کے مشرکین کی بے شمار فوجوں سے لڑتے ہیں۔ واقعہ جنگ خیبر بھی تمہیں یاد ہوگا اور مسلمانوں کی فتح بھی آنکھوں کے سامنے پھرتی ہوگی۔

اے عمرو! مہاجرین و انصار اہل بدر تمہاری معیت میں ہیں ان کی تعظیم و تکریم کرنا، ان کے حقوق کو پہچاننا، ان پر اپنی حکومت کے گھمنڈ سے کسی طرح کی تعدی نہ کرنا۔ نہ اپنے دل میں کسی طرح کا تکبر کرنا کہ مجھے ابوبکرؓ نے چونکہ ان پر حاکم مقرر کر دیا ہے اس لئے میں ان سے بہتر ہوں۔ نفس کے فریبوں سے بچنا، اپنے آپ کو مثل ان کے ایک سپاہی سمجھنا۔ جس وقت کوئی کام درپیش ہو ان سے مشورہ کیا کرنا۔ نماز سب سے بڑی چیز ہے اس کا خاص انتظام رکھنا۔ جس وقت نماز کا وقت ہو فوراً اذان کہلانا، کوئی نماز بغیر اذان کے نہ پڑھنا۔ جس وقت تمام لشکر اذان کو سن لے تب آ کر نماز پڑھنا۔ لشکر میں سے جو حضرات تمہارے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں گے تو بہت افضل ہوگا اور جو شخص اپنی قیام گاہ پر خیمے میں ہی پڑھ لے گا اس کو بھی نماز کا پورا ثواب ہوگا۔

ایلچیوں کی بات خود سننا، دوسرے پر نہ ٹالنا، دشمن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ اپنے ساتھیوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی تاکید کرتے رہنا۔ محافظ اور نگہبان باری باری سے مقرر کرنا۔ پھر تم ہمیشہ ان پر محافظ رہنا۔ رات کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنا۔ جب کسی کو کوئی سزا دو تو زیادہ سختی نہ کرنا۔ اتنی مہلت اور ڈھیل بھی نہ دینا کہ خود تم پر ہی دلیر اور خیرہ ہو جائیں۔ جب تک ممکن ہو کسی کے درپے نہ لگنا کیونکہ خوف ہے کہ وہ بھاگ کر دشمن سے جا ملے اور تمہارے مقابلے پر اس کو کمک پہنچا دے۔ کسی شخص کے راز کی پردہ دری نہ کرنا اور محض ظاہری باتوں پر اکتفا کرنا۔ اپنے کام میں کوشش کرنا۔ دشمن سے مقابلے کے وقت خداوند تعالیٰ کی تصدیق کرنا، بات میں ہمیشہ وصیت کو مقدم رکھنا۔

ساتھیوں کو اس بات کی تاکید رکھنا کہ وہ کسی کام میں غلو اور زیادتی نہ کریں اور اگر کریں تو انہیں اس کی سزا دینا۔ جس وقت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرو تو مختصر نصیحت کرنا۔ اپنے نفس کی اصلاح کرنا تا کہ تمہاری رعایا کی اصلاح رہے۔ رعیت کی بہ نسبت بادشاہ اپنے فعل و عمل میں باری تعالیٰ سے زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں تمہارے اہل عرب ساتھیوں پر حاکم مقرر کیا ہے اس لئے ہر ایک قبیلہ اور ہر گروہ کی قدر و منزلت پہچاننا، مہربان باپ کی طرح ان سے سلوک کرنا۔ کوچ کے وقت تمام لشکر کی خبر رکھنا۔ کچھ لشکر ہراول کے طور پر مقرر کر کے آگے آگے رکھنا اور جن پر زیادہ اعتماد ہو ان کو اپنے پیچھے حفاظت کے لئے رکھنا۔ جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرنا، استقلال رکھنا، پیٹھ نہ پھیرنا تا کہ تمہاری بزدلی اور ضعف و عاجزی نہ ظاہر ہو۔ قرآن شریف کے پڑھنے کی ساتھیوں کو تاکید رکھنا کہ بالالتزام پڑھیں۔ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے ذکر و اذکار سے ساتھیوں کو روکنا کیونکہ اس سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

دنیا کی زیب و زینت سے اعراض کرنا حتی کہ تم ان لوگوں سے جو تم سے پہلے حالت تنگی میں انتقال کر چکے ہیں، جا ملو۔ جن کی مدح و تعریف قرآن شریف میں موجود ہے۔ ایسے لوگوں میں سے آپ کو شریک کرنا۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

وجعلناهم أئمة يهدون بأمرنا و أوحينا إليهم فعل الخيرات و إقام الصلوة و إيتاء الزكوة و كانوا لنا عابدين۔

"اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ وہ ہمارے حکم کی ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں میں نیک کام ڈال دیئے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے اور وہ ہمارے لئے عاجزی کرنے والے ہیں۔"

"بس اب خداوند تعالیٰ کی برکت اور مدد کے ساتھ رخصت ہو جاؤ۔ میں تمہیں خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، کافروں سے لڑو، جو شخص خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس کی باری تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔"

حضرت عمرو بن عاص کی سرکردگی میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ نو ہزار لشکر فلسطین کی طرف چل دیا۔ اگلے روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فوجی دستے تیار کرنے اور ان کو تمام افواج اسلامیہ کا سپہ سالار مقرر کرنے کا حکم دیا کہ اپنے لشکر کو لے کر جابیہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اور فرمایا امین الامت جو صحابہؓ میں سے عمرو بن عاص کو کہتے ہیں انہیں تم ان کے پیچھے ہو، میں اب تمہیں رخصت کرتا ہوں۔ ابوعبیدہؓ یوں کر رخصت ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جس وقت انہیں رخصت کر کے واپس تشریف لائے تو آپ نے خالد بن ولیدؓ کو بلوا کر قبیلہ لخم و جذام پر حاکم مقرر فرمایا اور ایک لشکر زحف[1] (تیار) جو نو سو سواروں پر مشتمل تھا آپ کے ساتھ کیا اور سیاہ رنگ کا ایک نشان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا آپ کو دے دیا۔ یہ نو سو سوار وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر جنگوں میں اپنی جانبازی کا ثبوت دے کر خراج تحسین وصول کر چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن ولید کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے ابوسلیمان! میں نے تمہیں اس تمام لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے تم ملک ایلیا اور قدس کی طرف یہ لشکر لے جاؤ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ ان ممالک کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ العزیز تمہاری نصرت و اعانت کریں گے۔"

یہ کہہ کر آپ نے انہیں رخصت فرمایا اور حضرت خالد بن ولید نے عراق کی طرف رخ کیا۔

روئیم بن عامر کہتے ہیں کہ اصحاب بن سیف مولیٰ ربیعہ بن قیس الشکری کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو لشکر ایلہ اور فلسطین پر سرکردگی حضرت عمرو بن عاص روانہ فرمایا تھا اور جس کے علمبردار سعید بن خالد بن سعید تھے میں اس میں موجود تھا۔ حضرت سعید بن خالد کو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں نشان تھا۔ آپ اس کو جنبش دیتے جاتے تھے اور یہ اشعار رجزیہ پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) ہم ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ جو بہترین قوم سے ہے چلے ہیں۔ اہل شام کے دشمنوں یعنی کافروں کی طرف، جو صلیب کے بندے اور برے لوگ ہیں، میں بہت جلد ان کو زمین پر تیغ براں سے گرا دوں گا۔ میں ان سے خوب اچھی طرح نیزہ بازی کروں گا اور میدان کارزار میں کسی چیز سے نہیں ڈروں گا۔ اس جنگ سے میرا مقصد سوائے اپنے رب کی جنتوں کے کچھ نہیں اور تاکہ قیامت کے روز میں بھی نیکوں کی صف میں کھڑا ہو جاؤں۔"

روئیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے ورکتن بن حذب سے سنا ہے وہ فتح شام کے ثقات راویوں کے حوالے سے فرماتے تھے کہ انہیں اشعار مذکورہ بالا کو شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز پڑھا تھا جس روز خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر کے پیچھے پیچھے روانہ کیا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب شام اور عراق کی طرف لشکران اسلام کو روانہ کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ خداوند تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے آپ کے دل میں بے حد قلق اور اضطراب تھا۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے اس رنج و الم کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے معلوم کر کے عرض کیا کہ جناب کو کس چیز کا رنج ہے؟

1. عربی میں زحف وہ لشکر ہے جو دشمن کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو۔ اس کتاب میں جہاں لشکر زحف آئے گا اس جگہ یہی لشکر مراد ہوگا۔ مترجم

آپ نے فرمایا مجھے مسلمانوں کی اطلاع کا غم ہے۔ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ ان کو دشمنوں پر فتح دیں گے اور خدا نہ کرے کہ مجھے ان کی وجہ سے کوئی غم اٹھانا پڑے۔

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ واللہ! مجھے کبھی کسی لشکر کے خروج سے آج تک اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی کہ اس لشکر کے جانے سے ہوئی جو ملک شام کی طرف گیا ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی حضرت محمدؐ سے اس کی فتح اور تسخیر کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ عزوجل کا قول اور وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا واللہ! مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ رسول اللہؐ کا قول بالکل حق اور سچا ہے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہم ضرور بالضرور روم اور فارس پر فتح یاب ہوں گے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ فتح اسی جنگ میں ہوگی یا کسی دوسرے موقع پر حاصل ہوگی اور کس لشکر کے ہاتھ سے ہوگی۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے کہا سچ ہے لیکن باری تعالیٰ جل مجدہ سے ہمیں اچھا گمان اور نیک ہی توقع رکھنی چاہئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خواب

کہتے ہیں کہ اسی رات حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خواب دیکھا کہ عمرو بن عاصؓ اپنے ساتھیوں کے ایک مجمع اور ایک تنگی کے اندر سخت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ میں اس سے نکلوں۔ آپ نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور آپ کی فوج نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ آپ یہاں سے نکلے اور اچانک ایک ایسے سرسبز و شاداب مقام پر پہنچ گئے کہ جو بہت زیادہ وسیع اور تر و تازہ مقام تھا۔ آپ نے یہاں پڑاؤ کیا اور وہیں تھہرا انہیں بہت آرام ملا۔ اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے تعبیر دی کہ مسلمانوں کو انشاء اللہ فتح ہوگی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں عمرو بن عاصؓ اور ان کی فوج کو سخت وقت کا سامنا ہوگا اور بعد میں کامیابی ہوگی۔

واقدی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت نیز زمانہ اسلام میں ہمیشہ سے معمول تھا کہ تجارت پیشہ لوگ (تجار) ملک شام سے گیہوں، جو، روغن زیتون، کشمش وغیرہ لا کر مدینہ طیبہ میں فروخت کیا کرتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ لشکر اسلام کی ترتیب اور فوج کی روانگی کا سامان فرما رہے تھے اس وقت بھی یہ تجار آئے ہوئے تھے۔ اہل فلسطین کے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جو احکام فرمائے تھے انہوں نے بھی سن لیے تھے۔ ہرقل بادشاہ روم سے جا کر انہوں نے یہ خبر نیز حالات جنگ تبوک جس میں مشرکین کو ہزیمت ہوئی تھی سب بیان کر دیئے۔ ہرقل نے تمام ارکان دولت ماہرین فن حرب اور پادریوں کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے مطلع کیا اور کہا۔

"اے بنی اصفر! یہ وہی معاملہ اور قصہ ہے جس کی خبر میں مدت سے تم کو دیا کرتا تھا۔ اس نبی کے اصحاب یقیناً میرا تاج و تخت چھین لیں گے اور وہ وقت بہت قریب ہے جب کہ وہ اس ملک کے مالک ہو جائیں گے۔ تبوک میں جو تمہاری فوج تھی وہ کاٹ ڈالی گئی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تمہاری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے اسے عنقریب پہنچا ہی سمجھو۔ اس وقت مناسب یہی ہے کہ تم خود دار بن جاؤ اپنے دین اور شریعت اہل و عیال اور جان و مال کی حفاظت کے واسطے دل مضبوط کر لو۔ اگر اس وقت تم سستی کر گئے تو یاد رکھو کہ عرب تم تمہارے ملک کی دولت اور مال پر قابض ہو جائے گی۔"

ع یہ خواب کا ترجمہ ہے چونکہ کچھ شکل سی ہوتے ہوتا ہے اس لئے جب ہی ترجمہ کر دیا گیا ۱۲ منہ

اور دور خندقوں کو کھینچتا اور کاٹتا چلا آ رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا۔ تم نے تو مسلمانوں کے دلوں میں کفار کا رعب بھر دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ان کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہیں۔ یہ بتلاؤ کہ تم نے ان کی کس قدر فوج کا اندازہ لگایا ہے؟ عامر نے جواب دیا کہ یا امیر! میں نے ایک بہت بلند پہاڑ پر چڑھ کر ان کے لشکر کا اندازہ کیا تھا۔ وادی الاحمر جو فلسطین میں ایک بہت بڑا مقام ہے ان کے نشانوں، جھنڈوں اور صلیبوں سے پٹا پڑا تھا۔ میری رائے میں ایک لاکھ آدمیوں سے وہ کسی طرح کم نہیں۔ مجھے اسی قدر معلوم ہو سکا ہے کہ وہ اور ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کی معافی چاہی جس سے مسلمانوں کے گھبرا جانے کا اندیشہ تھا۔

حضرت عمرو بن عاص کا لشکر اسلام سے خطاب اور مشاورت

حضرت عمرو بن عاص نے یہ سن کر مسلمانوں سے کہا "ہم خداوند تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ طاقت و قوت سب اسی بزرگ و برتر کے قبضہ میں ہے۔" پھر آپ صحابہ رسول اللہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا:

"لوگو! میں اور آپ امر جہاد میں برابر ہیں۔ خدا کے دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعانت چاہو اور اپنی شریعت اور دین کے واسطے دل کھول کر لڑو۔ جو شخص ہم میں سے قتل ہو گیا وہ شہید ہو گیا اور جو باقی رہا وہ سعید ہو گیا۔ جو کچھ تمہاری رائے ہو اس سے بھی مجھے اطلاع دو۔"

یہ سن کر ہر شخص نے اپنی عقل کے موافق جو رائے مناسب تھی بیان کی۔ بادیہ عرب کے ایک مرد نے کہا اے امیر! بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں ایک جنگل میں سے لے کر چلیں اور وسط جنگل میں پڑاؤ کریں۔ ان لوگوں کو اس جگہ حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اپنے قلعے اور مکانوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جس وقت ان کو ہمارے متعلق یہ خبر پہنچے گی کہ ان کا پڑاؤ بیچ جنگل کے بیچ میں ہے تو ان کی جمعیت متفرق ہو جائے گی۔ اس وقت ہم ان پر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیں گے اور اگر خدا نے چاہا تو کامیاب ہوں گے۔

سہیل بن عامر نے کہا کہ یہ مشورہ تو چرواہوں کا ہے۔ مہاجرین و انصار میں سے بعض حضرات نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ بہت تھوڑی جمعیت سے لڑتے بڑے بڑے لشکروں کو ہزیمت دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے نصرت اور مدد کا وعدہ فرمایا اور صبر کا حکم دیا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کا صابرین کے ساتھ اچھائی وعدہ ہوتا ہے۔ خود قرآن شریف میں فرمایا ہے

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظۃ–

"جو کفار تمہارے نزدیک ہوں ان سے لڑو اور وہ تمہارے اندر شدت اور سختی پائیں۔"

اور یہ تم خود جانتے ہو کہ ہم دشمن کے پاس موجود ہیں اور دشمن ہمارے قتل کے درپے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ قسم ہے خدا کی! میں ان کے مقابلہ اور کفار کے قتل سے کبھی باز نہیں آ سکتا اور نہ میری کچھ درمیان میں جا سکتی ہے۔ جس کا دل چاہے میدان جنگ میں ٹھہرے اور جس کا دل چاہے لوٹ جائے مگر یاد رہے کہ جو شخص نیک کام سے بھاگے گا خداوند تعالیٰ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

حضرت عمرو بن عاصؓ مسلمانان مذکور کا قول اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ تقریر سن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا اے ابن فاروق جو میری خواہش تھی وہ تم نے پوری کر دی اور جو میرے دل میں تھا وہ گویا تم نے اپنی زبان سے ادا کر دیا۔ میں چاہتا ہوں

آپ نے مسلمانوں کو آواز دے کر فرمایا تیار ہو جاؤ۔ میرا گمان غالب ہے کہ دشمن تمہاری طرف چل پڑا ہے اور اگر وہ ہم تک پہنچے گا تو ہم جنگ میں (انشاء اللہ العزیز) بہت جلد ان پر وسعت میدان تنگ کر دیں گے اگر وہ آیا تو ان کی قوت ٹوٹ جائے گی اور اگر ہم خود پیش قدمی کر کے ان کی طرف چلے تو مجھے کامل امید ہے کہ خداوند تعالیٰ ہمیں دشمن پر جیسا کہ اس کی عادت ہے فتح یاب فرمائیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے بجز اور اچھے ہی کام کی امید رکھنی چاہیے۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے اسی جگہ پڑاؤ رکھا۔ صبح کو کوچ کیا تو تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ سامنے سے لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ دو صلیبیں تھیں۔ ہر صلیب کے ماتحت دس ہزار سوار تھے۔ جس وقت دونوں لشکر قریب ہوئے تو ہم نے رومیوں کو دیکھا کہ ایک مست[1] ہاتھی کی طرح اپنی فوج کی ترتیب دے کر اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کر رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص بھی فوج کی ترتیب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اس طرح ترتیب دی کہ میمنہ پر ضحاک بن ابو سفیانؓ اور میسرہ پر سعید بن خالدؓ کو مقرر کیا اور ساقہ پر حضرت ابو الدرداءؓ کو کھڑا کیا اور آپ خود قلب پر مہاجرین و انصار کے ساتھ رہے اور آپ نے تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کے لئے فرمایا اور کہا یاد رکھو خداوند جل مجدہ تمہیں ایک نیک کام میں آزماتے ہیں تمہیں چاہیے کہ تم بلاؤں پر صبر اور ثواب کی طرف رغبت اور جنت کی خواہش کرو۔ اس کے بعد آپ نے طریقہ حرب پر صف بندی کی۔ رومیوں نے دور سے ہمارے لشکر پر ایک نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ ایسے طریقے سے ترتیب اور صف بندی کی گئی ہے کہ باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ملی ہوئی ہے اور گویا کہ تمام فوج ایک مضبوط قلعہ ہے ہر لشکری قرآن شریف پڑھتا ہے۔ ان کے گھوڑوں کی پیشانی سے نور چمکتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے مسلمانوں کی فتح اور اپنی ہزیمت اور عجز کا پتہ لگا لیا اور اس بات کو بھی طرح سمجھ گیا کہ میرے تمام لشکر کے دل میں میری طرف سے مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں کے لشکر کا انتظار کیا کہ دیکھیں کیا کرتا ہے اور غرور کا تکبر جاتا رہا۔

ابو الدرداء کہتے ہیں کہ لشکر اسلام میں سے سب سے اول جو شخص لڑائی کے لئے نکلا وہ سعید بن خالد بن سعید تھے جو حضرت عمرو بن عاص کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے نکل کر بلند آواز سے مبارزت کا نعرہ لگایا اور دشمن سے پکار کر کہا کوئی ہے جو مشرکین میں سے میرے مقابلے کے لئے آئے پھر خود ہی دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑ دیا۔ پھر دوبارہ حملہ کیا اور صفیں چیر ڈالیں تمام لشکر میں کھلبلی مچا دی۔ آخر دشمنوں نے مجتمع ہو کر آپ پر حملہ بول دیا اور آپ شہید کر دیئے گئے جس سے مسلمانوں کو سخت رنج پہنچا اور خصوصاً حضرت عمرو بن عاص کو بہت بڑا ملال ہوا۔ آپ نے کہا افسوس صد افسوس واللہ سعید تم نے راہ خدا میں خوب جان فروشی دکھائی۔ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا:

''بہادرو! تم میں سے کون سا بہادر ہے جو میرے ساتھ اس حملہ میں جو میں اب کرنے والا ہوں شریک ہو تا کہ میں اپنی قسمت آزمائی کر سکوں اور سعید بن خالد کا حال (جہاں وہ گئے ہیں جا کر) دیکھوں۔ ضحاک بن ابو سفیان، ذوالکلاع حمیری، عکرمہ بن ابو جہل، حارث بن ہشام، معاذ بن جبل، ابو الدرداء، عبد اللہ بن عمرو، سعید بن دارم، نوفل، سیف بن عبد الغفار، سالم بن عبید اور مہاجرین اہل بدر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فوراً جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔''

---

[1] فحل کا ترجمہ ہے عربی میں فحل اس جانور کو کہتے ہیں جو ... ہندی زبان میں ترجمہ ... ہے جیسے سانڈ وغیرہ مگر اردو میں ایسے وقت پر مست ہاتھی ہی بولتے ہیں۔ ۱۲ منہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم سب جوان تھے، ہم نے اس زور سے حملہ کیا کہ ہم دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ مگر چونکہ وہ ایک لوہے کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے ہمارے اس حملہ کی کچھ پرواہ نہ کی۔ جس وقت ہم نے ان کے اس استقلال کو دیکھا تو ایک نے دوسرے سے چیخ کر کہا ان کی سواریوں کو کاٹ ڈالو کیونکہ اس کے سوا ان کی ہلاکت کی کوئی دوسری تدبیر نہیں معلوم ہوتی۔ چنانچہ ہم نے ان کے گھوڑوں کے پیٹ میں نیزے بھونک دیئے جس کی وجہ سے ان کے گھوڑے گر پڑے اور انہوں نے ہم پر حملہ کیا ہم نے بھی حملہ کا جواب دیا بلکہ تمام افواج اسلام ٹوٹ پڑی۔ ہماری فوج ان کے لشکر میں ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے سیاہ اونٹ پر سفید نشان ہمارا شعار تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا رب انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اے رب آپ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمایئے)

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ ہم لڑائی میں اس قدر منہمک ہوئے کہ اشعار رجزیہ بھی نہ پڑھ سکے۔ اس قدر گھمسان کی لڑائی تھی کہ ہم حملہ کر رہے تھے مگر ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ ہماری ضرب کسی مسلمان پر پڑتی ہے یا کسی کافر پر مسلمان برابر بڑھتے رہے اور حالانکہ ان کی فوج بہت تھوڑی تھی مگر بڑی ثابت قدمی سے لڑے۔ انہوں نے اپنا کام خدا کے بھروسہ اور اس کی قدرت کے سپرد کر دیا تھا۔ مسلمانوں کا ہر ایک سپاہی ہاتھ سے تلوار مارتا تھا اور دل سے اللھم انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی من یتخذ معک شریکا (اے اللہ امت محمدؐ کو ان لوگوں پر جو آپ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں فتح دے) پڑھتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ زوال کے وقت تک برابر لڑائی ہوتی رہی ہوا چل رہی تھی اور فوجیں لڑ رہی تھیں۔ مجھے جو دعا رسول اللہؐ نے سکھلائی تھی میں اسے پڑھ رہا تھا اچانک میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دیکھا تو اس میں چند دروازے کھلے ہوئے اور ان میں سے بہت سے سوار سفید لباس میں زرد نشان لئے ہوئے کہ جن کی نوکیں چمک رہی تھیں نکلے ایک منادی فتح کی بشارت دے رہا تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس مدد پہنچ گئی ہے۔ میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ رومی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ منادی نے فتح کی آواز دی مسلمانوں کے گھوڑے چونکہ دشمن کے گھوڑے سے زیادہ تیز رو اور پے در پے دوڑنے والے تھے اس لئے فلسطین کی لڑائی میں ہم نے دس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ قتل کر دیئے۔ رات تک ہم نے ان کا پیچھا کیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس فتح سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور چونکہ مسلمانوں نے دشمن کا تعاقب کیا تھا (اور اب تک مسلمان واپس نہیں ہوئے تھے) اس لئے آپ کا دل ہمارے ساتھ ساتھ تھا۔

حضرت عمرو بن عتاب کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضرت عمرو بن عاص کو دیکھا کہ علم آپ کے ہاتھ میں تھا اور نیزہ شانے پر ڈال رکھا تھا۔ آپ ہاتھ ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے جو شخص میرے پاس لوگوں کو لوٹا لائے گا اللہ جل شانہ اس کے گمشدہ کو اس کے پاس لوٹا لائیں گے۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اہل عرب واپس آ گئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اس وقت آپ کہتے جاتے تھے جنہوں نے باری تعالیٰ کی رضا کی طلب میں محنت و مشقت اٹھائی ہے۔ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کر لیا۔ کیا آپ لوگوں کو یہ فتح جو باری تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی کافی نہیں تھی جو آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔ مسلمانوں نے جواب دیا ہمارا مقصود اس تعاقب سے غنیمت نہیں تھا بلکہ جہاد تھا۔

بہرحال جب مسلمان واپس آئے تو انہیں کوئی فکر اور کسی قسم کا غم نہیں تھا مگر جس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا تو

چنانچہ یہ سمجھ کر آپ نے ان سے دریافت کیا عامر! ملک کی کیا حالت چھوڑی؟ انہوں نے کہا خیریت ہے اور ساتھ ہی مبارک باد دی۔ یہ خط جناب کو حضرت عمرو بن عاص نے دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے جو فتح ان کے ہاتھ سے بخشی اس میں اس کی خبر مندرج ہے۔ آپ نے خط پڑھا اور فوراً سجدہ شکر ادا کیا۔

اس کے بعد ابو عامر نے کہا واللہ! اس فتح میں اچھے اچھے نیک لوگ شہید کر دیئے گئے۔ ان میں سعید بن خالد بن سعید بھی ہیں۔ سعید مرحوم کے والد چونکہ یہاں موجود تھے جس وقت آپ نے اپنے لڑکے کے متعلق سنا گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں آپ کی چیخ نکل گئی اور بہت افسوس کیا۔ آپ کا رونا دیکھ کر تمام مسلمان رو دیئے۔ حضرت خالد (والد سعید مرحوم) نے فوراً گھوڑا تیار کیا اور سوار ہو کر فلسطین جانے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے بیٹے سعید کی قبر کی زیارت کریں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا خالد کہاں چل دیئے حالانکہ تم مسلمانوں کے ایک رکن ہو۔ خالدؓ نے جواب دیا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں سعید کی قبر کی زیارت کروں اور میری یہ امید ہے کہ میں بھی ان سے جا ملوں۔ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ خاموش ہو گئے اور آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جواب لکھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا جواب حضرت عمرو بن عاصؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ تم کو معلوم ہوا کہ تمہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہمارے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا تو یہاں آ جاؤ اور اگر وہیں رہنے کا حکم فرمایا تھا تو وہیں رہو۔ تمام مسلمانوں کو سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آپ نے یہ خط لفافہ میں بند کر کے حضرت خالد بن سعید کو دیا۔ خالد ابو عامر دوسی کے ساتھ حضرت عمرو بن عاصؓ کے لشکر میں آئے۔ حضرت خالد نے حضرت عمرو بن عاص کو سلام عرض کر کے روتے روتے وہ خط دیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ ان کی طرف بڑھے اور ان سے معانقہ کیا۔ عزت سے بٹھلایا۔ ان کے لڑکے کی تعزیت کی صبر دلایا۔ اس کے بعد خالد بن سعید نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا تم نے دیکھا تھا کہ سعید نے اپنے نیزے اور تلوار کو کفار کے خون سے سرخ کیا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں سعید بڑی بہادری سے لڑے اور خوب جہاد کیا۔ انہوں نے کسی طرح کی کمی نہیں اٹھا رکھی۔ پھر آپ نے ان کی قبر دریافت کی۔ قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ بیٹا خداوند تعالیٰ تمہارے متعلق مجھے صبر عنایت کریں اور مجھے تم سے ملا دیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! واللہ! اگر مجھے خداوند تعالیٰ نے طاقت و ہمت بخشی تو میں تمہارا بدلہ ضرور لوں گا۔ مجھے باری تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تمہیں اجر و ثواب عنایت کریں گے۔ پھر آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں سریہ[1] (یک تاز) کے طور پر کافروں کی تلاش میں نکلوں۔ شاید کچھ غنیمت ہاتھ آئے یا دشمن کے کچھ سپاہی مل جائیں جن کو میں قتل کر کے بدلہ لے لوں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا بابا جانے بھائی! لڑائی تو سر پر موجود ہے جس وقت ایسا اتفاق ہو کہ دشمن سامنے آ جائے تو خوب دل کھول کر لڑنا اور دشمن کے کسی فرد کو مت چھوڑنا۔ خالد نے کہا میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو مگر میں ضرور جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر آپ نے سامان حرب درست کیا اور ارادہ کیا کہ تنہا چل دیں۔ مگر قوم حمیر کے تین سو جوان گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت

---

[1] سریہ عربی میں فوج کے اس دستہ کو کہتے ہیں جو رات کو چھپ کر دشمن کے قتل اور غارت کے لئے چلے اور سدہ وغیرہ دوڑ کے غالباً اردو میں اس کو یک تاز کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

عمرو بن عاصؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ حضرت خالد کے ہمراہ کہیں جانے کی اجازت مرحمت فرما رہے ہیں آپ نے اجازت دے دی۔ یہ تمام حضرات اسی روز چل کھڑے ہوئے ایک میدان میں پہنچ کر انہوں نے ارادہ کیا کہ یہاں پڑاؤ کر کے گھوڑوں کو چرنے کے واسطے چھوڑ دیا جائے اور پھر راتوں رات کہیں آگے بڑھا جائے گا۔

اچانک حضرت خالد کی نگاہ ایک بلند پہاڑی کے اوپر چند سفید لوگوں پر پڑی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میں نے چند سفید لوگوں کو اس اونچی پہاڑی کے اوپر دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے کہ وہ دشمن کے جاسوس ہیں ایسا نہ ہو کہ تکلیف دہ ثابت ہوں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ پہاڑی کی چوٹی پر ہیں اور ہم کھلے میدان میں ہیں ہم ان کے پاس کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اچھا جب تک میں واپس نہ آؤں تم یہیں ٹھہرے رہو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے اترے عمامہ باندھا تلوار حمائل کی کندھے پر ڈھال ڈالی اور چل دیئے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا اگر دیکھ لیتے تو یہ بات ظاہر ہے جو شخص اپنی جان خدا کے راستہ میں صرف کرتا ہے تو حق تعالیٰ بھی جس طرف میں کہوں وہ بھی اسی طرح کرے۔ یہ کہہ کر دس آدمی آپ کے ساتھ ہوئے اور تو ضرار تھا جو پہاڑی کی طرف چل دیئے۔ یہ لوگ (جاسوس) اپنی جگہ ابھی موجود تھے کہ یہ پہنچ گئے ان کے پاس پہنچ کر حضرت خالد نے بلند آواز سے فرمایا ان لوگوں کو پکڑ لو خدا تعالیٰ تمہارے ہاتھوں میں برکت دے۔ مسلمان بڑھے اور دو شخصوں کو قتل اور چار کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے ان کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم دیر التقیع اور جابیہ اور کفر الحزیرہ کے رہنے والے ہیں۔ عرب کی طرف سے ہمارے ملک پر چڑھ آئے ہیں۔ ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اکثر آدمی بھاگ کر قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ہم اپنا پیٹ لینے کے لئے یہاں آ گئے تھے۔ کیونکہ یہ پہاڑی بھی بہت زیادہ مامون ومحفوظ ہے۔ اس کی چوٹی پر اس غرض سے چڑھے تھے کہ کچھ حالات معلوم ہوں مگر آپ لوگوں نے ہمیں گرفتار کر لیا۔

حضرت خالدؓ نے دریافت کیا رومیوں کا لشکر کہاں تک پہنچ گیا ہے؟ انہوں نے کہا اجنادین کے مقام تک آ چکا ہے اور بادشاہ فلسطین کی طرف چلا گیا ہے تاکہ بیت المقدس کی حفاظت کرے۔ اجنادین میں تمام لشکر مع قیصر روم کے جمع ہوا ہے اور ایک مرد رسد لینے کے واسطے ہمارے یہاں آیا تھا اس نے چوپاؤں اور ذخیروں کو باربرداری کے لئے اکٹھا کیا ہے مگر اسے ڈر ہے کہیں اہل عرب ان پر نہ آ پڑیں۔ ہمیں تحقیق اتنی ہی خبر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ انہوں نے رسد کے لئے بہت کچھ جمع کیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے سن کر فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ تو مال غنیمت ہے۔ آپ نے دعا کی کہ الٰہ العالمین ان لوگوں پر ہماری مدد فرمایئے۔

پھر آپ نے ان سے سوال کیا کہ وہ کون سے راستہ سے جائیں گے؟ انہوں نے کہا اسی راستہ سے جس میں تم موجود ہو کیونکہ کشادہ راستہ یہی ہے اور رسد انہوں نے ایک ریت کے ٹیلے کے قریب جس کو تل بنی سیف (بنی سیف کا ٹیلہ) کہتے ہیں جمع کر رکھی ہے۔

حضرت خالدؓ نے ان سے یہ تمام باتیں سن کر فرمایا اچھا تم دین اسلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اور کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو دین صلیب سے واقف ہیں اور بس۔ ہم زراعت پیشہ لوگ ہیں ہمارے قتل کرنے میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت خالد نے چاہا کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ مگر بعض حضرات کی رائے ہوئی کہ انہیں اس شرط پر رہائی دی جائے کہ رسد کے مقام تک یہ ہمیں پہنچا دیں۔ انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا اور آگے آگے چلے۔ جس وقت یہ راستہ پر پہنچے تو حضرت خالد نے کسی

سلامتی و بہت بخش رہتے۔ لہٰذا ان کی جگہ حضرت خالد بن ولید مخزومی کو مقرر کر دینا چاہیے۔ آپ نے اس کے متعلق مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب نے جواب دیا کہ واقعی آپ کی رائے زیادہ مناسب ہے۔ تو آپ نے حضرت خالد بن ولید کو حسب ذیل تحریر فرمایا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت خالد بن ولید کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ بجانب خالد بن ولیدؓ

"السلام علیکم۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں مسلمانوں کے لشکر پر سپہ سالار مقرر کر کے رومیوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں۔ تم اللہ عزوجل کی مرضی و خوشنودی کے لئے اور خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے میں جلدی کرو اور جن لوگوں نے خداوند تعالیٰ کے راستہ میں دل کھول کر جہاد کیا ہے تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ۔"

اس کے بعد یہ آیت لکھی۔

یا ایہا الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم۔

"اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں سخت عذاب سے نجات دے دے۔"

میں تمہیں ابوعبیدہ جراح کی فوج پر حاکم مقرر کرتا ہوں۔ والسلام علیکم۔

یہ خط عامر بن طفیل الکنانی کو دے کر روانہ کیا۔ وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عراق کی طرف چلے۔ قریب ہی تھا کہ حضرت خالد قادسیہ فتح کر لیتے، جب انہیں یہ خط ملا۔ آپ نے پڑھ کر کہا اطاعت و فرمانبرداری اللہ عزوجل اور خلیفہ رسول اللہ کی ضروری ہے۔ آپ نے قادسیہ سے رات کی روشنی میں سماوہ کے راستہ سے کوچ کر دیا۔ ابوعبیدہ کو ان کی معزولی اور اپنے شام آنے کی اطلاع دی اور لکھا

"حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے افواج اسلام پر سردار مقرر فرمایا ہے جب تک میں آپ کے پاس نہ پہنچ جاؤں اس وقت تک آپ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں۔" (والسلام علیک!)

عامر بن طفیل رات کو جو افواج اسلام کے ایک بہادر سپاہی تھے یہ خط دے کر روانہ کیا۔ یہ خط لے کر شام کی طرف چلے۔ حضرت خالد بن ولید جس وقت ارض سماوہ میں پہنچے تو فرمایا:

"دوستو! اس جنگل کا سفر نہایت کٹھن ہے چیزوں اور مویشیوں کو یہاں پانی کے لئے چاہیے کیونکہ اس جگہ پانی کی قلت ہے اور ہمارے ساتھ لشکر ہے۔ آپ لوگ مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہیے؟"

رافع بن عمیرہ الطائی نے کہا اے امیر! اگر آپ میرے مشورہ پر عمل کریں تو بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے، جو تمہاری رائے میں آتا ہے کرو۔ انہوں نے بیس اونٹوں کو سات روز پیاسا رکھ کر پانی پلایا ان کے منہ باندھ دیئے، اونٹوں پر سوار ہوئے۔ گھوڑوں کو ساتھ لیا اور چل دیئے۔ جس جگہ پڑاؤ کرتے تھے ان میں سے دس اونٹ ذبح کر لیتے تھے ان

کا پیٹ چاک کر کے جو پانی نکلتا مشکیزوں میں بھر لیتے تھے جس وقت تشنہ ہوتا گھوڑوں کو پلا دیتے اور خود گوشت کھا لیتے تھے۔ ہر ایک پڑاؤ میں اسی طرح کیا آخر اونٹ ختم ہو گئے اور دو منزلیں ابھی پانی کے قطع کیں۔ حضرت خالدؓ اور ان کا لشکر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت بے تاب ہوا۔ قریب تھا کہ ہلاکت تک نوبت پہنچ جائے۔ حضرت خالدؓ نے رافع بن عمیرہ سے فرمایا۔ رافع! تمام لشکر جاں بہ لب ہے، کیا تمہیں کوئی ایسی جگہ جہاں پانی دستیاب ہو سکے معلوم ہے؟

رافع آشوب چشم (آنکھ دکھنے) میں مبتلا تھے، انہوں نے کہا اے امیر! جس وقت قراقر اور سوی کے مقام میں ہم پہنچ جاویں تو آپ مجھے اطلاع دیں۔ لوگوں نے چلنے میں سرعت سے کام لیا حتیٰ کہ اکثر سپاہی قراقر اور سوی کے مقام پر پہنچ گئے اور بعض پیچھے رہ گئے۔ رافع کو اس جگہ کی اطلاع دی گئی۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ آپ اپنے عمامہ کا پلہ آنکھ کے اوپر سے اٹھا کر اپنی سواری کو لے دائیں بائیں پھرنے لگے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف حلقہ کئے آپ کے ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ ایک جال ۱ (پیلو) کے درخت کے پاس پہنچے آپ نے زور سے تکبیر کہی۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ پھر آپ نے کہا یہ جگہ کھودو۔ اہل عرب نے کھودنا شروع کیا۔ دفعتہً دریا کی طرح پانی کا ایک چشمہ بہنے لگا۔ لشکر نے اسی جگہ پڑاؤ کر دیا اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت رافع کے ممنون ہوئے پانی خود بھی پیا اونٹوں کو پلایا، مشکیزوں میں پانی بھر کر جو لشکری پیچھے رہ گئے تھے ان کے لئے اونٹوں پر لاد کر لے چلے۔ پانی پی کر ان لوگوں کے دم میں دم آیا اور وہ بھی لشکر میں آ ملے۔ یہاں کچھ دیر آرام کر کے لشکر تیزی کے ساتھ چلا حتیٰ کہ ارک کے مقام میں ایک روز کا راستہ باقی رہ گیا تھا کہ ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سر راہ ایک سرائے ۲ (یا بیٹھک) بنی ہوئی تھی وہاں چند بکریاں اور اونٹ بھی موجود تھے۔ مسلمان اس غرض سے کہ دشمن کا کچھ حال ۳ یا اپنی قوم کی خیریت معلوم ہو چرواہے کی تلاش میں ہوئے، دیکھا تو وہ شراب پی رہا ہے اور ایک طرف ایک عربی شخص ہتھکڑیاں پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت عامر بن طفیل ہیں۔

حضرت خالدؓ کو اس واقعہ کی جلدی سے خبر دی گئی۔ آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر پہنچے۔ حضرت عامر بن طفیل کو دیکھ کر آپ نے تبسم کیا اور فرمایا۔ ابن طفیل! تم یہاں کس طرح قید ہو گئے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اے امیر! میں ان سرائے والوں کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ مجھے پیاس اور گرمی بہت زیادہ معلوم ہو رہی تھی، میں نے چاہا تھا کہ اس شخص سے کچھ دودھ لے کر پیوں گا۔ مگر میں نے اسے شراب پیتے دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ خدا کے دشمن حالانکہ شراب حرام ہے مگر تو اس کو پی رہا ہے۔ ایہا الامیر! اس نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ شراب نہیں ہے بلکہ پانی ہے۔ تم جھک کے دیکھو تاکہ اس کی بو اور رنگت سے تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ پانی ہے۔ اگر شراب ہو تو جو چاہو تم مجھے سزا دے سکتے ہو۔

---

۱ یہ شجر الاراک کا ترجمہ ہے۔ اراک عربی میں اس درخت کو کہتے ہیں جس کا ثمر مشہور ہوتا ہے اور اس کی مسواک بناتے ہیں۔ پنجاب میں غالباً اس کو پیلو اور اردو میں جال کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

۲ یہ لفظ حلہ کا ترجمہ ہے اور حلہ عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جو آدمیوں کے اترنے اور بیٹھنے نیز جمع ہونے کی جگہ ہو۔ لہٰذا ایسی سرائے یا بیٹھک ہی ہو سکتی ہے۔

۳ یہ ایک ایسی ہی عبارت کا ترجمہ ہے جس سے دونوں مضمون یعنی دشمن اور اپنی قوم سمجھا جاتا ہے اس لئے دونوں ترجمے کر کے عبارت میں لکھ دیئے گئے۔

رات دن میں یہی باتیں کرتا رہا۔ صبح رعایا کو بلا کر کہنے لگا۔ اب کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم عربوں سے صلح ہی کرنا چاہتے ہیں اور بعد از مصالحت ہم اپنے اپنے شہر میں رہیں گے۔

اس نے کہا میں بھی تم ہی جیسا ایک شخص ہوں تمہاری رائے میں جو آئے میں اس کے بھی خلاف نہیں کر سکتا۔ ارک کے چند دیدہ ور تجربہ کار، حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں آئے اور صلح کے متعلق عرضداشت پیش کی۔ آپ نے صلح منظور فرمائی اور ان کے ساتھ نہایت ملائم الفاظ میں گفتگو کی۔ خندہ پیشانی اور خاطر مدارات سے پیش آئے تاکہ باشندگان تخنہ، تدمر اور قریتین بھی یہ سن کر اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں اس بات پر صلح کرتا ہوں کہ میں اپنی فوج یہاں سے ہٹا لوں گا جو لوگ ہمارے دین میں آنا چاہیں انہیں ہم قبول کر لیں گے اور جو اپنے دین پر قائم رہنا چاہیں ان پر ہم جزیہ مقرر کر دیں گے۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل ارک سے دو ہزار چاندی کے درہم اور ایک ہزار سونے کے دیناروں پر صلح فرمائی تھی اور صلح نامہ لکھ کر دے دیا تھا۔ ابھی آپ نے یہاں سے کوچ نہیں کیا تھا کہ اہل تخنہ نے بھی صلح کر لی۔ جس وقت اس کی تدمر والوں کو خبر ہوئی تو وہاں کے حاکم کرکرتائی نے تمام رعایا کو جمع کر کے یہ کہا کہ مجھے اس بات کی اطلاع پہنچی ہے کہ اہل عرب نے ارک اور تخنہ کو صلح کے ذریعہ مسخر کر لیا ہے۔ نیز میں نے اپنے ہی آدمیوں سے سنا ہے کہ اہل عرب نہایت صلح جو، عادل اور نیک طبیعت کے آدمی ہیں۔ فتنہ و فساد کے خواہاں نہیں۔ ہمارا قلعہ اگرچہ بہت زیادہ محفوظ ہے۔ کسی شخص کی مجال نہیں کہ اندر گھس سکے۔ مگر ہمیں خوف ہے کہ ہمارے باغات اور زراعت کو نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ صلح کر لیں۔ اگر ہماری قوم نے ان کو فتح کر لیا تو ہم صلح فسخ کر دیں گے اور اگر اہل عرب فتح یاب ہو گئے تو ہم ان کی طرف سے مامون رہیں گے۔ رعایا کے آدمی یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے اس خوشی میں ایک ضیافت کا سامان کیا۔ حضرت خالدؓ بھی اتنے میں یہاں پہنچ گئے۔ اہل تدمر ان کی خدمت و مدارات میں کھڑے ہو گئے آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تین اوقیہ[1] سونے اور چاندی پر صلح کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔ مصالحت اہل تخنہ و تدمر حضرت خالد اس کے بعد ان سے زاد راہ اور چارہ خرید کر کے حوران کی طرف کوچ کر دیا۔

حضرت واقدی فرماتے ہیں کہ عامر بن طفیل حضرت خالد بن ولیدؓ کا خط لے کر جناب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ خط پڑھ کر ہنسے اور فرمایا الحمد للہ اللہ جل جلالہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو میں بسر و چشم قبول کرتا ہوں۔ پھر تمام مسلمانوں کو آپ نے اپنی معزولی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے مقرر ہونے کی اطلاع دی۔ انہی ایام میں آپ شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں چار ہزار سوار دے کر ان کو بصرہ کی طرف روانہ کر چکے تھے جنہوں نے وہاں پہنچ کر خیمے بھی نصب کر لئے تھے۔

بصرہ کا حاکم اس وقت روماس نامی ایک شخص تھا جو خود بادشاہ اور رومیوں کے نزدیک ایک نہایت بلند مرتبہ آدمی سمجھا جاتا تھا۔ یہ حاکم کتب سابقہ اور حالات انبیاء کا عالم اور نہایت طویل ڈیل ڈول کا شخص تھا۔ شام کے دور دراز شہروں سے رومی اس کے ڈیل کو دیکھنے اور مواعظ و نصائح کے کلام سننے کی غرض سے اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ بصرہ کی آبادی اس وقت بارہ ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی اور

[1] حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچ اوقیہ پر زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ دو سو درہم پر واجب ہے اور چالیس پانچ دو سو ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

خوب واقف تھا۔ اہل عرب حجاز اور یمن سے یہاں تجارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک خاص وقت اور موسم میں روماس کے لئے
لوہے کی ایک کرسی بچھائی جایا کرتی تھی جس پر یہ بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے گرد جمع ہو کر بیٹھتے اور اس کے علم سے مستفید ہوا کرتے تھے۔
جس وقت حضرت شرحبیل بن حسنہ نے بصرہ پر فوج کشی کی تو یہی موسم تھا اور لوگ کثرت سے اس کے پاس موجود تھے کہ دفعۃً
حضرت شرحبیل بن حسنہ کی فوج کی آمد سے بصرہ میں ایک شور و غوغا اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا قوم کو آواز دے
آواز دی۔ سب نے متفق ہو کر اس کی آواز کا جواب دیا۔ اس نے کہا تم ٹھہرو تاکہ میں مسلمانوں کی فوج میں جاؤں، ان کی
باتیں سنوں اور ان کا مطلب معلوم کروں۔

یہ کہہ کر حضرت شرحبیل بن حسنہ کے لشکر کے پاس آ کر آواز دی: اے قوم عرب! میں بصرہ کا حاکم روماس ہوں اور تمہارے
سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔ جس وقت حضرت شرحبیل بن حسنہ تشریف لائے تو اس نے کہا آپ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم
جناب محمدؐ جو نبی امی توریت و انجیل کی پیشین گوئی کے موافق مبعوث ہوئے ہیں ان کے صحابی ہیں۔ اس نے کہا کہ انہوں نے کیا
کام کیا؟ آپ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان کی روح قبض کر کے ان کے واسطے وہ جگہ تجویز کر دی۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ
کے نزدیک بہترین جگہ تھی۔ اس نے کہا ان کی جگہ پر کون شخص مقرر ہوا؟ آپ نے فرمایا حضورؐ کے بعد عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ حضرت
ابوبکرؓ جانشین ہوئے ہیں۔

روماس نے کہا "مجھے اپنے دین کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور یقیناً تم شام اور تمام عراق پر قابض ہو جاؤ گے۔
ہم تم سے یہ مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کم آدمی ہو اور ہماری جمعیت بہت زیادہ ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ملک کی
طرف لوٹ جاؤ۔ ہم تم سے کسی طرح کا تعرض نہیں کریں گے۔ عربی بھائی ابوبکر میرے دوست اور رفیق ہیں اگر وہ موجود ہوتے تو
مجھ سے کبھی نہ لڑتے۔"

آپ نے فرمایا دین کے متعلق اگر خود ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی ہوں تو وہ ان کی بھی کبھی رعایت نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ وہ
مسلمان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کو کسی طرح کا ذاتی اختیار نہیں ہے، وہ خود مکلف ہیں اور ہمیں باری تعالیٰ جل مجدہ نے تم سے جہاد کا
حکم فرمایا ہے۔ تین امور میں سے جب تک ایک بات عمل میں نہ آ جائے اس وقت تک ہم کبھی نہیں جا سکتے۔ اول یہ کہ اسلام میں داخل
ہو جاؤ، دوسرے جزیہ دو۔ ان میں سے ایک بات بھی منظور نہ ہو تو پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

روماس نے جواب میں کہا "مجھے اپنے دین اور ایمان کی قسم! اگر میرے قبضہ میں ہوتا تو میں تم سے کبھی نہ لڑتا کیونکہ مجھے معلوم
ہے کہ تم حق پر ہو۔ مگر یہ رومی قوم مجتمع ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے پاس لوٹ کر انہیں سمجھاؤں اور ان کا عندیہ معلوم کروں۔"
حضرت شرحبیلؓ نے فرمایا، بہت اچھا، ذرا جلدی کیجئے۔ کیونکہ ہم آپ سے جو ایک دفعہ کہہ چکے ہیں کہ یا جنگ یا جزیہ یا اسلام،
دوبارہ کر کے نہیں کہیں گے۔

روماس اپنی قوم کے پاس گیا اور ان کو جمع کر کے کہا: اے حاملین دین نصاریٰ اور اے تمام گروہ! تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ
تمہارے ممالک میں اہل عرب کا آنا، تمہارے اموال کا لوٹنا، تمہارے سرداروں اور بہادروں کو قتل کرنا جو خود تمہاری کتابوں میں تحریر
ہے اس کا وقت یہی ہے اور وہ زمانہ قریب آ گیا ہے۔ تمہارے پاس نہ دمشق کے برابر غلہ اور نہ خود تم رومیوں جیسے بہادر ہو۔
فلسطین کے میدان میں عرب کے ایک چھوٹے سے دستہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بہادروں کو مار ڈالا اور باقیوں کو ہزیمت دے

کر بھگا دیا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے ہم پر عراق کی طرف سے چڑھا چلا آ رہا ہے۔ اور کہ تدمر، اور حوران اس نے فتح کر لئے ہیں اور وہ بہت جلد یہاں پہنچ جاوے گا۔ میرے نزدیک یہی بہتر اور مناسب ہے کہ ہم اس عرب قوم کو جزیہ دے کر اپنے آپ کو ان کی حفاظت میں دے دیں اور اس طرح اس بلا کو اپنے سر سے ٹال دیں۔" جس وقت اس کی زبان سے اس کی قوم نے یہ الفاظ سنے آگ بگولا ہو گئے۔ اس کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس نے یہ حالت دیکھ کر فوراً کہنا شروع کیا کہ میں تو مذہب کے متعلق تمہاری حمیت اور غیرت دیکھنا چاہتا تھا ورنہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ان کے مقابلے میں سب سے پہلا جانے والا شخص ہوں۔

واقدی کہتے ہیں کہ رومی یہ کہہ کر جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اپنے لشکر کو تیار کیا۔ بصریٰ تک پہنچے اور حملہ کا ارادہ کیا۔ شرحبیل بن حسنہ نے دیکھ کر اپنے لشکر کو حسب ذیل تلقین کی۔ خداوند تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرماویں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے اور خداوند تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے راستہ میں گرے اور وہ آنسو ہے جو خدا کے خوف سے جاری ہو۔ دشمن سے دل کھول کر لڑو۔ تیروں سے چھلنی کر دو اور تیروں کو مل کر ایک ساتھ چھوڑو تاکہ ضائع نہ جائیں پھر یہ آیت پڑھی:

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون۔

"اے ایمان والو! اللہ سے جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرو اور تم نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔"

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے ہلہ بول دیا۔

ماجد بن رویم العبسی کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت شرحبیل کے اس لشکر میں موجود تھا۔ دشمن نے بارہ ہزار جوانوں کے ساتھ یہ کہہ کر اب بازی لے لیں گے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم ان کے مقابلے میں ایسے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو پر کچھ سفیدی (یا جیسے بازو پر سفیدی) ہم نے اس جنگ میں اس شخص کی طرح جو موت اور سخت آفت کے وقت صبر کر لیتا ہے صبر کر لیا تھا دو پہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ دشمن برابر سمجھتا رہا کہ وہ فتح حاصل کر لے گا۔ میں نے اس حالت میں حضرت شرحبیل کو دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

یاحی یاقیوم یابدیع السموات و الارض یاذوالجلال و الاکرام اللہم انک قد وعدتنا علی لسان نبیک بفتح الشام و فارس اللہم انصر من یوحدک علی من یکفر بک اللہم انصرنا علی القوم الکافرین۔

"اے ہمیشہ زندہ قائم رہنے والے اور اے آسمان و زمین کے بنانے والے، اے بزرگی و اکرام والے! اے رب العالمین! آپ نے فتح شام اور فارس کا وعدہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ اے اللہ! آپ اس کی مدد جو آپ کی وحدانیت کا قائل ہے کافر کے اوپر کیجئے اور اے خداوند قوم کافرین پر ہمیں نصرت بخشئے۔"

خدا کی قسم! حضرت شرحبیل نے ابھی دعا کو بھی ختم نہیں کیا تھا کہ مدد پہنچ گئی۔ دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اپنے دل میں یہ طے کر چکا تھا کہ اب فتح ہو گئی۔ اچانک حوران کی طرف سے ایک اندھیری رات کی طرح گرد و غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ جس وقت ہمارے قریب آیا تو اس میں چند گھوڑے دکھائی دیئے۔ پھر نشان اور جھنڈے معلوم ہونے لگے۔ ہماری طرف وہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل سے اس دین مبین کی قوم کافرین پر مدد فرمایئے"۔

حضرت شرحبیل یہ دعا پڑھ رہے تھے اور مسلمان آپ کی دعا پر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ پھر ایکبارگی زور سے حملہ کیا۔ دشمن نے خیال کیا کہ قلعہ گر پڑا جس سے دشمن کے پیر اکھڑ گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ زمین نعشوں سے پٹ گئی۔ شہر پناہ کے دروازے پر پہنچ کر بے خودی میں ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔ قلعے میں گھس کر اس کے دروازے اور برجوں میں پناہ لی۔ نشان اور صلیبوں کو بلند کیا اور قلعے بند ہو گئے۔ بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع دیتے اور کمک طلب کرنے کی ٹھان لی۔

عبداللہ بن رافع کہتے ہیں کہ بصری جس وقت شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ گئے تو ہم نے ان کا تعاقب چھوڑ کر لشکر کا شمار کیا۔ بعض لشکریوں کو مفقود دیکھ کر میدان کارزار میں نعشوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے دو سو تیس آدمی جن میں اکثر قوم بجیلہ اور ہمدان سے تھے کام آئے ہیں۔ نیز روسا میں سے بدر بن حملہ جو بنی ثقیف کے حلیف تھے اور علی بن رفاعہ، مازن بن عوف، سہل بن ناشط، جابر بن مرارہ، ربیع بن حامد اور عباد بن بشر (خداوند تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائیں) بھی شہید ہوئے ہیں۔ لشکر نے مال غنیمت حاصل کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن کا حکم فرمایا۔

ایک پہر رات کے گزرنے کے بعد عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق "معمر بن راشد، مالک اشتر نخعی اور لشکر زحف کے سو نوجوانوں نے اپنی فوج کے چاروں طرف گشت لگانا شروع کیا۔ یہ حضرات پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک گھوڑے بھڑکے، گھنٹیاں کھڑکیں اور ہنہنانے لگے جس کی وجہ سے مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ ایک کمبل پوش شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمن اس کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ پکڑ لیں۔ مگر اس نے کہا ذرا تحمل کیجئے، میں حاکم بصرہ ہوں۔ آپ نے اسے پکڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے لا کھڑا کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا۔ اس نے کہا اے امیر! میری قوم نے مجھے دھتکار دیا اور کہا کہ گھر میں بیٹھ رہو ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ میرا مکان شہر پناہ کی دیوار سے چونکہ بالکل متصل ہے، رات کی تاریکی میں میں اپنی اولاد اور صغیر بن ہجویل سے ایک میں ایک کو بہل کر آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اپنے چیدہ چیدہ اور بہادروں سے کے چند جوان روانہ کر دیں تا کہ وہ شہر پر قابض ہو جائیں۔ آپ نے یہ سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنی سرکردگی میں سو نوجوان منتخب کر کے روماس کے ہمراہ چلے جاؤ۔

ضرار بن ازور کہتے ہیں کہ جو سپاہی شہر میں داخل ہوئے تھے ان میں میں بھی تھا۔ جس وقت ہم روماس کے مکان پر پہنچے اس نے ہمارے واسطے خزانہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلحہ تقسیم کئے اور کہا رومیوں کا لباس پہن لو۔ ہم نے ان کا لباس پہن لیا اور شہر کے ہر چار طرف پچیس پچیس سوار کھڑے کر دئے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس وقت تم ہماری تکبیر کی آواز سنو تو تکبیر کہنا۔ ضرار کہتے ہیں کہ ہمیں جن جن مقامات پر متعین کیا گیا تھا وہاں پہنچ کر حملہ کے لیے تیار کھڑے ہو گئے۔

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے معتبر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستہ کے سواروں کو متعین کرنے کے بعد خود بھی زرہ پہنی اور روماس نے بھی ایک زرہ پہن کر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک تلوار پیش کی جس کو آپ نے اپنے اسلحہ اور لباس میں شامل کر لیا۔ روماس حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ میں ہاتھ لے کر اس برج کی طرف جس میں وردان اور اس کے ساتھی رہتے تھے لے چلا۔ جس وقت یہ حضرات برج کے قریب پہنچے تو

قوم پر ان کرتا تھا کہ بگڑ گیا ہوگی۔ اپنے شہر کے سرداروں سے روماس کو نکالنا چاہا۔ روماس ان کو لے کر گئے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر کہنے لگے میرا ارادہ ہے کہ میں اس جگہ قیام نہ کروں بلکہ جہاں آپ تشریف لے جائیں وہاں آپ کے ہمراہ چلوں۔ جس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے ہاتھوں سے فتح کرا دیں اور تمام شام پر آپ کا قبضہ ہو جائے تو وطن چونکہ ایک محبوب چیز ہے اور ہر شخص اپنے وطن کی آغوش میں رہنا پسند کرتا ہے اس لئے پھر لوٹ آؤں۔

واقدی کہتے ہیں کہ مسلم بن عامر اپنے دادا نجیح بن قرط سے روایت کرتے ہیں کہ روماس ہمارے ساتھ ہر ایک معرکہ میں شریک رہے۔ دشمنوں کے ساتھ شدید مقابلہ کیا اور جاں فشانی سے اس میں ان کا مقبول کام کیا۔ حتیٰ کہ رومی حاکم نے تمام بصریٰ کی اور بموجب درخواست ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) ان کو بصریٰ کا گورنر (والی۔ حاکم) مقرر فرمایا۔ یہ بہت تھوڑے دنوں وہاں کی حکومت کر کے اپنے ایک لڑکے کو جو اس کی یادگار تھا گرامی رہے پھر ملک بقا ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مترجم)

کہتے ہیں کہ فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند شخصوں کو روماس کے مال اسباب کے لئے کہ وہ شہر میں سے اٹھا کر یہاں لے آئیں اور اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائیں مقرر کیا۔

قصہ زوجہ روماس

جس وقت وہ اس مکان میں پہنچے تو دیکھا کہ روماس کی بیوی اس کے ساتھ لڑ جھگڑ رہی ہے اور اس سے طلاق کی خواہاں ہے۔ انہوں نے اس کی طرف مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارا انصاف اور یہ فیصلہ تمہارے سردار لشکر کے پاس ہوگا۔ مسلمان اس کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ ان سے فریاد کرنا شروع کی۔ ایک رومی شخص نے جو عربی زبان جانتا تھا کہا کہ یہ اپنے خاوند روماس پر دعویٰ کرنا چاہتی ہے۔ آپ نے ترجمان کے ذریعہ دعویٰ اور نالش کا سبب دریافت فرمایا۔ اس نے بیان کیا کہ میں آج شب سوئی ہوئی تھی میں نے خواب میں ایک نہایت خوب صورت شخص کو جس کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شہر نیز تمام شام اور عراق ان عربوں کے ہاتھ فتح ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم) ہوں۔ اس کے بعد مجھے دولت اسلام ہوئی اور میں مسلمان ہو گئی۔ آپ نے مجھے قرآن شریف کی دو سورتیں یاد کرائیں۔

راوی کہتا ہے کہ ترجمان سے یہ قصہ سن کر سب کو تعجب ہوا اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمان سے کہا کہ ہمیں یہ دونوں سورتیں سنائے۔ اس نے الحمد للہ رب العالمین اور قل ھو اللہ احد پڑھ کر سنا دیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تجدید اسلام کیا اور اپنے شوہر سے مطالبہ کیا کہ مسلمان ہو جائے یا مجھے طلاق دے دے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس قول سے ہنسے اور پھر فرمایا سبحان من وفقهما پاک ہے وہ ذات جس نے ان دونوں میں موافقت بخشی۔ پھر آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ اس کا خاوند اس سے پہلے مشرف باسلام ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد اہل بصریٰ سے ایک تعداد معین پر جو اہل بصریٰ کو بھی ناگوار نہیں تھی مصالحت کر لی اور یہ چاہا کہ ایک شخص کو اپنا نائب وہاں پر مقرر کر دیں تا کہ اہل بصریٰ اپنے اغراض و مقاصد اس کی طرف لے جا سکیں۔

کلوس اسی مصیبت کو لے کر اپنی روز انطاکیہ سے چل پڑا جس وقت حمص میں پہنچا تو اس نے واضح طور پر اہل حمص کو بیتاب پایا۔ اہل حمص کو اس وقت اس کے آنے کی خبر پہنچی اس کی ملاقات کے لئے نکلے۔ آگے آگے پادریوں اور رہبانوں کو لیا ان کے سامنے عود عنبر کی انگیٹھیاں ان کے سینوں سے لگی تھیں جس وقت یہ اس کے قریب پہنچے سب سے پہلے لشکر کے سامنے تقدیس بیان کی ہے۔ کلوس پر معمودیہ کا پانی چھڑکا، فتح کی دعا مانگی۔ کلوس ایک رات دن یہاں قیام کر کے شہر جوسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اہل جوسیہ نے بھی باشندگان حمص کی طرح اس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد بعلبک پہنچا۔ یہاں کے مرد و زن کا چہرہ غبار آلود اور بال پریشان تھے آئے۔ کلوس نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ عربوں نے ارکہ، تدمر اور حوران، بصریٰ فتح کر لیا ہے اور سنتے ہیں کہ دمشق لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کلوس نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ عرب اس وقت جابیہ کے مقام پر ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ انہوں نے شہر اور قلعوں کو کس طرح فتح کر لیا۔ انہوں نے کہا سردار! یہ صحیح ہے کہ اہل عرب جابیہ میں ہیں اور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی مگر ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے اور جس نے یہ مقامات فتح کئے ہیں وہ عراق سے آیا ہے اس نے کہا اس کے ساتھ کتنا لشکر ہوگا انہوں نے کہا ڈیڑھ ہزار۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم ابھی اس کا سر کاٹ کے اپنے نیزے پر لٹکاؤں گا۔ اس کے بعد یہاں سے رخصت ہو کر دمشق کی طرف چلا۔

جو صوبہ دار یا گورنر ہرقل کی طرف سے دمشق پر متعین تھا اس کا نام عزرائیل تھا۔ رومیوں کے نزدیک اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی۔ اس کے ماتحت تین ہزار سوار اور پیادے رہا کرتے تھے۔ جس وقت کلوس دمشق میں پہنچا تو حکام اور رؤسائے دمشق نے اس کا استقبال کیا اور بادشاہ کا وہ فرمان جس میں اسے مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اس کے سامنے پڑھا۔ کلوس نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا میں تمہاری طرف سے ان کے ساتھ لڑوں گا تمہارے شہر سے دشمنوں کو بھگا دوں گا۔ مگر اس میں یہ ایک شرط ضروری ہے کہ تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال دو کیونکہ میں تنہا اس کام کے لئے موجود ہوں اور اکیلا دشمنوں کو بھگا دوں۔ انہوں نے کہا جناب ایسے وقت میں جب کہ دشمن سر پر چڑھا ہو ہم اس کام کو کس طرح کر سکتے ہیں؟ کہ ایک سردار کو نکال دیں بلکہ ایسے وقت میں اگر دس سردار بھی میسر آ جائیں تو ہم ان کو بطیب خاطر منظور کر سکتے ہیں تاکہ عربوں کے ساتھ ان کی مدد سے مقابلہ کر سکیں۔

عزرائیل نے یہ کیفیت سن کر کہا جس وقت اہل عرب یہاں آ جائیں اور ان سے مقابلہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ہم میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ایک روز ان کے مقابلہ کے لئے نکلے، جو شخص ان کو ہزیمت دے دے شہر اسی کے قبضہ اور تصرف میں رہے۔ جہاں دیدہ اور تجربہ کار لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی بات پر فیصلہ ہو گیا۔ عزرائیل کلوس کی طرف سے اور کلوس عزرائیل کی جانب سے بغض و عداوت لے کر اپنی فرودگاہ کی طرف واپس چلے گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ رومی روزانہ باب جابیہ کی طرف نکل کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی اطلاع لینے کے لئے تین میل[1] تک جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرقیہ کی جانب سے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا

[1] یہ فرسخ کا ترجمہ ہے فرسخ عربی میں تین میل کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

بھوکی اور مزدور قوم تھی، کھانے کو چینا، جو، زیتون کا تیل، نچوڑنے کو چھواروں کی گٹھلی میسر آتی تھی۔ جس وقت ہمارے علاقہ میں آئے ہماری غذائیں کھائیں ہم پر ہی شیر ہو گئے۔

جرجیس اور حضرت خالدؓ کی باہمی گفتگو

بس جہاں تک پہنچنا تھا پہنچ چکے اور جو کچھ کرنا تھا کر گزرے۔ اب بادشاہ نے تمہارے مقابلہ کے لئے ایک ایسے شخص کو روانہ کیا ہے جو کسی طرح انسانوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ کبھی کسی معرکہ میں بڑے بڑے بہادروں کی پرواہ کر سکتا ہے۔ جس کے متعلق میں تم سے تذکرہ کر رہا ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جو میرے برابر کھڑا ہوا ہے تمہیں چاہئے کہ اس سے احتراز کرو تا کہ تمہاری حالت اس شیر جیسی نہ ہو جائے جس کو اس نوجوان چرواہے نے مار ڈالا تھا۔ اس نے از روئے شفقت و مہربانی سے کچھ گفتگو کرنے کے متعلق مجھے حکم دیا ہے۔ لہٰذا میں دریافت کرتا ہوں کہ یہاں آنے سے تمہارا منشاء اور غرض کیا ہے اور کیا چاہتے ہو تم ایک ایسے دریا میں تیرنے کے لئے آئے ہو جس کی موجیں تھپیڑے مار مار کر غرق کر دیتی ہیں اور اگر اس کا پانی پی لیا جائے تو حلق میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ اگر سپہ سالار لشکر اسلامیہ تم ہی ہو تو اپنے دل نیز تمام لشکر سے قبل اس کے کہ یہ شیر تم پر حملہ آور ہو اور اپنے زبردست چنگل سے تمہیں پھاڑ ڈالے صلاح و مشورہ کر لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت اس کی یہ چرب زبانی اور فصاحت و بلاغت سن لی تو آپ نے فرمایا، خدا کے دشمن ہم پر مثالیں کستا ہے۔ یاد رکھو اللہ اگر ذی شان ہم تمہیں ایسا سمجھتے ہیں جیسا شکاری جال میں چڑیوں کو کہ وہ جال میں چاروں طرف پکڑتا پھرے جاتا ہے۔ نہ ان کی کثرت سے گھبراتا ہے نہ قبضے سے کسی کو چھوڑتا ہے۔ ہمارے شہر اور قحط کے متعلق جو تو نے بیان کیا یہ واقعی ٹھیک ہے مگر باری تعالیٰ جل مجدہ نے اب اسے بہتر بدل سے بدل دیا ہے۔ چینا کے بجائے گیہوں، میوہ جات، گھی اور شہد عنایت فرمایا۔ یہ ملک ہمارا ہے، ہمارے رب نے ہمیں بخشا ہے اور اس کا وعدہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کیا ہے۔ باقی تیرا یہ کہنا کہ کیا چاہتے ہو سو ہم تین باتوں کے خواہاں ہیں۔ اسلام۔ جزیہ یا جنگ، تا وقتیکہ احکم الحاکمین جو خیر الحاکمین ہے کوئی قطعی فیصلہ نہ کر دیں۔ رہا یہ امر کہ یہ بدکردار شخص ایسا ہے اور ویسا ہے تو یاد رکھ ہمارے نزدیک ذلیل سے ذلیل اور مردک سے بدتر مردک شخص ہے۔ اگر یہ سلطنت کا رکن اور پیش پیش ہے تو ہم اسلام کے خادم اور رکن۔ مقدم و ہراک حوران جنت اور بھری کے مالک اور بادشاہ ہیں اور میرا نام خالد بن ولید ہے۔۔۔۔

جس وقت جرجیس نے آپ کا کلام (بلاغت نظام) سنا تو چہرہ متغیر ہو گیا اور لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ آیا۔ کلوس نے یہ دیکھ کر کہا سخت افسوس ہے کہ تو نے اول شیر کی طرح حملہ کیا اور پھر خوف زدہ ہو کر پیچھے لوٹ آیا۔ جرجیس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے دین کی قسم! میں اسے اوباش آدمیوں سے سمجھا تھا یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ایک حملہ آور مینڈھا اور بے زین کر دینے والا شہسوار ہے۔ یہ ایک ایسی قوم کا سردار اور حاکم ہے جس نے دنیا کو شر سے بھر دیا۔ اس لئے تو ہی اس پر حملہ اور استقدام کر کے اپنی بہادری کے جوہر دکھلا۔

کلوس نے جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا اپنی زین پر اس پتے کی طرح جو تیز ہوا میں ہلتا ہے تھر تھر کانپنے لگا اور جرجیس سے کہا کہ اس سے کہو لڑائی کل پر موقوف رکھی جائے۔ جرجیس نے کہا میں کہے دیتا ہوں مگر مجھے یقین نہیں کہ اسے منظور کر لیں گے۔ اس کے بعد جرجیس نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا اے اپنی قوم کے سردار! میرا ساتھی کہتا ہے کہ ان سے کہو کہ یہ اپنے

سے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ پھر میدان کارزار کی طرف یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے چل دیئے۔

(ترجمہ اشعار رجزیہ) "اے مولا! آپ کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور ان نعمتوں کے دینے والے آپ نے جو بخشی ان کا شکر ہے۔ کفر و ظلمت کے بعد آپ نے ہم پر احسان فرمایا۔ شرک اور ظلم کی تاریکیوں سے ہم کو نکال دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ نے ہمیں نجات دی اور جو نعمتیں ہم میں تھیں جدا کر دیں۔ عزت، نصرت اور ہدایت کے ساتھ ہماری تائید کی اور ہم کو تیرا نام کے لقب کے ساتھ مشرف فرمایا۔ ہمارا وعدہ ہے ہمارا وعدہ اسے پورا کر دیجئے۔ دشمنوں کو جلدی عذاب کا مزہ چکھا دیجئے۔"

واقدی فرماتے ہیں کہ جس وقت جرجیس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف سے بھاگ کر رومیوں تک پہنچا ہے تو غم و فکر کا اثر نمایاں تھا لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کس نے بھگایا اور تیرے پیچھے ایسی کیا چیز دوڑی آ رہی ہے کہ تو اس قدر پریشان ہے؟ اس نے جواب دیا کہ موت اور ایسی موت جس سے مقابلہ نہیں ہو سکتا اور ایسا شیر جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ وہ مسلمانوں کا سپہ سالار اپنی قوم کا سردار جو میدان کارزار کی طرف اپنے پورے زور و قوت سے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ ہم جہاں اور جس جگہ بھی جا کر چھپیں ہمارے قتل میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔ میں بہت کوشش اور دوڑ دھوپ کر کے جان بچا لایا ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو ہم اس سے صلح کر لیں۔ رومیوں نے یہ کہہ کر کہ بدبخت کیا یہ بات بھی کوئی بات تھی کہ تو شکست کھا کر بھاگ آیا؟ جواب تو نے ہمارے دلوں میں رعب و خوف ڈال دیا ہے، چاہا کہ قتل کر دیں مگر جس وقت قلوس گرفتار ہو گیا تو عزرائیل کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اب بادشاہ کا مصاحب گرفتار ہو چکا ہے اس نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ تمہاری آپس میں یہ شرط طے ہو چکی تھی کہ ایک روز جنگ تم کرو گے اور ایک روز وہ، چنانچہ اس روز وہ مقابلہ کے لئے گیا، اب تو جا اور اسے قتل کر دے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ شخص خالد اگر قتل ہو گیا تو کوئی دوسرا عربی شخص اس کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر میں قتل ہو گیا تو تم سب بغیر چرواہے کی بکریوں کی طرح رہ جاؤ گے۔ اس کے مناسب یہی ہے کہ سب مل کر ایک متفقہ حملہ کر دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو مرتے دم تک بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اس طرح تو ہزاروں جانیں قربان اور ہزاروں عورتیں بیوہ ہو جائیں گی۔

ان میں ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قلوس کے آدمی جو اس کے مصاحبین میں سے تھے چیختے چلاتے عزرائیل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تیرا مرتبہ بادشاہ کے نزدیک قلوس کے برابر نہیں تھا۔ تم نے اور اس کے مابین یہ شرط ہو چکی تھی اس نے اپنی شرط کو پورا کر دیا۔ وہ چونکہ اب گرفتار ہو چکا ہے اس لئے اب تم کو مقابلے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ ورنہ پھر ہمارا اور تیرا مقابلہ ہے۔ عزرائیل نے جواب دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ میں اس بدوی سے ڈر گیا ہوں۔ میں دونوں مقابلے کے لئے تم لوگ اب میں میدان جنگ میں جو رہا ہوں دونوں حریف کے آدمی دیکھ لیں گے کہ ہم میں کون بہادر ہے اور شہسوار اور مرد میدان کون ہے۔

عزرائیل سامان حرب سے تیار ہوا، زرہ پہنی اور ایک تیز گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے واسطے نکلا۔ جس وقت آپ کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ عربی بھائی اتر آ۔ میرے نزدیک ہو، مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں۔ (یہ ملعون عربی زبان خوب جانتا تھا) جس وقت آپ نے اس کی زبان سے یہ کلمات سنے غصہ میں بھر گئے اور فرمایا خدا کے دشمن تو ہی آگے آ جا کہ تیرا سر توڑ دوں۔

نی کے عربی بھائی! آپ مذاق کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا میری دل لگی اور مذاق تلوار کی ضرب ہے تا کہ اس کی وجہ سے میرا رب مجھ سے خوش ہو جائے۔ لے ہوشیار ہو میں پھر وار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار چمکی، بڑھی۔ مگر ہاتھ اوچھا پڑا اور دشمن اس وار سے بچ گیا۔ آپ کے دبدبہ اور صولت سے حریف کانپ اٹھا اور سمجھ گیا کہ مقابل پر فتح پانا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ یہ سوچ کر وہ بھاگا اور آپ نے تعاقب کیا۔

مقابلہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع عزرائیل

عامر کہتے کہ میں فوج کے قلب میں دونوں حریفوں کا تماشہ دیکھ رہا تھا، جس وقت عزرائیل بھاگا ہے، چونکہ اس کا گھوڑا آپ کے گھوڑے سے زیادہ تیز تھا اس لئے آپ اس کا پیچھا نہ پا سکے۔ اس نے جس وقت مڑ کر آپ کو دیکھا تو آپ چونکہ پیچھے رہ گئے بے وقوف یہ سمجھا کہ بدوی مجھ سے خوف کھا گیا ہے۔ یہ سوچ کر اپنے دل میں خیال کیا کہ کیوں نہ انہیں گرفتار کروں اور کس لئے نہ اس جگہ کھڑا ہو کر اس کے آنے کا منتظر رہوں۔ مسیح مجھے فتح دے اور اس کے مقابلے میں میری اعانت کرے۔ اس خیال نے اکھڑے ہوئے قدم پھر جما دئے۔

اب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب تھے۔ آپ کا گھوڑا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اور اس میں تھکن کے آثار نمایاں تھے جس وقت آپ اس کے قریب پہنچے دشمن نے للکار کر کہا اعرابی یہ نہ سمجھنا کہ میں خوف کھا کر بھاگا بلکہ تمہارے لشکر سے دور لا کر تمہارے پکڑنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بات تو خداوند عالم الغیب ہی خوب جانتا ہے اس نے کہا عربی بھائی اب بھی اپنے اوپر رحم کھا لڑائی مول لے کر اپنی جان جوکھوں میں نہ ڈال اور خود کو میرے حوالے کر دے، اور اگر موت ہی کی تمنا ہے تو میں قابض ارواح ہوں، ملک الموت عزرائیل ہوں اسی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں

آپ نے فرمایا۔ خدا کے دشمن میرے گھوڑے کے پیچھے رہ جانے سے تیرے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا۔ یاد رکھ! اگر میرا گھوڑا تھک گیا تو پاپیادہ ہو کر اگر تو نہ بھاگا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے کود پڑے اور تلوار کو حرکت دی اور شیر ببر کی طرح جھپٹے۔ جس وقت عزرائیل نے آپ کو پاپیادہ دیکھا اور حوصلہ بڑھ گیا اور آپ کے گرد اگرد گدھ اور چیل کی طرح منڈلانے لگا اور چاہا کہ بڑھ کر تلوار سے زیر کرے مگر آپ سنبھلے طرح دی اور للکار کر سامنے ہوئے اور اس قوت کے ساتھ حضرت خالد بن ولید نے گھوڑے کے ایک ہاتھ مارا کہ گھوڑا اٹک کر زمین پر آ رہا۔

عزرائیل کی گرفتاری اور حضرت ابوعبیدہؓ کی آمد

دشمن اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے تعاقب کیا کہ خدا کے دشمن تیرا اسم نام تجھ پر غصہ ہو رہا ہے اور چاہتا ہے کہ تیری جان نکال لے تو تیار ہو جا۔ یہ کہہ کر آپ اس کی طرف بڑھے اور جھک کر زمین سے اوپر اٹھا لیا۔ ارادہ تھا کہ تلوار کا ایک ہاتھ مار دیں۔ مگر جس وقت رومیوں نے اپنے سپہ سالار کو شیر اسلام کے پنجہ میں دیکھا چاہا کہ دفاعی حملہ کر کے چھڑا لیں کہ اچانک مسلمانوں کا ایک لشکر موحدوں کی ایک فوج بہ سرکردگی امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ آ پہنچی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاصد بصریٰ سے آپ کے پاس بھیجا تھا جو آپ کو راستہ میں ملا اور آپ اس کے ہمراہ اس

پرواہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دے رہی ہے جو دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کروں۔ اگر تم اپنے مقابلے کی طاقت اور لڑائی کی ہمت دیکھو تو
مقابلہ کے لئے ڈٹ جاؤ ورنہ واپس چلے آنا۔ حضرت ضرار نے کہا "یا ابن ولید! واللہ! آپ نے آج میرے دل کو اتنا خوش کیا
ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا ہی تنہا اس کام کو انجام دے سکتا ہوں"۔ آپ نے
فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم واقعی تم ایسے ہی چست و چالاک و جانباز ہو مگر باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے آپ کو ہلاکت میں پڑنے سے منع
فرمایا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جن بہادروں کو میں نے تمہارے ساتھ جانے کے لئے منتخب کیا ہے ان کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔

حضرت ضرارؓ کا وردان کے مقابلے کو جانا

کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلح ہو کر چلنے میں عجلت سے کام لینا چاہا مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے فرمایا۔ خدا تمہاری جان پر رحم کرے ٹھہر جاؤ اور رسالے کے مرتب ہونے تک صبر کرو۔ حضرت ضرار نے جواب دیا واللہ! میں اب نہیں
ٹھہر سکتا۔ جو شخص جہاد کو افضل جانتا ہو وہ مجھ سے خود ہی آ ملے گا۔ یہ کہہ کر آپ بہت تیزی سے چلے۔ جس وقت آپ بیت لہیا میں
(یہ وہ مقام ہے جہاں آزر[2] بت تراشا کرتا تھا) پہنچے۔ آپ نے توقف فرمایا اور اتنے میں آپ کے ہمراہی بھی پہنچ گئے۔ جس
وقت آپ کا رسالہ یہاں مکمل ہو چکا تو آپ نے رومیوں کے لشکر کی طرف دیکھا جو ٹڈی دل کی طرح منتشر ہو رہا تھا اور لیاس سے
طلوس پہاڑی سے اتر رہا تھا اور ان کی زرہیں اور خود سورج سے چمک رہے تھے۔ جس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں دیکھا حضرت ضرار بن ازور سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! یہ لشکر بہت بڑا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم لوٹ چلیں

آپ نے فرمایا: واللہ! میں اللہ کے راستہ میں لڑوں گا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہے ان کا اتباع کروں گا۔
مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کبھی پشت دے کر بھاگتے نہیں دیکھیں گے اور انشاء اللہ کہیں بھی اس بندہ کو پیٹھ پھیرنے میں منحرف نہ
پائیں گے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ فلا تولوهم الادبار۔ یعنی تم پیٹھ نہ پھیرو۔ جب وہ یہ فرماتے ہیں اور میں اگر لوٹ جاؤں تو ان کی
نافرمانی کروں گا اور گنہگار ہوں گا۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا اے قوم! بے دینوں سے کیا ڈرنا۔ کیا خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے اکثر جگہ تمہیں فتح نہیں بخشی اور کیا
ہمارے چھوٹے سے دستوں نے بڑی بڑی جمعیتوں کا منہ نہیں پھیر دیا۔ لہٰذا صبر کے ساتھ جمے رہو تم فتح یاب ہو جاؤ۔ محسنین اولین کے اور
تضرع وزاری کرو بارگاہ میں رب العالمین کے اور جیسا کہ اصحاب طالوت نے جالوت کے مقابلے کے وقت دعا مانگی تھی تم بھی
مانگو ربنا افرغ علینا صبرا (یعنی اے رب ہمیں صبر عنایت کیجئے) اور اس آیت کی تلاوت کرو۔

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

ترجمہ: "اکثر مرتبہ قلیل جماعت کثیر پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں"۔

رافع بن عمیرۃ کی یہ تقریر سن کر ان کے دلوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ان کی زبانوں پر جاری ہوا کہ باری تعالیٰ ہمیں میدان
سے بھاگتے ہوئے نہ دیکھیں۔ ہم کفار کے ساتھ ضرور لڑیں گے۔ حضرت ضرار نے جس وقت ان کا یہ کلام سنا تو یہ کہا کہ انہوں نے

---

[1] خوشی اور فرحت کے وقت اس لفظ کو عرب میں بولتے ہیں یعنی مجھ کو اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ ۱۲ منہ

[2] آزر پدر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام۔ ۱۲ منہ

نے چاہا کہ آپ کی طرف گھوڑوں کی باگیں پھیر دیں۔ آپ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہے تھے

(ترجمہ اشعار) موت حق ہے میں اس سے کہاں بھاگ سکتا ہوں۔ جنت تھوڑی نعمت سے بہتر ہے یہ میری شہادت ہے اے حاضرین! تم گواہ رہنا اور یہ میرے تمام کام رب جلیل کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔

آپ نے اشعار پڑھتے پڑھتے جو آپ کی طرف رومی بڑھ کر آئے تھے حملہ کر دیا۔ رومی حملے سے منتشر ہو گئے آپ مردوں کی تلاش میں آگے بڑھے۔ رومیوں نے پیچھے سے پھر بڑھنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ ہر چہار طرف سے حملہ روکتے تھے۔ جس رومی کے سینہ پر آپ کا بھالا پڑتا وہی بہت تڑپتا اور جو سوار آپ کے قریب ہوتا وہ زمین پر آ رہتا۔ اسی طرح آپ نے رومیوں کے اکثر بہادروں کو خاک و خون میں لوٹا دیا اور بڑے بڑے جانبازوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ آخر آپ نے مسلمانوں کو آواز دی۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔ "اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جو اس کے راستے میں صف باندھ کے گویا وہ سیسہ پلائی ایک دیوار میں مقابلہ کرتے ہیں۔"

ابھی تک مسلمان آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں کا لشکر ان کی طرف شور مچاتا ہوا بڑھا۔ مسلمان بھی ان کی طرف بڑھے اور زور سے معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ حران بن وردان نے حضرت ضرار تک پہنچ گیا اور آپ کو زور سے ایک نیزہ مارا جو آپ کے بائیں بازو میں لگا۔ آپ کا ہاتھ سست پڑ گیا اور درد کرنے لگا۔ بپھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے نیزہ مقتول کے سینے پر تان کے مارا جو اس کی چیرتا ہوا پار نکل گیا۔ جس وقت آپ نے نیزہ کھینچ کر باہر نکالنا چاہا تو چونکہ نیزہ کا پھل ہڈی کی جڑ میں اٹک گیا تو نیزہ ٹوٹا اور جب ہی بھالا اندر رہ گیا تھا اور پھل کے نکلا۔ جس وقت رومیوں نے آپ کا نیزہ خالی دیکھا تو پل پڑے اور چاروں طرف سے گھیر کر آپ کو قابو میں کر لیا۔

حضرت ضرار کی گرفتاری

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آپ کو گرفتار دیکھا تو بے حد شاق گزرا۔ ایک دفعہ تو غصہ آیا کہ آپ کو چھڑا لیں نہایت شدت کے ساتھ حملہ کیا لیکن ناکام رہے۔ اب مسلمانوں کے پیر اکھڑ چکے تھے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے روکا اور کہا۔

"حافظو! اور اے قرآن کے حاملو! کہاں جاتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو خدا کے دشمنوں سے ڈر کے بھاگتا ہے وہ خدائے قہار کے قہر و غضب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے مجاہدین صابرین کے لئے کھلے ہوئے ہیں دین کے حاملو! صبر کرو اور ان صلیب کے بندوں پر حملہ کر دو یاد رکھو! اگر تمہارا سپہ سالار اور سردار گرفتار ہو گیا ہے تو خدا وند تعالیٰ جل مجدہ زندہ ہیں جو تمہیں دیکھ رہے ہیں اور میں بھی تم سے آگے پیشوا ہو کر موجود ہوں۔"

یہ سنتے ہی مسلمان مقتدی مجاہد ٹھہرے ہوئے تھے اور آپ کے زیر کمان ہو کر حملہ آور ہو گئے بہت سے رومیوں کو قتل کیا اور اکثر سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضرت ضرار کی گرفتاری اور مسلمانوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ رومی کتنے ہیں؟ مخبر نے جواب دیا بارہ ہزار سوار۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہیں تھی کہ

دشمن کی تعداد اس قدر زیادہ ہے ورنہ میں کبھی اپنی قوم کو ہلاکت کی طرف روانہ نہ کرتا۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ رومیوں کی فوج کا جرنیل کون ہے؟ کہا والی حمص وردان ہے اور حضرت ضرار بن ازورؓ نے اس کے لڑکے ہمدان کو قتل بھی کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیج کر مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے مستفسر کو لکھا بھیجا کہ جس آدمی پر تمہیں زیادہ اعتبار ہو اس کی ماتحتی میں کچھ فوج اب شرقی میں چھوڑ کر تم دشمن کے مقابلے میں پہنچ جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انہیں بھیڑ کی طرح ذبح کرو گے اور ہر شخص کو چکی میں رکھ کر پیس دو گے۔ آپ نے یہ پڑھ کر فرمایا۔ واللہ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خدا کے راستہ میں اپنی جان دینے میں بخل کرتے ہیں۔ میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے ایک ہزار سو سوار دے کر فرمایا تم یہیں رہو۔ اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ خدا سے مدد مانگنا اور اسی پر بھروسہ کرنا۔ حضرت میسرہ نے کہا مجھے بسر و چشم منظور ہے۔

اس کے بعد آپ نے فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا بس اب گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دو، بھالے سنبھال لو اور جس وقت دشمنوں کے قریب پہنچو تو ایک متفقہ حملہ کر دو۔ ممکن ہے کہ ہم ضرار کو چھڑا لیں گے اگر وہ زندہ ہیں کامیاب ہو جائیں اور اگر خدانخواستہ دشمنوں نے ان کو ہلاک کر کے شہید کر دیا ہے تو ان شاء اللہ العزیز ہم ان کا بدلہ ضرور بالضرور لیں گے اور مجھے ذات باری تعالیٰ سے امید واثق ہے کہ ہمیں وہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدمہ نہیں دیں گے (یعنی وہ زندہ و رہائی پائیں گے) آپ حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے لشکر کے آگے آگے چلے:

(ترجمہ اشعار) ”آج وہ دن ہے کہ بچا اپنے مقصد کو پہنچ گیا۔ جس وقت موت آتی ہے تو ایسے شخص موت سے نہیں ڈرتا، میں اپنے نیزے کی پیاس آنکھ کے خون سے بجھاؤں گا خود اور پھر سب کو پھاڑ ڈالوں گا۔ جو آگے چلنے والوں نے پا لیا میں بھی پا لوں گا“۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے آگے چل رہے تھے کہ اچانک آپ نے کمیت، بلند قامت، موٹی گردن گھوڑے پر ایک سوار جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار لانبا نیزہ اور جس کی وضع قطع، شکل و شباہت سے دانائی باگیں کاٹنے اور پھیرنے سے شجاعت ٹپکتی تھی، دیکھا جو باگیں ڈھیلی چھوڑے زین پر پوری طرح جمے ہوئے زرہ کے اوپر سیاہ کپڑا پہنے سبز عمامہ کا پٹکا کمر سے باندھے ہوئے ہے جس کو اس نے سینے سے پشت تک ڈال رکھا تھا فوج کے آگے آگے شعلہ جوالہ کی طرح جا رہا تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اس شان و شوکت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ کاش کہ میں اس سوار سے واقف ہوتا یہ کون ہے؟ واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوار سب سے آگے آگے مشرکین کے گروہ کی طرف چونکہ جا رہا تھا آپ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استقلال اور بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کمک کے لئے آتے دیکھا اور لشکر کے پہنچتے ہی اس سوار کو جس کی ہم ابھی تعریف و توصیف کر چکے ہیں رومیوں پر اس طرح گرتے دیکھا جس طرح باز چڑیا پر۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے ان کے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور بڑھتے بڑھتے وسط لشکر روم میں گھستا چلا گیا۔ وہ کودتی ہوئی بجلی تھی کہ آناً فاناً میں چند

جوانوں کے سروں پر گرتی ہوئی بجلی دو دو کو مجسم کر کے پانچ سات کے بدن پر گر کے پھر اسی جگہ نمودار ہوتی۔ اس سوار کا نیزہ جس
وقت وسط لشکر میں سے نکلا خون آلود تھا۔ دل میں قلق و اضطراب، چہرے سے افسوس و ناامیدی ظاہر ہو رہی تھی۔ یہ اپنی جان کو جو کہ
معرض ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس نے دوبارہ پلٹا اور بڑھ کے اس بے جگری کے ساتھ دوبارہ حملہ کیا کہ لوگوں کو کاٹتے لشکر کو
چیرتے ہوئے بہادروں کی صفوں میں کھلبلی ڈال دی اور رومیوں میں بڑھ کے اپنے لشکریوں کی نظروں سے غائب ہو گیا مگر اس کا
قلق و اضطراب ترقی ہی پر تھا۔

رافع بن عمیرۃ الطائی اور ان کے عسکریوں کا خیال تھا کہ یہ خالد ہیں اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا ایسے کارہائے
نمایاں کون کر سکتا ہے۔ آپ اسی خیال میں تھے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔
حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے زور سے چلا کر کہا اے امیر! یہ سوار جو اپنی جان کو خدا کے راستہ میں بے خوف و خطر پیش کر رہا ہے
اور خدا کے دشمنوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس سے خود ناواقف ہوں اور اس کی شجاعت
دلیری اور جرات سے خود متحیر اور متعجب ہوں۔ حضرت ضرار نے کہا۔ اے امیر! یہ عجیب شخص ہے کہ رومیوں کے لشکر میں گھس جاتا
ہے اور دائیں بائیں نیزے مار کر لوگوں کو گرا رہا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ مسلمانو! جمعیت اہل دین کے ساتھ
ہو جاؤ اور ایک متفق حملہ کر دو۔

یہ سنتے ہی بہادران اسلام نے باگوں کو درست کیا، نیزوں کو سنبھالا اور صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ صف کے آگے کھڑے ہوئے۔ ارادہ تھا کہ دشمن پر حملہ کریں کہ اچانک وہی سوار جو خون میں لت پت اور جس کا گھوڑا پسینے
میں غرق تھا رومیوں کے قلب لشکر سے شعلہ جوالہ کی طرح نکلا۔ رومیوں کا جو کوئی سپاہی اس کے قریب آ جاتا تو پشت دے کر بھاگ
جاتا اور دس بیس تجار رومیوں کے کوئی تیس آدمیوں کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ دیکھتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمعیت کے
ساتھ حملہ کر دیا اور جو رومی اس سوار پر حملہ کر رہے تھے ان کی تیزی حملے سے اس کو بچا لیا اور اسطرح یہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آ ملا۔
مسلمانوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ گویا وہ گلاب کے پھول کی ایک ارغوانی پنکھڑی تھی جو خون میں رنگی ہوئی تھی۔
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی اور کہا اے شخص! تو نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ اور اپنے غصہ کو اس
کے دشمنوں پر صرف کیا ہے۔ تجھے باری تعالیٰ تیری کوشش کا بہترین جزائے خیر عنایت کریں۔ بہتر ہو کہ تو اپنی دہان بند (نقاب) کو کھول دے
تا کہ معلوم ہو۔ بتلا کہ تو کون ہے۔

کہتے ہیں کہ اس سوار نے ان کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کی اور قبل اس کے کہ آپ سے مخاطب ہو لوگوں میں جا گھسا۔ اہل عرب
نے چاروں طرف سے چیخنا اور کہنا شروع کیا کہ خدا کے بندے! امیر الفوج اسلامیہ تجھے آواز دیتا اور مخاطب کرتا ہے مگر تو اس سے
اعراض کرتا اور بھاگتا ہے۔ تجھے چاہئے کہ اس کے پاس جا کر اپنے نام حسب اور نسب کا پتہ دے تا کہ تیرے عہدے میں ترقی اور
مرتبہ میں سربلندی حاصل ہو مگر سوار نے ان کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سوار کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا تو آپ خود بنفس نفیس اس کے پاس تشریف
لے گئے اور فرمایا سخت افسوس کی بات ہے کہ میرا اور تمام مسلمانوں کے دل تیرے حالات معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں اور تو
اس قدر بے پرواہ! تو کون ہے؟ آخر آپ کے بے حد اصرار پر دہان بند کے اندر سے نسوانی زبان میں اس سوار نے اس طرح کہا

شروع کیا۔ اے امیر! میں آپ سے کسی نافرمانی کے باعث اعراض نہیں کر رہی ہوں بلکہ مجھے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شرم مانع ہے کیونکہ میں دراصل ایک پردے کی بیٹھنے والیوں اور حجاب میں زندگی گزارنے والیوں میں سے ہوں۔ مجھ سے اصل میں یہ کام میرے دردِ دل نے کرایا ہے اور میرا رنج ہی مجھے یہاں تک کھینچ لایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے کہا ضرار جو قیدی ہیں ان کی بہن خولہ بنت ازور ہوں قبیلہ مذحج کی چند عرب عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دفعتاً مجھے ضرار کی گرفتاری کی خبر دی۔ میں فوراً سوار ہو کر یہاں پہنچی اور جو کچھ کام کیا وہ خود آپ کے سامنے ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل یہ سن کر بھر آیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا ہمیں سب کو متفق حملہ کرنا چاہئے۔ مجھے خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی ذات والا صفات سے امید ہے کہ ہم تمہارے بھائی تک پہنچ کر ان کو چھڑا لانے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ حضرت خولہ نے کہا میں اس حملہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ سب کے پیش پیش رہوں گی۔

عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں جانب تھا کہ خولہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے سے حملہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تمام مسلمان حملہ آور ہو گئے۔ خولہ بنت ازور کے حملہ نے رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر حملہ اتنا گراں گزرا کہ آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ اگر تمام اہل عرب اسی سوار کی طرح بہادر اور جری ہیں تو ہم ان کے مقابلہ کی تاب کبھی نہیں لا سکتے۔ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کیا تو رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ قدموں میں لغزش آ گئی۔ قریب تھا کہ پاؤں اکھڑ جائیں مگر وردان نے یہ حالت دیکھ کر پکارنا شروع کیا اے قوم سنبھلو، ثابت قدم رہو اگر تم نے ثابت قدمی دکھائی تو یہ دیکھو مسلمان اب بھاگے اور تمام اہل دمشق تمہاری مدد کو اب آئے۔ یہ سنتے ہی رومی پھر ڈٹ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا رومیوں کے قدم اب کسی طرح نہ جم سکے اور لشکر تتر بتر ہو کر متفرق ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ وردان تک پہنچ جاؤں مگر چونکہ بڑے بڑے جانباز اور ماہرین حرب اس کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے تھے اس لئے آپ اس تک نہ پہنچ سکے۔ مسلمان بھی متفرق ہو گئے اور جو مسلمان جس رومی کے پاس تھا وہ وہیں لڑنے لگا۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی اس جنگ میں نہایت بہادری سے لڑے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عالم تھا کہ رومیوں کے دستے کے دستے چیرتی قلب میں گھس کر دائیں بائیں مارتی چلی جاتی تھیں۔ ان کی آنکھیں بھائی کو چاروں طرف تلاش کرتی جاتی تھیں مگر وہ زور زور سے چلا چلا کر پکارتی اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں۔

(ترجمہ اشعار) ضرار کہاں ہیں میں آج انہیں نہیں دیکھتی اور نہ انہیں میرے اقرباء اور میری قوم دیکھتی ہے۔ اے میرے اکلوتے بھائی اور ماں جائے بھائی میرے عیش کو تم نے مکدر کر دیا اور میری نیند کو اڑا دیا"۔

کہتے ہیں کہ ان کے یہ اشعار سن کر تمام مسلمان رونے لگے۔ لڑائی برابر ہوتی رہی اور باوجود تلاش کے حضرت ضرار کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اب آفتاب ڈھل چکا تھا۔ دونوں لشکر متفرق ہوئے مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور ان گنت رومی کھیت رہے۔ ہر ایک فوج اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچی۔ مسلمانوں کی تیغ سے رومیوں کے دل ٹوٹ چکے تھے اور ارادہ تھا کہ بھاگ جائیں مگر وردان کے خوف نے انہیں یہیں روک رکھا تھا۔

جس وقت مسلمان اپنی فرودگاہ پر پہنچے ہیں تو حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہر ایک سپاہی سے اپنے بھائی کے

متعلق دریافت کرنا شروع کیا مگر کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے ضرار کو قیدی یا مقتول دیکھا ہے۔ جب انہیں بھائی کی طرف سے بالکل ناامیدی ہوئی تو یہ رونے لگیں اور نہایت یاس کی حالت میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر بیان کرنے لگیں: "اے بھائی! کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ آیا جنگل میں تمہیں ڈال دیا گیا ہے یا قتل کر دیا۔ تمہاری بہن تم پر قربان افسوس مجھے یہی خبر ہو جاتی کہ میں تم سے کبھی پھر بھی ملوں گی یا نہیں بھائی! واللہ! تم نے اپنی بہن کے دل میں ایک ایسی سلگتی ہوئی چنگاری چھوڑی ہے جس کے شرارے کبھی ٹھنڈے نہیں ہو سکتے۔ تم اپنے والد بزرگوار کے قاتلوں کے قاتل تھے ان سے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا ملے۔ میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے۔

یہ دردناک بین سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان رونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دوبارہ حملہ کر دیا جائے۔ لیکن اتفاق سے آپ نے چند سو رومی لشکر کے میمنہ سے نکلتے ہوئے دیکھے کہ گھوڑوں کی باگیں چھوڑے ہوئے اس طرح سرپٹ چلے آ رہے ہیں کہ گویا وہ تعاقب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ فوراً لڑائی کے لئے مستعد ہو گئے۔ بہادران اسلام تیار ہو کر آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ جس وقت یہ سوار دین کے قریب پہنچے ہتھیار ڈال دیئے اور پیادہ پا ہو کر الغوث الغوث[1] (امان امان) پکارنے لگے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ ان کے امان مانگنے کو قبول کرو اور انہیں میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جس وقت وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے فرمایا: تم کون لوگ ہو؟

انہوں نے کہا: ہم وردان کی فوج کے سپاہی اور حمص کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ ہم آپ سے جنگ میں کسی طرح آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہم اپنے اندر ذاتی طاقت و قوت نہیں رکھتے کہ آپ سے برسر پیکار ہو سکیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ آپ ہمیں ہماری اہل و اولاد کو امان بخشیں اور جن جن ممالک سے آپ کی مصالحت اور معاہدہ ہو چکا ہے ہمیں بھی انہیں میں شمار کریں۔ صلح کے معاوضہ میں جتنا روپیہ آپ طلب کریں گے ہم دینے کو تیار ہیں اور جس قرارداد اور اصول پر ہماری اور آپ کی صلح ہو گی ہمارے ملک کے دوسرے باشندے بھی سرمو اس سے تجاوز نہیں کر سکتے"۔

آپ نے فرمایا: جس وقت ہم تمہارے شہر میں پہنچ جائیں گے صلح وہاں ہوگی یہاں نہیں ہو سکتی۔ البتہ تم اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو جب تک خدا تعالیٰ جل مجدہ ہمارے اور دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ جو ان کو منظور ہو نہ کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے انہیں جماعت میں لے لینے کا حکم نافذ فرمایا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے جس بہادر نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تمہیں کچھ علم ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا: شاید آپ انہیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے اکثر آدمیوں کو قتل اور ہمارے سردار کو اس کے بیٹے کے قتل کا داغ مفارقت دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں انہی کو پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ گرفتار ہو کے وردان کے پاس پہنچے ہیں تو اس نے انہیں سو سواروں کی معیت میں فوراً سواری کے حمص کی طرف روانہ کر دیا تھا تاکہ وہاں سے انہیں ان کی شجاعت دکھلانے کی غرض سے ہرقل کے پاس بھیج دیا جائے۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت رافع بن عمیرہ الطائی کو بلا کر آپ نے فرمایا۔ رافع! تم یہاں کے راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف ہو۔ تمہاری تدبیر اور تجربہ سے ہم نے ارض سماوہ وغیرہ جیسے جنگل بیابان آسانی کے ساتھ طے کئے تھے۔ جس وقت تم نے اونٹوں کو پیاسا رکھ کر پانی پلا کے ان کا معدہ بند کر دیا تھا اور ہم روزانہ اس اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت خود کھاتے اور ان

[1] الغوث ایسا لفظ ہے جس کے معنی امان کے ہیں ۱۲ منہ

کے پیٹ کے اندر سے جو پانی نکلتا تھا وہ ہم گھوڑوں کو پلا دیتے تھے حتی کہ ہم اور ہماری فوج ارکہ کے مقام تک پہنچ گئی۔ تم لوگوں میں چونکہ زیادہ تجربہ کار اور اہل تدابیر میں فرد واحد ہو اور ضرار سواروں کی حراست میں حمص کی طرف روانہ کر دیے گئے ہیں اس لئے لشکر میں جن لوگوں کو تم پسند کرتے ہو اور اپنے ساتھ لے لو اور اس دستے کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انہیں قریب ہی کہیں پکڑ کے ضرار کو چھڑوا لو گے۔ اگر تم سے یہ کارنمایاں ہو گیا تو واللہ انتہائی درجے خوشی کا مقام اور ایک بہت بڑے مہم کی کشود کاری سرانجام پا جاوے گی۔

حضرت رافعؓ کی حضرت ضرارؓ کو چھڑانے کے لئے روانگی

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ خدمت بسر و چشم قبول ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے چیدہ چیدہ سو سوار منتخب کئے اور قریب تھا کہ آپ چل پڑیں۔ مگر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جس وقت اس مسرت خیز خبر کی اطلاع ملی کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بھائی کی طلب اور رہائی کے لئے جا رہے ہیں تو سنتے ہی ان کے دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہتھیار لگائے۔ وہ سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا امیر! میں جناب کو طاہر مطہر حضرت محمد بشیر صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر ایک سوال کرتی ہوں کہ جو دستہ جناب روانہ کر رہے ہیں مجھے بھی اس کے ہمراہ جانے کی اجازت بخشیں تاکہ میں بھی ان کی کوئی مدد کر سکوں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم ان کی شجاعت و بہادری سے خوب واقف ہو انہیں بھی ساتھ لے لو۔

حضرت ضرارؓ کی رہائی

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی نے انہیں بطیب خاطر اپنی ساتھ لے لیا اور چل دیئے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں اور دستہ خوبی قواعد کے ماتحت قدم بڑھاتا ہوا آگے کو آگے چلا جا رہا تھا۔ جس وقت یہ سلمیہ کی سڑک پر پہنچے تو حضرت رافع نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی فوج یا دستے کے گزرنے کی کوئی علامت یا گھوڑوں کے پیروں (سموں) کا کوئی نشان نہ دیکھ کر آپ نے اپنے جوانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دوستو! تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن ابھی یہاں تک نہیں پہنچا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے دستہ کو دونی جانب میں چھپا دیا۔ یہ بھی کمین گاہ میں چھپے ہی تھے کہ دور سے گرد و غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نے دستہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”جوانان اسلام! ہوشیار ہو جاؤ“۔ مسلمان تیار ہی تھے کہ وہ قریب پہنچ گئے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے درمیان لے رکھا تھا اور یہ بآواز حسب ذیل اشعار پڑھتا جاتا تھا۔

(ترجمہ اشعار) اے مخبر! میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں قیدی اور مشکیں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے بے دین اور کافر میرے گرد ہیں اور تمام کے تمام زرہ پہنے ہوئے ہیں۔ اے دل تو غم و حزن اور حسرت کے مارے مردہ ہو جا اور اے میری جواں مردی کے آنسو میرے رخسار پر بہہ جا۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں پھر ایک دفعہ اپنے اہل اور خولہ کو دیکھوں گا اور میں اس عہد کو یاد دلاؤں گا جو

ہمارے اندر تھا۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اشعار سنتے ہی بھائی کو اسے جواب دیا اور کہا کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ تمہاری گریہ وزاری کو سن لیا۔ میں ہوں تمہاری بہن خولہ۔ یہ کہہ کر انہوں نے زور سے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دوسرے مسلمان بھی تکبیر پڑھ کر حملہ آور ہو گئے۔

حمید بن سالم کہتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اس جماعت میں تھا جس وقت ہم نے تکبیر کے نعرے لگائے تو الہام الٰہی کی بدولت ہمارے گھوڑے بھی خوشی میں آ کر زور زور سے ہنہنانے لگے ہمارے ایک ایک سوار نے رومیوں کے ایک ایک سوار کو آگے رکھ لیا اور ابھی ایک گھنٹہ بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ ہمارا ہر سپاہی اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہائی دلوائی اور رومیوں کے گھوڑوں اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا۔

رافع بن قادم الشوقی کہتے ہیں کہ ہم ابھی ان سواروں سے لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی کو چھڑا لیا۔ مشکیں کھولیں اور سلام کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن کو شاباش دی۔ مرحبا کہا اور ایک خالی گھوڑے پر جو دوڑتا ہوا پھر رہا تھا سوار ہو گئے۔ ہاتھ میں ایک پڑا ہوا نیزہ لیا اور حسب ذیل شکریہ کے اشعار پڑھنے لگے:

(ترجمہ اشعار) یا رب! میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ آپ نے میری دعا قبول فرمائی۔ میرا رنج دور کر دیا اور میری بے چینی کو ہٹا دیا۔ آپ نے میری تمناؤں کو آرزو کرنے سے پہلے پوری کر دیں اور مجھے میری بہن سے باری تعالیٰ آپ نے ملا دیا۔ میں آج اپنے دل کو اپنے دشمنوں سے تسکین دلاؤں گا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کا یہ دستہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھڑانے کے بعد مال غنیمت اور گھوڑے وغیرہ جمع کرنے میں مصروف ہی تھا کہ اچانک ہی رومی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہزیمت کھا کر بھاگے اور گھبراہٹ میں کچھ اس طرح بھاگے کہ اگلوں نے پچھلوں کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کو بھاگتے ہوئے آتا دیکھ کر فوراً سمجھ گئے اور آپ نے ایک ایک کو جو آتا رہا گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو روانہ کر دیا تھا اور وردان اور باقی قوم پر آپ نے ایک ایسا سخت حملہ کیا تھا جیسا کہ کوئی شخص طلب شہادت اور حصول سعادت کے لئے ہتھیلی پر جان رکھ کر کیا کرتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی جان توڑ کر کوشش کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوراً دم دبا کر بھاگے۔ وردان بھاگنے والوں کے آگے آگے تھا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ مال گھوڑے اور اسلحہ قبضہ میں کئے اور تعاقب کرتے کرتے وادی حیات میں جہاں حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے تھے آ پہنچ گئے۔ حضرت ضرار کو مبارک باد دی اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع کی تعریف اور شکریہ ادا کیا۔ یہاں سے شاداں و فرحاں دمشق کی طرف لوٹے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کی خوشخبری سنائی اور دمشق کی فتح کا کامل یقین ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت وردان کی ہزیمت اور اس کے لڑکے کے قتل کی خبر شاہ ہرقل کو پہنچی ہے تو اسے اپنی زوال مملکت کا یقین ہو گیا اور اس نے وردان کو حسب ذیل خط لکھا:

جمع ہوئی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ خدا کا نور بجھا دیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پورا کرنے والے ہیں خواہ وہ کافروں کو کیسا ہی برا معلوم ہو ہماری طرف بڑھ رہا ہے جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اجنادین کی طرف فوراً چل پڑو ہم بھی ان شاء اللہ تمہیں وہیں ملیں گے۔ تمام مسلمانوں کو سلام پہنچا دو۔ والسلام علیک"۔

لشکر اسلام کی اجنادین کی طرف روانگی

اس کے بعد آپ نے اسی مضمون کے چند خطوط ہر ایک سردار کے پاس جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں روانہ کئے اور کوچ کا حکم دے دیا۔ خیموں کو اونٹوں پر لادا اور مال غنیمت اور بکریوں کو ہانکا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ساقہ لشکر میں بکریوں، عورتوں اور مال غنیمت کے ساتھ رہوں اور آپ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر فوج کے ہراول پر رہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ساقہ پر رہوں گا اور تم مقدمۃ الجیش (ہراول) میں رہو گے۔ اگر رومی لشکر لئے ہوئے کہیں تم سے مل جائیں تو وہ تم سے ہیبت زدہ ہوگا۔ اس لئے تم سے عورتوں، مال اور اسباب تک نہیں آنے دو گے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت بہتر ہے۔ میں آپ کی تجویز سے سر مو تجاوز نہیں کر سکتا۔

چلنے سے قبل مسلمانوں کو مخاطب کر کے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو! تم ایک لشکر کثیر اور جم غفیر کی طرف جا رہے ہو۔ اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اپنی اہل اور دولت سے محبت چھوڑ دو۔ جو باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ خداوند تعالیٰ نے تم سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے:

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

ترجمہ: "اکثر جگہ چھوٹی سی جماعت باری تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی۔ واللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں"۔

اس تقریر کے بعد آپ لشکر کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار سوار کے ساتھ پیچھے مقیم رہے۔

کہتے ہیں کہ اہل دمشق نے جب مجاہدین کو جاتے ہوئے دیکھا تو خوش ہو کر بغلیں بجانے لگے اور یہ سمجھے کہ شاید انہیں اجنادین میں رومی جمعیت کی خبر ہو گئی ہے اس لئے یہ بھاگ رہے ہیں۔ بعض عقل مندوں کی یہ رائے ہوئی اگر یہ حلب کی سرحد کا رخ کریں تو مطلب یہ ہے کہ فتح حمص کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر مرج۔ شہر راہط اور بعلبک کی شاہراہ کی طرف قدم بڑھائیں تو سمجھ لو کہ بھاگنے کا ارادہ ہے اور پھر حجاز کا رخ کریں گے۔ بلکہ جو بلاد انہوں نے فتح کر لئے ہیں انہیں چھوڑ کر وہ بھاگ جائیں گے۔

واقدی کہتے ہیں کہ دمشق میں بولص بن یعقوب نامی ایک بہت بڑا جرنیل تھا۔ رومیوں میں اس کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہوتی تھی حتیٰ کہ بادشاہ ہرقل کے پاس جب کسی سلطنت کے ایلچی یا سفیر آتے تھے اور ہرقل ان کے کسی پیام اور جواب میں عاجز ہوتا تو بادشاہ سے بل کر جواب دیا کرتا تھا۔ یہ شخص تیر اندازی میں یکتائے روزگار سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے گھر میں ایک بہت بڑا تناور درخت تھا اس نے اس زور سے درخت میں کھینچ کر تیر مارا تھا کہ یہ تیر اس درخت میں گھس کر اس کے اندر رہ گیا تھا اور اس نے اس درخت پر لکھ دیا تھا کہ اگر کسی کو شجاعت کا دعویٰ ہو تو وہ درخت کے دوسری طرف تیر مار کر دکھلا دے۔ اور اس درخت اور تیر سے

متعلق اس کی یہ بات زبان زد عوام ہو گئی تھی۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے شام پر چڑھائی کی تھی، بولص آج تک ان سے لڑنے کے لئے نہیں نکلا تھا۔ جس وقت اہل دمشق نے مسلمانوں کو جاتے ہوئے دیکھا تو بولص کے پاس آئے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا اہل عرب جا رہے ہیں۔ اب اگر تو چاہے تو تیرے لئے موقع ہے کہ بادشاہ اور اہل شام کی نظروں میں اپنی وقعت اور مرتبہ ہمیشہ کے لئے قائم کرے۔ بہتر ہوگا ہمارے ساتھ چل اور جو شخص ان میں سے رہ کے پیچھے رہ جائے اسے گرفتار کر لے۔ بلکہ اگر اپنے اندر ان سے لڑنے کی خواہش اور طاقت دیکھے تو ہم سب تیرے ساتھ ہو کر ان سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ بولص نے کہا میرے تمہیں مدد نہ دینے کا باعث محض عربوں کے مقابلے میں تمہاری بزدلی اور کم ہمتی ہے۔ میں نے تمہیں ان کے مقابلے میں اسی لئے مدد نہیں دی اور اب مجھے ضرورت ہے کہ میں ان سے لڑوں۔ انہوں نے کہا ہمیں مسیح اور انجیل کی قسم! اگر تو ہمارے ساتھ چلے تو ہم آخر دم تک تیرے ساتھ رہیں گے۔ کوئی شخص نہیں بھاگ سکتا۔ بلکہ اگر تو کسی کو بھاگتا ہوا دیکھے تو تجھے اختیار ہے کہ بلا روک ٹوک اس کو قتل کر دے۔ تجھے کوئی شخص منع نہیں کر سکتا۔

جس وقت سب عہد و پیمان ہو چکے تو یہ اٹھ کر گھر میں گیا۔ زرہ پہنی اور چاہتا تھا کہ باہر آئے مگر اس کی بیوی نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا مجھے اہل دمشق نے اپنا حاکم مقرر کیا ہے میں ان کے ساتھ عربوں سے لڑنے جا رہا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا ایسا ہرگز نہ کرنا گھر میں بیٹھے رہو اور جس چیز کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اس سے خواہ مخواہ نہ ٹکراؤ۔ میں نے آج ہی رات خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کمان ہے اور ہوا میں چڑیوں کا شکار کر رہے ہو۔ بعض چڑیاں زخمی ہو کر گر رہی ہیں۔ مگر اٹھ کر اڑنے لگیں۔ میں ان کے دوبارہ اڑنے پر متعجب ہی تھی کہ ناگہاں چند عقاب آ کر تم اور تمہارے ساتھیوں پر اس زور سے گرے کہ اپنے پنجوں اور منقاروں سے تمہارا سب کا سر اور منہ توڑ ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر تم اور تمہارے ساتھی بھاگے۔ مگر میں نے دیکھا کہ جو عقاب جس شخص کے منہ پر پنجہ زور سے مارتا تھا وہی بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں چونک پڑی اور تمہاری وجہ سے گھبرا کے اٹھ بیٹھی۔ بولص نے کہا کیا تو نے مجھے بھی خواب میں بے ہوش دیکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ ایک عقاب نے تم پر ایک ٹھونگ (منقار) ماری اور تم بے ہوش ہو کر گر گئے۔ یہ سن کر بولص نے اپنی بیوی کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ کھینچ کر مارا اور کہا کہ مجھے کوئی نیک فال نہ دی۔ افسوس کہ عربوں کا رعب تیرے دل میں اتنا گھر کر گیا کہ خواب میں بھی انہیں کو دیکھنے لگی ہو۔ ان سے کچھ خوف نہ کر۔ میں ان کے امیر کو تیرا غلام اور اس کے ساتھیوں کو بکریوں اور خنزیروں کا چرواہا بنا دوں گا۔ اس کی بیوی نے کہا تمہیں اختیار ہے میں نصیحت کر چکی۔

بولص نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور لڑائی کے لئے تیار ہو کر گھر سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر اہل دمشق کے ساتھ جو چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ تھے اور سب کے سب نہایت آزمودہ اور تجربہ کار تھے چل دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو لے کر آگے نکل گئے۔ عورتوں، بچوں اور اموال کے ساتھ چونکہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس لئے بولص اور اہل دمشق نے انہی کا تعاقب کیا۔ آپ مع اپنے ساتھیوں کے اونٹوں پر سوار چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دور سے غبار اڑتا ہوا دیکھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کی اور کہا میرا گمان جہاں تک رسائی کرتا ہے کہ یہ گرد و غبار ہمارے دشمنوں کا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اہل دمشق معلوم ہوتے ہیں اور ہمیں قلیل دیکھ کر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ ٹھہر گئے۔

عورتوں کے ہودج اور بکریاں وغیرہ آ کر آپ کے پاس جمع ہو گئیں۔ ساتھ ہی غبار بڑھنے لگا۔ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ نے فرمایا۔ یا معاشر المسلمین! ہوشیار ہو جاؤ! دشمن سر پر پہنچ گیا ہے۔ آپ نے ابھی یہی فرمایا تھا کہ حریف کی فوج گھٹا ٹوپ اندھیرے کی طرح چھا گئی۔ بولص فوج کے آگے آگے تھا جس وقت اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو چھ ہزار سواروں کے ساتھ آپ پر حملہ آور ہوا۔ بولص کا بھائی بطرس پیدل فوج لے کر حرم کی طرف بڑھا اور کچھ عورتیں گرفتار کر کے دمشق کی طرف لوٹ گیا جس وقت یہ نہر استریاق پر پہنچا ہے تو وہاں اس غرض سے ٹھہر گیا کہ اپنے بھائی بولص کے متعلق معلوم کرے کیا ہوتا ہے۔

بولص اور اہل دمشق کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا چند خواتین اسلام کی گرفتاری اور رہائی

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آفت ناگہاں دیکھ کر فرمایا واللہ! خالد کی رائے ساق لشکر پر رہنے کے متعلق بہت زیادہ اصوب تھی۔ بولص جس کے سر پر علم اور صلیبیں معلق تھیں آپ کی طرف بڑھا۔ اس وقت مسلمانوں کی عورتیں بے قرار تھیں۔ لڑکے چیخ اور چلا رہے تھے۔ ایک ہزار مسلمان جو اس وقت یہاں موجود تھے رومیوں کی طرف چلے۔ خدا کے دشمن بولص نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا۔ آپ بھی سینہ سپر ہو کر مقابل ہوئے دونوں میں جنگ ہونے لگی۔ صحابہؓ اور رومیوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ غبار سروں پر بلند ہونے لگا۔ اس زور و شور سے تلوار چلی کہ ارض حوران لالہ زار بن گئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولص کے مقابلے میں اگرچہ سخت پریشان ہوئے مگر نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے۔

سہیل بن صباح کہتے ہیں کہ میں ایک یمنی [1] پچکیان گھوڑے پر سوار تھا میں نے اس کی راسیں پھیر کر چھوڑ دیں۔ گھوڑا میری رانوں میں سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح تڑپ کر نکلا اور آناً فاناً میں حضرت خالد بن ولید کے قریب تھا میں نے چلا کر آواز دی۔ آپ نے گھوڑا موڑ کر فرمایا ابن صباح کیا ہوا؟ میں نے کہا یا امیر! حضرت ابوعبیدہ اور عورتوں کی خبر لیجئے۔ دمشق کا ایک گروہ ان پر چڑھ آیا کچھ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت مصیبت کا سامنا ہے جس کی وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور کہا واللہ! میں نے پہلے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا تھا کہ آپ ساق لشکر پر مجھے چھوڑ دیجئے مگر انہوں نے نہ مانا۔ خیر حکم خداوندی میں کسی کو چارہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو حکم دیا کہ ایک ہزار سوار لے کر فوراً پہنچو اور عورتوں کی حفاظت کریں۔

ان کے پیچھے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر فرمایا کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ ان کے بعد حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت قیس بن ہبیرۃ المرادی کے ہمراہ ایک ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ پھر خود بہ نفس نفیس تمام لشکر کو ساتھ لے کر چل پڑے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولص کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے کہ مسلمانوں کا لشکر پہنچا۔ خدا کے دشمنوں پر چاروں

---

[1] یہ اغر محجل دو لفظوں کا ترجمہ ہے اغر وہ گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو اور محجل وہ کہ جس کے دست و پا سفید ہوں اردو میں ایسے گھوڑے کو پچکیان کہتے ہیں۔

طرف سے حملہ کیا۔ بہادرانِ اسلام نے اس زور سے حملہ کیا کہ صلیبیں جھک گئیں۔ رومیوں کو اپنی ذلت وخواری کا یقین ہو گیا۔
حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگ کے شعلہ کی طرح بولص کی طرف بڑھے جس وقت خدا کے دشمن نے آپ کی طرف دیکھا ہوش
اڑ گئے کانپنے لگا اور چونکہ ان کی بہادری وشجاعت اور بے جگری کے جوہر قلوص اور عزرائیل کے لشکر کے مقابلے میں جنگ بیت لہیا کے
میدان میں شیر بیانی دیکھا ہے بچشم خود دیکھ چکا تھا اس لئے انہیں دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے
لگا۔ اے عربی! تمہیں اپنے دین کی قسم! اس شیطان کو مجھ سے علیحدہ رکھو، میرے پاس نہ آنے دو۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا۔ میں شیطان اسی وقت تو ٹھہروں گا جس وقت تیری طلب پر تیرے پاس آنے میں کوئی قصور کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے
اچانک اس کے ایک نیزہ مارا۔ بولص نے جس وقت اپنی طرف نیزہ آتا ہوا دیکھا فوراً گھوڑے سے گر پڑا اور پیادہ اپنے لشکر کی
طرف بھاگا۔ آپ بھی گھوڑے سے کود کر اس کے تعاقب میں دوڑے اور فرمایا تو کہاں جاتا ہے حالانکہ شیطان تیرے پیچھے پیچھے
تیری طلب میں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ بدوی! مجھے زندہ رہنے دے۔ میری زندگی کے ساتھ ساتھ تمہاری عورتوں اور بال بچوں کی
بھی زندگی وابستہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے قتل سے ہاتھ روکا اور زندہ گرفتار کر لیا۔ ادھر مسلمانوں نے دل کھول کر رومیوں پر ایک حملہ
کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ماجد بن رومم حنفی فرماتے ہیں کہ میں بھی جنگ شحورا کے روز حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے لشکر میں موجود تھا۔ رومی چھ ہزار کے قریب تھے، ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر ان پر خوب تیغ زنی کی۔ رفاعہ بن
قیس کہتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ان چھ ہزار میں سے سو آدمیوں سے زیادہ بھاگ کر واپس نہیں گئے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بہن کی گرفتاری کے متعلق علم ہوا تو آپ کو نہایت شاق گزرا۔ آپ
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بھی اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ مت ہم نے ان کے
سردار اور تمام بڑی قوم کو گرفتار کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی عورتوں کی رہائی کے لئے دشمن ضرور چلنا ہے۔ ان قیدیوں کے عوض میں ہم اپنی
عورتوں کو چھڑا لیں گے۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ عورتوں کو آہستہ
آہستہ لے کر چلیں، میں خواتین کی رہائی کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ نے دو ہزار سوار چیدہ چیدہ منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے اور
باقی تمام لشکر اس خوف سے کہ کہیں دروان اور اس کے لشکر سے راستہ میں مڈبھیڑ نہ ہو جائے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ہمراہ روانہ کر دیا۔ آپ قیدیوں کی رہائی کے لئے چلے۔ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی، میسرہ بن مسروق العبسی، ضرار بن ازور اور
چند دوسرے لوگ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ راستہ تیزی کے ساتھ طے ہو رہا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار
پڑھتے جاتے تھے

(ترجمہ اشعار) اے رب! آپ ہماری جن مصیبتوں کو دیکھ رہے ہیں ان کو دور کر دیجئے اور مجھے جلدی سے حسرت کی موت نہ دیجئے
سے قبیلہ میں اپنی بہن کو نہ دیکھوں گا۔ میری یہی خواہش اور دلی تمنا ہے۔ میرے دوستو! میرے ساتھ دشمن کی طرف چلو تاکہ اپنی مراد
اور مقصد کو تاکہ جلدی سے پہنچ جاؤں۔ پھر اگر میں نہ مروں تو میری ڈاڑھی منڈوا دینا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کرتے تھے۔ یہ حضرات برابر راستہ طے کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جس وقت

ہاتھوں سے حمد نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کافر بدبخت قاہر کے بیٹے خدا کی قسم اگر میرا ابھی جی چاہے تو میں ابھی اس چوب سے تیرا سر توڑ کے بھیجا نکال ڈالوں۔ واللہ میں امانت اور عمرو بن بھی تجھ سے نہ بچا لاؤں جو جاتا تو میری برابری اور ہمسری کا دعویٰ کرے"۔ بطریق یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا۔ تمام ملک شام اور کرہ و عرب میں اس سے زیادہ اور کیا شرم کی بات ہوگی کہ عورتیں ہم پر غالب آ جائیں۔ ہمت سمیٹو اور بادشاہ ہرقل کے خوف سے ڈرو اور انہیں قتل کر دو۔

واقدی کہتے ہیں کہ کفار یہ سن کر جوش میں آ گئے اور یک لخت حملہ کر دیا۔ خواتین اس حملہ کو صبر و سکون سے برداشت کر رہی تھیں کہ انہوں نے اسی حالت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا جو لشکر قریب آ گیا تھا اس کا گرد و غبار اڑتا ہوا اور تلواریں چمکتی ہوئی دیکھیں۔ ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑا سلطے پر ٹھہر کر اپنے جاں بازوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم میں کون سا شخص ہے جو مجھے اس معاملہ کی خبر لا کر دے۔ حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے آگے بڑھ کر خود کو پیش کیا اور گھوڑے کی راس چھوڑ دی۔ عورتوں کے قریب پہنچ کر لوٹے اور جناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواتین اسلام کی اور ان کی جنگ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا نہایت تعجب کی بات ہے یہ عورتیں خاندان تبابعہ اور عمالقہ کی ہیں۔ بعض ان میں سے تبع بن اقرن کی اور بعض تبع بن ابی کرب کی بعض ذی رعین، بعض عبد الکلال الملطاط اور بعض تبع بن حسان بن تبع کی ہیں۔ تبع بن حسان بن تبع وہی ہیں جنہوں نے قبل از ظہور جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا تھا۔ قبل بعثت آپ کی نبوت کی شہادت دی تھی۔ نیز آپ کی شان میں حسب ذیل اشعار مرتب کئے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں حضرت احمدؐ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے رسول ہیں۔ آپ کی ایک امت ہوگی جس کا نام زبور میں امت احمدؐ خیر الامم ہے۔ اگر میری عمر نے آپؐ کے زمانے تک وفا کی تو میں ان کا خادم اور ان کے ابن عم کا وزیر ہوں گا"۔

رافع بولا ان عورتوں کی حرب و ضرب اکثر جگہ مشہور ہے جیسا تم ذکر کرتے ہو اور واقعی انہوں نے ایسی ہی بہادری اور شجاعت دکھلائی ہے تو یاد رکھو انہوں نے مردوں اور حربیوں کی لڑائیوں پر قیامت تک اپنا سکہ جما کر اپنے سر سہرا باندھ لیا اور عورتوں کی پیشانیوں سے ننگ و عار کا دھبہ دھو دیا۔

کہتے ہیں کہ عورتوں کی بہادری سن کر خوشی کے مارے مسلمانوں کے چہروں پر سرخی دوڑنے لگی۔ حضرت رافع بن عمیرہ طائی سے یہ سن کر حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک والہانہ جوش کے ساتھ ایک جست لگائی۔ آپ پر جو برہنگی طاری تھی۔ نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ ارادہ کر کے میں سب سے پہلے مدد کے لئے پہنچوں گا۔ گھوڑے کی راس چھوڑ دی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ضرار! ذرا صبر۔ جلدی نہ کرو۔ جو شخص کسی کام کو صبر و استقلال کے ساتھ کرتا ہے وہ ہمیشہ خوشی کے ساتھ اس کو پورا کرتا ہے لیکن جو لوگ جلد بازی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں انہیں واپس مڑ کر پھرنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایہا الامیر! مجھے اپنی بہن کی نصرت اور مدد دینے میں صبر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ العزیز نصرت اور فتح قریب ہے۔

اس کے بعد آپ نے لشکر کے قریب گھوڑوں کو برابر برابر سے ملا کر کھڑا کیا۔ نشانوں کو اونچا کیا اور خود وسط لشکر میں پہنچ کر حسب ذیل تقریر کی۔

"معاشر المسلمین! جس وقت تم حریف قوم کے قریب پہنچ جاؤ متفرق ہو کر فوراً چاروں طرف سے گھیر لینا۔ خدا تعالیٰ کی

بھی نہیں دیکھا۔ ادھر مسلمانوں نے رومیوں پر حملہ کیا اور تکبیر کہہ کر تین ہزار رومیوں کو قتل کر ڈالا۔

حامد بن عمران الیربوعی کہتے ہیں کہ میں نے شمار کیا تھا حضرت ضرارؓ نے اس جنگ میں تیس رومی قتل کئے تھے اور آپ کی بہن حضرت خولہؓ نے اپنی چوب سے کئی بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ میں نے حضرت صفیرہ بنت غفار الحمیریہ کو دیکھا کہ آپ اس شدت کے ساتھ لڑ رہی کہ اس سے پہلے کبھی میں نے آپ کو اس جانبازی کے ساتھ لڑتے نہیں دیکھا تھا۔

رومی جو بچے ہوئے تھے وہ بھاگے۔ مسلمانوں نے دمشق تک ان کا تعاقب کیا۔ شہر میں سے ان کا کوئی لواحق ان کی مدد کو نہ نکلا بلکہ ان پر اور زیادہ رعب چھا گیا اور پہلے سے زیادہ خوفزدہ ہو گئے۔ مسلمان لوٹے اور مال غنیمت گھوڑے اور اسلحہ جمع کئے۔ حضرت خالدؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لوگو! حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس جلدی پہنچنے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں آپ تک کوئی پہنچ جائے۔ حضرت ضرارؓ نے بطرس کا سر نیزے پر لٹکایا اور مسلمانوں نے کوچ کر دیا۔ مرج راہط کے پڑاؤ پر جہاں حضرت ابوعبیدہؓ نے توقف فرمایا تھا پہنچے تو حضرت ابوعبیدہؓ کی فوج نے تکبیروں کی آواز بلند کی۔ حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی زور سے تکبیر کے نعروں کے ساتھ جواب دیا۔ قریب آئے تو ایک نے دوسرے پر سلام بھیجا۔ عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوئے ان کے کارنامے سن کر بے حد مسرت کی۔ مدد اور نصرت الٰہی کو اپنے ساتھ سمجھا اور شام کے فتح ہونے کا دل میں یقین کر لیا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے بولس کو بلا کر اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام لے آؤ ورنہ تیرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو تیرے بھائی کے ساتھ ہوا ہے۔ اس نے کہا اس کے ساتھ کیا ہوا آپ نے فرمایا وہ قتل کر دیا گیا یہ اس کا سر موجود ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کا سر منگا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ بھائی کا سر دیکھ کر بولس رونے لگا اور کہا بھائی کے مرنے کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھے بھی اس کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ حضرت مسیب بن نجیبہ الفزاری کھڑے ہوئے اور حکم پاتے ہی اس کی گردن اڑا دی۔ اور مسلمان یہاں سے چلنے کو کھڑے ہوئے۔

اسلامی لشکروں کی اجنادین کی طرف روانگی

واقدی کہتے ہیں کہ غازی اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو خطوط امراء اسلام یعنی حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابوسفیان اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام ارسال فرمائے تھے۔ جس وقت ان حضرات کے پاس پہنچے ہیں تو انہوں نے فوراً اپنے بھائی مسلمانوں کی اعانت اور مدد کے لئے اپنی اپنی فوجوں اور جمعیت کو اجنادین کی طرف کوچ کا حکم دے دیا اور ہر سردار اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ اجنادین پہنچ گیا۔

حضرت سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کہتے ہیں کہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہیوں میں تھا ہم اجنادین میں کچھ ایسے وقت اور اس طریقے سے پہنچے کہ تمام جمعیتوں اور فوجوں کی آمد ایک ہی وقت یعنی جمادی الاول ۱۳ھ کی کسی شروع دن کی ایک ہی تاریخ میں ہوئی۔ مسلمانوں نے مل کر آپس میں السلام علیکم کی۔ ہم نے رومیوں کا بے شمار لشکر پڑا دیکھا۔ جس وقت ہم ان کے اتنے قریب ہو گئے کہ وہ ہمیں دیکھ سکیں تو انہوں نے ہمیں دیکھ کے اپنا ساز و سامان اور لشکر کا شمار کرنا شروع کیا۔ سواروں اور پیادوں کی صف بندی کی اور ہمارے دکھلانے کے واسطے اجنادین کے میدان میں اپنی صفوں کو دور تک پھیلا دیا۔ حریف کی اس وقت یہاں نوے صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار جوان موجود تھے۔

کر اس زور سے ایک ڈانٹ پلائی کہ دلوں میں رعب ڈالتی چلی گئی۔ رومی بھاگے اور آپ کے بعد دیگرے ایک ایک کو گراتے ان کے پیچھے بھاگے۔ حتیٰ کہ آپ نے انیس شخصوں کو گرا لیا۔ جس وقت تعاقب کرتے کرتے رومیوں کے لشکر قریب پہنچے تو آپ لوٹے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آ کر انہیں اس سب واقعہ کی اطلاع دی۔

آپ نے فرمایا کیا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ اپنی طاقت پر گھمنڈ نہ کرنا اور نہ ان پر کوئی حملہ کرنا۔ حضرت ضرارؓ نے کہا رومی مجھے پکڑنا چاہتے تھے۔ مجھے اپنے خدا سے خوف معلوم ہوا کہ وہ مجھے بھاگتا ہوا دیکھے۔ لہٰذا میں نے خالصۃً للہ پورے اخلاص کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اسی لئے باری تعالیٰ نے یقیناً میری مدد فرمائی۔ واللہ اگر مجھے آپ کی ملامت کا خوف نہ ہوتا تو میں جب تک رومیوں کے تمام لشکر پر حملہ نہ کر لیتا کبھی واپس نہ آتا۔ ایہا الامیر! آپ یقین جانیں کہ یہ تمام لشکر ہمارے لئے مال غنیمت ہے۔

جنگ اجنادین

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے چار حصے کئے۔ میمنہ، میسرہ، قلب اور ہراول۔ ہراول کے پھر دو حصے فرمائے۔ ہراول ایمن، ہراول ایسر۔ میمنہ کی کمان حضرت معاذ بن جبلؓ کے سپرد کی۔ میسرہ پر سعید بن عامر کو مقرر کیا۔ ہراول ایمن پر نعمان بن مقرن کو اور ہراول ایسر پر شرحبیل بن حسنہ کو سردار بنایا۔ چار ہزار سوار حضرت یزید بن ابی سفیان کے ماتحت دے کر ان کو ساق [1] لشکر پر مامور کیا تاکہ وہ اس لشکر کے حرم اور بال بچوں کی نگہداشت کریں۔

اس کے بعد آپ خواتین اسلام کی طرف جن میں حضرت عفیرہ بنت عفارؓ حمیریہ، ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ جن کی ابھی ابھی شادی ہوئی تھی اور اب تک ان کے ہاتھوں میں مہندی کی سرخی اور سر میں عطر کی خوشبو باقی تھی۔ خولہ بنت ازور حضرت ضرار کی بہن۔ مزروعہ بنت عملوق، سلمیٰ بنت زارع بنت عروہ، لیلیٰ بنت سوار، سلمیٰ بنت نعمان اور دیگر عورتیں جن کی شجاعت اور مردانگی زبان زدِ عوام تھی شامل تھیں مخاطب ہوئے اور فرمایا قبیلہ تبابعہ اور بقیہ العمالقہ وسرداران! کا سروکی بنیو! تم نے وہ وہ کارنامے کئے ہیں کہ ان کی بدولت اللہ جل جلالہ اور تمام مسلمانوں کو راضی کر لیا اور ان کا ذکر جمیل ہمیشہ تمہاری یادتازہ رکھا کرے گا۔ انہوں نے تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے۔ تمہارے دشمنوں کے واسطے آگ سلگادی۔ یاد رکھو! مجھے تم پر پورا پورا اعتماد ہے۔ اگر رومیوں کا کوئی طائفہ تمہارے اوپر حملہ آور ہو جائے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دینا اور اگر کسی مسلمان کو لڑائی سے بھاگتا ہوا دیکھو تو خیمہ کی چوب اس کے واسطے تیار رکھنا اور اس کے بال بچوں کو اسے دکھا کر پوچھنا کہ انہیں کہاں چھوڑے جاتے ہو؟ ان باتوں سے گویا تم مسلمانوں کو ترغیب دے کر اور زیادہ برانگیختہ اور مستعد کرو گی۔

حضرت عفیرہ بنت عفارؓ نے جواب دیا کہ ایہا الامیر! قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی۔ ہمیں اس وقت زیادہ خوشی ہوگی جب کہ آپ ہمیں لشکر کے آگے رکھیں تاکہ ہم رومیوں کے منہ چبا دیں اور ایسا گھمسان کا رن کریں کہ رومیوں کو قتل کرتے کرتے خود فنا ہو جائیں اور ہم میں کوئی باقی نہ رہے۔ حضرت خولہ بنت ازورؓ نے عرض کیا یا امیر! ہمیں کسی کے حملہ اور سختی کی کچھ پرواہ نہیں۔

آپ نے فرمایا تمہیں خداوند تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ یہ کہہ کر آپ مسلمانوں کی صفوں میں چلے آئے۔ یہاں آ کر آپ نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ صفوف میں چکر لگایا۔ جہاد کی ترغیب دی اور بلند آواز سے فرمایا یا معاشر المسلمین! خداوند تعالیٰ کی مدد کرو،

---

[1] ساق لشکر یعنی دنبالہ لشکر اس حصہ کو کہتے ہیں کہ جو تمام لشکر کے پیچھے حرم کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ ۱۲ منہ

وہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ جنگ میں ثابت قدم رہو۔ جرأت دکھلاؤ اور اپنے دین کی حفاظت و حمایت کے لئے جانیں دے دو اور دل کھول کر لڑو۔ یاد رکھو! یہاں نہ تمہارے لئے کوئی جائے پناہ ہے کہ اس کی طرف بھاگ پڑو نہ کوئی کمین گاہ اور خندقیں ہیں کہ ان میں چھپ رہو گے۔ تم شانے سے شانہ ملاؤ، شمشیروں کو میان سے کھینچ لو اور جب تک میں حکم نہ دوں حملہ نہ کرو۔ تیروں کے چلانے میں اس قاعدے کو ملحوظ رکھو کہ جس وقت وہ تمہاری کمانوں سے نکلیں تو ایک کمان سے نکلتے ہوئے معلوم ہوں۔ اگر اس طرح اکٹھے اور ایک ساتھ ٹڈی دل کی طرح تیر چلائے جائیں گے تو ممکن ہے کہ کوئی تیر نشانے پر نہ پڑے (قرآن شریف میں ہے)

واصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

"ثابت قدم رہو، مقابلے میں صبر دکھلاؤ اور مستعد رہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، شاید تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔"

نیز یاد رکھو کہ تمہارا مقابلہ اس جیسی جماعت کے جرنیلوں اور دلاوروں اور امراء سے پھر کبھی نہیں ہوگا۔

کہتے ہیں کہ مسلمان آپ کی یہ تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔ تلواریں کھینچ لیں۔ کمانوں کا چلہ چڑھایا، تیروں کو سیدھا کیا اور حرب و ضرب کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خالدؓ قلب لشکر میں پہنچے اور وہاں حضرت عمرو بن عاص، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ، قیس بن ہبیرہ، رافع بن عمیرہ الطائی، مسیب بن نجبہ، ذوالکلاع، ربیعہ بن عامر اور چند ایسے ہی حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ آپ نے یہاں توقف فرمایا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ فوج کو لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔

جس وقت رومیوں نے مسلمانوں کا لشکر اور ان کی آمد دیکھی تو خود بھی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا۔ اس کے سپاہیوں سے تمام طول و عرض میں زمین پٹی پڑی تھی۔ سب طرف سے آ آ کر جمع ہوئے اور صلیبوں، جھنڈوں اور کفری آوازوں سے اپنے لشکر کا اظہار کیا۔ جس وقت دونوں لشکر میدان جنگ میں پہنچ گئے تو رومیوں کی صفوں سے ایک بوڑھا پادری جس کے آگے چند خدمتی تھے نکلا اور مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر عربی زبان میں کہنے لگا تم میں سردار کون ہے جو میرے پاس آ کر مجھ سے چند باتیں کرے۔ حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ پادری نے دریافت کیا کیا امیر لشکر آپ ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا جس وقت تک میں اطاعت خدا و سنت رسولؐ پر قائم ہوں اس وقت تک یہ لوگ مجھے ہی اپنا امیر سمجھتے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر میں ایک گھڑی کے لئے بھی ان باتوں سے منحرف ہو جاؤں تو پھر نہ میری ان پر اطاعت ہے نہ حکومت و امارت۔"

پادری نے کہا اسی وجہ سے تم ہم پر فاتح اور غالب ہو۔ اگر تم اس طریقے سے ذرا بھی ہٹ جاؤ اور اس راستے سے سر مو بھی تجاوز کرو تو پھر فتح کبھی نہیں پا سکتے۔ اس کے بعد کہنے لگا تم نے ایسے ممالک کی طرف رخ کیا ہے جن کی طرف کبھی کسی بادشاہ کو آنے تک کی بھی جرأت نہیں ہوئی تھی چہ جائیکہ کوئی انہیں فتح کرتا۔ اہل فارس آئے اور شکست کھا کر لوٹ گئے۔ عمالقہ نے لشکر کشی کی اور فتح پانے کے لئے ہزاروں تدبیریں کیں مگر ناکام گئے۔ اب تم آئے۔ فتوحات بھی تم نے ضرور کیں مگر ہمیشہ فتح نہیں ہوا کرتی۔ ہمارے سردار ہامان نے مجھے از راہ شفقت و ہمدردی تمہارے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تمہارے ہر عسکری (لشکری) کو ایک ایک کپڑا ایک ایک عمامہ اور ایک ایک دینار اور آپ کو سو دینار دس کپڑے اور آپ کے خلیفہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کو ایک ہزار دینار اور سو کپڑے دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر تم اپنے لشکر کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر کی تعداد چیونٹیوں کے دل سے کچھ کم نہیں ہے اور نہ آپ کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری یہ فوج بھی اسی فوج کی مانند ہے جس سے آپ کا مقابلہ ہو چکا ہے بلکہ بادشاہ ہرقل نے اس میں بڑے بڑے بہادر، جرنیل اور تجربہ کار پادری روانہ کئے ہیں۔

شخص بھی موجود ہے تو ذلت کو برداشت نہیں کریں گے۔ عرب قوم سے یہ بہادری اور شجاعت کبھی نہیں نکل سکتی بھائیوں کی تلواروں سے قتل کر دیئے گئے تب ان سے جنگ ہو سکتی ہے۔ تیرے سے پہلے دیں گے اور جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے برگزیدہ ہونے دیں گے۔ وردان یہ سن کر بے حد خوش ہوا تو بولا دروماس نے اشارہ کیا (یعنی بڑے بڑے بہادروں) کو مشورت کے لئے زور سے آواز دی اور کہا، رشید جرقل کی فوج نے میری تقریر کا جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ حضرات نے سنا۔ قوم میں سے ایک شخص نے جواب دیا اے وردان اگر ان عوام لوگوں کی بات پر بھروسہ کر اور یہ سمجھ کہ ایسی قوم کے ساتھ الجھنا ہے کہ جن سے کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کیا تو نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ ان کا ایک شخص ہمارے لشکر پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور ہماری جمعیت اور کثرت سے کسی طرح نہیں گھبراتا اور جب تک ہم میں سے چند آدمیوں کو قتل نہیں کر دیتا واپس نہیں جاتا۔ ان کے نبی نے جو کچھ ان سے کہہ دیا ہے وہ ان کے دل میں ایک راسخ عقیدہ کی طرح اتر گیا ہے کہ اگر انہوں نے ہم میں سے کسی کو قتل کر دیا تو وہ دوزخ میں چلا گیا اور ان میں سے کوئی قتل ہو گیا تو کھلا جنت میں پہنچ گیا۔ موت اور حیات اس قوم کے نزدیک برابر ہے۔ ہم میں سے اب تک ایک خلق کثیر قتل ہو چکی ہے اور ان کی معدودے چند آدمی کام آئے ہیں سو میں تیرے واسطے ایسی قوم سے کوئی امید کی صورت نہیں دیکھتا البتہ اگر تو کسی ترکیب سے ان کے سردار تک پہنچ جائے اور اس کو قتل کر دے تو پھر یہ سب کے سب خوار ہو کر شکست کھا کے بھاگ کھڑے ہوں گے مگر ان کے سردار تک پہنچنا بھی کسی حیلہ اور مکر کا محتاج ہے

مسلمانوں کے سردار کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش

وردان یہ سن کر کہنے لگا ان میں کون سا حیلہ چل سکتا ہے؟ حیلہ اور فریب تو خود ان کے ساتھ مخصوص ہے یہ سردار پھر بولا اور کہنے لگا کہ میری ایک ترکیب ہے کہ تو باہم گفتگو اور سوال و جواب کے لئے اسے بلا جس وقت تم دونوں علیحدہ کسی جگہ میں تنہا ہو جاؤ تو جلدی کر کے اس کو دبا لے اور اپنے آدمیوں کو جنہیں پہلے ہی سے اس کام کے لئے گھات میں بٹھا دیا گیا ہو آواز دے۔ وردان نے کہا میں کسی ترکیب اور طریقے سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ وہ نہایت بہادر اور سخت آدمی ہیں ان تک پہنچنا بہت مشکل امر ہے۔

دوسرے نے کہا میں ان سے بہت ڈرتا ہوں شاید ان کا شکار بھی ہو سکتا ہے بطریق (سردار) پھر بولا اور کہا اچھا میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں کہ اگر تو نے وہ کر لی تو تو ان کے سردار تک پہنچ جائے گا اور تجھے کوئی ضرر بھی نہ پہنچے گا۔ وہ یہ کہ تو اپنے دس نہایت بہادر لشکری جانے سے قبل ایک کمین گاہ میں چھپ کے بٹھا دے پھر اسے بلا اور اسی جگہ کے قریب جہاں وہ دس سپاہی چھپے ہوں بات چیت اور گفتگو کرنے سے پہلے اسے لے کر بیٹھ جا اور باتوں میں مشغول کر لے۔ جب تیری طرف سے اسے پورا اطمینان ہو جائے تو ایک دم اس کے اوپر حملہ کر دے۔ وردان آدمیوں کو چیخ کر آواز دے لے تا کہ وہ جلدی سے تیرے پاس آ کے اس کا قیمہ بوٹی کر کے جنت میں روانہ کر دیں پس ان کی تکلیف وہی سے فارغ البال ہو جائے اور باقی ساتھی پھر خود ہی متفرق ہو جائیں گے حتیٰ کہ وہ کبھی بھی ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں گے۔

وردان یہ ترکیب سن کر بہت خوش ہوا اس کے چہرے پر فرحت و انبساط کی ایک لہر دوڑ گئی وہ کہنے لگا یہ ترکیب واقعی بہت اچھی ہے اور میری بھی یہی رائے ہے مگر یہ کام رات کو ہو سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صبح ہونے تک ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر بیٹھ رہیں۔ یہ

بجائے بیان کرے۔ مگر راستی اور سچائی کو مدنظر رکھتا تا کہ تو اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ کیونکہ جو سچ کہتا ہے وہ بھلائی کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے اور جھوٹا ہمیشہ قعر ضلالت کے گڑھے میں پڑ کر خود کو ہلاک کر رہا ہے۔

داؤد نے کہا اعرابی! آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارا سردار اور سپہ سالار خون ریزی کو برا سمجھتا ہے اور آپ حضرات کے ساتھ لڑائی نہیں کرنا چاہتا۔ اب تک فریقین سے جتنے لوگ قتل ہو چکے ہیں اسے ان کا بہت زیادہ حزن وملال ہے۔ اس لئے اس کی رائے ہے کہ آپ حضرات کے کچھ مال نذر کر کے خونریزی کا سد باب کر دے اور ایک عہد نامہ جس پر آپ اور آپ کے معزز اصحاب کے دستخط ثبت ہوں اس کا مضمون مرتب کرلیں آپ اور آپ کے کسی ساتھی کو اس کے بعد ہم سے کسی قسم کا تعارض نہیں ہوگا۔ نہ آپ حضرات ہمارے شہروں اور بلدیات سے کوئی غرض رکھیں گے۔ نہ ہمارے قلعوں سے کچھ سروکار ہوگا۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو ہمیں آپ کے قول پر پورا پورا اعتماد اور جناب کے افعال پر پوری رضامندی ہوگی۔ اس کی یہ بھی خواہش ہے کہ اس بقیہ دن میں بھی لڑائی موقوف رکھی جائے اور جس وقت صبح نمودار ہو تو آپ اکیلے تن تنہا تشریف لے جا کر عہد و مواثیق پر جو آپ دونوں سرداروں کے مابین ہوں غور وفکر فرمائیں اور بحث وتمحیص کے بعد دفعات مرتب کرلیں۔ اس طریقے سے شاید اللہ تعالیٰ کوئی بھلائی کی صورت نکال دیں اور یہ خونریزی بند ہو جائے۔

آپ یہ تمام گفتگو سن کے دیر تک غور وفکر کرتے رہے۔ پھر فرمایا داؤد ان کے دل میں جو بات ہے اور جس کی غرض سے تجھے بھیجا ہے اگر اس کے اندر کسی قسم کا حیلہ اور مکر وفریب مضمر ہے تو تمہیں یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ مکر وحیلہ تو واللہ ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ شاید اس فن میں ہمارے برابر کوئی شخص پیدا کیا ہو۔ وہ ایسی باتیں کر کے خود موت کے منہ میں جانا چاہتا ہے اور وہ مکر وفریب کی بدولت اپنی اور اپنی تمام جمعیت کے بیخ کنی کر کے اپنی آرزوؤں کا خون کرنا چاہتا ہے۔ ہاں اگر اس کا یہ قول حق و صداقت پر مبنی ہے تو میں تمہارے اسلام قبول کرنے کے بغیر یا جماعت روسا اور اولاد کی طرف سے جزیہ ادا کرنے کے کسی تیسری بات پر مصالحت نہیں کرسکتا۔ رہا مال سو مجھے اس کی خواہش نہیں ہے۔ ہاں البتہ مال اسی طریقے پر لے سکتا ہوں جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے کہ ہر سال کے شروع میں بطور جزیہ کے مال دیا جائے۔ داؤد کو حضرت خالدؓ کی گفتگو ناگوار معلوم ہوتی تھی کہنے لگا تمہاری خواہش ہی کے مطابق ہوگا۔ مگر جس وقت تم دونوں حضرات ایک جگہ بیٹھ کر گفتگو کرو گے تو آپ کے مابین تصفیہ ضرور ہو جائے گا۔ اچھا میں اجازت چاہتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سن کے داؤد ڈر گیا اور اس کے قلب میں آپ کا رعب چھا گیا۔ خود ہی خود دل میں کہنے لگا۔ عربی سچ کہتا ہے اور خدا کی قسم میں جانتا ہوں وردان قتل ہو کر رہیگا۔ اور اس کے بعد ہمارا ابھی نمبر ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ میں عربی سے سچی سچی بات کہہ کے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے امان مانگ لوں۔ یہ سوچ کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا عربی بھائی! مجھے میرے سردار نے جو کچھ تلقین کیا تھا اس میں سے ایک بات کہنا بھول گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟؟ اس نے کہا آپ کو ہوشیار رہنا چاہئے اور اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ کیونکہ وردان نے دراصل آپ کے لئے ایک مکر کا نقشہ ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام قصہ بیان کر دیا اور کہا کہ میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے آپ سے امان مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا اگر تو قوم سے مخبری نہ کرے اور کسی قسم کا عہد و پیمان کر کے غداری نہ کرے تو تیرے، تیری اہل اولاد اور مال کے لئے امان ہے۔ داؤد نے کہا اگر میں غداری کرتا تو تمام قصہ کیوں بیان کرتا۔ آپ نے فرمایا دشمنوں کے ان دس آدمیوں کی کمین گاہ

لئے اس سے قتل کروا دیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ قتل بھی ہے۔ دروان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ آپ تلوار کو جنبش دیتے، شیر کی طرح ڈکارتے اور دلیر کے مانند یہ اشعار پڑھتے اس کے پاس پہنچ گئے۔

(ترجمہ اشعار) میں ابھی ابھی دروان کو اس کے بیٹے عمران سے ملا دوں گا اور اسلام کے دشمنوں کو بہت جلدی موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ میں اپنے اس کام سے اپنے مولا کو راضی کر دوں گا اور اسی کام کی بدولت میں اپنے گناہوں کی معافی اور بخشش چاہوں گا۔

اس کے قریب پہنچ کر آپ نے فرمایا خدا کے دشمن! جو کچھ تو نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا تھا، وہ یاد ہے؟ یہ کہہ کر آپ نے اس کی طرف تلوار چلائی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر آپ کو منع کیا اور فرمایا ضرار! ذرا ٹھہرو اور تامل کرو۔ تمہیں غصہ ہے، جلدی نہ کرو۔ اس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت ضرار کے پیچھے پیچھے تھے، وہ بھی اپنی تلواروں کو ہلاتے اور جنبش دیتے ہوئے پہنچ گئے۔ وہ ہر ایک نے اس کے قتل میں بڑھ کر جلدی کرنی چاہی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی روکا اور فرمایا یہیں جگہ اطمینان سے کھڑے رہو اور جب تک میں تم کو نہ کہوں اسے مہلت دو۔

قتل دروان از دست حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دروان نے جب یہ سختی اور یہ منظر دیکھا تو اس کے دل میں اس قدر وحشت ہوئی کہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور انگلی سے اشارہ کر کے امان امان پکارنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ امان کا وہی شخص مستحق ہوتا ہے اور اس شخص کو امان دی جاتی ہے جو اس کا اہل ہو اور تو ایک ایسا شخص ہے کہ تو نے ہم سے تو صلح وغیرہ کے متعلق ظاہر کیا اور دل میں مکر و فریب بھرے رکھے حالانکہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بہتر مصلحتیں جاننے والے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ کہہ کر واللہ خیر الماکرین، حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اب بالکل مہلت نہ دی اور اس کے شانے کی ہڈی پر زور سے تلوار ماری اور جھک کے اس کے سر پر سے تاج اتار لیا اور کہا جو شخص کسی چیز کو جلدی بڑھ کے اٹھا لے اس کی ملکیت کا وہی شخص زیادہ مستحق ہے۔ یہ دیکھ کے مجاہدین کی تلواریں بڑھیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے سر جدا کر دیئے گئے اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے کپڑوں کو مال غنیمت تصور کر کے قبضہ میں لے لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا رومیوں کا لشکر چونکہ اپنے سپہ سالار کا منتظر اور چشم براہ ہوگا اس لئے مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں تم پر ہلہ بول نہ دیں لہٰذا بہتر ہے کہ دروان کا قیمتی کپڑا اور لباس اور ان رومیوں کا جو پوشاک و لباس تمہارے پاس موجود ہے اسے پہن لو اور ان کے مقابلے کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ جب تم ان کے قریب پہنچ جاؤ تو تکبیر کے نعرے لگا کر حملہ کر دو۔ تمہاری تکبیر سن کر تمام مسلمان حملہ کر دیں گے۔

کہتے ہیں یہ سن کر ہر شخص اپنے مقتول کا لباس پہن کر انہی کی زرہیں اور خود پہن کر رومیوں کی طرف چل دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضرار ان کے آگے آگے ہوئے۔ دروان کا سر حضرت خالدؓ کی تلوار کی نوک پر تھا۔ جس وقت یہ نکلے تو رومی دونوں لشکروں کے سامنے سے ہو کر رومیوں کے لشکر کی طرف چلے۔ ان کے ادھر سے آنے اور چلنے سے رومیوں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے دروان کے سر کو حضرت خالد کا سر اور مسلمانوں کو اپنے ساتھی سمجھ کر خوشی کے نعرے مارنے شروع کئے اور

تالیاں پیٹیں (تالیاں بجائیں) صلیبوں کو اتارا اور تفاخر اظہار کرنا شروع کیا اور شور و غل سے آسمان سر پر اٹھالیا۔ مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے۔ اور یہ خوف ہوا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید کسی مصیبت میں پھنس گئے۔ بعض نے دعا مانگنی شروع کی۔ بعض نے خوف کھایا بعض رونے لگے اور بعضوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کی صفوں کے قریب پہنچے تو آپ نے وردان کا سر ہاتھ میں لے کر اونچا کیا اور بلند آواز کے ساتھ فرمایا خدا کے دشمنو! یہ تمہارے سپہ سالار وردان کا سر ہے اور میں خالد بن ولید اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یہ کہہ کے آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تکبیر کہہ کر رومیوں کی صفوں پر حملہ کر دیا۔ آپ کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر پڑھ کر حملہ کیا اور مسلمان بھی تکبیروں کی آوازیں بلند کر کے حملہ آور ہو گئے۔

ادھر ان کا حملہ دیکھ کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو مخاطب کر کے آواز دی حفاظت اور حمایت دین کے علمبردارو! حملہ کرو۔ یہ کہہ کے آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے حملہ کے ساتھ ہی تمام لشکر نے ہلہ بول دیا۔ رومیوں نے جب اپنے سردار سپہ سالار کا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا تو وہ دم دبا کر بھاگے مگر تلوار نے انہیں چاروں طرف سے گھیر گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر بائیں اور داہنے کے پیچھے غرض جہاں بھی پایا جائے لوہا چاٹے بغیر کہیں نہ چھوڑا۔ ظہر کے اول وقت سے عصر کے وقت تک تلوار برابر کام کرتی رہی۔ رومی پریشان اونٹوں کی طرح بالکل متفرق ہو گئے۔

حضرت عامر بن طفیل دوسی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا اس وقت میری سواری میں دمشق کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا تھا۔ ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا جس وقت ہم تعاقب میں وادی کی سڑک تک پہنچے تو ہمیں دور سے ایک غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ ہم سمجھے کہ ہرقل بادشاہ نے شاید رومیوں کی مدد کے لئے کوئی لشکر روانہ کیا۔ یہ سمجھ کر ہم ہوشیار ہو گئے۔ جس وقت وہ غبار ہمارے قریب پہنچا تو دفعۃً ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مدد اور کمک کے لئے یہ لشکر روانہ کیا ہے۔ چونکہ رومیوں کے تیر ادھر کے پریشان ادھر ادھر ہر طرف کو منتشر ہوئے تھے جدھر سے یہ لشکر آ رہا تھا اس لئے رومیوں کا جو سپاہی ان سے مارا جاتا یہ قتل اور اس کے مال کو مال غنیمت میں شمار کرتے رہے۔

فتح اجنادین

تنقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت یونس بن عبداللہ نے مسجد حرام میں بیان کیا تھا کہ یہ فوج جو مشرکین کی ہزیمت اور شکست کے روز اجنادین کے مقام میں مسلمانوں کے لئے آئی تھی حضرت عمرو بن عاص بن وائل السہمی کی سرکردگی میں تھی۔ یہ فوج یا اس کا کمان افسر وہاں پہلے سے موجود نہیں تھا بلکہ ہزیمت روم کے روز ہی یہ لشکر وہاں پہنچا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اجنادین کے مقام میں رومیوں کی نوے ہزار فوج تھی۔ اس روز کے معرکے میں پچاس ہزار سے زائد ہی قتل ہوئی تھی کم کسی صورت سے نہیں ہو سکتی۔ لڑائی کے گرد و غبار میں بعض نے خود ہی بعض دوسروں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ مفرور ہو گئے جن میں سے بعض نے قیساریہ کا رخ کیا اور بعض دمشق کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں کو اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ آج تک اس سے پہلے کبھی کسی دوسری لڑائی میں ہاتھ نہیں آیا تھا سونے چاندی کی صلیبیں اور زنجیریں بے حد و بے حساب ہاتھ آئیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تمام مال کو مع اس تاج کے جو وردان کے سر سے ہاتھ آیا تھا جمع کر کے تقسیم کے وقت اظہار کیا

تھا اور فرمایا میں ابھی ان میں سے جو بیماروں کا حصہ ہے تقسیم نہیں کرتا مگر فتح دمشق کے بعد انشاء اللہ تقسیم کروں گا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اجنادین کی فتح کا واقعہ ہفتہ (شنبہ) کے روز ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے تیس روز قبل ظہور میں آیا تھا۔

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح اجنادین کی خبر دربار خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل الفاظ میں تحریر کی۔

حضرت خالدؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از خالد بن ولید بخدمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

السلام علیکم۔ میں اللہ عزوجل کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں حمد کرتا ہوں اور اس کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد میں باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد و شکر بجا لاتا ہوں اس امر پر کہ مسلمان صحیح و سلامت رہے اور کفار ہلاک نیز ان کی جماعتوں کے شعلے ٹھنڈے اور ان کے نور شکست ہوئے۔ اور عرض کرتا ہوں کہ ہم اجنادین کے میدان میں رومیوں کی جمعیت سے جن میں وردان والی حمص بھی شامل تھا ملتقی ہوا انہوں نے باوجود اس کے کہ اپنے لشکروں کو آراستہ و پیراستہ کر کے خوب تیپ ٹاپ کے ساتھ مجتمع کر رکھا تھا صلیبیں اٹھا رکھی تھیں اور بڑے بڑے ترجیبوں کو کھول کر خوب نمود و نمائش کر رکھا تھا اور لڑائی سے کسی صورت اور کسی حالت میں بھی پیٹھ پھیر کر نہ بھاگیں گے۔ مگر ہم نے محض خدائے پاک کی ذات پر بھروسہ کر کے ان کی طرف خروج کیا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کچھ ہمارے قلوب میں مضمر تھا اس کو معلوم کر کے ہمیں صبر بخشا اور فتح و نصرت سے ہماری تائید فرمائی۔ تیرے دشمنان خدا کو گھیر لیا اور ہم نے ان کو ہر جگہ ہر ایک گھاٹی اور ہر ایک میدان میں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جس وقت ہم نے ان کے مقتولین کی تعداد معلوم کی تو پچاس ہزار تھی۔ چار سو پچھتر مسلمان بھی اس جنگ میں کام آئے ہیں جن میں سے بیس انصار اور قبیلہ حمیر کے، دس قبیلہ معظر کے تھے اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ ان سب کو زمرہ شہداء میں داخل فرمائیں۔

میں یہ خط بروز جمعرات ۲ جمادی الاخریٰ کو لکھ رہا ہوں۔ ہم دمشق جا رہے ہیں آپ ہمارے لئے باری تعالیٰ جل مجدہ سے فتح و نصرت کی دعا کریں۔ تمام مسلمانوں سے میری طرف سے سلام عرض کر دیجئے۔" والسلام علیک!

یہ خط آپ نے ملفوف کر کے حضرت عبدالرحمن بن حمید الجمحی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اسے مدینہ منورہ میں لے جائیں۔ اور خود دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ملک شام کے حالات معلوم کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول جس وقت آپ مدینہ طیبہ سے باہر نکلے تو اچانک آپ نے حضرت عبدالرحمن بن حمید کو آتے دیکھا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جلدی سے لپک کر دریافت کیا کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا شام سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح بخشی ہے۔ یہ لفظ سنتے ہی خلیفہ اسلام حضرت

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ باب[1] الفرج پر چلے جاؤ آپ وہاں چلے گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دمشق کا باب مرتش بند رہتا تھا کیونکہ اس پر لڑائی نہیں ہوا کرتی تھی اسی وجہ سے اس کو عرب میں باب السلامت کہا جاتا تھا۔

اس انتظام کے بعد آپ خود مع تمیس باقی ماندہ لشکر کو لے کر باب شرقی پر ٹھہرے اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر دو ہزار لشکر دیا اور فرمایا کہ تم بطور[2] طلیعہ (ہراول) کے کام کرو۔ اپنے لشکر کے ہمراہ شہر کے چاروں طرف گشت لگاتے رہو۔ اگر کوئی مشکل کام پیش آ جائے یا رومیوں کے کہیں جاسوس نظر پڑ جائیں تو مجھے فوراً مطلع کر دینا میں جو کچھ اس وقت مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ آپ نے جواب دیا یہ کام تو میرے ضمیر کے خلاف ہے کہ میں لڑائی اور جنگ کو چھوڑ کر انتظار اور خود آرائی میں مشغول ہوں گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اچھا حتی المقدور وسعت کے موافق لڑ لینا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو بسم اللہ جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے:۔

(ترجمہ اشعار) "اے دمشق آج تیرے پاس ضرار ایسے شخص کے ساتھ آیا ہے جو تیرے پاس بڑی سختی کے ساتھ آئے گا میں ابھی ابھی گردن کو ایسی تلوار سے اڑاؤں گا جو نہایت تیز کاٹنے اور چمکنے والی ہے۔ میں بہت جلد تیرے پاس آگ روشن کروں گا اور قوم کو بہت جلد کلام بزرگ کے حسب پڑھا دوں گا"۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے ایک بپھرے ہوئے شیر اور غضب ناک چیتے کی طرح منزل مقصود کی طرف چلے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ باب شرقی پر رہے۔ آپ کی فوج نے رومیوں پر حملہ کیا۔ ادھر رومیوں نے عہد کر لیا کہ جب تک ہم میں ایک فرد بھی باقی ہے لڑائی کو بدستور باقی رکھیں گے۔ عورتیں اور اولاد کو ان کے ہاتھ نہ آنے دیں گے۔ یہ سوچ کر انہوں نے بھی تیر چلانے شروع کئے اور طرفین سے منجنیق تیر اور پتھروں کی اس قدر بارش ہوئی کہ طرفین کے اکثر آدمی زخمی ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لے کر حضرت عبدالرحمن بن حمید بن جمحی مدینہ طیبہ سے لے کر اس وقت یہاں پہنچے جب کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رافع بن عمیرۃ الطائی کے ہمراہ باب شرقی پر جنگ وجدال میں مشغول تھے حضرت عبدالرحمن بن حمید جمحیؓ نے باب شرقی کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ کو وہ فرمان دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ مسلمانوں کو حضرت ابوسفیان اور حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی اور ان کے لشکر کے آنے کی خوش خبری سنائی۔

کہتے ہیں کہ یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی دن بھر مسلمان لڑتے رہے۔ رات ہوئی دونوں فریق جدا ہوئے تو مسلمانوں کا ہر سردار اپنے اپنے دروازے اور مقام پر متعین رہا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ہر دروازے پر بھیجا اور ہر جگہ پڑھ کر سنا دیا گیا۔ مسلمان کمک کو سن کر بے حد خوش ہوئے۔ رات صبح کی لڑائی کے لئے نہایت مستعدی اور انتظار کے ساتھ گزاری۔ باری باری سے اپنی اپنی فوج کی نگہبانی کرتے رہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات پورے لشکر کے گرد چکر اور گشت لگاتے رہے کہ دشمن اچانک نہ آ پڑے اور شب خون کرے۔

---

[1] بعض نسخوں میں باب کیسان آیا ہے۔ ۱۲ منہ

[2] طلیعہ لشکر کا وہ حصہ جو حفاظت کرتا ہے اور دشمن کے حالات کی خبریں بھی دم بدم دیتا ہے۔ ۱۲ منہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رات کو مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں بہت زیادہ بلند ہوتی رہیں۔ رومی بھی رات کو خصوصی کلمات کے ساتھ چیختے اور چلاتے رہے۔ شہر پناہ کی دیواروں پر نشانات آویزاں رکھے۔ گھنٹے بجاتے رہے اور مشعلیں اس قدر روشن رکھیں کہ گویا دن نکل رہا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل دمشق اکٹھے ہو کر شہر کے رؤسا اور اکابر قوم کے پاس گئے اور مشورہ کیا کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا مصالحت بہتر ہے جتنی مقدار پر مسلمان صلح کر لیں۔ تم انہیں دے کر صلح کر لینی چاہئے۔ بعض نے اس کی تائید کی اور کہا واقعی اجنادین کی جنگ میں جن فوجوں نے جن میں ہرقل کے بطارقہ، امراء اور تمام مصاحب تھے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ جب باوجود ہم تعداد میں زیادہ ہونے کے ان کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ مسلمانوں نے انہیں کھیتی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا تو ہم جب کہ ان سے تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں نہ شجاعت کے اعتبار سے کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بعض کی رائے ہوئی کہ بادشاہ کے داماد توما سے ہمیں اس کام میں مدد اور مشورہ لینا چاہئے۔ دیکھیں اس کی کیا رائے ہے؟ ہمیں اس کے پاس جا کر اپنی کمی اور اس کی کمی چاہئے۔ نیز اس سے درخواست کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے اس کام میں ہاتھ بٹائے۔ اگر اس کی رائے صلح کی ہوئی تو صلح کر لیں گے یا اس کو ساتھ لے کر اس کی حمایت میں ہم مقابلہ کر لیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ تمام جمع ہو کر توما کے دروازے پر پہنچے۔ وہاں چند سپاہی پہرے پر مقرر تھے انہوں نے دریافت کیا تم لوگ کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ہم بادشاہ کے داماد سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بہتر ہے ہم تمہارے لئے اجازت لے آتے ہیں۔ اجازت کے بعد یہ لوگ اندر داخل ہوئے اور زمین بوس ہو کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ بیٹھنے کی اجازت دی یہ بیٹھ گئے مگر ان کے چہروں سے خوف اور رنج معلوم ہو رہا تھا۔ توما ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ایسی اندھیری رات میں آپ لوگ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے جواب دیا اے سردار! ہمارے شہروں پر جو آفت اور بربادی نازل ہو رہی ہے ذرا اس کی طرف توجہ کیجئے اور ہم پر آج کل جو آفت اور بلا نازل ہو رہی ہے جس کے دفع کرنے کی ہمارے اندر طاقت نہیں ہے اس کا کچھ علاج کیجئے۔ ہمیں آپ پر بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ہم ان عربوں کے ساتھ مصالحت کر لیں اور جو کچھ مانگیں انہیں دے دیں یا آپ بادشاہ کو لکھیں کہ وہ ہماری مدد اور کمک کرے یا آپ ہی ان مسلمانوں کو ہم سے کسی طرح دفع کریں ورنہ ہمارے ہلاک ہونے میں اب کچھ کسر نہیں ہے۔ توما یہ سن کر کھل کھلا کر ہنسا اور کہنے لگا۔ تف ہے تم پر دشمن کو خود تم نے ہی ہمت دلائی ہے اور ترغیب دلائی ہے ... پھر ترغیب ہونے ہی لگی۔ مجھے اپنے بادشاہ کے سر کی قسم! میں تو مسلمانوں کو لڑائی کے قابل اور اس کا اہل بھی نہیں سمجھتا اور نہ اس بات کا قائل جانتا ہوں کہ وہ تیروں کی بوچھاڑ میں ٹھہر بھی سکتے ہوں گے۔ اگر کبھی وہ میرے قریب آ گئے تو میں ان کے لشکروں کو چھلوں کے ساتھ ملا دوں گا اور اپنی قوم کو بچا لے جاؤں گا۔ تم اپنے شہر میں اطمینان سے رہو اور کسی طرح کا خوف دل میں نہ لاؤ۔ کیونکہ ان کے واسطے شہر کا دروازہ کھول بھی دیا جائے تو انہیں کس کی ہمت ہے کہ شہر میں گھس آئے۔"

اہل دمشق کا توما کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنا

اہل دمشق یہ سن کر کہنے لگے اے سردار! مسلمان بڑے سخت ہیں اور جو آپ نے بیان کیا ہے وہ ان صفات سے کہیں بڑھ چڑھ

رفاعہ بن قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بیان کیا تھا اور ان سے وہاں حاکم بصریٰ جو اس وقت ان کے پاس بزیب تو ما ہی تھے۔ رومیوں سے یہ من کر ترجمہ کر کے بتلاتے جاتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کلام ان کا وہی ہم کو ہماری زبان میں بتلایا کرتے تھے۔ حضرت رفاعہ کہتے ہیں کہ رومیوں کی یہ کفر کی باتیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پر تہمت سن کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دیگر مسلمانوں نے خدا سے پناہ مانگی اور دروازہ کی طرف حملے کی نیت سے بڑھے اور چونکہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو تو ما کا یہ قول سخت نا گوار گزرا تھا اس لئے آپ نے فرمایا مردود! تم نے جھوٹ بکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ہے۔ ان کو باری تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ان کو جب تک چاہا زندہ رکھا اور جس وقت خوشی ہوئی اٹھا لیا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر ایک سخت حملہ کیا۔

دمشق میں تو ما کی لڑائی اور حضرت ابان بن سعیدؓ کی شہادت

مسلمان اس قدر سختی اور جانفشانی کے ساتھ لڑے کہ اس سے پہلے بھی کسی لڑائی میں اس زور کے ساتھ نہیں لڑے تھے۔ ملعون تو ما نے بھی نہایت بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس کے آدمیوں نے پتھراؤ اور تیروں کا لگا تار مینہ برسانا شروع کر دیا جس سے بہت سے مسلمان مجروح ہو گئے۔ مجروحین میں حضرت ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے کہ ان کے ایک مسموم تیر (زہر میں بجھا ہوا) آ کر لگا۔ انہوں نے اگرچہ اسے نکال لیا اور زخم پر اپنا عمامہ بھی باندھ لیا تھا مگر انہوں نے اس کے زہر کا اثر اپنے بدن میں محسوس کیا اور بیاسے گر پڑے۔ ان کے بھائیوں نے انہیں سنبھالا لشکر میں اٹھا کر لائے اور ارادہ کیا کہ عمامہ کھول کر علاج کریں۔ مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھولنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اگر اس کو کھول دیا گیا تو میرا دم اسی وقت کھولنے کے ساتھ ہی ساتھ نکل جائے گا۔ خدا کی قسم! جو کچھ میں باری تعالیٰ سے مانگتا اور امید کرتا تھا وہ مجھے مل گیا (یعنی شہادت۔ مترجم) مسلمانوں نے ان کی خواہش کے خلاف اس زخم کو کھولنا شروع کر دیا۔ ابھی یہ کھولنے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت ابانؓ نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی انگلی سے اشارہ کیا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا) آپ کے منہ سے ابھی یہ جملہ پورا بھی نہیں نکلا تھا کہ روح اس قفس عنصری کو چھوڑ کر عالم بالا میں چلی گئی۔ خداوند تعالیٰ ان پر رحم کریں (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

آپ کی شادی ابھی اجنادین کے مقام میں جناب ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے ہوئی تھی دلہن کے ہاتھ اور سر سے شب عروسی کی مہندی اور عطر تک کا اثر ابھی تک زائل نہیں ہوا تھا یہ ایک شجیع اور دلیر خاندان کی خاتون اور پیادہ لڑنے والی عورتوں میں سے تھیں جس وقت انہوں نے اپنے شوہر کی شہادت کے متعلق سنا تو نہایت گھبراہٹ کے ساتھ لڑکھڑاتی ہوئی دامنوں میں الجھتی ہوئی ٹھوکریں کھاتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔ انہیں دیکھ کر ثواب کی امید میں صبر کر کے سوائے اس جملہ کے اور کچھ زبان سے نہیں نکلے دیا کہ آپ کو جو عطا ہوا وہ مبارک ہو۔ آپ رب العالمین کے جوار رحمت اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے پاس چلے گئے۔ اس خداوند عالم کے پاس جس نے ہمیں ملایا تھا پھر جدا کر دیا۔ میں تمہاری چونکہ مشتاق ہوں خدا کی قسم! اس قدر جہاد کروں گی کہ تم سے مل جاؤں۔ کیونکہ نہ میں نے تمہیں اچھی طرح دیکھا اور آرام پہنچا اور نہ تم نے۔ خدا کو یہی منظور تھا کہ میں نامراد

ہوں۔ میں نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی مس کرے۔ میں نے اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے۔ میں تم سے بہت جلد ملوں گی اور مجھے امید ہے کہ یہ کام بہت ہی جلدی ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ان سے زیادہ صبر کرنے والی عورت کوئی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کے بعد ان کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو سپرد خاک کر دیا گیا ان کی قبر مشہور ہے۔ حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر کے پاس بالکل نہیں ٹھہریں بلکہ سیدھی خیمہ میں آئیں اسلحہ سے مسلح ہوئیں۔ ڈھاٹا باندھا تلوار ہاتھ میں لی اور ہیئت بدل کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر خبر کئے مسلمانوں کے ساتھ لشکر میں شامل ہو گئیں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ میرے شوہر کون سے دروازے پر شہید ہوئے؟ انہوں نے کہا توما ہی دروازے پر جو ہرقل بادشاہ کے داماد کے نام سے مشہور ہے اور اسی نے تمہارے شوہر کو قتل کیا ہے۔ آپ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی طرف روانہ ہوئیں اور اس میں مل کر نہایت سختی سے لڑیں۔ آپ نہایت اچھی تیرانداز تھیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز باب توما کے سامنے ایک شخص کو صلیب اٹھائے اور اپنے لشکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا اور وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اے خدا! تو صلیب کو اور اس شخص کو جس نے صلیب کی طرف پناہ لی ہے مدد دے۔ اے اللہ! ان پر اس کا غلبہ ظاہر کر اور اس کو بلند مرتبہ کر۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ دفعتاً ام ابان نے ایک ایسا تیر چلایا کہ خطا کئے بغیر نشانہ پر جا لگا۔ اسی وقت وہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ میں نے خود اس کے چمکتے ہوئے جواہر دیکھے۔ مسلمانوں میں کا ہر شخص اس کے اٹھا لینے کے لئے اپنے بدن کو ڈھالوں سے چھپا کر دوڑا۔ پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ ہمارے آدمیوں نے صلیب کے اٹھانے کے لئے اس قدر سبقت کی کہ ایک دوسرے پر گرتا پڑتا چلا جا رہا تھا کہ پہلے میں ہی اٹھاؤں۔ خدا کے دشمن توما نے جب صلیب کے اٹھا لینے کے لئے مسلمانوں کی اس قدر کثرت اور عجلت دیکھی تو اسے اپنی ذلت و خواری کا احساس ہوا اور سمجھ لیا کہ اب ہلاکت قریب ہے اس کا غم اسی وقت اور تیز ہوا اور اسے یہ سخت ناگوار گزرا کہ اس نے دل میں غور کیا کہ بادشاہ کو اس کی خبر ضرور ہو گی کہ صلیب اعظم مجھ سے چھین لی گئی اور کچھ دن کے لئے اس کے مالک مسلمان ہو گئے۔ یہ سوچ کر اس نے کمر کسی۔ تلوار اور سپر ہاتھ میں لی اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسے بیٹھنا ہے بیٹھ جائے۔ میں اب ضرور مقابلہ کو نکلوں گا اور دشمن کو دفع کر کے اپنے دل کو آرام دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ بہت پھرتی سے نیچے اترا۔ دروازہ کھول دینے کا حکم دیا اور دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے میدان میں نکلا۔ رومی چونکہ اس کی شجاعت، مردانگی، دانشمندی اور شدت حملہ سے خوب واقف تھے اس لئے بعض تیر کمان اور بعض ڈھال اور تلوار لئے ہوئے ٹڈی دل کی طرح اس کے پیچھے پیچھے نکل پڑے۔

کہتے ہیں کہ مسلمان صلیب کے لوٹنے میں مشغول تھے کہ رومی چیختے چلاتے دروازے سے باہر آئے۔ شوروغوغا بلند ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک نے دوسرے کو متنبہ کیا اور جب رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو صلیب حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپرد کر دی اور خود ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ دشمن کی طرف بڑھے اور اگرچہ دروازے کے اوپر سے تیر اور پتھر کافی مقدار میں برس رہے تھے مگر پھر بھی رومیوں پر پل پڑے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آواز سے کہا یا معاشر المسلمین! دروازہ کے

زمین پر گرا تو ایک پتھر اس کی گردن پر پڑا۔ رومی کا خاتمہ ہوا اور مر گیا۔ خدا کا دشمن توما پہلا تیر کھاتے ہی اونٹ کی طرح بلبلاتا اور چلاتا ہوا بھاگا۔ دروازے کے قریب آیا اور اس میں گھس گیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا تم پر سخت افسوس ہے کہ رومی کتا بھاگ نکلا۔ کتوں کی طرف بڑھو ممکن ہے کہ تم ان تک پہنچ جاؤ۔

یہ کہہ کر آپ مع آپ کی جماعت ان کی طرف دوڑی اور ان کو مارتے ہوئے دروازے تک ہانک لے گئی۔ مسلمان جس وقت دروازے کے قریب ہوئے تو ان پر اوپر سے پتھر اور تیر برسنے لگے۔ مسلمان پیچھے ہٹے اور اعداء کے کپڑا، ہتھیار اور صلیبیں لوٹ لینے کے تین سو رومیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ خدا کا دشمن آنکھ میں اسی طرح تیر لگے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا اور جس وقت یہ اندر داخل ہوا تو دروازہ بند کر لیا گیا۔ معززین اور رؤسائے قوم اس کے گرد جمع ہوئے۔ حکماء نے تیر نکالنے کی تدبیر سوچی اور چاہا کہ اسے پکڑ کر کھینچ لیں مگر وہ کسی تدبیر سے نہ نکل سکا۔ توما شدت درد سے چیخ رہا تھا اور کوئی تدبیر اس کے نکلنے کی سمجھ میں نہ آتی۔ آخر تیر کا آخر جو لکڑی کا تھا کاٹ دیا گیا اور پیکان آنکھ میں رہنے دیا گیا۔ پٹی باندھنے کے بعد گھر چلنے کے لئے کہا مگر یہ دروازے کے اندر اسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد درد میں سکون ہوا تو قوم نے پھر مکان پر جانے کا اصرار کیا اور کہا کہ اس بقیہ دن میں اگر آپ گھر میں آرام کریں تو بہت بہتر ہے۔ افسوس! آج ہم پر دو مصیبتیں نازل ہوئی ہیں۔ پہلی مصیبت صلیب اعظم کا ہاتھ سے نکل جانا اور دوسری مصیبت آپ کی آنکھ میں تیر لگنا اور یہ دونوں مصیبتیں اس قوم کے ہاتھ سے پہنچیں۔ اب ہم اچھی طرح جان گئے ہیں کہ اس قوم کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی آدمی ان کی اس آنچ کو۔ جب یہ قدم روکتے ہیں۔ ہم نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو کچھ یہ ہم سے مانگیں انہیں دے دلا کر ان سے صلح کر لی جائے۔ توما یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا اے بدبختو! اتنا سوچو کہ صلیب اعظم جاتی رہی۔ میری آنکھ کو صدمہ پہنچا، عزیز و اقارب مارے گئے پھر بھی میں ان نالائقوں کی طرف سے غفلت کروں اور دانستہ طور پر بے خبری برتوں۔ کیا میری اس غفلت کی اطلاع مسیح اور عمر کی خبر بادشاہ تک نہیں پہنچے گی۔ مجھے ہر حال میں ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ میں یقیناً ان سے اپنی صلیب واپس لوں گا اور اپنی ایک آنکھ کے عوض ان کی ہزار آنکھیں پھوڑ کر رہوں گا تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان سے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ میں آج ہی رات ان کے ساتھ ایک ایسا مکر اور ایک ایسی چال چلوں گا کہ کسی طرح ان کے سردار تک پہنچ جاؤں اس کے بعد ان کی جماعت کو مار کر بھگا دوں گا۔ جو کچھ انہوں نے ہم سے لوٹا ہے سب لوٹ لوں گا اور اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس چلا کروں گا۔ اس کے بعد پھر بھی میری آتش انتقام فرو نہیں ہوگی بلکہ میں ایک لشکر تیار کر کے بار برداری کا سامان اور زاد راہ ساتھ لے کر حجاز اور بادشاہ ابوبکر (خاک بدہن۔ مترجم) پر چڑھائی کروں گا وہاں پہنچ کر ان کی آبادی کو مسمار، ملکوں کو تباہ و برباد، گھروں کو کھنڈر اور مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور ان کے شہروں کو اس قابل کر دوں گا کہ ان میں گوہ، لومڑیاں اور دوسرے وحشی جانور رہنے لگیں۔

یہ کہہ کر یہ دروازے کے اوپر چڑھا، آنکھ پر پٹی باندھے تاکہ اس کے لوگوں کے دلوں میں سے مسلمانوں کا رعب نکل جائے انہیں جنگ کی ترغیب دینے لگا اور کہا گھبراؤ مت! اہل عرب سے جو تمہیں تکلیف پہنچی ہے اس کی چنداں پرواہ مت کرو صلیب ضرور انہیں بھگا کے رہے گی۔ اگر تمہیں اس کا یقین نہ ہو تو میں ذمہ دار اور ضامن ہوتا ہوں۔ لوگوں کو اس کے کہنے سے ذرا ہمت بندھی اور وہ پھر ایک دفعہ دل کھول کر لڑنے لگے۔

ادھر مسلمانوں نے بھی خوب ڈٹ کے ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گیا۔ آپ نے بھیجا اور کہا کہ تم حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں کا تمام قصہ بیان کرو اور کہو کہ تو بادشاہ
کے داماد کے ہاتھ سے ہمیں بے حد و حساب نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ نیز اس ہمارے سورما پر سب سے زیادہ ہنگامہ آرائی ہے۔ ہمیں
نئے ہماری کمک کے لئے کچھ آدمی روانہ کیجئے۔ قاصد نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ مشرکین سے لڑائی
حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے توما کا زخمی ہونا، صلیب کا گرنا، اس کا مسلمانوں کے قبضہ میں آ جانا اور جس شخص کے
ہاتھ میں صلیب تھی اس کا مارا جانا سب بیان کر دیا۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے، سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا یہ ملعون توما جو بادشاہ
کے نزدیک بہت زیادہ معزز ہے لوگوں کو صلح سے منع کرتا ہے۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ سے قوی امید ہے۔ وہ ہمارے اس کام میں
ہمیں کفایت کریں گے اور ان کی بدی برائی ان ہی پر ڈال دیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم حضرت شرجیل کے پاس لوٹ جاؤ اور ان سے کہو کہ تم جیسے درجہ پر جہاں میں نے تمہیں
متعین کر رکھا ہے بدستور کام کرتے رہو۔ مسلمانوں کا ہر گروہ، فرقہ اور جماعت اپنے اپنے کام میں ہر جگہ مشغول ہے۔ البتہ مجھے
اپنے نزدیک سمجھو۔ نیز ضرار شہر کے چاروں طرف گشت لگا رہے ہیں۔ وہ بھی تم سے ہر وقت قریب ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے
ہوتے ہوئے تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ دل رنجیدہ مت کرو اور برابر لڑتے رہو۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر قاصد نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے نہایت پامردی اور استقلال
کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا اور اس تمام دن اسی طرح لڑتے رہے۔ صلیب اعظم کے ہاتھ آنے اور توما کے زخمی ہونے کی خبر
حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز تمام سرداران افواج اسلامیہ کو پہنچی تو وہ نہایت خوش ہوئے۔ مسلمانوں نے اور ثابت
قدمی دکھلائی۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت گزرنے کے بعد عصر کا وقت آ گیا۔ دونوں لشکر جدا ہوئے۔ مسلمان اپنی اپنی فرودگاہوں میں آئے
شام ہوئی تو اذان کہی گئی۔ ہر ایک سردار نے اپنی اپنی جماعت کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ آگ روشن کی گئی اور ان مسافر مسلمانوں کے
خیموں میں خدا کا کلام پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب رات کی تاریکی نے ہر چیز کو ڈھانپ لیا تو ملعون توما نے اکابر قوم اور دلیران دمشق کو
جمع کر کے ان کے سامنے حسب ذیل تقریر کی۔ اے دین نصاریٰ کے حامیو! تمہیں اس قوم نے گھیر لیا ہے اور تمہارا مقابلہ ایک ایسے گروہ
سے ہوا ہے جس میں نہ کچھ تہذیب ہے نہ وفاداری نہ ذمہ داری اور نہ کسی قسم کا پاس عہد ہے۔ اگر ایسی صورت میں تم نے ان سے صلح بھی
کر لی تو وہ تم سے کسی طرح وفا نہیں کر سکتے۔ اپنی اولاد اور عورتوں کو وہ اسی واسطے ساتھ لائے ہیں کہ خواہ تم راضی ہو یا ناراض ہو وہ
انہیں تمہارے شہروں میں آباد کر دیں۔ کیا تم اس کو برداشت کر سکتے ہو کہ تمہاری عورتیں بے خانماں ہو کر قید ہوں ان کی باندیاں
بنیں، تمہاری اولاد ان کی غلام اور گھر بار ہاتھ سے نکل جائے اور تمہاری پوری پوری بے عزتی ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس کو کس
طرح برداشت کیا ہوگا؟ صلیب تمہارے ہاتھوں سے کس دن سے چھینی جا رہی اور وہ اسی لئے تم سے ناراض اور خشمگیں ہوئی کہ تم نے خود
اپنے دلوں میں اس دین نصاریٰ کے سست جانے اور مسلمانوں سے مصالحت کی ٹھان لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صلیب نے تمہیں سزا
دی اور تمہاری اعانت نہ کی۔ میں جو آج ان کے مقابلہ کو نکلا تھا۔ گو میری آنکھ میں صدمہ پہنچا تو میں آج ان سے فارغ ہو کر ہی
واپس ہوتا۔ اب میں بھی ان سے بدلہ لوں گا اور جس طرح ہوگا اس اپنی عار کو دور کروں گا۔ میں مسیح بادشاہ کی عزت کی قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ مجھے بدلہ لینا ضروری ہے۔ میں آنکھ کے بدلے میں اہل عرب کی دو ہزار آنکھیں نکال کر چھین لوں گا اور انہیں بادشاہ

دشمن پر ایک دم ٹوٹ پڑنا۔ اس وقت مسلمان سوتے ہوں گے یا بعض بیٹھے ہوں گے تم انہیں اتنی مہلت ہی نہ دینا کہ وہ اپنے ہتھیاروں تک پہنچ سکیں، بلکہ تلواریں لے کر چاروں طرف سے موت کے گھاٹ اتار دینا اور جس کو جس حالت میں پاؤ تہ تیغ کر دینا۔ اگر تم نے یہ کام سچائی، راست بازی اور صدق دل سے کر لیا تو مجھے امید اور کامل یقین ہے کہ وہ آج ہی رات تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ ایسا منتشر ہوگا کہ پھر قیامت تک نہیں بندھ سکتا۔ قوم یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور اپنے اپنے دروازے کی طرف چل دی۔ جہاں جو شخص متعین کیا گیا تھا پہنچا اور اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب ناقوس بجے اور میں مسلمانوں کی طرف دوڑوں۔

کہتے ہیں کہ توما ملعون نے ایک نصرانی شخص کو ناقوس پر متعین کیا اور کہا تو ایک ناقوس لے کر اس دروازے پر چڑھ جا جس وقت دیکھے کہ یہ دروازہ کھلا ہے اسی وقت آہستہ آہستہ اس طرح کہ ہماری ہی قوم سن سکے ناقوس بجانا شروع کر دے۔ اس نے اسے منظور کیا اور ایک بڑا سا ناقوس لے کر دروازے پر چڑھ بیٹھا۔ توما نے ہندی تلوار (چوڑی کو یا ہندی تلوار غالباً چوڑی ہوا کرتی ہوگی۔ مترجم) ہاتھ میں لی، جرمقیہ کی سپر کندھے پر رکھی۔ لوہے کے جوشن پہنے، سر پر خود جو ہرقل نے اسے تحفہ میں بھیجا تھا اور جس پر سونے چاندی کا کام تھا اور تیغ براں تک جس پر اثر نہیں کر سکتی تھی سر پر رکھا، اپنے لشکر کے ایک ٹکڑے کو جو زرہیں خود، عمود اور تلواروں سے مسلح تھا ساتھ لیا اور دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ جس وقت یہاں تمام فوج جمع ہو گئی تو اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یا قوم! دروازہ کھلتے ہی پھرتی چالاکی اور سرعت کے ساتھ دشمن تک پہنچ جاؤ اور جس قدر جلد ممکن ہو حملہ کر دو۔ اگر کوئی شخص تم سے امان طلب کرے تو سوائے ان کے سردار کے اور کسی آدمی کو امان مت دو۔ اگر کسی کے پاس صلیب اعظم دیکھو تو فوراً اس کے پاس پہنچ کر اس سے چھین لو۔ اور اگر کسی بھی ایسے شخص کے پاس نظر آئے جو کہ تم سے دور ہو تو مجھے آواز دے لو تاکہ میں اس تک پہنچ کر اسے لے سکوں۔ سب نے بخوشی اسے منظور کر لیا۔

اس کے بعد اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ اوپر جا کر ناقوس والے سے کہہ دے کہ وہ ناقوس کو بجا دے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا ساتھ ہی ناقوس بجا اور اس زور سے بجا کہ اس کی آواز کے مقابلے میں کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ فوراً تمام دروازے کھلے اور چاروں طرف سے لوگ مسلمانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ ملعون توما بھی لپکا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قوم کے مکر و فریب سے بے خبر تھے اس لئے سو رہے تھے ان کا اقبال چونکہ نیند سے دور تھا۔ بعض مسلمانوں نے ناقوس کی آواز سنی۔ ایک نے دوسرے کو بیدار کیا آوازیں دیں اور یہ سوتے ہوئے شیر بپھرے ہوئے شیر کی طرح چھلانگیں مارتے کھڑے ہو گئے اور جب تک ان کے پاس دشمن پہنچے یہ حملے کے لئے تیار تھے۔ آخر دشمن ان تک پہنچا۔ یہ گو حملہ آور ہوئے مگر بے ترتیب تھے اور اسی پر طرہ یہ کہ رات اندھیری تلواروں نے اپنا کام شروع کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شور و غوغا اور فریاد سن کر نہایت بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں اور چلا کر فرمایا "اے مددگار خدا! اے اسلام اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے رب کعبہ کی میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا۔ الٰہی! آپ اپنی آنکھ سے جو کسی وقت نہیں سوتی مسلمانوں کی طرف دیکھئے ان کی مدد کیجئے اور انہیں ان کے دشمن کے سپرد نہ فرمائیے"۔

اس کے بعد آپ نے حضرت قحطان بن زید طائی (حضرت عدی بن حاتم طائی کے بھائی) کو بلا کر فرمایا کہ تم یہیں میری جگہ حرم اور بال بچوں کے پاس رہو اور ہتھیار رکھو کہ دشمن تمہارے سامنے کوئی نہ آ سکے۔ میں نے جو کچھ سنا ہے بغیر جائے مجھے صبر نہیں آتا۔ یہ کہہ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو سوار اپنے ساتھ لئے اور عجلت کی وجہ سے بغیر زرہ اور خود کے ننگے سر ہی محض

آپ کی طرف مڑا اور کہنے لگا میں تمہی کو چاہتا تھا اور تمہاری خواہش رکھتا تھا۔ یہ کہہ کر شخص آپ ہی کے مقابلے کے لیے سب سے الگ ہو گیا اور آپ پر حملہ کرنے لگا۔ آپ بھی ڈٹے رہے۔ دیر تک دونوں طرف سے زدوکوب اور معرکہ آرائی ہوتی رہی اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ کسی نے ایسی مدت ہائے مدت سے نہیں دیکھی تھی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بہادری دیکھ کر گھبرا گئے۔ لڑائی نے طول کھینچا اور یہ دونوں حریف نصف رات تک برابر اسی زور آزمائی میں لگے رہے۔ ہر مسلمان اپنے مد مقابل سے مقابلہ کر رہا تھا۔ حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ تھیں دور نہیں ہوئی تھی۔ اس رات آپ نے مردوں سے زیادہ صبر واستقلال دکھلایا۔ آپ برابر تیر چلا رہی تھیں اور ہر تیر اپنے نشانے پر لگتا تھا حتیٰ کہ آپ نے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ چونکہ مردوں کی طرح تیر چلا رہی تھیں اس لئے رومی انہیں بھی مرد سمجھ رہے تھے۔ آپ نے اس قدر تیر چلائے کہ آپ کے پاس سوائے ایک تیر کے اور کوئی تیر باقی نہ رہا۔ آپ اس تیر کو لیے ہوئے دائیں بائیں رومیوں کو دیکھ رہی تھیں۔ رومی تیر کے خوف کے سبب آپ سے دور دور بچتے تھے۔ مگر دفعتاً ایک رومی آپ کے پاس آیا اور آپ نے چلہ پر چڑھا کر نشانہ کر کے جو تیر مارا تو تیر اس کے سینے میں تھا۔ موت اگرچہ اس کے سر پر منڈلا رہی تھی مگر اس نے اپنی قوم کو مدد کے لیے پکارا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ رومی اس کی اعانت کے لئے دوڑے۔ آپ چونکہ نہتی ہو چکی تھیں اس لئے آپ رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئیں اور وہ رومی جس کے سینے میں تیر لگا تھا ملک عدم کو روانہ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر وقت پیش آئی کہ کسی دوسرے مسلمان کو اس قدر نہیں آئی تھی مگر آپ نے نہایت صبر اور بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اور موقع پا کے نہایت زور کے ساتھ تلوار کا ایک ہاتھ مارا مگر تو ماتے اسے ڈھال پر لیا۔ شدت ضرب کی وجہ سے آپ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ دشمن خدا کے اور حوصلے بڑھ گئے اور یہ سمجھ کر کہ اب پکڑا گیا ہے وار کرنے لگا۔ اچانک مسلمانوں کے دو سوار جن کے پیچھے مسلمان سواروں کا ایک دستہ چلا آ رہا تھا اس طرف بڑھے۔ انہوں نے حضرت ام ابانؓ کو دیکھا کہ آپ فریاد کر رہی ہیں اور ایک رومی سوار آپ کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے لیے چلا جا رہا ہے۔ یہ دونوں سوار جن میں ایک حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس سوار کی طرف چلے اسے قتل کر کے حضرت ام ابانؓ کو چھڑا لیا۔ پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کو دوڑے۔ تو ما انہیں دیکھ کر شہر کی طرف کو بھاگ گیا۔

رومیوں کے مقابلے میں امیران اسلام کی بہادری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تمیم بن عدی سے جو اس وقت فتوحات شام میں موجود تھے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا مسلمانوں کے سرداروں میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ اس معرکہ میں کوئی سردار نہیں لڑا۔ میں اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں تھا، آپ خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور مسلمانوں سے یہ خیمہ فاصلے پر گڑھا ہوا تھا اچانک آپ نے چیخنے اور چلانے کی آوازیں دروازہ کھلا اور مسلمانوں کی طرف رومیوں کو دوڑتے دیکھا۔ آپ نے نماز کو مختصر کیا اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد مسلح

ہوئے فوج کو مرتب کیا۔ جس وقت تمام مسلمان زرہیں اور اسلحہ سے مسلح ہو گئے تو آپ میدان کی طرف چلے۔ مسلمانوں کو آپ نے للکارتے اور ہل من مبارز کا نعرہ لگاتے ہوئے دیکھا۔ آپ ان کے دائیں بائیں گھومتے ہوئے آگے بڑھے۔ دروازہ کی طرف رخ کیا وہاں پہنچے تو آپ نے نیز آپ کے ساتھیوں نے تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔

مشرکین کے یہ آوازیں سن کر چھکے چھوٹ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ مسلمان کمک کے لئے ایک بڑی بھاری جماعت لے کر ہم پر آ گرے۔ یہ سوچتے ہی دروازے کی طرف بھاگے ان کا سردار جرجی بن تالا ان کے آگے آگے تھا مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور تلواروں کے وہ جوہر دکھلائے کہ انہیں بھاگتے بھاگتے دروازے کے نزدیک کر دیا۔ دروازہ کے قریب پہنچتے ہی تیروں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی مگر مسلمانوں نے باوجود تیروں کی بوچھاڑ اور پتھروں کی مار کے ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ آخر رومیوں کو احساس ہوا کہ ہمارے یہ پتھر اور تیر رومیوں ہی پر پڑ رہے ہیں کیونکہ وہ بھی دار کے قریب ہیں۔ اس لئے ان کی بارش موقوف ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ موقع اچھا دیکھا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں جس قدر رومی تھے خواہ وہ پیدل تھا یا سوار تمام تلوار کے بھینٹ چڑھ گئے تھے اور آپ کے مقابلین میں سے کوئی شخص زندہ بچ کر نہیں نکلا۔ حتیٰ کہ ان کا سردار جرجی بن تالا بھی کام آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اب جیھری کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اس سے پہلے کسی معرکہ آرائی میں دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ آپ اس طرح جنگ آزمائی کر رہے تھے کہ خون میں لت پت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو آتے ہوئے دکھلائی دیے۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے کس طرح گزری؟

انہوں نے جواب دیا اے امیر! آپ کو بشارت ہو کہ میں جناب کی خدمت میں اسی وقت حاضر ہوا ہوں جس وقت میں نے یہ شمار کر لیا کہ مجھ تن تنہا شخص نے ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میرے آدمیوں اور سپاہیوں نے تو اس قدر تہ تیغ کئے ہیں جن کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ میں نے اول ان لوگوں کی سختی کو برداشت کیا جو باب صغیر سے حضرت یزید بن سفیان کی طرف نکلے تھے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا تمام سرداران کی اہانت کرتا رہا۔ میں نے اکثر رومیوں کو قتل کر ڈالا اور اپنی قوم کی حتی المقدور خوب خدمت کی۔" حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر تمام جمع ہو کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے کاموں کا شکریہ ادا کیا۔

توما کا ہرقل بادشاہ کو خط لکھنا

واقدی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رات ایک بڑی معرکہ کی رات تھی۔ لوگوں نے ایسی رات اس سے پہلے بہت کم دیکھی ہوگی۔ اس رات میں ہزارہا رومی کٹ گئے۔ دوسرے دن مشرکین اور کفار کا ایک مجمع جمع ہوا اور توما کے پاس جا کر کہنے لگے اے سردار! ہم نے آپ کو پہلے بھی نصیحت کی تھی مگر آپ نے ایک نہ سنی۔ جو بلا ہم پر نازل ہوئی وہ آپ پر بھی آئی ہزاروں آدمی مار ڈالے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ سردار اتنا طاقتور ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ صلح کر لیں۔ ہماری رائے میں ہمارے اور آپ کے لئے صلح ہی سب سے بہتر ہوگی۔ اگر آپ کو صلح کرنے میں تامل ہے تو آپ جائیں اور آپ کا

کام ہم آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ کر خود صلح کر لیتے ہیں۔ توما نے جواب دیا اے قوم! مجھے چند دن اور مہلت دو۔ میں بادشاہ کی خدمت میں ایک خط لکھتا ہوں اس میں سب حال لکھوں گا۔ اگر بادشاہ نے ہماری اعانت کے لئے کمک بھیجی تو فبہا ورنہ پھر صلح کر لیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کے نام حسب ذیل خط لکھا:

"یہ خط بادشاہ کو اس کے داماد توما کی طرف سے ہے!

ہمیں اہل عرب نے اس طرح گھیر لیا ہے جس طرح آنکھ کی سفیدی نے اس کی سیاہی کو۔ اول انہوں نے ہماری قوم کو اجنادین میں مارا۔ اس کے بعد وہ ہم پر چڑھ آئے۔ لوگوں کو قتل کیا اور ایک بڑا شہر بند کیا۔ میں ان کے مقابلے کو نکلا مگر زخمی ہوا۔ تیری قوم اور اہل شام نے مجھے اب چھوڑ دیا ہے۔ میری ایک آنکھ بالکل جاتی رہی۔ قوم نے عرب سے صلح کرنے اور جزیہ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ایسی صورت میں یا تو آپ خود بنفس نفیس تشریف لائیں یا ہماری کمک کے لئے لشکر روانہ کریں اور یا ہمیں صلح کرنے کی اجازت بخشیں معاملہ حد سے گزر گیا ہے"۔

اس خط کو ملفوف کر کے اپنی مہر لگائی اور صبح ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔ ادھر صبح نے ظلمت کی چادر اتار کر پھینکی۔ ادھر مسلمان لڑنے کے لئے پھر مستعد ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام افسروں کے نام احکام جاری کئے کہ ہر سردار اپنی جگہ سے حرکت کر کے میدان میں پہنچ جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہل دمشق میں تاب مقابلہ نہ تھی۔ آخر گھبرا اٹھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سماحت کی درخواست کی اور کہا کہ ہمیں سوچنے کا موقع دے دیا جائے مگر آپ نے انکار کر دیا۔ لڑائی بدستور جاری رہی حتیٰ کہ اہل دمشق محاصرہ سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ کے جواب کا انتظار تھا مگر اہل دمشق ایک جگہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہم میں اس مصیبت کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ اگر ہم اس قوم سے لڑتے ہیں تو یہ ہم پر غالب آ جاتی ہے اور اگر لڑائی کے ترک کر کے گھر میں بیٹھتے ہیں تو محاصرہ کی وجہ سے ناک میں دم آ جاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جو کچھ مانگیں وہی دے کر صلح کر لینی چاہئے اور اس خصومت اور جھگڑے کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔ یہ سن کر ایک بوڑھا شخص جو کتب سابقہ کا عالم تھا کہنے لگا خدا کی قسم مجھے معلوم ہے اگر خود بادشاہ بھی تمام لشکر لے کر تمہاری کمک کو چلا آئے تو وہ بھی انہیں تم سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ ان کا سردار محمد خاتم النبیین اور سید المرسلین ہے (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم) اس کا دین تمام دنیا کے ادیان پر غالب آ کر رہے گا۔ لہٰذا تمہیں یہ حیلہ جوئی ترک کر کے محال کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے اس قوم کی اطاعت کر لینی چاہئے اور جو کچھ ان کا مطالبہ ہے اس کو پورا کر کے ان سے صلح کر لینی چاہئے۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا۔

قوم شیخ کا یہ کلام سن کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اس کی بزرگی کتب سابقہ سے اس کی واقفیت کا انہیں پہلے ہی علم تھا اس لئے اس سے کہنے لگی ہماری رائے میں مسلمانوں کا جو امیر باب شرقی پر موجود ہے (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ نہایت خونریز آدمی ہے نرم آدمی نہیں ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ شیخ نے کہا اگر تم نے صلح کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو جو امیر باب جابیہ پر متعین ہے (یعنی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے پاس چلے جاؤ۔ قوم اس کی رائے کو مناسب سمجھ کر باب جابیہ پر آئی اور ایک شخص جو عربی جانتا تھا اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا یا معاشر العرب! کیا تمہارے پاس امان ہے کہ ہم تمہارے سردار کے پاس آئیں اور صلح کے متعلق گفتگو کریں۔

وقت سے آپ مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ بہرحال ان لوگوں کے جب سپرد کر دیا تو انہوں نے آپ سے شہر میں چلنے کے لئے عرض کیا آپ چلنے کو تیار ہوئے اور آپ کے ہمراہ یہ چھتیس حضرات بھی جو اعیان صحابہ میں سے تھے گھوڑوں پر سوار ہوئے

(۱) حضرت ابوہریرہؓ (۲) معاذ بن جبل۔ (۳) سلمہ بن ہشام مخزومی۔ (۴) خثیم بن عدی۔ (۵) ہشام بن عاص سہمی۔ (۶) دیان بن سفیان۔ (۷) عبداللہ بن عمر دوسی۔ (۸) عامر بن طفیل۔ (۹) سعید بن زہیر دوسی۔ (۱۰) ذوالکلاع حمیری۔ (۱۱) حسان بن نعمان طائی۔ (۱۲) جریر بن نوفل حمیری۔ (۱۳) سالم بن فرقد یربوعی۔ (۱۴) سیف بن اسلم طائی۔ (۱۵) عمر بن خولہ سلمی۔ (۱۶) سنان بن اوس انصاری۔ (۱۷) مقداد بن عوف کندی۔ (۱۸) ربیعہ بن مالک تمیمی۔ (۱۹) تمیم بن عدی نبہانی۔ (۲۰) مغیرہ بن شعبہ ثقفی۔ (۲۱) بکر بن عبداللہ حجمی۔ (۲۲) راشد بن سعد۔ (۲۳) قیس بن سعید۔ (۲۴) سعید بن عمرو غنوی۔ (۲۵) رافع بن سہل۔ (۲۶) یزید بن عامر۔ (۲۷) عبیدہ بن اوس۔ (۲۸) مالک بن حرث۔ (۲۹) عبداللہ بن حنظلہ۔ (۳۰) ابولبابہ بن منذر۔ (۳۱) عوف بن ساعدہ۔ (۳۲) عباس بن قیس۔ (۳۳) عباد بن خبیب نبہانی۔ (۳۴) عمرو بن عامر۔ (۳۵) عبداللہ بن قرط الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان کے علاوہ چند دوسرے حضرات مسلمین ساتھ ہوئے۔ جس وقت آپ سوار ہو کر تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا۔ مجھے اس بات کی ضمانت دی جائے کہ وہاں جا کر بدعہدی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا اطمینان کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا حضورؐ کو خواب میں دیکھنا اور فتح دمشق کی بشارت دینا

بعض کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس رات مصالحت کی تھی اس روز آپ نے بعد از ادائے فرض نماز یہ خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں تفتح المدینة انشاء الله تعالی فی هذه اللیلة۔ کہ انشاءاللہ تعالیٰ اسی رات کو یہ شہر فتح ہو جائے گا۔ آپ نے دریافت کیا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو بہت عجلت میں دیکھ رہا ہوں اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ یہ دیکھ کر ادھر آپ بیدار ہوئے تھے ادھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کی بشارت آ کر دی تھی اور چونکہ آپ نے یہ خواب دیکھا تھا اس لئے ان سے باوجود ارشاد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کی شہادت نہیں لی گئی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ دمشق میں بروز دوشنبہ گیارہ جمادی الثانی ۱۳ھ کو داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ وہ پادری اور راہب لوگ بھی تھے جو صلح کے لئے آئے ہوئے تھے انہوں نے سیاہ بالوں کا لبادہ اور لباس پہن رکھا اور انجیلیں ہاتھ میں تھیں اور انہیں عود وغیرہ دوسری خوشبودار چیزوں کی دھونی دیتے جاتے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بغیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اطلاع کئے باب جابیہ سے داخل ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرقی پر جنگ میں مشغول رہے اور چونکہ رومیوں کے ہاتھ سے اس دروازے پر حضرت خالد بن سعید حضرت عمرو بن عاص کے بھائی ایک مسموم تیر کے لگنے سے شہید ہو گئے تھے جنہیں آپ نے بعد از نماز جنازہ دروازہ شرقی اور باب توما کے درمیان دفن کر دیا تھا اس لئے آپ نے جنگ میں نہایت سختی کر رکھی تھی۔

ذرا تحکمانہ لہجہ میں مخاطب کیا اور کہا:

''یا امیر! صلح پوری ہو چکی''۔ آپ نے جواب دیا ''کیسی صلح؟ صلح کس چیز کا نام ہے۔ خداوند تعالیٰ ان کے حال کی اصلاح نہ کریں میں نے تو مسلمانوں کی تلواریں رومیوں کے خون میں رنگ کر اور ان کی اولادوں کو غلام بنا کر ان کے اموال کو ضبط کر کے بزور شمشیر فتح کیا ہے''۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر! آپ مجھے میں صلح سے داخل ہوا ہوں۔ آپ نے کہا میں تلوار کے زور اور ہیبت کے ذریعے آیا ہوں اور جس وقت ان کا کوئی حمایتی نہیں رہا تو پھر ان سے مصالحت کیسی؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر! خدا سے ڈریئے اب تیر نشانے پر پہنچ گیا میں نے ان سے صلح کر لی اور یہ صلح نامہ لکھ کر جو ان کے پاس ہے انہیں دے دیا''۔ آپ نے کہا آپ نے میرے حکم کے بغیر کیسے صلح کر لی۔ آپ کی رائے میرے تابع ہے میں آپ پر حاکم ہوں۔ میں جب تک ایک ایک کو فنا کر دوں گا اس وقت تک تلوار کبھی میان میں نہیں کروں گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ کسی امر اور کسی معاملہ میں بھی تم مخالفت کرو گے۔ واللہ میرے اور میرے خدا کے درمیان میں یہ ایک بہت بڑا اور اہم معاملہ ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم میں ان لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان دے دی تھی اور اپنے اوپر ان سب کی ذمہ داری لے لی تھی۔ میرے تمام ہمراہی مسلمان بھی اس پر راضی ہو گئے تھے۔ بدعہدی اور مکر وفریب ہماری عادتوں میں داخل نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ تمہاری حالت پر رحم فرمائیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ان حضرات کے لب ولہجہ میں فرق آ گیا۔ کلام میں درشتی پیدا ہو گئی۔ لوگوں نے ان دونوں کی طرف نظریں جما کر اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا۔ مگر باوجود ان کی باتوں کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادے سے کسی طرح باز نہیں آئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ پھیر کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کی طرف جو لشکر زحف اور بدوی عرب میں سے تھے دیکھا وہ ہنوز قتل اور لوٹ مار میں مصروف تھے۔ آپ نے زور سے چلا کر کہا۔ افسوس ہے میری حالت پر کہ میری ذمہ داری کو لغو سمجھا گیا اور خدا کی قسم میرا عہد توڑ دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے گھوڑے کو تیزی کے ساتھ یہ الفاظ کہتے ہوئے چاروں طرف دوڑانا شروع کیا۔ یا معاشر المسلمین! میں تمہیں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جب تک میرے اور حضرت خالد بن ولید کے درمیان میں کچھ فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک جس راستے میں آیا ہوں اس میں کسی قسم کی دراز دستی نہ کی جائے۔

یہ سن کر مسلمانوں نے قتل وغارت سے ہاتھ روک لیا۔ بہادران اسلام اور سرداران جیش اسلامیہ جیسے حضرت معاذ بن جبل۔ یزید بن ابوسفیان۔ سعید بن زید۔ عمرو بن عاص۔ شرحبیل بن حسنہ۔ ربیعہ بن عامر۔ قیس بن ہبیرہ۔ عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق، عبداللہ بن عمر الخطاب، ابان بن عثمان، مسیب بن نجبہ الفزاری۔ ذوالکلاع الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر سرداران دونوں کے پاس کنیسہ مریم کے قریب جہاں دونوں لشکر ملے تھے مشورے اور گفتگو کے لئے جمع ہوئے۔ ایک گروہ اور فرقے کی جس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے یہ رائے ہوئی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر کاربند ہونا زیادہ مناسب ہے کیونکہ شام کے اکثر شہر ابھی فتح نہیں ہوئے اور ہرقل جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے انطاکیہ میں مقیم ہے۔ ایسی صورت میں اگر غیر مفتوحہ شہروں میں یہ مشہور ہو گیا کہ مسلمانوں نے عہد اور صلح

اسے جائز ہوگا کہ وہ ہمیں غلام بنا کر خواہ قید رکھے یا قتل کر دے۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے میں اس شرط کو قبول کرتا ہوں مگر اس صورت میں کہ اس شہر سے سوائے اشیائے خوردنی کے تم اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبحان اللہ! اس طرح تو پھر نقض عہد ہو جائے گا۔ میں نے تو ان سے صلح اس بات پر کی تھی کہ انہیں مال و اسباب اس شہر سے لے جانے کا حق ہوگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں انہیں یہ اجازت بھی دیتا ہوں۔ مگر اسلحہ میں سے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ ہربیس نے کہا ہمیں ہتھیاروں کا اپنے ساتھ رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم آنے والی بلاؤں سے محفوظ ہو کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں ورنہ اس طرح تو پھر راستہ میں ہم خطرہ میں رہیں گے۔ آئندہ ہم آپ کے قبضہ میں ہیں آپ جو چاہیں کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کے واسطے ایک ایک ہتھیار کی اجازت دے دینی چاہئے۔ مثلاً اگر ایک شخص تلوار لے تو اسے نیزہ نہ دینا چاہئے اور اگر کوئی شخص کمان حاصل کرلی ہو ہے تو اسے چاقو کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ توما نے کہا ہمیں یہ منظور ہے۔ ہمیں ایک ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور بس۔ اس کے بعد توما حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا مجھے ان (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے خوف ہے اس لئے ہمیں ایک عہد نامہ جس میں یہ تمام قرارداد مسطور ہوں لکھ کر اور گواہی کرا کر دے دیجئے آپ نے فرمایا۔ تیری ماں تجھے گم کر دے خاموش ہم اہل عرب ہیں ہم نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ مکر کرتے ہیں اور یہ امیر ابوسفیان ہیں جن کا قول قول صادق اور جن کا عہد عہد واثق ہوتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہاں ہرقل کے ریشمی کپڑوں کا جن میں تین سو اونٹوں کی بار برداری کے کپڑے تو مطلی اور مفضض (یعنی سونے کے کام) کے بنے ہوئے تھے ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ توما اور ہربیس نے ان کے لے جانے کا ارادہ کیا نیز توما نے ایک ریشمی خیمہ شہر کے باہر نصب کرایا اور ان دونوں نے اپنی قوم کو چلنے اور مال و اسباب ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ رومی اسباب اور مال و متاع شہر سے باہر لا کر جمع کرنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے تودے کے تودے لگا دیے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر مال و اسباب دیکھ کر فرمایا کتنی بڑی قوم ہے اور کتنا کثیر مال ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتهم سقفا من فضة ومعارج علیها یظهرون الخ۔ اس کے بعد آپ نے رومیوں کی طرف دیکھا جو عجلت کی وجہ سے بھاگنے والے گدھوں کی طرح اس طرح بھاگے جا رہے تھے کہ ایک دوسرے کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ اللهم اجعله لنا واملکنا ایاه واجعل هذا الامتعة فیئا للمسلمین انک سمیع الدعاء۔ یعنی پروردگار! اسے ہمارے لئے کر دیجئے اور ہمیں اس کا مالک بنا دیجئے اور اس مال کو مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بنا دیجئے اور آپ دعاؤں کے سننے والے ہیں (آمین)

اس کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ کیا تم میری رائے پر چلنے کے لئے تیار ہو؟ لوگوں نے جواب دیا آپ فرمائیں ہم بسروچشم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے گھوڑوں کی خدمت جس قدر کر سکتے ہو خوب کر لو اور حتی المقدور ان کی علف رسانی میں کسر نہ اٹھا رکھو۔ اسلحہ تیز اور ٹھیک کر لو۔ میرا ارادہ ہے کہ تین دن گزرنے کے بعد میں ان رومیوں کے تعاقب میں چلوں۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے امید ہے کہ جو مال ہم نے ان کے پاس دیکھا ہے وہ مال غنیمت میں ہمیں عنایت فرمائیں گے۔ ہر دل اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس قوم نے کوئی چیز اور

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیر ہوگئی تو توما کے تعاقب کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مگر اہل دمشق سے ایک شخص نے جو رومیوں میں نہایت شہسوار گنا جاتا تھا اور آپ کے پاس قید تھا آپ کو پھر اس طرف توجہ دلائی۔

واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا۔ آپ نے مجھے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے میں جو گشت کے لئے مقرر ہوا تھا متعین کر دیا تھا۔ ہمارا یہ دستہ باب شرقی سے باب توما اور یہاں سے باب سلامتہ، باب جابیہ، باب فرادیس، باب کیسان، اور ان سب میں گشت کرتا ہوا باب صغیر تک پہنچ جاتا تھا۔ فتح دمشق سے قبل ایک رات ہم تمام آدمی گشت کر رہے تھے کہ چاندنی چھٹ رہی تھی جس وقت ہم باب کیسان کے قریب پہنچے تو ہم نے دفعتہً دروازے کے کھلنے کی آواز سنی۔ ہم اسی وقت وہیں ٹھٹھک گئے دروازہ کھلا اور اس سے ایک سوار باہر نکلا۔ ہم نے اس کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور دانستہ تعرض کرنے سے علیحدہ رہے حتی کہ وہ ہمارے قریب آیا ہم نے اسے گرفتار کر کے یہ دھمکی دی کہ اگر ذرا بھی کچھ بولا تو گردن ماردی جائے گی۔ وہ شخص خاموش رہا۔ دو سوار دروازے سے اور نکلے اور احتیاطاً دروازے کے پاس کھڑے ہو کر انہوں نے اس شخص کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ ہم نے اس شخص سے کہہ دیا تھا کہ تو انہیں جواب دے تاکہ یہ دونوں شخص بھی تیرے پاس آجائیں۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے رومی زبان میں کہا چڑیا جال میں پھنس گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ گرفتار ہو گیا ہے اس لئے وہ واپس ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ ہم نے اس شخص کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض آدمیوں کی رائے ہوئی کہ اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہئے اور آپ اس کے متعلق جیسا حکم دیں گے اس کے موافق کر دیا جائے گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون شخص ہے؟ اس نے کہا میں ایک رومی النسل ہوں، میں نے آپ کے محاصرہ سے قبل اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی۔ جب آپ کو محاصرہ کئے بہت زیادہ دن ہو گئے تو چونکہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی اس لئے میں نے اس کے والدین سے درخواست کی کہ اس کی رخصتی کر دیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آج کل ہم بہت اہم کام میں مشغول ہیں۔ اس لئے یہ کام نہیں کر سکتے۔ مجھے چونکہ اس کے ملنے کا زیادہ اشتیاق تھا اس لئے ہمارے یہاں جو کلب اور تفریح گاہیں بنی ہوئی ہیں اور جس میں ہم سیر و تفریح اور کھیل کود کیا کرتے ہیں میں نے اسے وہاں آنے کے لئے کہلا بھیجا۔ وہ آئی اور اس نے آ کر مجھ سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ مجھے شہر کے دروازے سے باہر لے کر چلے۔ چنانچہ میں اسے دروازہ کھول کر اس نیت سے باہر نکلا کہ آپ حضرات کے متعلق معلوم کر لوں۔ میں باہر آیا ہی تھا کہ آپ کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ میرا ساتھی اور وہ عورت نکل کر مجھے پکارنے لگے۔ میں نے ان سے اس خوف سے کہ وہ عورت گرفتار نہ ہو جائے ڈرانے کے لئے یہ لفظ کہہ دیئے کہ چڑیا گرفتار ہو گئی۔ البتہ اگر اس کے سوا کوئی اور ہوتا تو مجھے اس کی گرفتاری کی کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسلام کے متعلق تو کیا کہتا ہے؟ اگر تو مسلمان ہو گیا اور میں شہر میں داخل ہوا تو تیرا نکاح اس عورت کے ساتھ کر دوں گا اور اگر اسلام سے انکار کرے تو تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله۔

کہتے ہیں کہ پھر یہ شخص مسلمانوں کی طرف سے نہایت جانبازی کے ساتھ لڑا اور جس وقت ہم صلح کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو یہ چاروں طرف اپنی بیوی کو تلاش کرتا پھرنے لگا۔ بعض آدمیوں نے اس سے کہا اس نے رومیوں کا لباس اختیار کر لیا ہے اور وہ اب تیرے رنج کے سبب راہبہ ہو گئی ہے۔ یہ شخص کنیسہ میں پہنچا تو اس کی بیوی نے اسے نہ پہچانا۔ اس نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے

نظر نہیں آتی تھی اور ہم نہایت مشکل اور دقت کے ساتھ ان پتھروں پر چل رہے تھے۔ گھوڑوں کے سموں میں گھس گھس کر خون اترآیا تھا۔ نعل جیسے وظاہر ہونے لگے تھے۔ ہمارے پیروں کے موزوں کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور سوائے ان کے اوپر کے پنڈلیوں کے حصے کے اور کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

عباد بن سعید حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمرکاب تھا یونس ہماری رہبری کر رہا تھا اور ہم اس کے نقش قدم پر چلے جا رہے تھے۔ خدا کی قسم میرے پاس چمڑے کے دو موزے تھے جن میں بھاری نعل لگے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی مضبوطی دیکھتے ہوئے قیاس کیا تھا کہ یہ میرے پاس برسوں چلیں گے مگر خدا کی قسم ان کے ایک ہی رات میں پرخچے اڑ گئے اور سوائے ان کی پنڈلیوں کے حصے کے اور کچھ نہ رہا۔ میں پہاڑی راستے کے خوف اور اس کی کٹھن اور شدت سے ڈر رہا تھا کہ میں نے تمام اہل عرب کو ایک دوسرے سے یہی شکایت کرتے سنا کہ کاش! ہمیں یہ رہبر کھلی اور فراخ چلتی ہوئی سڑک سے لے چلتا تو بہت بہتر تھا۔ اس رات ہم نے یہ راستہ بڑی مشکل سے طے کیا۔ خدا خدا کر کے جب ہم ان گھاٹیوں سے باہر نکلے تو قوم کے چلنے کے نشانات معلوم ہوئے جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ قوم نہایت قلیل اور سست رفتاری سے چلی جا رہی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رومی بچ گئے اور اپنی جانوں کو بچا لے گئے۔ یونس نے کہا مجھے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے کامل امید ہے کہ ہم انہیں پکڑ لیں گے اس لئے جلدی کرنا زیادہ مناسب ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے جلدی چلنے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یا امیر! راستہ کی تنگی اور دھوپ سے ہم بہت تھک گئے ہیں۔ اگر ایک دو گھنٹے کی مہلت ہمیں آرام کرنے اور گھوڑوں کو دانہ اور چارہ کھلانے کے لئے مرحمت ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم اللہ عزوجل کا نام لے کر چلے چلو وہی سیر کرانے والے اور آرام دینے والے ہیں۔ تم محض اپنے دشمن کی طلب میں ان کا تعاقب کئے جاؤ۔ مسلمان برابر بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ راہبر آگے آگے تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ دیہات کہ ہم جس شہر میں سے گزرتے ہیں وہ ہمیں بھی سمجھتے ہیں کہ یہ قبیلہ غسان لخم اور جذام کے عربی نصرانی ہیں۔ حتیٰ کہ ہم جبلہ اور لاذقیہ کو طے کر کے دریا کنارے پر پہنچے۔ یونس یہاں پہنچ کر قوم کے قدم کے نشانات ڈھونڈنے لگا۔ حالانکہ قوم نے ہرقل کے خوف سے انطاکیہ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا متفکر ہونا

کہتے ہیں کہ یونس جب اپنی مراد میں ناکام رہا تو حیرت زدوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ جو گاؤں یہاں قریب تھا اس میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جس وقت ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ توما اور ہربیس دمشق کو مسلمانوں کے سپرد کر کے یہاں آ رہے ہیں تو وہ نہایت غضب ناک ہوا اور چونکہ اس کا ارادہ ایک لشکر کو جمع کر کے یرموک کی طرف روانہ کرنے کا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ توما اور ہربیس مسلمانوں کی شجاعت اور بہادری کے کارنامے فوج کے سامنے نہ بیان کر دیں اور وہ ان کے مقابلے میں بزدل ہو جائے اس لئے اس نے یہ حکم بھیج دیا کہ وہ ادھر نہ آئیں بلکہ قسطنطنیہ چلے جائیں۔ اب وہ انطاکیہ سے منحرف ہو کر لاکام کے راستے سے قسطنطنیہ پہنچیں گے۔ یونس یہ سن کر متفکر سا ہو گیا اور مسلمانوں کی تکلیف کا اب اسے بہت احساس ہوا اور آنے والی مصیبت کا خیال کر کے

کو جھوں اور پکارتی رہتے تھے کہ وہ ہم پر پھر پلٹ پڑے۔ میں نے جس وقت ان کی طرف دیکھا وہ تنگ جگہوں اور اپنے اپنے گھروں سے نکل رہے ہیں تو میں نے مسلمانوں کو آواز دی اور کہا خداوند تعالیٰ تمہارے اندر برکت فرمادیں سوار ہو جاؤ۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو کر ان وحشیوں کے تعاقب میں چلا۔ حتیٰ کہ ہم ان پر حملہ آور ہوئے اور میں نے ان سے اس اونٹ کا جوان کے سب سے آگے آگے تھا شکار کر لیا۔ مسلمان برابر قتل اور شکار کرتے رہے حتیٰ کہ ان میں سے بہت تھوڑے باقی رہ گئے میں ان کو شکار کرنے اور پکڑ لینے سے بہت خوش ہو رہا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ میں مسلمانوں کو لے کر ان کے وطن کی طرف روانہ ہو جاؤں کہ اچانک مجھے میرے گھوڑے نے گرا دیا۔ میرا عمامہ نیچے گرا اور میں اس کو اٹھا لینے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی۔ یہ ہے میرا خواب۔ کیا کوئی شخص اس کی تعبیر دے سکتا ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی تعبیر یہی ہے کہ جس مصیبت میں اب ہم پھنس رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس مصیبت کا احساس ہوا اور انہیں یہ نہایت شاق گزرا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں پلٹنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ موٹے موٹے فربہ اور خوش تو وہ لوگ بھی ہیں جن کے تعاقب میں ہم یہاں تک آئے ہیں۔ ظاہراً معلوم ہے کہ ہم ان ہی کے سبب مصیبت میں پھنسے اور تکلیفیں اٹھائیں۔ آپ کا گھوڑے سے گرنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے گھوڑے کو لے کر بلندی سے پستی کی طرف اتریں گے اور عمامہ کا گر جانا سو عمامہ دراصل عربوں کے سروں کے تاج ہیں اس کا گرنا گویا کسی تکلیف اور مصیبت سے دوچار ہونا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں باری تعالیٰ جل مجدہ سے دعا کرتا ہوں اگر یہ خواب اور اس کی تعبیر سچ اور حق ہے تو اس کو امورات دنیوی سے متعلق کردیں اور امور آخرت سے نہ کریں۔ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے استعانت چاہتا ہوں اور اسی پر تمام کاموں میں توکل کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا شہسواران اسلام! مجھے محض اپنے دل کا اختیار ہے۔ میں نے اپنی جان خدا کی راہ میں سپرد کر دی ہے آیا تمہارا بھی ارادہ ہے کہ اس گروہ کے تعاقب میں چلو۔ دو ہی باتیں ہیں فتح یا موعودہ بہشت۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ آپ کے اختیار میں جیسی رائے عالی ہو ہم تیار ہیں مگر بعض مسلمانوں کو جو بہت زیادہ شکستہ حال ہو گئے تھے یہ تجویز ناگوار معلوم ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یونس کے پاس جس کا نام آپ نے حبیب رکھ دیا تھا آئے اور فرمایا یونس! اگر ہم اب قوم کا تعاقب کریں تو آیا ان تک پہنچ سکتے ہیں؟ اس نے کہا بے شک آپ انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ مگر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں رومیوں کو آپ اور آپ لشکر کے متعلق علم ہو گیا تو وہ چاروں طرف سے آپ کی طرف نہ دوڑ پڑیں۔ آپ نے فرمایا یونس! میں صرف باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات گرامی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ مجھے یثرب میں آرام کی نیند سونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق بیعت کی قسم! میں نے اپنی طرف سے ان کی جستجو اور طلب میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

یہ کہہ کر آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کو ہمراہ لے کر یونس کی رہبری میں چل دیے۔ راستہ قطع کرتے کرتے آپ نے جبل لکام کو پس پشت چھوڑا اور قوم کے نشانات تلاش کرتے اس سے آگے بڑھے۔ جس رات کی صبح کو ہمیں یقین تھا کہ

حضرت خالدؓ بن ولید کا مرج دیباج میں اپنے لشکر کو ترتیب دینا اور توما پر حملہ کرنا

اس کے بعد آپ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک ہزار سوار کو علیحدہ کر کے اس کی کمان حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی۔ ایک ہزار دستے پر حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو کمان افسر بنایا۔ ایک ہزار جوانوں پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افسر مقرر فرمایا اور ایک ہزار خود اپنی ماتحتی میں رکھے اور ان تینوں افسروں کو ہدایت کر دی کہ دشمن پر سب افسر یک بارگی دفعۃً حملہ نہ کریں بلکہ ہر سردار کچھ توقف کے بعد دشمن کی طرف بڑھے۔ پہلے علیحدہ علیحدہ متفرق ہو جائیں اور میں جس وقت حملہ کروں تو پھر علی الترتیب وہ بھی دشمن پر چڑھتے رہیں۔ یہ کہہ کر روانہ ہونے کا حکم دیا اور فرمایا خداوند تعالیٰ کے توکل اور اس کے نام پر بڑھتے چلو۔ سب سے پہلے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور پہاڑ کے درے سے ہوتے ہوئے قوم کی طرف چلے۔ قوم نہایت اطمینان کے ساتھ تھی۔ ان کے پیچھے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سب کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلنا شروع کیا حتیٰ کہ چراگاہ میں پہنچ گئے۔

حمید بن سعید تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں میں تھا آپ جس وقت چراگاہ میں پہنچے اور ہم نے جنگل کی تروتازگی لہلہاتی ہوئی سبزی بہتا ہوا پانی اور ریشمی کپڑوں کا دمکتا ہوا نارنجی رنگ جس پر نظر پڑتے ہی خیرہ ہو جائے دیکھا تو خدا کی قسم! قریب تھا کہ اس پر چکاچوند ہو جانے والی نگاہیں ہمیں خالصاً للہ جہاد سے منحرف کر کے ایک نئے فتنہ اور جدید آزمائش میں مبتلا کر دیں کہ معاً بنی تمیم کے ایک شخص نے زور سے چلا کر کہا اللہ تعالیٰ بھلا کریں اس دنیا کا کیا اس سے زیادہ دولت پھیر کھانے والی اور جلدی جلدی ایک سے دوسرے کے پاس جانے والی بھی کوئی چیز موجود ہے۔ اس کی رغبت سے ذرو یہ نہایت مکارہ اور بڑی آفت کی پرکالہ ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آواز سنتے ہی رونے لگے اور فرمایا واللہ تمیمی کا قول بالکل سچ ہے۔ اس کے بعد آپ نے پکار کر فرمایا۔ خدا کے دشمنوں کی طرف بڑھو حرب و ضرب شروع کر دو اور ان کے مال کی طرف بالکل رغبت نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تو تمہارا ہے ہی۔ خدائے بزرگ و برتر کے نام میں قوت و طاقت ہے۔ یہ کہہ کر فوج لئے ہوئے آپ شیر کی طرح شکار کی طرف جھپٹے۔

رومیوں نے انہیں دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں علم دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ مسلمان ان پر آ پڑے۔ شور و فریاد کی آواز بلند ہوئی اور ہر ایک نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ توما نے اپنے گروہ اور ہرقل نے اپنے جوانوں کو آواز دی۔ فوج اپنے اسلحہ کی طرف جھکی گھوڑوں پر سوار ہوئی اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ یہ بہت تھوڑے آدمی ہیں جنہیں تجسس نے ہماری طرف غنیمت بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا ان کی طرف بڑھو اور صلیب کی استعانت سے آگے دھر لو۔ رومی مسلح گھوڑوں پر سوار ہو کر تا کہ مسلمان مال و اسباب نہ لوٹ لیں اپنے اسباب کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سمجھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے یہ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ انہیں ایک ہزار جوانوں کے ساتھ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور کچھ توقف کے بعد حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی بھی آ پہنچے اور ابھی بہت کم عرصہ ہوا تھا کہ جناب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر

ساتھ جنگ یمامہ کے لئے نکلا تھا آ کر لگا۔ گھوڑے نے زانو پر سر مارا اور گر کر مر گیا۔ میں غصے میں بھرا ہوا گھوڑے کی زین سے کود کر اس عورت کے پیچھے بھاگا۔ وہ بھی ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتی ہوئی آگے آگے بھاگی۔ دوسری عورتیں بھی اس کے ساتھ بھاگ پڑیں میں نے ان کا پیچھا کیا اور جس وقت ان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو میں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر قتل سے تو میں رک گیا۔ البتہ انہیں ایک ڈانٹ پلائی اور ڈرا دھمکا دیا۔ نیز میرا ارادہ سوائے اس عورت کے جس نے گھوڑے کو مارڈالا تھا اور عورت کے قتل کا بھی نہیں تھا۔ میں اسی کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو کے جس وقت اس کے سر پر تلوار اٹھائی تو اس نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لئے اور لفون لفون (امان امان) کہنا شروع کیا۔

میں نے یہ سن کر ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ نہایت قیمتی ریشمین لباس پہنے ہوئی تھی۔ موتیوں کی لڑیاں سر پر لٹک رہی تھیں میں نے اسے نیز ان سب عورتوں کو اپنی حراست میں لے لیا مشکیں باندھیں اور اپنی فوج کی طرف انہیں لے کر چل دیا۔ راستہ میں رومیوں کا ایک خالی زین گھوڑا دکھائی دیا میں اس پر سوار ہو گیا اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ یونس راہبر کا حال معلوم کر کے پھر فوج میں جانا چاہئے۔ یہ خیال کر کے میں اس کی تفتیش میں ہوا اس جگہ جہاں میں نے اسے کشتی کرتے دیکھا تھا میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا کہ دفعتاً میں نے اس کی بیوی کو خون آلود اور اس کے سامنے روتے ہوئے بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا یونس کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میری بیوی ہے جس کی طلب اور تلاش میں میں یہاں تک آیا تھا اور مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں تھی کیونکہ خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی جس وقت میں نے اسے یہاں دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ باوجود یکہ تو مجھ سے بھاگی اور نفرت کرتی ہے مگر میں تیری محبت میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔ بہتر ہے کہ تو میرے ساتھ چل۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے حق مسیح کی قسم چونکہ تو نے دین مسیح کو چھوڑ کر دین محمدی اختیار کر لیا ہے، میں تمہیں کبھی قیامت تک نہیں مل سکتے۔ میں نے اپنی جان کو مسیح کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں قسطنطنیہ جا رہی ہوں وہاں پہنچ کر ننوں میں شامل ہو کر راہبہ بن جاؤں گی۔ میں اس کی طرف بڑھا تو اس نے اپنے آپ کو مجھ سے لڑائی کے ذریعے علیحدہ رکھا۔ مگر میں اس کے جا لپٹا اس قدر لڑا اور کشتم کشتی ہوا کہ اس پر غالب آ گیا۔ جس وقت اس نے میرے پنجوں سے کسی طرح مفر نہ دیکھا تو اپنے کپڑوں میں سے ایک خنجر نکال کر سینے میں بھونک لیا۔ خنجر بھرتے ہی نیچے گری اور مر گئی مجھے اس کے ملنے کا چونکہ بے حد اشتیاق تھا اور وہ مجھے نہیں مل سکی اس لئے اب بیٹھا رو رہا ہوں۔

حضرت عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہرقل کی بیٹی کو گرفتار کرنا

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یونس کی یہ باتیں سن کر رونے لگا اور اس سے کہا کہ خداوند جل مجدہ نے تجھے نعم البدل عنایت فرمایا ہے اور اس سے بہتر اور خوب صورت عورت جو ریشمین کپڑے پہنے موتیوں کے لڑیاں لٹکائے سونے کے کنگن زیب کئے اور چاند جیسا چمکتا ہوا چہرہ رکھتی ہے حاضر ہے۔ یونس نے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا یہ میرے ساتھ ہے۔ یونس نے جس وقت اس کی طرف دیکھا اور اس کے زیور اور حسن و جمال کو ملاحظہ کیا تو اس سے رومی زبان میں گفتگو کی۔ گھڑی بھر تک اس کا حال دریافت کرتا رہا۔ وہ برابر رو رہی تھی آخر یونس میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے سمجھا بھی کہ یہ کون عورت ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون عورت ہے؟ اس نے کہا یہ ہرقل کی بیٹی اور توما کی بیوی ہے۔ مجھ جیسا

آدمی اس کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتا۔ جرقس اسے فدیہ دے کر ضرور رہائی دلائے گا۔

میں نے کہا اب تو یہ تیرے لئے ہے اور تو اس کے واسطے۔ چنانچہ کرویس نے اسے لے لیا۔ مسلمان اس وقت نہایت شدت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور اس قدر مصروف تھے کہ اس سے زیادہ نہیں لڑ سکتے تھے۔ بعض ریشمین کپڑے اور مال و اسباب جمع کر رہے تھے۔

مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ اور اس جنگل کا نام مرج الدیباج کے نام سے مشہور ہونا اور اب تک اسی نام سے مشہور چلا آنا اسی وجہ سے ہے کہ اہل عرب میں سے جس وقت کوئی کسی کے پاس دیباج یعنی ریشم کا کپڑا دیکھتا تھا تو دریافت کرتا تھا کہ آپ کے پاس یہ کپڑا کہاں سے آیا تو وہ شخص جواب دیتا تھا کہ یہ مرج الدیباج کے مال غنیمت میں کا ہے۔

واقدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت اہل اسلام لڑائی سے فارغ ہوئے تو اپنے سردار حضرت خالد بن ولید کو دیکھ کر ان کی تفتیش میں لگے۔ مگر جس وقت آپ کا کہیں پتہ و نشان نہ معلوم ہوا تو سخت مضطرب اور پریشان ہوئے اور انتہا سے زیادہ قلق ہوا۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی تھی کہ جس وقت مرج الدیباج کے میدان میں آپ نے توما کو قتل کر دیا تو آپ کو جرجیس کی تلاش ہوئی۔ آپ نے تمام میدان میں اسے ڈھونڈا۔ مگر جستجو کے بعد بھی آپ ناکام رہے۔ آپ اس جنگ میں مشغول تھے اور لشکر روم میں گھس گھس کر رومیوں کو جانوروں کی طرح سے قتل کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے ایک قوی الجثہ سرخ رنگ جس کی داڑھی والے رومی کو جو نہایت قیمتی ریشمین کپڑے پہنے ہوئے تھا اور جس کے اوپر باحفاظت کے لئے بکتر لگا ہوا تھا دیکھا۔ آپ نے سمجھا کہ شاید یہی جرجیس ہی ہے۔ آپ نے اپنا گھوڑا اس کی طرف گھوڑا سیدھا کر دیا اور اسی شوق اور شدت کے ساتھ اس کی طرف بڑھے کہ گویا اس کو صورت ہی سے ہیچ کر دیں مگر یہ شخص آپ کو دیکھ کر بھاگا۔ آپ نے تعاقب کیا اس نے میدان میں گھوم کر پھر کھا کے اپنے آپ کو بچانا چاہا۔ آپ نے دور سے اس کی پشت پر نیزہ مارا۔ یہ گھوڑے سے سر کے بل زمین پر آ رہا۔ آپ یہ کہتے ہوئے کہ کم بخت جرجیس تو نے سمجھا ہوگا کہ میں بچ کر نکل جاؤں گا اس پر حملہ آور ہوئے۔ یہ شخص عربی زبان سمجھتا تھا اس نے عربی میں فریاد کی اور کہا میں جرجیس نہیں ہوں۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور قتل نہ کیجئے۔ میں آپ کو اپنے فدیہ اور عوض میں آپ کو ایسی چیز دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ نیز جو کچھ آپ مجھ سے طلب کریں گے وہ بھی دوں گا۔

آپ نے فرمایا کہ کمبخت! تو میرے ہاتھ سے اس وقت تک نہیں چھوٹ سکتا جب تک جرجیس کا پتہ نہ بتلا دے۔ مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے میرے ہاتھ سے توما کو قتل کرا دیا ہے اور مجھے جرجیس کے قتل ہونے کی بھی تمنا ہے۔ اگر تو نے مجھے جرجیس کا پتہ دے دیا تو میں تجھے بغیر کسی معاوضے کے چھوڑ دوں گا۔" رومی کہنے لگا کہ آپ کو خوش ہو جانا چاہئے کہ آپ اپنی مراد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا پتہ بتانے سے قبل اس بات کا عہد لے لوں کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے مجھے اس کا پتہ بتلا دیا اور جرجیس میرے قبضے میں آ گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ تو آزاد ہی ہو گا۔

اس نے کہا اے عربی بھائی! آپ کی بات بد عہدی اور بے وفائی کی سی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیں امان دے دی تھی مگر باوجود اس کے ہمارے پیچھے یہاں تک آ گیا حالانکہ ہمیں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ آپ ہمارا تعاقب یہاں تک کریں گے۔ آپ نے تعاقب کیا اور جو کچھ ہم دمشق سے لے کر چلے تھے اس کو لوٹ لیا اور اس وجہ سے آپ کے جاسوس دمشق میں لگے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ پھر کہتے ہیں کہ اگر جرجیس تمہارے ہاتھ آ گیا تو میں تجھے چھوڑ دوں گا۔ پھر جرجیس ایک بڑا بہادر اور حریفوں کو زیر کرنے والا شخص ہے، میں اس کی گرفتاری کا کس طرح ضامن ہو سکتا ہوں اور پھر جب کہ آپ کا کلام بھی بدعہدی اور بے وفائی پر مشتمل ہو۔

آپ کو یہ سن کر نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کم عقل! ہمیں بدعہدی کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ بدعہدی، عہد شکنی، غداری اور بے وفائی ہماری خصلتوں سے بعید، ہماری عادتوں سے دور اور ہمارے افعال سے بالکل نا آشنا ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ نبی الرحمۃ اور شفیع الامت تھے۔ پھر ہم کس طرح خلاف کر سکتے ہیں۔ ہم جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں، جو امانت رکھتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہم تمہارے تعاقب میں چار روز سے پیچھے نہیں نکلے۔ اللہ بزرگ و برتر نے ہمارے لئے راستہ کی دوری کو دور کر دیا ہے اور زمین کی طنابیں کھینچ کر رکھ دی ہیں۔ میں نے تجھے محض یہی کہا تھا کہ مجھے جرجیس کی طرف جانے کا راستہ بتا دے میں جس وقت اسے دیکھوں گا تو انشاء اللہ العزیز خدا کی مدد و نصرت سے اسے اسی وقت لے لوں گا۔ میری خواہش محض یہی ہے کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی قسم! اگر تو نے مجھے اس کا پتہ بتا دیا تو میں بدون کسی عوض کے تجھے چھوڑ دوں گا۔

کافر یہ کلام سن کر کہنے لگا اے عرب کے جوانمرد! آپ میرے سینے سے اتر جائیے تاکہ میں اس کا پتہ بتلا سکوں۔ آپ اس کے سینے سے اتر گئے۔ وہ دائیں بائیں ایک ایک اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگا۔ یہ گرد و غبار جو وادی پر چھا رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا ہاں! دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا جرجیس اس گرد کے آگے آگے جا رہا ہے آپ اس گرد کا تعاقب کیجئے۔ جرجیس کی شناخت یہ ہے کہ اس کے سر پر جواہر کی ایک صلیب آویزاں ہے۔ آپ نے قوم بربر زادہ یوسف یہ شخص اسعد بن جابر کو اس پر مسلط کیا اور فرمایا اسعد! اسے اپنی نگہبانی میں رکھو۔ اگر میں اس کے قول کے موافق جرجیس تک پہنچ جاؤں تو اسے چھوڑ دینا ورنہ فوراً قتل کر دینا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس گرد کی طرف گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔ نیزہ کو درست کیا اور جس وقت اس جماعت کے قریب پہنچے تو چلا کر آواز دی بدبختو! مجھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہو؟ جس وقت جرجیس نے آپ کی آواز سنی اور آپ کے طرز کلام سے معلوم کیا کہ یہ اہل عرب میں سے ہیں تو وہ آپ کا قتل کا ارادہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ لوگ تمام زرہوں میں ملبوس اور تمام اسلحہ سے مسلح تھے اور نہایت جانباز، شجیع اور بہادر آدمی تھے۔ آپ نے انہیں آمادہ اور تیار دیکھ کر فرمایا بدبختو! تم نے یہ سمجھا تھا کہ اللہ عزوجل ہمیں اب تم تک نہیں پہنچائے گا اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو ہماری غنیمت میں نہیں دے گا۔ بس اب خبردار ہو جاؤ میں ہوں شہسوار قاتل پلید اور میں ہوں خالد بن ولید۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور ایک ہی نیزے میں ایک رومی کو گرا لیا۔ پھر دوسرے کی طرف بڑھے اور اسے بھی قتل کر دیا۔

تھے اور ایک کہنے والا یہ الفاظ کہتا ہوا بڑھتا چلا آ رہا تھا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ یا ابا مسلیمان! رب العالمین کی طرف سے آپ کے لئے مدد آ گئی۔ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ آپ نے ان کی آواز سنی مگر آپ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کی طرف التفات فرمایا اور نہ مسلمانوں کی طرف توجہ کی۔ آپ برابر دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ دائیں بائیں پھر پھر کر مارتے رہے حتیٰ کہ آپ نے تمام کافروں کو تتر بتر کر کے رکھ دیا۔ جربیس نے جس وقت مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں تو پیٹھ دے کر بھاگا مگر آپ اس کی طرف بڑھے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔

مسلمان جربیس کے ساتھیوں کی طرف چلے۔ تلواروں نے خون سے پیاس بجھانی شروع کی۔ حضرت ضرار بن ازورؓ رومیوں کے قتل کرنے میں سب سے پیش پیش رہے اور آپ نے سب سے زیادہ رومیوں کو قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب فرصت ملی اور یہ کرب واندوہ جاتا رہا تو آپ نے حضرت ضرارؓ کی بہادری اور شجاعت دیکھ کر انہیں مخاطب کر کے فرمایا واللہ یا ابن ازور! تم فتح مند ہو گئے اور فلاح کو پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت تمہارے اعمال میں صلاحیت اور تمہارے حال پر رحمت فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عبدالرحمٰن نیز دیگر مسلمانوں کو اسلام علیکم کہا اور فرمایا کہ تمہیں میرے یہاں آنے کے متعلق کس طرح معلوم ہوا؟

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہا یا سید! جس وقت باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں رومیوں پر فتح بخشی اور وہ لوگ مقتول اور مجروح ہو گئے تو مسلمان مال غنیمت کی جمع کرنے میں منہمک ہی تھے کہ دفعتاً ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہتا تھا کہ تم مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہو۔ حالانکہ حضرت خالد بن ولید دشمن کے نرغے میں پھنس رہے ہیں جس وقت میں نے اس آواز کو سنا مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ نیز مسلمان بھی آپ کی اسی وجہ سے تلاش میں تھے کہ انہیں بھی آپ کے متعلق کوئی علم نہیں تھا اور وہ آپ کی طرف سے سخت تشویش اور رنج میں تھے۔ ہمیں ایک رومی شخص نے جو آپ کے ایک ساتھی کے قبضہ میں تھا آپ کا پتہ بتلایا اور کہا کہ میں نے انہیں جربیس کے تعاقب میں پہاڑ کے اوپر جانے کے لئے کہا تھا۔ آپ وہاں پر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم نہایت عجلت کے ساتھ آپ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے مجھے پہلے دشمن کا پتہ دیا تھا پھر مسلمانوں کو میری اعانت اور نصرت کے لئے راستہ بتلایا ہم پر بھی اب اس کا حق واجب ہو گیا۔

اس کے بعد آپ مسلمانوں کے لشکر میں تشریف لے آئے۔ مسلمان آپ کے اچانک غائب ہو جانے پر نہایت ہی رنج و افسوس کی حالت میں تھے۔ جس وقت آپ کو دیکھا باغ باغ ہو گئے اور سلام کرتے ہوئے آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے ان کے سلاموں کا جواب اور ان کے کاموں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس رومی شخص کو جس نے جربیس کا پتہ بتلایا تھا طلب کیا اور فرمایا تو نے اپنا وعدہ وفا کیا۔ اب ہم بھی چاہتے ہیں کہ اپنا وعدہ پورا کریں اور چونکہ ہم پر تیری خیر خواہی واجب ہو گئی ہے اس لئے اگر تو دین صلوٰۃ وصیام اور ملت محمد علیہ السلام میں داخل ہو جائے تو اہل جنت میں سے ہو جائے گا۔ اس نے کہا میں اپنے دین کو بدلنا نہیں چاہتا۔ آپ نے یہ سن کر اسے آزاد کر دیا۔

نوفل بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس رومی کافر کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور تن تنہا رومیوں کے شہروں کی طرف چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مال غنیمت کے اکٹھا اور قیدیوں کے جمع کرنے کے متعلق حکم دیا۔ چنانچہ وہ مال وغیرہ سب ایک جگہ جمع کیا گیا۔ آپ نے اس کی کثرت ملاحظہ فرما کے باری تعالیٰ جل مجدہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے راہبر یونس نجیب کو بلا

کہ اس کی زوجہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ سن کر نہایت متعجب ہوئے۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا: یا الامیر! میں نے ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کر کے اس کی زوجہ کے عوض اسے سپرد کر دی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کہاں ہے؟ جس وقت وہ حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا حسن و جمال جو خالق عزوجل نے اسے عنایت کیا تھا دیکھ کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: "سبحانک اللھم وبحمدک یخلق ما یشاء ویختار۔" "یعنی الٰہا پاک ہے آپ کی ذات گرامی۔ آپ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں قبول فرماتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی وربک یخلق ما یشاء ویختار "یعنی تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔

پھر آپ نے یونس سے فرمایا کہ آیا تم اسے اپنی زوجہ کے بدلہ میں قبول کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں قبول کرتا ہوں مگر میری رائے میں ہرقل اس کے عوض میں فدیہ دے کر ضرور اس کی رہائی کا خواستگار ہوگا یا لڑ کر اسے چھڑانے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسے رکھ لو۔ اگر وہ رہائی چاہے گا تو اس کا نعم البدل بھی باری تعالیٰ تمہیں عنایت کریں گے۔ وہ تو تمہارے لئے ہے ہی۔ یونس نے عرض کیا سردار! آپ تنگ جگہ اور سخت تنگ مقام میں ہیں اگر آپ رومیوں کے لشکر آنے سے نکل چلنے کا سامان کر دیں تو زیادہ مناسب ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ جلالہ ہماری اعانت کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے چلنے کا حکم دیا۔ لشکر نہایت تیزی کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ مال غنیمت آگے آگے تھا اور لشکر اسلام آپ کے پیچھے پیچھے نہایت خوشی، غنیمت، سلامت اور نصرت کے ساتھ نعرے لگاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

رومی بن عطیہ کہتے ہیں کہ ہم راستہ قطع کرتے ہوئے نہایت عجلت کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ راستہ میں رومیوں کے شہر آتے تھے مگر کوئی ہمارے تعرض نہیں ہوتا تھا۔ جس وقت ہم معرۃ صغیر یا ارحیمہ کے ثنیہ کے قریب پہنچے تو دفعتاً ہم نے اپنے پیچھے سے ایک غبار اٹھتا ہوا دیکھا جو ہمیں نہایت برا معلوم ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اس کی خبر لا کر دے۔ یہ سن کر قوم میں سے ایک صعصعہ بن یزید غفاری نامی شخص فوراً آگے بڑھا اور عرض کی کہ اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں۔ اس شخص کو دشمن کے مقابلے میں گھوڑا دوڑانے اور سبقت لے جانے میں ایک خاص ملکہ تھا۔ یہ اس گرد کے پاس پہنچا اور دریافت حال کر کے پھر الٹے پاؤں لوٹا اور دور سے پکار کر کہنا شروع کیا کہ یا امیر! صلیب کے پرستاروں نے ہمیں پکڑ لیا۔ لوگ از سر تا پا لوہے میں غرق ہیں اور ان کی آنکھوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جس وقت یہ گرد و غبار قریب آگیا تو آپ نے یونس راہبر کو بلا کر فرمایا کہ اس گرد کے پاس جا کر اس کا ارادہ معلوم کرو۔ یہ گئے اور لوٹ کر کہنے لگے کہ سردار! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ہرقل اپنی بیٹی کی طرف سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس گروہ کو اس لئے روانہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے مال غنیمت کو واپس لے لے۔ جس وقت یہ لوگ دمشق میں آپ حضرات سے ملحق ہوں گے تو آپ کے ساتھ ایلچی کے ذریعے گفت و شنید کر کے ہرقل کی بیٹی کو پادریوں کے ذریعے جس طرح بھی ممکن ہو گا رہائی دلانے کی کوشش کریں گے۔

یونس راہبر کی شہادت

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یونس جہاد میں ہمارے ساتھ جنگ یرموک تک شامل رہے۔ آپ نہایت بہادری اور جان بازی کے ساتھ لڑا کرتے تھے۔ یرموک کے روز آپ ایک آزمائش میں مبتلا ہوئے۔ یعنی آپ کے سینے میں ایک تیر آ کر لگا جس کی وجہ سے آپ زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ خداوند تعالیٰ آپ پر رحم فرما دیں۔ مجھے آپ کا بہت صدمہ ہوا۔ باری تعالیٰ سے آپ کے واسطے رحمت کی دعا کیا کرتا رہا۔

میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا کہ آپ کا لباس چمکتا ہے اور آپ طلائی نعلین زیب پا کئے ہوئے ایک سبز باغ میں سیر کر رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ خداوند مالک الملک جل وعلی نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا اور میری بیوی کے عوض مجھے ستر حوریں اتنی خوب صورت عنایت فرمائیں کہ اگر ان میں سے دنیا میں ایک بھی اتر آئے تو اس کے چہرے کی روشنی سورج اور چاند کو شرما دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عنایت فرمائیں"۔

میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا "خدا کی قسم! یہ مرتبہ سوائے شہادت پانے والے کے اور کسی کو نہیں ملتا۔ بہت خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس مرتبے کو پہنچ لے"۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ سے مال غنیمت لے کر واپس ہوئے تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق کچھ علم نہیں ہوا اور نہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وصال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق ہی ان سے کچھ ذکر کیا۔ آپ نے دوات اور کاغذ منگوا کر دربار خلافت میں حسب ذیل خط لکھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب حضرت ابوبکرؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عریضہ بعالی جناب عبداللہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از جانب خالد بن ولید مخزومی حاکم شام۔

اما بعد! السلام علیکم۔ میں اس ذات گرامی کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ ہمیں جنگ دمشق میں براہ دشمن کی طرف سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی تھی کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہماری نصرت اور مدد فرمائی دشمن کو مقہور کیا۔ میں نے باب شرقی کی طرف سے شہر کو تلوار کے زور سے فتح کیا۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جابیہ پر متعین تھے ان کے ساتھ دشمن نے فریب کر کے دوسرے دروازے پر صلح کر لی اس لئے مجھے ابوعبیدہ بن جراح نے منع کر دیا کہ میں کسی کو قید یا قتل کروں۔ میں ابوعبیدہ بن جراح سے کنیسہ مریم کے پاس ملا ان کے ساتھ اس وقت وہاں پادری اور رہبان موجود تھے اور صلح نامہ ان رومیوں کے پاس تھا۔ بادشاہ کا داماد توما اور ایک شخص ہربیس نامی شہر سے بہت سامان لے کر چلے تو میں نے ان کا تعاقب کیا اور ان دونوں

لعینوں کو قتل کرکے ان سے وہ مال حاصل کر لیا۔ ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر پھر بطور ہدیہ کے اسے چھوڑ دیا اور صحیح وسلامت واپس آ گیا۔ میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ والسلام!

حضرت خالدؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فتح دمشق کی خبر دینا

اسے ملفوف کرکے اس پر اپنی مہر لگائی اور ایک شخص عبداللہ بن قرط عربی کو بلا کر یہ خط دے کر روانہ کر دیا۔ یہ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر بارگاہ خلافت میں پہنچے۔ یہاں مسند خلافت پر جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونق افروز تھے۔ آپ نے سرنامہ اور عنوان خط جس میں از طرف خالد بن ولید بجانب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا پڑھ کر فرمایا کیا اب تک مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے متعلق علم نہیں ہوا۔ عبداللہ بن قرط نے عرض کیا یا امیر المومنین! مسلمانوں کو اب تک اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام روانہ کیا تھا جس میں حضرت خالد بن مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرداری کا جس کی میری رائے میں انہیں کوئی خواہش نہیں تھی تحریر درج تھا۔ یہ کہہ کر آپ نے سکوت فرمایا اور تمام خط کو پڑھا۔

خلافت فاروقی کی مجمل سی کیفیت

اصحاب سیر نے ثقات راویوں سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو آپ کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر اس وقت باون سال کی تھی مسند آرائے خلافت ہوئے۔ تمام مسلمانوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بیعت کی اور آپ کی بیعت سے کسی شخص نے بھی خواہ وہ بڑا تھا یا چھوٹا انحراف نہیں کیا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں دشمنی، نفاق اور اختلاف تمام جاتا رہا باطل نیست اور حق تو تمام ہو گیا۔ آپ کی امارت میں سلطنت قوی ہو گئی۔ شیطان کے مکر میں ضعف آ گیا۔ خدائی حکم ملائکہ کا فروں کو شاق تھا۔ مگر ظاہر ہو گیا۔ آپ اپنے زمانہ خلافت و امارت میں فقراء کے ساتھ بیٹھے تھے۔ عام آدمیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تلطف سے پیش آتے تھے۔ چھوٹوں سے رحم اور بڑوں کی توقیر فرماتے تھے۔ یتیموں پر مہربانی اور مظلوموں کے ساتھ ایسا انصاف کرتے تھے کہ حق ظاہر ہو جاتا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی کام میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

آپ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے بازاروں کے اندر اپنی گدڑی پہنے اور ہاتھ میں درہ لئے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ آپ کے درہ کا خوف بادشاہوں کی تلواروں اور تیز تیر بری ان تلواروں سے زیادہ تھا۔ آپ کی غذا روزانہ جو کی روٹی اور سالن آپ کا پیا ہوا نمک تھا۔

بسا اوقات آپ کی روٹی زیادہ ہوتا اور مسلمانوں پر نظر عنایت اور مہربانی کی وجہ سے بغیر نمک کے ہی رہ جاتی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس سے مقصود بجز اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے ثواب تھا اور بس۔ نیز کوئی شغل آپ کو ادائے فریضہ حق اور اتباع سنت نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہیں رکھتا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہرقل شاہ روم کو یہ معلوم ہوا کہ زمام خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آ گئی تو اس نے اپنے تمام امراء والیان ملک ارکان سلطنت اور سرداران فوج کو کنیسہ قسطنطنیہ میں جہاں ان کے لئے پہلے سے ایک منبر نصب کر دیا گیا تھا جمع کر کے ان کے سامنے منبر پر چڑھ کر حسب ذیل تقریر کی۔

ہرقل کا اپنے رؤسا کے سامنے تقریر کرنا

"یہی اصفر پیدا شخص ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا مگر تم نے میری ایک نہ سنی۔ اب اس گندمی رنگ اور سیاہ سیاہ چشم والے شخص کی خصومت اور دشمنی کی وجہ سے معاملہ زیادہ نازک اور خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے اور وہ وقت بہت زیادہ دور نہیں جب اس صاحب شتر کے مشابہ یعنی "شخص" کی ولایت کے حدود خدا کی قسم! خدا کی قسم! میرے پایہ تخت تک پہنچ جائیں گے اور وہ میرے تاج و تخت کے مالک ہو کر رہیں گے۔ لہٰذا تمہیں وقت آنے سے قبل بلا نازل ہونے سے پیشتر [illegible] ظلموں کے ویران پر دریوں کے قتل اور قوموں کے بیکار اور بند ہونے سے پہلے ڈرنا اور بہت زیادہ ڈرنا چاہئے۔ یہ شخص حرب و ضرب کا ماہر اور روم و فارس کی لڑائی پر دراز ہو کرنے والا شخص ہے اپنے دین کا زاہد ہے اور دوسری ملتوں کے تابعین پر نہایت سخت۔ اگر اب بھی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند ہو جاؤ ظلم چھوڑ دو اور اپنے مفروضات اور طاعات مسیح علیہ السلام کی اتباع کرو زنا اور تمام بیہودہ باتوں سے توبہ کر لو تو مجھے امید ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن تم نے اس کا انکار کیا اور اسی طرح فسق و فجور میں مبتلا اور خواہشات دنیا میں پھنسے رہے تو یاد رکھو کہ تمہارے دشمنوں کو خدا تم پر مسلط کر دے گا اور ایسی بلا میں تم گرفتار ہو جاؤ گے جس کے اٹھانے کی طاقت تک تم میں نہیں ہو گی۔ یہ میں جانتا ہوں کہ اس قوم کا دین دنیا کے تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گا اور جب تک اس مذہب کے عامل خود اپنے اس دین میں تغیر و تبدل نہیں کریں گے اس وقت تک وہ ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے ساتھ رہیں گے۔ اس وقت تمہارے سامنے دو ہی صورتیں ہیں اول یہ کہ تم اس دین میں داخل ہو جاؤ یا جزیہ پر مصالحت کر لو۔"

روسا یہ تقریر سن کر اس کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ اسے قتل کر دیں مگر ہرقل نے نرم آواز میں ان کے سخت غصے کو ٹھنڈا کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میرا مطلب اس کہنے سے محض آپ لوگوں کی آزمائش اور معلوم کرنا تھا کہ آپ حضرات کو اپنے دین کی غیرت اور حمیت کہاں تک ہے اور آیا آپ کے دلوں میں عربوں کا خوف تو جگہ نہیں کر گیا۔

ہرقل کا ایک نصرانی کو حضرت عمرؓ کے شہید کرنے کو روانہ کرنا

اس کے بعد ہرقل نے ایک نصرانی عرب کو جس کا نام[1] طلیعہ بن ماران تھا بلا کر اس کے واسطے بکثرت انعام مقرر کیا اور کہا کہ تو اسی وقت یثرب (مدینہ طیبہ) کی طرف روانہ ہو جا اور وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ بن خطاب کے قتل کی کوئی تدبیر سوچ کر انہیں قتل کر دے۔

1. ایک نسخہ میں طلیعہ بن ماذن ہے۔ ۱۲ منہ

اس نے اس کا وعدہ کیا۔ ادھر صاحب حضرت عمرؓ کے مدینہ منورہ میں پہنچ کر آپ کے قتل کی فکر میں مدینہ طیبہ کی حدود میں چھپ گیا حضرت عمرؓ یتیموں کے اموال اور بیوہ عورتوں کے اثاثات کی حفاظت اور خبر گیری کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے تو یہ نصرانی ایک گنجان درخت پر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ آپ اتفاق سے اسی درخت کے قریب آ کر ایک پتھر کے تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ جس وقت آپ سو گئے اور اس شخص نے چاہا کہ میں اتر کر اپنا کام پورا کروں تو دیکھا کہ جنگل سے ایک درندہ آ کر آپ کے چاروں طرف گھومنے لگا اور آپ کے قدموں کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا اور ایک غیبی ہاتف نے آواز دی اور کہنے لگا عدلت فامنت یعنی اے عمر! چونکہ آپ نے عدل و انصاف کیا ہے اس لئے آپ مامون ہو گئے۔ جس وقت آپ کی آنکھ کھلی درندہ چلا گیا۔ یہ نصرانی درخت سے اترا اور حضرت عمرؓ کے پاس آ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا میرے ماں باپ اس پر قربان جس کی حفاظت کائنات کے درندے، جس کی صفات آسمان کے فرشتے اور جس کی تعریف جہان کے جن کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے پورا تمام آنے کا قصہ اور ارادہ بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر اسی وقت مشرف باسلام ہو گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حسب ذیل خط لکھا:

"میں نے تمہیں شام کا حاکم اور افواج اسلامیہ کا افسر مقرر کیا اور خالد کو معزول۔ والسلام!"

یہ خط آپ نے حضرت عبداللہ بن قرط کے سپرد کیا اور مسلمانوں کے حالات کی طرف رجوع ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر چین و آرام حرام کر لیا اور زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنی تمام توجہ شام کی طرف پھیر دی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سالم الثقفی اپنے باپ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جس شب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا اسی رات کو حضرت عبدالرحمن بن عوف زہری نے عجیب و غریب خواب دیکھا جو اسی رات حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا تھا۔ صبح کو آپ نے حضرت عمرؓ کے سامنے جس وقت آپ سے بیعت کی جا رہی تھی بیان کیا کہ گویا میں دمشق کو دیکھ رہا ہوں مسلمان اس کے چاروں طرف ہیں مسلمانوں کی تکبیروں کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ جس وقت مسلمانوں نے تکبیروں کے نعرے لگا کر حملہ کیا تو میں نے دیکھا کہ قلعہ اور شہر پناہ کی دیواریں زمین میں دھنس گئیں اور ان کا نشان تک نہیں دکھلائی دیتا۔ حضرت خالد بن ولید دمشق میں بزور شمشیر داخل ہوئے اور آپ کے سامنے جو آگ روشن تھی اس پر پانی پڑا اور وہ بجھ گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے یہ خواب سنتے ہی فرمایا تمہیں مبارک ہو دمشق اسی رات فتح ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چند روز کے بعد حضرت عقبہ بن عامر جہنی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمشق سے فتح اور خوشخبری کا خط لے کر مدینہ طیبہ میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اے ابن عامر! ملک شام سے چلے ہوئے کتنے دن ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں جمعہ کے روز چلا تھا اور آج بھی جمعہ ہی ہے اسی روز سے برابر چلا آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے سخت تکلیف اٹھائی۔ بتلاؤ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا نہایت عمدہ اور مبارک خبر ہے۔ میں اسے عنقریب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا واللہ! آپ اس حالت میں کہ دنیا آپ کی تعریف کرتی تھی اس عالم فانی سے انتقال کر کے رب کریم کے پاس چلے گئے اور ضعیف و ناتواں عمر نے اس قلادہ کو اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اگر اس نے اس کام میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا تو نجات پا گیا

اور دونی کی یا قصور سرزد ہو گیا تو ہلاک ہو گیا حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں یہ خبریں کہہ دیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے دعاء مغفرت مانگی اور وہ خط نکال کر حضرت عمرؓ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے اسے پڑھ کر جمعہ کے وقت تک مخفی رکھا۔ خطبہ اور نماز کے وقت آپ منبر پر تشریف لے گئے مسلمان مجتمع تھے۔ آپ نے فتح دمشق کا خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان نہایت خوش ہوئے اور تکبیروں کی آوازوں کا شور بلند ہو گیا۔ آپ منبر سے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام ایک خط جو ان کی تولیت اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر مشتمل تھا لکھا اور مجھے سپرد کر کے شام کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم فرمایا۔

میں جس وقت دمشق میں آیا ہوں تو حضرت خالد بن ولیدؓ توما اور ہربیس کے تعاقب میں گئے ہوئے تھے میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے اسے چپکے چپکے پڑھ کر رکھ لیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے متعلق نیز حضرت خالد بن ولیدؓ کے عزل اور اپنی تقرری کے بارے میں کسی سے ذکر نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے آئے اور انھوں نے فتح دمشق، مسلمانوں کے غالب آنے، مرج الدیباج میں مال غنیمت حاصل ہونے اور ہرقل کی چھوٹی بیٹی کو چھوڑ دینے کی اطلاع ایک خط میں ملفوف کر کے عبداللہ بن قرط کے ہاتھ دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن قرط نے جس وقت یہ خط حضرت امیرالمومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کو سرنامہ کے یہ الفاظ پڑھ کر "از طرف خالد بن ولید مخزومی بنام حضرت ابوبکر صدیقؓ" نہایت ناگوار گزرا اور جناب کا گندم گوں رنگ سفید ہو گیا۔ آپ نے ابن قرط کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ابن قرط! کیا مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حاکم شام ہونے کی اطلاع کہ میں نے انہیں وہاں کا حاکم مقرر کر دیا ہے نہیں پہنچی؟ انہوں نے کہا نہیں یا امیرالمومنین! آپ یہ سن کر نہایت غصہ ہوئے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر فتح دمشق اور مرج الدیباج کے مال غنیمت کی اطلاع دی۔ مسلمانوں کی آوازیں تہلیل اور تکبیروں کے ساتھ بلند ہوئیں اور برادران ملت کے لئے دعائے خیر مانگی گئی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ مخزومی کی معزولی

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر المسلمین! ابوعبیدہ بن جراحؓ وہ ایک مرد امین اور جنہیں میں نے سرداری کے لائق پایا ہے اور انہیں میں نے شام کا حاکم مقرر کر کے خالد بن ولید کو معزول کر دیا ہے۔ یہ سن کر بنی مخزوم کے ایک شخص نے کہا کیا آپ ایسے شخص کو معزول کرنا چاہتے ہیں جس کو اللہ جل جلالہ نے سیف قاطع کے لقب سے ملقب کر کے خالد بن ولید اور ان کو مشرکوں کے لئے قاتل اور دافع بنایا ہے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی ان کی معزولی کے متعلق کہا تھا مگر آپ نے اسے منظور نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں اس تلوار کو کبھی میان میں نہیں کروں گا جسے باری تعالیٰ جل مجدہ نے خود کھینچا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے دین کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ جل جلالہ نیز مسلمان آپ کے اس کام سے کبھی اتفاق نہیں کر سکتے اور نہ اس امر میں آپ کو معذور رکھ سکتے ہیں۔ آپ نے خدا کی تلوار کو میان میں کر دیا اور ایک ایسے امیر کو جس کو خود خداوند جل وعلیٰ نے مقرر فرمایا تھا معزول کر دیا۔ نیز آپ نے عزیز و اقارب کی پاسداری کو قطع کر کے خود چچا زاد بھائی کی برائی چاہی۔ یہ کہہ کر وہ شخص خاموش ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ چونکہ یہ ایک کم سن اور نوعمر شخص تھا اس لئے آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ نوجوان اور کمسن اپنے چچا زاد بھائی کی حمایت میں غصہ

۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا تھا سیف من سیوف اللہ کہ خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ ۱۲ منہ

ہو گیا۔ اس کے بعد آپ منبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور اس خط کو سر بمہر کر کے لپیٹ گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کے متعلق غور و خوض کرنے لگے۔

صبح کو حضرت جناب نے نماز پڑھائی منبر پر کھڑے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرمایا اور درود و سلام بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے دعائے مغفرت کی اور اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشر المسلمین! میں نے ایک بڑی بھاری امانت کا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھا لیا ہے۔ میں دراصل ایک چرواہا ہوں اور ہر ایک چرواہے سے اور زندگی سے اس کی رعایا کی نسبت سوال کیا جائے گا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے میرے سپرد ان تمام لوگوں کی جو اس شہر میں آباد ہیں امانت، خیر خواہی، امور سلطنت میں نگہداشت اور وہ تمام چیزیں جو تمہیں تمہارے پروردگار نے عطا کی ہیں مجھے تفویض کر دی ہیں اور میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے۔ **من صبر علی لاوائها وشدتها كنت له شهيدا وشفيعا يوم القيامة** یعنی جو شخص مدینہ طیبہ کی آفتوں اور سختی پر صبر کرے گا میں اس کے لئے قیامت کے روز گواہ اور شفیع ہوں گا۔ اور یہ تمہیں خود معلوم ہے کہ تمہارے اس شہر میں سوائے ان چیزوں کے جنہیں اونٹ ایک مہینہ کی مدت طے کر کے تم تک پہنچاتے ہیں نہ زراعت ہے اور نہ دودھ، ہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم سے مغانم کثیرہ (یعنی بہت زیادہ مال غنیمت) کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے میں ادائے امانت میں خاص دھیان اور خیر خواہی کو ملحوظ رکھنا چاہتا ہوں اور جو شخص اس امانت کا اہل نہیں میں اس کو اس پر مقرر کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایسے شخص کو اس کے لئے منتخب کرنا چاہتا ہوں جس کے دل میں ادائے امانت کی خواہش ہو اور وہ مسلمانوں کے حقوق ان کے پاس پوری حفاظت کے ساتھ پہنچا دے۔ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت کو اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ اسراف کے خوگر اور عادی ہیں۔ شاعر جب ان کی تعریف کرتا ہے تو وہ اسے انعام میں مال دے دیتے ہیں اور جب کوئی سوار ان کے سامنے جہاد میں زیادہ کوشش کرتا ہے تو وہ ان کو اس کے استحقاق سے زیادہ بخش دیتے ہیں اور ضعیف و غریب مسلمانوں کے واسطے کچھ باقی نہیں رکھتے اس لئے میں انہیں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو مقرر کرتا ہوں۔ دلوں کا بھید باری تعالیٰ جانتے ہیں۔ میں نے اپنی دانست میں ایک امین شخص کو تمہیں مرحمت کر دیا ہے۔ اب تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ایک قوی اور سخت آدمی کو معزول کر کے اس کی جگہ امین، مطیع اور نرم شخص مسلمانوں پر حاکم مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کی اعانت اور مدد کے لئے اس کے ساتھ ہیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

اس کے بعد آپ منبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور ایک صاف چمڑے کا ٹکڑا لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام حسب ذیل فرمان لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف خدا کے بندے امیر المومنین مسلمانوں کے خادم عمر بن خطاب کے

بطرف حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ

السلام علیکم! میں اس ذات باری تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی جناب محمد رسول اللہ پر

لوگوں کو حکم کر نا وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں! کیونکہ تم سے بیعت کرنا مجھ سے بیعت کرنا ہو جائے۔ یہ کہ کر یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے چلتے میں انتہا سے زیادہ کوشش کی اور آخر کار دمشق تک پہنچ گئے۔

یہاں مسلمان حضرت صدیق اکبرؓ کی خیریت اور ان کے احکام کے منتظر تھے جس وقت یہ حضرات مسلمانوں کو دکھائی دیئے معلوم ہونے لگے تو مسلمان گردنیں ابھار ابھار کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ بعض لوگ پیش قدمی کے لئے دوڑے اور خوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ جس وقت یہ حضرات یہاں پہنچے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ میں سلام مسنون کے بعد قیام کیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہؐ کی خیریت دریافت کی۔ حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عمرؓ خیریت سے ہیں ان کا میرے پاس ایک فرمان ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دوں اس لئے آپ تمام مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دے دیجئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر فوراً کھٹک گئے اور انہیں دربارِ خلافت کے معاملات میں شک پیدا ہو گیا۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ حضرت عامر بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ فرمان پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت آپ اس جملہ پر پہنچے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہو گئی تو مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ حضرت خالدؓ نے روتے ہوئے فرمایا کہ اگر جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف تشریف لے گئے اور تخت خلافت جناب حضرت عمرؓ عنہ کے سپرد ہو گیا تو ہمیں ان کی اطاعت بخوشی منظور ہے۔ واللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اور حکومت سے مجھے دنیا میں کوئی محبوب چیز اور حضرت عمرؓ کی ولایت و خلافت سے دشمن کوئی شے نظر نہیں آتی تھی مگر اب ان کی اطاعت اور انہوں نے جو احکام صادر فرمائے ہیں مجھے بخوشی منظور ہیں۔ حضرت عامرؓ نے تمام فرمان پڑھ کر جب سنا لیا تو چونکہ انہیں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے آپ کے ہاتھ پر حضرت عمرؓ کی طرف سے ۲۳ شعبان المعظم ۱۳ھ کو بیعت ہوگئی۔

حضرت خالدؓ نے معزولی کے باوجود جہاد میں بھرپور حصہ لیا

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے لوگوں کو اطلاع دی۔ مال و اسباب کی حفاظت اور لشکر کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور یہ سمجھ لیا کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنی معزولی گراں گزرے گی اور بمقابلہ سابقہ غزوات کے دشمن کے مقابلہ میں اپنی شجاعت کے جوہر زیادہ کم دکھلائیں گے مگر میں نے سنا کہ آپ معزولی کے بعد سب سے زیادہ سختی کے ساتھ کوشش کرتے اور جہاد میں حصہ لیا کرتے تھے۔ خصوصاً قلعہ ابو القدس میں آپ نے نہایت شجاعت کے ساتھ کارہائے نمایاں دکھلائے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے قلعہ ابو القدس کا قصہ بیان کیا میں نے اس سے دریافت کیا تھا کہ شام میں یہ کس جگہ واقع تھا اس نے کہا کہ عرقہ طرابلس اور مرج السلسلہ کے مابین تھا اور اس کے سامنے ایک گرجا اور اس گرجا میں ایک طرف ایک صومعہ بنا ہوا تھا۔ جس میں دین مسیح علیہ السلام کا ایک راہب جو کتب سابقہ اور اخبار امم ماضی کا عالم تھا رہا کرتا تھا۔ رومی اس کے پاس اس کے علم سے استفادہ کرنے آیا کرتے تھے۔ اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی اور اس کا معمول تھا کہ وہ ہر سال اپنے

دیر کے قریب رومیوں کے ماہ صیام کے بعد ایک عید منایا کرتا تھا جس میں رومی نصاریٰ وغیرہ اطراف و اکناف اور مضافات سے اور قبطی مصر سے آ آ کر اس کے گرد جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ اپنی جلہ کی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ کے انہیں انجیل اور اس کے احکام کی تعلیم دیتا اور وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا انہی ایام میں ہر سال کلیسا کے ساتھ ایک نہایت عظیم الشان بازار (نمائش میلہ) بھی لگا کرتا تھا جس میں لوگ مال و متاع اور چاندی سونے لالا کے خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور تین یا سات دن تک خوب چہل پہل اور گرم بازاری رہا کرتی تھی۔ مسلمانوں کو اس کے متعلق کچھ علم نہیں تھا۔ انہیں ایک معاہدی نصرانی نے جس کے اہل و عیال نیز خود اسے بھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے امان دی تھی اس کی اطلاع کی۔

جس وقت نظام عسکری اور شام کی حکومت جناب کے ہاتھ میں آئی تو اس معاہدی نصرانی نے دل میں خیال کیا کہ کسی طرح آپ کی بارگاہ میں تقرب اور آپ سے شرف نیاز حاصل کیا جائے۔ ممکن ہے کہ جناب کا لشکر اس بازار کو فتح کرلے۔ آپ کو زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی یہ فکر ہوا اور اسی کشمکش و پیچ میں تھے کہ رومیوں کے کسی شہر کی طرف اقدام کیا جائے اور اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے کبھی دل میں خیال آتا تھا کہ بیت المقدس چونکہ شام کا بہترین شہر رومیوں کا دارالسلطنت اور ان کے مذہب کا ماویٰ وہی ہے اس لئے سب سے پہلے اسی کی طرف فوج کشی کی جائے اور کبھی سوچتے تھے کہ انطاکیہ میں خود بادشاہ موجود ہے اس لئے سب سے اول اسی سے فراغت پالوں۔ آپ اسی سوچ میں تھے مسلمانوں کو آپ نے مشورے کے لئے بلا رکھا تھا کہ اچانک آپ کے پاس وہ شامی نصرانی بھی آ گیا اور عرض کی "ایہا الامیر! آپ نے چونکہ میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جسے میں تا اختتام زندگی کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں ایک بشارت اور مال غنیمت کے اظہار کی عرض داشت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اگر مسلمانوں نے اس مال غنیمت کو جسے باری تعالیٰ نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے حاصل کرلیا اور مسلمانوں کو خداوند نے اس پر فتح بخش دی، تو مجھے امید ہے کہ مسلمان اس کی بعد اتنے غنی اور تونگر ہو جائیں گے کہ انہیں کسی طرح کی حاجت باقی نہیں رہے گی"۔

آپ نے فرمایا وہ مال غنیمت کس قسم کا اور کہاں ہے مفصل بیان کر۔ میں تو تجھے اپنا خیر خواہ ہی سمجھتا ہوں۔ اس نے کہا۔ "سردار! آپ کے عین محاذات میں لب دریا ایک مستحکم قلعہ ہے جسے حصن ابوالقدس کہتے ہیں۔ اس کے سامنے نصرانیوں کا ایک گرجا (کلیسا۔ دیر) بنا ہوا ہے۔ جس میں ایک راہب پادری رہتا ہے۔ عیسائی اس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس کی دعاؤں سے برکتیں حاصل کرتے اور اس کے علم سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس راہب پادری نے سال بھر میں ایک عید کا دن مقرر کر رکھا ہے جس میں لوگ اطراف و اکناف کے دیہات، شہروں، مختلف ملکوں اور کلیساؤں سے آ آ کر جمع ہوتے ہیں۔ اسی کے قریب ایک بازار لگاتے ہیں جس میں لوگ نہایت زینت اور تفاخر کا سامان عمدہ کپڑے، ریشمیں مطلا مذہب وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور یہ بازار تین یا سات روز تک برابر لگا رہتا ہے۔ اب اس عید اور بازار کے قائم ہونے کے دن قریب ہیں۔ اگر آپ عربوں کا ایک لشکر اس طرف روانہ کر دیں اور یہ لوگ اچانک اس بازار پر جا گریں تو چونکہ وہ لوگ خالی الذہن اور مطمئن ہوں گے اس لئے امید ہے کہ مسلمان اس تمام مال کو جو بازار میں ہوگا مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے حاصل کر لیں گے اور یہ دشمن کی ایک کمزوری کا باعث ہوگا کہ وہ آگے کو زیادہ سر نہیں اٹھا سکے گا۔

آپ یہ سن کر مال غنیمت کی امید میں جو نصرانی نے دلائی تھی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے اور قلیسا کے مابین کس قدر فاصلہ ہوگا؟ اس نے کہا یہاں سے قریب تین میل کے ہے اگر کوئی شخص کوشش کر کے چلے تو ایک دن میں پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کے کتنے دن باقی ہیں؟ اس نے کہا بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا اس کا رومیوں میں کوئی حامی اور مددگار بھی ہے جو آڑے وقت میں ان کے کام آ سکے۔ اس نے جواب دیا چونکہ ہرقل سے ہر ایک [illegible] ہے اور اس کی ہیبت اس کے دل میں بہت زیادہ بیٹھی ہوئی ہے اس لئے اس کے شہر والوں کو اب تک اس عید اور بازار کی خبر نہیں پہنچی ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ آیا اس قلیسا کے قریب شام کا کوئی اور شہر بھی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں سردار! اس کے قریب ایک شہر ہے جس کا نام طرابلس ہے۔ یہ شہر ملک شام کی بندرگاہ ہے جہاں ہر جگہ اور ہر طرف سے کشتیاں اور جہاز آتے رہتے ہیں۔ نیز اس شہر میں ایک نہایت متکبر بطریق (سردار) بھی رہتا ہے بادشاہ نے اس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے وہ زمین اور املاک بطور جاگیر کے اسے دی معاف کر دی ہے۔ یہ شخص ابتداء اس بازار میں آیا کرتا ہے مگر رومیوں میں سے کسی شخص کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بھی اس بازار کا حامی یا مددگار ہے۔ ہاں اگر اب آپ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے یہ سب ایک ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے لگیں تو دوسری بات ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ اگر مسلمان اس پر یلغار بول دیں تو فتح اور غنیمت ضرور ان کے ہاتھ آ کر رہے گی۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا لوگو! تم میں سے کون شخص خدا کے راستے میں اپنی جان کو ہبہ کر کے اس لشکر کے ساتھ جسے میں اس بازار کی طرف بھیج رہا ہوں روانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اس شخص کی مدد فرمائیں اور مسلمانوں کو فتح ہو جائے۔

ذکر قلعہ ابو القدس

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور تمام آدمی خاموش رہے۔ آپ نے پھر دوبارہ فرمایا [illegible] قریب۔ آپ کا مقصود حضرت خالد بن ولیدؓ کو دعوت مقابلہ دینا تھا مگر آپ نے ان کی معزولی کی وجہ سے صاف لفظوں میں کہتے ہوئے شرم و حیا کے سبب احتراز کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی خاموش رہے۔ دفعتہً لشکر میں سے ایک نوعمر جوان اٹھ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ یہ نوجوان شخص حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ تھے جس وقت ان کے والد ماجد جعفر طیارؓ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے تو ان کی عمر بہت تھوڑی تھی ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کر لیا تھا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی کفالت اور پرورش آپ نے ہی فرمائی تھی۔ جس وقت یہ سن بلوغ کے قریب پہنچے تو اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد بزرگوار کہاں ہیں؟ ان کی والدہ جواب دیا کرتی تھیں کہ انہیں رومیوں نے شہید کر دیا تھا۔ آپ کہا کرتے تھے اگر میں زندہ رہا تو اپنے والد کا ضرور بدلہ لوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جس وقت وفات ہوئی اور حضرت عمرؓ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے عیاض بن غنمؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا تو اس میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بھی شریک تھے۔ یہ صحابی نہایت حسین اور صورت و سیرت میں آقائے دو جہاں محمد رسول اللہؐ کے مشابہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کا قلعہ ابوالقدس کی طرف روانہ ہونا

جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کلیسا کی طرف جانے کے لئے تم میں کون شخص اپنی خدمت پیش کر سکتا ہے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا امین الامت آپ جس لشکر کو مرتب کر کے روانہ کرنے والے ہیں اسی میں کا میں سب سے پہلا سپاہی ہوں آپ ان کی اس آمادگی اور اولوالعزمی سے نہایت خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جانے کے لئے شہسواران موحدین کا ایک دستہ جو پانچ سو سواروں پر مشتمل تھا منتخب کر کے ایک سیاہ رنگ کا فوجی علم ان کے سپرد کیا اور فرمایا ابن عم رسول اللہ (رسول اللہؐ کے چچازاد کے بیٹے) میں تمہیں اس دستہ کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ اس گروہ اور دستہ میں بعض اہل بدر بھی شامل تھے اور منجملہ دیگر اشخاص کے حسب ذیل حضرات بھی شرف شمولیت رکھتے تھے:۔

(۱) حضرت ابوذر غفاری۔ (۲) عبداللہ بن ابی اوفی۔ (۳) عامر بن ربیعہ۔ (۴) عبداللہ بن انیس جہنی۔ (۵) عبداللہ بن ثعلبہ (۶) عقبہ بن عبدالسلمی۔ (۷) واثلہ بن اسقع۔ (۸) سہل بن سعید۔ (۹) سعد بن مالک سہمی۔ (۱۰) عبداللہ بن بشر سلمی۔ (۱۱) سائب بن زید۔ (۱۲) انس بن مصعد۔ (۱۳) محمد بن ربیع بن سراقہ۔ (۱۴) عمرو بن نعمان الحمر یہ بدری تھے۔ سالم بن نافع یہ بھی بدری تھے۔ (۱۶) جابر بن مسروق زنگی بدری تھے۔ (۱۷) قارع بن حرمل بدری تھے۔ (۱۹) ناجی بن معاذ اسلمی بدری تھے۔ ان کے علاوہ اور حضرات سروات بھی موجود تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے جھنڈے کے نیچے پانچ سو ایسے سوار جو غزوہ بدر نیز دوسرے معرکوں اور سخت لڑائیوں میں شامل ہو چکے تھے اور جن سے معرکہ کارزار میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے کا وہم اور نہ فرار ہونے کا گمان ہو سکتا تھا جمع ہو گئے اور آپ نے چلنے کا قصد کر لیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابن عم رسول اللہ بازار قائم ہونے کے پہلے ہی روز رومیوں پر اقدام اور فوج کشی کر دینا اس کے بعد آپ نے انہیں رخصت کیا اور یہ حضرات روانہ ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس دستہ میں واثلہ بن اسقع بھی شامل تھے ان کا بیان ہے کہ دمشق سے کلیسا کی طرف ہماری روانگی شعبان المعظم کی چودھویں شب میں نصف رات کے قریب ہوئی تھی۔ چاندنی خوب چھٹک رہی تھی اور میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پہلو میں چلا جا رہا تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ یا ابن الاسقع! آج چاند کیا خوب صورت نکل رہا ہے اور کیا عمدہ روشنی دے رہا ہے۔ میں نے کہا یا ابن عم رسول اللہ! یہ نصف شعبان کی رات ہے اور یہ رات نہایت مبارک رات ہے آپ نے فرمایا سچ ہے۔ اسی رات میں رزق اور موت لکھی جاتی ہے اور گناہ بخشے جاتے ہیں۔ میرا ارادہ آج شب بیداری کا تھا۔ میں نے کہا شب بیداری اور رات بھر کی نوافل سے یہ راہ چلنا بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جود و کرم والے ہیں۔ آپ نے کہا سچ کہتے ہو؟ ہم رات بھر چلتے رہے حتی کہ صبح نے آفتاب کے ساتھ مشرق سے منہ نکالا اور ہم اس معاہدی راہبر کے ساتھ ایک بہت بڑے پہاڑ کے پاس پہنچے۔ ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ ہمیں اپنی بائیں طرف ایک راہب کا صومعہ نظر آیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اس کی طرف پھرے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوئے صومعہ میں سے ایک راہب نکل کے جو سیاہ بالوں کی ایک ٹوپی لگائے ہوئے تھا ہماری طرف آیا ہمارے قریب آ کے ہمیں بنظر تامل دیکھنے لگا اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم اہل عرب ہیں۔ اس نے کہا محمدی ہو۔ ہم نے کہا ہاں یہ سن کر پھر ہمیں ایک ایک کو تامل نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر دیر تک حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی طرف تکتا

رہا۔ اور کہنے لگا کیا یہ نوجوان تمہارے نبی کے لڑکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا ان کی دونوں آنکھوں سے نور نبوت ٹپکتا ہے۔ کیا ان کو تمہارے نبی سے کوئی قرابت ہے؟ ہم نے کہا یہ ہمارے نبی کریمؐ کے چچا زاد بیٹے ہیں۔ اس نے کہا ایک باپ ہیں اور بچے درخت کے مثل ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا اے راہب! کیا تو رسول اللہؐ کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ اس نے کہا آپ کا نام اور آپ کی خصلت توریت، انجیل اور زبور میں موجود ہے کہ آپ سرخ اونٹ اور برہنہ شمشیر کے مالک ہوں گے۔ پھر میں آپ کو کس طرح نہیں جان سکتا؟ آپ نے فرمایا۔ پھر تو ان پر ایمان کس لئے نہیں لاتا اور ان کی تصدیق کیوں نہیں کرتا؟ راہب نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا یہ اس وقت ہوگا جب اس سبز گنبد کا لاک جائے گا"۔

ہم اس کے کلام سے تعجب کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ راہبر ہمارے آگے آگے چل رہا تھا کہ اچانک ہم ایک پرفضا جنگل میں جہاں پانی اور درختوں کی بہتات تھی پہنچے۔ راہبر نے وہاں پہنچ کر ہمیں مشورہ دیا کہ آپ حضرات یہیں چھپے ہوئے بیٹھے رہیں۔ میں وہاں پہنچ کر رومیوں کی خبر لے آؤں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا تجھے جلدی واپس آ جانا چاہئے۔ راہبر سرعت کے ساتھ روانہ ہوا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اپنی جمعیت کو لے کر ایک پوشیدہ مقام میں چھپ رہے۔ یہاں ہم نے کھانا کھایا۔ سامان درست کیا اور جس وقت کچھ رات گزر گئی تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے خود بنفس نفیس مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت اپنے ذمہ لی۔

تمام شب آپ پہرہ دیتے رہے۔ صبح صادق کے ظہور پر بارگاہ ایزدی میں مسلمانوں نے اٹھ اٹھ کر حاضری دی۔ نماز کے بعد راہبر کے انتظار میں بیٹھے اور جب اس کے آنے میں دیر ہوئی تو ہر طرح کے گمان اس کی طرف جانے لگے۔ اس کے وہاں رک جانے سے قتل اور مکر و فریب کرنے سے خوف پیدا ہوا۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ راہبر کی نسبت بدگمان ہوئے تو تمام مسلمان سوائے حضرت ابوذر غفاریؓ کے اس کو کسی آنے والے لشکر کا پیش خیمہ سمجھنے لگے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا تمہیں راہبر کی طرف نیک گمان رکھنا چاہئے اور اس کی طرف سے کسی مکر و فریب کا خوف نہ کرنا چاہئے۔ دیر ہونے کی کوئی خاص وجہ ہے جو تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ یہ سن کر مسلمانوں کی تسکین ہوئی۔ اتنے میں راہبر بھی پہنچ گیا۔ ہم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ہم سمجھے کہ یہ ہمیں چھپنے کے لئے کہے گا مگر وہ مسلمانوں کے وسط میں کھڑا ہوا اور ہمیں مخاطب کر کے کہنے لگا اے محمدؐ کے صحابیو! مجھے مسیح علیہ السلام کی قسم! میں نے جو کچھ آپ حضرات سے بیان کیا تھا وہ بالکل صداقت پر مبنی اور خیانت سے ازسرتاپا مبرا تھا۔ حصول غنیمت کی مجھے بالکل توقع اور امید ہے مگر اس غنیمت اور آپ حضرات کے مابین ایک مانع حائل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا کیا کون سا مانع پیش آ گیا ہے۔ اس نے کہا ایک عروسی خانہ جس کی موجوں کی آوازیں دور دور تک جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ میں جس وقت بازار میں رومیوں کے قریب پہنچا خرید و فروخت شروع ہو چکی تھی۔ معاملہ دین تو ہو رہا تھا مگر زیادہ تر لوگ بطریق پادری راہب، امراء اور سرداران شہر قلعہ ابوالقدس کے گرد جمع تھے۔ اس لئے میں بھی چاہا کہ ان کی ایک جگہ جمع ہونے کا سبب معلوم کروں انہی کے پاس چلا گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ والی طرابلس نے اپنی بیٹی کا نکاح رومیوں کے کسی شہزادے کے ساتھ کر دیا ہے اور اس لڑکی کو یہاں اس غرض سے لائے ہیں کہ اپنے دین کی رسم کے بموجب اس راہب کے سامنے اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے۔ اس لڑکی کے گرد بہادران روم اور نصرانی عربوں سے پانچ سو سوار گشت آپ حضرات کے خوف کے ڈر سے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ارض شام

میں مسلمان موجود ہیں۔ اس قدر جمع ہیں کہ معاشر المسلمین! میری رائے میں آپ حضرات کا ان کی طرف پیش قدمی کرنا کسی خطرے سے خالی اور قرین مصلحت نہیں ہے۔ کیونکہ جب کہ وہاں ایک خلق کثیر، جم غفیر اور بڑے بڑے بطریق و امیر سب ہی موجود ہیں۔ ایسا کرنا بالکل بعید از صواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا تمہاری رائے میں وہ کتنے لوگ ہوں گے؟ اس نے کہا رومی، ارمنی، مصر کے قبطی، یہودی نصاریٰ، ملک شام، سواد، بحار، رقہ اور مضر کے عوام، نصاریٰ جو بازار میں ہیں تیس ہزار سے زائد اور جو فوجی سامان حرب و ضرب سے مستعد ہیں ان کی تعداد پانچ ہزار سوار کے قریب ہوگی جن کے مقابلہ کی طاقت آپ حضرات کسی طرح نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ اول تو ان کے شہر قریب ہیں، اگر وہ اپنی کمک طلب کریں گے تو فوراً پہنچ جانے کی وجہ سے آپ کی جمعیت کم اور طرح (کمک) بہت زیادہ ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر مسلمان متذبذب ہو گئے معاملہ نہایت اہم معلوم ہوا، ارادہ ملتوی کر کے لوٹ چلنے کا تہیہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا معاشر المسلمین! آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا، قرآن عزیز میں ہے کہ تم اپنے آپ کو عمداً ہلاکت میں مت ڈالو۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں واپس چلے چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اجر و ثواب کو کسی طرح ضائع نہیں فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے مسلمانوں کی یہ گفتگو سن کر فرمایا، لیکن مجھے خوف ہے اگر میں ایسا کروں گا تو باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے بھاگ جانے والوں میں تحریر کر دیں گے۔ میں بغیر کسی عذر معقول کے بارگاہ ایزدی میں پیش نہیں کر سکتا، کبھی نہیں لوٹ سکتا۔ جو شخص میری مدد کرے گا اور مجھے طاقت پہنچائے گا اس کا اجر و ثواب باری تعالیٰ جل مجدہ کے پاس ہے اور جو شخص لوٹ جائے گا اس سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی اور نہ وہ کسی عتاب کا مستحق ہے۔ مسلمان حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے یہ الفاظ سن کر اور آپ کی خدا تعالیٰ کے راستے میں یہ جان بازی دیکھ کر شرما گئے۔ آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور ایک متفقہ آواز سے کہنے لگے آپ کا جو ارادہ ہے آپ وہی کیجئے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے، زرہ پہنی، خود سر پر رکھا، کمر بند باندھا اور اپنے والد ماجدؓ کی تلوار حمائل کی۔ گھوڑے پر سوار ہوئے، جھنڈا ہاتھ میں لیا اور مجاہدین کو سلام و تیاری کا حکم فرمایا۔ مجاہدوں نے زرہیں زیب تن کیں، ہتھیار لگائے اور اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر راہب سے کہنے لگے کہ تو ہمیں دشمن تک پہنچا دے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ العزیز) تو بہت جلدی رسول اللہ ﷺ کے فداکاروں کے حلقے میں داخل ہونے والوں کا درجہ حاصل کرے گا۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر راہب کا چہرہ فق اور رنگ زرد پڑ گیا۔ کہنے لگا کیا آپ حضرات اپنی رائے سے قائل رہے ہیں۔ میرے سے اس کسی طرح کا ارادہ معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو دیکھا کہ آپ نہایت مہربانی اور شفقت سے راہب کے ساتھ پیش آئے اور قریب ایک گھنٹے کے اس کے ساتھ چلتے رہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اب آپ اس قوم سے بالکل قریب ہیں۔ بس تم صبح تک اسی جگہ ٹھہرے رہیں اور صبح ہوتے ہی تاخت و تاراج شروع کر دیں۔

واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ ہم رات بھر اسی جگہ باری تعالیٰ جل مجدہ سے نصرت و اعانت کی دعائیں مانگتے رہے۔ صبح ہوئی

دوسرے کو سوائے تکبیر اور تہلیل کی آواز کے نہیں پہچانتے تھے۔ ہر شخص اپنی جان کے سوا دوسرے سے بالکل بے خبر تھا۔

حضرت ابو ہبیرہ بن عبدالعزیز بن ابی قیسؓ جو سابق الایمان اور صاحب ہجرتین ہیں فرماتے ہیں میں جنگ حبشہ میں حضرت جعفر بن طالبؓ کے ہمراہ غزوہ بدر، احد اور حنین میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ ایسے معرکے کبھی دیکھنے میں نہ آویں گے۔ جب رسول اللہؐ کی وفات ہوگئی تو مجھے اس سانحہ فاجعہ سے نہایت سخت صدمہ گزرا اور میں آپ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ نہ ٹھہر سکا مکہ معظمہ چلا آیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ جہاد سے علیحدہ رہنے اور شریک نہ ہونے کی وجہ سے میرے اوپر خواب میں عتاب کیا گیا۔ میں روانہ ہو کر شام آیا۔ میری بیوی ام کلثوم بنت سہل بن عمرو بن عاصؓ میرے ساتھ تھیں۔ یہاں آ کر جنگ اجنادین بمعیت خالد بن ولید بہ تعاقب توما و ہربیس بمعیت عبداللہ بن جعفر میں شریک ہوا اور قلعہ ابو القدس میں میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ساتھ شریک تھا۔ میں یہ جنگ ابو القدس دیکھ کر پچھلے تمام غزوات کو جو رسول اللہؐ کے سامنے واقع ہوئے تھے بھول گیا۔

اس جنگ کا واقعہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس جماعت کثیر پر حملہ کرتے ہوئے یہ سمجھا تھا کہ ان کے سوا کمین گاہ میں کوئی اور فوج محفوظ نہیں ہوگی۔ مگر توقع کے خلاف ایک بڑا بھاری محفوظ لشکر نکل پڑا۔ یہ محفوظ لشکر نہایت قدر آور، مہیب اور سر سے پیر تک زرہوں میں ملبوس اور ایسے لشکریوں پر مشتمل تھا جن کے حملے کے وقت ان کی آوازوں اور ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے میدان جنگ گونج اٹھا تھا۔ جس وقت یہ لشکر مسلمانوں کی طرف بڑھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمان اس میں چھپ گئے ہیں۔ مجھ کو مسلمانوں کی تکبیر کی آوازیں کبھی کبھی سن لیتا تھا اور جب وہ بند ہو جاتی تھیں تو سمجھ لیتا کہ مسلمان کام آ چکے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے ہاتھ میں علم بلند دیکھا۔ میں بہت خوش ہوا آپ نشان لئے ہوئے نہایت بے جگری کے ساتھ مشرکوں کو قتل کر رہے تھے۔ میں نے ایسا کمسن مجاہد اس بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ ہالآخر لڑائی نے طول کھینچا اور اس کے سداد کے ساتھ ساتھ اس کے شعلے بڑھنے لگے اس کی گرد آسمان تک پہنچی اور اس کی آگ کے شرارے نکل نکل کر اور اسے تیز کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے آدمی آپ کے گرد تھے اور ان سب کو رومیوں نے چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ اگر دائیں جانب حملہ کرتے تھے تو میں بھی دائیں جانب حملہ کرتا تھا اور اگر آپ بائیں سمت رجوع کرتے تھے تو میں بھی آپ کی متابعت کرتا تھا۔ ہمارے بہادر برابر جانبازی کے ساتھ اپنی تلواروں کے جوہر دکھلاتے رہے حتیٰ کہ ہمارے بازو شل ہو گئے ہیں اور ہاتھ سست پڑ گئے۔ معاملہ نازک اور صبر کرنا دشوار ہو گیا۔ آخر کار تھکن اور ہاتھ پیروں کی سستی نے مجبور کر دیا۔ آفتاب نے الوداع کہا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی تلوار کند پڑ گئی اور قریب تھا کہ آپ کا گھوڑا آپ کے نیچے سے بے دم ہو کر گر پڑے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہو کر دم لیا۔ مسلمانوں نے آپ کا نشان دیکھ کر اس طرف آنا شروع کیا۔ ہر ایک مسلمان مشرکین کے قتل کے سبب خستہ بازو اور چکنا چور ہو رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی زرہ آپ کے بدن پر تنگ ہو گئی۔ یعنی آپ کو اس معاملہ کی وجہ سے اپنے اوپر نہیں بلکہ مسلمانوں کی حالت پر بہت زیادہ ملال ہوا۔ آپ نے باری تعالیٰ جل مجدہ سے التجا کی۔ مالک عرش و فرش پر بھروسہ کیا۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے وہ مبارک ذات جس نے اپنی خلق کو اپنی خلافت پر تفوق کیا بعضوں کو بعضوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا اور اس ابتلا کو ان کے واسطے آزمائش قرار دیا۔ میں آپ

خیال کر کے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف چلا اور منزل کی تیزی کی تھا آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابن انیس! بیان کرو کیا خوش خبری لائے۔ میں نے کہا آپ بہت جلدی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی مدد کے لئے کمک روانہ کیجئے۔ اس کے بعد میں نے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا ابوعبیدہ! اگر عبداللہ بن جعفرؓ اور ان کے ساتھی تم سے الگ ہو گئے۔ قتل ہو گئے یا ہلاک ہو گئے تو تیرے لئے رنج و افسوس کا مقام ہے اور بڑا عیب کہ تیری امارت میں یہ سب سے پہلی جنگ ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابوسلیمان! میں تمہیں خداوند تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی مدد کے لئے چلے جاؤ۔ میں اس کام کے واسطے تمہیں ہی سب سے زیادہ لائق تیار اور اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا خدا کی قسم! میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں بلکہ آپ کے حکم کا منتظر تھا۔ انشاء اللہ العزیز بہت جلد ان سے جا ملوں گا۔ آپ نے فرمایا میں تم سے کہتا ہوا شرماتا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا واللہ! اگر حضرت عمرؓ کسی لڑکے کو بھی میرے اوپر سردار مقرر کر دیتے تو میں اس کی اطاعت سے کبھی بھی انحراف نہیں کر سکتا تھا چہ جائیکہ آپ مجھ سے مقدم الایمان و سابق الاسلام ہیں اور آپ نے اسلام لانے والوں کے ساتھ ساتھ سبقت اور ایمان لانے والوں کے دوش بدوش سرعت سے کام لیا ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ میں آپ کی مخالفت کروں اور معاندانہ قدم لے کر آگے بڑھوں۔ پیغمبر رسول مقبولﷺ نے آپ کا نام امین رکھا تھا۔ مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ سے سبقت لے جاؤں اور کس طرح آپ کے مرتبہ تک پہنچ جاؤں۔ خدا کی قسم! میں نے مسلمانوں کے ہمراہ اس وقت تک شمشیر زنی کی ہے۔ اب میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو ذات باری تعالیٰ جل مجدہ کے واسطے وقف کر دیا ہے۔ میں بہت جلدی انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کے سامنے اپنی جان بازی کا ثبوت پیش کروں گا۔ انہوں نے میرے متعلق فرمایا ہے کہ جہاد سے اس کا مقصد نام پیدا کرنا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی امارت کی خواہش اور سرداری کی پرواہ نہیں کی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور تمام مسلمانوں کو آپ کی یہ تقریر بہت پسند آئی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلیمان! اب تم فوراً چلے جاؤ اور اپنے مسلمان بھائیوں سے جا ملو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ شیر ببر کی طرح اٹھے۔ اسباب کے پاس گئے۔ جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی جو زرہ آپ کو ملی تھی زیب بدن کی۔ وہ آن خود سر پر رکھا۔ تلوار حمائل کی۔ گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھے اور لشکر زحف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ شمشیر زنی کی طرف چلو۔ فوجوں نے جلدی جلدی لبیک کا جواب دینا شروع کیا اور ان عقابوں کی طرح جو باز اور کرگس پر ایک دم اترا کرتے ہیں تیزی کے ساتھ اطاعت کے لئے دوڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے نشان ہاتھ میں لیا۔ حرکت دی۔ گھوڑے کی رکاب میں پیر ڈال دیا اور جس وقت لشکر تیار ہو کے آپ کے گرد جمع ہو گیا تو آپ مسلمانوں کو سلام کر کے عبداللہ بن انیس حنفیؓ کی راہبری میں رخصت ہو گئے۔

رافع بن عمیرہ الطائیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اسی روز حضرت خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں موجود تھا ہم نے چلنے میں بے انتہا عجلت کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے واسطے زمین کی مسافتیں کھینچ کر سکیڑ دیں۔ غروب آفتاب کے قریب ہم نے رومیوں پر طلوع کیا۔ وہ ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو درمیان میں لے رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اے ابن انیس! رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے کو کہاں اور کس طرح تلاش کروں۔ ابن انیس نے جواب دیا کہ اپنے ساتھیوں اور لشکریوں سے

کے سر پر رکھ دیا۔

عامر بن سراقہؓ کا بیان ہے کہ ان کا یہ حملہ ایسا تھا جیسے شیر کا بکریوں پر حملہ، انہوں نے رومیوں کو دور کر دائیں بائیں متفرق کر کے رکھ دیا۔ رومیوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے جان و مال کی حفاظت برابر کرتے رہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ چاہتے تھے کہ کسی طرح میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے پاس تک پہنچ جاؤں۔ مسلمان اس آنے والی مدد اور لشکر سے بالکل بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی آواز جس میں وہ اپنے حسب و نسب کی بزرگی اور فخر کا اظہار کر رہے تھے سنی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے بھی اس آواز کو سنا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ دشمن کو لے لو۔ اب آسمان سے تمہاری مدد پہنچ گئی۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور آپ کے ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں نے بھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی ملاقات

واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی جانوں سے مایوس ہو کر امید ہو چکے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت نازل ہوئی۔ ابھی رات نے اپنی تاریکی اور ظلمت کے ساتھ تسلط نہیں جمایا تھا کہ ہم نے حضرت خالدؓ کو دیکھا۔ نشان آپ کے ہاتھ میں تھا۔ مشرکوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتے چلے آ رہے تھے۔ مسلمان رومیوں کو قتل اور قید کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ حضرت ابوذر غفاری، ضرار بن ازور اور مسیب بن نجبہ الفزاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جزائے خیر عنایت کریں کہ ان کی تمام مساعی محض خوشنودی باری تعالیٰ کی وجہ سے تھیں جنہوں نے شانوں سے شانہ ملا کر تلواروں کو جنبش دی اور رومیوں کو چاروں طرف سے قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت ضرار بن ازورؓ عبداللہ بن جعفر بن طیار تک پہنچ گئے آپ نے ان کی طرف دیکھا تو حضرت عبداللہؓ کی آنکھوں نیز آپ کے تمام بدن پر اونٹ کی کلیجی جیسے خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے۔ حضرت ضرارؓ نے انہیں دیکھ کر کہا ابن عم رسول اللہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ شکر ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجدؓ کا بدلہ لے کر اپنے زخم دل پر تسلی کے مرہم کا کسی قدر پھایہ رکھ لیا ہے۔ چونکہ اندھیرا ہو چکا تھا نیز حضرت ضرارؓ نے اپنے منہ پر ڈھاٹا باندھ رکھا تھا اس لئے آپ نے انہیں نہیں پہچانا اور فرمایا مجھ سے مخاطب کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ہوں ضرار صحابی رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا تم ہماری مدد و نصرت کو آنے ہو مرحبا جزاک اللہ۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات بات کر ہی رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور جزائے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضرارؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ضرار! چونکہ والی طرابلس کی لڑکی اور اس کا مال و متاع اس گرجا کے قریب ہے، اس لئے اس کی حفاظت کرنے والے رومی اور بڑے بڑے بہادر جنرل جو لوگوں کو اس کے پاس جانے سے روکتے اور باز رکھتے ہیں اس کے گرد جمع ہیں آیا تم اس طرف چل کر میرے ساتھ حملہ کر سکتے ہو؟ حضرت ضرارؓ نے دریافت کیا کہ وہ لوگ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تمہیں وہ اس طرف نظر نہیں آتے؟ انہوں نے ابھر کر نظر اٹھا کے دیکھا تو دلیران رومی مسلح نیز حاکم طرابلس کی لڑکی کو چاروں طرف سے حلقہ میں لئے ہوئے محافظت کر رہا تھا۔ آتش روشن تھی، صلیبیں آگ کے شعلوں کی طرح چمک رہی تھیں اور وہ لوگ دیوار آہنی کی طرح اس کے چاروں طرف سد سکندری بنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ضرارؓ نے ان سے کہا خداوند تعالیٰ آپ

اس کے بعد فرمایا کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے شراب پینے والے کے درے لگوائے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا:

ان السکران اذا سکر هذی او اذا هذی افتری و اذا افتری فعلیه ثمانون جلدة فاجلد فیه ثمانین جلدة

''شرابی جب بے ہوش ہو جاتا ہے تو بکنے لگتا ہے اور جب بکنے لگتا ہے تو افترا اور دروغ گوئی کرنے لگتا ہے اور جب دروغ گوئی کرنے لگتا ہے تو اسی درے مارنے لازم ہوتے ہیں''۔

بس ان کے اسی درے مار دینے چاہئیں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے نام حسب ذیل فرمان لکھا۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ کے نام حضرت عمر فاروق ؓ کا مکتوب

''اما بعد۔ تمہارا خط پہنچا اور اس کا مضمون پڑھا۔ جن جن اشخاص نے شراب پی ہے ان کے اسی اسی درے مار دو۔ مجھے اپنی جان کی قسم! ایسے لوگوں کے لئے شدت اور سختی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ انھیں چاہئے کہ وہ اپنی نیتوں کو صاف رکھیں۔ اللہ عزوجل پر ایمان لائیں، اس کی عبادت کریں اس کی تصدیق اور شکریہ ادا کریں۔ بہر حال جنھوں نے شراب پی ہے ان پر حد شرعی جاری کر دو''۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمرؓ کا یہ فرمان حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے اسے پڑھ کر لوگوں میں منادی کی کہ جس شخص پر شراب کی حد عائد ہوتی ہو وہ اسے قبول کر کے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے حضور میں توبہ کرے یہ سن کر جن لوگوں نے شراب پی تھی وہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے اور ان پر حد جاری کر دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ میرا ارادہ انطاکیہ میں تیغ کرو میوں سے جہاد کرنے کا ہے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان پر فتح بخشیں اس لئے تمہیں تیار ہو جانا چاہئے۔ مسلمان یہ سن کر متفقہ آواز سے کہنے لگے ہم جناب کے حکم کے تابع ہیں۔ جہاں اور جس جگہ آپ جانے کا حکم فرمائیں گے ہمیں بسر و چشم منظور ہے۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تمہیں سامان سفر سے آراستہ ہو کر بالکل مستعد رہنا چاہئے۔ میں آپ حضرات کو پہلے حلب لے کر چلوں گا۔ جس وقت ہم اسے فتح کر لیں گے تو پھر انشاء اللہ العزیز انطاکیہ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کیا، رخت سفر باندھا جنگ کا ساز و سامان کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ جب سب کاموں سے فراغت پا چکے تو آپ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو حکم دیا کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جو انہیں عقاب نامی نشان ان کی روانگی کے وقت مرحمت فرمایا تھا اسے لے کر لشکر زحف کے آگے آگے روانہ ہوں۔ چنانچہ آپ حضرات ضرار بن ازور، رافع بن عمیرۃ الطائی اور میسب بن نجبہ الفزاری کے لشکر کے آگے آگے روانہ ہو گئے۔ پیچھے بعد دیگرے لشکر نے چلنا شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت صفوان بن عامر اسلمی کو پانچ سو سوار دے کر دمشق کی حفاظت کے لئے اور خود یمن اور مصر کے بعض آدمیوں کے ساتھ لشکر کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا دمشق سے بعلبک کی طرف روانہ ہونا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بقاع اور لبوہ کے راستہ سے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ جس وقت بقاع اور لبوہ کے مقام میں پہنچے تو آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حمص جانے کے متعلق حکم دیا اور فرمایا ابوسلیمان! تم خدا کے بھروسہ اور اس کی مدد سے قوم پر جا پڑو اور ارض جوامع وقنسرین پر تاخت وتاراج کر دو میں بعلبک پر جا رہا ہوں۔ خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ ان کی فتح کو ہم پر آسان کر دیں گے۔

یہ کہہ کر آپ نے انہیں حمص کی طرف روانہ کیا اور خود بعلبک کی طرف تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو کیا ایک والی جوسیہ جس کے ساتھ صلح ہوا تھا اور تحائف بھی لے آیا تھا آگیا اور عرض کی کہ اگر آپ حضرات نے حمص اور حلب کو فتح کر لیا تو ہم بھی آپ کے زیر فرمان ہو جائیں گے اور کسی طرح کی مخالفت نہیں کریں گے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس سے چار ہزار درہم اور پچاس ریشمی کپڑوں پر ایک سال کے لئے صلح کر لی۔ صلح نامہ مرتب ہونے کے بعد آپ بعلبک کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی لبوہ سے بہت تھوڑی دور نکلے تھے کہ ایک سانڈنی سوار جو نہایت تیزی کے ساتھ چلا آ رہا تھا آپ کو دکھائی دیا۔ آپ ٹھہر گئے جس وقت وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عامر بن ربیعہ عامری ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ عامر کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے اونٹنی بٹھائی حضرت ابوعبیدہ بن جراح امیر لشکر مسلمین کو سلام کیا اور کہا کہ میں مدینہ شریف سے آ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت عمر فاروقؓ کا ایک خط نکال کر پیش کیا۔ آپ نے مہر توڑ کر کھولا اور حسب ذیل مضمون جو اس کے اندر تھا پڑھنا شروع کیا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے بطرف امین الامۃ

ابوعبیدہ بن جراح۔ السلام علیکم

امابعد۔ میں اس باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی برحق محمد رسول اللہ پر درود بھیجتا ہوں۔ واضح ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ جو شخص لوح محفوظ میں کافر لکھا گیا وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتا۔ یہاں ایک شخص جبلہ بن ایہم غسانی مع اپنے قبیلہ اور قوم کے میرے پاس آیا۔ میں نے انہیں ٹھہرا کر اس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے کام لیا انہوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ حق جل علا و عم نوالہ نے اسلام کے بازو کو اور مضبوط کیا۔ پر غیب کا مجھے علم نہیں تھا۔ میں حج کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ جبلہ بن ایہم نے وہاں پہنچ کر کعبۃ اللہ کا سات بار طواف کیا۔ اثنائے طواف میں بنی فزارہ کے ایک شخص کے پاؤں تلے اس کی چادر آ گئی اور جبلہ کے اس کے کاندھوں سے نیچے گر پڑی جبلہ اس فزاری شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کم بخت تو نے خدا کے حرم میں مجھے برہنہ کر دیا۔ فزاری نے کہا خدا کی قسم! میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا مگر اس نے اس کے ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی اور اگلے چاروں دانت گر پڑے۔ فزاری میرے پاس

فریادی بن کر آیا۔ میں نے جبلہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے پتہ ہے مسلمان بھائی کو طمانچہ مارنے کی وجہ سے اس کی ناک اور دانت ٹوٹ گئے کس نے مارا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے، میری چادر کو پیر کے نیچے دبا لیا تھا۔ اگر خدا کی قسم حرمت بیت اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے اسی وقت قتل کر دیتا۔ میں نے کہا تو نے خود جرم کا اقرار کر لیا ہے یا تو تجھے وہ معاف کر دے ورنہ میں اس کے واسطے تیرے سے ضرور قصاص لوں گا۔ اس نے کہا کیا مجھ سے آپ قصاص لیں گے حالانکہ میں بادشاہ اور وہ ایک بازاری آدمی ہے۔ میں نے کہا جبلہ! تم دونوں اسلام میں داخل ہو کچھ فرق نہیں۔ اسلام کے احکام میں تفریق نہیں ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا اچھا آپ مجھے کل تک مہلت دیجئے اور کل قصاص دلوا دیجئے۔ میں نے فریادی سے دریافت کیا کیا تم کل تک مہلت دیتے ہو؟ اس نے کہا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ مہلت اسے دے دی گئی مگر جس وقت رات ہوئی تو وہ راتوں رات اپنے قبیلہ کو لے کر شام کی طرف کلب الطاغیہ کی طرف بھاگ گیا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ جل جلالہ تمہیں اس پر فتح بخشیں گے۔ تم اس پر فوج کشی کرو اور وہاں سے دور مت جاؤ۔ اگر اہل حمص صلح کرنا چاہیں تو تم صلح کر لو اگر انکار کریں تو ان سے مقابلہ کرو اور اہل ایلیا کی طرف اپنے جاسوس روانہ کرو۔ نصرانی عربوں سے ہوشیار رہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر برکت ہو اور وہ رہے۔ مسلمانوں سے سلام کہہ دینا والسلام علیک۔

حمص اور معرات میں تاخت وتاراج

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے پہلے اسے آہستہ آہستہ پڑھا۔ اس کے بعد بلند آواز سے تمام مسلمانوں کو سنایا۔ پھر آپ نے بھی حمص کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ پہلے ہی پیش لشکر لے کر وہاں جمعہ کے روز ماہ شوال ۱۴ھ میں پہنچ گئے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے حمص میں تیطاس بن لوکس نامی گورنر مقرر تھا مگر جس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہاں پہنچے تو اسی روز وہ مر چکا تھا۔ اہل حمص آپ کا لشکر دیکھ کر ایک بڑے خیمہ میں جمع ہوئے۔ ایک سردار انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے جو یہاں گورنر مقرر تھا اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ بادشاہ کو ان عربوں کی خبر تک نہیں کہ وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں اور نہ ہمیں خود ان کا کوئی علم تھا۔ وہ اچانک اور بغیر کسی خبر کے ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ یہ بات بالکل خلاف توقع کے ظاہر ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں اگر تم نے لڑنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو لشکر اور افسر بھیجنے کے لئے طلب کیا تو اول تو اہل عرب بادشاہ کے کسی سپاہی تک کو تمہارے پاس نہیں آنے دیں گے۔ دوسرے تمہارے پاس کھانے پینے کا کوئی ذخیرہ موجود نہیں ہے کہ قلعہ بند ہو کر محصور ہونے کے وقت کام آ سکے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ پھر ایسی صورت میں تمہاری کیا رائے ہے؟

اس نے کہا میری رائے میں تم مسلمانوں سے اس شرط پر صلح کر لو اور جو کچھ وہ طلب کریں دے دو اور کہہ دو کہ ہم تمہارے تابع ہیں۔ اگر تم نے حلب اور قنسرین کو فتح کر لیا اور بادشاہ کی فوجوں کو شکست دے دی تو ہم بھی تمہارے قبضہ میں خود بخود آ جائیں گے۔ اس قرارداد کے بعد جس وقت مسلمان یہاں سے چلے جائیں گے تو پھر ہم بادشاہ کو اطلاع دے کر اس کی جرار فوجیں اور ان کے شہزادوں یا حاجبوں میں سے کسی ایک سردار کو طلب کر لیں گے۔ نیز اس وقت غلہ اور سامان بھی کافی فراہم ہو

مامون ومصئون ہو جائیں۔

ترجمان نے ان لوگوں سے اسی طرح کہا۔ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین! ہم بہت دور کے باشندے ہیں۔ آپ حضرات کی خبریں ہمیں پہنچا کرتی تھیں مگر ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ ہم تک نہیں آ سکتے۔ ہم اس بے خبری کے عالم میں تھے کہ آپ کے یہ آدمی ہم تک پہنچ گئے اور ہماری مال و اولاد کو لوٹ کر ہمیں قید کر لیا۔

بلاد عواصم کے قیدیوں سے اسلام کا حسن سلوک

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ قیدی قریب چار سو آدمیوں کے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ احسان سے پیش آئیں، تمہیں قید سے چھوڑ دیں، مال و اسباب کو واپس اور اولاد کو رہا کر کے تمہارے ساتھ کر دیں تو کیا تم ہمارے مطیع اور ماتحت ہو کر جزیہ اور خراج دینے پر رضامند ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا آپ ہمیں رہا کر دیں ہم آپ کی تمام شرائط قبول کر لینے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے رؤسا اور سرداران افواج اسلامیہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے مشورہ کی غرض سے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ میں انہیں قتل سے امان دے کر ان کے مال و اولاد کو ان کے سپرد کر دوں۔ اس صورت میں وہ ہمارے زیر فرمان اور ماتحت ہو جائیں گے۔ زمین کو کاشت اور شہروں کو آباد کریں گے اور ہم ان سے جزیہ اور خراج وصول کرتے رہیں گے۔ چونکہ میں تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا اس لئے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ ان تمام افسروں نے متفقہ آواز سے جواب دیا۔ ایہا الامیر! آپ ہی کی رائے زیادہ صائب ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود آپ جس کام میں سمجھیں وہ کریں۔ اگر اس کام میں مسلمانوں کو کوئی نفع پہنچ سکتا ہے تو آپ بلا تامل ایسا ہی کیجئے۔

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے موافق ہر شخص پر چار دینار مقرر کر کے ان کے نام لکھ لئے۔ مال و اسباب اور ان کے اہل و عیال کو انہیں دے کر ان کے وطن کی طرف روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ اپنے وطنوں کی طرف لوٹے اور وہاں پہنچ کر مقیم ہوئے تو اپنے قرب و جوار کے لوگوں سے عربوں کے حسن معاملات، حسن سلوک اور ان کی نیک عادتوں کی تعریف کی اور کہا کہ ہم سمجھے ہوئے تھے کہ عرب ہمیں قتل کر کے ہمارے اہل و عیال کو غلام بنا لیں گے۔ مگر وہ ہمارے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور رحم سے پیش آئے اور ہم پر جزیہ اور خراج مقرر کر کے ہمیں چھوڑ دیا۔ قرب و جوار کے رومی بھی یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے امان چاہی اور جزیہ کا اقرار کر لیا۔ آپ نے ان کی درخواست بھی قبول کی اور ان کے قلعوں اور دیہات کے نام لکھ لئے۔

فتح قنسرین

یہ خبر اہل قنسرین اور عواصم کو بھی پہنچی کہ جو شخص حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اس کو آپ امان دے دیتے ہیں، انہیں یہ بات پسند آئی۔ والی قنسرین سے چپکے چپکے اور خفیہ طریقے پر ان لوگوں نے متفق الرائے ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ یہاں کے گورنر کو بغیر خبر کئے ہوئے ایک قاصد (ایلچی) روانہ کر دینا چاہئے۔

یہ خط لکھ کر اس نے اصطخر کو نہایت عمدہ خلعت اپنی سواری کا خچر دے کر اور دس غلاموں کو اس کے ساتھ کر کے روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ حمص میں پہنچا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو حید کے علمبردار کو خدائے قدوس بزرگ و توانا کے حضور میں یہ حیثیت کا بندہ اس طرح دیکھ کر ٹھٹکا اور مسلمانوں کی اس عملی عبودیت کے افعال دیکھ دیکھ کر تعجب کرنے لگا۔ مسلمان نماز سے فارغ ہوئے۔ ایک پادری کو اپنے پاس کھڑے دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ کی معرفت دریافت کیا کون اور کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا میں ایلچی ہوں اور میرے پاس ایک خط ہے۔ یہ سن کر اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے دائیں جانب حضرت خالد بن ولید ؓ بائیں طرف حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور سامنے دیگر حضرات تشریف فرما تھے۔ پادری نے آپ کو سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے یہ کہہ کر اسے منع کر دیا کہ ہم تمام آدمی خدائے عزوجل کے حقیر بندے ہیں۔ ہم میں بعض شقی اور بعض سعید ہیں۔ جو شقی اور برے لوگ ہیں ان کے واسطے دوزخ ہے جس میں سخت سخت آوازیں گدھے جیسی سنائی دیتی ہیں اور جو سعید اور اچھی روحیں ہیں وہ جنتی ہیں۔ اصطخر یہ سن کر مبہوت سا ہو گیا اور لاجواب ہو کے آپ کے کلمات طیبات پر دل ہی دل میں سمجھانہ نظر ڈالنے لگا۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے بلند آواز سے فرمایا اے شخص! تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا کیا آپ ہی سردار قوم ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں تو ان دوسرے مسلمانوں کی طرح اس قوم کا ایک عامی فرد ہوں اور (حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا) یہ ہمارے سردار ہیں۔ اس نے کہا میں حاکم قنسرین کا ایلچی ہوں۔ اس کا ایک خط لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے خط نکال کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے کھول کر مسلمانوں کو سنایا اس کا مضمون شہر کی صفت، آدمیوں اور غلہ کی کثرت ہرقل کے لشکر سے مسلمانوں کو تہدید ڈرانا دھمکانا سن کر حضرت خالد بن ولید ؓ نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا ایہا الامیر! اس ذات پاک کی قسم جس نے نصرت کے ساتھ ہماری مدد کی، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل کیا۔ یہ خط ایسے شخص کی طرف سے آیا ہے جس کا دلی منشا صلح نہیں بلکہ ہمارے ساتھ کسی قسم کا مکر و فریب کرنا ہے۔ آپ اس کے ساتھ مصالحت نہ کریں بلکہ اس کی درخواست کو مسترد کر کے اس پر حملہ بول دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیعت اور حضرت عمر فاروق ؓ کی امارت کی قسم! ہم اسے اور اس کے شہر والوں کو آگے رکھ کر اس کے شہر کی تمام چیزوں کو مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بنا دیں گے۔ نیز ان کے گردونواح کے قلعوں شہر پناہ اور قصبہ والے بھی اس طرح ہم سے مرعوب ہو جائیں گے اور کوئی سرکشی کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابوسلیمان! ذرا توقف کرو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے امور غیبی اور پوشیدہ باتوں پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا ہے۔ سوائے اس ذات پاک کے اس کے بندوں کے خفیہ راز کوئی شخص نہیں جان سکتا۔ اب رومیوں نے ہمیں صلح کی دعوت دی ہے، باقی حالات خدا کے علم میں ہیں کہ ان کے دل میں کیا ہے؟

حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا سردار! آپ ان سے ہمیشہ کے لئے دائمی صلح کے متعلق گفتگو کریں اگر وہ اسے منظور کر لیں تو فبہا ورنہ انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں ہر طرح کافی و وافی ہیں۔

کہتے ہیں اصطخر، حضرت خالد بن ولید ؓ کی یہ گفتگو اور آپ کی فصاحت و بلاغت چپکے چپکے سن رہا تھا۔ آپ کے کلام سے چونکہ شجاعت، مردانگی اور چست و چالاکی کی ٹپک رہی تھی اس لئے وہ آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا سردار! آپ کا کیا نام ہے؟ اور جناب

میں منادی کرادی کہ جو شخص ابھر جائے وہ اس مجسمہ سے آگے نہ بڑھے۔ بلکہ ریاست حلب اور اس کے نواح میں تاخت وتاراج کرے۔ اس خبر کو جو لوگ حاضر ہیں وہ غائب تک پہنچادیں۔ لشکر نے لوٹ کر یہ عہد نامہ والی قنسرین کو دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ جو اس کی گفتگو ہوئی تھی اس کی اطلاع دی۔ والی قنسرین بہت خوش ہوا اور ہرقل کی صورت کا ایک بت بنا کر گویا کہ ہرقل ہے تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے نصب کرادیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمان حلب، ملتی اور انطاکیہ کے علاقوں میں تاخت وتاراج برابر کرتے رہے مگر قنسرین اور عواصم کے صوبوں کے پاس نہیں ہوتے تھے۔ عمرو بن عبداللہ الیشکری سالم بن قیس اور یہ اپنے والد ماجد جناب سعد بن عبادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل قنسرین اور عواصم کے ساتھ مسلمانوں کی صلح چار ہزار دینار اور شامی ایک سو اوقیہ چاندی، حسب کے ایک ہزار کپڑوں اور ایک ہزار وسق غلے پر ہوئی تھی۔ عامر بن رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی اسی طرح سنا ہے مگر آپ چار سو وسق غلہ کا ذکر فرماتے تھے۔

مسلمانوں کا ہرقل کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالنا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمیس بن عامرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک روز رسد کے لئے غارت میں گئے ہوئے تھے۔ ناگاہ ہم نے ایک ستون جس پر ہرقل کی تصویر بنی ہوئی تھی نصب دیکھا ہم اسے دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اس کے گرد گھوڑوں کو کاوے سکھانے کی لئے ہیر پھیر دینے لگے۔ چونکہ ہم گھوڑے دوڑا دوڑا کر میدان میں بازی کر رہے تھے اور حضرت ابو جندل کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ تھا آپ بھی چکر دینے کے لئے آگے بڑھے مگر جس وقت آپ کا گھوڑا مجسمے کے قریب پہنچا تو اتفاقیہ طور سے آپ کا نیزہ مجسمے کی آنکھ میں جالگا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ قنسرین کے رومی سپاہی ریاست کی طرف سے اس کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ انہوں نے والی ریاست سے جاکر اس کی اطلاع کردی۔ یہ سن کر والی قنسرین آگ بگولا ہوگیا اور سو سواروں کا ایک دستہ جو تمام دیباج کے کپڑے پہنے اور پٹکا کمر میں باندھے ہوئے تھا تیار کر کے ایک صاحب کے سپرد کیا۔ سونے کی صلیب دی اور لشکر کو ساتھ کر کے حکم دیا کہ حاکم عرب کے پاس جا کر کہے کہ آپ نے ہم سے غدر اور بدعہدی کی اور اس ذمہ داری کو جو آپ پر عائد ہوئی تھی بالائے طاق رکھ دیا۔ یاد رکھو جو شخص بدعہدی کرتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوا کرتا ہے۔ لشکر صلیب اور وہ دستہ لئے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمان صلیب کو بلند دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور اسے سرنگوں کردیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اٹھ کر اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کون لوگ ہو کیسے آئے؟ لشکر نے کہا میں والی قنسرین کا ایلچی ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ حضرات نے نقض عہد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کس نے توڑا اور کس طرح توڑا؟ لشکر نے کہا اس شخص نے توڑا ہے جس نے ہمارے بادشاہ کے مجسمے کی آنکھ پھوڑ کر اس کو اندھا کردیا ہے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم مجھے اس کے متعلق کچھ خبر نہیں میں ابھی اس کی تحقیقات کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے لشکر میں منادی کرادی کہ اے اہل عرب کے جس شخص نے اس مجسمے کی آنکھ پھوڑی ہو مجھے اس کی اطلاع دے دینی چاہئے۔ حضرت ابو جندل بن سہیلؓ نے کہا یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔ مگر میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے لشکر سے فرمایا۔

حضرت عمرؓ فاروق کا حضرت ابوعبیدہؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف عبداللہ عمر بن خطاب امیر المومنین بہ جانب امین الامۃ ابو عبیدہ عامر

بن جراح۔ السلام علیک!

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں ظاہر و باطن میں خدائے عزوجل سے تقویٰ کا حکم دیتا ہوں اور ان کی معصیت اور نافرمانی سے منع کرتا ہوں۔ جن لوگوں کے متعلق باری تعالیٰ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم وازواجکم و عشیرتکم الخ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم ان سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ دادا بیٹے بھائی، بیویاں، قبیلے، کمایا ہوا مال، وہ تجارت جس کے ارزاں ہونے سے ڈرتے ہو، اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے رسول اور ان کے راستے میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم پہنچے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نافرمانوں کو راستہ نہیں بتاتے۔ اے ابوعبیدہ میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں شامل ہو کر اس آیت کے مصداق مت ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خاتم النبیین و امام المرسلین والحمد للہ رب العالمین

یہ حکم نامہ جس وقت آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان فوراً سمجھ گئے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقصود ہمیں جہاد کے لئے برانگیختہ کرنا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ قنسرین کی مصالحت سے نادم ہوئے۔ ہر ایک مسلمان اس کے مضمون کو سن کر رونے لگا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے عرض کیا کہ حضرت جہاد سے آپ کیوں دست کش ہو گئے۔ اگر اہل قنسرین سے صلح ہے تو انہیں چھوڑ کر حلب اور انطاکیہ پر فوج کشی کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ باری عزاسمہ ہمیں ضرور کامیاب فرمائیں گے۔ نیز صلح قنسرین کی مدت بھی بہت کم رہ گئی ہے جو بہت جلدی گزر جائے گی۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا رستن اور حمات والوں کے ساتھ مصالحت کرنا اور آپ کا شیراز میں قیام کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ سن کر حلب پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کر کے حضرت سہیل بن عمرؓ اور حضرت مصعب بن محارب الیشکریؓ کو ایک ایک نشان مرحمت فرمایا۔ حضرت عیاض بن غانم اشعریؓ کو مقدمۃ الجیش کی باگ دوڑ دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے پیچھے پیچھے چلنے کے لئے فرمایا اور خود بھی اس ترتیب کے بعد لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جس وقت آپ کی فوج ظفر موج رستن تک میں پہنچی تو وہاں کے باشندوں نے آپ سے صلح کر لی۔ آپ حمات پہنچے تو باشندگان حمات جن میں پادری اور بشپ بھی ہاتھوں میں انجیل اٹھائے ہوئے قوم کے آگے آگے تھے۔ صلح کی نیت سے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر ٹھہرنے کا

طلب فرمایا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے صلح کی درخواست پیش کر کے خونریزی سے بچنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ ہمیں اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے ان سے صلح کر کے ایک عہد نامہ اور سرداری کی دستار پر لکھ کر ان کے حوالے کر دی اور ان کی درخواست کے موافق ایک شخص کو یہاں اپنا نائب مقرر کر کے شیرز کی طرف کوچ کر دیا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور صلح کر لی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کو ہرقل کے متعلق کچھ علم ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ والی قنسرین نے بادشاہ کو لکھا کہ آپ حضرات کے مقابلے کے لئے کمک طلب کی ہے اور بادشاہ نے اس کی درخواست پر بنی غسان اور نصرانی عربوں پر جبلہ بن ایہم غسانی کو سپہ سالار بنا کر اور جنرل محمود یہ کو دس ہزار کی جمعیت دے کر ادھر روانہ کر دیا ہے۔ یہ تمام لشکر جسر حدید (لوہے کا پل) پر پڑا ہوا ہے۔ یا الامیر! آپ کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہمیں اللہ کافی و وافی ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح شیرز ہی میں ٹھہر گئے۔ اب آپ نہایت تشویش و پیچ میں تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ حلب پر فوج کشی کروں اور کبھی فرماتے تھے کہ انطاکیہ پر یلغار کر دوں۔ آخر آپ نے امراء مسلمین کو جمع کر کے رائے طلب کی اور فرمایا معشر المسلمین! سنا ہے کہ والی قنسرین نے ملک ہرقل سے مدد طلب کی ہے۔ جہاں تک خیال ہے اس نے بدعہدی اور نقض کا ارادہ کر کے ایسا کیا ہوگا۔ آپ حضرات کی اس میں اب کیا رائے ہے؟ حضرت خالد بن ولید نے کہا یا الامیر! میں نے آپ سے پہلے ہی عرض نہیں کیا تھا کہ اس کے کلام سے مکر و فریب ٹپکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ابو سلیمان! واقعی اللہ العزیز ان کا مکر و فریب الٹا انہیں پر پڑے گا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ سردار! قنسرین اور عواصم کو آپ ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ حلب اور انطاکیہ پر ہی لشکر کشی کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ اب آپ حضرات تشریف لے جا سکتے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ قنسرین والوں سے سال بھر کے لئے جو معاہدہ ہوا تھا اس کے پورا ہونے میں ابھی ایک ماہ سے کچھ دن باقی تھے آپ نے بدعہدی کو برا سمجھ کر مدت کے پورا ہونے کا انتظار کرنا شروع کر دیا اور دل میں ارادہ کر لیا کہ انقضائے مدت کے بعد جہاد کی ابتدا قنسرین سے ہی کرنی چاہئے۔

کہتے ہیں کہ عربوں کے غلام زیتون، انار اور پھلدار درختوں کی جڑیں کاٹ کاٹ کر لاتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ نے غلاموں کو بلا کر فرمایا یہ فتنہ و فساد کی حرکتیں کیوں کی جاتی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا حضور! بات دراصل یہ ہے کہ لکڑیاں اور ایندھن ہمارے پڑاؤ سے بہت دور ہے اور یہ درخت قریب ہیں۔ آپ نے فرمایا جن درختوں میں ذائقہ ہو یا ان میں پھل لگتا ہو ایسے درختوں کو قطع و برید سے میں ہر شخص کو خواہ وہ غلام ہو یا آزاد منع کرتا ہوں۔ اگر آج سے پیچھے ایسا کیا گیا تو وہ شخص سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ غلام یہ سن کر سزا کی وجہ سے ڈر گئے اور دور دور سے جا کر لکڑیاں لانے لگے۔

سعید بن عامر فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت ایک نہایت شریف نجیح نامی غلام تھا جو میرے ساتھ کئی مرتبہ لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ یہ نہایت جری اور بہادر شخص تھا۔ لڑائی میں دل کھول کر لڑتا تھا۔ جس وقت وہ کسی معرکہ یا غنیمت سے فارغ ہوتا یا لکڑیاں چننے جایا کرتا تھا تو تن تنہا اور اپنے ساتھیوں سے دور دور رہا کرتا تھا اور بڑا ہوا کسی لڑائی کی نیت سے دوڑا کرتا تھا۔ اس شیرز

حضرت سعید بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس گفتگو کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر جس وقت لوگوں نے مجھے دیکھا تو لپک کر دریافت کرنے لگے کہ عامر! تم کہاں چلے گئے تھے یہاں تو تمہارے متعلق تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ میں سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے خیمہ میں آیا اور آپ سے اپنا اور جبلہ بن ایہم کا تمام قصہ دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ کا حال بیان کرنے کی بدولت باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہیں اس مصیبت سے رہائی بخشی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ رسول اللہ ﷺ کو جمع فرما کر مشورہ لیا اور کہا اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ کہ امیر قنسرین کے ساتھ ہم نے حالانکہ ایفائے عہد کیا مگر اس نے ہمارے ساتھ غداری کی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ باغی اور غدار ہمیشہ گرا کرتا ہے۔ اگر اس نے ہمارے ساتھ مکر و فریب کیا ہے تو اللہ جل جلالہ بھی اس کی گھات میں ہیں ہم اس سے زیادہ انشاء اللہ العزیز اس کے ساتھ بہت ہی جلدی مکر کر کے دکھلا دیں گے۔ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ سے دس آدمیوں کو جو بمنزلہ دس ہزار کے ہیں ساتھ لے کر اس کے پاس جاتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اے ابو سلیمان! یہ کام تمہیں سے ہوگا جو جس کام کے لئے ہے اسے وہی بخوبی انجام دے سکتا ہے۔ تم اپنے ساتھ جن جن کو چاہو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے دس آدمیوں کو لے لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دس سواروں کو لے کر خفیہ طور سے جبلہ کے لشکر کی طرف جانا

حضرت خالد بن ولیدؓ نے [1] حضرت عیاض بن غانم اشعری، عمرو بن سعد الیشکری، سہیل بن عامر، رافع بن عمیرۃ الطائی، سعید بن عامر انصاری، عمرو بن معد یکرب، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، ضرار بن ازور، مسیب بن نجبہ الفزاری اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم [2] اجمعین کا فرداً فرداً نام لے کر پکارنا شروع کیا کہ کہاں ہیں عیاض بن غانم اشعری اور کہاں ہیں عمرو بن سعد وغیرہ وغیرہ۔ یہ حضرات [3] تلبیہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں تم تیار ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی انہوں نے زرہیں پہنیں اور تمام اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے بھی جنگ یمامہ کے روز مسیلمہ کذاب کی جو زرہ آپ کے ہاتھ لگی تھی زیب تن کی نیزہ ہاتھ میں لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے غلام ہمام کو حکم دیا کہ وہ ساتھ چلے تاکہ وہ معاملات جو مجھ سے حیرت اور تعجب انگیز واقع ہوں ان کو ملاحظہ کرے۔ بہرحال اپنے دس جانبازوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں مانگنا شروع کیں۔

---

[1] ایک نسخہ میں ہمام ہے غلام کے بجائے۔ ۱۲ منہ

[2] ایک نسخہ میں اس طرح گیارہ نام ہیں عیاض بن غانم، عمرو بن سعید، مصعب بن محارب یشکری، ابوجندل بن سعید مخزومی، سہیل بن عمرو بن عامر، رافع بن عمیرۃ الطائی، مسیب بن النجبۃ الفزاری، سعید بن عامر انصاری، عمرو بن معدیکرب زبیدی، عاصم بن عمر قیسی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ۔ اور حضرت ضرار کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں وہ حاضر نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم۔

[3] یعنی لبیک لبیک (ہم حاضر ہیں) کہتے ہوئے۔

فوجوں کو لے کر رسول اللہؐ کے جاں نثاروں کی طرف بڑھے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت اس بلا کو جو ان پر نیز ان کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تھی دیکھا اور والی قنسرین ان کے قبضہ میں تھا جس کی قسمت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی تو ان کو اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے یا اس کے قتل کرنے سے قبل مجھ پر کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔

یہ سوچ کر آپ اس کے قتل کرنے کے لئے تلوار اٹھائی۔ والی قنسرین یہ دیکھ کر ہنسا آپ کو اس کی اس وقت کی ہنسی سے بہت تعجب ہوا۔ فرمانے لگے کم بخت! تجھے ہنسی کس نے دلائی؟ اس نے کہا میں اس لئے ہنستا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی تو اب قتل کر ہی دیے جائیں گے تم میرے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہو۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو یہ بہتر ہے کہ میں تمہیں قتل نہ ہونے دوں۔ آپ نے یہ سن کر ہاتھ روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے زور سے چلا کر فرمایا۔ رسول اللہؐ کے صحابیو! میرے چاروں طرف رہو میری حمایت کرتے رہو میں تمہاری مدد کرتا رہوں گا اور اس بلا پر جو تم پر نازل ہو رہی ہے صبر کرو جن لوگوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے انہیں زیادہ مت سمجھو۔ کیونکہ سب سے دہشت ناک چیز جس سے تم ڈرتے ہو قتل اور موت ہے اور یہی دونوں چیزیں خداوند تعالیٰ کی راہ میں میری اور تمہاری خواہش اور آرزو ہیں۔ واللہ! میں نے کئی مرتبہ شوق شہادت میں اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں پیش کیا ہے تاکہ میں جام شہادت کا مزہ چکھ سکوں۔ تم اس بات کو یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا راستہ صاف اور کھلا ہوا ہے گویا کہ تم اس تک پہنچ ہی گئے ہو اور اپنے رب کے دربار میں شرف باریابی حاصل کر چکے ہو اور اپنے گھر میں پہنچ گئے ہو کہ جہاں کا رہنے والا نہ بوڑھا ہوتا ہے اور نہ اس کے پاس کبھی فرشتہ اجل آتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمایا:

لا یمسهم فیها نصب وما هم منها بمخرجین۔

"نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا"۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہؐ آپ کی یہ تقریر سن کر آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ آپ کے دائیں جانب اور حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ آپ کے بائیں سمت اور آپ کا غلام ہمام آپ کی پشت پر اور باقی تمام مسلمان آپ کے گرد ہو گئے۔ والی قنسرین کو آپ نے اپنے غلام کے ہاتھ میں دیا اور تاکید کی کہ اسے مضبوط پکڑے رہے اور اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

کہتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم جس کی گردن میں سونے کا طوق تھا اور جس میں جواہرات کی صلیب لگی ہوئی تھی، ریشمیں کپڑے پہنے ہوئے تھا ان پر زرہ زیب تن کئے سر پر خود لگائے اور اس پر خود سونے کا خود کے جواہر کی صلیب اس پر آویزاں کئے ہاتھ میں ایک بہت بڑا نیزہ سنبھالے جس کا پھل سورج کی طرح چمکتا تھا۔ قوم غسان کے نصرانی عربوں کا لشکر لئے ہوئے مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ حاکم عموریہ ایک مضبوط چٹان (یا برج) کی طرح اس کے ساتھ تھا جس کے چاروں طرف قوم دیلم کے بدوی سپاہی تھے اور ان تمام کے گرد اگرد ان کا لشکر چھایا ہوا تھا۔ حاکم عموریہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھا کہ آپ نے والی قنسرین کو زین سے اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اسے کسی طرح نہیں چھوڑتے تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں آپ عجلت میں اسے قتل نہ کر دیں۔ یہ سوچ کر یہ جبلہ بن ایہم کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ عرب لوگ تو آدمی کیا شیطان (دیو) معلوم ہوتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس عربی اور اس کے گیارہ ساتھیوں کو ہماری فوج کے گھوڑوں اور اتنے بڑے لشکر کے سواروں نے چاروں

والا۔ آپ نے فرمایا بلکہ اپنے نفس کو زیادہ ذلیل کرنے والا اس کو خوار و سبک کرنے والا کیونکہ بزرگی و کرامات اس دار شقا اور فنا سے وراء الوراء اس دار بقا میں ہے جہاں کل سب کو جانا ہے۔ جبلہ بن ایہم نے کہا مخزومی بھائی! زیادہ باتیں نہ بناؤ تمہاری نیز تمہارے تمہارے ساتھیوں کی سلامتی اور بقاء اسی سردار کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہے۔ کیونکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نے تم پر حملہ کر دیا تو ایسا نہ ہو کہ تم میرے حملہ کرنے سے قبل اسے قتل کر دو۔ بادشاہ کے نزدیک چونکہ یہ زیادہ مقرب ہے اور نسب میں بھی اس سے قریب ہے اس لئے تم اسے چھوڑ دو تا کہ میں بھی اس کے سبب سے تمہاری جان بخشی کروں۔ تم لوگ تعداد میں بہت ہی کم ہو اور ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اسے بغیر قتل کئے نہیں چھوڑ سکتا اور نہ مجھے اس کی پرواہ ہے کہ اس کے قتل کے بعد تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ باقی تیرا یہ کہنا کہ میں باوجود اپنی کثرت تعداد کے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے لڑائی میں کوتاہی کر رہا ہوں کسی طرح انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ ہمیں خود معلوم ہے کہ ہم کل بارہ آدمی ہیں اور تمہاری اس قدر جماعت ہے کہ ہمیں تمہارے گھوڑوں کی باگوں، نیزوں کی نوکوں اور تلواروں کی باڑوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ہاں اگر انصاف ہے تو ایک ایک سوار ایک ایک کے مقابلے میں آ تا رہے۔ اگر تم نے ہمیں مار ڈالا تو یہ تمہارا سردار موجود ہے اور نہایت آسانی سے تمہارے ہاتھ آ جائے گا اور اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں تم پر غلبہ دے دیا کیونکہ مدد و نصرت اور غلبہ اسی کے دست میں ہے جسے چاہیں عنایت کریں تو چونکہ تم خود اس سردار سے پہلے واپس اجل کو لبیک کہو گے اس لئے اس کا قتل ہونا تمہیں کچھ بھی ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔

علامہ واقدی کہتے ہیں کہ جبلہ نے یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا اور تمام گفتگو اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا جواب سنانے کے لئے حاکم عموریہ کے پاس چلا گیا۔ حاکم عموریہ یہ جواب سن کر نہایت برہم ہوا اور اپنی تلوار کو میان سے کھینچ لیا۔ حضرت خالدؓ اس کی یہ حرکت دیکھ کر سمجھ گئے کہ میان سے تلوار سونت کر کھڑا ہونا لڑائی کا گویا ارادہ کرنا ہے۔ مگر جس وقت حاکم عموریہ لڑائی کے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا تو جبلہ نے اسے منع کر دیا اور اسے صلیب کے نیچے کھڑا کر کے خود آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مخزومی بھائی! تمہارے قول کے بموجب لڑائی بیشک انصاف کو چاہتی ہے مگر یہ بنی اصفر رومی گھر و بھیڑ بکری کی طرح ہیں کسی بات کو نہیں سمجھتے۔ میں نے اپنی اور تمہاری گفتگو ان سے بیان کر دی ہے۔ وہ میدان میں نکل کر لڑنے کو راضی ہو گئے ہیں۔ تم میں سے جس شخص کو میدان میں نکل کر لڑنا منظور ہو وہ آگے بڑھے۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے میدان میں نکل کر ھل من مبارز کا نعرہ لگانا چاہا مگر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے آپ کو روکا اور کہا یا ابا سلیمان! رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بڑھاپے کی قسم! میرے سوا اس مقابلے کے لئے کوئی نہ نکلے۔ میں حتی المقدور جان توڑ کوشش کروں گا۔ ممکن ہے کہ میں اپنے والد ماجد جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملوں۔ آپ نے ان کا یہ ارادہ دیکھ کر شاباش دی اور فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے مقام کو بلند اور تمہارے افعال کو مشہور فرما دیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کا رومیوں سے جنگ کرنا

یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ اپنے ساتھیوں کے بیچ میں سے نکلے۔ آپ اس وقت حضرت عمرؓ کے گھوڑے پر

(ترجمہ اشعار) [1] ہفنہ کا لڑکا ان بزرگوں کی یادگار ہے جنھوں نے اپنے باوادادوں سے کبھی ملامت نہیں کھائی بہت انعام و اکرام دیتا ہے اور کبھی بھی برے لوگوں کی طرح زبان پر نہیں لاتا۔

میں نے جو تجھ سے کہا ہے اس پر بہت جلدی کار بند ہو جاتا کہ ہلاکی سے بچ کر نجات کی طرف آ جائے اور دوامی عیش و آرام میں بسر ہونے لگے۔ جس وقت آپ نے یہ تمام تقریر بن لی تو فرمایا **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ** ۔ کم بخت مردود کے بچے! مجھے ہدایت سے ضلالت کی طرف ایمان سے کفر و جہالت کی طرف کھینچتا ہے۔ میں ان لوگوں میں ہوں جن کے رگ و ریشہ میں اسلام اور قلب میں ایمان گھر کر چکا ہے جو رشد و ہدایت گمراہی و ضلالت میں تمیز کرتے ہیں اور ان دونوں کے فرق کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نبی برحق محمدؐ کی تصدیق کر چکا ہوں۔ جو شخص اللہ جل جلالہ کے ساتھ کفر کرتا ہے میں اس کا پورا پورا دشمن ہوں لے اب لڑائی کے لئے ہوشیار ہو جا اور ان مکر و فریب کی تہوں کو علیحدہ رکھ تا کہ میں تیرے ایک ایسا جچا تلا ہاتھ رسید کر دوں تا کہ تیری موت تجھے یاد کرتی ہوئی تیرے پاس بہت جلدی چلی آئے اور میں تجھے خاک و خون میں ملا دوں اور پھر اہل عرب تجھ جیسے کافر اور صلیب کے بندے کو اپنی طرف منسوب کرنے میں تکلیف نہ اٹھائیں۔

جبلہ آپ کی یہ بات سن کر جل بھن گیا اور حملے کے ارادہ سے نیزہ سنبھال کر ان کی طرف جھپٹا اور چاہا ہی تھا کہ وار کر دے۔ مگر آپ نے داؤں کاٹ کے وار خالی کر دیا اور نہایت زور و شور کے ساتھ خود بھی حملہ آور ہو گئے۔ دونوں حریفوں میں نیزہ بازی ہونے لگی اور فن حرب کے جوہر آ کے ان کے قدموں پر لوٹنے لگے۔ نیزہ کی یہ لڑائی دیر تک ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے بازو نیزہ کے کرتب دکھلاتے دکھلاتے اس کے اٹھانے سے سست پڑ گئے۔ آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار سونت کر مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ دونوں حریفوں میں پھر ایک گھمسان کا رن پڑا۔ آخر آپ نے نہایت پھرتی کے ساتھ بڑھ کے اس کے نیزہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ نیزہ کٹ کے دور جا کے پڑا۔ جبلہ نے باقی ماندہ نیزہ ہاتھ سے پھینک کر اپنی تلوار کو میان سے کھینچا جو قوم عاد باقی ماندہ یادگار قوم کندہ کی تلواروں میں سے ایک تھی جو ایک چمکتی ہوئی بجلی تھی اور جس پر پڑتی تھی اسے کاٹ کر ہی چھوڑتی تھی۔ اس تلوار کو لے کر اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ آپ پر حملہ کیا۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ واللہ ہم جبلہ کے ساتھ لڑائی میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا استقبال اور اس صغر سنی میں ان کا اس کے ساتھ داؤ پیچ خصوصاً جبکہ وہ بغیر کسی معین و مددگار کے پہلے پانچ شخصوں سے لڑ چکے تھے دیکھ دیکھ کر بہت زیادہ تعجب کر رہے تھے۔ لڑائی نازک صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی۔ آخر ایک دفعہ دونوں بہادروں کی تلواریں ایک ساتھ اٹھیں اور نہایت ضرب کے ساتھ دونوں جانبازوں پر پڑیں۔ مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کسی قدر سبقت کی۔ آپ کی تلوار کو اس نے ڈھال پر لیا مگر یہ ڈھال کو کاٹتی ہوئی خود تک پہنچ گئی اور چونکہ یہ دھار پر رکھی ہوئی تھی (یعنی صیقل شدہ تھی) اس لئے وہ بری ہو گئی، جبلہ کے اس سے پورا زخم آیا جس سے خون بہنے لگا۔ ادھر جبلہ کی تلوار آپ کے اوپر پڑی جو زرہ کو کاٹتی ہوئی آپ کے شانے (مونڈھے) کو زخمی کر گئی۔ آپ نے اگرچہ تلوار کی ضرب کو محسوس کر لیا لیکن اس قرینے اور طریقے سے کھڑے رہے کہ گویا آپ کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔ پھر فوراً ہی گھوڑے کو پیچھے پھیر کر اس کی باگیں چھوڑ دیں حتیٰ کہ آپ حضرت خالد بن ولیدؓ اور اپنے تمام ساتھیوں کے پاس پہنچ

[1] یمن کے قبیلہ کا نام جس کا یہ جبلہ بن ایہم تھا۔ ۱۲ منہ

میں اس طرح تھے جیسے ان کے ہاتھ میں قیدی تثلیث کے بندے سخت جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ شمشیریں بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر
رہی تھیں کہ اچانک ایک منادی نے ندا دی اور ایک ہاتف نے پکار کر کہا بے ذہن خلل ہو گیا اور خوف کرنے والا عدو پا گیا۔ اے حاملان
قرآن! تمہارا مقصود دشمن کی طرف سے تمہارے پاس آ گیا اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری نصرت و اعانت کی گئی۔
اس وقت دل ہل رہے تھے، کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ تیغ براں چاروں طرف اپنا کام کر رہی تھی۔ ہر شخص اپنے مقابلے
میں استقلال دکھلا رہا تھا۔ مسلمان ہر طرف سے گھرے ہوئے تھے اور اگرچہ ان پر پیاس کی شدت تھی مگر ہر ایک نے اپنے حریف کو
کٹنے کے جھگڑے میں پانی پلا رکھا تھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کا خواب

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روات حضرت [1] اسحاق بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اجنادین وغیرہ کی ہر لڑائی میں
حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ رہا ہوں۔ قنسرین اور حلب کے میدانوں میں بھی آپ کے لشکر میں موجود تھا میں نے جہاد میں
ہر جگہ مدد و نصرت غیبی اور امدادِ ربانی دیکھی ہے۔ شیرز کے پڑاؤ میں ہم ایک روز پڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنے خیمے
میں رونق افروز تھے کہ یکایک آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے۔ آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔[3]
والنفیر النفیر! یا معاشر المسلمین لقد احیط بفرسان الموحدین یعنی چلو اے مسلمانو چلو بہادران اسلام گھر گئے۔ مسلمان لبیک کہتے ہوئے
ہر چہار طرف سے آپ کی طرف دوڑے اور دریافت کرنے لگے کہ حضرت کیا ہوا؟ آپ نے کہا میں ابھی ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ
نے مجھے حرکت کر دیا اور حق کے لہجہ میں فرمانے لگے۔

یا ابن الجراح انتم عن نصرۃ القوم الکرام فقم و الحق بخالد فقد احاط به اللئام لا بد ک تلحق به
انشاء الله تعالیٰ بمشیة رب العالمین۔

''اے ابن جراح! کیا تم بزرگ قوم کی نصرت سے پڑے سو رہے ہو، اٹھو اور خالد سے جا ملو کیونکہ مردود قوم نے انہیں گھیر لیا
ہے انشاء اللہ بمشیت ایزدی تم ان سے جا ملو گے''۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمان یہ سنتے ہی (بے تابانہ) اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے۔ زرہیں پہن کر اسلحہ لگا
بے زین کے گھوڑوں پر سوار ہو، حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف جلدی جلدی دوڑنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ
گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ ایک سوار پر پڑی جو گھوڑا سرپٹ دوڑائے تمام لشکر
سے آگے اڑا چلا جا رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر چند سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑے بڑھا کر اس سوار سے جا ملیں۔
مگر چونکہ یہ سوار ہوا سے باتیں کرتا چلا جا رہا تھا اس لئے کوئی سوار اس تک نہ پہنچ سکا جب تمام گھوڑے اس کا پیچھا کرتے کرتے ہانپنے
لگے اور دم چھوڑ گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے

1 یعنی مبالغہ ہے بات ثابت ہے وطنیہ انقلاب الحال کا۔
2 ایک روایت میں بجائے اسحاق بن عبداللہ کے ابو مسلم غفری ہیں۔
3 تیز دوڑو قوم کی امداد کے واسطے چلو۔

جو کہ حق تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے اور درِ اجابت تک پہنچاتے ہیں اب آپ اسے پہنئے۔ خدا کی قسم! اسی شدنی امر کے لئے آپ اسے بھول آئے تھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے پیش کیا۔

حضرت ام تمیم کہتی ہیں کہ جس وقت میں نے آپ کو وہ کلاہ شریف دے دیا تو حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے گیسوئے مبارک سے ایک کوندتی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ نے ایک حملے کے اندر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور اگلی صفوں کو مار مار کر پچھلی صفوں میں جا ملایا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ایک نہایت جاں توڑ حملہ کیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ رومیوں نے پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگنا شروع کر دیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ زخمیوں اور قیدیوں کی قطاریں بندھ گئیں۔ اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے ان پر ہر طرف سے ہلاکت چھا گئی۔ سب سے پہلے بھاگنے والوں میں جبلہ بن ایہم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نصرانی عرب۔

کہتے ہیں کہ جب طلیعہ روان توحید صلیب پرستوں کے تعاقب سے واپس آئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے جھنڈے کے پیچھے جمع ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز آپ کے تمام ساتھیوں نے تمام مسلمانوں اور ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سلام کیا اور خدائے توانا و برتر کا شکر ادا کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف دیکھا تو آپ کا تمام بدن لہو[1] گلاب کا ایک پھول بنا ہوا تھا۔ آپ نے ان سے مصافحہ کیا۔ پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور فرمایا: ابوسلیمان! تم نے سوزش دل کو بجھا لیا اور اپنے مولا کریم کو راضی کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا میری رائے ہے کہ ہم اسی وقت قنسرین اور عواصم[2] کی طرف چلے چلیں اور لوگوں کو قتل کر کے مال غنیمت حاصل کر لیں۔ مسلمانوں نے کہا یا امین الامت! آپ کی رائے بہت زیادہ صائب اور انسب ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بہادرانِ اسلام میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کر کے ان پر حضرت عیاض بن غانم اشعری کو سردار مقرر کیا اور انہیں اپنی فوج کا ہراول بنا کر آگے آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ جس وقت یہ تمام لشکر قنسرین اور عواصم[3] کے حدود میں پہنچا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حکم دیا کہ اس شہر کے بڑوں کو قتل اور چھوٹوں کو قید کرو اور ان کا تمام سامان لوٹ لو۔ مگر جس وقت اہل قنسرین نے انہیں دیکھا تو دروازے بند کر لئے اور صلح کرنے اور جزیہ دینے کے لئے راضی ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اسے منظور کر لیا اور ایک صلح نامہ مرتب کر کے جس میں ہر بالغ اور جوان شخص پر حضرت عمرؓ کے حکم کے بموجب چار دینار اور اگر دینار نہ ہوں تو اڑتالیس درہم مقرر تھے ان کے حوالے کر دیا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بسلسلہ روایت سفیان بن عوف رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ قنسرین اور حاضر کے قیدیوں میں میں بھی شامل تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جب مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت میں روانہ کیا تو اس کے ساتھ قیدیوں کو بھی روانہ فرمایا۔ جس وقت ہم حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو ہم نے سنا کہ آپ اپنے ہم نشینوں سے فرما رہے تھے کہ میری رائے میں یہ آتا ہے کہ میں ہر قیدی کو مدرسے میں مقرر کر دوں تا کہ ہمارے آدمی اس سے تعلیم پاتے رہیں۔ اس کے

---

1. بعض نسخوں میں بھرا ہوا تھا
2. بعض نسخوں میں عواصم کے بجائے حاضر ہے وہ شہر حلب کی بستی ہے۔ ۱۲ منہ
3. عواصم انطاکیہ کا ایک شہر ہے مگر اس جگہ دوسرے معنی عام معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

لئے یہ مال غنیمت کا مال ہے جو باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے ان سے لے لو۔

واقدی رحمۃ اللہ نے شداد بن عدی تنوخی سے روایت کی ہے کہ چونکہ ہم نے اس قافلے کو گھیر لیا۔ اس میں شکر، قند، پستے اور انجیروں کے چار سو بورے تھے وہ لے لئے اور اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ ان قافلے والوں کو قتل نہ کرو بلکہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دو۔ چنانچہ ہم نے سونا، چاندی، کپڑے اور جو کچھ فدیہ میں ملے لے لئے۔ لشکر میں ہم نے گھی اور روغن زعفران ملا کر عصیدہ [1] اور فالوذج (فالودہ) تیار کیا۔ جب مسلمانوں نے آپس میں (بطور تفریح کے) تیر وبازی کی اور رات بھر قافلے کے گرد متعین رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بعلبک کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ قافلے کے کچھ آدمی چونکہ بھاگ گئے تھے انہوں نے اہل بعلبک کو قافلے کے تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا۔

یہاں ہربیس نے جو ایک نہایت شجیع اور بہادر جنرل تھا مسلمانوں کے لشکر کی خبر سن کر تمام آدمیوں کو جمع کر کے مسلح ہونے کا حکم دیا اور چھ ہزار فوج ساتھ لے کر قافلے کے چھڑانے کے ارادے سے مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنا لشکر لئے ہوئے پیچھے آ رہے ہیں۔ ٹھیک دوپہر کے وقت راستہ میں دونوں کا مقابلہ ہو گیا اور دونوں جمعیتوں کے آدمیوں میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ ہربیس کے ساتھ علاوہ ان دیہاتی اور بازاری لوگوں کے جنہوں نے اس کا ساتھ دیا تھا سات ہزار باقاعدہ فوج تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ہراول نے جس وقت اسے دیکھا تو بلند آواز سے کہنا شروع کیا النفیر النفیر، یعنی دشمن کی طرف چلو دشمن کی طرف چلو۔ اسی وقت شہسواران اسلام اس طرف دوڑے۔ بہادروں نے عقدہ کیا نیزے سنبھالے، تلواریں سونتیں اور اس طرف متوجہ ہو گئے۔ ہربیس نے بھی رومی قاعدہ کے مطابق صفیں مرتب کیں اور اپنے لشکر کو آراستہ کر کے کھڑا کر دیا مگر اس کی فوج کے بعض افسروں نے اس سے دریافت کیا ان عربوں کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں ان کے ساتھ لڑوں گا تاکہ انہیں ہماری طرف آنکھ اٹھانے کی جرات اور ہمارے قلعوں کی طرف آنے کی ہمت ہی نہ ہو اور کسی وقت ادھر کا رخ ہی نہ کر سکیں۔ انہوں نے کہا اب تک دمشق والے ان کا مقابلہ کر سکے نہ اجنادین کی فوجیں بلکہ دمشق اور فلسطین کے لشکر ان کی تاب لا سکے۔ بہتر یہی ہے کہ تو ان سے خواہ مخواہ لڑائی مول نہ لے اور (چپک چپکا) پیچھے ہٹ چل کیونکہ جو واقعہ مصر بن حاکم حوران اور نصرانی عربوں کے ساتھ پیش آیا ہے اور ان پر جو کچھ گزری ہے اس سے تو یا اہل بعلبک بے خبر نہیں ہیں کہ اس گروہ نے ان تمام کے دانت کھٹے کر کے رکھ دیئے اور انہیں بادل نخواستہ ان کے مقابلے سے بھاگنا پڑا۔ مناسب یہی ہے کہ اس تکبر اور غرور کو چھوڑ کر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بچا کر واپس شہر میں ہی چلا چل اور اپنی اس پہلوانی کے زعم میں مت آ۔

ہربیس نے کہا میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا کہ ان غریبوں اور فقیروں سے ڈر کر بھاگ جاؤں۔ نیز مجھے خبر ملی ہے کہ ان کی اکثر جمعیت ان کے سابق سردار خالد بن ولیدؓ کے ساتھ حمص میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے آدمی ہیں جنہیں حضرت مسیح (علیہ السلام) نے ہمارے لئے غنیمت کر کے بھیجا ہے۔ سرداروں نے کہا کہ ہم اس معاملے میں آپ کی کبھی متابعت نہیں کر سکتے اور نہ اپنے ساتھیوں کو اس مکروفریب میں مبتلا کر کے انہیں ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ شہر کی طرف واپس ہو گیا۔ جس وقت اس نے اپنے گھوڑے کی باگ شہر کی طرف موڑی تو بہت سے آدمی اس کے ساتھ شہر کو لوٹ گئے۔ ہربیس آمادہ جنگ ہوا اور لڑائی کے لئے

[1] یہ ایک قسم کا کھانا ہے۔ ۱۲ منہ

مسلمانوں کی طرف بڑھنے لگو۔

یہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے لوگو! خداوند تعالیٰ ہمیشہ تم پر نظر عنایت رکھیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر جگہ تمہاری مدد و نصرت فرما کر تمہاری تائید کی ہے اور اسی نے تم سے کس قوم کے لشکروں کو شکست و ہزیمت دے کر پسپا کر دیا ہے۔ یہ شہر جو اس وقت تمہارے آگے ڈٹا ہوا ہے ان شہروں کے درمیان میں واقع ہوا ہے جنہیں تم نے اپنے بل بوتے سے فتح کیا ہے۔ نیز اس شہر کے باشندے بہ نسبت دیگر شہروں کے زیادہ خوشحال اور تعداد و قوت میں بہت زیادہ ہیں۔ تم تکبر و غرور سے محترز رہو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کس دین سے لڑ رہے ہو؟ خدا کے دشمنوں سے دل کھول کر لڑو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین و اسلام کی مدد کرو تا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری نصرت و اعانت فرمائیں۔ اٹھو اور ان کے دشمنوں کو لے لو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں جو ہر موقع پر تمہاری مدد فرماتے رہے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک حملہ بول دیا اور آپ کے ساتھ تمام مسلمان بھی چل پڑے۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی بعثت کی قسم! ہم نے گھوڑوں کو دوڑا کر حملہ کیا ہی تھا کہ رومی پہلے ہی حملے کی تاب نہ لا کر شہر کی طرف بھاگ پڑے۔ بربیس کے ایک سردار کے دیکھتے ہی سات زخم آئے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شہر پناہ کی طرف بھاگا۔ جس سردار نے اسے منع کیا تھا وہ ملا تو اس نے (بطور تمسخر) دریافت کیا کہ عربوں کی وہ قیمت جو تو دینے کے لایا ہے وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا مسیح (علیہ السلام) مجھے غارت کریں! میرے ساتھ مذاق (مزاح) کرتے ہو! حالانکہ عربوں نے میرے آدمیوں کو مار ڈالا اور میرے سات زخم آئے ہیں۔ اس نے کہا کیا میں نے تجھے پہلے ہی منع نہیں کیا تھا اور کہا تھا کہ تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کو برباد کر کے رہے گا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بعلبک کی طرف چلے۔ جس وقت آپ شہر کے قریب پہنچے تو شہر پناہ کا دروازہ بند پایا۔ لوگ دہشت زدہ تھے اور انہوں نے شہر کو مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ رومی پسپا ہو کر جس وقت شہر کو لوٹے تو اپنے تمام مویشیوں کو جمع کر کے شہر کا دروازہ بند کر لیا تھا اور ٹڈی دل کی طرح شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے شہر کی یہ مضبوطی، دیواروں کی بلندی، شہر پناہ کی بندش، آدمیوں کی کثرت اور سردی کی شدت جو اس شہر میں ہمیشہ رہتی، دونوں فصلوں میں سردی ہی سردی رہا کرتی تھی دیکھ کر صاحب اور صاحب الرائے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کر کے مشورہ لیا کہ مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ تمام نے یہی رائے دی کہ شہر کو محاصرہ میں رکھ کر انہیں رسد وغیرہ سے روک دیا جائے اس صورت میں یہ خود تنگی میں آ پڑ جائیں گے۔ مگر حضرت معاذ بن جبلؓ کی رائے اس تجویز کے خلاف ہوئی۔ آپ نے کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ شہر میں اس قدر آدمی ہیں کہ کل دھرنے کو جگہ نہیں اور مجھے یہ بھی خبر ہے کہ شہر کی آبادی اتنے ازدحام کی متحمل نہیں ہو سکتی مگر باوجود ان کے اس قدر تعداد کے مجھے امید ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو باری تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان پر مدد دیں گے اور اس شہر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کرا دیں گے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ اپنے نیک بندوں اور صالح مخلصوں کو اپنی زمین کا وارث بنایا کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔

ترجمہ: ''ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔''

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کہا: ابن جبل! تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ اہل شہر تنگی اور ضیق میں ہیں اور وہاں ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس میں کسی طرح نہیں سما سکتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جواب دیا: اے امیر المومنین! سب سے پہلے مسلمانوں کی فوج میں سے جس شخص نے گھوڑا دوڑا کر رومیوں کا مقابلہ کیا ہے وہ میں ہوں۔ میں جس وقت شہر کی چاردیواری اور سفید قلعہ (قصر ابیضا) کے پاس پہنچا تو میں نے چاہا کہ میں ان کی اگلی صفوں میں جا گھسوں تاکہ اس قوم اور ان کے شہر کے درمیان حائل ہو جاؤں مگر (افسوس) میرے پاس کوئی مسلمان نہ پہنچا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ ٹڈی دل کی طرح شہر کے دروازے سے نکلے چلے جا رہے ہیں حتی کہ شہر والوں نیز دیہات کے لوگوں سے بھی تنگ ہو گئے۔ اس کے علاوہ ان کے جو ڈھور اور مویشی ہیں وہ ان پر مستزاد ہیں۔ ان چیزوں کی کثرت سے ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح سنائی دیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: معاذ! واقعی تم نے سچ کہا اور خوب مشورہ دیا۔ واللہ میں تمہاری ہی رائے کو پسند کرتا ہوں اور باری تعالیٰ جل مجدہ سے مدد و نصرت طلب کر کے توفیق کی درخواست کرتا ہوں۔

مسلمانوں نے ایک دوسرے کی حفاظت اور نگہبانی کرتے ہوئے یہ رات پوری کی۔ صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے باشندگان بعلبک کے نام حسب ذیل خط لکھا:

باشندگان بعلبک کے نام حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف سردار لشکر اسلام و خلیفہ امیر المومنین ابو عبیدہ بن جراح عامل شام بطرف باشندگان بعلبک! اما بعد! اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے وہ ثنا کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے مومنین بندوں کو کافروں کے لشکر پر غلبہ دے کر ان کے لئے شہروں کو فتح کر دیا اور گمراہوں اور فریبیوں کو ذلیل کر کے بھگا دیا۔ ہمارا یہ خط دراصل ایک معذرت نامہ ہے جو اس لئے روانہ کیا جاتا ہے کہ ہم تمہارے چھوٹوں اور بڑوں کو پہلے ہی سے اطلاع دے دیں۔ کیونکہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہمارے دین میں ظلم اور بے وفائی نہیں بتائی گئی اور نہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں کہ غدر اور بے وفائی کر کے تمہارے ساتھ خواہ مخواہ لڑ پڑیں تاوقتیکہ تمہیں واقعہ اچھی طرح سے معلوم نہ ہو جائے۔ چنانچہ اگر تم دیگر اہل شہر کی طرح صلح اور امان میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ہم تم سے مصالحت کر لیں گے اور اگر ہماری ذمہ داری میں آنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی ذمہ داری میں لے لیں گے اور اگر ان باتوں سے انکار ہے تو پھر ہمارا تمہارا فیصلہ حرب و قتال کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت شریفہ لکھی:

''انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و تولی۔ یعنی تحقیق وحی کی گئی ہم پر اس امر کی کہ اس شخص پر عذاب ہے جس نے تکذیب کی اور منہ پھیری۔'' اس کا جواب جلد تحریر کیا جائے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ''۔

سے ملفوف کر کے آپ نے ایک معاہد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ باشندگان بعلبک سے اس کا جواب لے کر آئے۔ اس کے

بعلبک کے میدان میں مسلمانوں کی بہادری

صبح سویرے نور سے تڑکے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اندھیرے اندھیرے مسلمانوں کو نماز پڑھائی آفتاب نے نیلے نیلے گنبد سے سر نکال کر جیسے جھانکنا شروع کیا تو رومیوں نے شہر کے دروازوں میں سے جو دروازہ جس پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ پڑے ہوئے تھے کھولا۔ لوگ باہر نکلنے شروع ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی۔ آپ شہر سے نکلنے والوں کی کثرت دیکھ رہے تھے اور لڑائی کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے جاتے تھے۔ رومی اپنے سردار ہربیس کے گرد آ کے جمع ہو رہے تھے اور وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ معشر النصرانیہ! دین نصرانیہ کے ان علمبرداروں نے جو تم سے پہلے تھے دراصل ان عربوں کی لڑائی میں بزدلی سے کام لیا تھا الجمتم تم نے اب اپنی جانوں کو مسیح (علیہ السلام) کے لئے وقف کر دیا ہے۔ تم حقیقت میں دین مسیح کی نگہبانی کرنے اور مسیح کی ملت میں اہل و عیال اور وطن کی حفاظت کرنے والے ہو۔ یہ سن کر روم کے بڑے بڑے سردار کہنے لگے کہ آپ اطمینان رکھیں۔ ہم جب تک ان عربوں سے نہیں لڑے تھے اور ان کے بازوؤں کو نہیں آزمایا تھا اس وقت تک ان سے ڈرتے رہے۔ اب ان کی حقیقت اور ان کی بہادریوں کا راز ہم پر منکشف ہو گیا ہے اور جتنے یہ بہادر ہیں ہمیں سب معلوم ہو گیا ہے۔ لڑائی کے وقت یہ ہم سے زیادہ صابر اور سخت نہیں ہیں۔ بعض تو ان میں ایسے ہیں کہ تن ڈھانپنے کے چیتھڑے کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں۔ بعضوں کے پاس نہ تیر نہ بافت کے چمڑے کی پوشش ہے۔ بعض کے چمڑے کا تو استر بھی رہ گئے ہیں جس سے ان کی کنگالی کے بستر اور ذلت کے اندرون (لحافوں رضائیوں) کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ ہمارے پاس عمدہ عمدہ جوشن، خوبصورت زرہیں اور بہترین خود موجود ہیں۔ علاوہ اس کے ہم جان بازی کے ساتھ لڑتے اور جان پر کھیل کے میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور ہم سب نے مسیح (علیہ السلام) پر جانیں قربان کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جب رومیوں کی اس قدر کثرت دیکھی تو بلند آواز سے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کے فرمانے لگے یا معاشر المسلمین! ہمت نہ ہار بیٹھنا ورنہ ہوا اکھڑ جائے گی۔ تمہاری ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور یہ تمام ملک مشہور ہو جائے گا کہ اہل بعلبک نے عربوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ ہر بات میں صبر کرو اللہ تعالیٰ صابروں کی ساتھ ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا امیر المومنین! آپ مطمئن رہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جانیں لڑا دیں گے اور جہاں تک ہو گا کوششیں صرف کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ پہلے ان کی جنگ دیکھ کے رومیوں کے حوصلے بہ نسبت مسلمانوں کے بلند ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک سخت حملہ شروع کر دیا۔

حضرت سہیل بن صباح حمصیؓ کہتے ہیں کہ بعلبک کی لڑائی میں میں بھی موجود تھا۔ دوسرے دن بہت زیادہ مضبوطی اور دلاوری کے ساتھ دشمنوں نے ہم پر حملہ کیا اور پہلے دن سے زیادہ تیار ہو کر نکلے۔ میں اس روز زخمی تھا۔ میرے داہنے بازو میں ضرب آ گئی تھی جس کی وجہ سے میں ہاتھ کو حرکت نہیں دے سکتا تھا اور نہ کسی طرح تلوار کو اٹھا سکتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر کوئی بے دین کافر اس لئے میری طرف بڑھا تو تو کسی طرح اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سوچ کر میں پا پیادہ ہوا اور گھوڑے سے اتر کر اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کے پہاڑی کی ایک بلندی پر چڑھ گیا یہاں چونکہ میں دونوں لشکروں سے اونچا بیٹھا ہوا تھا اس

لئے لڑائی کا منظر بالکل سامنے تھا۔ رومی بڑھ بڑھ کر عربوں پر حملے کر رہے تھے۔ مسلمان چلا رہے تھے النصر النصر (مدد مدد) حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ مدد و نصرت کا وعدہ فرماتے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے قبیلے اور گروہ اپنی اپنی بڑائی اور فخر بیان کر رہے تھے۔ میں پہاڑ پر ایک پتھر کے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ تلواریں خود اور ڈھالوں پر چھنا چھن پڑ رہی تھیں۔ شمشیر کی ہر ضرب سے چنگاریاں (پتنگے) اڑ اڑ کے آگ جھڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے مل گئے تھے اور ایک گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔

میں نے یہ سماں دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ مسلمانوں کے سردار کے ساتھ جب اس طرح رن پڑ رہا ہے اور وہ ایک ایسی جنگ میں گھرا ہوا ہے تو سعید بن زید اور ضرار بن ازور ؓ کا ان بطارقوں پر جا چڑھنا فائدہ بخش نہیں ہو سکتا۔ ارض شام میں ہمارے یہ اصول مقرر تھے کہ اگر ہم کسی وقت آپس میں اکٹھے اور جمع ہونا چاہتے تھے تو رات کو آگ اور دن کو دھواں کیا کرتے تھے اس لئے میں فوراً درختوں کے پاس جا کے لکڑی توڑ توڑ کر جمع کرنے لگا اور ایک دوسرے پر لکڑی رکھ کے چقماق سے آگ لی اور چھوٹی چھوٹی لکڑیوں میں میں پہلے آگ لگا کر پھر سوکھی لکڑی پر ہری (سبز) لکڑی رکھ دی جس کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دھواں اس قدر بلند ہوا کہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ حتی کہ حضرت سعید بن زید ان کے ساتھیوں نیز حضرت ضرار بن ازور اور ان کے ہمراہیوں نے بھی اسے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی ایک نے دوسرے کو پکارنا شروع کیا کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جلدی چلو اور اپنے سردار کی خبر لو۔ یہ دھواں بغیر کسی بڑی علت اور اہم بالشان کام کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم سب گھوڑے کدا کدا کر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

چنانچہ یہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار ہو کے اس وقت پہنچے جب لڑائی اپنے پورے شباب پر تھی تلواریں چمک رہی تھیں برکت کٹ کر گر رہے تھے۔ باوجود سردی کی شدت کے لوگ پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے مسلمانوں پر عرصہ میدان تنگ ہو رہا تھا واستقلال کا دامن قریب تھا کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے آفتاب خوب بلند ہو گیا تھا ہر طرف گھبراہٹ اور بے چینی پھیل رہی تھی۔ کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ شمشیر براں بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی۔ لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ہر شخص اپنے مقابل کے مقابلہ میں استقلال دکھا رہا تھا کہ مشرکین پر بادل کے قطعات نمودار ہوئے اور ہاتف غیب نے زور سے ایک آواز لگائی ۱؎ یا حملة القرآن جاء کم النصر من الرحمن ونصرتم علی عبدة الصلبان یعنی اے حاملان قرآن! تمہارے پاس رحمٰن کی طرف سے مدد آ گئی اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کی گئی۔ حضرت سعید بن زید اور حضرت ضرار بن ازور ؓ اپنے سواروں کو آگے آگے تیز سے تاخت تلواریں میان سے نکالے گھوڑوں کو سرپٹ ڈالے جب کہ رومیوں کو اپنی فتح کا یقین ہو چکا تھا ظاہر ہوئے مسلمانوں کے پرچم ہوا میں لہرائے موحدوں کے لشکر فوجی نشان میدان کارزار میں اڑانے لگے تو انہیں ان آنے والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑا۔ اب ان کی آنکھ کھلی کہ تمہیں ہمارے اور ہماری عورتوں بچوں اور اولاد کے مابین حائل ہو گیا۔ بجائے فتح کے نعروں کے آہ و واویلا کی آوازیں بلند ہو گئیں اور خدا کے دشمنوں کے دل میں یہ یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کو کمک پہنچ گئی اور ہمارے سردار نے ہمارے ساتھ مکر و فریب کیا۔ ان کے سردار نے ان کی جب یہ سستی دیکھی تو انہیں ایک ڈانٹ پلا کے کہنے

۱؎ ایک نسخہ میں یہ الفاظ ہیں فزل الکفر وانصر الی کف یعنی کافر پریشان ہوئے اور مدد نے والوں کی مدد کی گئی ۔ ۱۲ منہ

میرے اور میرے ساتھیوں کے دلوں کو بیدار کر دیا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ تمہارے تمام ساتھی شہید ہو گئے اور رومیوں نے تمہیں ہزیمت دے دی۔ اسی واسطے میں نے اپنی فوج کو منع کر دیا تھا کہ وہ مفرورین کا تعاقب نہ کریں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے عرض کیا ایہا الامیر! واللہ میں نے آپ کے کسی حکم کی (دانستہ) نافرمانی (اور) آپ کے کسی قول کی مخالفت نہیں کی جس طرح جناب نے حکم دیا تھا ہم اسی طریقہ اور نہج پر قائم تھے اور اسی مقام پر جہاں اور جس جگہ کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑے ہوئے تھے کہ اچانک ہمیں ایک دھواں اٹھتا دکھلائی دیا جو بڑھتا بڑھتا بہت اونچا ہو گیا تھا۔ ہم نے اسے دیکھ کر آپس میں یہ کہا کہ یا تو یہ رومیوں کے اہم ترین اور سخت کاموں میں سے کوئی کام ہے اور یا مسلمانوں نے ہمارے بلانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس لئے ہم نے آپ کی طرف آنے میں جلدی کی اور چلے آئے اور جو کام یہاں آ کے کیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ محاصرہ کر لینے کے بعد ہمیں خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم وہیں ٹھہرے رہے تو مبادا کہ کہیں جناب کی رائے کے خلاف ہو یا ہمارا کوئی کام حکم عدولی کے مترادف سمجھا جائے اس لئے یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آپ نے فرمایا اللہ اکبر وما توفیقی الا باللہ۔ خدا کی قسم! جس وقت رومی ہمارے لشکر پر آ پڑے تھے اور انہوں نے حملہ کر دیا تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ کاش! کوئی سعید اور ضرار کو پکار کر کہہ دیتا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آ جائیں یا پہاڑ پر چڑھ کر کوئی دھواں ہی کر دیتا کہ وہ اسے دیکھ کر یہاں آ جائے۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا واللہ یا امیر المومنین! میں نے پہاڑ پر ایک آگ روشن دیکھی جس کا دھواں آسمان کے کناروں تک پہنچ رہا تھا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر بلند آواز سے فرمایا معاشر المسلمین تم میں سے کون شخص ہے جس نے پہاڑ پر آگ جلائی تھی یا دھواں کیا تھا؟

سہیل بن صباحؒ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آواز سنی تو میں فوراً لبیک کہہ کے حاضر خدمت ہو گیا۔ کیونکہ میں رومیوں کی ہزیمت کے بعد پھر لشکر میں ہی آملا تھا۔ میں جس وقت جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ نے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہؐ کی صداقت کی قسم دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کام میں نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس کی کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی؟ میں نے وہ تمام قصہ آپ کے سامنے بیان کر دیا آپ نے فرمایا تمہیں اللہ جل جلالہ نے جنت کی توفیق عنایت فرما دی تھی۔ آئندہ سے اپنے سردار کے حکم کے بغیر کسی نئے کام کے کرنے سے محترز رہنا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سہیل بن صباح سے یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ دفعۃً ایک شخص پہاڑ سے اتر کر چلانے لگا چلو چلو اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر لو انہیں رومیوں نے گھیر لیا ہے اور وہ نہایت ضیق اور تنگی میں مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہربیس ملعون نے جب مسلمانوں کی تعداد کم دیکھی تو اپنی قوم کو مخاطب کر کے چلانے لگا مسیح کے پرستارو! دوڑو دوڑو اور اس چھوٹی سی جماعت کو جو تمہیں گھیرے ہوئے ہے لے لو اور قتل کر دو پھر خوشی سے شہر میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم نے انہیں تلوار کے گھاٹ اتار دیا تو عربوں کی تعداد کم پڑ جائے گی اور یہ تمہارے شہر کا محاصرہ چھوڑ کے بھاگ جائیں گے۔

مصعب بن عدی تنوخیؒ کہتے ہیں کہ جنگ بعلبک میں میں حضرت سعید بن زیدؓ کی جمعیت میں شامل تھا ہم نے ہربیس اور اس کے ساتھیوں کو اس حصار میں پانچ سو سواروں کے ساتھ محاصرہ میں لے رکھا تھا ہمیں رومیوں کی کسی بات کا علم اس وقت تک نہیں ہوا جب تک وہ چاروں طرف سے دوڑ دوڑ کر ہم پر نہ گرنے لگے۔ ہم نے ایک دوسرے کو پکارنا شروع کیا اور ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ خدا کی قسم! میں شام کی اکثر لڑائیوں میں شامل رہا ہوں۔ مگر میں نے ان لوگوں سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا جو بعلبک

جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ اتنے مسلمان شہید ہو گئے اور اتنے مشرک تہ تیغ ہو گئے اور رومی قوم پھر اس حصار میں محصور کر دی گئی جس کے پاس نہ کھانے کو غلہ اور نہ پینے کو پانی تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ہی ہیں جنہوں نے انہیں متفرق کرنے کے بعد پھر ایک جگہ جمع کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت شریفہ کی تلاوت کیا:

وحيل بينهم وبين ما يشتهون كما فعل باشياعهم من قبل انهم كانوا في شك مريب۔

"اور یہ روک کر دی گئی ان کے اور ان کی اس چیز کے درمیان میں جسے وہ چاہتے تھے جیسا کہ کیا گیا تھا ان کے پہلوں کے ساتھ اور وہ تھے اضطراب میں ڈالنے والے شک میں۔"

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کے دل کی تحریک کا ارادہ فرمایا۔ فرمایا مسلمانو! اب تم اپنے اموال اور اولاد کے پاس جا کر شہر کے گرد اگرد اپنے خیمے کھڑے کر دو۔ اللہ جل جلالہ نے اب تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

ذلك بان الله مولى الذين آمنوا وان الكافرين لا مولى لهم۔

"یہ سبب اس کے ہے کہ اللہ جل جلالہ ان لوگوں کے مددگار و معاون ہیں جو ایمان لائے ہیں اور کافروں کا کوئی معاون و مددگار نہیں۔"

مسلمان یہ سن کر جہاں پہلے خیمہ زن ہوئے تھے آ کر خیموں کو نصب کیا۔ دشمن کی خبر لانے کے لئے لشکر[1] طلایہ (مقدمۃ الجیش) پر [illegible] مقرر فرمایا۔ چار ہزار آدمی مقرر فرما کر اور روانہ کئے۔ قوم روم کو جنگل سے لکڑی لانے سے روک دیا۔ آپ کے لشکر میں یہ خبر دشمن کی۔ خوف و دہشت کا دور ہو گیا اور اس کی جگہ اطمینان اور سکون نے لے لی۔ اہل حلب نے شہر پناہ پر چڑھ کر واویلا مچانا اور اپنی زبان میں چیخنا چلانا شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے فوری دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا امیر! یہ اپنی ہلاکت کی تباہی، گھروں کی ویرانی، اپنے لوگوں کی موت اور ہلاکت کو یاد کر کے کہ پیچھے یہاں اہل عرب آ گئے ہیں گھیرے میں آ گئے ہیں گریہ و زاری کر رہے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت شام ہونے کے قریب ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا کہ ذرا ہوشیاری سے کام کرنا۔ اپنے مسلمان بھائیوں کی احتیاط رکھنا اور تمہیں باری تعالیٰ جل مجدہ جزائے خیر عنایت فرمائیں اس بات کی کوشش رکھنا کہ دشمنوں کا کوئی آدمی تمہارے ہاتھ سے نکل نہ جائے اور تم ان محصورین کے لئے میدان میں اتنی وسعت رکھنا کہ کوئی ان میں سے نکل کر نکل سکے اور پھر آ جا سکے جیسے کہ جو دیگر سے اسی طرح چلتے رہیں۔ حتیٰ کہ تمہاری وہی حالت ہو جائے کہ کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز آ گئی تھی اور وہ اس نے ضائع کر دی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت امین یہ پیغام لے کر پہنچا تو آپ نے مسلمانوں کو محصورین کی حفاظت کرنے میں زیادہ تاکید کر دی اور یہ حکم دے دیا کہ لکڑی لینے کے لئے سو آدمیوں سے زیادہ نہ جائیں اور وہ بھی مسلح ہو کر زیادہ دور بھی نہ جائیں

[1] طلایہ لشکر کا وہ حصہ جو دشمن کی خبر دے طلیعہ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

ان سے ایک ایسے امر کے متعلق گفتگو کر سکوں جس میں فریقین کے اندر پھر امن وامان کا دور عود کر آئے۔ ترجمان نے آپ سے آ کر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ کوئی بزرگ نہیں ہے کہ میں اس کی زیارت کے لئے جاؤں۔ اگر اسے کچھ کام ہے تو وہ خود ذلیل بن کے ناک رگڑتا ہوا میرے پاس آئے تاکہ میں اس کی بات سن سکوں۔

ترجمان نے جب جرجیس سے آپ کا یہ جواب جا کر بیان کیا تو اس نے کہا میں چونکہ ان کا حریف ہوں امیر ے ان کے مابین لڑائی ہے اس لئے ان میں کے پاس کس طرح جا سکتا ہوں؟ مجھے خوف ہے کہ اگر میں ان کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ ترجمان نے کہا اہل عرب جب کسی سے عہد کر لیتے ہیں تو اسے اپنی طرف سے نہیں توڑتے اور جب کسی کو امان دے دیتے ہیں تو پھر اسے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ میں تیرے واسطے بھی امان لے لوں گا۔ اس نے کہا واقعی میں نے ان کے یہی اوصاف سنے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے واسطے اس کی پہلے توثیق کر لوں اور تجھ سے عہد لے کر ان کی ذمہ داری میں آ جاؤں اور چونکہ وہ نہایت امین ہیں اور ان کا سردار بھی بدعہدی نہیں کرتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی رعایا اور ساتھیوں کے واسطے بھی امان لے لوں۔ کیونکہ ان لوگوں اور اس قوم کے ہاتھوں سے ہمارا بہت نقصان ہوا ہے اور ہمارے خون کی ندیاں بہہ گئی ہیں۔ اس لئے میری یہ بھی خواہش ہے کہ میں پہلے کسی آدمی کو بھیج کر اپنے لئے امان لے لوں۔ ترجمان نے کہا تو اطمینان رکھ میں سردار سے تیری یہ تمام باتیں کہہ دوں گا۔

ترجمان یہ کہہ کر حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ جرجیس چاہتا ہے کہ کسی آدمی کو آپ کے پاس بھیج کر پہلے امان لے لے۔ آپ نے فرمایا جسے اس کی خواہش ہو میرے پاس بھیج دے اس کے آدمی کو جب تک وہ یہاں سے پھر کر اپنی فوج میں نہ جائے اس کے لئے امان ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ کا ایلچی کو سجدہ کرنے سے منع کر دینا

کہتے ہیں کہ ترجمان نے جس وقت جرجیس سے اس کے ایلچی کے متعلق امان کے لئے کہا تو وہ اپنے ایک نہایت ذکی، عاقل اور معزز صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم پر اس وقت جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ تجھے اچھی طرح معلوم ہیں عربوں نے ہمارے راستہ کو مسدود کر دیا۔ مسیح (علیہ السلام) نے بلاد شام کی خرابی کا حکم دے دیا ہے اس لئے یہ عرب ہم پر برابر فتح پاتے چلے جاتے ہیں اور ہم نہایت تنگی اور شدت کی حالت میں ہیں۔ اگر ہم نے اب ان سے امان نہ حاصل کی تو ہم اور ہمارے گھوڑے بھوک کے مارے لقمہ اجل ہو جائیں گے۔ عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں گے۔ مال واسباب لٹ جائے گا۔ ممالک شام کے جتنے حاکم یا صوبے دار ہیں وہ خود اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ حمص ہماری طرح سے محصور ہی ہے۔ بادشاہ کو اپنی فکر لگی ہوئی ہے اس لئے ایسے آڑے وقت میں ہمارا کوئی معاون ومددگار بھی نہیں ہو سکتا۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے قرین مصلحت یہی ہے کہ تو عربوں کے پاس جا کر ہمارے واسطے پہلے امان لے لے اور عہد وپیمان واثق کر کے چلا آ۔ تاکہ میں ان کے پاس جا کر مصالحت کی کوئی صورت پیدا کر سکوں اور کچھ مکر وفریب کر کے ان سب کو لے کر شہر میں داخل ہو جاؤں اور پھر وہاں پہنچ کر ان سے دوبارہ لڑ سکوں یا اگر ممکن ہوا تو کچھ تھوڑا بہت ان کے سردار کو مال دے دلا کر تمہارے اور تمام شہر والوں کے واسطے امان لے لوں گا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ مال کی خواہش

زبان سے آپ کا یہ ارشاد سن کر کہنے لگا۔ اس شام کو جس نے کبھی اہل فارس کے دانت کھٹے کر کے رکھ دیے تھے اور جس شام سے کبھی جرامقہ اور ترک بھی عاجز آ گئے تھے، واقعی تم نے آج اس شام کو پیروں سے روند کے رکھ دیا۔ ہمیں کبھی اس کا خیال تک بھی نہیں آتا تھا کہ ایسا بھی ہوگا۔ ہمارا یہ شہر ایک ایسا شہر تھا کہ شام میں اس کے برابر دوسرا کوئی شہر محفوظ اور مامون نہیں ہے۔ یہ اپنی پائداری اور مضبوطی کی وجہ سے آج تک بھی محصور نہیں ہوا تھا اور نہ اس کے باشندے کبھی کسی قوم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے کسی لڑائی میں مغلوب ہوئے تھے۔ اس شہر کی بنا حضرت سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) نے اپنے لئے ڈالی تھی اور اپنی سلطنت کا دارالسلطنت مقرر کر کے خزانہ عامرہ کے لئے اسی شہر کو منتخب کیا تھا۔ کاش! اگر ہم حد سے تجاوز نہ کر کے اس شہر سے تمہارے مقابلے کے لئے نہ نکلتے اور اس سے انحراف کر کے پہاڑ کی طرف نہ جاتے تو اگر تم سو برس تک بھی ہمارا محاصرہ رکھتے تو ہم کبھی بھی اس طرح ڈر کے تمہارے ساتھ مصالحت کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔ مگر خیر اب جو ہونا سو ہوا کیا تم اب ہمارے ساتھ مصالحت کر کے اپنی شرائط میں عدل و انصاف سے کام لے سکتے ہو کہ ہمارے اور آپ کے حق میں یہی بہتر ہے۔ مسیح (علیہ السلام) اور انجیل (مقدس) کی قسم اگر ہم نے اس شہر کے دروازے آپ کے واسطے کھول دیے تو تمام ملک شام میں کوئی قلعہ اور کوئی شہر پھر آپ کے لئے کٹھن اور مشکل نہیں رہے گا۔

مترجم کے ترجمہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں تمہارے ملک و املاک کا مالک بنا دیا۔ تمہارے اموال کو ہماری غنیمت کر دیا۔ تمہارے بادشاہوں کو ذلیل و خوار کر کے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ مگر تیرے نفس نے تجھے جھوٹے وعدے دے کر ایک بغیر نفس الامری اعتماد تیرے اندر بھر دیا جس کی وجہ سے تو بے فکر ہو کر نفس کے فریب میں آ گیا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے تیرے نفس کی بدیوں کا تجھے مزہ چکھا کر عزت و افتخار کے بدلے ذلت و احتقار کا سوہان روح طوق تیری گردن میں ڈال دیا۔ یاد رکھ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ لوگوں کو قتل اور ان سرداروں کو جو ہم سے مقابلے کا ارادہ رکھتے ہیں قید کر کے تمہارے شہر اور ان چیزوں کے جو اس میں ہیں مالک ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو ہم سے حرب و ضرب کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری صلح میں داخل نہیں ہوئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ یعنی طاقت و قوت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

مترجم سے ہرتیس آپ کا یہ کلام سن کر کہنے لگا مجھے اب اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ مسیح (علیہ السلام) اس شہر نیز شام کے دوسرے تمام شہروں پر بہت زیادہ خشمناک ہیں اور اسی واسطے تمہیں ادھر بھیج کر انہیں تمہاری ملکیت میں دے دیا ہے۔ میں نے لڑائی میں بہت زیادہ کوشش کی۔ تمہارے ساتھ مکر و فریب سے کام لیا۔ مگر تم ایک ایسی فاتح اور مسلط قوم ہو کہ تمہارے ساتھ کسی طرح کا حیلہ اور مکر و فریب نہیں چلتا اور نہ ہی میرے اس مکر و فریب نے کچھ کام دیا۔ لڑائی سے تم نہیں تھکتے نہ کسی طرح کی سستی اور ماندگی تمہارے اندر آتی ہے۔ میں نے تم سے صلح کی درخواست کی کوشش بسیار اس لئے نہیں کی کہ میں اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں یا وطن مالوف کی محبت مجھے اس پر برانگیختہ کر رہی ہے بلکہ میں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ کوشش بلیغ کے بعد محض اس وجہ سے دیا ہے کہ خدا کے بندوں اس کے شہر اور زمین کی بہتری اسی میں ہے کہ فساد نہ ہو اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو دوست نہیں رکھتے۔ اب میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ میں صلح پر آمادہ ہوں۔ کیا آپ بھی مجھ سے نیز شہر اور وہاں کے باشندے اور میرے ساتھیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں صلح کے عوض کیا دیا جائے گا؟

پاس ہے وہ اسی سردار کی بدولت ہے۔ اس نے صلح میں بہت زیادہ کوشش کی تھی اور حتی المقدور ہماری حمایت کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ نیز اپنا ہم قوم ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے مقربین میں سے بھی ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ ہم تیرے مطالبہ کو قبول کرتے ہیں منافع کا دسواں حصہ ہم تجھے دے دیا کریں گے۔ چنانچہ اس نے ایک عامل اپنی طرف سے ان کے اوپر مقرر کر دیا جو روزانہ منافع کا عشر ان سے وصول کر کے اسے دے دیا کرتا تھا۔ چالیس روز تک اس کا یہ عامل برابر وصول کرتا رہا۔

اس اثنا میں بریس کے پاس اس عشر کی بدولت ایک بہت بڑی رقم جمع ہو گئی تھی۔ اس نے یہ خیال کیا کہ اس وقت تجارت کے اندر جس قدر ترقی اہل بعلبک کو ہے اتنا انھیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ سوچ کر اس نے پھر باشندگان شہر کو اپنی کنیسہ میں جمع کیا اور کہا یا قوم! میں نے جس قدر مال صلح کی بابت خرچ کیا ہے وہ تمھیں بخوبی معلوم ہے۔ تجارت کے منافع کا عشر جو تم مجھے دے رہے ہو وہ مجھے کافی نہیں۔ البتہ اگر منافع کا چوتھائی مجھے دو تو مجھے امید ہے کہ جتنی رقم میں نے خرچ کی تھی وہ جلدی سے ہٹ کر میرے پاس آ جائے اور میں بھی ایک تمھارے جیسا فروشگار ہونے لگوں۔ قوم نے یہ سن کر انکار کر دیا۔ آدمیوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور تلواریں سونت سونت کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ بہت سے آدمی اس کے غلاموں کی طرف بڑھے اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ شور و فریاد کی آوازیں جب زیادہ بلند ہوئیں تو شہر سے باہر مسلمانوں تک جانے لگیں۔ مسلمان چونکہ اس واقعہ سے خالی الذہن تھے آوازیں سن کر ٹھہر گئے اور جمع ہو کر اپنے سردار حضرت رافع بن عبداللہ سہمی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کیا شہر کے اندر کی آوازیں اور چیخ و پکار آپ نے بھی سنی ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ہاں میں بھی سن رہا ہوں مگر کیا کر سکتا ہوں۔ ہمیں اندر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں معاہدہ ہی ہمارے ان کے مابین اسی بات پر ہے اور ہم زیادہ حق دار ہیں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ کے وعدہ کے ایفا کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

من اوفی بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما۔

ترجمہ: "جو شخص اس عہد کو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر مقرر کیا ہے پورا کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بہت جلد اجر عظیم دیں گے۔"

ہاں اگر وہ شہر سے باہر نکل کر ہمیں معاملہ کی اہمیت سے مطلع کریں اور ہم سے مدد چاہیں تو ہم ان کے معاملہ میں غور و فکر کر کے ان کی آپس میں صلح اور اتحاد کرا دیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے ابھی اپنا جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ شہر کے لوگ دوڑ دوڑ کے آپ کے پاس آنا شروع ہو گئے۔ جب تمام آدمی آ کے آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اپنا شروع سے آخر تک تمام قصہ یعنی پیسے جمع کر کے عشر مقرر کرنا پھر نقض عہد کر کے دوبارہ چوتھائی مانگنا وغیرہ سب بیان کر دیا اور کہا کہ ہم اللہ سے اور آپ سے اس بات کا انصاف چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں اسے ایسا کبھی نہیں کرنے دوں گا۔ انھوں نے کہا ہم تو اسے نیز اس کے تمام غلاموں کو قتل بھی کر دیا

کی تاریکی نے ہر طرف اپنا ڈیرہ جما رکھا تھا۔ مسلمانوں نے یہ معلوم کر کے کہ کوئی ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے اس کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر اس نے کہا میں مرعش کا ایلچی ہوں۔ میرے پاس یہ خط ہے جس کا میں جواب لینے کے لئے آیا ہوں۔ مسلمانوں نے اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے اس سے وہ خط لیا اور اس طرح پڑھنا شروع کیا۔

"یا معاشر العرب! ہم سمجھتے تھے کہ تمہارے پاس کچھ فکر کی عقل ہوگی جس سے حرب و ضرب تیز و تگ اور امور میں استقامت سے کر کام کرتے ہوتے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اس سے کورے ہو کیونکہ پہلے دن کی جنگ میں تو تم علیحدہ علیحدہ دروازوں پر متفرق ہو گئے جس سے ہم نے سمجھا کہ ان کی تفریق محاصرہ سے بھی زیادہ سخت اور مضار کی صعوبتوں سے بھی کرخت ہوگی۔ مگر جب اگلا دن ہوا تو تم خود لڑائی سے ہٹ گئے اور ان سب کمین کو جو دیواروں کے اوپر تلواروں کو مار مار کے انہیں کند کئے ڈالتے ہیں اور دوسرے ہتھیاروں کو توڑ توڑ کے نکمے کئے دیتے ہیں ہمارے مقابلہ پر بھیج دیا۔ افسوس! کہ تمہیں تلواریں بھی شہر پناہ کی دیواروں پر پڑ کر اسے توڑ کر صحیح و سالم رہ سکتی ہیں۔ اس سے لڑائی کے اندر تمہاری عقل کا خوب اندازہ ہو گیا کہ معرکہ کارزار میں اس سے کیا کام لیتے ہو؟ میں تمہیں اب ایک ایسا مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ جس میں ہم دونوں فریق کی فلاح اور بہبودی مضمر ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم ملک ہرقل کی طرف چلے جاؤ اور جس طرح اب تک تم نے ان ممالک کو جو تمہارے پس پشت ہیں فتح کیا ہے ان کے مفتوحات کو فتح کرو۔ فساد و خونریزی سے بچو۔ کیونکہ جو شخص نہیں کرتا ہے یہ اسی پر لوٹ کر پڑتی ہیں۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے تو ہم کل صبح شہر سے نکل کر تمہارے ساتھ لڑیں گے۔ پھر جو شخص حق پر ہوگا خداوند تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے۔"

حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس خط کو پڑھ کر مسلمانوں سے اس کے متعلق مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قبیلہ خثعم کا ایک معزز سردار جس کا نام عطاء بن عمرو تھا اور جو ایک سن رسیدہ بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم الہجرت[1] (یعنی پہلا مہاجر) اور صحیح الرائے شخص بھی تھے اور جو اپنے قبیلے کے آدمیوں کو دراہم کر کے ایک باقاعدہ فوج بنا کر انہیں اپنی قیادت میں لے آئے تھے اس وقت یہاں موجود تھے جس وقت انہوں نے یہ خط سنا تو یہ فوراً اچھل کے کھڑے ہوئے اور حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ سے کہنے لگے میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری ایک بات جس میں مسلمانوں کی بہبودی اور نفع مضمر ہے سن لیں۔ باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے مسلمانوں کی خیر و فلاح اور بہبودی کی بات کہنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کے لئے ناصح ہو کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے قریب آئے اور کہا یا امیر! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت کریں۔ اس مردود سے جس سے اب تک سابقہ پڑ رہا ہے وہ یہاں کا سردار زیادہ عیار اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ فتح قنسرین کی خبر اس وقت اسے ضرور پہنچی ہوگی اور اس نے اسی وقت یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کی جولانگاہ اب ہمارے شہر کے سوا کوئی دوسرا شہر نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچتے ہی اس نے غلہ چارہ رسد کا تمام سامان اور اسلحہ اپنے پاس اس قدر جمع کر لیا ہے کہ شہر والوں کو سالہا سال کے لئے کافی و وافی ہے ایسی صورت میں اگر ہم نے محاصرہ رکھا تو دمشق کی طرح اسے فتح کرنے میں ایک زمانہ چاہئے۔ اس لئے میری رائے

---

[1] قدیم الہجرت وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع زمانہ مبارک میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلے گئے تھے۔

میں یہ آتا ہے کہ آپ ان کے ساتھ ایک مکر کریں۔ اگر مکر و حیلے کے جال میں اس شکار کو آپ نے پھانس لیا اور ہمارا وہ پھندا ان کی گردن میں پوری طرح آ گیا تو ہم بہت ہی جلد انشاء اللہ تعالیٰ اس شہر کو فتح کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو! ایسا وہ کون سا حیلہ سوچا ہے؟

انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ ہم ان سے کھانے کے لئے غلے اور چارے کا مطالبہ کریں اور انہیں اس بات کی ضمانت دے دیں کہ ہم تمہارے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کی فتوحات تک لوٹ جائیں گے اور ان کی فتوحات کے بعد پھر تمہاری طرف آئیں گے۔ اتنے ان کا غلہ اور رسد قریب ختم کے پہنچ جائے گا، جمعیت متفرق ہو جائے گی اور یہ اپنی تجارت کے لئے دوسرے شہروں میں چلے جائیں گے۔ چونکہ میدان صاف ہوگا اس لئے ہم ان پر آسانی سے چھاپہ مار کر انہیں تاخت و تاراج کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو! واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے اور میں یہی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے توفیق اور مدد کی امید ہے۔ چنانچہ آپ نے دوات و کاغذ منگا کر حسب ذیل خط لکھنا شروع کیا:

حضرت ابو عبیدہؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد! میں نے تمہارا خط پڑھا، تمہاری تحریر میں اپنی اور تمہاری فلاح و بہبود دیکھی، ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ خدائے عزوجل کے کسی بندے پر ظلم روا رکھیں۔ ہمارے پاس اردو لشکر گھوڑے اونٹ بہت زیادہ ہیں اور اپنا ملک بہت دور۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہارے یہاں سے کوچ کر کے کہیں اور چلے جائیں تو پانچ روز کی زاد راہ (سامان رسد) ہمارے پاس بھیج دو۔ ہمارے سامنے ہر طرف راستہ کھلا ہوا ہے کسی طرف چلے جائیں گے اور جنگ بڑے بڑے قلعے اور سنگین دروازے نہیں فتح کر لیں گے تمہارے پاس نہیں آ سکیں گے یا اگر تم کہو تو ہم مدائن شام کی طرف چلے جائیں اور انہیں فتح کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں اگر تم نے ہمارے اس کہنے پر عمل کیا تو ہمیں امید ہے کہ اس میں آپ کی نیز ہماری دونوں کی فلاح مضمر ہوگی۔"

اس مکتوب کو آپ نے مظروف کر کے اپنی مہر ثبت کی اور اسی قاصد کو دے دیا۔ مرلیس نے جس وقت یہ مکتوب پڑھا اسی وقت اس نے امراء اور اپنے شہر کے رؤسا اور عمائدین کو جمع کر کے کہنے لگا کہ عرب تم سے غلہ اور رسد طلب کرتے ہیں تاکہ تمہارا محاصرہ اٹھا کر کسی دوسری طرف چلے جائیں۔ ان کی مثال درندے جیسی ہے کہ جب تک وہ اپنا شکار نہیں پا لیتا اس جگہ سے نہیں ٹلتا۔ انہیں تمہارے شہر میں آ کر بھوک لگی ہے۔ جس وقت ہم ان کا پیٹ بھر دیں گے تو یہ یہاں سے چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا سردار! ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ کہیں غلہ اور چارہ لے کر بھی یہاں سے نہ ٹلیں۔ اس نے کہا میں ان سے تمہارے حق میں اس بات کا عہد اور میثاق لے لوں گا کہ جس وقت تم انہیں کہو اسی وقت وہ یہاں سے کوچ کر جائیں۔ انہوں نے کہا جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے کیجئے اور ہمارے اور اپنے لئے اچھی طرح مواثق لے لیجئے۔

کہتے ہیں کہ مرلیس نے اس کے بعد پادریوں اور راہبوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس جا کر عہد و پیمان

تمہارا کیا معاملہ رہا۔ اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جو کچھ خداوند تعالیٰ کو منظور ہوگا ہو رہے گا۔ آپ نے فرمایا ہم بادشاہ ہرقل ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ اگرچہ آدمی کافی ہیں۔ مگر مال واسباب اس قدر ہے کہ اس کی بار برداری میں ہمیں دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جس وقت تک ہم لوٹ کے نہ آئیں اسے اس وقت تک تمہارے پاس رکھ دیں تاکہ ہمارے پاس سے بوجھ ہلکا ہو جائے۔ اہل رستن یہ سن کر اپنے سردار کے پاس جس کا نام بطیاس تھا آئے اور اس سے یہ بیان کیا۔ اس نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں تھا۔ بادشاہ دوسرے بادشاہوں کے پاس ہمیشہ سے اپنی امانتیں رکھتے چلے آئے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ جس وقت آپ کو جو کام ہو ہم اس کے بجالانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اسی طرح آپ جب تک بادشاہ سے آپ کا کچھ فیصلہ ہو ہمارے پاس امانت رکھیں۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

فتح رستن

ثابت بن علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی فوج میں حمص سے پڑاؤ کے اندر میں بھی موجود تھا۔ جس وقت آپ نے یہاں سے کوچ کر کے رستن پر جولانی کی اور خیمے نصب کئے تو آپ نے صائب اور صاحب الرائے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مشورہ دینے کے لئے طلب کیا اور فرمایا کہ یہ شہر نہایت مضبوط اور قلعہ بند ہے۔ بغیر کسی حیلہ اور مکر کے اس کا فتح ہونا بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے بیس آدمیوں کو بیس صندوقوں میں جن میں اندر کی طرف قفل لگے ہوں بند کر کے ان کی کنجیاں تمہیں دے دوں۔ جس وقت تم شہر میں پہنچ جاؤ تو اللہ کا نام لے کر شہر والے مشرکوں پر ایک دم ٹوٹ پڑو۔ پھر تمہاری مدد و اعانت کر دی جائے گی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا اگر آپ کا یہی ارادہ ہے تو قفل باہر ہونے چاہئیں۔ (تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ ہو۔ مترجم) اور نکلنے کے لئے صندوقوں کی تلی میں اس قسم کی چٹخنی یا (زرا کی یا چھپکا یا کنڈا اور زنجیر) لگا دی جائے کہ جو انہیں کھلنے میں روک نہ سکے۔ اس ترکیب سے جس وقت ہمارے آدمی دشمن کے قلعے میں پہنچ جائیں تو تمام کے تمام ایک ساتھ ہی نکل پڑیں اور نعرہ تکبیر بلند کریں۔ تکبیر کے نعروں پر ان کی اعانت موقوف ہوگی۔ جس وقت یہ نعرے بلند کریں گے۔ ان کی اعانت کیلئے فوج روانہ کر دی جائے گی۔ آپ نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ترکیب ہے۔ اس کے بعد آپ نے رومیوں کے طرز کے صندوق منگا کر ان کے نیچے کے تختوں کو توڑ کے ان میں چٹخنی لگوا دیں اور جب یہ مکمل ہو گئے تو ان میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے حسب ذیل حضرات تھے۔

ضرار بن ازور۔ مسیب بن نجبۃ الفزاری۔ ذوالکلاع حمیری۔ عمرو بن معدیکرب زبیدی۔ مرقال بن ہاشم بن عتبہ۔ قیس بن ہبیرہ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ۔ عبدالرحمن بن مالک اشتر۔ عوف بن سلمہ۔ عامر بن کاہل فزاری۔ مازن بن عامر۔ ربیعہ بن عامر۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ عتبہ بن عاص۔ سعید بن حلف۔ دارم بن فیاض حمصی۔ سلمہ بن حبیب۔ ذریع بن حرملہ۔ نوفل بن عقیل۔ جندب بن سیف اور عبداللہ بن جعفر طیارؓ کہ جنہیں آپ نے ان سب حضرات پر سردار مقرر فرمایا تھا۔ ان تمام صندوقوں کو رومیوں

۱؎ باقی کی ذکر کا ترجمہ ہے۔ یعنی جس میں کسی کی شے اندر پڑی جائے۔ صندوق میں کھٹکی کی اس طرح ہو سکتے ہیں اس لئے یہی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے بہتر کوئی ذہن میں نہیں آیا۔

سے مع اپنے اہل و عیال کے سیدھا حمص کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر فتح دمشق کی خبر دی۔ اہل حمص یہ خبریں کر بہت سٹ پٹائے اور انہیں سخت ناگوار گزرا اور یہ سمجھ گئے کہ اہل عرب بیخ شام میں اب یہاں آ کر تاخت و تاراج کیا ہی چاہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس فتح دمشق کی اطلاع بھیجی۔ آپ نے سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور یمن کے ایک ہزار سپاہیوں پر حضرت بلال بن مرہ یشکری کو امیر لشکر مقرر کر کے دمشق کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا۔

لشکر اسلام کی حماۃ کی طرف روانگی

دمشق پر جس وقت بلال بن مرہ یشکری اور ان کے بہادروں کا پوری طرح تسلط ہو گیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں آ ملے اور مسلمانوں کا یہ اولوالعزم لشکر حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اہل حماۃ و نیز اہل شیرز جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی صلح میں داخل تھے مگر اہل شیرز کے جس سردار نے مسلمانوں سے صلح کی تھی اس کا انتقال ہو چکا تھا اور ہرقل بادشاہ نے اس کے بجائے ایک سرکش اور ظالم سردار کو جس کا نام نکس تھا مامور کر کے یہاں بھیج دیا تھا اس نے اس صلح کو فسخ کر دیا اور اہل شیرز کو اپنے پنجہ ظلم میں گرفتار کر کے انہیں کافی مزہ چکھا دیا۔ یہ مقدمات حق میں رشوتیں لیتا۔ مال چھینتا اور دور دور کھانے پینے کی چیزوں کے خوب عطیات قبول کیا کرتا تھا۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو راستہ میں نقض صلح کی خبر پہنچی تو آپ نے سواروں کا ایک دستہ ان کی طرف بھیج دیا تا کہ ان سے پہلے وہاں پہنچ کر تاخت و تاراج کر دے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر ان کے شہر کو لوٹنا شروع کر دیا جس سے شیرز والوں میں ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا۔ سردار نکس ان کی شور و فریاد اور آہ و فغاں سن کر اپنے قلعہ سے باہر نکلا۔ رؤسا اور معززین شہر کو جمع کیا اور ان کے وسط میں بیٹھ کر کہنے لگا باشندگان شیرز! تم جانتے ہو کہ ملک ہرقل نے مجھے تمہاری حفاظت نیز شہر اور تمہارے مال و اموال اور بال بچوں کی نگہداشت کے لئے تم پر مامور کیا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت و حمایت کے فرض کو بجالاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا اور ہتھیار تقسیم کر کے لڑائی کا حکم دے دیا۔

رومی اس تقسیم میں تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف کے یہاں پہنچ گئے اور ان کے مقابلے میں چھاؤنیاں ڈال دیں۔ آپ کے بعد حضرت یزید بن ابوسفیانؓ اپنی جماعت کے ساتھ آئے اور ان کے بعد سردار لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی اپنے تمام لشکر کے ہمراہ تشریف لائے۔ اہل شیرز مسلمانوں کا یہ انبوہ لشکر دیکھ کر سہم گئے۔ عقلیں جاتی رہیں۔ آنکھیں چندھیا گئیں اور مبہوت زدہ ہو کر رہ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اہل شیرز کے نام ایک یادداشت حسب ذیل الفاظ میں روانہ کی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب اہل شیرز کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد۔ باشندگان شیرز۔ تمہارا قلعہ حلب اور دمشق کے قلعوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہے اور نہ تمہاری فوج ان کی

فوجوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اس لئے میرا یہ مکتوب پڑھتے ہی تم میری اطاعت کر کے ہماری قیادت میں داخل ہو جاؤ اور مخالفت نہ کرو ورنہ مخالفت کی صورت میں تم پر ذلت نازل ہوگی۔ ہمارا عدل اور حسن سیرت تمہیں معلوم ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ممالک شام کے ان لوگوں کی طرح جو ہماری صلح میں داخل ہو کر ہماری اطاعت کر چکے ہیں تم بھی داخل ہو جاؤ"۔ والسلام

یہ یادداشت ایک معاہدی شخص لے کر ان کے پاس گیا۔ یہ اسے لے کر سردار لکس کے پاس پہنچا اس نے اسے پڑھا اور اچھی طرح اس کا مطلب سمجھ کے اہل شیرز کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ اہل عرب اپنے قول میں نہایت سچے ہیں۔ ہمارا قلعہ، حلب، انطاکیہ، دمشق اور بصریٰ کے قلعوں سے زیادہ مستحکم اور مضبوط نہیں ہے اور اسی طرح آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل حمص کتنے بہادر، جری اور شجیع واقع ہوئے ہیں مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے۔ ایسے ہی فلسطین، ان کا شہر اور باشندگان اردن اور ان کا قلعہ ہے مگر ان کی بھی ان کے سامنے کچھ نہ چلی۔ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے اہل شیرز ان کو کیا روک سکتے ہیں اور پھر جب کہ ان کا قلعہ بھی نسبتاً کمزور واقع ہوا ہے۔ اب اگر آپ صلح کی بات چیت کے متعلق انکار کریں گے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ ہمیں دانستہ ہلاکت کے دہکتے ہوئے الاؤ میں دھکا دینا چاہتے ہیں۔ لکس یہ سنتے ہی غصہ کی آگ میں جل گیا۔ اہل شیرز کو گالیاں دیں اور اپنے غلاموں کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اہل شیرز بھی یہ دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور ننگی تلواریں لے کر اس کے غلاموں پر پل پڑے۔ فریقین میں جنگ و جدل قائم ہو گیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں دعا کی الٰہی! انہیں آپس کی جنگ میں ہلاک کر دے۔ دیر تک یہ لڑائی جاری رہی۔ آخر اہل شیرز غالب آ گئے اور انہوں نے اپنے سردار کو مع اس کے غلاموں کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

فتح شیرز

اس کے بعد ان میں سے چند آدمی غیر مسلح ہو کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح" کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے حاضر ہو کر اول آپ کو سلام کیا اور پھر اس طرح عرض کرنے لگے ایہا الامیر! ہم نے آپ حضرات کی محبت میں اپنے سردار کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوند جل وعلیٰ تمہارے چہروں کو روشن اور تمہارے رزقوں میں برکت عنایت کرے۔ آپ لوگوں نے ہمیں حرب و ضرب کی آفات سے نجات دے دی۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ان کی حسن و اطاعت، آپ لوگوں کی محبت میں اپنے سردار کو قتل، نیز ان کا ہماری اطاعت و قیادت میں داخل ہو جانا آپ حضرات نے دیکھ ہی لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قوم کے ساتھ حسن مراعات کر کے ان پر انعام و اکرام کا دروازہ کھول دوں۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ آپ کی رائے میں جو آئے کیجئے۔ واقعی اگر ان کے ساتھ اعانت کی گئی تو دوسرے ممالک اور شہروں کو بھی باری تعالیٰ انشاء اللہ العزیز جلد فتح کر دیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ اہل شیرز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ میں تم پر کسی طرح کا جبر و اکراہ روا رکھنا نہیں چاہتا۔ جو شخص خوشی سے ہمارے دین میں داخل ہونا چاہے اس کے لئے وہی حقوق ہیں جو ہمارے واسطے اور ان

اور فرمایا: یا مسلمانو! شیرز کی فتح ہمارے لئے ایک مبارک فال ہے۔ اس کے بعد آپ نے ترجمان کو بلا کر حکم دیا کہ اس پادری سے نافرمان رومی کتے ہرقل کے متعلق سوال کرے کہ آیا اس نے کچھ جمعیت جمع کی ہے یا نہیں؟ ترجمان کے جواب میں پادری نے بیان کیا کہ ملک ہرقل کو دمشق، بعلبک اور جوسیہ کے فتح ہو جانے کی خبر پہنچ چکی ہے مگر ابھی یہ اطلاع نہیں ملی کہ حمص کے اوپر بھی دھاوا ہو چکا ہے اور اسی لاعلمی کی وجہ سے اس نے مجھے یہ ہدیے دے کر والی حمص کی طرف روانہ کیا تھا اور یادداشت میں یہ اطلاع دی تھی کہ میں عنقریب تمہاری مدد کے لئے لشکر تیار کر کے روانہ کر رہا ہوں۔ تم عربوں سے کسی طرح جنگ میں پیچھے نہ ہٹنا۔ ملک ہرقل نے تمام ان لوگوں سے جو صلیب کے پرستار ہیں اور انجیل کے پیروکار، مدد اور کمک طلب کی ہے اور ہر تثلیث کے بندے نے جیسا اس مقالیہ۔ انگلستان۔ ارمینیہ۔ روتیس، انطاکیہ، کرک (کرج) یونان، حلب، عزازی (غرنہ یا غزنین) روسہ (روسہ انگیری) اور ہر حامل صلیب نے اس پر لبیک کہہ کے آمادگی ظاہر کی ہے اور وہ وقت بہت قریب ہے جب ہر طرف سے فوجیں امڈ امڈ کے ٹڈی دل کی طرح ہرقل کے پاس جمع ہو جائیں گی۔ آپ ترجمان سے یہ الفاظ سن کے زیادہ خوش ہوئے اور اس پادری پر اسلام پیش کیا۔ اس نے ترجمان سے کہا کہ تم اپنے سردار سے یوں کہو کہ میں نے نبی کو رات خواب میں دیکھا تھا۔ میں رات ہی ان کے ہاتھ پر اسلام لا چکا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان شخصوں سے جو اس کے ساتھ تھے اسلام لانے کو کہا اور جس وقت انہوں نے انکار کر دیا تو ان کی گردنیں مار دی گئیں۔

اس کام سے فارغ ہو کر آپ نے حمص کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک دستہ بطور مقدمۃ الجیش کے آپ کے آگے آگے جا رہا تھا۔ جس وقت یہ دستہ شہر کے قریب پہنچا تو اہل حمص عربوں کے آنے سے اس وقت تک بے خبر تھے۔ انہوں نے پہنچتے ہی غارت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ رومی شہر کی طرف لوٹے اور یہ کہتے ہوئے کہ مسیح کی قسم! عربوں نے بدعہدی کی۔ دروازے بند کر لئے۔ مسلمانوں کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اس نے حمص کو چاروں طرف سے گھیر کے اس کی رسد بند کر دی اور چاروں طرف اس کے گرد ڈیرے ڈال دیئے۔ حمص کے اکثر آدمی اس وقت تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بعض رسد کے سامان اور بعض متفرق کاموں کے واسطے دور دراز نکلے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے غلاموں کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ متفرق راستوں، عام شاہراہوں اور چھپی ہوئی گھاٹیوں میں مامور ہیں اور ہر وہ شخص جو غلہ یا مال تجارت حمص کی طرف لے کر لوٹتا ہو اس کو گرفتار کر کے میرے پاس فوراً لے آئیں۔ غلاموں نے اسی طرح کرنا شروع کیا۔ مرقیس والی حمص پر یہ بات نہایت شاق گزری اور اس نے ایک مکتوب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام روانہ کیا جس میں اس نے تحریر کیا تھا کہ:

اما بعد۔ یا معاشر العرب! ہمیں تمہاری اس غداری اور بدعہدی کی خبر نہیں تھی تم نے سامان رسد پر صلح کی تھی ہم نے اسے بھیج دیا۔ بیع و شراء کی خواہش کی تھی اسے منظور کر لیا۔ پھر نہ معلوم کس لئے نقض عہد کر اور دیا گیا"۔

آپ نے اس کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا:

"جن راہبوں اور پادریوں کو تو نے معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا تھا انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ میں نے جن دفعات پر ان سے معاہدہ کیا تھا انہیں یاد دلاؤں اور وہ تجھے جا کر بتلا دیں کہ ہم نے بدعہدی اور نقض عہد نہیں کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم سے کبھی ایسا ہوگا"۔

ہرقلیس نے اسے پڑھ کر رہبان اور پادریوں کو جمع کیا اور باب حمص کھول کر انہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ انہوں نے پہنچ کر آپ کو سلام کیا اور سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ یاد نہیں ہے کہ میں نے تم سے اس بات پر حلف اور عہد کیا تھا کہ میں تمہارے یہاں سے چلا جاؤں گا تاوقتیکہ شام کے کسی شہر کو خواہ وہ پہاڑی علاقہ میں ہو یا سنگی (غیر پہاڑی) فتح نہ کر لوں اور اس وقت تک ادھر کا رخ نہیں کرنے کا۔ نیز فتح کے بعد مجھے یہ بھی اختیار ہو گا کہ میں تمہاری ہی طرف آ جاؤں یا کسی اور طرف چلا جاؤں۔ انہوں نے کہا سچ ہے کہ ہم اسی پر صلح ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے ہاتھ سے شیزر اور رستن بہت تھوڑے سے وقت میں فتح کر دیئے اور شکست میں ان کے سردار وغیرہ کا مال ہمیں اس قدر عطا فرمایا کہ اس تھوڑی سی مدت میں ہمیں اس کی امید نہیں تھی۔ اس لئے نہ اب تم سے ہمارا عہد ہے اور نہ صلح۔ ہاں اگر از سر نو صلح کر کے ہماری ذمہ داری اور امان میں آنے چاہتے ہو تو دوسری بات ہے۔

انہوں نے کہا یا امیر! آپ نے سچ فرمایا آپ کی کوئی خطا نہیں ہے۔ آپ نے اپنی ذمہ داری اور عہد کو پورا کر دیا۔ شیزر اور رستن کی فتح کی خبر کہ آپ حضرات نے انہیں فتح کر لیا ہے ہمیں پہنچ گئی تھی۔ خط اور عہد بھاری ہی ہوئی کہ ہم نے پھر توثیق و تصدیق نہ کرائی۔ اب تمام کام کی باگ ڈور ہمارے سردار کے ہاتھ میں ہے اس کے دل میں جس طرح آئے کرے۔ ہم اسے جا کر یہ تمام باتیں بتلائے دیتے ہیں۔ اس کے بعد رہبان اور پادری لوٹ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے اپنے سپہ سالاروں، نوجوانوں اور حرب کے مشتاقوں کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم لڑائی کے کیل کانٹے سے لیس ہو جاؤ اور ہتھیاروں کو سنبھال لو۔ ان لوگوں کے پاس نہ سامان خوراک ہے اور نہ کوئی کمک جو لڑائی کے وقت ان کی مدد کر سکے۔ تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ کر کے اسی سے استعانت طلب کر کے میدان عمل میں اتر آؤ۔ مسلمانوں نے یہ سن کر ہتھیار لگائے۔ نیزے سنبھالے اور شہر پناہ نیز حمص کے دروازوں کی طرف دوڑ پڑے۔

ادھر اہل حمص اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ان عربوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے میں ہمیں لڑنا چاہئے اور ان کے مقابلہ میں کسی طرح کا ضعف نہ دکھانا چاہئے۔ انہوں نے کہا ہمارے شہر میں اتنا سامان خورد و نوش نہیں ہے جو لڑائی کے وقت رسد وغیرہ کے کام آ سکے۔ ان عربوں نے پہلے ہی صلح کے متعلق اس کی قید لگا دی تھی کہ ہمیں پانچ روز کی خوراک دے دی جائے اور ہم نے جمع کر کے ان کے حوالے کر دی تھی۔ ہمیں ان کے اس حیلے اور مکر و فریب کی خبر نہیں تھی کہ سامان رسد سے ہمیں خالی ہاتھ کر کے پھر ہم پر چڑھائی کر دی جائے گی۔

اس نے کہا اپنے دشمن سے اتنی عاجزی تمہارے شایان شان نہیں ہے اور پھر جب کہ ابھی تک تم میں سے کوئی قتل ہوا ہے اور نہ کسی کو زخم تک پہنچا ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی دوسری مصیبت آئی ہے۔ فاقوں سے تم ابھی نہیں مرے۔ ایک وقت کا فاقہ تک نہیں ہوا اور تم پر دھوکے سے چڑھ آئے ہیں۔ اگر شہر پناہ میں داخل ہونا چاہیں تو چونکہ شہر پناہ کی دیوار پر تھوڑے آدمی بھی نیچے والوں کو کافی ہوتے ہیں۔ اس لئے تم بھی انہیں یہاں داخل نہیں ہونے دے سکتے۔ پھر گھبراہٹ کس بات کی ہے۔ میرے مکان میں اس قدر سامان رسد مہیا اور جمع ہے کہ اگر لڑائی نے طول بھی کھینچ لیا تو تمہیں مدت دراز تک کافی ہو گا۔ نیز علاوہ اس کے ہرقل بادشاہ بھی تمہاری طرف سے کسی طرح غافل نہیں ہو سکتا۔ اسے بہت جلدی تمہاری خبر پہنچ جائے گی اور وہ فوراً سنتے ہی تمہاری مدد کے لئے لشکر روانہ کر دے گا۔

حمص میں مسلمانوں کی شکست

مسلمان یہ دیکھ کر ان کی طرف بڑھے اور آناً فاناً میں انھیں ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف سے گھیر کر ایک سخت حملہ کر دیا۔ مگر رومی اس وقت پتھروں کی مانند پہاڑوں کی چٹانیں تھیں جو کسی طرح ہلائے نہیں ہلتی تھیں۔ انھیں اس وقت تک نہ کسی مصیبت کا خیال تھا اور نہ آنے والی بلا کا فکر۔ مسلمانوں کے حملہ کرتے ہی رومیوں نے اپنی قوم کو للکارا اور چیخ چیخ کر انھیں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے ابھارا۔ یہ سن کر رومی بڑھے اور مسلمانوں پر ایک دم آ گرے۔ پیدل فوج نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ رومی سواروں نے نیزے اور تلواروں سے کام لیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اس قدر زور کا گھمسان پڑا کہ آخر مسلمانوں کو رجعت قہقری کر کے پیچھے ہٹنا پڑا۔

سپہ سالار افواج اسلامیہ جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جب مسلمانوں کا قتل ان کا زخمی ہونا اور ہزیمت ہوتے دیکھی تو ایک مرتبہ تھا جو شاق نہ گزرتا آپ کو سخت صدمہ ہوا اور ایک دردبھری آواز میں چیخ چیخ کر پکارنا شروع کیا۔ حاملانِ قرآن! دشمن کی طرف لوٹو لوٹو اور میرے ساتھ ہو کر انھیں خدا تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت عنایت فرمائے۔ میں نے … ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ یہ بھی اور دنوں جیسا ایک دن ہے۔ مسلمان یہ سن کر دشمن کی طرف پلٹے اور ایک غضب ناک حملہ کر کے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فوج کی ایک جماعت لے کر آگے بڑھے اور نیزوں کے ساتھ دھکیلنا اور تلواروں کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا۔ ان کے مقابلے میں جو بھی تھے کٹ کٹ کر گرنے لگے اور ایک پل میں کھڑے ہوئے کھیت کی طرح گاجر اور مولی ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں نے تلواریں ہاتھ میں لیں اور دشمنوں پر بڑھتے چلے گئے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی نے قبیلہ عبس کے ایک دستہ کو لے کر تکبیر و تہلیل کے نعرے لگاتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے اور ایک ایسا دھکا دیا کہ دشمن ہٹتا ہٹتا شہر پناہ تک ہٹتا چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر رومیوں نے اپنی زبان میں کچھ بڑبڑانا شروع کیا جس کے سنتے ہی رومی ٹڈی دل کی طرح پھر امنڈ آئے اور مسلمانوں پر اس بری طرح سے ٹوٹے کہ انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سوار ان کے مقابلے پر ہوئے۔ پیدل فوج نے تیروں سے زخمی کرنا شروع کیے۔ ڈھالوں اور زرہوں کے اندر بدنوں کو چھپایا اور باقی تو بس اپنے اپنے حربے ہلاتے ہوئے سر پھوڑنے کو تیار ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور رومی سردار کی جنگ

حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس لڑائی میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حکم کے موافق نشان لیے ہوئے تھے اور جن کی ماتحتی اور کمان میں آج کی جنگ ہو رہی تھی۔ یہ دیکھ کر نشان کو حرکت دیتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنے ہمراہیوں کو بلند آواز سے فرمایا خداوند جل و علا تمہارے اندر برکت کرے۔ دشمن پر سختی اور شدت کے ساتھ حملہ کرو۔ خدا کی قسم! یہ آج دین و دنیا دونوں میں غنیمت ہے۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے اور آپ نے اپنے جانبازوں کو … شروع کیا ہی تھا کہ اچانک رومیوں کا ایک بڑا سردار جو ایک نہایت عمدہ … چڑھے ہوئے تھے شیر کی طرح غراتا ہوا آپ کی طرف بڑھا اور پورے جوش و خروش کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی سنبھلے اور … ایک تلوار اس زور سے ماری کہ دشمن کی خود پر پڑ کر اس کا … دور جا گرا اور

شہادتوں کا یقین کر لیا۔

عکرمہ بن ابو جہلؓ کی شہادت

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حمص کی لڑائی میں سب سے زیادہ لڑنے اور قوت پنجہ دکھلانے والے بنی مخزوم تھے۔ خصوصاً حضرت عکرمہ بن ابو جہلؓ کہ آپ بڑھ بڑھ کر لڑائی میں قدم رکھتے تھے اور تیروں کی بوچھاڑ میں سینہ سپر ہو کر اپنی بہادری کے جوہر دکھلا رہے تھے حتیٰ کہ ان سے کہا گیا کہ خدا کے لئے اپنی جوانی پر رحم کیجئے اور اس طرح بے دھڑک دشمنوں میں نہ گھسے چلے جائیے۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا دوستو! میں جب اصنام (بتوں) کی طرف سے اسی طرح لڑا کرتا تھا تو آج ملک العلام کی اطاعت میں کیوں نہ اسی طرح لڑوں اور پھر جنت میں اپنے سامنے ایسی حوروں کو اپنا مشتاق دیکھ رہا ہوں کہ اگر ان میں سے دنیا والوں پر کوئی اپنی ایک ساعد اس میں کھول دے تو اہل دنیا شمس و قمر سے بے نیاز ہو جائیں۔ پھر میں ان میں سے ایک حور کو اس شان سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ریشمی دستار اور زرد جواہر کا سہرا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم ہمارے ملنے کے لئے جلدی سے کام لو۔ ہمارے رسول اکرم ﷺ نے ہم سے بالکل سچا وعدہ کیا تھا اس کے بعد آپ نے حسب ذیل شعر پڑھنے شروع کئے۔

"(ترجمہ اشعار) میں نے حوروں کو دیکھا کہ وہ اپنے دامن کھینچ رہی ہیں اور حوران کے حسن سے چمک رہا ہے۔ جو شخص ان کے لباس کو دیکھے گا وہ یاد کیا کرے گا۔ اے رب کریم آپ مجھے ان کے دیدار سے محروم نہ کیجئے"۔

یہ شعر آپ نے پڑھ کر گھوڑے کو پھر حرکت دی اور مشرکین میں گھستے چلے گئے۔ آپ بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے کہ رومیوں نے ان کے حسن صبر اور لڑائی کے فنون دیکھ کر تعجب کرنا شروع کیا۔ ایک بطریق آپ کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور اس کے پاس ایک چمکتا ہوا تیز آلہ تھا اسے حرکت دی اور زور سے آپ کے مارا کہ آپ کا قلب چیرتا ہوا پشت کی طرف نکل گیا۔ آپ گھوڑے سے نیچے گرے اور آپ کی روح پاکیزہ جنت کی طرف چلی گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مترجم)

حضرت خالد بن ولیدؓ چچا زاد بھائی (تیسرے بھائی) کا یہ حال دیکھ کر آپ کی طرف دوڑے۔ نعش کے سرہانے کھڑے ہو کر روئے اور فرمایا کاش! حضرت عمرؓ میرے چچا کے بیٹے کو خاک و خون میں لوٹتا دیکھتے تاکہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ جس وقت ہم دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہم ان کی تلواروں پر کس جانبازی کے ساتھ سوار ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنگ اسی ہولناک منظر کو پیش کرتی رہی تھی کہ رات کی تاریکی نے مقتولوں کی نعشوں کو چھپانے کے لئے اپنا سیاہ پردہ ڈالنا شروع کیا۔ رومی شہر کی طرف لوٹے اور انہوں نے دروازے بند کر کے شہر پناہ کی دیواروں سے حفاظتی کام شروع کر دیا۔ مسلمان اپنے ڈیرے خیموں کی طرف پلٹے اور تمام رات پہرہ دے کر رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو بارگاہ خداوندی کی حاضری دے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشر المسلمین! اگر اس قوم نے تمہیں روک دیا تو کیا حرج ہے؟ اگر کیوں ڈر دیتے ہو ہزیمت اگر ہوئی تو کیا ڈر ہے کیوں ان سے خوف کھایا۔ اللہ جل و علا نے تمہاری پوری پوری حفاظت اور کامل حمایت فرمائیں گے۔ اگر تمہاری یہی تمنا ہے کہ رومی شہر کے باہر تمہارے قبضہ میں آ جائیں تو (انشاء اللہ العزیز) ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیشہ ان کے سرداروں پر تمہیں مظفر و منصور فرمایا اور ان کے قلعوں اور شہر پناہوں کو ایک دم میں تمہارے

ہوئے مسلمانوں کے تعاقب میں بڑھتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ جس وقت رومی اسطرح پوری طرح میدان میں نکل آئے تو سپہ سالار اعظم جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بلند آواز سے فرمایا۔ بہادرو! پھاڑنے والے درندوں اور مار مار کر گرا دینے والے عقابوں کی طرح پلٹ پڑو۔ مسلمان یہ سنتے ہی ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح پلٹے اور بپھرے ہوئے شیروں کی طرح غراتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ مرقس اور اس کی جمعیت کو گھیر کر چاروں طرف سے ایک مستدیر حلقہ میں آنکھ کی سیاہی کی طرح لے لیا۔ رومی ان کے وسط میں اژدر پر سفیدی یا سیاہ بیل کے سفید تل کی طرح نظر آنے لگے۔ رومیوں نے کمانوں پر چلے چڑھائے۔ مسلمانوں نے نیزے ہاتھ میں لئے اور انہیں سنبھال کر کرگسوں کی طرح منڈلاتے ہوئے شیر ببر کی مانند ان کی طرف جھپٹے اور دائیں بائیں نیزوں کے ہاتھ دکھلا دکھلا کے ان کی جمعیت کو توڑ کے پھینک دیا۔

عطیہ بن قیس زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ رومی ہمارے اس طرح پلٹنے اور میدان میں جم کر لڑنے سے ہماری طرف بڑھے اور حملہ کر دیا۔ لڑائی کا بازار اب پوری طرح سے گرم ہو گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت ایک سرنگ گھوڑے پر سوار تھے اور مسلح جوشن[1] جو فتح بعلبک کے وقت والی بعلبک نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا پہنے ہوئے سرخ عمامہ جو آپ لڑائی میں ہمیشہ لگایا کرتے تھے لگائے ہوئے وسط لشکر سے آگے بڑھے۔ آپ جوش و خروش میں مست ہاتھی کی طرح جھومتے اور بپھرے ہوئے شیر کی مانند ڈکارتے ہوئے میدان میں آئے۔ تلوار سونت کر ہاتھ میں لی اور میان سے کھینچ کر حرکت دی۔ یہ بجلی کی طرح چمکی اور برق کی مانند دمکی۔ شعلے اڑ اڑ کر خرمن ہستی کو جلانے لگے اور رومی اس کی آتش فشانی کو دیکھ دیکھ کر مرنے سے پہلے دم توڑنے لگے۔ آپ نے قہر بانی آواز سے للکار کر فرمایا۔ جس شخص نے اپنی تلوار ننگی کر لی ارادے کو مضبوط بنا لیا اور دشمنوں کے قتل میں پوری مستعدی سے کام لیا رحمن و رحیم اس پر رحم فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نیزے کو بڑھایا اور اسے راست کر کے یہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگے:

(ترجمہ اشعار) آج کا دن حملہ اور جوش و خروش کا دن ہے، جانوں کے مارنے اور روحوں کے کھینچنے کا دن ہے، میں بڑا بہادر دلیر ہوں۔ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں میں آزمائش کی تھی۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے تلواریں سونت لیں اور رومیوں پر اس طرح جا پڑے جیسے شکار پر پرندے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے زور سے ایک آواز دی اور فرمایا معاشر العرب! اپنے دین، مذہب، اولاد اور حرموں کے لئے خوب جانبازی سے لڑو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے سامنے ہیں، آپ کو دیکھ رہے ہیں اور آپ کے دشمنوں پر آپ کو ضرور فتح دیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ سو سواروں کا ایک دستہ لے کر مال و اسباب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان رومیوں پر جو انہیں لوٹنے میں مشغول تھے ٹوٹ پڑے۔ رومی اس میں اس قدر منہمک تھے کہ جب انہیں نیزوں کی نوکوں نے چاروں طرف سے آگ کے شعلوں کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا تو انہیں معلوم ہو سکا کہ دشمن ہم پر آ گرا۔ ادھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا جوانان عرب! ایسا نہ ہو کہ رومیوں کا کوئی آدمی ہمارا مال و اسباب لے کر شہر میں گھس جائے۔ پہلے دروازوں پر قبضہ کر لو۔ یہ سنتے ہی کچھ مسلمان دروازوں کی طرف دوڑے۔ رومیوں نے جو مسلمانوں کا مال و اسباب اٹھائے ہوئے تھے، یہ

[1] جوشن لڑائی کے وقت کا ایک لباس ہے زرہ سے علیحدہ۔ کیونکہ زرہ دراصل حلقوں سے بنتی ہے اور جوشن حلقوں اور لوہے کے تاروں سے بنتا ہے۔ ۱۲ منہ

حال دیکھا تو مال و اسباب پھینک کر لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہاں بھی ہنگامہ قتل برپا ہو گیا مگر رومی تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ پڑے۔

فتح حمص

مصعب بن محمد بن سیف فزاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ واقعہ یرموک کے پانچ ہزار سپاہیوں میں سے ایک ہزار بھاگ کر حمص پہنچے۔ زیادہ سے زیادہ سو آدمی اس کے بچ کر بھاگے ہوں گے کہ ہم نے دروازوں تک ان کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ اب ان پر سخت مصیبت نازل ہو رہی تھی اور پوری طرح کٹ کٹ کر مر رہے تھے۔ شہر میں چونکہ عوام وغیرہ کے لوگ تھے اور یہاں کے عوام الناس دروازوں سے باہر نکل آئے تھے۔ دین نے ان پر سخت مصیبت کا یہ رنگ دکھا رکھا تھا۔ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فتح حمص کے روز میں بھی موجود تھا۔ میں سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہو رہا تھا کہ کشتگان کی تعداد معلوم کر سکوں۔ میں نے پانچ چھ ہزار مقتولین کا سوائے ان لوگوں کے جو زخمی اور قیدی تھے اندازہ لگایا اور ان کی اس قدر تعداد معلوم کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس بات کی خوشخبری دی۔ آپ نے فرمایا سعید! تمہارے بیٹے! تم نے بڑی خوشی کی بات سنائی مگر یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا سردار ہربیس بھی قتل ہوا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا ایہا الامیر! اگر وہ قتل ہو چکا ہے تو اس کا قاتل میرے سوا اور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے یہ کس طرح سمجھا کہ وہ ہربیس مقتول ہے۔ میں نے کہا حضور! بات اصل یہ ہے کہ میں نے ایک سوار کو جو نہایت ذی شان اور سرخ و سفید رنگ کا شخص تھا دوسروں کے وسط میں دیکھا وہ ایک خوبصورت زرد چھینٹے ہوئے تھا اس کے ریشمی کپڑوں سے مشک کی بو آ رہی تھی، ہاتھ میں تلوار تھی اور ایک اور آدمی نہایت عمدہ قیمتی اونٹ کی طرف لئے ہوئے تھا۔ میں نے یہ دعا پڑھتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا:

اللهم انی اقدم قدرتک علی قدرتی وعلمک علی غلبتی اللهم اجعل قتله علی یدی وارزقنی اجره۔

"یعنی بار الہا میں اپنی طاقت پر آپ کی قدرت کو آگے کرتا ہوں الٰہی اسے میرے ہاتھ سے قتل کرا دیجئے اور اس کا اجر مجھے بخش دیجئے۔"

آپ نے فرمایا سعید! تو نے اس کے کپڑے اور سامان اتار لیا تھا یا نہیں۔ میں نے کہا حضرت میں نے نہیں اتارا البتہ اس کے قلب میں میرے زخمی کے تیر کا ایک نشان ہے جسے میں نے اس کے ان نشانات کے ساتھ رکھا تھا اور جس وقت وہ الٹ کر گھوڑے سے گرا اور اس کے ساتھی بھاگے تھے تو میں نے اس کے پاس پہنچ کر تلوار کی دو ایک ضربیں ایسی لگائیں کہ اس کے بازو بند کی جگہ تمام کٹ گئی تھی اور اپنے تیر کو اس کے دل میں پیوست اسی طرح چھوڑ آیا تھا۔ آپ نے یہ سن کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم اس کی نعش کے پاس جا کر سعید کو اس کا سامان دے دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت لڑائی کے شعلے ختم ہو گئے تو مسلمانوں نے مال غنیمت کے کپڑے زرہیں، تاتاری گھوڑے مال و اسباب جمع کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بیت المال کے لئے اس کا پانچواں حصہ (خمس) نکال کے باقی تمام مسلمانوں پر تقسیم فرما دیا۔

ایک نسخہ میں محمد بن سیف ہے۔ ۱۲ منہ

کہتے ہیں کہ قتل اور اسیری کی وجہ سے مقتولین کے ورثاء میں شہر کے اندر آہ و واویلا اور شور و فریاد کی چیخیں اٹھنے لگیں۔ رؤساء اور مشائخین شہر نے، رہبان اور پادریوں سے حمص کے بارے میں مسلمانوں کے سپرد کر دینے کے متعلق گفتگو کی۔ رؤساء اور ان کے علماء دین صالح مشورہ کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شہر کے سپرد کر دینے نیز آپ کی ذمہ داری اور امان میں آنے کے لئے درخواست کی۔ آپ نے ان سے صلح کر لی اور وعدہ فرمایا کہ تاوقتیکہ ہمارے اور ہرقل کے مابین کوئی قطعی یا فیصلہ کن جنگ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم تمہارے شہر میں داخل نہیں ہوں گے۔ تم اب سے ہماری امان اور صلح میں ہو۔ اہل حمص نے مسلمانوں کی تعظیم و تکریم کی غرض سے انہیں اپنے یہاں ٹھہرانا اور رسد دینا چاہا مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس کا انکار کیا اور کوئی مسلمان واقعہ یرموک سے پہلے تاکہ رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا عدل اور نیک خواہی مربوط ہو جائے حمص میں داخل نہیں ہوا۔

جریر بن عوف بہ سلسلہ روات حضرت نیار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مربس کے قتل کے بعد جب اہل حمص سے صلح ہوئی تو اہل شہر نے بادشگی نکال کر اپنے مقتولین کو دفن کیا۔ مسلمانوں نے بھی شہداء صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تجہیز کی جن کی مجموعی تعداد دو سو پینتیس تھی۔ یہ تمام شہداء قوم حمیر اور ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔ البتہ ان میں سے تین آدمی اہل مکہ مکرمہ میں سے تھے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں

حضرت عکرمہ بن ابوجہل۔ ساعد بن جری۔ ربیعہ بن عقیل مروان بن عمار۔ منہال بن عامر سلمی بن اسلم عبادیؓ۔ جمیع بن قادم۔ جابر بن خویلد رحمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

واقعہ یرموک

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے حمص، دمشق اور شیرز کو فتح کر لیا ہے نیز وہ جو ایا جو والی حمص کے لئے روانہ کئے گئے تھے وہ بھی انہوں نے راستہ میں ہی چھین لئے ہیں۔ یہ سن کر اسے سخت رنج ہوا اور وہ ان فوجوں کا جو اقصائے بلاد روم سے اس نے اپنی مدد کے لئے طلب کی تھیں انتظار کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کے پاس اس قدر لشکر جمع ہو گیا کہ اس کا طول انطاکیہ سے لے کر دومۃ الکبریٰ تک مسلسل چلا گیا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک لشکر مرتب کر کے قیساریہ یعنی ساحل شام کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ صور۔ عکار۔ طرابلس۔ بیروت اور طبریہ کی حفاظت کر سکے۔ دوسرا بیت المقدس کی جانب اس کی حفاظت کی غرض سے بھیجا اور خود وہ ماہان ارمنی کی جو ملک ارمن کی قیادت میں تھی انتظار کرنے لگا۔ والیٔ ارمن نے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے اس قدر فوج جمع کی تھی کہ کسی دوسرے بادشاہ نے اتنی تیاری نہیں کی تھی۔ آخر کچھ دنوں کے بعد والی ارمن بھی اپنی جمعیت کو لے کر ملک ہرقل کی طرف چلا اور جس وقت یہ قریب پہنچ گیا تو ملک ہرقل خود بہ نفس نفیس ارباب دولت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے نکلا۔ والی ارمن نیز اس کی تمام فوج بادشاہ کو دیکھ کر پیادہ ہو گئی اور اس کے سامنے کچھ کفر کے دعائیہ کلمات کہے مسلمانوں کی فتوحات کو جو انہوں نے ان کے ممالک میں کی تھیں یاد کر کر کے عورتوں کی طرح رونے چیخنے اور چلانے لگے۔ بادشاہ نے انہیں اس طرح رونے سے منع کیا اور ایک خیمہ میں منبر پر جس کے گرداگرد ملوک والیان ملک بطریق اور قیاصرہ بیٹھے ہوئے تھے چڑھ کر اس طرح تقریر کرنے لگا:

"یا اہل دین نصرانیہ! اور اے بنی اصفر! میں نے بار بار تم کو ان عربوں سے ڈرایا اور دھمکایا مگر آپ نے میری ایک نہ سنی۔ عیسیٰ مسیح! میں سچ کہتا ہوں اور اپنے دین کے مسلمانوں کی قسم یہ میرے پائے تخت تک کے مالک ہو کے رہیں گے۔ رونا اور چیخنا عورتوں کا کام ہے مردوں کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ میں نے آج تمہاری حفاظت کے لئے اتنا وسیع لشکر اور فوج فراہم کی ہے کہ دنیا کی کوئی سلطنت اس قدر جمع نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنا مال اور اپنے آدمی اس لئے قربان کئے ہیں تاکہ تمہارے دین، مال و اولاد اور تمہارے حرموں کی حفاظت اور صیانت کر سکوں اور تمہیں دشمن کے پنجوں سے رہائی دلا کر ہمیشہ کے لئے آزاد کر دوں۔ تم اپنے گناہوں سے مسیح (علیہ السلام) کی درگاہ میں توبہ کرو۔ رعایا کی خاطر داری اور بہبود مد نظر رکھو اور کسی طرح کا اس پر ظلم نہ کرو۔ لڑائی اور جنگ میں استقلال سے کام لو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ عجب اور تکبر اور حسد سے ہر وقت بچتے رہو۔ جس قوم کے اندر غرور و حسد آ گیا ہے یاد رکھو وہ قوم ہمیشہ ذلیل اور خسران میں رہی ہے۔ نیز میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک سوال کر کے اس کا جواب لوں۔ کیا آپ حضرات مجھے اس کا جواب دے سکتے ہیں؟

والیانِ ملک اور اعیانِ سلطنت نے کہا کہ آپ جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ سائل نے کہا اس زمانے میں تمہارے برابر کسی کی تعداد نہیں۔ عربوں سے مدد اور کمک کے اعتبار سے تم بڑھے ہوئے ہو فوجیں تمہاری زیادہ ہیں۔ شجاعت، بسالت، دلیری، دلاوری میں تم ان سے زائد ہو۔ قوت و عظمت میں وہ تمہاری برابری نہیں کر سکتے۔ پھر یہ شکست پر شکست اور ہزیمت پر ہزیمت کیسی؟ حالانکہ تم وہی ہو کہ جن کی سطوت اور دبدبے سے ترک، فارس اور جرامقہ کانپا کرتے تھے اور تمہاری ضرب و حرب سے ان کے بدنوں میں لرزہ پڑ جایا کرتا تھا۔ تمہاری طرف انہوں نے کئی مرتبہ رخ کیا مگر ہمیشہ منہ کی کھائی کہ انہیں تمہارے مقابلہ میں ہمیشہ ناکامی ہوئی۔ اب کہاں گئی تمہاری وہ عظمت اور کہاں چلی گئی وہ شان و شوکت اور کیا ہوئی وہ سطوت۔ عرب وہ عرب جو ایک ضعیف قوم تھی، ننگی بھوکی قوم تھی۔ جن کے پاس نہ آدمی تھے نہ ہتھیار، وہ غالب آ گئے۔ بصریٰ اور حوران میں تمہیں مار کر نکال باہر کیا اور اجنادین، دمشق، بعلبک اور حمص میں گھس کر مغلوب کر دیا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ الفاظ کہے سب خاموش ہو گئے اور کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ مگر ایک بوڑھا پادری جو دین نصاریٰ کا عالم تھا کھڑا ہوا اور کہا بادشاہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عرب ہم پر کیوں فتح پاتے چلے جاتے ہیں اور کیوں ان کی تائید ہو رہی ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھ کو کچھ خبر نہیں۔ اس نے کہا ایہا الملک! یہ اس لئے اور محض اس لئے ہے کہ ہماری قوم نے اپنے دین میں تبدیل اور اپنے مذہب و ملت میں تغیر کر لیا ہے۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم صلوات اللہ وسلامہ علیہ جو کچھ لائے تھے اس کا انکار کر دیا ہے۔ بعض نے بعض کے ساتھ ظلم کرنے پر کمر باندھ لی ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دفتر ہی اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ نہ عدل ہے نہ احسان، معاملات وغیرہ بردباری بالکل مفقود ہے۔ اوقات نماز کی پابندی بالکل اٹھ گئی ہے۔ سود خوری اور زنا پیشہ بنا لئے گئے۔ معاصی اور فواحش کھلے خزانے ہو گئے ہیں۔ بخلاف ان عربوں کے کہ اپنے رب کے مطیع، دین کے پابند، قائم اللیل[1]، صائم النہار[2]، ذکر رب سے غافل نہ ہونے والے، اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہر وقت درود بھیجنے والے ہیں۔ ظلم و جور کا نام بھی نہیں جانتے۔ ایک دوسرے میں امتیاز نہیں سمجھتے۔ صدق ان کا شعار ہے اور عبادت ان کا مشغلہ۔ اگر ہم پر حملہ کرتے ہیں تو پھر بغیر فتح کئے نہیں ہٹتے

[1] رات بھر عبادت کرنے والے۔ ۱۲ منہ

[2] دن کو روزہ رکھنے والے ۱۲ منہ

بھاگتے نہیں جاتے اور اگر ہم ان پر حملہ کر دیں تو میدان سے پشت دے کر بھاگتے نہیں آتا۔ ان لوگوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور ان پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ دنیا دارِ فنا ہے اور آخرت دارِ بقا۔

رومی بادشاہ کی اپنی قوم سے مایوسی

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سالِ خوردہ پادری کی یہ گفتگو اور تقریر سن کر بادشاہ نیز تمام ارکانِ دولت کہنے لگے کہ واقعی آپ نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے۔ اسی وجہ سے عرب ہم پر برابر بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد ملک ہرقل نے کہا اگر یہی بات ہے اور ہماری قوم کی بھی بداعمالیاں ہیں تو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمام افواج کو جہاں جہاں سے وہ آئی ہیں انہیں انہی کے مقام پر واپس کر دوں، پھر مجھے بھی یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں۔ مال و اسباب کو لے کر ارضِ موریہ سے استنبول (اسلامبول)[1] یعنی قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤں اور وہاں پہنچ کر عربوں سے بے خوف ہو کے زندگی بسر کرنے لگوں۔ یہ باتیں سن کر جملہ اربابِ دولت اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے بادشاہ! آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ آپ دینِ مسیح (علیہ السلام) کو ذلیل نہ کیجئے۔ ورنہ قیامت کے دن آپ سے اس کا مطالبہ ہوگا۔ روسا اور والیانِ ملک کے سامنے آپ کو شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ ملتِ عیسوی کا جھنڈا گر جائے گا۔ نیز دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع ہوگا اور اسی طرح ان کے گلی کے چراغ بجھنے لگیں گے۔ ساتھ ہی اگر اس شامِ جنت مقام سے آپ تشریف لے گئے تو ہمارے بعد عرب اس پر قابض ہو جائیں گے۔ ہماری مدد کے لئے اس وقت اتنا لشکر جمع ہو گیا ہے کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس اتنا کبھی جمع نہیں ہوا۔ نیز خود عربوں سے لڑیں گے اور کارزارِ جنگ میں پورے استقلال کے ساتھ کام کریں گے۔ ممکن ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہماری مدد کریں اور اگر ہم مغلوب ہی ہو گئے تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ آپ عزم بالجزم کر کے پہلے سے آپ چاہیں ہراول بنا کر روانہ کر دیجئے۔ پھر ہمیں حکم دیجئے ہم عربوں کی طرف بڑھیں گے۔

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ روم کے پانچ بادشاہوں کے زیرِ کمان یہ لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ سب سے اول اس نے سنہرے دیباج[2] کے کپڑے کا ایک نشان جس کے سر پر جواہر کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی تیار کر کے قناطیر (قناطر) والی روس کے سپرد کیا اور ایک لاکھ قوم صقالیہ وغیرہ کے جوان اس کے ماتحت کر کے اسے خلعت دی اور پٹکا اس کی کمر میں باندھ کر جانے کے لئے تیار کر دیا۔ اس کے بعد روپہلے[3] ریشمیں کا ایک جھنڈا جس کے سر پر سبز زبرجد کی صلیب لگائی گئی تھی اور جس میں سونے کے دو شمسے (یعنی آفتاب کی شکل کے دو نشان) لگے ہوئے تھے بنا کے جرجیر والی موریہ و انگورہ (طوریہ) کے سپرد کیا اور پٹکا اور خلعت عنایت کر کے ایک لاکھ رومی قوم فرارنہ نیز تمام اقوامِ روم سے اس کے سپرد کئے گئے۔ تیسرا پھریرا دھتری[4] اطلس کا جس پر

---

1. یعنی عرب میں اسطولک ہے اور اب استنبول ۱۲ منہ
2. یعنی زربفت جس میں سونے کی بناوٹ ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ
3. وہ پھلا جس میں چاندی کی بناوٹ ہوتی ہے ۱۲ منہ
4. دھتری کے معنی ہیں ملے کر کپڑا ہوتا ہے اس لئے یہی لفظ لکھ دیا گیا، طول معنی رنگین۔ ۱۲ منہ

سونے کی صلیب تھی اور یہ جھنڈا بھی قسطنطنیہ والوں کی کمان میں ایک اونٹ مخمل فرنگی اور قلمی دھے کے پتے اور خلعت کے ساتھ دیا گیا۔ چوتھا جھنڈا دیرجان سپاہ سالار کے لئے تیار کیا اور اس کو بھی ایک لاکھ روقس ارمنی اور فلیطی کی فوج دے کے اس کے سپرد کر دیا۔ پانچواں نشان جو در و جواہر سے مرصع تھا اور جس میں سونے کا قبضہ اور یاقوت احمر کی صلیب لگی ہوئی تھی ماہان (باہان) والی ارمینیہ کو جسے بادشاہ اس کی شجاعت اور دلیری کی وجہ سے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا اور نیز جو مسیحا کر فارس اور ترکوں وغیرہ کو شکست دے چکا تھا دیا گیا۔ جس وقت بادشاہ نے اس کے واسطے نشان تیار کیا تو خود اپنے کپڑے خلعت میں دیئے پٹکا (کمر بند) کمر سے باندھ کے دو گلوبند جو سونے کے بڑے بڑے اور لوا اعظم بادشاہوں کے اور کوئی نہیں پہن سکتا اسے پہنایا اور کہا باہان میں تجھے اس تمام لشکر کا سپہ سالار اعظم (کمانڈر انچیف) مقرر کرتا ہوں میرے سامنے کسی کا حکم نہیں چلنے کا بلکہ تمام بادشاہ اور سب تیرے حکم کے ماتحت ہوں گے۔ اس کے بعد قاطیر، جرجیر، دیرجان اور قورین کو جو اس لشکر کے دوسرے سردار تھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری فوجیں اور صلیبی نشان باہان کے حکم کے ماتحت ہوں گے تو کوئی کام بغیر اس کے صلاح و مشورہ کے نہیں کر سکتے بلکہ ہر کام کے لئے اس کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔ عرب کو جہاں کہیں دیکھو قتل کر ڈالو انہیں ان کے کفر کردار کا مزہ چکھا دو۔ بادشاہ نے ان سب کو دعا دی اور اپنے دین اور شریعت پر مستقیم رہنے کے لئے ان سے خوب دل کھول کر دعا کی اور جانے کے لئے چار راستے مقرر کر دیئے ایک راستہ اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ تم اس میں سما سکو۔ نیز ایک ساتھ چلنے سے زمین اور اس کے باشندے تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس نے جبلہ بن ایہم غسانی کو خلعت دے کر نصرانی عرب قوم غسان، لخم، جذام اور عاملہ اس کی کمان میں دیئے۔ اور کہا کہ تم ہراول (مقدمۃ الجیش) بن کر جاؤ کیونکہ ہر چیز اپنی جنس سے مغلوب ہوا کرتی ہے اور لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ پھر پادریوں کو حکم دیا کہ انجیل مقدس کے پانی پر دم کر کے پانی کر دو اور ان پر نماز جنازہ پڑھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ہشام بن عمرو بن عتبہ کہتے ہیں کہ ہرقل کی تمام فوجیں جو اس نے تمام صلیب پرستوں سے امداد طلب کر کے یرموک کی طرف روانہ کی تھیں وہ چھ لاکھ تھی۔ یونس بن عبد الاعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ علاوہ اس کی فوج کے سات لاکھ لشکر تھا۔ راشد بن سعید حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں فتوحات شام میں شروع سے آخر تک رہا ہوں مجھے لشکروں کی تعداد معلوم کرنے کا بہت شوق تھا جس وقت لشکر روم یرموک کے میدان میں ہمارے بالکل قریب پہنچ گئے تو میں نے ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر ان کے نشانات شمار کئے جن کی تعداد دو سو نشان تھے۔ یرموک کے میدان میں جب دونوں پڑاؤ کر چکے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ہمارے راوی عمرو کو ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آپ اپنا لباس تبدیل کر کے ایک دن رات ہم سے غائب رہے جس وقت آپ آئے تو ہم حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر ان کے آدمیوں میں تذکرہ تھا کہ ہماری تعداد دس لاکھ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ یہ تعداد اس غرض سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے جاسوس ان کی یہ تعداد سن کر ہم سے آکر بیان کریں اور ہم کثرت تعداد کو سن کر ان سے خائف ہو جائیں یا واقعی ان کی یہی تعداد ہے۔ آپ نے فرمایا رواہی! تمہیں تو ان کے متعلق اچھی طرح معلومات ہیں رومیوں کے ہر نشان کے نیچے کتنی فوج ہوا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر نشان کے ماتحت دس ہزار لشکر ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر! ہم دشمنوں پر فتح مندی کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين۔

سے فتح کرکے جابیہ کی طرف گئے ہیں اور یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حمص کے ایک سال خوردہ شخص کو خراج اور جزیہ کے وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کر دیا ہے۔

یہ سن کر یہ جاسوس چلے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رومیوں کے اس عظیم الشان لشکر کی اطلاع دی۔ آپ کو سن کر نہایت تشویش ہوئی اور فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم تو قوت وطاقت اللہ جل جلالہ کے ہی دست قدرت میں ہے۔ آپ تمام رات بے چین رہے اور مسلمانوں کی طرف سے کہ کہیں ان کا بال نہ بیکا ہو جائے۔ قلق و اضطراب میں رات بسر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو اذان کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور تمام مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمانے لگے۔ آپ لوگوں کو خدا کی قسم ہے جب تک میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ حضرات نہ سن لیں اس وقت تک نہ اٹھیں۔ اس کے بعد آپ بحیثیت خطیب کے کھڑے ہوئے اور باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دعائے رحمت اور مسلمانوں کی فتح و نصرت کے بعد آپ نے حسب ذیل تقریر شروع کی۔

"معاشر المسلمین! اللہ جل جلالہ وعم نوالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ یاد رکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی آزمائش کے لئے آپ پر ایک ابتلائے حسنہ بھیجی ہے تاکہ وہ دیکھیں کہ آپ اس میں کس طرح عمل کرتے ہیں؟ انہوں نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اکثر جگہ مدد و نصرت کے ساتھ تمہاری تائید کی گئی میرے مخبروں نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا کے دشمن ہرقل نے شرک کے بڑے بڑے شہروں سے کمک طلب کرکے ہماری طرف ایک بہت بڑی جمعیت جس کے ساتھ سامان جنگ اور رسد کا کافی ذخیرہ ہے روانہ کی ہے تاکہ اللہ جل جلالہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں (مگر) اللہ تبارک وتعالیٰ اسے پورا کرکے رہیں گے۔ اگرچہ کافروں کو کتنا ہی برا اور ناگوار معلوم ہو۔ آپ کو واضح رہنا چاہئے کہ وہ مختلف راستوں سے چلے ہیں مگر انہوں نے آپس میں تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تمام کے تمام آپ کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے۔ آپ خوب سمجھ لیں کہ آپ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں اور جس کے ساتھ وہ ہوتے ہیں وہ جماعت کبھی قلیل نہیں ہوتی اور جس کو وہ رسوا اور ذلیل کریں وہ گروہ کثیر بھی نہیں ہوتا اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ہی کرنا چاہتے ہیں اب آپ بتلائیں کہ آپ حضرات کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟"

اس کے بعد آپ نے مخبر (جاسوس) سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر جو کچھ تم نے وہاں دیکھا ہے ان کے سامنے خود اپنی زبان سے بیان کر دو۔ یہ سنتے ہی جاسوس کھڑا ہوا اور اس نے جو کچھ رومیوں کا لاؤ لشکر سامان اور اسلحہ وغیرہ دیکھے تھے بیان کر دیا۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت ناگوار گزرا۔ بعض کے دل میں ہیبت اور خوف بیٹھ گیا۔ بعض نے بعض کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ کسی نے ان میں سے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو کسی طرح کا جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا خداوند جل وعلیٰ آپ پر رحم فرمائیں یہ سکوت کیسا؟ آپ اپنے اپنے مشوروں سے مجھے مستفید کریں اور اپنی اپنی راؤں سے اطلاع دیں۔ میں بھی آپ کی طرح ایک آدمی ہی ہوں۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے:

وشاورهم في الأمر فإذا عزمت فتوكل على الله۔

ترجمہ: "ہر کام میں ان سے مشورہ کرو اور جس وقت مصمم ارادہ ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کرلو۔"

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ سن کر سابق الایمان لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایہا الامیر! آپ کی شان

چھوڑ دیں۔ اگر ہمیں فتح نصیب بھی نہیں ہوئی تو ثواب تو ضرور ملے گا۔ آپ نے فرمایا قیس ابن ہبیرہ واللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہارے کاموں کو منظور فرمائیں اور تمہارے گناہوں کو بخشیں۔ واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے۔ اس کے بعد بہت سے مسلمانوں نے اس رائے کو پسند کیا۔ مگر حضرت خالد بن ولیدؓ ساکت اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ اٹھ کر ان کے سامنے آئے اور فرمایا ابو سلیمان! تم ایک مرد جری، شہسوار اور صاحب الرائے شخص ہو۔ قیس بن ہبیرہ کے مشورہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا حضرت! میں نے قیس کا مشورہ سن لیا مگر میری رائے ان کے خلاف ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں کی رائے اس پر متفق ہو چکی ہے اس لئے میں اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا اگر آپ کی رائے میں مسلمانوں کی صلاح اور بہبودی مضمر ہوئی تو آپ اسے بیان کریں۔ ہم تمام کے تمام اسے بخوشی ضرور منظور کر کے اسی پر کاربند ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے

انہوں نے کہا ایہا الامیر! آپ اس بات کو یاد رکھیں۔ اگر آپ یہیں اقامت گزیں رہیں تو آپ خود اپنے دشمنوں کی اپنے مقابلے میں اعانت کریں گے۔ کیونکہ یہ جابیہ قیساریہ سے قریب ہے۔ اور قیساریہ میں ہرقل کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار کی جمعیت لئے پڑا ہے۔ نیز باشندگان اردن آپ کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے بھاگ بھاگ کر اسی کے پاس پناہ لے رہے ہیں اور ان کی جمعیت بھی وہاں کافی ہو چکی ہے اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہاں سے اس طریقہ سے کوچ کیجئے کہ گویا ہم دشمن کا استقبال کر رہے ہیں۔ آپ اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں پڑاؤ کیجئے۔ وہاں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی کمک اور مدد بھی دار الخلافہ کے قریب ہونے کی وجہ سے پہنچتی رہے گی اور آپ دشمن کے مقابلہ میں ایک ایسے وسیع میدان میں ہوں گے کہ جہاں گھوڑوں کو کدا کر بہ طریق دشمن کے روندنے میں آسانی ہوگی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جس وقت یہ فرما چکے تو تمام مسلمانوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ یہ مشورہ واقعی سب سے بہتر ہے۔ حضرت ابو سفیان بن حرب کھڑے ہوئے اور حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ایہا الامیر حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے کے موافق ہی عمل کرنا چاہئے۔ اور انہیں کوچ کرنے سے قبل زیادہ (اثقال) کے قریب بھیج دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ ہمارے اور رومیوں کے لشکر کے مابین جواروں میں مقیم ہیں حائل ہو جائیں گے اور چونکہ ہمارے لشکر کے کوچ کے وقت ان درختوں میں سے آوازیں پیدا ہوں گی جو ہمارے دشمنوں کے کانوں تک بھی ضرور پہنچیں گی۔ ممکن ہے کہ ان کے دل میں ہماری طرف سے طمع اور حرص پیدا ہو اور وہ بارادہ غارت گری و لوٹ مار اور مکر و فریب کے ہم پر چھاپہ مارنے کو ہماری طرف بڑھیں تو اس وقت ہمارے لشکر کو دقت اور دشواری نہ پیدا ہوگی بلکہ ان سے پہلے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی جمعیت کے ساتھ نپٹ لیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا واللہ! اے ابن حرب! تم نے میرے ہی دل کی بات کہہ دی۔ میں بھی یہی کہنے کو تیار تھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا فوج کو کوچ کرنے کا حکم دینا

حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ نے اس مشورہ کے بعد فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس لشکر کو جو عراق

سے آپ کے ہمراہ آ رہا تھا یعنی لشکر زحف جس کی تعداد اس وقت چار ہزار تھی پا کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے آپ کو ہدایت کی تھا آپ اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی حفاظت اعانت کے لئے بطور ہراول کے آگے آگے چلیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی جمعیت سے پہلے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی تمام جمعیت نے چلنا شروع کیا۔ لشکر کی آواز یں دور دور تک پہنچیں اور رومیوں کی جو جماعت وہاں میں مقیم تھی اس نے بھی سنیں۔ انہیں گمان پیدا ہوا کہ ملک ہرقل کی فوجوں کی خبریں سن کر یہ لوگ حجاز کی طرف بھاگ پڑے ہیں۔ یہ خیال کر کے انہیں حرص دامن گیر ہوئی اور غارت کے ارادہ سے ان کی طرف چل پڑے۔

چونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہراول دستہ میں تھے اس لئے آپ ہی سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا لوگو! یہ نصرت کی علامت ہے انہیں لے لو۔ یہ سنتے ہی تلواریں میان سے تڑپ تڑپ کر نکلنے لگیں۔ نیزے بلند ہوئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ، عمرو بن ضرار بن ازور، عکرمہ بن نوفل عامری، عمرو بن طفیل، قتادہ بن اسعد، طلیحہ بن خویلد اسدی، ہلال بن مرہ اور عمرو بن عاصم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور نیز دیگر مشہوران عرب آگے بڑھے اور حملہ کر دیا۔

رومیوں کی اب یہ کیا تاب تھی جو تاب مقابلہ لا سکتے اور کیا قصور ہوا تھا جو میدان میں جمتے پشت دے کر بھاگے، مسلمانوں نے قتل کرنا شروع کر دیا۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ بہت سے گرفتار کر لئے گئے اور جو بچے ان کا تعاقب کیا گیا حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تعاقب کرتے کرتے دریائے اردن تک ہٹتے ہٹتے چلے گئے جس میں رومیوں کی بہت سی جماعت ڈوب کر مر گئی۔

مسلمانوں کا یرموک میں اقامت کرنا

اس معرکہ کے بعد آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف لوٹے تاکہ اس میں شامل ہو جائیں۔ آپ ادعات کو بھی پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں داخل ہو چکے تھے اور آپ نے ایک بہت بڑے ٹیلے پر جس کی اونچائی غیر معمولی تھی مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کے خیمے نصب کر کے انہیں وہاں حفاظت سے رکھ کر اس کے تمام راستوں پر پہرہ لگا دیا تھا جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ قیدیوں اور مال غنیمت لے کر آپ کے پاس آئے تو آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ جل جلالہ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت کریں یہ فتح اور نصرت کی علامت ہے خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کریں۔ یہ کہہ کر آپ نے مسلمانوں کو یرموک کے میدان میں پڑاؤ کرنے کو کہا اور مسلمان لڑائی کے لئے اس طرح مستعد ہو گئے کہ گویا دشمن کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔

قسطنطنیہ میں ملک ہرقل کو خبر پہنچی کہ مسلمان یرموک کے مقام میں مقیم ہیں اور ان کے مقابلہ اور مقابلے کے لئے چند والیان ملک چل پڑے ہیں۔ یہ سن کر اس نے یہاں والی ارمن کے نام ایک خط لکھا جس میں اس نے راستہ میں زیادہ توقف کرنا اور ہامان کی سستی اور اس کی ضعف رائے کو ظاہر کر کے یہ خواہش کی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تمہیں جلد پہنچ جانا چاہئے۔ جس وقت قاصد یہ خط لے کر ہامان کے پاس پہنچا تو اس نے تمام والیان ملک اور بطریقوں (سرداروں) کو جمع کر کے ان کے سامنے وہ خط پڑھا اور جلدی جلدی چلنے کی تاکید کر کے انہیں یہ ہدایت کی کہ جب شام کے کسی شہر میں سے تم گزرو تو خوشی یا جبر جس طرح سے بھی ہو وہاں کے باشندوں کو بھی اپنے ساتھ لے لو۔

چنانچہ اس فوج نے جلدی جلدی قطع مسافت کرنا شروع کیا جن جن شہروں کو مسلمانوں نے فتح کیا تھا ان میں سے جس وقت

ان کا گزر ہوتا تو یہ نہایت سختی کے ساتھ وہاں کے باشندوں کو ملامت اور زجر و توبیخ کرتے اور یہ کہتے تھے بدبختو! تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر عربوں کی طرف میلان کر لیا۔ وہ ان کو جواب دیتے تھے کہ تم ہم سے زیادہ ملامت کے مستحق ہو کہ تم ہمیں چھوڑ کر ان کے ڈر سے بھاگ گئے۔ ہم نے بھی تمہارے چلے جانے کے بعد اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے ان سے صلح کر لی۔ رومی چونکہ حق بات کو پہچانتے تھے اس لئے یہ سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ آخر قطع مسافت کرتے ہوئے یہ ٹڈی دل لشکر یرموک میں پہنچے اور دیر الجبل کے مقام میں جو نزد یا ہو (رقاد) اور جولان کے قریب تھا مسلمانوں سے تین فرسخ کے فاصلے پر ڈیرے ڈال دیئے ان کے لشکر کا طول و عرض بارہ فرسخ[1] کے قریب تھا۔ جب ان کا لشکر یرموک کے میدان میں ڈیرے ڈال چکا اور تمام کا تمام پہنچ گیا تو جبلہ بن ایہم غسانی کا لشکر جو ساٹھ ہزار نصرانی عربوں، غسانیوں، لخم اور جذام پر مشتمل اور باہان کی فوج کا ہراول تھا، اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دکھلائی دیا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دشمن کی اس قدر تعداد دیکھ کر کہنے لگے لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم تمام طاقت و قوت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے۔

عطیہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! رومیوں کے اس لشکر کو سوائے اس ٹڈی دل کے جو اپنی کثرت کی وجہ سے زمین و آسمان کے کنارے ڈھک لے اور کسی چیز کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جا سکتی اسے دیکھتے ہی مسلمانوں کی رنگتیں بدل گئیں چہرے زرد پڑ گئے اور قلق و اضطراب ان سے ظاہر ہونے لگا۔ ہر وقت ان کی زبان سے یہی کلمہ جاری تھا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کی طرف دیکھتے تھے اور دعا کرتے تھے:

ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین۔

ترجمہ: بار الہا! ہمیں صبر دیجئے ثابت قدم رکھئے اور ان کافروں کی قوم پر فتح عطا کیجئے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے حزم و احتیاط کو کام میں لیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جاسوسوں اور مخبروں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کی فوج میں جا کر وہاں کے حالات معلوم کریں اور اس بات کی خبر دیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا ارادہ کیا ہے؟ نیز ان کی جمعیت کتنی ہے اور سامان حرب کیسا ہے؟ چنانچہ یہ ایک دن رات غائب رہے اور اس کے بعد ان کے لاؤ لشکر، اسلحہ، گھوڑے اور مال و اسباب کی آ کر اطلاع دی۔ آپ نے سن کر فرمایا "مجھے خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی ذات پاک سے کامل امید ہے کہ وہ ان کے اس ساز و سامان کو ہمارے لئے مال غنیمت کر دیں گے"۔

راوی کا بیان ہے کہ جس وقت باہان مسلمانوں کے مقابلے پر شہر یرموک، بلد رقاد، ارض جولان اور بلد سواد پر آ کر پڑا تو کچھ دنوں تک لڑنے اور مقابلہ کرنے سے رکا رہا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی تاخیر کا سبب یہ تھا کہ ہرقل نے اس کے پاس ایک ایلچی بھیج کر یہ ہدایت کر دی تھی کہ تم جنگ سے پہلے کسی قاصد کو ان کے پاس بھیج کر ہماری طرف سے یہ وعدہ کر لو کہ ہر سال تمہارے پاس ایک مقررہ رقم پہنچتی رہے گی اور ساتھ ہی تمہارے امیر المومنین عمر بن خطاب اور دیگر رؤساء کے لئے تحائف اور ہدایا ہوا کریں گے۔ نیز تمہارے ممالک محروسہ میں جابیہ سے حجاز تک ملک شامل ہوگا۔ باہان ملک ہرقل کا یہ پیغام سن کر کہنے لگا افسوس! عرب اور عجم والے کام کے لئے طلب کریں گے اور اگر وہ اس کو بیعت کے لئے قبول کر لیں۔ جرجیر جو اس لشکر کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔ کہنے لگا کہ بادشاہ کے پیغام

---

[1] ایک فرسنگ تین میل کا ہوتا ہے۔ ۱۲منہ

پہنچانے میں تیرا کیا حرج ہے اور کون سی مشقت۔ باہان نے کہا کہ ان کے پاس تو ہی چلا جا اور ان سے عقل مند آدمی کو بلا کر جو کچھ تو نے بیان کر دے اور اپنی طرف سے حتی المقدور کوشش کر دینا۔

کہتے ہیں کہ جرجیر نے ریشمین خوڑا پہناور یہ کا سربند جس میں جو ہر لگے ہوئے تھے سر سے باندھا اور ایک عمدہ تاتاری گھوڑے پر جس کے اوپر سونے کی دو دو جواہر سے مرصع ایک زین کسی ہوئی تھی سوار ہوا اور اپنے ساتھ قبیلہ مذحج لشکر کے ایک ہزار سوار لے کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا مسلمانوں کے لشکر کے قریب آ کے اپنے سواروں کو کھڑا کر دیا اور خود ذرا آگے بڑھ کے مسلمانوں کے لشکر کے بالکل متصل ہو کے انہیں آواز دی یا معاشر العرب! میں باہان والی ارمن کا ایلچی ہوں۔ اگر تمہارا سردار میرے پاس آ جائے تو بہتر ہے تا کہ میں صلح کے متعلق ان سے کچھ گفتگو کر سکوں۔ ممکن ہے کہ اس طرح ہمارے اور آپ کے مابین خون ریزی بند ہو کر صلح و آشتی ہو جائے۔ مسلمانوں نے اس کی آواز سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو اس کی اطلاع کی۔ آپ بنفس نفیس اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت عراق کا سلیہ بنا ہوا کپڑا آپ کے زیب بدن تھا۔ سیاہ عمامہ سر پر اور گلے میں تلوار حمائل تھی۔ گھوڑے کو آپ نے مہمیز کیا اور یہاں تک بڑھے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں۔ لوگ دور سے کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کفر کے بھائی کہہ کیا کہتا ہے؟ اور پوچھ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا اے عربی! تمہیں تمہارا یہ کہنا کہ ہم نے رومیوں کے لشکر کو اکثر جگہ ہزیمت دے دی اور مار بھگایا ان کے شہروں کو فتح کر لیا اور ان کی اکثر زمین پر قابض ہو گئے دھوکے میں ڈال رہا ہے۔ اب تمہیں اس لشکر کو دیکھنا چاہئے جو اس وقت ہمارے ساتھ ہے اس میں ہر قسم کی چیز سب طرح کا ملہ اور مختلف زبانوں کے آدمی شامل ہیں۔ رومیوں اور ارمنوں وغیرہ نے آپس میں حلف کر لیا اور ان کے درمیان یہ معاہدہ طے ہو چکا ہے کہ تاوقتیکہ ہمارا ایک آدمی بھی میدان میں باقی رہے گا ہم اس وقت تک مقابلہ سے ہزیمت کھا کر بھی نہیں بھاگیں گے۔ تم میں اس لشکر کے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اب اپنے وطن کی طرف لوٹ جاؤ اور جو کچھ ملک ہرقل کے شہروں سے فتح کر چکے ہو خیر انہیں اپنے قبضہ میں رکھو کیونکہ بادشاہ ہرقل یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ جو کچھ اس نے احسان کیا ہے واپس لے لے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ تم نے تین سال کی مدت میں جس قدر ممالک فتح کر لئے ہیں انہیں وہ تمہیں ہی ہبہ کر دے۔ تم جب شام میں آیا کرتے تھے تو پیادہ اور ننگے بدن آیا کرتے تھے اب تم نے ان تین سال کے اندر سونا چاندی اور اسلحہ کافی جمع کر لئے ہیں۔ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اسے منظور کر لو ورنہ یاد رکھو ہلاک ہو جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا تو کہہ چکا ہے یا ابھی کچھ باقی ہے۔ اس نے کہا میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

جرجیر اور حضرت ابو عبیدہ ؓ کی گفتگو

آپ نے فرمایا تو نے جو رومی اور ارمنی قوم کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ ہزیمت کھا کر نہیں بھاگ سکتیں تو تیری سخت غلطی ہے۔ ہمیں تو تلواروں سے ڈراتا ہے۔ یاد رکھو! ہم تلواروں سے ڈرنے والے نہیں۔ ہم تو شمشیر زنی کے لئے نکلے ہی ہیں اور ہمیں ہمارے آقا ہمارے نبی محمد ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ کامل یقین ہے کہ ہم تمہارے بادشاہ کے خزانوں کو چھین کر تم پر فتح یاب ہو جائیں گے اور ہمارے مولائے کریم محمد ﷺ کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔ رہا رومیوں اور ارمنیوں کا یہ حلف اور معاہدہ کہ ہم میدان سے پشت دے کر نہیں بھاگ سکتے۔ سو ہماری تلواروں کی باڑیں اور نیزوں کی تیز تیز نوکیں انہیں خود مار مار کر الٹے پاؤں بھگا دیں

ادھر ہی ٹھہرے گا۔ اگر یہ قوم تم پر غالب آ گئی اور تمہیں اس نے ہزیمت دے دی تو سوائے موت کے پھر تمہارا ٹھکانہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اس قوم کو شکست ہو گئی اور یہی قوم میدان سے پشت دے کر بھاگ پڑی تو یہاں ان کی فوجیں ان کے شہر، قلعے اور خزانے موجود ہیں تمہیں جو کچھ یہاں سے اب تک مل چکا ہے اور جتنا کچھ حاصل کر چکے ہو اسے ہی غنیمت سمجھ کر چپکے چپکے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ۔

جبلہ بن ایہم اور حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی گفتگو

آپ نے فرمایا بھی اور کہنا ہے یا کہہ چکا۔ اس نے کہا اب جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم کہہ لو۔ آپ نے فرمایا جبلہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اجنادین وغیرہ میں تمہاری جماعتوں کو کس طرح پراگندہ کرتے رکھ دیا اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ان نافرمانوں کے اوپر کس طرح فتح بخش دی۔ ہمیں تمہارا زور اور بازو معلوم ہو گیا ہے۔ اس لئے تمہاری باقی ماندہ جماعتوں کا معاملہ اب ہم پر بالکل آسان ہے۔ ہم اس بات سے خوف نہیں کرتے کہ تمہاری فوجیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارے مقابلے میں جو کوئی آ جاتا ہے ہم اس سے کبھی نہیں گھبراتے۔ ہم دین کی مدد کے لئے ہر وقت لڑتے ہیں اور جب تک دم ہے لڑتے رہیں گے۔

یاد رکھ! لڑائی کا ہم سے زیادہ حریص دنیا میں کوئی نہیں ہے اور ہمیں سب سے زیادہ میٹھا خون رومیوں کا ہی معلوم ہوتا ہے۔

جبلہ! میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تو مع اپنی قوم کے اسلام میں داخل ہو جا۔ اس طرح تجھے دین اور دنیا دونوں کی بزرگی اور شرافت حاصل ہو جائے گی۔ ان مشرکوں کی اتباع جس میں تجھے ہلاکت و شقاوت میں اپنی جان کا فدیہ دینا پڑے گا چھوڑ دے تو سادات عرب اور بادشاہ اہل عرب سے ہمارا دین ظاہر و غالب ہو چکا ہے لہٰذا تجھے اس طریقہ کی اتباع کرنی چاہئے جو تجھے حق تک پہنچا دے۔ بس پڑھ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللھم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔**

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم آپ کا یہ کلام سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا چپ رہو۔ میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں اپنے مذہب کو ترک کرنے والا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو سب سے پہلے لڑائی میں ہمارے نیزوں کی نوکیں تیری ہی طرف پھریں گی۔ یاد رکھ اپنے آپ کو ان سے بچائے رکھنا۔ ہماری جنگ قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوتی۔ اگر ہماری تلواروں کی دھاروں نے تجھے آ گھیرا تو یاد رکھ پھر ان سے بچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ میں اب بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو رومیوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر علیحدہ ہو جا ورنہ ہمیں آپس میں نبٹ لینے دے وہ بہ نسبت تیرے ہم پر زیادہ آسان ہیں۔ لیکن اگر تجھے اس میں بھی کچھ عذر ہے اور ان کا کسی طرح ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تو یاد رکھ جو بلائیں ان پر نازل ہوں گی وہ تیرے لئے بھی تیار ہیں۔

جبلہ بن ایہم یہ سن کر غصہ سے بے تاب ہو گیا اور کہنے لگا کیا مجھے تم اپنی تلواروں سے ڈراتے ہو۔ کیا میں بھی تمہاری طرح عربی نہیں ہوں۔ ایک آدمی کو ایک آدمی کافی نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا ہم سمجھ گئے تو ہمارے پاس مکر کا تحفہ لے کر لایا تھا۔ ہمیں اس طرح نقصان میں پھنسانا چاہتا تھا۔ ہم تم جیسے بے وقوف نہیں ہیں بدبخت! ہم باوجود قلت تعداد کے تمہارے ساتھ ہر وقت لڑنے کو تیار اور اپنے رب واحد کی توحید اور اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی سنت ادا کرنے میں سرشار ہیں۔ ہماری کمک اور پشت پر ایک ایسا لشکر ہے جو انتظار میں چل کر زمین کے اس سرے سے اس سرے تک کفر کے جھنڈوں کو زیر و زبر کر دے گا اور دنیا کے تمام ظلمت کدوں

ہیں اور اس ذات پاک کی قسم! جس کی میں ہر روز عبادت کرتا ہوں۔ میں یہ سچ کہتا ہوں، باجود مذاق کے میرے کلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا آپ کی یہ تجویز جناب باری تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے اور اپنے پاؤں میں خود کلہاڑی مارنے کے مصداق ہوگی۔ میری رائے میں آپ کی یہ تجویز نہایت کمزور ہے اور اس کی میں آپ کی ہمنوائی کسی طرح نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کم از کم یہ بھی فرمائے کہ ہمارا ایک آدمی دو سو آدمیوں کا مقابلہ کرے گا تو آپ کے اس قول سے کہ ہمارا ایک سوار ان دو ہزاروں سواروں کا مقابلہ کرے گا۔ کسی قدر قرین قیاس اور بہتر بھی ہوتا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہیں۔ انہوں نے ہم پر تخفیف اختیار فرمائی ہے کہ ایک آدمی دو کا اور سو آدمی دو سو کا اور ایک ہزار شخص دو ہزار کا مقابلہ کریں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے کل تیس آدمی ساٹھ ہزار جمعیت کے مقابلے کے لئے نکلیں گے۔

آپ نے فرمایا ابو سفیان! تم زمانہ جاہلیت میں بڑے بہادر اور شجاع شخص تھے اسلام میں اس قدر بزدل ہو گئے۔ اچھا، میں جن لوگوں کو اس کام کے لئے منتخب کروں انہیں دیکھتے رہو کہ وہ کیسے کیسے مسلمان مرد اور مشہور عرب اور پرستاران توحید ہیں جس وقت تم انہیں دیکھو گے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو باری تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے اور سوائے باری تعالیٰ جل مجدہ کی خوشنودی کے ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے انہی کی رضا میں لڑتے ہیں اور انہی کے راستہ میں مرد میدان ہو کر شہید ہو جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ جب ان کے دلوں کا حال جانتے ہیں باری تعالیٰ ارحم الراحمین پر ان کا حق ہے اور انہیں ان کے قرب کا صدق معلوم ہے۔ تو کیا وجہ کہتے ہو کہ دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے باری تعالیٰ جل مجدہ پر ان کا یہ حق ہے کہ وہ ان کی مدد فرمائیں۔

حضرت ابو سفیان نے کہا یا ابا سلیمان! واقعی بات تو یہی ہے جو آپ نے فرمائی میں تو بنظر شفقت ہی مسلمین (یعنی مسلمانوں پر شفقت کی وجہ سے) یہ کہتا تھا۔ اگر آپ کو یہی منظور ہے تو ساٹھ ہزار نصرانی عربوں کے لئے کم از کم ساٹھ آدمی روانہ کیجئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے فرمایا ابو سلیمان! ابو سفیان کا مشورہ واقعی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! خدا کی قسم میرا ارادہ اس سے محض دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنا تھا کہ جس وقت وہ شکست کھا کر ہمارے مقابلہ سے بھاگیں تو ان سے دریافت کیا جائے گا کہ تمہارے مقابلہ پر کتنے مسلمان تھے وہ جواب دیں گے کہ تیس آدمی تو اسے سن کر ان کے دلوں میں رعب چھا جائے گا اور یہ بات کہی جائے گی کہ ہمارے کل تیس ہزار جمعیت ان کے دس لاکھ لشکر کو کافی ہوگی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے فرمایا سنو یہ ٹھیک ہے اگر تیس آدمی اور پھر مدد اعانت کے لئے ساٹھ آپ نے کہا اور جس کا دل چاہے وہ بھی ساتھ ہو لے۔ میں تو مسلمانوں میں سے اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو منتخب کروں گا جس کے صبر، استقلال اور اقدام کو میں خوب جانتا ہوں اور انہیں اپنے اس ارادے سے پہلے مطلع کر دوں گا۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی محبت اور ثواب کی رغبت ہوگی تو وہ اسے منظور کر لیں گے اور خدا کے پاس تو فقط اس کی جان ہے جو اسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ اور ان کی خوشنودی میں پیش کر دوں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس چیز کی میں محبت رکھتا ہوں اس کی مجھے توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا جنگ کے لئے اپنے ساتھیوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جانبازان اسلام میں سے سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے (۱) حضرت زبیر بن العوامؓ اور ان کے بعد (۲) حضرت فضل بن عباسؓ کو منتخب فرمایا۔ پھر آپ نے فرد فرد اس طرح آواز دینی شروع کی۔ (۳) ہاشم بن سعید طائی۔ بنی تمیم کے شہسوار کہاں ہیں؟ (۴) القعقاع بن عمرو تمیمی کہاں ہیں؟ (۵) شرحبیل ابن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ (۶) خالد بن سعید بن عاص کہاں ہیں؟ (۷) عمر بن عبداللہ کہاں ہیں؟ (۸) یزید بن ابوسفیان فخری کہاں ہیں؟ (۹) صفوان بن امیہ کہاں ہیں؟ (۱۰) صفوان بن فضل سلمی کہاں ہیں؟ (۱۱) سہیل بن عمرو عامری کہاں ہیں؟ (۱۲) ضرار بن ازور کندی کہاں ہیں؟ (۱۳) ربیعہ بن عامر کہاں ہیں؟ (۱۴) رافع بن عمیرۃ الطائی کہاں ہیں۔ (۱۵) عدی بن حاتم کہاں ہیں؟ (۱۶) یزید الخیل ابو بحیش آگر سیوں کہاں ہیں؟ (۱۷) حذیفہ بن یمان کہاں ہیں؟ (۱۸) قیس بن یمان کہاں ہیں؟ (۱۹) قیس بن سعید خزرجی کہاں ہیں؟ (۲۰) کعب بن مالک انصاری کہاں ہیں؟ (۲۱) سوید بن عمرو بن غنوی کہاں ہیں؟ (۲۲) عبادہ بن صامت کہاں ہیں؟ (۲۳) جابر بن عبداللہ کہاں ہیں؟ (۲۴) ابوایوب انصاری کہاں ہیں؟ (۲۵) عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کہاں ہیں؟ (۲۶) عبداللہ بن عمر بن خطاب کہاں ہیں؟ (۲۷) یزید بن خطاب کہاں ہیں؟ (۲۸) رافع بن سہیل کہاں ہیں؟ (۲۹) یزید بن عامر کہاں ہیں؟ (۳۰) عبیدہ بن اوس کہاں ہیں؟ (۳۱) مالک بن جعفر کہاں ہیں؟ (۳۲) نصر بن حارث بن عبو کہاں ہیں؟ (۳۳) عبداللہ بن ظفر کہاں ہیں؟ (۳۴) ابولبابہ بن منذر کہاں ہیں؟ (۳۵) عوف کہاں ہیں؟ (۳۶) عابس بن قیس کہاں ہیں؟ (۳۷) عبادہ بن عبداللہ انصاری کہاں ہیں؟ (۳۸) رافع بن قرہ (مجروح) جن کی والدہ نے جو سو سواروں سے لڑا کرتی تھیں کہاں ہیں؟ (۳۹) عبیدہ بن ابو عبید کہاں ہیں؟ (۴۰) مصعب بن قیس کہاں ہیں؟ (۴۱) ہلال بن صابر کہاں ہیں؟ (۴۲) ابن ابوالرعید کہاں ہیں؟ (۴۳) اسید الساعدی کہاں ہیں؟ (۴۴) کمال بن حارث مازنی کہاں ہیں؟ (۴۵) حمزہ بن عمرو اسلمی کہاں ہیں؟ (۴۶) عبداللہ بن یزید کہاں ہیں؟ (۴۷) یزید بن عامر کہاں ہیں؟

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جن جن اشخاص کو منتخب کیا تھا میں نے انہیں مختصر کر کے بیان کیا ہے اور چونکہ آپ نے آواز دینے میں حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مقدم فرمایا تھا اس لئے میں نے بھی بیان کرنے میں انہیں مقدم رکھا ہے۔ جب آپ نے زیادہ تر انصار ہی کو پکارنا شروع کیا اور اکثر انہی کا آپ انتخاب کرنے لگے تو حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے شکایت کی اور کہا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ آج اس جنگ میں ہمیں ہی آگے رکھنا چاہتے ہیں اور مہاجرین یعنی مغیرہ بن قصی کی اولاد کو پیچھے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیں یا تو اس انتخاب سے آزمانا چاہتے ہیں کہ دشمنوں کے مقابلے میں ہمارا صبر و استقلال ملاحظہ فرمائیں یا مغیرہ بن قصی کی اولاد پر شفقت اور مہربانی کی نظر کرتے اور ہمیں ان سے آگے بھیج کر ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ جس وقت آپ نے ان کے یہ کلمات سنے تو آپ گھوڑے کو ایڑی لگا کر ان کی طرف چلے اور ان کی جماعت کے بیچ میں کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے یا اولاد عامر! خدا کی قسم! میں نے تمہیں اس کام کی طرف جسے اپنے واسطے پسند کیا ہے محض اس لئے دعوت دی ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا ہے اور مجھے تم پر غیر تمہارے ایمان پر پورا پورا اعتماد اور یقین ہے۔ انصار نے کہا یا ابا سلیمان! واقعی آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد اکثر انصار نے تاکہ دل صاف ہو جائیں

کہ آپ لوگوں کو میرے متعلق ایسا کہنے میں کوئی تردد ہے یا نہیں؟ البتہ اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے یہ میری ایک آزمائش ہے کہ آپ جیسے حضرات کی زبان سے ایسے کلمات جاری کر کے وہ میرے صبر و استقلال کو آزمانا چاہتے ہیں۔ میں ان کی بارگاہ بے نیازی میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے نیک راستہ ہدایت اور سلامتی کی تا کہ میرے دل سے شیطان کا شک و عار و ترہات جاہلیت کا غصہ اور خلفشار دور ہو جائے توفیق عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا صاحب! خدا کی قسم اب اس گفتگو کے بعد اگر تم میرے سر اور رخساروں پر اپنے پیر بھی رکھتا ہو تو مجھے کچھ بھی اس عاجزی اور فروتنی کے باعث جو مجھے خدائے قدوس ذوالجلال و برتر کی درگاہ اور حبیب مصطفیٰ محمدؐ کی اطاعت میں حاصل ہے کسی قسم کا عذر و رنج نہ ہوگا۔

تمام مسلمان آپ کا یہ قول سن کر آپ کو انصاف اور باری تعالیٰ کی شکر گزاری کا ایک مجسمہ سمجھنے لگے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو دل پر دوہری صداقت کا سکہ جم گیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا ابو سلیمان! خدا کی قسم! تم باری تعالیٰ جل مجدہ کی شکر گزاری میں ایک یکتا اور عجیب شخص ہو۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور حضرت صاحبؓ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت صاحبؓ رونے لگے اور دونوں حضرات نے آپس میں مصافحہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ دونوں حضرات اس آیت کے مصداق ہوں گے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمائی ہے جو یہ ہے کہ

ونزعنا ما فی صدورھم من غل۔

"ترجمہ: ہم نے جو ان کے دلوں میں بغض تھا وہ نکال دیا۔"

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں میں سے ساٹھ ایسے سوار منتخب کر لئے جن میں کا ہر فرد اگر چہ تنہا ایک لشکر کا مقابلہ کرے تو تمام لشکر کے دانت کھٹے کر کے رکھ دے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا انصار خدا! یہ لشکر جو تمہارے مقابلے کو آیا ہے خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میرے ساتھ مل کر اس پر حملہ کرنے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ لوگ تم جیسے عرب ہیں تم ان کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہو۔ اگر ان کے مقابلے میں تم نے صبر اور استقلال سے کام لیا تو یاد رکھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے صبر کو دیکھ کر تمہاری تائید فرمائیں گے اور تم ان عربوں کو شکست دے دو گے اور جب تم نے انہیں ہزیمت دے کر بھگا دیا تو اس تمام لشکر پر تمہارا رعب چھا جائے گا اور وہ دہشت زدہ ہو کر تمام رومی ساتھ ہی ہوئے یہاں سے بھاگ جائیں گے۔

انہوں نے کہا ابا سلیمان! ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ جس طرح چاہیں کریں واللہ ہم اپنے دشمنوں سے اللہ جل جلالہ کی ذات اور اس کی تائید و قوت پر بھروسہ کر کے ان لوگوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے لڑتے ہیں نہایت بے جگری اور قوت کے ساتھ مقابلہ کریں گے اور طلب آخرت میں اپنی جانیں تک لڑا دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں یہ سن کر جزائے خیر کی دعائیں دیں اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اپنے ساز و سامان درست کر لو اور اسلحہ ساتھ لے لو۔ بہتر یہ ہے کہ تمہارے پاس دو دو تلواریں ہوں اور یہ لڑائی شمشیر زنی اور نیزہ بازی ہی کے ساتھ ہے۔ نیزہ اپنے ساتھ کوئی شخص نہ لے جائے۔ کیونکہ نیزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کبھی کبھی اپنے نشانے سے چوک جاتا ہے۔ اسی طرح تیر کمان کی بھی ضرورت نہیں۔ تیر نشانے پر لگتا بھی ہے اور خطا بھی کر جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے تیز رو اور اصیل گھوڑے پر سوار ہو جس کے اوپر انہیں پورا پورا اعتماد ہے اور آج ہی میں یہ وعدہ کر لو کہ ہم حضور آقائے دو جہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے پاس ملیں گے اور ہمارا مشق (وعدہ گاہ) وہی ہوگا۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر یہ تمام حضرات اپنی اپنی فرودگاہوں میں اپنا ساز وسامان درست کرنے اور اپنے اہل وعیال سے رخصت ہونے تشریف لے گئے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ بھی اپنے خیمے میں اپنا ساز وسامان درست کرنے اور اپنی بہن کو سلام کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی بہن خولہ بنت ازورؓ کو پہلے سلام کیا اور اپنی زرہ پہننے لگے۔ جس وقت آپ حرب کا سامان زیب بدن فرما چکے تو آپ سے آپ کی بہن خولہ بنت ازور کہنے لگیں کہ بھائی جان! آج آپ مجھے اس طرح رخصت فرما رہے ہیں جس طرح سے کوئی شخص ہمیشہ کے لئے کسی کو رخصت کیا کرتا ہے۔ آپ نے جو کچھ ارادہ فرمایا ہے آخر کار تم مجھے بھی اس کی اطلاع دے دیجئے۔ آپ نے انہیں اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور فرمایا کہ میرا ارادہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معیت میں ہو کر دشمنوں سے لڑنے کا ہے۔

آپ یہ سن کر رو پڑیں اور کہا بھائی جان! آپ اللہ تبارک وتعالیٰ پر پورا یقین رکھنے والے ہیں ان کے دشمنوں سے ضرور لڑو۔ دشمن نہ بھی آپ کی موت کو اگر وہ دور ہے نزدیک کر سکتا ہے اور نہ قریب کو بعید بنا سکتا ہے۔ اگر (خدانخواستہ) تم پر کوئی حادثہ آ گیا یا دشمنوں نے کسی طرح کا آپ کا بال بیکا کر دیا تو بھائی جان خدا کی قسم! خون کو بہا جانا کا صدمہ مجھ کو رہے گا اور جب تک وہ دشمن سے آپ کا بدلہ لے کر آپ کے پاس نہیں پہنچ جائے گی اس وقت تک اسے زمین پر بھی آرام میسر نہیں آئے گا۔ آپ یہ سن کر رو دئیے اور اپنا سامان حرب درست کرنے لگ گئے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ساٹھوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوئے اور تمام رات درگاہ رب العزت میں فتح ونصرت کی دعائیں مانگتے رہے اور تضرع وزاری کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی دعا ان سے عروس مستجاب کی شکل میں صفید صبح کے ساتھ ساتھ دراجابت پر دستک دی اور اللہ اکبر کی بلند بانگ آواز نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے نماز صبح پڑھائی سپہ سالار اکرم اور قائد اعظم جناب حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعد از نماز سب سے پہلے لشکر سے نکل کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ جذبیا اشعار پڑھ کر نکلنے کی ترغیب دی۔

(ترجمہ اشعار) اے میرے تمام بھائیو! جلدی چلو۔ دشمن کی طرف تاکہ تم خیر کثیر حاصل کر لیں ہم اس سے نیکی اور نجات کی امید رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس کے بدلے میں اپنی جانوں کو خرچ کریں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اصلاح فرمائیں گے۔ مسیح وشام ہماری مدد کرتے ہیں۔"

آپ نے اسلحہ زیب بدن کئے اپنے اہل وعیال کو رخصت کیا اور یہ آخر کا شعر پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کے آگے آ کھڑے ہوئے۔ ساٹھوں صحابہ رضوانؓ بھی ایک ایک کر کے آپ کے پاس جمع ہو گئے سب سے آخر میں حضرت زبیر بن العوام تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فتح ونصرت کی دعائیں مانگتی چلی آ رہی تھیں۔ جس وقت آپ اپنے بھائی جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچیں تو آپ ان سے کہنے لگیں بھائی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد سے علیحدہ نہ ہونا حضرت کے وقت جو یہ کریں تم بھی کرنا اور جس طرح یہ لڑیں تم بھی اسی طرح لڑو! اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ہرگز نہ سننا۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہو گئیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے اہل وعیال کو الوداع کہا اور دشمن کی فوجوں کی طرف گھوڑوں کی روحیں اٹھا دیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان شیروں کے درمیان شیر نر کی طرح چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ عراقی عربوں کے مقابلہ

غسان کو مدد کا مشورہ دے دیا۔ یہ ساٹھ ہزار سوار بیٹے سپہ سالار کا حکم پاتے ہی آپ اور آپ کے ہمراہیوں پر ایک دم ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی ثابت قدمی سے اپنا کام کرنا شروع کر دیا اور دونوں طرف سے لڑائی کے شعلے نکل پڑے۔ آدمیوں کے شور و غوغا اور بہادروں کی دلدوز آوازوں کے سوا کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی۔ تلواریں اپنی پوری قوتوں کے ساتھ خودوں پر پڑتی تھیں اور چھنا چھن کی آوازوں کے ساتھ پیچھے لوٹ جاتی تھیں مسلمانوں اور کافروں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے تمام ساتھی اب کھیت رہے۔ مسلمان تکبیروں کے نعرے بلند کر رہے تھے ان کا اپنے مسلمان بھائیوں کی وجہ سے قلق و اضطراب بڑھتا چلا جا رہا تھا اور بعض تو ایک بعض سے سرگوشیاں کر رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے نفس کے کہنے میں آ کے مسلمانوں کو ہلاک کرا دیا۔ ادھر رومیوں کی زبان پر جاری تھا کہ اگر جبلہ نے ان شہسواروں کو ہزیمت دے دی اور قتل کر دیا تو تمام عربوں کو ہم یقیناً مار کر بھگا دیں گے اور ہماری فتح یقینی ہے۔ جنگ اسی طرح طول کھینچتی رہی اور اس کے گرد و غبار نے اڑ اڑ کر دور تک زمین و آسمان کو گھیر دیا یہاں تک کہ آفتاب اس کا نظارہ کرتا کرتا ہوا ستر کی طرف پہنچ گیا اور خاص ان بہادروں کے سر پر کھڑا ہو کے تماشا دیکھنے لگا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ساٹھ آدمیوں سے ساٹھ ہزار فوج کا مقابلہ کرنا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اللہ جلالہ و عم نوالہ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت زبیر بن عوام حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق حضرت فضل بن عباس، حضرت ضرار بن ازور، اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جزائے خیر عنایت کریں کہ میں نے ان چھ اشخاص کو دیکھا کہ ان کے بازو ملے ہوئے تھے مونڈھے سے مونڈھا لگ رہا تھا۔ ایک دوسرے سے الگ ہوتا نہیں جانتا تھا اور اپنے ہمراہی کی حفاظت کے لئے تمام کے تمام سینہ سپر ہو کر لڑ رہے تھے۔ بعض آدمی دائیں طرف بغیر معین و مددگار کے بھی رہ گئے تھے اور اسی طرح بائیں جانب بھی بعض کی یہ تک منظور ہوئی تھی لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے، چنگاریاں اڑ اڑ کر آگ لگا رہی تھیں، خون چاروں طرف بہہ رہا تھا سوار زین سے کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ بڑے بڑے شیروں کے سینے تیر و نیزوں کے پار ہو رہے تھے، موت لقمے بنا بنا کر کھا رہی تھی، تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی تلوار چمک چمک کر بجلی کی طرح کوندتی تھی، ہاتھ دست ہو گئے تھے، ہاتھ بے حس ہو رہے تھے۔ سواروں کے مونڈھوں کی ہڈیاں اور ان کا استخوان ہو گیا تھا مگر سستی اور تھکاوٹ کے بجائے جوش پر جوش ہو رہی تھی۔ میدان کارزار میں ھل من مزید کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ یہ چھ جانباز اہل اسلام نہایت پھرتی اور چالاکی سے قتل کر رہے تھے، دشمن بھی بڑھ بڑھ کر ان کے اوپر حملے کر رہا تھا اور کبر پا تھا جو مصیبت ان پر نازل ہوئی وہ مجھ تک بھی پہنچ گئی تھی کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے زور سے آواز دی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابیو! یہی میدان کارزار میدان حشر ہے خالد کی جو تمنا تھی وہ پوری ہو گئی۔ میدان کارزار ہماری طرف آئی کہ دو بن گیا۔ لوگ ہجوم کر کر ہماری جانب آنے لگے اور ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پا پیادہ ہو گئے اور حملے پر حملہ کرنے لگے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پیادہ اور لوگوں کا ان پر ہجوم دیکھ کر ان کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہوئے اور ان کے گھوڑوں کے منہ سے رکاب روک کر تلواریں لگانا شروع کر دیں۔ تم دور ہو جاؤ اور ان اصحاب کے سامنے سے ہٹ جاؤ ہم ہی تمہارے اور ان کے سلام ہیں۔ زبیر بن عوام ہوں میں حواری رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا فضل بن عباس۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ حملے جو آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کے حصار اور ان پر آپ کے بچانے کے لئے کر رہے تھے میں گن نہ پاتا آپ نے بیس حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک ایک سوار کو گراتے رہے حتیٰ کہ آپ کے سامنے وہ بھاگ پڑے اور حضرت خالد بن ولیدؓ و حضرت مرقال بن ہاشمؒ رومیوں کے بیت ایک گھوڑے کو پکڑ کر سوار ہو گئے اور پھر ایک اس زور سے حملہ کیا کہ گویا وہ ابھی تک نہیں لڑے تھے اور اب تازہ دم ہی حملہ کر رہے ہیں۔ تمام میدان لڑائی نے یہی رنگ اختیار کیا اور ہر طرف کشتوں کے پشتے اور خون کی سرخ سرخ ندیاں دیکھ دیکھ کے سورج بھی زرد پڑنے لگا اور قریب تھا کہ یہ مغرب کے دامن میں کود پڑے کہ حسن در شیران نے پھر ایک جان توڑ حملہ کیا اور دوبارہ عرب نصرانیوں پر ٹوٹ پڑے۔ ادھر مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی وجہ سے قلق و اضطراب نے گھیرنا شروع کیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو زور زور سے آوازیں دیں اور فرمایا! اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر لو۔ میری دانست میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے تمام ساتھی شہید ہو چکے ہیں بڑھو اور نصرانیوں پر حملہ کردو۔ تمام مسلمانوں نے اس پر لبیک کہا اور حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر حضرت ابوسفیان صخر بن حرب نے کہا ایہا الامیر! ان شاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور عنقریب آپ انہیں بخیر و عافیت واپس آتا دیکھیں گے ابھی آپ جلدی نہ کریں۔ آپ نے اس پر مطلق توجہ نہ فرمائی اور حملے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کو اس وقت سخت صدمہ اور قلق ہو رہا تھا اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کی وجہ سے جو جنگ میں شریک تھے آپ رو رہے تھے۔ قریب تھا کہ جناب حملے کے متعلق احکام نافذ کریں کہ دفعتاً تکبیر و تہلیل کی آوازیں گونجنے لگیں۔ اللہ اکبر کے نعروں سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ کی صدائیں آنے لگیں اور اسی کے ساتھ ساتھ نصرانی عرب شکست کھا کر بھاگتے ہوئے اس طرح نظر آنے لگے کہ گویا ان سے کسی چیخنے والے نے انہیں چیخ چیخ کر بھگا دیا ہے۔ ان کا شیرازہ منتشر ہوا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھی شدت ضرب و حرب سے تھکے ماندے اور پیاسے دار معرکہ سے باہر نکلے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی تلاش اور شمار کی تو کل بیس آدمی دکھائی دیئے سخت رنج ہوا اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگے طمانچے مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ابن ولید! ہائے تو نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ کل باری تعالیٰ رب رحمن و رحیم اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا جواب دے گا۔ آپ ششدر و حیران یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مع دوسرے بہادران اسلام آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں اس طرح منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اور یہ قول کے دہن میں سے آتے دیکھ کر ان سے فرمایا! ابو سلیمان! مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی ہزیمت پر خداوند تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! یہ ٹھیک ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فتح بخشی مگر افسوس کہ خوشی رنج سے بدل گئی۔

انہوں نے فرمایا یہ کس طرح؟ آپ نے کہا میرے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابہ تھے جن میں حضرت زبیر بن عوام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی کے صاحبزادے اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں گم ہو گئے۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ایک کا نام گنوانا شروع کر دیا اور چالیس حضرات کے نام گنوا دیے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اس

انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد فرمایا تمہارا عجب و غرور مسلمانوں کو ضرور ہلاک کر کے رہے گا۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہارا یہ تکبر کچھ نہ کچھ ضرور کر کے رہے گا۔

علامہ ابن اعثم کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ امیر[1] میدان کارزار میں تشریف لے پہنچے اور وہاں مقتولین میں سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعشوں کی تلاش فرمائی۔ آخر ان کی نعشیں وہاں نہ ملیں تو وہ حضرات شہید ہو گئے ورنہ پھر دو ہی صورتیں ہیں کہ مشرکین نے یا تو انہیں گرفتار کر لیا ورنہ وہ حضرات ان کے تعاقب میں بڑھے چلے گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ بن کر مشعلیں لانے کا حکم دیا۔ اندھیرا چونکہ زیادہ ہو رہا تھا مقتولین کی لاشیں ایک ایک کر کے دیکھی جانے لگیں۔ نصرانی عربوں کے پانچ ہزار مقتول ہو گئے تھے جن میں ان کی فوج کے سردار رفاعہ بن معمر غسانی اور شداد بن اوس بھی شامل تھے۔ مسلمان شہداء کی دس لاشیں ملیں جن میں دو انصار حضرت عمر ازدی اور حضرت طلحہ فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور باقی دوسرے حضرات کی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا احتمال تو یہی ہے کہ بقیہ حضرات تعاقب میں ہی بڑھتے چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ دعا کی:

اللھم امن علینا بالفرج القریب ولا تفجعنا بابن عمۃ نبیک الزبیر بن العوام ولا بابن عمہ الفضل بن العباس۔

ترجمہ: "اے اللہ! آپ ہم پر کشادگی فرما کر احسان کیجئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے زبیر بن عوام اور آپ کے چچیرے بھائی فضل بن عباس کی وجہ سے رنج نہ دیجئے۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا معشر المسلمین! آپ لوگوں میں سے کون کون نصرانی عربوں کے تعاقب میں جا کر سچی خبر لائیں گے جس کا اجر اللہ عزوجل عطا فرمائیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے سب سے پہلے جواب دیا کہ حضرت اس کام کے لئے میں حاضر ہوں میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا خالد! تم بہت تھکے ہوئے ہو تم مت جاؤ۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! میرے سوا اور کوئی نہیں جا سکتا میں ضرور جاؤں گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے حضرت حازم بن جبیر بن عدی کے جو بنی بجالہ کے قبیلے کے شخص تھے گھوڑے سے جس کا نام ہرطال تھا اور جو سواری میں تیزی کے لئے مشہور تھا اپنا گھوڑا بدل لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ گھوڑے کے مالک حضرت حازم بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مخاطب کر کے کہا ابا سلیمان! آپ کو مبارک ہو آج آپ کی ران کے نیچے وہ گھوڑا ہے جس پر میں جنگ احد، جنگ خیبر، ذات السلاسل، جنگ اور یمامہ کی سواری کر چکا ہوں یہ وہی گھوڑا ہے جس پر غزوہ حنین کے روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوار ہوئے تھے اور جناب حضرت ابو بکر صدیقؓ سوار ہوئے تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ میں ان دونوں بیٹوں کے ہمراہ ہو کر ان سے ضرور لڑوں گا۔

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کی باگیں قوم کے تعاقب میں کر کے چھوڑ دیں۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہو لی۔ آپ برابر گھوڑے کو سرپٹ ڈالے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ جس وقت آپ دور نکل گئے تو آپ کو تکبیر و تہلیل کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی تکبیروں کے نعرے بلند کئے کچھ توقف کے بعد گم کردہ جماعت آ

1. یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض عربی قبیلے زکوٰۃ کے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

اسلام آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آگے آگے جناب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے تھے اور پیچھے پیچھے تمام حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ انہیں دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے ان کی تعظیم و تکریم کی اور سلام کے بعد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات تھی اور آپ کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے کہا یا ابا سلیمان! اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب مشرکین کو ہزیمت دے دی اور وہ بھاگ پڑے تو ہم نے اپنے چند آدمیوں کو غائب دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ وہ قید ہو گئے۔ یہ سوچ کر ہم نے ان کا تعاقب کیا کہ اپنے آدمیوں کو چھڑا لیں مگر ہم نے انہیں ان کے ہاتھوں میں جب قید نہ دیکھا تو لوٹ پڑے۔ اب یقیناً وہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا وہ ضرور قید ہیں شہید نہیں ہوئے۔

حضرت زبیر بن عوام نے کہا آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے کہا کہ ہوتے نہیں؟ رومیوں کی نعش کے معرکۂ کارزار میں گو رومیوں کی نعش موجود نہیں۔ چھبیس آپ حضرات ہیں اور تیس ہم اس طرح کل چھپن ہوئے باقی پانچ آدمی مفقود ہیں جو یقیناً قید ہیں۔ قید ہونے والے حسب ذیل حضرات تھے:۔

رافع بن عمیرۃ الطائی، ربیعہ بن عامر، ضرار بن ازور، عاصم بن عمرو اور یزید بن ابوسفیان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت رنج ہوا اور وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت اقدس میں لوٹ آئے۔ آپ نے حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس، حضرت مرقال بن ہاشم کو خیر و عافیت لوٹتے دیکھ کر زمین ہی کے اوپر سجدہ شکر ادا کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے کہا معاشر المسلمین! اللہ کی قسم میں نے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں شہادت کے لئے اپنی جان کو بہت دفعہ پیش کیا۔ مگر افسوس کہ کبھی جام شہادت کا مزہ نہ چکھ سکا۔ جن مسلمانوں کی موت قریب آ گئی تھی وہ چل بسے اور جو قید ہو گئے ہیں ان کی رہائی انشاء اللہ میرے ہی ہاتھ سے ہوگی۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ رات خوشی اور انبساط کی سے گزاری اور چونکہ عیسائیوں رومیوں کو شکست فاش ہوئی تھی اس لئے وہ تمام رات پریشانی اور اضطراب میں رہے۔ باہان نے جبلہ بن ایہم غسانی کو بلا کر جنگ کی تمام کیفیت دریافت کی اور اس کے ساتھ شکست کی وجوہات بھی دریافت کرنے لگا۔ اس نے کہا بادشاہ! ہم برابر مسلمانوں پر غالب آتے چلے جاتے تھے حتیٰ کہ رات کی ظلمت نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا مگر رات کے ہوتے ہی ایک شور و غل بلند ہوا جس نے ہماری تمام تر جمعیت کو پراگندہ کر کے رکھ دیا۔ اور ہم برابر شکست کھانے لگے۔ میری رائے میں مسلمانوں کو مدد دینے والا اور ان کی جنگ میں تائید و نصرت کرنے والا کوئی دوسرا ہی ہاتھ ہے جسے نہ میں اور نہ آپ ان کے معبود ہی کا ہاتھ کہہ سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور ان کی پشت پر خدا کی بے پناہ طاقت کام نہ کرتی تو ہماری ساٹھ ہزار جمعیت کے مقابلہ میں ان کے کل ساٹھ آدمی نہ نکل کر آتے۔ باہان نے کہا اگر میں تم لوگوں کو اپنی طرف سے بھیجتا ہوں تو تمہاری استعداد قبول نہیں ہوتی اور اگر مقابلہ کے لئے روانہ کرتا ہوں تو تم شکست کھا کر بھاگ آتے ہو۔ صلیب کی قسم! کل میں ان پر خود حملہ کروں گا اور انہیں مٹی میں ملا کر چھوڑوں گا۔ تمام رات یہ اسی منصوبہ میں رہا اور حضرت خالد بن ولید اور تمام مسلمانوں کو شکست دینے کی فکر میں رہا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے رومیوں کا ارادہ معلوم کر کے دوسرے دن کے لئے پھر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب کی خدمت اقدس میں حسب ذیل خط لکھا:

ترجمہ "بہت سے نبی تھے کہ ان کی ساتھ ہو کر خدا کے بہت لوگ لڑے تھے جو اللہ کے راستہ میں انہیں محنت وغیرہ پہنچی اس کی وجہ سے وہ نہ سست ہوئے نہ ضعیف اور دو گڑگڑاتے تھے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں ان کا قول محض یہی تھا کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہمارے کاموں میں زیادتی کو معاف کر دیجئے اور ہمیں ثابت قدم رکھئے اور قوم کافرین پر ہماری مدد کیجئے"۔

جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دینا اور یہ حکم کر دینا کہ اللہ عزوجل کے راستہ میں دشمنوں سے دل کھول کر مقابلہ کریں اور یہ آیت سنا دینا۔

یاایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

ترجمہ "اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید کہ تم مراد کو پہنچو"۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پھر اس خط کو ملفوف کر کے آپ نے اسے حضرت عبداللہ بن قرطؓ کے حوالے کر دیا اور فرمایا! ابن قرطؓ! جس وقت تم مسلمانوں کے پاس پہنچ جاؤ لڑائی کی صفیں مرتب ہو جائیں اور سامان جنگ بالکل لیس ہو چکے تو موحدین کی صفوں میں پہنچ کر ان سرداروں کے پاس جن کے ہاتھ میں نشانات ہوں کھڑے ہو کر میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں تمہارے پاس ان کا قاصد کھڑا ہوا ہوں۔ عمر بن خطاب نے تمہیں سلام کہا ہے اور کہا کہ یا اہل ایمان! مقابلہ کے وقت صدق دل سے مقابلہ کرو۔ شیروں کی طرح حملہ کرو اور ان کے سروں کو تلواریں مار مار کر قلم کر دو ان کی حقیقت مچھروں سے بھی کم سمجھو وہ خود تمہارے مقابلہ میں کھیوں جیسے ہو جائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تم منصور و مظفر ہو گے الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ یاد رکھو اللہ جل جلالہ کا لشکر غالب ہوتا ہے۔

عبداللہ بن قرطؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت! میرے لئے دعا کر دیجئے تا کہ میں خیریت سے اور جلدی پہنچ جاؤں۔ آپ نے کہا اللھم اصحبہ وسلمہ واطولہ البعید انک علی کل شئی قدیر۔ بار الہا! اس کی مدد کیجئے سلامت رکھئے راستہ کی مسافت کو جلدی قطع کرا دیجئے آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر فاروقؓ کے بارہ میں رائے

عبداللہ بن قرطؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا اور مسجد نبویؐ سے نکل کر چلا جس وقت میں باب جبرئیل کے قریب پہنچا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ خدا کی قسم! میں نے بہت بڑی غلطی کی کہ رسول اللہؐ کی قبر شریف پر سلام کر کے نہ چلا۔ نہ معلوم کہ مجھے یہاں لوٹ کر آؤں یا نہ آؤں اور پھر اس کی زیارت کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ یہ سوچ کر میں رسول اللہؐ کے حجرہ مبارک کی طرف چلا جس وقت یہاں پہنچا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ قبر شریف کے پاس بیٹھیں درود شریف پڑھ رہی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباسؓ سرہانے بیٹھے ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباسؓ کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں رونق افروز تھے۔ حضرت عباسؓ سورہ انعام اور حضرت کرم اللہ وجہہ سورہ ہود کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر درود و سلام بھیجا اور رخصت ہونے لگا۔

قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے کہ اچانک شور و غوغا اور چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں، جس کے سبب سے ہمارے دل کانپنے لگے۔ ہم اس کی تحقیق کے لئے دوڑے تو معلوم ہوا کہ یمن کے قبیلہ صعدوان (صعدا) نیز زبید، بجیلہ، مذحج، طے، جبلہ، حمیر، تجوا، مارب، سبا اور حضر موت کے چھ ہزار آدمی جو عمرو بن خول العبسی کے زیر قیادت جمع ہو کے جہاد کے لئے حاضر ہوئے۔ ان تمام قبیلوں اور شہریوں کے سردار پاپیادہ ہوئے اور حضرت عمر بن خطابؓ کو سلام کیا۔ آپ نے انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ حضرات ایک جگہ مقیم ہو گئے۔ رات کی چار گھڑی نے ابھی آنا ہی شروع کیا تھا کہ مکہ معظمہ، طائف، وادی نخلہ اور ثقیف کے ایک ہزار آدمی حضرت سعید بن عامرؓ کے زیر سیادت آ گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور یہ بھی پہلے لشکر کے پاس ٹھہرا دیئے گئے۔ اتوار کے روز حضرت عمرؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ایک سرخ نشان بنا کے حضرت سعید بن عامرؓ کے سپرد کر دیا۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نشان لے کر چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ابن عامر! ذرا توقف کرو تاکہ میں تمہیں چند نصیحتیں کر دوں۔ اس کے بعد آپ پاپیادہ لشکر کی طرف چلے۔ آپ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت عباسؓ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی تھے۔ جس وقت آپ لشکر کے قریب پہنچ گئے تو آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا! سعید! میں نے تمہیں اس تمام لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ تم اس لشکر میں کسی آدمی سے افضل نہیں ہو۔ ہاں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ تو تم سب سے زیادہ بزرگ ہو سکتے ہو۔ جس وقت تم یہاں سے کوچ کرو تو حتی المقدور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ سب و شتم سے باز رہنا۔ چھوٹوں کو حقیر نہ سمجھنا۔ بڑوں کو ان کی قوت کی وجہ سے چھوٹوں پر ترجیح نہ دینا۔ خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا۔ ہولناک اور پر خطر راستہ اور جنگل میں انہیں لے کر نہ نکلنا بلکہ آسان اور پر امن راستے سے قطع سفر کرنا کمین اور پوشیدہ راستوں سے بچتے رہنا۔ میرے بعد تم پر اور تمہارے ان ساتھیوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ میرے خلیفہ ہیں۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ نے مجھے ایسی ایسی عمدہ نصائح فرمائی ہیں کہ اگر میں ان پر عمل کروں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ نجات پا لوں گا۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا سعید! اپنے امام امیر المومنین کی وصیت دل کے کانوں سے سن اور اسے خوب یاد رکھو! یہ وہ شخص ہیں کہ جن کے سبب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد [1] چالیس کر دی تھی اور انہی کے [2] سبب امت کا نام مومنین ہوا ہے اور انہی کی شان میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ان تطیعوہ تھتدوا و ترشدوا۔

ترجمہ: "اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم ہدایت پا جاؤ گے"۔

اور سیدھے راستے پر چلتے رہو گے۔ سعید! جس وقت تم حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس پہنچ جاؤ اور اپنے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو جائے کہ اس جیسے لشکر سے تمہارا مقابلہ کبھی نہیں ہوا ہوگا اور معاملہ تم پر سخت گزرنے لگے تو حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کو لکھ

---

[1] تمم اللہ بہ الاربعین کا ترجمہ ہے اس کا مطلب میری سمجھ میں اس کے سوا کچھ نہیں آیا چونکہ تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ ایمان میں چالیسویں شخص ہیں اور انتالیس مسلمانوں کے بعد اسلام لائے تھے اس لئے یہ ترجمہ کر دیا گیا۔ ۱۲ منہ

[2] بہ سمیت باہ المومنین کا ترجمہ ہے۔ تاریخ میں ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب آپ ہی کو ملا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفہ رسول اللہ کہہ کر پکارا جاتا تھا اس لئے امت کا نام مومنین ہو گیا۔ ۱۲ منہ

تھا۔ نہ مسافرانِ مسلمانوں کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی اور وہ چلتے چلتے بالکل چکنا چور ہو گئے اور اس قدر تھک گئے کہ چلنے کی تاب نہ رہی۔ بعض مسلمان چونکہ پا پیادہ بھی تھے اس لئے دوسرے مسلمانوں نے انہیں اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے اوپر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ بعضوں نے بعضوں کو گود میں اٹھایا اور چلتے رہے حتیٰ کہ جس وقت مسلمانوں نے اس جنگل کی وحشت اور اس جانگداز راستہ کی مصیبت دیکھی اور جادہ طریق اور راہ مستقیم انہیں کہیں دکھلائی نہ دیا تو مجھ سے کہنے لگے: سعید! ہمیں معلوم ہوا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں۔ ہمیں چونکہ مسافت نے بالکل تھکا دیا ہے اس لئے اگر اسی جنگل میں تھوڑی سی دیر آپ کہیں آرام کر لینے دیں تو بہتر ہے۔ میں نے ان کی تمنا کو قبول کر لیا اور اجازت دے دی۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ اس جنگل میں ایک غیر آب چشمہ تھا ہم اس کے کنارے پر اترے پانی پیا، گھوڑوں اور اونٹوں کو پانی پلایا اور انہیں درختوں کے پتے چرنے چھوڑ دیا۔ اکثر آدمی سو گئے۔ بعض حضور اکرمؐ پر درود شریف پڑھتے تھے۔ میں بھی ان بعض لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا اور اپنے مولا کریم جل جلالہ سے مسلمانوں کے لیے بہتری اور سلامتی کی دعا میں مانگ رہا تھا کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میری آنکھ لگ گئی۔

حضرت سعیدؓ کا خواب

خواب میں میں نے دیکھا کہ میں ایک سبز و شاداب باغ میں ہوں جس میں درخت اور بے شمار پھل لگ رہے ہیں اور میں وہ پھل توڑ توڑ کر کھا رہا ہوں اور اس باغ کی نہر کا پانی پی رہا ہوں۔ نیز ان پھلوں کو چن چن کے اپنے ساتھیوں کو بھی دیتا جاتا ہوں اور وہ بھی انہیں خوب کھا رہے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں اور اس باغ میں نہایت فرحت کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں کہ دفعتاً ایک بہت بڑا شیر ان درختوں سے نکل کر میرے منہ پر حملہ آور ہوا اور قریب تھا کہ وہ مجھے چیر پھاڑ ڈالے میں نہایت مرعوب اور خوف زدہ ہو گیا۔ اسی وقت دو بڑے بڑے شیر درختوں سے نکلے اور انہوں نے اس حملہ آور شیر کو مار کے اسی جگہ ڈال دیا۔ میں نے اس شیر کے منہ سے دھاڑنے اور چلانے کی ایک مہیب آواز سنی جس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد میرے منہ میں پھلوں کی شیرینی موجود تھی اور شیروں کی شکلیں میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھیں۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کی تعبیر اپنے ذہن میں یہ لی کہ یہ مال غنیمت ہو گا جسے مسلمان حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کوئی جابر اور مانع بھی پیش آنے والا ہے مگر وہ مغلوب ہو گا اور مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں گی۔ میں پھر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگا۔ میں بیٹھا ہوا اسے پڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک میں نے جنگل کے دائیں جانب سے ایک ہاتف غیبی کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔

> (ترجمہ اشعار) اے جنگ کی طرف جانے والے گروہ! اس جنگل کی وحشتوں سے مت ڈرو۔ اس میں کوئی حیوان ہے اور نہ کوئی ڈرانے والا۔ اور اے اللہ کے بندو! تم بہت جلدی جان لو گے مالک کی مہربانی اور لطف کو جو اپنی اولاد کے ساتھ کی جاتی ہے اور اس محبت کو جو دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلدی راستہ دکھلا دیں گے اور تم اولاد کے ساتھ مال غنیمت بھی حاصل کرو گے۔"

جس وقت میں نے ہاتف غیب کی زبان سے یہ بشارت آمیز غنیمت حاصل ہونے کے متعلق اشعار سنے تو میں نے سجدہ

شکر ادا کیا۔ مسلمان اس ہاتف غیبی کی آواز سن کر بیدار ہو گئے۔ میں نے ان سے ایک شعر کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھا اور تین شعر شماخ بن حصن کلبی نے یاد کر لئے جنہوں نے وہ مجھے تین شعر بھی یاد کروا دیئے تھے۔ مسلمان ہاتف غیبی کی زبان سے یہ اشعار سن کر بے حد خوش ہوئے اور مال غنیمت کی وجہ سے ان کے دل بہت مسرور ہو گئے۔ ہم یہاں صبح ہونے تک مقیم رہے۔ صبح ہوئی تو میں نے نماز پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد مسلمان اس جنگل سے نکلے۔ میں نے اس جنگل اور پہاڑ کی تحقیق کرنی شروع کی۔ معلوم ہوا کہ یہ پہاڑ جبل رقیم ہے۔ جس وقت میں نے اسے خوب پہچان لیا تو زور سے تکبیر کی آواز لگائی اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ مسلمانوں نے میری تکبیر کی آواز سن کر تکبیر کے فلک بوس نعروں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور دریافت کرنے لگے کہ یا ابن عامر کیا بات ہے اور آپ نے کیا چیز دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا تھا۔ میں نے کہا ہم شام میں پہنچ گئے ہیں اور یہ جبل رقیم ہے۔ چونکہ میرے ساتھی اکثر جاہل تھے کہنے لگے رقیم کیا ہوتا ہے؟ اور کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے انہیں حدیث [1] رقیم سنائی اور کہا کہ میں نے اس پہاڑ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ انہوں نے اس حدیث شریف کو سن کر بے حد تعجب کیا۔ پھر میں انہیں لے کر غار کی طرف چلا اور اس میں ہم سب نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں نے کوچ کا حکم دیا اور ہم چل پڑے حتیٰ کہ ہم شہر عمان میں پہنچ گئے۔ یہاں سے ہم نے ایک گاؤں کی طرف جسے [2] جنان کہتے تھے رخ کیا۔ میں نے دیکھا کہ یہاں کے دیہاتی مع اہل و اولاد کے نکل نکل کر کہیں جا رہے ہیں۔ جس وقت مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو میری اجازت اور حکم کے بغیر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بعض آدمی گرفتار کر لئے۔ اکثر آدمی جو اس شہر میں ایک مضبوط قلعہ تھا بھاگ کے اس میں چھپ گئے اور شہر پناہ کے دروازے کو بند کر لیا۔ میں نے شہر پناہ کے پاس جا کے آواز دی اور کہا کم بختو! کیا بات ہے اور تم اپنا گاؤں چھوڑ کر کہاں جا رہے تھے اور اب کیوں لوٹ گئے۔ ایک آدمی ان میں سے میری طرف آیا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! والی عمان نے ہمارے پاس آدمی بھیجا تھا اور حکم دیا کہ ہم عمان میں آ کر اس کی پناہ میں داخل ہو جائیں اس لئے ہم اپنے شہر کو چھوڑ چھوڑ کر عمان کی طرف جا رہے تھے اور چونکہ تم راستہ میں مل گئے اس لئے تم سے ڈر کر پھر اب ہم شہر ہی میں لوٹ آئے۔ اب ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم تمہاری حمایت اور پناہ میں آ جائیں۔ کیا آپ حضرات ہماری اس استدعا کو قبول فرما سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ چنانچہ میں نے دس ہزار درہم پر صلح کر کے انہیں ایک معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

جس وقت ہم یہاں سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا یا معاشر العرب! ہم نے آپ حضرات سے صلح ضرور کر لی ہے مگر ہم اپنی قوم سے بے حد خائف ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ عنقریب اس والی عمان کی طرف سے آپ حضرات پر بہت سختی ہوگی اور وہ آپ کو بہت زیادہ تنگ کرے گا۔ لہٰذا اگر اس پر فتح یاب ہو گئے تو یہ ہمارے اور آپ کے لئے دونوں کے لئے بہت بہتر ہوگا۔

میں نے کہا ہم اس پر کس طرح فتح پا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رومیوں کے کمانڈر اعظم باہان نے والی عمان کے پاس قاصد روانہ کیا تھا کہ تم اپنی جمعیت لے کر ساحل قیساریہ کی طرف کوچ کر جاؤ اور وہاں ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے ہمراہ رہو۔ چنانچہ یہ عنقریب کوچ کرے گا۔ اگر آپ کو اس پر فتح ہو گئی تو ہمیں امید ہے کہ آپ کو بہت بڑی غنیمت حاصل ہوگی۔ میں نے کہا والی عمان کے

---

[1] قصہ اصحاب کہف و رقیم مشہور قصہ ہے۔ قرآن شریف اور حدیث میں اس کا قصہ وارد ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیتنا عجبا۔ ۱۲ منہ

[2] ایک نسخہ میں اکباب ہے۔ ۱۲ منہ

والی عمان کو جس وقت اطلاع ملی تو اس نے مسلمانوں کی اس خون ریزی کو دیکھ کر مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔ اور یہ رومی جماعت کا علم لے کر مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ کافروں پر ٹوٹ پڑے ہر ایک شخص ہاتھ میں لئے تلواریں میان سے کھینچیں اور ایک سخت حملہ کر دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف چلے اور اس طرح ایک گھمسان کا رن پڑ گیا۔

مسلمانوں سے لڑائی اور والی عمان کی شکست

حضرت سعید بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان رومیوں کو بکریوں کی طرح ذبح کر رہے تھے اور تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرتے جاتے تھے۔ والی عمان مسلمانوں کی یہ بہادری اور اپنے ساتھیوں کا قتل دیکھ کر ہزیمت کھا کے پشت کی طرف بھاگا اور عمان کی طرف اپنے گھوڑے کی عنان منعطف کر دی۔ اس کے ساتھی بھی دم دبا کے اس کے ساتھ ساتھ ہو بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ مال غنیمت کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ بعض نے قیدیوں کی نگہداشت رکھی۔ والی عمان بھاگ دوڑ کے کھڑا ہو گیا کہ ہزیمت خوردہ لشکر اس کے پاس آ کے جمع ہو جائے۔

یہ ابھی پوری طرح جمع بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ ان کی پشت کی طرف سے سرپٹ گھوڑوں کا ایک دستہ بھالے سنبھالے ہوئے اور تیزی سے آتے ہوئے آتا دکھائی دیا۔ یہ قریب ایک ہزار جوان تھے جن کے آگے دو نوجوان دو شیروں کی طرح بڑھتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ میں نے انہیں غور کر کے دیکھا تو ان میں سے ایک جناب حضرت فضل بن عباس ؓ اور دوسرے جناب حضرت زبیر بن عوام ؓ تھے انہوں نے آتے ہی رومیوں پر ایک حملہ بول دیا اور انہیں چاروں طرف سے قتل کرنے لگے۔

حضرت زبیر بن عوام ؓ تنہا والی عمان کی طرف بڑھے۔ یہ ایک صلیب کے نیچے کھڑا ہوا تھا آپ نے اس کے زور سے ایک نیزہ مارا جس کی وجہ سے یہ قلابازی کھاتا ہوا اپنے گھوڑے سے گرا۔ قبل اس کے کہ اس کا جسد عنصری خاک میں ملے اس کی روح دوزخ میں جلنے کے لئے پہنچ گئی۔ حضرت فضل بن عباس ؓ اس کے جھنڈوں کی طرف بڑھے اور بڑے بڑے بہادروں کو تہ تیغ کر کے اس کے پاس پہنچانے لگے حتیٰ کہ آپ کی خون آشام تلوار رومیوں کے خون سے سرخ ہو کر زمین کو لالہ زار بنانے لگی اور آپ نے بے شمار رومی قتل کر ڈالے۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا معاشر المسلمین! خداوند تعالیٰ جل مجدہ تم پر رحم فرمائیں انہیں پکڑ پکڑ کر قید کر لو۔ ہم ان کے سبب سے اپنے دشمن کے ساتھ ایک فریب اور حیلہ چلیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامر ؓ کے ساتھی جس وقت تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو انہیں یہاں معرکہ کارزار گرم نظر آیا۔ وہ سمجھے کہ رومی مقابلہ کے لئے آپس میں ہی لڑ پڑے ہیں مگر جب وہ ان کے بالکل قریب ہوئے تو انہیں تہلیل و تکبیر کی آوازیں سنائی دیں اور اس وقت انہوں نے کہا یہ تو مومنین کے لئے دعوت الی الحق ہے۔ حضرت سعید بن عامر ؓ بڑھتے بڑھتے معرکہ میں بڑھے چلے گئے اور یہاں تک آگے بڑھے کہ حضرت فضل بن عباس ؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت فضل بن عباس ؓ اس وقت جنگ میں اپنی بڑائی بیان کر رہے تھے اور فرما رہے تھے میں ہوں ابن عم رسول اللہ ؐ۔ حضرت سعید بن عامر ؓ نے کہا فضل! تمہاری تمام کمک وجہ خدا کی توفیق اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔ اصحاب رسول اللہ ؐ میں سے آپ کے ساتھ دوسرا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت زبیر بن عوام ؓ ہیں۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! ان لوگوں میں سے کوئی شخص بچ کر نہیں گیا یا تو قتل ہو گئے اور جو بچے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ مسلمانوں کے بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور اسی طرح مسلمان دوسرے مسلمانوں سے مل گئے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت سعید بن عامرؓ کے پاس آئے اور فرمایا: ابن عامر! تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ اب تک تم ہمارے پاس نہیں پہنچے تھے، حالانکہ تمہاری اطلاع ہمارے پاس پہنچ چکی تھی کہ سالم بن نوفل عدویؓ آئے تھے اور انہوں نے آ کر تمہارے متعلق کہہ دیا تھا کہ وہ چل پڑے ہیں۔ تمہارے نہ پہنچنے سے ہمیں تمہارے متعلق عجیب عجیب گمان پیدا ہو رہے تھے کہ دیکھئے کیا بات ہوئی؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ہمیں عمان کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ کیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان صحیح و سلامت رہے اور مشرکین زیر و زبر ہو گئے پھر تم سے بھی ملاقات ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت زبیر بن عوامؓ نے مشرکین کے سروں کو کاٹ لینے کا حکم دیا جو تن سے جدا کر لئے گئے اور تمام عرب نے اپنے اپنے نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا۔ یہ [illegible] سر چار ہزار تھے اور قیدی ایک ہزار۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامرؓ نے ان رہبانوں کو چھوڑ دیا اور مسلمان بالکل آرام ہو کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف چلے اور جس وقت وہاں کے قریب پہنچ گئے تو تکبیر و تہلیل کے نعروں کے ساتھ فضا نے آسمان کو گونجا دیا۔ ادھر سے بھی مسلمانوں نے اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے ان کا استقبال کیا اور اس طرح وہ تمام میدان نعروں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ رومیوں کے دل کانپنے لگے۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا اور جس وقت انہوں نے مسلمانوں کا آٹھ ہزار لشکر اور ان کے نیزوں کی نوکوں پر چار ہزار سر لٹکے ہوئے دیکھے تو بہت متحیر ہو گئے۔ حضرت سعید بن عامرؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سلام کیا اور تمام قصہ مال غنیمت اور مسلمانوں کی فتوحات کا آپ سے بیان کیا۔ آپ یہ سن کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور اس کے بعد ان ایک ہزار قیدیوں کی گردنیں مار دینے کا حکم نافذ فرمایا۔ چنانچہ ان کی گردنیں ماری گئیں اور رومی انہیں قتل ہوتے ہوئے برابر دیکھتے رہے۔

قطبہ بن سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رومیوں کے کسی لشکر کو نہیں دیکھا کہ ان میں سے ایک بھی جانبر نہ ہوا ہو۔ مگر والی عمان کے لشکر کو کہ اس میں سے ایک شخص بھی نہیں بچا تھا۔ البتہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے اپنے لئے ان میں سے ایک غلام رکھ لیا تھا جو آپ کے پاس کل تین دن تک ٹھہر کر یہاں سے لشکر کی طرف فرار ہو گیا تھا اور اس نے عمان کے لشکر کی خبر دی تھی۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کو اس کے چلے جانے کا بڑا افسوس ہوا تھا۔ اختتام جنگ کے بعد وہ پھر کسی مسلمان کے ہاتھ آ گیا تھا اور حضرت زبیرؓ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا۔ اس سے اس کا مطالبہ کیا تھا اور اس شخص نے جب انکار کر دیا تھا تو یہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے تھے اور آپ نے حضرت زبیر بن عوامؓ کے حق میں فیصلہ دیا تھا اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس پھر وہ مدینہ طیبہ کی مراجعت تک رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے پانچ ساتھیوں کی رہائی کے لئے باہان کے پاس روانہ ہونا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے پانچ جانباز رومیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کا بہت ملال ہوا خصوصاً حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سخت قلق اور اضطراب تھا۔ آپ رنج کی وجہ سے روتے تھے اور باری تعالیٰ جل مجدہ کی درگاہ میں بصد عاجزی ان کی رہائی کے لئے دعا کرتے تھے۔ ادھر وہ حضرات باہان ملعون و مغضوب کے سامنے پیش کئے گئے اور اس نے انہیں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور جبلہ بن ایہم غسانی سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا یہ مسلمانوں کی فوج کے آدمی ہیں ہمارے مقابلہ کے لئے یہ ساٹھ شخص نکل کر آئے تھے جن میں سے میں نے اکثر کو قتل اور ان میں سے بعض کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے حاضر کر دیا ہے۔ اب ان میں سوائے ایک شخص کے اور کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا کہ جس کی فریب کاری سے ہم کسی طرح کا خوف کریں۔ البتہ ان میں ابھی ایک ایسا شخص موجود ہے جو انہیں جنگ میں ثابت قدم رکھتا اور ان کی ہر طرح مدد کرتا رہتا ہے اسی نے ارک، تدمر، حوران، بصریٰ اور دمشق فتح کیا۔ اسی نے عساکر اجنادین کو شکست دی۔ اسی نے توما اور ہربیس کا تعاقب کر کے مرج دیباج میں موت کے گھاٹ اتارا اور اسی نے ملک ہرقل کی بیٹی کو گرفتار کیا تھا اور یہ سب کچھ اسی خالد بن ولید کی کارگزاریاں ہیں۔ باہان نے کہا سب سے پہلے میرے لئے یہی ضروری ہے کہ میں اسے کسی حیلے اور مکر و فریب سے اپنے پاس بلا کے گرفتار کر لوں اور پھر اسی کے ساتھ ان پانچوں کو بھی موت کے منہ میں دے دوں اس کے بعد باہان نے ایک فاضل دانا اور زبان عربی کے فصیح اور ماہر شخص کو جس کا نام جرجیر تھا بلایا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں تمہیں ان عربوں کے پاس بھیجوں تم وہاں جا کر ان سے یہ کہو کہ آپ ہمارے پاس اپنا ایک قاصد روانہ کریں اور وہ قاصد وہ شخص ہو جس کا نام خالد بن ولید ہے کوئی دوسرا شخص نہ ہو۔ جرجیر گھوڑے پر سوار ہو کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا۔ راستہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا بادشاہ نے مجھے آپ کے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس کسی ایلچی کو بھیجیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آپ کے مابین صلح کرا دیں۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جانے کے لئے میں خود ایلچی موجود ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اسے ٹھہرنے کا حکم دیا اور آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس تشریف لے گئے اور تمام قصہ بیان کر کے کہنے لگے بذات خود اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابو سلیمان! باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں صحیح و سلامت رکھیں۔ جاؤ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ انہیں یا ان کے کسی گروہ کو تمہاری وجہ سے ہدایت بخش دیں یا وہ صلح اور ادائے جزیہ پر راضی ہو جائیں اور اس طرح تمہاری بدولت دنیا خون ریزی سے بچ جائے۔ ایک مسلمان کا خون اللہ عزوجل کو تمام مشرکین سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا میں اللہ عزوجل سے ان کی اعانت اور نصرت طلب کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے حجازی موزے (خفین) پہنے سیاہ عمامہ باندھا جس میں چاندی کی کڑیاں تھیں کرتے سے اسلحہ سے مزین ہو کے یمنی تلوار حمائل کی اور اپنے غلام ہمام کو حکم دیا کہ وہ سرخ خیمہ جو طائف کے چمڑے کا تھا اور جس میں

سونے کے دانے جڑے ہوئے تھے جو چمکتے تھے نیز آرائش و زیبائش کے لئے چاندی کا حاشیہ تھا آپ نے اسے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کی زوجہ محترمہ سے تین سو دینار سے خرید ا تھا سوار ہو کر چلے۔ ہم نے اسے ایک سبز زرہ پہنا دی، سبز کپڑے اور سرخ عمامہ باندھا۔ یمنی تلوار ہاتھ میں لی اور چلنے کے لئے تیار ہو گیا حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے گھوڑے پر جو نہایت سبک رفتار اور دوڑ میں دوسرے گھوڑوں میں سے بازی لے جانے والا تھا سوار ہوئے اور چلنے کا ارادہ کر لیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابو سلیمان! اپنے ساتھ کچھ آدمی لے لو تا کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! اگرچہ میں آپ کی اس رائے کو پسند کرتا ہوں مگر دین میں[1] جبر کرنا جائز نہیں ہے نیز مسلمانوں پر میری اطاعت فرض نہیں کہ میں انہیں لے جاؤں، باقی آپ کو اختیار ہے آپ جسے چاہیں حکم دے دیں مسلمانوں نے جس وقت آپ کا یہ کلام سنا تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا یا ابا سلیمان! آپ بزرگ اور اہل فضل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ جل جلالہ اور ان کے رسول مقبول ﷺ کے کام جو رہے ہیں۔ آپ جس وقت ہمیں حکم دیں گے اسی وقت امتثال امر کے لئے تیار ہیں۔ یہ کوئی جبر کی بات نہیں۔ آپ جس کام کے لئے چاہیں ہمیں حکم دیں ہم اللہ تبارک و تعالیٰ اور جناب رسول مقبول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری میں بہت جلدی اس کام کی طرف چلیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یمن کے سو سوار اپنے ساتھ لینا چاہے جن میں حضرت مرقال بن ہاشم، عتبہ بن ابی وقاص زہری، شرحبیل بن حسنہ، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی، میسرہ بن مسروق عبسی، قیس بن ہبیرہ مرادی، سہیل بن عمرو عامری، جریر بن عبداللہ بجلی، القعقاعؓ بن عمرو تمیمی، جابر بن عبداللہ انصاری، یزید بن ابو سفیان، عقیل بن عامر، عبادہ بن صامت خزرجی، اسود بن سوید مازنی، ذوالکلاع حمیری، مقداد بن اسود کندی، اور عمرو بن معدیکرب زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل تھے۔ آپ بڑے بڑے مہاجرین و انصار میں سے اسی طرح سادات عرب کے شہسوار چھٹے رہے حتیٰ کہ آپ نے سو جوان جن میں کا ہر ایک تن تنہا ایک پورے لشکر کا مقابلہ کر سکتا تھا منتخب کر لئے انہوں نے جنگی لباس پہنا، چادریں اوڑھیں، عمامے باندھے، تیر لگائے، تلواریں حمائل کیں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ چل پڑے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دائیں طرف اور حضرت مقداد بن اسود کندیؓ آپ کے بائیں جانب تھے اور باقی تمام حضرات نے آپ کو اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ہم نے چلنے کے وقت زور زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ حضرت نصر بن سالم مازنی کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے جانے لگے تو میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف دیکھا۔ آپ کے آنسو آپ کے رخسار مبارک پر بہہ بہہ کر گر رہے تھے اور آپ قرآن شریف کی ایک آیت پڑھتے جاتے تھے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابن سالم! واللہ یہ حضرات اس دین کے محافظ و مددگار ہیں۔ اگر ابو عبیدہ کی امارت میں خدانخواستہ ان میں سے کسی ایک کو بھی کچھ تکلیف پہنچ گئی تو رب العالمین کے حضور میں اور امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے دربار میں میرا کیا عذر ہو گا۔

---

[1] یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے کام میں زبردستی نہیں کہ کسی کو جبراً لے جاؤں۔ ۱۲ منہ

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ اور آپ کے تمام ساتھی رومیوں کے لشکر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن کے لشکر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ یہ لشکر عرض میں پانچ فرسخ تک پرواز کرتا چلا گیا تھا اور ہر طرف لوہا ہی لوہا چمک رہا تھا۔ انہوں نے زور سے آوازیں بلند کیں اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ جس وقت یہ آگے بڑھے تو سب سے پہلے دشمن کے طلیعہ (ہراول) میں قدم رکھا چونکہ اس کی کمان جبلہ بن ایہم کے ہاتھ میں تھی اس نے کہا تم کون ہو؟ اسے جواب دیا گیا کہ یہ حضرت خالد بن ولید ؓ ہیں جو باہان کے پاس بطور ایلچی کے آئے ہیں تاکہ اسے ہدایت کی طرف بلائیں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ کا یرموک کے میدان میں بطور ایلچی کے باہان کے پاس جانا

اس نے کہا کہ ابھی آپ یہیں ٹھہریں تاکہ میں ملک باہان سے آپ کے آنے کی اجازت حاصل کرلوں۔ یہ کہہ کر یہ باہان کے پاس گیا اور کہا کہ خالد بن ولید سردار عرب سوایسے آدمیوں کو ساتھ لے کر جن میں کا ہر ایک نیک صلاۃ اور شیر معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس آئے ہیں۔ باہان نے کہا میں نے تو فقط خالد بن ولید ؓ کو بلایا تھا کسی دوسرے آدمی کو نہیں بلایا تھا۔ جبلہ یہ سن کر مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! باہان نے تو تن تنہا خالد بن ولید ہی کو بلایا تھا کہ شاید گفت و شنید کے بعد ان دونوں میں کوئی صلح کی صورت نکل آئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا تو اپنے سردار کے پاس جا کے کہہ دے کہ خالد تن تنہا بغیر اپنے دوستوں کے کبھی نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ بغیر ان کی رائے اور مشورہ کے کسی بات کا عزم نہیں کرتا ہے اور ہر ایک کام میں ان کے مشورہ کا محتاج ہے۔

جبلہ یہ سن کے پھر باہان کے پاس گیا اور آپ کی گفتگو سے اسے اطلاع دی۔ اس نے کہا کہ تو انہیں آنے کی اجازت دیدے۔ مگر جس وقت وہ میرے خیمے کے پاس آ جائیں تو انہیں گھوڑوں سے اترنے اور تلواروں کے رکھ دینے کا حکم دے دینا۔ چنانچہ جبلہ نے آ کر انہیں اجازت دی اور یہ حضرات گھوڑے بڑھا بڑھا کر اس طرف چلے۔ رومیوں کے سردار اور بہادر ان کے چاروں طرف ان کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ سر جھکائے ہوئے خاموش بڑھے چلے جا رہے تھے نہ دائیں دیکھتے تھے نہ بائیں۔ اسی طرح آپ کے ساتھی نہایت بے فکری کے ساتھ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ نہ انہیں رومیوں کی تعداد سے کوئی فکر تھی نہ ساز و سامان سے ذرا اندیشہ تھا کہ وہ باہان کے خیمے تک اسی شان و شوکت کے ساتھ برابر بڑھتے چلے گئے۔

جس وقت یہ خیمے کے سامنے ہوئے تو جبلہ نے زور سے ایک آواز دی اور کہا معاشر العرب! چونکہ تم بادشاہ کے خیمے تک پہنچ گئے ہو اس لئے گھوڑوں سے اتر جاؤ اور اپنی اپنی تلواروں کو یہیں رکھ دو۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا ہم گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو جائیں گے مگر تلواریں ہماری عزت اور بزرگی کی نشانیاں ہیں ہم اس عزت و تکریم کو جس کے واسطے ہمارے رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ترجمان نے آپ کے یہ الفاظ باہان سے دہرائے۔ اس نے کہا جس طرح یہ چاہیں اسی طرح انہیں اجازت دے دو۔ یہ سنتے ہی حاجبوں نے انہیں پکارا معاشر المسلمین جس طرح چاہو آ جاؤ۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوفل بن دحیہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اسلام کے شیدائی اور رسول اللہ ﷺ کے فدائی گھوڑوں

کا اقرار کرتے اور اپنے معبود برحق کی درگاہ میں توبہ و استغفار کرتے اور اس ذات معبود واحد کی عبادت کرتے ہیں جس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر باہان کا چہرہ زرد ہو گیا اور وہ تھوڑی دیر سکوت کر کے پھر اس طرح کہنے لگا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں آزمائش میں ڈالا اور اتنا وسعت میں مبتلا کیا۔ ہمیں فقر و فاقہ سے چھٹکارا دلایا۔ تمام امتوں پر ہمیں غلبہ دیا۔ ہر صنف کی عزت دی ظلم سے منع کیا جس کی وجہ سے ہم ظلم نہیں کرتے۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ناز و نعمتیں عطا کی ہیں تو لوگوں پر جور و تعدی کرنے لگیں۔ یا معاشر عرب! تمہارے اندر ایک فرقہ ایسا بھی تھا جو ہمارے پاس آ کے اچھی کھیتی کی درخواست دیا کرتا۔ انعام و اکرام کی خواہش کیا کرتا اور ہماری داد و دہش کی تمنا رکھا کرتا تھا۔ ہم اس سے احسان کیا کرتے۔ تعظیم و تکریم سے پیش آتے مہمانوں کی عزت کرتے۔ ان کی قدر و منزلت کو سمجھتے اور ایفائے عہد کیا کرتے تھے۔ عرب کے تمام قبائل ہماری ان باتوں کو جانتے اور جو ہم نے اپنی نعمتیں ان پر کیں ان سے انہیں بخوبی شکر گزار ہیں ہم اپنی قوم کے شکر گزار تھے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتے تھے کہ آپ حضرات گھوڑوں اور آدمیوں کو لے کر ہمارے پاس آ گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ لوگ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ہم سے وہی طلب کریں گے جو وہ طلب کیا کرتے تھے مگر تم ان کے بالکل برعکس نکلے اور ہمارے شہر میں داخل ہو کر تم نے مردوں کو قتل، عورتوں کو گرفتار، مال و متاع لوٹنا شروع کیا اور ہمیں ہمارے شہروں کو مغلوب کر کے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا شروع کر دیا۔ تم سے پہلے ہمارے اس ملک کو ہم سے بہت سوں نے چھیننا چاہا جن کی تعداد تم سے زیادہ، مال تم سے وافر، ہتھیار تم سے بے شمار ان کے پاس تھے مگر ہم نے انہیں نہایت ذلت کے ساتھ شکست دی اور ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل اور زخمی کر کے انہیں انہی کے ملکوں میں الٹے پاؤں لوٹا دیا۔ سب سے پہلے ملک فارس کو اس کا شوق چرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نہایت ذلت و شکست کے ساتھ پھیرا۔ پھر ترکوں اور جرامقہ وغیرہ کے بادشاہوں کو ایسی ہی سوجھی اور ہم نے انہیں بھی اس کئے کی کافی سزا دے دی۔ تم تو ہمارے نزدیک بہت ہی پست اور ذلیل قوم سمجھے جاتے تھے۔ ہماری نظروں میں نہ تمہارا کوئی مرتبہ تھا اور نہ قدر و منزلت۔ کیونکہ تم ذلیل ادنیٰ کی جنس (اونٹ) اور فقر و فاقہ کے والی تھے اور ... اب تم ... باتوں کے ہمارے ملکوں پر ... ظلم ... ہمارے پاس ... ہے۔ ہماری شوکت اور دبدبہ نہایت شدید و عظیم اور ہماری فوجیں اور لشکر بے حد عظیم ہیں تم نے اپنی بھوک پیاس اور ننگے ملک سے جہاں بارش تک کا قحط ہے نکل کر ہمارے شہروں کی طرف رخ کیا اور یہاں آ کر فراخی کی زندگی میں مشغول ہو گئے اور ایک زمانہ کے ... ہو گئے۔ یہ تمہارے تمام ... اور ہمارے شہروں پر قبضہ کرتے چلے جا رہے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں آ کر تم ایسی سواریوں پر سوار ہوئے جو تمہاری سواریوں سے نہایت عمدہ تھیں۔ ... خوب صورت لڑکیاں پکڑ پکڑ کر اپنی خدمت کے لئے رکھیں۔ کھانے لذیذ لذیذ کھائے۔ سونے، چاندی اور متاع کا فائدہ ... اپنے ... اور یہ سب باتیں تمہارے شہروں میں بالکل مفقود تھیں۔ اب تمہارا مقابلہ ہم سے ہوا ہے اور ہم تم تک پہنچ گئے ہیں مگر باوجود اس کے کہ تمہارے پاس وہ تمام چیزیں اور مال و متاع جو تم نے ہماری قوم اور ہم مذہبوں سے ... ہیں مگر ہم پھر بھی تمہیں ان سب کو معاف کئے دیتے ہیں اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم سے کسی چیز کے متعلق

جھگڑا کریں گے اور نہ لڑتے ہوئے کام پر مصر ہوں جو اب تک ہوا سو ہوا مگر اب تم ہمارے شہروں سے باہر چلے جاؤ اور ان کو خالی کر دو۔ اگر تم نے اس کا انکار کیا تو یاد رکھو ہم تمہیں سختی سے اس طرح مٹا دیں گے جس طرح گزرے ہوئے کل کو آج کے آفتاب نے ملیامیٹ کر دیا ہے اور اگر تم نے صلح کی طرف رغبت کی تو ہم تمہارے ہر ایک سپاہی کو ایک ایک جوڑا اور سو سو دینار اور تمہارے سردار ابو عبیدہ کے لئے ایک ہزار دینار اور تمہارے خلیفہ عمر بن خطاب کے واسطے ایک ہزار دینار اس شرط پر دینے کے لئے تیار ہیں کہ تم ہم سے اس بات کا اقرار کر دو اور تحریر لکھ دو کہ ہم پھر کبھی تم سے لڑائی مول نہ لیں گے۔

کہتے ہیں کہ باہان آپ کو کبھی ترغیب دیتا تھا اور کبھی ترہیب کبھی مال کی رغبت اور اس کا لالچ دلاتا تھا اور کبھی ڈرا دھمکا کر اپنا کام نکالنا چاہتا تھا۔ مگر آپ بالکل خاموش تھے اور کوئی حرف زبان پر نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ باہان اپنی تمام کہہ چکا اور جس وقت وہ خاموش ہو گیا تو آپ فرمانے لگے بادشاہ نے جو کچھ کہا اچھا کہا ہم نے اسے بخوبی سنا۔ اب ہم کہتے ہیں چاہیے کہ بادشاہ بھی اسے بغور سنے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں۔ باہان نے یہ سن کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا اے عربی! تم نے بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پسندیدہ بندے اور برگزیدہ نبی اور رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باہان نے کہا خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں یا نہیں۔ ممکن ہے تم جو کہتے اور دین رکھتے ہو وہ سچ اور حق ہو۔ آپ نے فرمایا ہر شخص کو اپنا مذہب پسند ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا سب سے افضل اور بہتر ساعت وہ ہے جس میں اللہ رب العالمین کی اطاعت کی جائے۔ باہان اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی زبان میں کہنے لگا یہ شخص بڑا عقلمند ہے۔ بہت دانش کی باتیں کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی قوم سے کیا کہا۔ اس نے آپ کو بتلایا تو فرمانے لگے۔ اگر میرے اندر عقل کا مادہ عنایت کیا گیا ہے تو اس پر بھی اللہ عزوجل ہی تعریف و ستائش کے مستحق ہیں۔ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے:

خلق اللہ تعالیٰ شیئا احب الیہ من العقل لان اللہ تعالیٰ لما خلق العقل وصورہ وقدرہ قال اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر فقال اللہ تعالیٰ وعزتی وجلالی ما خلقت شیئا احب الی منک بک تنال طاعتی وتدخل جنتی۔

ترجمہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل سے زیادہ محبوب اپنے نزدیک کوئی چیز پیدا نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کر کے اسے صورت اور مقدار[1] دی تو اس سے فرمایا کہ آگے آ وہ آگے آ گئی پھر فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گئی اس کے بعد اسے مخاطب کر کے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ کسی چیز کو محبوب نہیں پیدا کیا۔ تیرے ہی سبب سے میری اطاعت کی طرف میلان ہوتا ہے اور تیری ہی وجہ سے جنت میں دخول ہوتا ہے۔"

باہان نے کہا جب تمہاری عقل و فہم کا یہ حال ہے تو تم اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیوں لائے؟ آپ نے فرمایا تاکہ میں ان سے مشورہ کر سکوں۔ باہان نے کہا تم باوجود جودت عقل، حسن تدبیر، عمدہ رائے اور کافی بصیرت رکھنے کے مشورت میں دوسروں کے

---

[1] یعنی صورت اس کی دی اور اندازہ مقرر کیا ۱۲ منہ

کی عزت و دولت، دشمنوں پر غلبہ اور شہروں پر اس کے تسلط کے متعلق بیان کیا ہے ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ اسی طرح اپنے عربی ہمسایوں تمہارے انعام و اکرام سے ہم بخوبی واقف ہیں لیکن تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا اس لئے اور محض اس لئے کہ تمہاری نعمتیں تمہارے پاس باقی رہیں تم اور تمہاری اولاد ہی محفوظ و مامون ہوں۔ تمہارے ملک ترقی کریں عزت زیادہ ہو اور اس طرح ایک کثیر جمعیت تمہارے ساتھ ہو جائے تا کہ تم جس پر چاہو اپنی شان و شوکت ڈال سکو اور جو شخص تمہارا مقابلہ کرے اسے اپنی سطوت و حشمت دکھلا کے مرعوب کر سکو۔ ہمارا فقر و فاقہ ہو اونٹ بکریاں چرانا۔ سو ہم میں ایسا کوئی شخص نہیں جس نے اونٹ یا بکریاں نہیں چرائی ہوں۔ ہمارے اکثر تو دیہاتی ہیں اور جس شخص نے چرواہے کا کام کیا ہے وہ شخص اس سے زیادہ افضل و بہتر ہے جس نے یہ کام نہیں کیا فقر و فاقہ تو ہمیں ہے اور شقاوت تو ہم اتنی نہیں کرتے۔ ہم واقعی ایسے ہی جاہل تھے ہمیں عربوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی شور زمین میں پیدا کیا تھا جس میں نہ نہریں ہیں نہ درخت نہ قابل زراعت زمینیں ہیں نہ باغات۔ البتہ بہت کم ایسی زمین ہے جس میں زراعت ہو سکتی ہے۔ ہم بہت بڑے جاہل تھے اور ایسے جاہل کہ سوائے اپنے گھوڑے، تلوار، اونٹ اور بکریوں کے مالک ہونے کے کسی اور چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔ ہمارے قوی ضعیفوں کو کھا جاتے اور سوائے چار مہینوں[1] کے حرام کے بعض آدمی بعض سے کسی وقت بھی بے خوف نہیں رہتے تھے۔ معبود مالک العلام کو چھوڑ کر ان اوثان و اصنام کی پوجا کرتے تھے جو نہ دیکھتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ عبادت کیا کرتے تھے یعنی ہمیں ان کے سامنے لے چلتے اور انہیں اٹھائے اٹھائے پھرا کرتے تھے اور اسی طرح دہکتی ہوئی آگ کے بالکل کنارے تک پہنچ جاتے تھے۔ مرنے والے مشرک ہو کر اس میں داخل ہو چکے تھے اور باقی ماندہ جو اپنے رب کے منکر اور سلسلہ رحم کے قاطع تھے قریب تھے کہ اس الاؤ (دوزخ) تک پہنچ جائیں کہ دریائے رحمت نے اسے حرکت دی ہمارے لئے اس آگ کو گلزار سے بدل دیا۔

نبی عربی، ہادی و مہدی رسول مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ جن کے حسب و نسب سے ہم پوری طرح واقف تھے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے اندر مبعوث فرمائے اور ان کو ہمارا وہ جہاں اور عالم دوسرے نے ہماری رہنمائی کی اسلام کی دعوت دی۔ دین متین کو ظاہر کیا۔ دلائل و براہین کے ساتھ مشرکین کی تختوں کو توڑا۔ قرآن حکیم لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمیں صراط مستقیم دکھلائی اور اللہ جل جلالہ وحدہ لاشریک نے ان کی ذات گرامی کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کو ختم کر دیا۔ آپ نے ہمیں رب العالمین کی عبادت کا سبق دیا۔ ہم نے اسے یاد کر کے اپنا دستور العمل بنا لیا کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے نہ ان کا کسی کو صاحب سمجھتے ہیں نہ ہم ان کے لئے بیٹا تصور کرتے ہیں نہ بیوی نہ جن و حرم نہ کسی بت کو پوجتے ہیں نہ کسی مالک و حاکم کو نہ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں نہ ماہتاب کو۔ نہ نور کو قابل پرستش سمجھتے ہیں نہ نار کو نہ صلیب کو معبود ٹھہراتے ہیں۔ یہ قربانی تو ہم محض اللہ جل جلالہ کو جن کا نہ کوئی شریک ہے نہ سہیم اور جن کا نہ کوئی ضد ہے نہ مثل ہم سجدہ کرتے ہیں اور اپنے نبی برحق جناب محمد ﷺ و علیٰ آلہ و صحبہ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کو ان پر نازل فرمایا اور ہمارے ان مولا و آقا نے ہمیں اس کلام متین کے ذریعہ ہدایت فرمائی اور سیدھے اور سچے راستے کی طرف بلایا۔ ہم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کے حکموں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ منجملہ ان اوامر کے جو آپ نے ہمیں حکم فرمائے ہیں یہ بھی تو ہے کہ جو شخص ہمارے دین کو اختیار نہ کرے تو ہم کہتے ہیں وہ مذہب اللہ تبارک و تعالیٰ شانہ کے ساتھ کفر کرے

[1] ذی قعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب ۱۲ منہ

ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ ہمارے پروردگار جل جلالہ اس سے وراء الوراء ہیں نہ انہیں کبھی نیند آتی ہے نہ اونگھ تو ہم اس ایسے شخص کے ساتھ جہاد کریں جو شخص ہماری متابعت کرے ہمارے ساتھ شریک ہو جائے تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہمارا مال و اسباب اس کا مال و اسباب ہے اس کے اوپر وہ سب کچھ فرض ہے جو ہم پر لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی اسلام کا انکار کرے تو اس کی بریت کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے ہمیں جزیہ دے اور اس طرح اپنی جان و مال اور اہل و عیال کو محفوظ کرلے لیکن اگر اسلام کا انکار کرتے ہوئے کوئی شخص جزیہ کا بھی انکار کردے تو پھر ہمارے اور اس کے مابین فیصلہ کرنے والی تلوار ہے اور بس اللہ جل جلالہ جو سب سے بہتر حاکم ہیں جس کے حق میں بھی اس تلوار سے فیصلہ کرادیں۔ ہم تمہیں بھی ان تین ہی باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے یہ ہے کہ تم یہ کہو اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له وان محمدا عبده ورسوله۔ اگر یہ منظور نہیں تو اس کے بعد ہر بالغ مرد کی طرف سے سال بھر میں بطور جزیہ کے ایک دینار دینا قبول کرو۔ کیونکہ نابالغ پر جزیہ ہے نہ عورت پر اور نہ اس راہب پر جس نے اپنی زندگی صومعہ کے لئے وقف کردی۔

باہان کا اسلام لانے سے انکار کردینا

باہان نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینے کے بعد آیا ہم پر کچھ اور بھی فرائض عائد ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں نمازیں پڑھنا، زکوۃ دینا، روزے رکھنا، بیت الحرام کا حج کرنا، کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند ہونا۔ اللہ والوں سے محض خوشنودی باری تعالی کے لئے محبت رکھنا اور اس کے دشمنوں سے عداوت کرنا اور اگر ان کا انکار کرو گے تو جب تک اللہ جل جلالہ جو ان کی مرضی ہوا سے اپنی زمین کا وارث نہ کردیں اس وقت تک ہمارے اور آپ کے مابین جنگ جاری رہے گی۔

باہان نے کہا آپ کی سمجھ میں جو آئے کہئے ہم اپنے مذہب سے کبھی نہیں پھر سکتے اور نہ جزیہ دے سکتے ہیں۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ اللہ جل جلالہ کے دست قدرت میں ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں زمین کا وارث کردیں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بالکل سچ فرمایا ہے نہ وہ ہماری تھی نہ آپ کی بلکہ ایک دوسری ہی قوم کی تھی ہم نے اسے لڑکر حاصل کرلی تھی اور اس کے مالک ہوگئے تھے۔ اب ہمارے اور آپ کے مابین جنگ ہے اللہ کا نام لے کر مقابلہ میں آجاؤ۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! تم ہم سے زیادہ جنگ کے خواہش مند نہیں ہو میں گویا اس وقت لڑائی کو جاری دیکھ رہا ہوں فتح و نصرت آ آ کے ہمارے قدم چوم رہی ہے۔ میں نے تجھے شکست دیدی ہے اور تو رسی میں بندھا ہوا میرے آگے آگے نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ چلا جارہا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب کی بارگاہ معلی میں پیش کیا گیا ہے اور انہوں نے تیری گردن مارد ینے کا حکم نافذ فرمادیا ہے۔

جبلہ یہ سن کر آگ بگولا ہوگیا اور اسے سخت غصہ آیا اس کے درباری، پہرے دار، قیاصرہ اور ہر قبیلہ کے بہادروں نے اس کا غصہ دیکھ کر آپ کے شہید کرڈالنے کا تہیہ کرلیا اور اس کے حکم کے منتظر ہوگئے۔ باہان کسی قدر غصہ دبا کے کہنے لگا خالد! میں تم سے باتیں کررہا تھا اور میرے دل میں تمہاری محبت پیدا ہوگئی تھی۔ مگر اب اس کی جگہ غضب اور غصہ نے لے لی۔ مسیح کی قسم! میں ابھی تمہارے سامنے ہی تمہارے ان پانچ آدمیوں کو جو ہمارے یہاں قید ہیں بلاؤں گا اور ان کی گردنیں مروادوں گا۔

آپ نے فرمایا باہان میں جو کچھ کہتا ہوں سن! تو نہایت حقیر بے حد ذلیل اور بہت کم ظرف شخص ہے۔ ان پانچ آدمیوں کی

جانتا ہوں تم نے یہ کام اس وجہ سے کیا ہے کہ تم تو قاصد ہو اور قاصد حملہ کر لیتا ہے مگر قتل نہیں کیا جاتا۔ میں نے تم سے یہ باتیں محض تمہاری آزمائش کے لئے کی تھیں تاکہ میں تمہاری رائے، دیانت اور معلوم کر سکوں کہ کیا ہے۔ اب میں تم سے کسی طرح کا تعارض یا مواخذہ نہیں کرتا۔ تم اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاؤ اور کل کے لئے جنگ کی تیاری کر لو جسے باری تعالیٰ جل مجدہ عنایت کریں گے اسے فتح ہوگی۔ آپ نے یہ سن کر تلوار میان میں کی اور فرمایا قیدیوں کے متعلق کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں انہیں تمہاری خاطر اور بغیر بخشش چھوڑے دیتا ہوں تاکہ وہ کل جنگ میں تمہاری مدد کریں اور مسلمان لڑائی میں مغلوب نہ ہو سکیں۔ وہ ہمارا اس وقت کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور باہان نے انہیں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اصحاب رسول اللہ ﷺ چھوڑ دیئے گئے اور حضرت خالد بن ولید ؓ نے چلنے کا قصد کیا تو باہان نے کہا خالد! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے تمہارے درمیان صلح ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ میں ایک چیز کا تم سے سوال بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شوق سے جو چیز چاہتے ہو بلا تکلف مانگ لیجئے۔ اس نے کہا یہ سرخ خیمہ مجھے پسند آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ تم مجھے بخش دو اور اس کے عوض میرے لشکر کے اندر سے جو چیز تمہیں خوبصورت اور عمدہ معلوم ہو مجھ سے لے لو۔ آپ نے فرمایا واللہ! تو نے ایک ایسی چیز جو میری ملکیت میں ہے مجھ سے مانگ کر مجھے بے حد خوش کیا ہے۔ میں تجھے نہایت خوشی کے ساتھ اسے دیتا ہوں اور اس کے بدلے میں کوئی چیز لینا نہیں چاہتا اور نہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔

باہان نے کہا تم نے بخشش واقعی مردوں کے لئے بہت عمدہ کام کیا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے بھی ہمارے قیدیوں کو رہائی دے کر ہم پر احسان کیا ہے۔ اس کے بعد آپ اپنے گھوڑے کی طرف چلے اور آپ کے تمام ساتھی آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ کے سامنے آپ کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہو گئے۔ آپ کے ہمراہی بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ باہان نے اپنے وزیروں اور مصاحبوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو اس جگہ تک جو ان کے قبضہ میں ہے پہنچا آئیں۔ چنانچہ وہ ان کو وہاں تک پہنچا کر لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولید ؓ اپنے لشکر کی طرف ان سے رخصت ہو کر چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولید ؓ کا اپنے ساتھیوں کو رہائی دلانا اور اسلامی لشکر میں واپس آنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ اور آپ کے تمام ساتھی حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں پہنچے آپ کو سلام کیا۔ مسلمان اپنے بھائیوں کی رہائی سے نہایت خوش ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ سے تمام قصہ بیان کیا اور کہا صاحب بشیر اور رؤوف رسول اطہر ﷺ کے مالک کی قسم! باہان نے محض ہماری تلواروں سے ڈر کر ان کو چھوڑا ہے ورنہ وہ ایسا نہیں تھا کہ ان کو چھوڑ دیتا۔ آپ نے تمام قصہ سن کر فرمایا باہان نہایت ہوشیار اور مرد حکیم معلوم ہوتا ہے مگر شیطان اس کی عقل پر غالب ہو گیا ہے۔ اچھا تم کس طرح اور قرار داد پر اس سے علیحدہ ہوئے ہو۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا لڑائی پر اور اس پر کہ جس کو چاہیں باری تعالیٰ عزاسمہ فتح بخشیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے یہ سن کر سرداران لشکر کو جمع کیا اور بطور خطیب کے کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجا اور فرمایا کہ دشمن کا ارادہ کل صبح لڑائی کا ہے اس لئے تیار ہو جاؤ اور اللہ جل جلالہ پر اعتماد رکھو۔ مسلمانوں نے یہ سن کر ساز و سامان درست کرنا شروع کیا۔ شہسواران اسلام نے ایک دوسرے کو جنگ کی ترغیب و تحریص دی اور ایک دوسرے

حضرت یوسف بن معن ؒ کہتے ہیں کہ حضرت کنانہ کی شجاعت و براعت کا یہ حال تھا کہ یہ لڑائی کے فنون میں یکتا سمجھے جاتے تھے۔ اپنی بطالت و شجاعت اور شدت فراست کی وجہ سے یہ اپنے بنی کنانہ کے قبیلہ کی طرف سے تن تنہا دشمنوں کے مقابلہ میں نکلا کرتے تھے اور ان کے معاندین عرب مل کر ان کا مقابلہ کیا کرتے تھے جس وقت یہ مقابلہ میں پہنچ جایا کرتے تھے تو اپنی بڑائی بیان کر کر کے ان کو ڈانٹا کرتے تھے۔ دشمن تیز تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کی طرف بڑھتے رہتے اور یہ برابر مقابلہ کرتے ہوئے انہیں قتل کرتے رہتے تھے۔ اگر یہ ان پر کامیاب ہو گئے تو فبہا المراد اور اگر دشمنوں کا غلبہ ہو جاتا تھا تو یہ گھوڑے سے اتر کر ان کے سامنے تیز دوڑا کرتے تھے اور وہ گھوڑوں کے سوار ان کی گرد تک کو بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

یرموک میں مسلمانوں کا صف بستہ ہونا اور حضرت ابوعبیدہ ؓ کا حضرت خالد بن ولید ؓ کو سالار لشکر مقرر کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جس وقت انہیں میسرہ پر مقرر فرمایا تو انہوں نے اس کو منظور کر لیا اور یہ میسرہ پر چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ حضرت خالد بن ولید ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابوسلیمان! میں تمہیں تمام لشکر پر اس میں خواہ سوار ہو یا پیدل سردار مقرر کرتا ہوں۔ تم اپنی ماتحتی کے لئے پیدل سوار پر جسے چاہو حاکم مقرر کر دو۔ آپ نے کہا میں ابھی ان پر ایک ایسے شخص کو مقرر کرتا ہوں جس کی نظیر مسلمان پیش نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ہاشم بن عتبہ ابو وقاص کو آواز دی اور فرمایا تمہیں جناب امیر لشکر پیدل فوج کے اوپر مامور کرتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا یا ہاشم! اترو اور باری تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں ان کے ساتھ مل جاؤں میں بھی اسی جگہ تمہاری موافقت کرنے والا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ تمام صفیں مرتب فرما چکے تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان سے کہا کہ اب آپ تمام علمبرداروں اور سرداران لشکر کے پاس کہلا بھیجئے کہ وہ میرے ماتحت کام کریں اور جس طرح میں انہیں کہوں اسطرح لڑائی کو سرانجام دیں۔ آپ نے یہ سن کر حضرت ضحاک بن قیس ؓ کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ تمام اصحاب رامات کے پاس جا کر اس امر کا اعلان کر دیں کہ امیر ابوعبیدہ ؓ کا حکم ہے کہ تم تمام لوگ حضرت خالد بن ولید ؓ کی زیر کمان ہو۔ تمہیں چاہئے کہ جو کچھ وہ احکام نافذ فرمائیں تم ان پر کاربند رہو اور سرمو تفاوت نہ کرو۔ حضرت ضحاک بن قیس ؓ نے یہ سن کر تمام سرداران لشکر اور اصحاب رامات کے پاس گشت لگانا شروع کیا اور ہر ایک کو اس ہدایت سے آگاہ کیا حتی کہ آپ حضرت معاذ بن جبل ؓ کے پاس بھی پہنچے اور انہیں بھی اس حکم سے روشناس کرایا۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے کہا کہ ہم بسر و چشم اسے قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اب ایک مبارک صورت اور میمون طلعت شخص کے زیر قیادت ہو اور تمہاری قسمت کی باگ ڈور ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جو سوائے امور اصلاح مسلمین اور اجر من رب العالمین کے کسی چیز کا خواہشمند نہیں ہے۔ بس یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ اس کے کسی حکم کے خلاف سرمو تجاوز نہ کرنا۔

ضحاک بن قیس ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ان سے کہا کہ آپ نے حضرت خالد

بن ولید ؓ کے متعلق نہایت کی اس قدر اتفاق فرمایا۔ انہوں نے مجھ سے یہ الفاظ نہایت تحسین آمیز کہے کہ یہ ایسا شخص ہے کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ان کی تمام باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہیں۔ حضرت شرحبیلؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت معاذ بن جبلؓ کے وہ الفاظ جو انہوں نے ان کے متعلق فرمائے تھے دہرائے تو آپ نے فرمایا وہ میرے مخلص دینی بھائی اور مجھ سے کمال محبت رکھنے والے شخص ہیں۔ بہت سے امورات ایسے ہیں جن میں انہوں نے دوران کے صحابہ نے مجھ سے سبقت کی ہے۔ کون شخص ہے جو ان کی برابری کر سکے۔ میں یہ سن کر پھر حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس حاضر ہوا اور آپ نے ان کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس کو ان سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں ان سے محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے محبت رکھتا ہوں اور مجھے خداوند تعالیٰ ارحم الراحمین کی ذات اقدس و اعلیٰ سے امید ہے کہ وہ انہیں ان کی حسن نیت و شفقت علی المسلمین کی وجہ سے نہایت اعلیٰ مراتب بخشیں اور رحمت فرمائیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت قباث حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق جو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر صوب رسالت کے پاس پہنچے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے صفوں کے درمیان میں چکر لگانا شروع کیا اور ہر ایک شخص کے پاس کھڑے ہو کر اس طرح انہیں ترغیب دینی شروع کی یا اہل اسلام! صبر و استقلال شجاعت و بہادری کی دلیل ہے اور بد دلی اور نامرادی ذلت و رسوائی کی نشانی۔ صبر والے ہمیشہ غالب ہوتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس فریق کی جو حق پر ہو اور صبر کو کام میں لائے ہمیشہ نصرت و اعانت فرماتے ہیں۔ یہ بات تحقیقی ہوئی کہ جو اس کا مقابلہ کرتا ہے وہ بڑی تیز شمشیروں کی نوکوں کے سامنے جو سینہ سپر ہو جاتا ہے تو یہ وہ گھڑی ہے جس وقت وہ ارحم الراحمین کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو وہ جود و کرم اور بخشش و انعام کی بارش اس کے مرتبہ کو بلند اس کی عزت کو زیادہ اس کے فضل و رحمتوں اور اس کی شان کو مشکور کرتی ہے۔ وہ نہایت اعلیٰ ہیں۔ آپ یہی تقریر کرتے ہوئے اور دہراتے ہوئے تمام لشکر میں گھوم گئے۔ اور ہر ایک صاحب علم کے پاس کھڑے ہو کر ایسے ہی الفاظ سے انہیں ترغیب کرتے رہے۔ حتی کہ جس وقت آپ نے تمام لشکر کا دورہ کر لیا تو آپ نے اپنے پاس مسلمانوں میں سے جو سب سے بہادر اور شہسوار جو نہایت سخت جانباز واقع ہوئے تھے جمع کئے اور لشکر زحف کے معرکات کو بھی ان میں شامل کر کے انہیں چار حصوں پر تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ پر آپ نے حضرت قیس بن ہبیرہ مرادیؓ کو مقرر کر کے ان سے فرمایا تم عرب کے مشہور شہسوار ہو۔ اس دستہ پر متعین رہو اور جو میں کروں تم بھی کرتے رہو۔ دوسرے حصہ پر حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کو اور تیسرے پر حضرت عامر بن طفیلؓ کو مقرر کر کے انہیں بھی یہی ہدایت کی اور چوتھے حصہ کو جو تمام لشکر زحف پر مشتمل تھا خود اپنی کمان میں رکھا اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اسلام کا یہ بڑا لشکر سامان حرب سے آراستہ ہو کر لڑائی کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔

رومیوں کے سردار مطلبہ کے مقابلہ میں روماس والی بصرہ کا جانا

ادھر باہان رومی نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حرب کے ساز و سامان سے بالکل مزین ہو جائے۔ چنانچہ وہ بھی تیار ہو گئے اور انہوں نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ مسلمانوں کا لشکر ان سے پہلے تیار ہو چکا تھا اور وہ ان کے ہر کل کانٹے سے بالکل لیس ہو چکے تھے۔ رومیوں نے جس وقت آگے بڑھ کر مسلمانوں کی صف بندی اور آراستگی دیکھی کہ گویا ان کی ہر ایک صف ایک مستحکم قلعہ ہے جو

یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے بھی حملے کا جواب دیا اور یونہی اسی طرح ایک گھنٹہ تک برابر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ دونوں لشکر ان دونوں حریفوں کی بہادری پر عش عش کر اٹھے۔

آخر رومی نے انہیں ایک دفعہ غافل دیکھ کر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور ایک نہایت کاری ضرب ماری جس کی وجہ سے آپ کے خون جاری ہوگیا۔ حضرت رومانس رحمتہ اللہ علیہ نے اس ضرب کو محسوس کیا اور جب آپ کو تکلیف معلوم ہوئی تو مسلمانوں کی طرف گھوڑے کی باگ کر کے سرپٹ گھوڑا اڑا دیا۔ حریف نے بھی نہایت تیزی کے ساتھ آپ کا تعاقب کیا اور قریب تھا کہ وہ آپ تک پہنچ جائے کہ مسلمانوں نے میسرہ اور میمنہ سے للکارنا شروع کیا جس کی وجہ سے حضرت رومانس رحمتہ اللہ تعالیٰ کو ڈھارس بندھی اور حریف کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ وہیں رک گیا۔ آپ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے۔ خون آپ کے چہرے پر بہہ رہا تھا۔ مسلمانوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا، مرہم پٹی کی۔ آپ کے کام کا شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بخشش وانعام کا وعدہ یاد دلایا اور آپ کی سعادت پر مبارک باد دی۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت رومانس رحمتہ اللہ تعالیٰ شکست کھا کر میدان سے چلے آئے تو اس کے دل میں بڑا تکبر پیدا ہوا اور سخت وحشت کا کام کر کے اپنے نفس وعناد کو ظاہر کر کے اپنے مقابلے کے لئے ھل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع کیا اور فرمایا آپ ایک بوڑھے شخص ہیں اور مقابل بہادر شجیع اور نہایت قوی دل کا آدمی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک آپ کا اپنی جگہ پر ہی قائم رہنا اس کے مقابلے میں نکلنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ بوڑھا آدمی جوان اور مضبوط شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کا ایک بال بھی تمام مشرکین سے افضل و بہتر ہے۔ یہ سن کر حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ تشریف لے گئے اور حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہ آگے بڑھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عامر! تم کم سن ہو مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اس کا مقابلہ نہ کر سکو انہوں نے کہا سردار! آپ نے اس بدبخت رومی کی اتنی بہادری بیان کر دی کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا اور یہ سخت بری بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میدان کے شہسوار خونریزی میں اپنے برابر کو جانتے ہیں اور اس کی بہادری وشجاعت اس کے چہرے سے خود ٹپک رہی ہے تم اس کا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ اپنی فوج میں سب سے سبقت کرنے والا شخص ہے اور میدان میں سب سے پہلے آنے والا اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ بہادر شخص ہے کیونکہ سب سے پہلے بہادر ہی نکلا کرتے ہیں۔ اس لئے تم اپنی جگہ پر ہی ٹھہرو۔ عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پیچھے ہٹ گئے اور کسی طرح کی مخالفت نہ کی۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ اسی طرح ھل من مبارز کا نعرہ لگاتا رہا حتیٰ کہ حرث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے بڑھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس کے مقابلہ میں جانے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم! تم واقعی صاحب جسارت وہمت اور قوت وشدت ہو۔ میں تمہیں لڑائی کا ایک بہترین اور چالاک جوان تصور کرتا ہوں۔ بسم اللہ کہہ کر بڑھو اور دشمن کا ناطقہ بند کر دو۔ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامان حرب درست کر کے نکلنا چاہا مگر پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تم سے ایک سوال کر لوں۔ انہوں نے کہا ابو سلیمان! پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

آپ نے فرمایا اس سے پہلے کسی لڑائی میں تم نے کسی کا مقابلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی جان کے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کرنا چاہا۔ تم ابھی ناتجربہ کار ہو اور یہ شخص حرب میں نہایت تجربہ کار اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ میں اسے بہت غور سے دیکھ رہا ہوں اور اس کے الٹ پھیر نہایت گہری نظر سے مطالعہ کر رہا ہوں تم ابن ابی اس کے مقابلہ میں مت جاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ ای کے مثل اس کے مقابلے میں نکلے۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا روئے سخن اور چشم التفات اپنی طرف دیکھ کر کہا ابو سلیمان! میں سمجھ رہا ہوں آپ میری طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور اس کام کے لئے میرے اوپر نظر انتخاب ڈال رہے ہیں میں حاضر ہوں اور جانے کے لئے تیار۔ آپ نے فرمایا اللہ غالب و بزرگ و برتر کا نام لے کر تیار ہو جاؤ اور اس کے مقابلے میں پہنچ جاؤ۔ تم اس کے برابر ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر گھوڑا سرپٹ ڈال دیا اور دو ایک اسے میدان کے چکر دے کر اس کی تیزی کم کر دی۔ جس وقت گھوڑا اوادھوں سے نکل چکا تو آپ حریف کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ بسم اللہ وعلیٰ برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس پہنچے۔ دشمن آپ کا گھوڑا پھرانا دیکھ کر فوراً سمجھ گیا کہ یہ مسلمانوں کے لشکر میں نہایت شہسوار اور آزمودہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سوچتے ہی یہ بھی بہت جلد آپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور فوراً دونوں میں نشانہ بازی شروع ہو گئی۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر خار اشگاف لے کر اس کی طرف دوڑے اور ایک تلوار کا ہاتھ رسید کیا۔ دشمن نے اسے اپنی ڈھال پر روکا۔ مگر یہ تلوار ڈھال کو پھاڑ کر خود تک پہنچی اور اس میں رہ گئی۔ آپ نے کھینچ کر نکالنا چاہا مگر نہ نکلی۔ ادھر دشمن نے تلوار چلائی اور آپ کی شاہ رگ پر پڑی جس نے آپ کو صدمہ پہنچایا۔ دونوں حریف ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو گئے۔ دشمن چونکہ سخت تنومند تھا اور آپ نے قتال اہل ردہ کے بعد صیام و قیام چونکہ بہت فرمایا تھا اس لئے آپ بہت زیادہ لاغر اور نحیف الجثہ ہو گئے تھے اس لئے دشمن نے آپ کو آگے بڑھ کر قید کر لینا چاہا۔ آپ نے جس وقت یہ دیکھا کہ دشمن مجھ پر غالب ہو گیا ہے تو آپ پیچھے ہٹے اور دور کھڑے ہو کر اسے غصہ کی نظر سے دیکھ کر دل ہی دل میں کچھ خدعہ حرب (لڑائی کا مکر) سوچنے لگے۔ مگر چونکہ تلوار ہاتھ سے نکل چکی تھی اس لئے یہ سوچ کر کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے کسی کی تلوار مانگ لاؤں گھوڑے کی باگ موڑ دی اور اپنی جان سے بالکل مایوس ہو گئے۔ جس وقت آپ نے میدان سے گھوڑا لوٹایا تو دشمن نے چیختے ہوئے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ یہ دیکھ کر آہستہ آہستہ چلنے لگے اور دل میں یہ سوچا کہ تیری مراد (شہادت) تجھے مل رہی ہے اور تو اس سے بھاگتا ہے۔

یہ سوچ کر آپ پھر اس کی طرف پلٹے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر انہیں آواز دی اور فرمایا قیس! میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور ان کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس کام کو میرے اوپر چھوڑ دو واپس آ جاؤ۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! آپ نے مجھے بہت بڑی قسم دے دی ہے اگر میں آپ کے پاس آ گیا تو کیا آپ پھر مجھے جانے کی اجازت دے دیں گے اور میرے وقت میں توسیع کر دیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا تو میں فرار کو اختیار کر کے صاحب عار نہیں ہونا چاہتا۔ میں میدان میں صبر و استقلال دکھلا کے اللہ تبارک وتعالیٰ سے انعام و بخشش کا خواستگار رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی کمر میں سے خنجر نکالا اور دشمن کی طرف چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بغیر تلوار کے آپ کو میدان کی طرف جاتے دیکھا تو اپنے دوستوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کوئی شخص ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر قیس بن ہبیرہ تک میری یہ تلوار پہنچا دے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا ابا سلیمان! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن صدیق! یہ کام تم ہی سے ہوگا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ رومیوں نے انہیں دیکھا تو یہ سمجھے کہ یہ قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعانت کو آئے ہیں اس لئے ان میں سے بھی ایک اور سردار نکلا اور میدان کو گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلوار دے کر کھڑے ہو گئے اور ابھی نہ لوٹے۔ آنے والے سردار نے کچھ باتیں کرنا شروع کیں جنہیں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلق نہ سمجھ سکے۔ آپ نے فرمایا بد بخت کیا کہتا ہے ہم کچھ نہیں سمجھے۔ یہ سن کر رومیوں میں سے ایک ترجمان نکلا اور اس نے ان سے کہا: معاشر العرب! کیا تم یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم نہایت منصف اور عادل ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا ہم نے تو تمہارا عدل وانصاف کچھ بھی نہ دیکھا۔ تم دو سوار ایک آدمی کے مقابلے میں نکل آئے۔ آپ نے فرمایا میں تو اپنے ساتھی کو صرف تلوار دینے آیا تھا اور اب جاتا ہوں۔ اگر تمہارے سو آدمی بھی ہمارے ایک شخص کے مقابلہ پر آ جائیں تو ہمیں اس وقت بھی کوئی پروا نہیں ہوگی۔ دیکھو تم تین آدمی ہو اور میں تنہا تمہیں کافی ہوں۔

ترجمان نے یہ اپنے سردار سے کہا، وہ آپ کی یہ بات سن کر تعجب کرنے لگا اور انہیں آنکھ کے ایک کونے سے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا قیس! اگر تم تھک گئے ہو تو ذرا ٹھہر جاؤ اور خدا کے واسطے کچھ دیر آرام کر لو اور جو کچھ میں کرتا ہوں اسے دیکھتے رہو۔ یہ کہہ کر آپ نے اس شخص پر جس سے آپ مخاطب تھے اس زور سے ایک نیزہ مارا کہ اس کی پشت کو توڑتا ہوا باہر جا نکلا اور وہ مردار تماشہ دیکھتا رہا۔ دونوں رومی سردار یہ دیکھ کر آپ کی طرف لپکے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ آپ کی مدد کو دوڑے مگر آپ نے انہیں منع فرمایا اور کہا قیس میں تمہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم الگ رہو اور ان سے مجھے نپٹ لینے دو۔ اگر میں مارا گیا تو تم ثواب میں میرے برابر ہو گے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ تمہارا بھائی تمہارے باپ اور شوہر سے جا ملا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر تعجب کیا اور پیچھے ہٹ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن کا جنگ یرموک میں رومیوں کا قتل کرنا

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزہ ہاتھ میں لئے کے آگے بڑھے اور ان میں سے ایک کے سینے میں دے مارا۔ اس کی نوک زرہ میں پھنس گئی تو آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کو میان سے سونت کر رکاب میں کھڑے ہو کر اس زور سے ایک ضرب ہاتھ پر ماری کہ دشمن دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس طرح یہ پہلا رومی جوان جو تہ تیغ ہو گیا۔ تیسرا شخص آپ کی یہ جرأت و ہمت دیکھ کے مبہوت سا ہو گیا اور متحیر ہو کے آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو یہ ششدر و حیران کھڑا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا قیس! اگر

کیوں یہاں کھڑے ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے اس سردار پر بھی حملہ کیا اور اس کے ایک ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر دور جا کے گرا اور دھڑ زمین پر گرتا ہوا دکھائی دیا۔ رومیوں نے اس منظر کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے یہ عرب شیطان معلوم ہوتے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت باہان کو اس کی اطلاع کی گئی تو وہ اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا بادشاہ کو اس قوم کے حالات کی بہت زیادہ اطلاع تھی مسیح کی قسم! تمہارے اندر ضرور کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تم مغلوب ہو رہے ہو اور یہ قوم برابر فتح کرتی چلی جاتی ہے۔ اگر تم نے اپنی کثرت سے انہیں نہ چیں ڈالا تو تمہاری طرف سے کوئی ان کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اس کی قوم کا ایک سردار اس کے پاس آیا اور دیر تک اس کے کان میں کچھ کہتا رہا اور جب وہ کہہ کر فارغ ہو گیا تو باہان کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ لوگوں نے جس وقت اس سے دریافت کیا کہ یہ آپ سے کیا کہہ گیا ہے؟ تو یہ گونگوں کی طرح خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہیں دیا۔ جبلہ بن ایہم غسانی کا بیان ہے کہ جس وقت اسے ان تیس ہزار رومیوں کے متعلق جن میں وہ پہلا سردار بھی شامل تھا خبر کی گئی تو وہ کہنے لگا کہ وہ تمہارے اوپر فتح پا کر رہیں گے۔ اسی وقت اس کے پاس ایک سردار آیا اور وہ اس کے کان میں کہنے لگا ایہا الملک میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ آدمی جو ابلق اور سبز گھوڑوں پر سوار اور تمام اسلحہ سے مسلح تھے آسمان سے اترے اور ان عربوں کو گھیر لیا۔ ہم بھی ان کے سامنے کھڑے تھے۔ ہمارے لشکروں میں سے جو لشکر آتا وہ برابر اس کو قتل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اکثر آدمیوں کا ڈھیر کر کے رکھ دیا۔ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اب وہی بیداری میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ایک آدمی نے نکل کر ہمارے تین آدمیوں کو قتل کر کے رکھ دیا ہے۔ میری رائے میں یہ آسمان میں ہی مقدر ہو چکا ہے کہ وہ ہم پر فتحیاب ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی باہان کا دل بیٹھ گیا اور اس کی کمر ٹوٹ گئی اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ قوم باہان کے پاس جمع ہوئی اور اس نے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ اس نے آپ کے کان میں کیا کہا ہے اس کو ظاہر کیا جائے۔ مگر اس نے بالکل سکوت اختیار کیا۔ قوم کا جب زیادہ اصرار ہوا تو بحیثیت ایک خطیب کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا دین نصرانی کے حاملو! اگر تم نے دل کھول کر ان عربوں کا مقابلہ نہ کیا تو تم نہایت ذلت وخسران میں رہو گے مسیح (علیہ السلام) تم پر غصہ کریں گے۔ اللہ عزوجل ہمیشہ تمہاری مدد و اعانت فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمہارے اوپر یہ حجتیں ہیں کہ انہوں نے تمہارے پاس رسول بھیجا اور کتاب نازل کی مگر تم نے دنیا میں ان کے رسول کا اتباع نہ کیا تمہیں ان کے رسول نے حکم دیا تھا کہ تم دنیا کی پیروی اور دنیا طلب نہ کرنا ان کی کتاب میں یہ حکم تھا کہ تم ظلم نہ کرنا کیونکہ ظلم کو وہ دوست نہیں رکھتے مگر تم نے دنیا کی اطاعت کی ظلم پر کمر باندھی اور ان کے احکام کے خلاف کیا تو انہوں نے تمہارے مقابلہ پر تمہارے دشمنوں کو مدد دی۔ اب تمہارے خالق کے سامنے تمہارا کیا عذر ہوگا؟ تم نے اپنے نبی کے حکم کو چھوڑ دیا اپنے رب کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ عرب تمہارے مقابلہ میں آ گئے جو تمہیں قتل کر کے تمہارے اہل و عیال کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں اور تم اب تک برابر اسی طرح معاصی اور ذنوب میں مبتلا ہو اور اس علام الغیوب کی مخالفت پر کمر بستہ ایسی صورت میں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں مغلوب کر کے تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دے دیا تو چونکہ تم نہ امر بالمعروف کرتے ہو اور نہ نہی عن المنکر اس لئے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عین انصاف اور بالکل عدل ہے۔

دن یہ جنگ یرموک محض ایک چنگاری تھی جو سلگتے سلگتے آخر میں ایک ایسی مہیب اور شعلہ زن آگ بن گئی کہ جس کے شرار سے اڑ اڑ کر قومی ہستی کو جلا جلا کر خاک سیاہ کرنے لگے۔ اس کا ہر آنے والا دن گزرنے والے روز سے زیادہ خطرناک اور سخت آتا تھا۔

عمرو بن جریر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ پہلے یہ لڑائی کم کم تھی مگر بعد میں اس نے نہایت سختی اختیار کر لی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند ایک رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنے لشکر میں واپس چلے آئے تو باہان نے اپنی دس صفوں کو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے یہ حکم سنتے ہی مسلمانوں پر ہلہ بول دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف بڑھے اور ایک گھمسان کا رن شروع کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کھڑے تھے یہ دیکھ کر سمجھ گئے کہ معاملہ نزاکت کی حد تک پہنچا چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمانے لگے:

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

ترجمہ: "وہ لوگ کہ کہا ان سے لوگوں نے کہ بے شک انہوں نے تمہارے مقابلہ کے واسطے لوگ جمع ہو گئے ہیں پس تم ڈرو ان سے پھر اس وقت ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہیں اور وہ کیا اچھے کارساز ہیں۔"

کہتے ہیں کہ جس وقت تک آفتاب قریب جان پر کھڑا رہا اس لڑائی کا نقارہ دو بجتا رہا۔ اس وقت تک فریقین میں برابر لڑائی ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ شب کی تاریکی نے آ کر ان دونوں کو جدا کیا اور یہ اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوئے کہ ایک نے دوسرے کو سوائے علامات اور نشانات کے کسی طرح نہیں پہچانا۔ عرب کی ہر قوم اپنے شعار سے آواز دیتی اور ہر گروہ اپنے اپنے نسب یاد دلا دلا کر اپنی مخصوص نشانیوں کا پتہ دیتا تھا۔ اس طریقہ سے ہر جماعت اپنی اپنی فرودگاہوں کو لوٹی۔ مسلمانوں کا استقبال ان کی عورتوں نے کیا۔ ہر ایک خاتون اپنی اپنی کملی سے اپنے شوہر کا چہرہ صاف کرتی جاتی اور کہتی جاتی تھیں کہ اے اللہ کے دوست تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ مسلمانوں نے نہایت خوشی اور خیریت کے ساتھ رات بھر کی خیموں میں آگ جلائی اور اطمینان سے ٹھہرے رہے۔ کیونکہ اس پہلے دن کی لڑائی میں فریقین کا کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔ رومی بھی بہت کم کام آئے تھے اور مسلمان بھی کل اس تی شہید ہوئے تھے جن میں سے دو آدمی حضر موت کے مازن اور قادم نامی تھے اور تین یمنی رافع بجلی اور جازم غسان کے ایک عبداللہ بن الحزم انصاری انصار میں سے تین قبیلہ بجیلہ سے ایک قوم مراد کے جو حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے تھے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت سے بے حد قلق ہوا تھا۔ انہوں نے اول ان کو تلاش کیا تھا مگر جب وہ نہیں ملے تھے تو یقین کر لیا تھا کہ وہ شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے ساتھ روشنی اور چند آدمیوں کے ہمراہ میدان کارزار میں انہیں تلاش کرنے نکلے۔ معرکہ میں سب جگہ تلاش کیا مگر ان کی نعش کہیں دکھلائی نہ دی۔ جس وقت یہ واپس ہونے لگے تو انہوں نے دفعۃً رومیوں کے لشکر میں سے ایک آگ ابھرتی آتی ہوئی دیکھی۔ یہ چند رومی تھے جو اپنے ایک سردار کو جو نہایت ذی مرتبہ شخص تھا تلاش کرنے آئے تھے۔ جس وقت یہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہو گئے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم اپنی روشنی گل کر دو۔ خدا کی قسم! میں ان رومیوں سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ انہوں نے وہ روشنی بجھا دی اور مقتولین کی نعشوں میں مل کر جنگ کے واسطے تیار ہو کے زمین پر پڑ رہے۔

رومیوں کی تعداد سو کے قریب تھی اور وہ تمام اسلحہ اور سامان سے مزین تھے۔ حضرت قیس کے آدمیوں کی تعداد کل سات تھی اس لئے انہوں نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رومی سو ہیں اور ہم سات اور پھر تھکے ماندے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ لوٹ جاؤ میں تو اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا ورنہ یہیں جان دے دوں گا۔ خدا کی قسم! میں اللہ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر کے رہوں گا اور پیچھے بھی نہیں ہٹوں گا۔ یہ سن کر یہ حضرات آپ کے ساتھ رہے اور ان کی بات پر تعجب کرنے لگے۔ رومی آ کے نعشوں کے چاروں طرف پھرنے لگے اور اس سردار کی نعش کے پاس جو سب سے اول لڑائی کے لئے نکلا تھا اور جسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا ٹھہرے اور اسے اٹھا کر چلنے لگے۔ جس وقت چلنے کا ارادہ کر لیا تو پیچھے سے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی للکار کر کھڑے ہوئے۔ رومی ان کی آوازیں سنتے ہی گھبرا گئے۔ سردار کی نعش کو پھینک دیا اور اس قدر بوکھلائے کہ کسی کی انہیں کچھ خبر نہ رہی۔ مسلمانوں نے تلواروں سے کام لینا شروع کیا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہے۔ یہ اس کے بدلے میں ہے حتیٰ کہ اسی طرح آپ نے سولہ آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے بھی اکثروں کو موت کے گھاٹ اتارا اور باقی جو بچے وہ بھاگ گئے۔ قتل سے فارغ ہو کے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے حضرت سوید بن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھر تلاش میں ہوئے اور رومیوں کے لشکر کی طرف بڑھ گئے۔ دور سے آپ نے ایک آدمی کی آواز سنی اس کی طرف چلے تو دیکھا آپ کے بھتیجے حضرت سوید بن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکھائی دیئے۔ آپ انہیں دیکھ کر روئے اور فرمایا اے ابن اخی! کیا بات تھی اور کیوں رونے تھے؟ انہوں نے کہا چچا جان! میں تعاقب کرتا ہوا رومیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا جس وقت میں واپس پھرنے لگا تو ایک رومی نے اپنے لشکر میں سے نکل کر میرے ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس کی نوک میری پشت تک چیرتی چلی گئی۔ اب اس کی وجہ سے ایک عجیب بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ یہ چند خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں میرے چاروں طرف ہیں اور اس بات کا انتظار کر رہی ہیں کہ میری روح نکل جائے۔ آپ یہ سن کر روئے اور فرمایا اے ابن اخی! ہر کام کا وقت لکھا ہوا اور معین ہے کیا تعجب ہے کہ ابھی تمہاری عمر باقی ہو۔ انہوں نے کہا افسوس چچا جان! خدا کی قسم وہ لبوں پر آ چکا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے اٹھا کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا دیں اور میرا دم وہیں نکلے۔ آپ نے فرمایا ہاں! یہ کہہ کر آپ نے انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور مسلمانوں کے لشکر میں لا کے اپنی فرودگاہ میں انہیں لٹایا اور ایک کپڑا اوڑھا دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ خبر سن کر تشریف لے آئے اور ان کے بھتیجے کی طرف دیکھ کر کہ یہ نہایت جوانمردی کے ساتھ جان دے رہے ہیں انہیں سلام کر کے ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا اے ابن اخی! کیا حال ہے؟ اور ہم کس حالت میں تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نیکی، بہتری اور بخشش کی حالت میں۔ اللہ جل جلالہ ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ آپ اپنے قول میں بالکل سچے تھے اور آپ نے ہم سے بالکل درست اور صحیح ارشاد فرمایا تھا۔ یہ حور مجھے آواز دے رہی ہے اور بلا رہی ہے۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ آپ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ اللہ جل جلالہ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اس کے بعد انہیں سپرد خاک کر کے ہم اپنے اپنے خیموں میں چلے آئے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ بیان کیا اور رومیوں کے قتل کرنے کی خبر دی۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے اور سمجھ لیا گیا کہ یہ ایک فال نیک ہے جو مدد و نصرت پر محمول ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے یہ تمام رات قرآن مجید کی تلاوت میں گزاری اور تمام رات اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد و نصرت طلب کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ باہان جب لوٹ کر اپنی فرودگاہ میں آیا تو رومی بطارقہ، راہب، عالم اور دانشمند لوگ اس کے پاس جمع ہوئے دسترخوان بچھایا گیا تھا، چنا گیا مگر اس نے اس خواب کی دہشت کی وجہ سے جو ایک سردار نے اس سے بیان کیا تھا اس میں سے قطعاً کچھ نہ کھایا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں جزیہ دے کر صلح کر لوں مگر لوگ ہرقل نیز امراء سلطنت اور اعیان مملکت کا خوف اسے مانع آ رہا تھا، لیکن لیقضی اللہ امرا کان مفعولا جو کام مقدر ہو چکا ہے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ پورا کرتا ہی ہے۔

سردار باہان کی خواب کی وجہ سے پریشانی

راوی کا بیان ہے کہ جب باہان نے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالا تو پادری اور راہب اس سے کہنے لگے کہ آج کیا سبب ہے جو جناب کھانا تناول نہیں فرماتے۔ اگر کسی گرانی کی وجہ سے کچھ رنج و ملال ہے یہ چلتے پھرتے سائے کی طرح بادل کی مانند ہے آج کسی کا پانسہ زبردست ہے تو کل کسی اور کا۔ آپ یاد رکھئے اگر مسلمان مظفر و منصور ہوتے چلے جاتے ہیں تو اس کا علاج محض یہی ہے کہ ہم سب ان پر ایک متفقہ حملہ کر دیں اور اس طرح ان کے لشکر میں ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑیں۔ باہان نے کہا میرے نزدیک ہمارے مغلوب ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے اپنے دین کے احکام کو متغیر کر دیا اور اپنی حکومت میں رعایا پر ظلم و جور روا رکھا۔

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا بادشاہ! آپ تا قیامت زندہ رہیں۔ میں ایک گاؤں کا رہنے والا اور تیرے دین کا حامل ہوں۔ میرے پاس سو بکریاں تھیں جنہیں میرا بیٹا چرایا کرتا تھا۔ تیرے ایک معزز سردار نے ان بکریوں کے گلے کے پاس اپنا ڈیرہ نصب کیا اور اس کے روز بقدر حاجت ان بکریوں سے چند بکریاں پکڑ لیں۔ اس کے دوسرے آدمیوں نے یہ دیکھ کر گلے میں جس قدر بکریاں بچی تھیں وہ سب اپنے قبضہ میں کر لیں۔ میری عورت اس سردار کے پاس شکایت لے کر آئی۔ اس نے اسے دیکھ کر اپنے پاس بلا لیا وہ چلی گئی جب اسے اس کے پاس کچھ دیر ہو گئی تو میرا لڑکا اس سردار کے پاس پہنچا اور اس نے اسے اچانک اس کے ساتھ مقاربت کرتے ہوئے دیکھ کر شور کرنا شروع کیا۔ سردار نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ میں اپنے لڑکے کو چھڑانے آیا تو مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم نافذ کر دیا گیا۔ جس وقت میرے تلوار ماری تو میں نے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا جو کٹ کر دور گرا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ کھول کر دکھایا جو آستین میں چھپا ہوا تھا۔

باہان یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور اس وقت اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس سے کہنے لگا تو اس سردار کو پہچانتا ہے اس نے کہا ہاں یہ ہے اور ہاتھ سے ایک سردار کی طرف اشارہ کر کے بتلا دیا۔ باہان نے نہایت غیظ و غضب کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سردار یہ دیکھ کر غصہ میں بھر گیا۔ نیز دوسرے سردار بھی اس کے ساتھ ہو کر جھنجھلا اٹھے اور غصہ میں بھر کے الغاثی مستغیث کو تلواریں نکال نکال کر مارنے لگے اور اسے قتل کر کے ڈال دیا۔ باہان ان کی طرف دیکھ رہا تھا اب اس کا غصہ اور تیز ہوا اور یہ کہنے لگا صلیب کی قسم! تم ذلیل ہو کر رہو گے۔ جب تم ایسے کام کرتے ہو تو فلاح و بہبود کی امید اور مدد و نصرت کی تمنا بھی

ساتھ ہی ساتھ یہ کتنا خبیث شخص ہے۔ کیا تمہیں کل کا ڈر نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جو تمہیں انہیں سے دے رکھا ہے تم سے چھین کر دوسروں کے ہاتھ میں جو احکام شریعت کے مطابق عمل کرتے ہوں گے دے دیں گے۔ اب تم میرے نزدیک کتوں اور گدھوں جیسی حقیقت رکھتے ہو بلکہ ان سے بھی بدتر ہو تم بہت جلد اپنے اس ظلم کا بدلہ دیکھ لو گے۔ یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے پاس سے چلے جانے کا حکم دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ خود ان کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ گیا۔ جب تمام آدمی اس سے علیحدہ ہو گئے تو صرف ایک سردار ان کے پاس رہ گیا وہ کہنے لگا بادشاہ! خدا کی قسم! اصل بات یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔ ہم اپنے ظلم کی وجہ سے مغلوب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے رات میں خواب دیکھا ہے کہ کچھ سوار سبز گھوڑوں پر آسمان سے اترے۔ انہوں نے عربوں کو گھیر لیا وہ تمام اسلحہ سے مسلح تھے ہم انہیں بہ چشم خود دیکھ رہے ہیں۔ ہمارا جو سوار بھی ان کی طرف جاتا ہے وہ اسے فوراً قتل کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسی طرح انہوں نے ہمارے کثیر آدمی مار ڈالے۔ غرض اس نے پہلے سردار کی طرح اپنا پورا تمام خواب من و عن اسی طرح بیان کیا۔

باہان تمام رات اسی فکر میں رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آخر اس کی رائے نے یہی راہنمائی کی کہ وہ لڑائی کو موقوف رکھے۔ صبح ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے آپ کو مسلح کیا صفوں کو ترتیب دی اور لڑائی کے منتظر ہو گئے۔ مگر جب رومیوں میں کچھ حرکت اور جنبش نہ دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ ان میں کوئی نئی بات ضرور ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ دشمن مغلوب معلوم ہوتا ہے تم ان پر کچھ زیادتی نہ کرو اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

کہتے ہیں کہ تمام بطارقہ یعنی چاروں بادشاہ یعنی قناطیر، جرجیر، دیرجان اور قورین اور تمام سرداران لشکر جنگ کی اجازت طلب کرنے کے لئے باہان کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آپ ہمیں لڑائی کی اجازت دیں۔ اس نے کہا میں ایسی قوم کی طرف سے جس کا پیشہ ہی ظلم ہے کیوں کر ہو کر لڑائی کروں۔ اگر تم اصرار ہی کرو تو اپنی سلطنت کا بچاؤ اور اپنے حرم کی حفاظت کے لئے کرو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا آپ لڑائی ہمارے حوالے کر دیں مسیح بن مریم کی قسم! دیکھئے ہم انہیں شام سے نکال دیں گے یا انہیں مار کر ان کا ڈھیر کر دیں گے۔ اس وقت تک کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے یا وہ ہمیں قتل کر دیں گے اس وقت کچھ ہو کر رہے گا۔ آپ ہمارے قول پر اعتبار کریں اور ہمارے ساتھ میدان کارزار تک چلیں۔ جس وقت آپ لڑائی کا قصد کریں تو ہمیں ہمارے لشکر کے ساتھ باری باری اجازت دیتے رہیں کہ ایک دن ہم میں سے ایک سردار اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر لڑے اور دوسرے روز دوسرا۔ تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم میں سے کون شخص زیادہ بہادر، شجیع اور سخت ہے اور مسلمانوں کو زیادہ مقابلے میں ٹھہرنے دیتا ہے یا نہیں؟ ہم اپنے تمام مال اور اہل و عیال کو ایک جگہ جمع کر لیں گے۔ اگر ہم نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو ہم انہیں ان کے خیموں کی طرف لوٹا دیں گے اور اگر ہم پر عربوں کا غلبہ ہو گیا تو وہ اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو لوٹ جائیں گے۔ لڑائی ہمارے درمیان رہے گی۔ ہر ہفتہ میں پانچ دن ہو گی اور دو دن آرام کرنے کو مل جایا کریں گے۔ اس طرح ہمیں امید ہے کہ ایک یا دو دن میں ہمارے ان کے درمیان کوئی فیصلہ شکست یا فتح کا ضرور ہو جائے گا۔ باہان ملعون نے کہا تمہاری رائے ٹھیک ہے۔ میں بادشاہ کو بھی اس سے مطلع کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ملک ہرقل کو حسب ذیل الفاظ میں خط لکھا۔

ہرقل کے نام باہان ملعون کا خط

"اما بعد۔ اے بادشاہ! میں آپ اور آپ کے لشکر کے واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نصرت و امداد اور آپ کی سلطنت کے لئے عزت و حکومت کی دعا مانگتا ہوں۔ آپ نے مجھے بے شمار لشکر کے ساتھ عربوں کے مقابلے میں روانہ کیا میں میدان میں اترا انہیں ہر طرح کی طمع دی مگر وہ اس طمع میں نہ آئے انہیں نے صلح کی درخواست کی وہ بھی رد کر دی۔ چند حیلوں سے چاہا کہ وہ واپس ہو جائیں مگر میں اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ بادشاہ کا لشکر ان سے مرعوب ہو گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لشکریوں کے دل میں بزدلی نہ پیدا ہو جائے۔ یہ تمام بد بختی اس وجہ سے ہیں کہ ہماری قوم کے رگ و پے میں ظلم سما گیا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے علماء اور صلحاء کو جمع کر کے مشورہ کیا تھا ہماری رائیں اس بات پر متفق ہوئی ہیں کہ ہم اپنی تمام جمعیت کے ساتھ ان پر ایک دم حملہ بول دیں اور جو وقت باری تعالیٰ جل مجدہ کوئی فیصلہ نہ کریں اس وقت تک برابر لڑتے رہیں۔

اگر اللہ جل جلالہ نے ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر دیا تو آپ خداوند تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو کر صبر کیجئے۔ آپ یاد رکھیں کہ دنیا آپ سے زائل ہونے والی ہے اس لئے جو چیز آپ کے ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کیجئے اور جو آپ کے قبضہ میں ہے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کو ضبط نہ کیجئے بلکہ اپنے مامن دارالسلطنت قسطنطنیہ میں تشریف لے جائیے۔ آپ رعیت کے ساتھ نرمی کریں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے۔ رعیت پر رحم فرمائیے آپ پر بھی رحم کیا جائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ غرور کرنے والوں کو بھی دوست نہیں رکھتے۔

میں نے سردار قوم خالد بن ولید کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کرنا چاہی تحریف کرنا اور ان پر کسی طرح قدرت حاصل کرنا چاہی اور رشوت بھی دی مگر انہوں نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ میں نے انہیں حق پر ثابت قدم دیکھا۔ میں نے ان پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور چاہا تھا کہ ان کے ساتھ کوئی مکر کروں مگر میں نے انجام کار سوچ کر اس سے بھی دست کشی کی۔ میری رائے میں وہ سبب اپنے حق و انصاف اور اتباع اپنے رسول کے غالب ہو گئے ہیں اور بس۔ والسلام!

اس نے یہ لکھ کر لپیٹا اور اپنے ہمراہیوں میں سے ایک سردار کے ہاتھ روانہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ پہلے روز کے معرکہ کے بعد ایک ہفتہ تک باہان لڑائی سے رکا رہا۔ اس عرصے میں مسلمانوں نے بھی پیش دستی نہ کی اور وہ بھی لڑائی سے رکے رہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک جاسوس کو اس طرف روانہ کیا تاکہ معلوم کریں کہ رومیوں نے لڑائی سے کیوں کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے۔ چنانچہ ایک دن رات یہ غائب رہا اور اس کے بعد آ کر اطلاع دی کہ باہان نے ایک خط ہرقل کے پاس روانہ کیا ہے اور اسے اس کے جواب کا انتظار ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا ایہا الامیر! خدا کی قسم ہمارے خوف کے علاوہ اور کسی چیز نے لڑائی کو ملتوی نہیں کیا۔ آپ ہمیں لڑائی کے لئے اس طرف روانہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا خالد! جلدی نہ کرو اور جلدی کرنا شیطان کا کام ہے۔

باہان کا لشکرِ اسلامیہ کی طرف جاسوس روانہ کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نہایت نرم طبیعت کے آدمی تھے اور ہمیشہ نرمی کو ملحوظ رکھتے تھے۔ جس وقت تھوڑا سا دن ہو گیا تو باہان نے اپنے ساتھیوں کو نرمی کے التزام پر نہایت افسوس اور ملال کرتے دیکھا۔ اس نے نصرانی عربوں میں سے ایک شخص کو بلا کر اس سے کہا کہ تو ان مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان کے حالات کو دریافت کر اور یہ معلوم کر کہ ہمارے متعلق ان کی کیا رائے ہے اور لڑائی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہیں؟ نیز ان کے کام خصائص عادات بھی معلوم کر اور یہ بھی دیکھ کہ ہمارا رعب ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا ہے یا نہیں؟ لخمی یہ سن کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لشکر میں آیا اور ایک دن رات تمام لشکر میں گھومتا اور حالات معلوم کرتا ہوا پھرتا رہا۔ اس نے کہا کہ مسلمان نہایت بے فکر اور اطمینان کی حالت میں ہیں نہ انہیں کسی کا ڈر ہے نہ خوف۔ نمازیں پڑھتے ہیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، تسبیح کا دور ہے، نہ کوئی حدود اللہ سے تجاوز کرتا ہے نہ کوئی شخص کسی پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے۔

یہ شخص چونکہ عربوں کے لباس میں تھا اور اس کے اور ان کے لباس میں کوئی فرق نہیں تھا اس لئے یہ تمام لشکر میں برابر پھرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے خیمے کے پاس بھی آیا اور آپ کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ عربوں میں سب سے زیادہ نحیف اور کمزور ہیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتے ہیں اور کبھی اس پر لیٹ کر سو جاتے ہیں۔ جس وقت نماز کا وقت ہوا آپ کھڑے ہوئے وضو کیا موذنوں نے اذانیں دیں اور آپ نے دونوں کو نماز پڑھائی۔ یہ نصرانی مسلمانوں کو غور سے دیکھتا رہا کہ جس طرح آپ کرتے ہیں اسی طرح تمام مسلمان کرتے ہیں یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ تو عادت حسنہ ہے شک یہ لوگ منصور ہی ہیں۔

اس کے بعد باہان کے پاس آیا اور جو کچھ یہاں دیکھا تھا سب بیان کر دیا اور کہنے لگا بادشاہ! میں ایک ایسی قوم کے پاس سے چلا آ رہا ہوں جس کے تمام افراد قائم اللیل اور صائم بالنہار ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا شعار ہے۔ رات کے راہب ہیں اور دن کے شیر۔ اگر کوئی ان میں سے چوری کر لیتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور معزز ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کرتا ہے تو سنگسار کر دیتے ہیں۔ ان کی خواہشیں امرِ حق پر غالب نہیں ہوتیں بلکہ حق ان پر غالب رہتا ہے۔ ان کا امیر اور سردار بالکل ایک نہایت ہی ان کے ضعیف لوگوں کے ہے۔ ہاں البتہ ان کے نزدیک وہ بہت زیادہ مطاع ہے اور وہ اس کی یہاں تک اطاعت کرتے ہیں کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ بیٹھتا ہے تو سب بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی تمنا اور مراد بھی یہ ہے کہ وہ تم سے لڑ کر شہید ہو جائیں۔ میدان کارزار کو انہوں نے محض اس غرض سے مقرر کر رکھا ہے کہ ان کی طرف سے بغاوت شروع نہ ہو بلکہ یہ دھبہ بھی وہ تمہاری ہی پیشانیوں پر لگانا چاہتے ہیں کہ بغاوت کی ابتداء بھی تمہاری طرف سے ہو۔

باہان نے کہا سوائے ایک حیلے کے جو میں ان کے ساتھ کرنے والا ہوں وہ اور کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے۔ لخمی نے کہا کہ وہ کیا حیلہ ہے؟ اس نے کہا کہ کیا تو نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تا وقتیکہ ہم ان سے جنگ کی ابتداء کر کے علم بغاوت نہ بلند کریں گے اس وقت تک وہ بھی اپنی طرف سے جنگ کی شروعات نہیں کرنے کے تاکہ باغی بھی ہمیں قرار پائیں۔ اس نے کہا ہاں۔ باہان نے کہا تو میں ان سے لڑائی نہیں لڑوں گا بلکہ معاملہ کو ان کے اور اپنے مابین طول دے کر انہیں ایک طرح کی غفلت میں ڈال رہا ہوں گا اور جس وقت وہ بالکل غافل ہوں گے تو ان پر اچانک جا پڑوں گا۔ اس طرح چونکہ وہ بالکل نہتے ہوں گے۔ لڑائی کے ساز و سامان اور اسلحہ سے عاری

نہیں ہونے کے اس نئے فتح کا سہرا یقیناً ہمارے سر رہے گا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر باہان نے اپنے پاس تمام طوق اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ علم، نشانات اور صلیبیں مرتب کیں اور ایک سو ساٹھ صلیبیں بنا کر ایک ایک صلیب کے ماتحت دس ہزار آدمی مقرر کئے۔ سب سے پہلی صلیب قناطر کے حوالے کی جو ارمن کے ہم مرتبہ ایک بادشاہ تھا سپرد کی اور اسے فوج کے میمنہ پر متعین کرنے کے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد ایک صلیب جرجیر کے حوالے کی اور قوم سکسکہ اور لان کو اس کے ساتھ کر کے میسرہ پر مقرر کیا۔ ایک صلیب جرجیر کے ہاتھ میں دی اور قوم ارمن، بنی تجہ، نوبہ، ارد بیہ اور عقالیہ کی عنان حکومت اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد بادشاہ کے بھتیجے کے لئے ایک صلیب بنائی اور قوم فرنگ (افرنج) ہرقلیہ، قیاصرہ، برغل اور روس پر اس کو حاکم مقرر کیا۔ پھر جبلہ بن ایہم غسانی کو ایک صلیب دی اور نصرانی عربوں آل لخم، جذام، غسان اور ضبیعہ کی کمان ان کے ہاتھ میں دے کر اسے ہراول پر مقرر کیا اور کہا کہ تم عرب ہو اور دشمن بھی عرب ہیں اور ہمیشہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اس سے فرصت حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے پہلو میں دو دو جوانوں کی تیس صفیں قائم کیں کہ ہر صف اپنی پچھلی صف کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہ تمام رات اسی طرح اپنے لشکر کو ترتیب دیتا رہا حتیٰ کہ فجر ہونے سے قبل پو پھٹنے سے پہلے اور صبح ظاہر ہونے سے اول اول یہ اپنے لشکر کی ترتیب اور تنظیم سے فراغت حاصل کر چکا۔

اس کے بعد اس نے ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا اور وہ اس کے حکم کے مطابق ایک بلند ٹیلے پر جو یرموک کی جانب تھا اور جسے اوپر سے دونوں لشکر بخوبی نظر آتے تھے کھڑا کر دیا گیا تاکہ وہ وہیں کھڑا ہو کر دونوں لشکروں کو برابر دیکھتا رہے۔ اس نے اپنے دائیں سمت بہادران روم میں سے جو اسلحے سے پوری طرح مسلح تھے ایک ہزار جوان رکھے اور اسی طرح طوق اور صاحب وسعت وقت میں سے جو ریشم کا سرخ مطلا لباس پہنے ہوئے تھے اور جن کا سوائے ان کی آنکھوں کے تمام جسم چھپا ہوا تھا ایک ہزار منتخب کئے گئے اور انہیں اپنے بائیں طرف مقرر کر کے یہ ہدایت کر دی گئی کہ وہ ہر طرح ہوشیار رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان عربوں سے ایک مکر اور حیلہ کروں۔ یہ چونکہ لڑائی کے لئے تیار نہیں ہیں اور تم سب مسلح اور آراستہ ہو اس لئے جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے اور مسلمانوں کو تم غیر مسلح دیکھو تو تم ہر طرف سے ان پر حملہ کر دینا۔ مسلمان ہمارے لشکر کے مقابلہ میں سیاہ شتر کے سفید بال کی نسبت رکھتے ہیں اور بس۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابان بن غالب حمیری سے جو ایک معمر آدمی تھے اسی طرح سنا ہے جو اوس بن اسید سے سنا کہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد اسد بن علقمہ سے روایت کی ہے کہ باہان نے جس وقت اپنی فوج ترتیب دی تھی تو میں اپنے لشکر میں تھا اور ہمیں اس کے متعلق کچھ خبر نہیں تھی۔ جس وقت صبح ہوئی موذنوں نے اذانیں دیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح جو باہان کے مکر سے بالکل ناواقف تھے مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ والفجر ولیال عشر پڑھنا شروع کی۔ جس وقت آپ ان ربک لبالمرصاد (بے شک اللہ تیرا رب گھات میں ہے)[2] پر پہنچے تو ہاتف غیبی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے حالانکہ وہ نماز میں تھے یہ کہا۔

ا۔ ایک نسخہ میں اسید ہے۔ مترجم

۲۔ مرصاد دراصل گزرگاہ یا شارع عام کو کہتے ہیں چونکہ گزرگاہ پر بیٹھنے والا ہر گزرنے والے کو دیکھتا رہتا ہے اس لئے اس سے دو پوشیدہ نگرانی رہے اور اسی لئے اسے کمین گاہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ مترجم

ظفرتم بالقوم و رب العزة وما يغني كيلهم شيئا وما اجرى الله هذه الاية على لسان اميركم الا بشارة لكم.

'' تم قوم پر فتح یاب ہو گئے۔ رب عزت کی قسم ان کا مکر ان کو کسی چیز سے بے نیاز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس آیت کو تمہارے امیر کی زبان پر محض تمہیں بشارت دینے کے لئے جاری کرایا ہے''۔

مسلمانوں نے جس وقت اس آواز کو سنا تو تعجب کیا۔ دوسری رکعت میں آپ نے والشمس وضحاہا شروع کی اور جس وقت اس آیت پر پہنچے۔

فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوٰها ولا يخاف عقبٰها.

'' ان کے رب نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا اور ان سب کو برابر کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی ہلاکت کے انجام سے نہیں ڈرتے''۔

تو پھر اس ہاتف غیبی نے آواز دی اور کہا تم [1] المقال وصح الزجر هذه علامة النصر۔ بات پوری ہوئی، زجر صحیح ہو گئی یہی علامت فتح کی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ جس وقت نماز سے فارغ ہو چکے تو مسلمانوں سے کہنے لگے۔ معاشر المسلمین! کیا تم نے ہاتف غیبی کی آواز سنی ہے؟ انہوں نے کہا سنی ہے اور اس نے یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ ہاتف مدد و نصرت کی نشانی اور فتح الٰہی کی علامت ہے اللہ عزوجل کی مدد و اعانت کی تمہیں بشارت ہو۔ واللہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری نصرت فرمائیں گے اور قرون اولیٰ کے نافرمانوں کی طرح تمہارے دشمنوں پر عذاب مسلط کریں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر القوم! میں نے رات میں ایک ایسا خواب دیکھا ہے جو دشمنوں پر نصرت اور خداوند جل کی طرف سے اعانت پر دلالت کرتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا اللہ تعالیٰ ہمارے امیر کی شان دوبالا کریں وہ کیا خواب ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میں گویا رومی دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہوا ہوں کہ اچانک مجھے چند ایسے آدمیوں نے جو سفید کپڑے پہن رہے تھے اور ایسے سفید کہ میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھے تھے اور جن سے ایسا نور ٹپک رہا تھا کہ آنکھوں کو چکا چوند کئے دیتا تھا اور جو سبز عمامے باندھے ہوئے اور علم ہاتھ میں لئے سبز گھوڑوں پر سوار تھے مجھے گھیر لیا اور جس وقت وہ میرے چاروں طرف صف بستہ ہو گئے تو کہنے لگے آگے بڑھو دشمن سے پیش دستی کرو اور ان سے مطلق نہ ڈرو تم غالب ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ناصر و مددگار ہیں۔ اس کے بعد ہمارے اندر سے انہوں نے چند آدمیوں کو بلایا اور اپنے پیالوں سے انہیں شراب پلائی جو ان کے اندر موجود تھی۔ میں گویا اپنے لشکر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ رومیوں کے لشکر میں داخل ہو گیا ہے اور جس وقت اس نے ہماری طرف دیکھا ہے تو وہ ہزیمت کھا کر بھاگ پڑا ہے۔

یہ خواب سن کر مسلمانوں نے کہا: ایہا الامیر! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو نیکی بخشیں۔ یہ ایک بشارت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری آنکھوں کو اس سے ٹھنڈک اور نور بخشا ہے۔ قوم خولان سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایہا الامیر! اللہ جل جلالہ آپ کو صالح بنائیں میں نے بھی رات کو ایک خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ وہ عمدہ اور نیک ہی ہوگا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ تم پر

---

[1] ایک نسخہ میں مقال کے بجائے فال ہے یعنی فال پوری ہوگئی۔ ۱۲ منہ

ملاحظہ کیں وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا گویا ہم دشمن کے مقابلے کے لئے نکلے ہیں اور جس وقت دشمن نے لڑائی شروع کی ہے تو آسمان سے سفید سفید چند پرندے جن کے بازو (پر) سبز اور منقار (چونچیں) کرگس جیسے تھے اترے ہیں اور عقابوں کی طرح ان کے سر نوچنے اور توڑنے لگے ہیں اور جس وقت ان میں سے کوئی شخص ان کا مقابلہ کرتا ہے تو ایک ہی ضرب کے ساتھ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتے ہیں"۔

مسلمان اس خواب سے خوش ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہیں بشارت ہو اللہ جل جلالہ نے تمہاری تائید کر کے تمہیں غلبہ دیا اور وہ ملائکہ مقربین سے انشاء اللہ العزیز جنگ بدر کی طرح تمہاری نصرت و اعانت فرمائیں گے اور فرشتے تمہاری طرف سے ہو کے رومیوں سے لڑیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح بھی بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے یہ بہت عمدہ اور اچھا خواب ہے۔ اس کی تعبیر مدد و نصرت ہے۔ میں باری تعالیٰ کی ذات گرامی سے مدد و اعانت کی امید اور متقین کی فتح کی آرزو رکھتا ہوں۔

مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا ایہا الامیر! نہ معلوم ان کم بختوں کے مقابلے سے ہمیں کس چیز نے روک رکھا ہے اور آپ لڑائی میں کس چیز کا انتظار فرما رہے ہیں حالانکہ دشمن جنگ کے طول دینے سے ہمارے ساتھ مکر کرنا چاہتا ہے اور اس نے تاخیر محض اس وجہ سے کر رکھی ہے کہ وہ اچانک کسی رات ہم پر شب خون کے ارادے سے آ پڑے۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ بات قرین قیاس سے معلوم ہوتی ہے جو تم کہہ رہے ہو۔

حضرت سعید بن رفاعہ حمیری کہتے ہیں کہ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ ہم نے چاروں طرف سے شوروغل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ہر طرف سے چیخ و پکار کی صدائیں آنے لگیں۔ ہر شخص لڑائی کے لئے دوسرے کو پکارتا تھا اور تیار ہونے کے لئے کہتا تھا۔ رومی ہماری طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو گمان ہوا کہ کہیں مسلمان اب تک نماز فجر کی ادائیگی میں لگے رہے ہیں۔ اس لئے آپ انہیں دیکھنے کے لئے اٹھے۔ اس رات مسلمانوں کی نگہبانی کے لئے حضرت سعید بن زید اور حضرت عمرو بن طفیل مامور تھے۔ حضرت سعید بن زید النفیر النفیر (تیار ہو جاؤ تیار ہو جاؤ) کی آوازیں لگاتے ہوئے اچانک دکھائی دیے اور بڑھتے بڑھتے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ چند نصرانی عرب بھی تھے۔ آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے کہنے لگے ایہا الامیر! باہان نے جنگ بند کر کے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا۔ اب وہ صفوں کو مرتب اور لشکر آراستہ کر کے ہم پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم اس وقت بالکل بے سروسامان ہیں۔ یہ چند نصرانی عرب مسلمان ہونے کی غرض سے ہمارے پاس آئے ہیں اور باہان کی آمد اور مکر و حیلے کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہماری طرف اپنے بڑے بڑے بہادروں کو لے کر چل پڑا ہے اور ان کی رائے ہوئی کہ ان کا ہر ایک بادشاہ ایک ایک روز ہم سے اپنی فوج کے لڑا کرے گا اور یہ صورت نہایت خطرناک ہے۔ نیز مسلمانوں نے دیکھ لیا ہے کہ رومیوں کے علم اور صلیبیں برابر ہم سے قریب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے بعد آپ نے آواز دی ابوسلیمان خالد بن ولید کہاں ہیں؟ حضرت خالد بن ولید لبیک کہتے ہوئے آئے اور آپ نے فرمایا ابوسلیمان! تم میرے ہر کام کے اہل اور لائق ہو۔ بہادر اور شجیع مسلمانوں کو ساتھ لے کر حریم کی حفاظت کے لئے جب تک مسلمان اپنے آلات حرب اور صفوف کی ترتیب سے فارغ ہوں دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ اور انہیں اہل و عیال تک نہ آنے

لوگوں کو اور تیسری میں سوار فوج کو مع ان کے سامان کے متعین فرمایا۔ پھر سواروں کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک جماعت پر مسلمانوں میں سے تین شہسوار یعنی حضرت غیاث بن حرملہ عامری، مسلمہ بن سیف یربوعی اور قعقاع بن عمرو تمیمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو علی الترتیب مقرر فرمایا۔

تمام مسلمان اپنے اپنے نشانات کے نیچے جمع ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اس علم کے نیچے جو آپ کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ملک شام روانہ کرنے کے وقت عنایت فرمایا تھا کھڑے ہوئے یہی رسول اللہ ﷺ کا وہ نشان مبارک تھا جو آنحضرت ﷺ نے غزوہ خیبر کے لئے ترتیب فرمایا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کے پاس رایۃ العقاب نامی سیاہ علم تھا۔ آپ نے پیدل پر حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کو دائیں بازو پر حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ اور بائیں بازو پر حضرت قیس بن ہبیرہ ؓ کو مقرر کیا اور جس وقت تمام صفیں مرتب ہو گئیں تو حضرت ابوعبیدہ ابن جراح ؓ خود بنفس نفیس صفوں کے بیچ تشریف لائے اور مسلمانوں کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے فرمانے لگے اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ سبحانہ تمہاری اعانت ونصرت فرمائیں گے اور تمہارے قدموں کی لغزش سے ثابت رکھیں گے۔ صبر واستقلال کو اپنا شعار بناؤ اور ہمیشہ صبر سے کام لو۔ صبر ہی کرب وبلا سے نجات دینے والا رب العزت کی مرضی کے مطابق اور دشمنوں کو قمع وقلع کرنے والا ہے۔ صفوں کو نہ توڑنا، نیزوں کو سامنے رکھنا۔ یاد خدا کے سوا ایک قدم بھی نہ بڑھانا اور جب تک دشمن اپنی طرف سے پہل نہ کرے اس وقت تک ہتھیار نہ اٹھانا۔ نیزے سیدھے رکھنا خود کو ڈھالوں میں چھپائے رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی بات میں زبان نہ ہلانا اور جب تک میں کسی بات کا حکم نہ دوں اس وقت تک اپنی طرف سے کسی کام میں پہل اور ابتداء نہ کرنا۔ یہ کہہ کر آپ اپنے مقام یعنی قلب لشکر کی طرف واپس چلے گئے۔ اور وہیں کھڑے ہو گئے۔

کچھ دیر بعد حضرت معاذ بن جبل ؓ نکلے اور صفوں میں لوگوں کو تحریص وترغیب کے لئے چکر لگانے لگے۔ آپ فرماتے جاتے تھے دین کے مددگارو! اور حق جماعت کے حامیو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت عمل اور نیت کے بغیر کبھی شامل حال نہیں ہوتی اور جب تک نافرمانی، گناہ اور معصیت میں بندہ مبتلا رہتا ہے اور محمود اور نیک کام کی خواہش نہیں کرتا اس وقت تک وہ بھی اس تک نہیں پہنچتی۔ جنت میں انسان بدون اعمال صالحہ کے داخل نہیں ہوتا اور وہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کاملہ اور مغفرت واسعہ صابرین اور مومنین ہی کے پاس آتی ہے۔ کیا تم نے باری تعالیٰ جل جلالہ کا یہ فرمان نہیں سنا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [النور: 55]

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ کئے ہیں وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین پر خلیفہ بنائیں گے جیسا کہ ان لوگوں کو جو تم سے پہلے خلیفہ بنایا تھا اور ثابت رکھیں گے ان کے واسطے اس دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کو ان کے خوف کے بعد امن سے بدل دیں گے کہ عبادت کریں گے میری اور میرے ساتھ کسی دوسری چیز کو شریک نہیں کریں گے اور جو شخص اس کے بعد ناسپاسی کرے گا پس وہی فاسق ہیں"۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں باری تعالیٰ جل مجدہ سے شرم کرو کہ وہ تمہیں تمہارے دشمنوں سے شکست کھا

لئے مستعد تھے۔ فوج کے یمنہ پر خندقیں کھودی گئی تھیں اور ان میں فوجیں ٹھہرائی گئی تھیں جنہوں نے اپنے پاؤں کو زنجیروں سے حفاظت کی غرض نیز اس نیت سے کہ کوئی لڑائی سے فرار اختیار نہ کرے باندھ لیا تھا اور ہر ایک زنجیر کے اندر دس دس آدمی مربوط تھے۔ انہوں نے مسیح بن مریم (علیہما السلام) صلیب اعظم قسیسین، رہبان اور چاروں انجیلوں کی قسمیں کھا کھا کر حلف اٹھایا تھا کہ جب تک ہمارا ایک بھی شخص میدان جنگ میں زندہ ہوگا اس وقت تک ہم کبھی میدان سے قدم پیچھے نہ ہٹائیں گے۔ آپ نے یہ دیکھ کر جو لشکر زحف کے لوگوں میں سے آپ کے گرد کھڑے ہوئے تھے۔ فرمایا اس میں شک نہیں کہ آج کا دن نہایت معرکہ کا دن ہوگا اس کے بعد آپ نے دعا کی:

اللھم ایدالمسلمین بالنصر وافرغ علیہم الصبر۔

"بار الہا! نصرت و امداد کے ساتھ مسلمانوں کی تائید فرمائے اور انہیں صبر عنایت فرمائیے"۔

دعا کے بعد آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! قوم زنجیروں میں مسلسل اور مربوط ہو کر شمشیر ہائے بران کے ساتھ ہماری طرف چلی ہے۔ آج کا روز یاشک نہایت صبر و استقلال کا روز ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یہ کہہ کر مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ رومیوں کی تعداد و سامان اسلحہ آج بہت زیادہ ہے۔ آپ لوگوں کو سوائے صبر کے اور کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا ابو سلیمان! تمہاری کیا رائے ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جرجیر باہان نے اپنے لشکر کے ان ایک لاکھ آدمیوں کو جن کی شجاعت و براعت ان کے دیدہ والصدر میں زبان زد خاص و عام تھی اور ثبات و استقلال میں جو شہرۂ آفاق سمجھے جاتے تھے اپنے لشکر کے آگے کھڑا کیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کی بہادری اور دلیری ان کے چہروں سے معلوم کر لی تھی اس لئے آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے کہا میرے نزدیک آپ اپنی جگہ حضرت سعید بن زیدؓ کو کھڑا کر دیں اور خود دو سو یا تین سو آدمی ساتھ لے کر حضرت سعید بن زید کی پشت پر بالکل محاذ میں کھڑے ہو جائیں تاکہ جس وقت مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے شرم کریں اور آپ سے نہ بھاگیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کے اس مشورے کو قبول فرمایا اور حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ یہ حضرت سعید بن زیدؓ منجملہ انہی دس حضرات کے ہیں جن کے متعلق باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنی رضامندی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں اپنی جگہ کھڑا کر کے تین سو آدمی جن میں بعض مہاجرین و انصار بھی شامل تھے منتخب فرمائے اور انہیں اپنے ساتھ لے کر تمام لشکر کے پیچھے حضرت سعید بن زیدؓ تعالیٰ کے محاذ میں کھڑے ہو گئے۔

حضرت ورقہ بن مہلہل تنوخی جو جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے علم بردار تھے۔ کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے باب حرب کی کنڈی کھولنے کا ارادہ کیا وہ قبیلہ ازد کا ایک نوجوان نوعمر اور نہایت شکیل مند کا لڑکا تھا۔ یہ اپنی جگہ سے آگے بڑھا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ ایہا الامیر! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کر کے اپنے دل کو تسکین اور اپنے قلب مضطر کو شفا دوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان پیش کروں۔ بہت ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے جام شہادت نوش کرنے کے لئے بخش دیں۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر

رسول اللہ ؐ کے حضور میں آپ کی کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو آپ مجھ سے بیان کر دیں تا کہ میں اسے عرض کر دوں۔ آپ یہ سن کر رونے اور کہا میرے آقا محمد رسول اللہ ؐ سے میرا اسلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ ہمارے رب ذوالجلال نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے بالکل سچا پایا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ازدی جوان یہ سن کر گھوڑا کودا کے میدان میں آیا اور اپنے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ رومیوں میں سے اس کے مقابلہ کے لئے ایک کافر نکلا جو سرخ گھوڑے پر سوار تھا ازدی نوجوان جس نے اپنی جان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا تھا اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو کے یہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگا۔

ترجمہ اشعار: "نیزہ بازی اور شمشیر زنی، نیزے اور شمشیر براں کے ساتھ ضروری ہے۔ قریب ہے کہ میں پہنچ جاؤں گا جنت الفردوس میں اور بہت بڑے مرتبہ کو"۔

یہ اشعار پڑھتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا مگر ازدی نوجوان نے جلدی کر کے اس کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ یہ چکرا کر زمین پر آ رہا۔ ازدی نے اس کا گھوڑا اور اسباب اتار کر اپنی قوم میں سے ایک شخص کو سپرد کر دیا اور خود پھر میدان میں پہنچ کر ہل من مبارز کا نعرہ لگایا۔ دوسرا آدمی اس کے مقابلے کو نکلا۔ اس نے اسے بھی پہلے کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرا آیا اس کو بھی چلتا کیا اور چوتھے کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا حتیٰ کہ ایک پانچواں رومی اس کے مقابلہ میں آیا اور اس نے اس ازدی نوجوان کو خدا تعالیٰ ارحم الراحمین اس پر رحم فرمائیں شہید کر دیا۔ قبیلہ ازد یہ دیکھ کر غصہ میں بھر گیا اور اس نے اسی غیظ و غضب کی حالت میں رومیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ رومی بھی یہ دیکھ کر ٹڈی دل کی طرح مسلمانوں کی طرف بڑھے اور ان کا ایک کنارہ مسلمانوں کے میمنہ سے نکل کر قریب ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا خدا کے دشمن تم سے بالکل قریب ہو گئے انہیں ذرا تیر کر کے رکھ دو اور یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ تمہارے ساتھ ہیں صبر، صدق اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بھروسہ پر ثابت قدم رہو اور اپنے پیروں کو استقلال کے ساتھ ایک جگہ جما لو۔

اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھ کے ایک گوشہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی یا الٰہا! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں آپ ہی سے اعانت چاہتے ہیں، آپ ہی کی توحید بیان کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ یہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ آپ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ آپ کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں الٰہا العالمین! ان کے پیروں کو جنبش دے دیجئے، ان کے قلوب میں رعب ڈال دیجئے۔ ہمیں تسکین و اطمینان بخشئے کلمۃ التقویٰ کو ہم پر لازم فرما دیجئے۔ اے وہ ذات! جو وعدہ خلافی نہیں کرتی ہمیں اپنے دشمنوں سے امن دیجئے۔ الٰہا العالمین! او رائے وہ مولا کریم جس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کو مضبوط پکڑو وہی تمہارے مولیٰ ہیں اور کیا ہی اچھے مولا ہیں اور کیا ہی اچھے مددگار ہیں۔ ہمیں ان کافروں پر غلبہ دیجئے۔

کہتے ہیں کہ آپ مجیب الدعوات کے حضور میں یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ رومیوں نے مسلمانوں کے میمنہ پر جس میں قوم ازد و مذحج، حضرت موت اور خولان کے آدمی تھے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اگرچہ نہایت سخت تھا مگر مسلمان نہایت پامردی کے ساتھ ثابت

قدم رہے اور خوب جان توڑ کر حملہ کا جواب دیا۔ رومیوں کا دوسرا دستہ بھی انہی کی طرف متوجہ ہوا اور انہوں نے ان کا بھی نہایت صبر جمیل کے ساتھ مقابلہ کیا اور ثابت قدمی دکھائی۔ تیسری صف بھی انہی پر آ پڑی جس نے مسلمانوں کے پائے ثابت میں لغزش پیدا کر دی اور کچھ آدمی اپنی جگہ اور نشانات سے علیحدہ ہو کر لشکر کی طرف ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ بعض نے استقلال سے کام لیا اور وہ اپنے علم نشان اور قوم کے ماتحت برابر رومیوں سے لڑتے رہے۔ پیچھے ہٹنے والوں میں قوم زبید بھی تھی جو اس وقت میمنہ میں کھڑی ہوئی تھی۔

حضرت عمرو بن معدیکرب جو اس قوم کے سردار تھے اور جن کی بہادری و شجاعت کی وجہ سے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کی تھی۔ ان کی قوم ان کی نہایت عزت و تکریم کرتی تھی اور جن کی عمر جنگ یرموک میں ایک سو دس برس کی ہو گئی تھی مگر ان کی شجاعت و جرات نے انہیں اس پیرانہ سالی میں بھی جنگ پر آمادہ کر رکھا تھا یہ دیکھ کر کہ میری قوم نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا ہے چلاتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور فرمایا اے آل زبید! دشمنوں سے بھاگتے ہو موت کے پیالے پینے سے گھبراتے ہو۔ ذلت و عار کو پسند کر لیا۔ ناموس کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کافر کتوں سے کہاں کی گھبراہٹ ہے؟ یہ کیسی بے قراری اور جلدی ہے کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجاہدین اور صابرین کی حالت سے واقف ہیں اور جس وقت وہ ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ انہوں نے میری مرضیات میں صبر و استقلال سے کام لیا ہے اور میرے احکام میں ثابت قدمی دکھلائی ہے تو وہ اس وقت ان کی نصرت سے ان کی مدد کرتے اور فتح و کامرانی سے ان کی تائید فرماتے ہیں۔ پس کہاں بھاگے جاتے ہو۔ کیا تم نے عار کو بالکل ہی پسند کر لیا اور دخول نار اور غضب جبار کے واقعی مستحق ہو گئے۔"

ان کی قوم اپنے سردار حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی یا حجاج بن عبد اقوث علی اختلاف الروایت کا یہ کلام سنتے ہی بے تابانہ اس طرح پیچھے لوٹے جس طرح اونٹنی (یا اور کوئی مادہ) اپنے بچے کی طرف بھاگتی ہے اور آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ ان کی تعداد اس وقت پانچ سو آدمیوں کی تھی جن میں سوار اور پیدل دونوں ہی تھے۔ اور جمع ہوتے ہی ایک سخت حملہ کر دیا۔ حمیر، حضر موت اور خولان بھی ان کے ساتھ بڑھے اور ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ رومی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور طوعاً و کرہاً اپنی جگہ چھوڑنی پڑی۔ قوم دوس حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ چلی اور اس نے بھی رومیوں پر ہلہ بول دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے نشان کو حرکت دی اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ لوگو! حور العین[1] کے معانقہ، رب العالمین کے جوار رحمت اور جنات النعیم کے پہنچنے میں جلدی کرو۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک میدان جہاد سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں ہے۔ یاد رکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے صابروں کو ان کے غیروں پر محض اسی وجہ سے فضیلت بخشی ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں حاضر نہیں ہوتے ہیں۔

قوم دوس آپ کے یہ الفاظ سن کر آپ کے گرد جمع ہوئی اور رومیوں پر ایک جان ہو کر حملہ کر دیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے اور چکی کی طرح حرب و ضرب نے انہیں متحد اور یکجا کر دیا۔ رومی مسلمانوں کے میمنہ پر گرے اور انہیں دباتے ہوئے ان کے قلب کی طرف دھکیلتے چلے گئے۔ مسلمانوں نے اگرچہ استقلال اور نہایت استقلال سے کام لیا۔ مگر فوراً ہی رومیوں کی

[1] بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ۱۲ منہ

یرموک میں خواتین اسلام کی بہادری

کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے میمنہ کا رخ کیا اور وہاں مسلمانوں کو شکست کھا کے بھاگتا ہوا دیکھا تو ان سے چیخ چیخ کر کہنے لگیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو تمہاری حرکات سے واقف ہیں نیز اس کی جنت سے کہاں بھاگے ہو اور شکست کھا کر کدھر جانا چاہتے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے خاوند حضرت ابوسفیانؓ کو شکست کھا کر بھاگتے ہوئے دیکھا تو ان کے گھوڑے کے منہ پر ایک چوب مار کر کہنے لگیں ابن صخر! کہاں کو؟ لڑائی کی طرف لوٹو اور اپنی جان دے دو تاکہ تم اس تحریص و ترغیب سے پاک وصاف ہو جاؤ۔ جو تم نے پہلے رسول اللہ ؐ کے مقابلے میں لوگوں کو دی تھی"۔

یہ سن کر حضرت ابوسفیانؓ لڑائی کی طرف چلے۔ آپ کے ساتھ دوسرے بھاگنے والے بھی ہوئے اور عورتیں بھی ہمراہ ہی چلیں۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں مردوں سے بڑھ چڑھ کر حملہ کر رہی ہیں اور وہ گھوڑے کے بیچ میں لوگوں کو مارتی پھرتی ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے کافر کی طرف جو گھوڑے پر سوار تھا چلی اور جب تک اسے مار مار کر گھوڑے سے گرا نہ دیا اس وقت تک پیچھے نہ ہٹی۔ اس کے بعد اسے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے یہی معنی ہیں۔

حضرت زبیر عوامؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایک سخت حملہ کیا اور اس حملہ سے ان کا مقصد سوائے خوشنودی رب ذوالجلال اور رضائے رسول اکرم ؐ کے اور کچھ نہیں تھا۔ قوم ازد نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ہمراہ ہو کر نہایت شدت کے ساتھ جنگ کی اور چونکہ رومیوں کا سب سے پہلا ریلا انہی پر ہوا تھا اور انہوں نے ہی سب سے اول ان کے مقابلہ پر اپنی جانیں پیش کی تھیں اس لئے سب سے زیادہ شہادتیں انہی کے حصہ میں آئیں اور ان کی اکثر جماعت اس موقع پر کام آ گئی۔

حضرت سعید بن زیدؓ کہتے ہیں کہ لڑائی کا پورا زور مسلمانوں کے میمنہ پر ہو رہا تھا۔ مسلمان کبھی ہزیمت کھا کے بھاگتے تھے اور کبھی پھر لڑائی کی طرف لوٹتے تھے کبھی کچھ دیر مقابلہ کرتے تھے اور کبھی پھر پیچھے ہٹ جاتے تھے حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیکھا کہ میمنہ بھاگ کر قلب تک پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی آپ نے اپنے سواروں کو آواز دی اور آپ ادھر مائل ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہی چھ ہزار مسلمانوں کی ایک جمعیت اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند کرتی ہوئی ادھر متوجہ ہوئی اور رومیوں پر حملہ کر دیا اور ان کو اس قدر شکست پر شکست دی کہ قتل پر قتل کیا کہ مسلمانوں کا میمنہ اور قلب ان رومیوں سے صاف ہو گیا اور مسلمان پھر اپنی اپنی جگہ (یعنی میمنہ اور قلب پر) پہنچ گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی جگہ ٹھہرے اور جو رومی مسلمانوں کے قریب ہوتا رہا اسے دور کرتے رہے اور اسی طرح رومیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے نہایت بری طرح شکست کا منہ دیکھا۔ آپ نے رومیوں کے شہسواروں کو منتشر اور پریشان دیکھ کے مسلمانوں کو پکارا یا اہل الاسلام واہل الایمان یا حملۃ القرآن ![1] یا اصحاب محمدؐ ! رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ شکست عظیم ظاہر ہونے لگی۔ قوم میں تم نے دیکھ ہی لیا کہ کوئی بہادر اور شجیع نہیں رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی قوت اور تیزی کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں حملہ کرو اور شدت وسختی کے ساتھ ان پر گر پڑو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں خالد کی جان

۱ قرآن کے حاملو۔ امنہ

ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں ان کے بازوؤں پر فتح بخشیں گے۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ہر چہار طرف آوازیں دیں کہ آپ حملہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں گے۔ آپ نے یہ سنتے ہی تلوار کو سونت لیا اور رومیوں میں جا پڑے۔

حضرت عبدالرحمن بن حمید جمحی ؓ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کے ساتھ اس حملہ میں میں بھی شامل تھا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ حملہ کیا۔ خدا کی قسم! رومیوں نے ہمارے سامنے میدان صاف کر دیا اور ہمیں دیکھ کے اس طرح بھاگ گئے جس طرح بکریاں شیر کو دیکھ کر بھاگتی ہیں۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہمارا یہ حملہ رومیوں کے میمنہ پر ہوا۔ رومی میدان چھوڑ چھوڑ کر بری طرح بھاگنے لگے اور چونکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اس لئے پوری طرح جگہ نہ چھوڑ سکے۔ قوم کی حمایت اور نگہبانی میں تیر اور تبر سے چلاتے تھے اور اپنی جان بچانے کی بھی پڑی ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولید ؓ دوڑے آگے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے برابر حملہ کرتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہماری زبانوں پر یہ جاری تھا اور اس وقت کا شعار ہم نے یہ قرار دے رکھا تھا کہ یا محمد یا منصور امتک امتک ؎ (امت کی خبر لیجئے! امت کی خبر لیجئے) حتیٰ کہ ہم اسی طرح بڑھتے ہوئے دریجان تک پہنچ گئے جو اس وقت جواہر کی ایک صلیب لئے ہوئے اپنے اس مورچہ پر کھڑا ہوا جہاں باہان نے اسے متعین کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی فوج بھی تھی جو اپنے سردار کے حملے کا انتظار کر رہی تھی کہ یہ حملہ کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ حملہ کریں۔

دریجان کا قتل

جس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ کا لشکر دریجان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو اس کے سردار اس سے کہنے لگے اے بادشاہ! کیا آپ ہمیں حملہ کرنے کا حکم نہیں دیتے کہ ہم حملہ کریں یا پیچھے کو لوٹ جائیں۔ دیکھئے عربوں کا لشکر ہم میں گھس آیا ہے۔ اس نے کہا یہ ایک بہت برا دن ہے میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ اس میں حاضر رہوں۔ مجھے بادشاہ نے اس جگہ کھڑا کر دیا ہے میں اب کھڑے ہونے کو بھی برا خیال کرتا ہوں۔ لاؤ کپڑے سے میرا سر اور چہرہ باندھ دو کہ میں اس جنگ اور حرب و ضرب کو نہ دیکھ سکوں۔ انہوں نے ایک ریشمین رومال سے اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا۔ رومی برابر پٹ رہے تھے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر بھاگے اور مسلمان دریجان (دریجان اور دیرجان دونوں طرح مروی ہے) تک پہنچ گئے۔ یہ اس وقت ملفوف الراس (یعنی سر بندھا ہوا) تھا۔ حضرت ضرار ؓ اس کی طرف بڑھے اور ایک پار ہونے والا نیزہ اس کے ایسا مارا کہ وہ ہمیشہ کے لئے چل بسا۔

---

۱ ایک نسخہ میں یا ہی ہے۔۱۲

۲ ایک نسخہ میں یہ ہے اب بھی قبول کیجئے قبول کیجئے ہے۔ امت

جرجیر اور قناطر کا جھگڑا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ جرجیر اور قناطر کا جھگڑا ہو گیا اور ان میں آپس میں اختلاف پڑ گیا۔ جرجیر قوم ارمن کو لئے ہوئے رومیوں کے میمنہ پر کھڑا تھا اور قناطر میسرہ پر۔ جرجیر نے قناطر سے کہا یہ وقت کھڑا ہونے کا نہیں ہے عربوں پر حملہ کر۔ اس نے کہا تو مجھے حملہ کا حکم دیتا ہے اور خود حملہ نہیں کرتا۔ جرجیر نے کہا میں تجھے حکم کس طرح نہ دوں میں تیرے اوپر حاکم بھی ہوں اس نے کہا تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ میں تیرے اوپر حاکم ہوں اور تو میرا مامور اور محکوم ہے۔ جرجیر اس کے اس قول سے جل گیا اور اس طرح ان دونوں میں اختلاف کی ایک خلیج واقع ہوتی چلی گئی۔ آخر جرجیر نے مسلمانوں کو میسرہ اور قلب کے مابین جہاں قوم کنانہ، قیس، خثعم، جذام، قضاعہ، عاملہ اور غسانی کھڑے ہوئے تھے حملہ کیا اور مسلمانوں کے میسرہ کو اس کے ساتھیوں نے اس قدر دبا دیا کہ سوائے علمبرداروں اور چند ان لوگوں کے جو ان کے گرد تھے سب کو پیچھے دھکیلتے چلے گئے۔ علم برداروں اور چند لوگوں نے نہایت سختی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر دوسرے مسلمان جب پیچھے ہٹے تو رومیوں نے بڑھ کر ان کا تعاقب کیا اور شکست خوردہ مسلمانوں کے ساتھ اس قدر بڑھتے گئے کہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ یہاں خواتین اسلام نے دوسری طرف سے ان مسلمانوں کا خیموں کی چوبوں اور پتھروں سے استقبال کیا اور چوبیں اور پتھر گھوڑوں کے منہوں پر مار مار کر کہنے لگیں یا اہل الاسلام! بھاگو، بیٹیوں اور بیبیوں کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو! کیا تم نے ہمیں ان کافروں کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

متبال دوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ واللہ رومیوں سے زیادہ ہم پر ہماری عورتیں سختی کر رہی تھیں آخر مسلمان ہزیمت کو خیر باد کہہ کر پھر میدان کی طرف لوٹے اور ایک دوسرے کو نصیحت اور وصیت کرنے لگے کہ ایک دوسرے کی پوری اعانت کرو اور صبر سے کام لو۔ حضرت قباث بن اشیم کنانی مسلمانوں کے آگے آگے ہو گئے اور رومیوں کے منہوں کو کبھی تلوار سے اور کبھی نیزوں سے مارنے لگے۔ حتیٰ کہ اسی طرح آپ کے تین نیزے ٹوٹ گئے۔ آپ حملہ کرتے جاتے تھے اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں بھونکنے والے رومی کتوں پر بہت جلد حملہ کروں گا اور میں انہیں تلوار کی ضربوں سے مار مار کر گرا دوں گا۔
میں رسول اللہ ﷺ کو جو بہترین امید گاہ اور نبی ہاشمی اور دین کے ناصح ہیں خوش کر لوں گا۔

قباث بن اشیم کی یرموک میں بہادری

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے پھر حملہ کیا حتیٰ کہ آپ کی تین تلواریں ٹوٹ گئیں۔ جب آپ کی تلوار ٹوٹ جاتی تھی یا نیزہ خراب ہو جاتا تھا تو آپ کہتے تھے کہ کوئی شخص ہے جو مجھے اللہ کے راستہ میں اپنا نیزہ یا تلوار عاریۃً دے گا۔ اس کا بدلہ اور اجر اللہ تبارک و تعالیٰ مرحمت فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے قبیلہ قیس کو پکار کر کہا یا معاشر قیس! تم صبر سے اپنا حصہ لے لو۔ دنیا میں صبر بزرگی اور عزت ہے اور آخرت میں رحمت اور فضیلت۔ اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۔ مسلمانو! صبر کرو میدان کارزار

میں استقلال دکھاؤ۔ جنگ کے لئے تیار رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ''۔

یہ سنتے ہی ان کی قوم لبیک کہتی ہوئی ان کے ساتھ ہوئی اور خوشی نہایت سرگرمی کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے لگی۔ حضرت قاسم بن الشیم کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ[۱] کہتے ہیں کہ میں نے قاطر اور ان کی جمعیت کے حملے کے برابر کسی کو حملہ کرتے نہیں دیکھا وہ ہم میں گھسے چلے آتے تھے اور ہم بھی ان میں گھس گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ دو ہزار صحابہ ؓ کی جمعیت کو لے کر ہماری طرف رجوع ہوئے اور آتے ہی رومیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنے لگے اور اس قدر شمشیر زنی کی کہ رومیوں کے پرے کے پرے کاٹ کر رکھ دیئے۔ مگر رومیوں کی کثرت اس قدر تھی کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ جب کشش بلیغ کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ آپس میں کہہ رہے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ قاسم بن الشیم کنانی کو جزائے خیر عنایت کریں کہ انہوں نے ہمارے واسطے اس قدر تکلیف اٹھائی۔ آپ یہ سن کر حضرت قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور شکریہ کے بعد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ حضرت ذرعہ بنت حرث ؓ نیلے سے اتر کر آپ کے پاس پہنچتی ہوئی آئیں۔ خالد نے کہا کیا اور آپ کے پاس کھڑے ہو کے کہنے لگیں یا ابن ولید! کیا تم ہی نے لوگوں کو لڑائی سے بھاگنا سکھایا ہے۔ سپاہی اپنے سردار کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر سردار ثابت قدمی دکھلاتا ہے تو وہ بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور اگر سردار بھاگ جاتا ہے تو سپاہی بھی فرار ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں شکست اٹھانے والوں میں نہیں تھا جو شخص گرد و غبار میں ان دشمنوں سے لڑ رہا تھا وہ میں ہی تھا۔ یہ سن کر حضرت ذرعہ ؓ کہنے لگیں جو شخص اپنے سردار کو ثابت قدم چھوڑ کر بھاگ نکلے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا برا کریں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ بن جبل کی جنگ

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ باہان ملعون نے اپنے میمنہ کی طرف دیکھا تو وہ بالکل پسپا کر دیا گیا تھا اس نے وہاں ایک آدمی بھیج کر اپنے لشکر کو ترغیب اور تحریص دی۔ اسی وقت میمنہ سے ایک رومی شہسوار جو تمام اسلحے سے مسلح اور ڈیل ڈول میں پہاڑ کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور دونوں صفوں کے درمیان آ کے گھوڑے کے گرد ایک چکر دے کر اپنے حریف کو بلانے لگا۔ قوم ازد سے ایک نوجوان اس کے مقابلہ میں گیا مگر اس کافر نے اسے ایک ہی وار میں شہید کر ڈالا اور دوسرے حریف کا انتظار کرنے لگا۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے اس کے مقابلے میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت ابو عبیدہ ابن جراح ؓ نے انہیں منع فرمایا اور کہا معاذ! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نشان کو لئے ہوئے یہیں کھڑے رہو۔ میرے نزدیک تمہارا نشان لئے کھڑا رہنا تمہارے لڑائی کے واسطے نکلنے سے زیادہ مناسب ہے۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ یہ سن کر نشان لئے ہوئے کھڑے رہے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے معشر المسلمین! جو شخص یہ چاہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑوں اس کے لئے میرا گھوڑا اور ہتھیار موجود ہیں۔ آپ کے صاحب زادے حضرت عبدالرحمٰن ؓ یہ سن کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! میں چاہتا ہوں یہ ابھی بہت کم سن تھے حتیٰ کہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے اول یہ مسلح ہوئے اور پھر اپنے والد کے گھوڑے پر سوار ہو کے کہنے لگے ابا جان! میں اس کافر کے مقابلہ میں جا رہا ہوں اگر میں نے اس کے مقابلہ میں صبر و استقلال کو

---

۱ ایک نسخہ میں اشیم ہے ۱۲ منہ

ہاتھ سے نہ دیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے لیکن اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اسلام قبول فرمایئے اور حضور اکرم ﷺ سے اگر کوئی کام ہو تو مجھ سے کہہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا بیٹا! میرا سلام کہہ دینا اور عرض کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ امت مرحومہ کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد فرمایا بیٹا! جاؤ اللہ جل جلالہ تمہیں اور ہمیں اس چیز کی توفیق عطا فرمائیں جو ان کے نزدیک محبوب اور پسند ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ بن جبل ؓ شعلہ جوالہ کی طرح اس کی طرف بڑھے اور اس کے قریب پہنچ کر تلوار کا ایک ہاتھ رسید کیا مگر تلوار اچٹ کر بے نیل و مرام واپس آئی اور گھوڑا کھا کے رہ گئی۔ رومی بھی آپ کی طرف چلا اور آپ کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار عمامہ کو کاٹتی ہوئی سر کو زخمی کر گئی اور اس سے خون بہنے لگا۔ رومی شہسوار خون بہتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھ کر عربی نوجوان قتل ہو گیا اور یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ اپنے گھوڑے سے کس طرح گرتا ہے پیچھے ہٹا۔ آپ نے یہ دیکھ کر رومی پیچھے ہٹ رہا ہے گھوڑے کی باگ پھیری اور مسلمانوں کے لشکر میں آ گئے۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا بیٹا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا رومی نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا دنیا سے کیا چاہتا ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے ان کا زخم[1] باندھ دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن ؓ کے چلے آنے کے بعد رومی سردار نے از راہ تکبر مسلمانوں پر تین حملے کئے۔ مگر قوم ازد نے اسے بھگا دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا اس رومی کے مقابلے کے لئے کون شخص جانا چاہتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عامر بن طفیل دوسی ؓ جو جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید ؓ کے ہمراہ اور اس وقت حسب روایات میں سے تھے نکلے اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے جنگ یمامہ کے روز مسیلمہ کذاب کی لڑائی میں خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک عورت سے ملاقی ہوئے ہیں۔ اس عورت نے اپنی فرج کھول رکھی ہے اور آپ اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ آپ کے بیٹے نے یہ دیکھ کر اس میں داخل ہونا چاہا مگر آپ کی آنکھ کھل گئی۔ مسلمانوں سے آپ نے اپنا یہ خواب بیان کیا مگر کوئی شخص اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔ آپ نے کہا میں خود اس کی تعبیر جانتا ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں شہید ہوں گا اور وہ عورت زمین ہے میں اس میں دفن ہو جاؤں گا۔ میرے لڑکے کو زخم پہنچے گا اور وہ شہید نہیں ہو گا یا ممکن ہے کہ وہ بھی مجھ سے آ ملے۔

کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے روز آپ خوب دل کھول کر لڑے اور اعلائے حق میں جتنا ہو سکے مگر آپ کو کوئی ایذا نہیں پہنچی اور صحیح و سلامت رہے۔

حضرت عامر بن طفیل ؓ کی بہادری اور شہادت

بہر حال جنگ یرموک کے دن وہ ایک شعلہ جوالہ اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح رومی سردار کی طرف چلے اور اس کے ایک نیزہ مارا۔ آپ کے پاس یہ نیزہ بہت ہی پرانا تھا اور خصوصاً رِدہ اور یمامہ کی جنگ میں ساتھ رہا تھا مگر اس وقت لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ آپ نے فوراً ہی اسے ہاتھ سے پھینک کر تلوار میان سے کھینچی اور اس کو جنبش دیتے ہوئے اس کی طرف بڑھ کے شانے پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جو آخری بغل تک پہنچا چلا گیا اور رومی سردار زمین پر آ رہا۔ آپ اس کی طرف دوڑے اور اس کا گھوڑا پکڑ کے مسلمانوں کے لشکر

[1] ایک نسخہ میں مذکور ہے کہ وہ زخم اسی وقت اچھا ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مترجم

میں لے آئے اور اپنے بیٹے کے سپرد کر کے پھر میدان کی طرف چلے اور پہنچتے ہی رومیوں کے میمنہ پر حملہ آور ہو گئے۔ وہاں سے گھوڑے کو پلٹا کر میسرہ پر آئے اور یہاں قوت آزمائی کر کے قلب پر آ پہنچے۔

اس کے بعد گھوڑے کو مہمیز کر کے نصرانی عربوں کی طرف بڑھے اور ان کے چند سواروں کو تلوار کے گھاٹ اتار کے پل میں مبارزہ کا نعرہ لگانے لگے۔ جبلہ بن ایہم غسانی جو کہ تمیمن طاقی کام کی ایک زرہ جس کے نیچے تابعی کی زرہوں سے ایک زرہ بھی پہن رکھا تھا اور جس کے سر پر آفتاب جیسا چمکنے والا ایک خود تھا قوم عاد کی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے مقابلہ کے لئے نکلا اور کہنے لگا تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ دوس سے اس نے کہا تم اہل قرابت میں سے ہو اپنی جان پر رحم کرو اور اس جگہ کو چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف کو لوٹ جاؤ۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے بتا دیا کہ میں فلاں شخص اور فلاں قبیلے سے ہوں۔ اب تو بھی بتا کہ تو کن عربوں میں سے ہے اس نے کہا میں غسان سے ہوں اور ان تمام کا سردار ہوں میرا نام جبلہ بن ایہم غسانی ہے تم نے جب اس مرد کو شجاعت میں شیر جیسا اور باہان کی نظیر تھا قتل کر دیا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم میرے برابر ہو۔ یہ سمجھ کر اور تمہیں دیکھ کر میں تمہاری طرف نکلا کہ تمہیں قتل کر کے باہان اور ہرقل کے دربار میں سرخ روئی اور بہرہ مندی حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا تیرا اپنی قوم ان کی شوکت اور دلیل و دول بیان کرنا سو اللہ جل جلالہ جو کہ ثابت ہیں ان سے بھی زیادہ اشد اور ظالموں کے ظلم کا مزہ چکھانے والے ہیں۔ رہا تیرا یہ کہنا کہ میں اپنی جیسی مخلوق کو تیرے قتل سے خوش کروں گا۔ سو میں بھی چاہتا ہوں اور میرا بھی ارادہ ہے کہ میں تجھے قتل کر کے اپنے جیسی مخلوق اللہ رب العالمین کو خوش کر کے اجر و ثواب کا مستحق ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔

ادھر جبلہ بن ایہم غسانی نے بھی وار کیا مگر آپ نے اپنا ہاتھ اونچا کر لیا اور جبلہ کا وار اپنا کام کر گیا اور اس کی تلوار آپ کے گیسوئے معنبر سے مونڈھے تک کاٹتی چلی گئی جس کی وجہ سے آپ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جبلہ گھوڑا کوداتا ہوا ادھر ادھر پھرنے لگا اور اپنی بہادری پر ناز اور تعجب کرتا ہوا پھر ایک جگہ کھڑے ہو کے اپنے مقابل کو طلب کرنے لگا۔

حضرت عامر بن طفیل کے صاحبزادے حضرت جندب بن عامرؓ جو اپنے والد ماجد کا نشان لئے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے یا الامیر! میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا بدلہ لوں یا انہی کے پاس جاؤں۔ آپ مجھ سے یہ نشان لے کر قبیلہ دوس کے جس آدمی کو چاہیں دے دیں۔ آپ نے وہ نشان لے کر دوس کے ایک اور آدمی کے سپرد کر دیا اور حضرت جندبؓ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں اپنی جان کو ہمیشہ خرچ کرتا رہوں گا کیونکہ میں اپنے رب کریم سے بخشش کی تمنا رکھتا ہوں۔ میں دشمنوں کو اپنی تلوار سے مارنے کی کوشش کروں گا اور ہر ظالم اور مردود کو قتل کر کے رکھ دوں گا۔ جنت اور باغ ہائے بہشت حق کی رو سے ہر ایک متقی اور صابر کے لئے مباح ہو جاتی ہیں۔

حضرت جندب بن عامرؓ کی بہادری اور شہادت

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تو آپ نے چلا کر آواز دی کہ اے میرے والد کے قاتل ٹھہر! اور میں تجھے ان کے عوض قتل کروں گا۔ جبلہ نے کہا تم اس مقتول کے کیا لگتے ہو؟ آپ نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں اس نے کہا تمہیں اپنی اور اپنی اولاد کی جان ضائع کرنے پر کس نے ابھار دیا ہے جو اس طرح قتل ہونے پر تلے ہوئے ہو حالانکہ قتل نفس حرام

ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جان کو کھو دینا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے جس کی وجہ سے شخص انسانی بڑے بڑے مدارج عالیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جبلہ نے کہا تم نہایت کمسن اور بچے ہو میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا جب کہ میں اپنے باپ کے غم میں مبتلا ہوں تو پھر کس طرح لوٹ سکتا ہوں۔ واللہ! میں کبھی نہیں لوٹ سکتا۔ میں یا تو اپنے باپ کا بدلہ لوں گا یا ان ہی کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔ جبلہ نے بھی حملہ کر دیا اور اس طرح دونوں حریف ایک دوسرے کے ساتھ نبرد آزما ہونے لگے۔ یہاں دونوں میں تلواریں چل رہی تھی ادھر دونوں لشکروں کی آنکھیں ان پر لگی ہوئی تھیں۔ جبلہ نے جب اس بچے کی شجاعت و براعت کا یہ حال دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ بچہ شجاعت میں جوانوں سے بڑھ چڑھ کر ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اب احتیاط سے لڑنے لگا۔ قوم غسان جو اپنے سردار کو دور سے لڑتی ہوئی دیکھ رہی تھی۔ بچے کے یہ جوانوں والے ہاتھ دیکھ کر فوراً تاڑ گئی کہ ہمارا سردار اس لڑکے کے سامنے اب ہتھیار ڈالنے ہی والا ہے اور کوئی دم میں مغلوب ہوا چاہتا ہے۔ اس لئے آپس میں کہنے لگی یہ لڑکا جو ہمارے سردار سے دست و گریبان ہے نہایت شہسوار اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ اپنے سردار کی طرف بڑھتے رہو اور جب دشمن اس پر غالب ہو جائے تو فوراً اس کی کمک اور مدد کے لئے اس تک پہنچ جاؤ اور اسے زندہ نہ چھوڑو۔

یہ کہہ کر قوم غسان مدد کے لئے آمادہ ہو گئی کہ اگر ضرورت پڑے تو ہم اپنے سردار کو بچا لیں۔ ادھر مسلمانوں نے حضرت جندب ؓ کی بہادری اور شجاعت دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ ان کی یہ بہادری دیکھ کر رو دیئے اور فرمایا جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رستہ میں اپنی جان خرچ کرتے ہیں وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں یا رب العالمین! اس کے اس عمل کو قبول فرمائیے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ کہتے ہیں کہ میں بھی جنگ یرموک میں حاضر تھا۔ میں نے جندب بن عامر ؓ سے زیادہ بہادر اور شریف بجز وہ جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ لڑ رہے تھے کسی لڑکے کو نہیں دیکھا۔ یہ امر یقینی بات ہے کہ جب موت آ جاتی ہے تو پھر نہ بہادری کام دیتی ہے نہ کثرت اسلحہ۔ جب انہیں لڑتے لڑتے زیادہ وقت ہو گیا تو انہوں نے جبلہ بن ایہم غسانی کے تلوار کا ایک ہاتھ مارا جس نے اسے سست کر دیا مگر جبلہ نے پلٹ کر تلوار ماری تو آپ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی اور اس طرح حضرت عامر بن طفیل ؓ کے خواب کی تعبیر پوری اور محقق ہوئی۔ جبلہ آپ کی لاش کے چاروں طرف گھومنے لگا اور تیسرے آدمی کے انتظار میں ہوا۔ اس کی قوم نے اسے چیخ کر بلایا اور کہا آپ لوٹ آئیں۔ آپ اپنا فرض انجام دے چکے۔ یہ اکڑتا اور غرور کرتا ہوا پلٹا اور اپنی صلیب کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ باہان نے اس کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کا بہت ممنون ہوا۔

مسلمانوں کو حضرت عامر بن طفیل ؓ اور ان کے صاحبزادے کی موت سے نہایت صدمہ ہوا۔ قبیلہ دوس نے آپس میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا الجنۃ الجنۃ خذوا ثار سید کم عامر و بولدہ من اعداء اللہ۔ لوگو! جنت سامنے ہے جنت سامنے ہے اپنے سردار عامر اور ان کے بیٹے کا بدلہ خدا کے دشمن سے لے لو۔ قبیلہ ازد جو اس قبیلے کا حلیف تھا اس کے ساتھ ہوا اور انہوں نے غسان، لخم اور جذام پر ایک متفقہ حملہ کر دیا اور اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے حریفوں کو تہ تیغ کرنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو! اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف چلنے میں جلدی کرو اور جنت نعیم میں جہاں حوریں تمہاری ملاقات کے لئے منتظر ہیں جلدی پہنچو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وطن سے زیادہ محبوب وطن اور کوئی نہیں ہے۔ یاد

رکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صابرین کو ان کے غیر پر اسی وجہ سے فضیلت بخشی ہے کہ وہ ان کی طرح معرکوں میں شامل نہیں ہوتے۔
قوم ازد نے یہ سن کر قبیلہ دوس کے ہمراہ ہو کے اور تیزی کے ساتھ حملہ کیا اور ان کا شعار اور تمیز کی نشانی اور علامت یہی الفاظ تھے یا الجنۃ الجنۃ۔

جنگ یرموک میں مسلمانوں کا شعار

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے موسیٰ بن محمد نے عطا بن مرۃ سے روایت کی ہے کہ میں نے چند آدمیوں سے دریافت کیا کہ جنگ یرموک میں سے مسلمانوں کے لشکر کا شعار[1] اور ان کی خاص پہچان کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا شعار فقط امت امت اور قبیلہ عبس کا یا آل عبس یا آل عبس اور اہل یمن کا جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے یا انصار اللہ یا انصار اللہ! اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے لشکر کا یا حزب اللہ یا حزب اللہ اور دوس[2] کا یا آل اللہ یا آل اللہ اور حمیر کا الفتح الفتح دارم اور سکاسک کا الصبر الصبر اور بنی مراد کا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ انزل اور یہ تمام کے تمام جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شعار ہی تھے۔

کہتے ہیں کہ جب قبیلہ دوس نے حملہ کیا تو اس کی متابعت ازد نے بھی کی اور یہ نصرانی عربوں کی طرف بڑھے اور حملہ آور ہو گئے۔ چاہا کہ ان سے صلیب کو چھین لیں۔ یہ صفوں کو چیرتے پھاڑتے صلیب تک پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر ایک مسلمان نے اس نصرانی کو جو صلیب لئے ہوا تھا ایسا نیزہ مارا کہ وہ گرا اور صلیب الٹ کر زمین پر آرہی ہے۔ نصرانی عرب صلیب کو گرتے دیکھ کر مسلمانوں کی طرف تیزی سے بڑھے اور چاہا کہ پھر اسے واپس لے لیں مگر دوسیوں اور ازدیوں نے مار مار کر ان کا ناس کر کے رکھ دیا۔ دوسی اور ازدی چونکہ سیاہ شتر کے سفید گل کی نسبت رکھتے تھے ان کے بھی چند آدمی شہید ہوئے اور وہ ان کے بیچ سے نکل کر الگ ہو گئے۔ مسلمانوں نے صلیب کے حاصل کرنے کے ارادے سے پھر حملہ کیا اور اب اس قدر گھمسان کا رن پڑا کہ ایک خلقت کثیر قتل ہو گئی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ہاشم بن عامر اور ان سے حویرث اور ان سے نافع بن جبیر اور ان سے عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں جنگ یرموک میں شامل تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد وہاں پچیس ہزار تھی۔ ابن حویرث اس تعداد کو سن کر غصہ ہوئے اور کہا جس نے یہ روایت تم سے بیان کی اس نے غلط بیان کیا بلکہ مسلمانوں کی تعداد یرموک میں اکتالیس ہزار تھی اور یہ میں نے معتبر راویوں سے سنا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہی قول زیادہ معتبر ہے کیونکہ جنگ اجنادین میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی اور اس کے بعد پھر بھی کمک آتی تھی۔

عبدالحمید بجیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب دوسیوں اور ازدیوں نے مشرکین پر حملہ کیا تو ان کی صف کی صفیں الٹ کر رکھ دیں اور نہایت ذلت کی موت مارے گئے۔ مشرکوں نے بھی ایک زبردست حملہ کیا۔ جس سے مسلمانوں کے بھی

1. شعار اس نشانی اور علامت کو کہتے ہیں کہ جس کے سبب ایک دوسرے کی پہچان اور تمیز کر لے۔
2. یہ جیسے ہے کہ دوس کا الجنۃ الجنۃ تھا۔ ممکن ہے یہ صرف ازد کا ہو۔ مترجم

ہی اکھڑ گئے اور اپنے مورچے کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھرنے لگے۔ حضرت عیاض بن غنم اشعری ؓ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا نشان تھا یہ نشان لئے ہوئے بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں آواز دی اور کہا کہ فوج کا ثبات اور اس کا ثابت قدم رہنا اس کے نشان پر موقوف ہے۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ اور حضرت خالد بن ولید ؓ نشان لینے کے لئے ان کی طرف دوڑے اور ان دونوں نے اس کے حاصل کرنے کی مسابقت کی۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ پہلے پہنچے اور انہوں نے علم لے کر لڑنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت تک برابر لڑتے رہے۔ جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ سے رومیوں کو شکست نہ دی۔ جنگ یرموک کا تیسرا دن مسلمانوں پر نہایت سخت آیا اور اس میں مسلمان تین دفعہ شکست کھا کے بھاگے مگر ہر مرتبہ خواتین اسلام نے چوبیں اور پتھر مار مار کر اور لڑکوں کو دکھا دکھلا کے انہیں لڑائی کی طرف لوٹا دیا۔ میدان کارزار برابر اسی طرح لڑائی کے شعلے اگلتا رہا۔ حتیٰ کہ آفتاب نے شہیدوں کا رنگ اختیار کر لیا۔ آسمان نے خون شہداء پر تاروں کی چادر ڈال دی اور گیتی دنیا پر ایک نیا منظر پیش ہو گیا۔ مشرکین جن کی اکثر جمعیت قتل ہو چکی تھی رات ہوتے ہی اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے اور ہتھیار بندی میں رات گزارنے لگے۔

مسلمان جن کا کم نقصان ہوا تھا مگر جو تیروں سے البتہ زیادہ زخمی ہوئے تھے پھر بھی اپنے خیموں کی طرف چلے اور رومیوں کی طرح اسلحہ بندی رہے۔ انہیں سب سے پہلے نماز کا فکر ہوا چنانچہ انہوں نے سب سے اول بارگاہ خداوندی میں حاضری دی۔ پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں دو نمازیں ایک ہی ساتھ پڑھائیں اور فرمایا لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت فرمائیں جس وقت تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو رحمت کا انتظار کیا کرو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مصیبت کے بعد ضرور نازل ہوتی ہے اب آگ روشن کر لو اپنی حفاظت رکھو اور تکبیر و تہلیل کے نعرے لگاتے رہو۔

یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے حضرت خالد بن ولید ؓ کا ہاتھ ہاتھ میں پکڑا اور زخمیوں کو تلاش کر کے ان کی مرہم پٹی خود اپنے ہاتھ سے کرنے لگے۔ یہ دونوں حضرات لوگوں کو تسلی دیتے اور فرماتے جاتے تھے لوگو! تمہارے دشمن بھی تمہاری طرح رنج و غم اور درد و الم میں مبتلا ہے اور تم اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس چیز کی امید رکھتے ہو جس کی انہیں کوئی امید نہیں ہے۔ اسی طرح یہ دونوں حضرات تمام رات لوگوں کے خیموں اور فرودگاہوں میں مرہم پٹی کرتے اور دلاسا دیتے پھرتے رہے حتیٰ کہ صبح نے آ کر ان دونوں کے گشت کو ختم کیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت رومی میدان سے ہٹ کر یرموک میں پہنچے تو باہان نے تمام سرداران لشکر اور افسران فوج کو جمع کیا اور انہیں زجر و توبیخ کر کے کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہی حال ہو جاتا ہے اور تمہاری بزدلی خوف اور بے صبری ان مٹھی بھر عربوں کے مقابلہ میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ انہوں نے اس سے معذرت کی کہا کل ہم ان سے دل کھول کر لڑیں گے۔ ابھی تو ہمارے بہت سے شہ سوار ان کے مقابلے کے لئے نکلے تک بھی نہیں کل ہم ان کے پیچھے پڑ جائیں گے اور کل کا میدان آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہی رہے گا۔ باہان کا یہ سن کر غصہ ٹھنڈا ہوا اور اس نے انہیں حکم دے دیا کہ وہ کل کے لئے بالکل تیار رہیں۔

دونوں فریقوں نے رات بھر اپنی اپنی حفاظت کی۔ رومی چونکہ کثرت سے قتل ہوئے تھے اس لئے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا اور وہ رات بھر فکر میں رہے۔ مسلمان اپنے دینی جوش اور یقین واثق کی بنا پر قوی دل رہے اور ان میں کسی طرح کا ضعف محسوس نہیں ہوا۔

مسلمانوں کا لڑائی کے لئے تیار ہونا

کہتے ہیں کہ جس وقت صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے نماز پڑھائی۔ ابھی پوری طرح مسلمانوں نے نماز سے فرصت بھی نہیں حاصل نہیں کی تھی کہ صلیبیں اور رومیوں کے نشانات جو جواہر کے کڑوں اور ان کے درختوں کی تعداد میں تھے نظر آئے اور اس شان و شوکت کے ساتھ آگے بڑھے کہ گویا وہ ابھی تازہ دم ہیں اور کسی دشمن سے اب تک ان کا مقابلہ بالکل نہیں ہوا اور آ کے میدان میں صفیں مرتب ہونے لگیں اور لشکر قرینے سے کھڑے ہوتے گئے۔ باہان کا تخت اسی ٹیلے پر جہاں کل تھا آج بھی نصب کیا گیا۔ تاکہ وہ لڑائی کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہے۔ اس نے حکم دیا کہ لشکر بالکل تیار ہو جائے اور تاوقتیکہ مسلمان پیش دستی نہ کریں اس وقت تک ان پر حملہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ صف بندی کر کے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔

افواج اسلام کے سرداروں نے جب رومیوں کو میدان کی طرف اس طرح پیش قدمی کرتے دیکھا تو ہر سردار نے اپنی ماتحت فوج کو آواز دی اور قتال کی ترغیب دے کر جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمان صبح کی نماز سے فارغ ہو کے گھوڑوں کی طرف دوڑے۔ ہتھیار لگائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے اپنے سردار کے جھنڈے تلے آ کھڑے ہوئے۔ ہر سردار نے اپنا اپنا جھنڈا قبضہ میں لیا۔ اور اپنی فوج کو نصیحت کرنے کے بعد خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت کے نازل ہونے کا یقین دلایا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے صفوں کے بیچ میں ایک چکر لگایا اور جہاد کی فضیلت ان کے ذہن نشین کرا کے ان چیزوں کی طرف جو باری تعالیٰ جل مجدہ نے مجاہدین صابرین کے لئے تیار کی ہیں توجہ دلائی اور عمر بن سعید بن عبداللہ انصاریؓ کو مال غنیمت، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے مامور کیا۔ پیدل پر سعید بن عمرو بن نفیل کو مقرر کیا۔ قوم عزینہ اور انصار کے پانچ سو تیر اندازوں کو میمنہ اور پانچ سو کو میسرہ اور پانچ سو کو قلب پر متعین کر کے ان تمام کے پاس گھومے اور فرمایا آپ لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں۔ اگر دشمن ہماری طرف بڑھے تو تیروں سے آپ ان کا بھرتا کر کے رکھ دیں۔ اللہ بزرگ و برتر کو تیر چلاتے وقت یاد کر لیں اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ تیر متفرق ہو کر نہ نکلیں بلکہ تمام تیر ایک ہی کمان سے نکلتے ہوئے دشمن کی طرف گرتے نظر آئیں۔ اگر رومی خود تم پر حملہ آور ہو جائیں تو تاوقتیکہ میں کوئی حکم نہ دوں اس وقت تک برابر اپنی اپنی جگہ آپ حضرات کھڑے رہیں اور اپنی جگہ ادھر ادھر نہ سرکیں۔ یہ حضرات حسب حکم کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوسفیانؓ اپنے صاحبزادے حضرت یزیدؓ کے پاس جن کے ہاتھ میں اس وقت علم تھا اور جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان کارزار کے لئے تیار ہو رہے تھے آئے اور فرمایا بیٹا! اگر تم نے نیک کام کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ساتھ نیکی کریں گے تم تقویٰ اور صبر کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے جتنا ہو سکے ڈرتے رہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین متین اور حضور سرور عالم ﷺ کے شرع متین کی مدد و اعانت کرو۔ بے صبری اور خوف سے علیحدہ رہو۔ رب قدیر نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اولوالعزم لوگوں کا سا صبر کرو۔ اس وادی یرموک میں ہر شخص صبر کی چادر اوڑھنے والا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں شکست کھا کے بھاگتا ہوا نہ دیکھیں اس سے بالکل بچتے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کی طرف نگاہ رکھو۔ حضرت یزیدؓ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں حتی الامکان جہاں تک میری طاقت و ہمت میں ہوگا صبر ہی کروں گا۔ میں اللہ بزرگ و برتر سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ میرے معین و مددگار رہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے نشان کو حرکت دی۔ اور ساتھیوں کو بلایا اور جو رومی ان کے متصل تھے ان پر جا گرے۔

رومیوں نے بھی ادھر سے جواب دیا اور اس طرح ایک عظیم معرکہ برپا ہو گیا۔

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے دشمن کے چھکے چھڑا دیے ان کی فوج بھی انتہائے حسنہ میں مبتلا ہو گئی۔ ان کی جنگ فوج کے قلب کی جانب سے تھی یہ اسی طرح جواں مردی اور دلیری دکھلا رہے تھے کہ ایک رومی سردار جو نہایت تخت ذلیل و ادنیٰ کا تھا ایک نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے جس میں سونے کی ایک صلیب جڑی ہوئی تھی دس ہزار رومیوں کو لے کر نکلا اور مسلمانوں کے میمنہ کی طرف جہاں حضرت عمرو بن عاصؓ اور آپ کی فوج مقرر تھی چلا اور حملہ کر دیا۔ مسلمان حملے کی تاب نہ لا کر پیچھے مڑے اور اتنے ہٹے کہ دشمن کے اہل لشکر جو میمنہ کے قریب تھا گھسا چلا گیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اور آپ کے ساتھی لوٹ لوٹ کر حملہ کرتے تھے۔ کبھی آگے بڑھ جاتے اور کبھی پھر واپس آنے پر مجبور ہوتے تھے حتیٰ کہ رومی ان پر غالب آ گئے اور ان کے میدان کو صاف کرتے کرتے اس ٹیلے تک جس پر خواتین اسلام بیٹھی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے پیچھے ہٹاتے ہٹاتے چلے گئے اور وہیں ٹیلے کو گھیر لیا۔ ایک انصاری عورت نے یہ دیکھ کر چیخنا شروع کیا کہ کہاں اسلام کی حمایت کرنے والے اور کہاں ہیں دین کی اعانت کرنے والے؟

کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ چونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے اس لئے علاج کی غرض سے اپنی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جس وقت آپ نے اس انصاریہ کا چیخنا سنا تو حضرت اسماءؓ سے فرمایا یہ عورت کیوں چیخ رہی ہے؟ اور کہاں ہیں دین کے مددگار اور کہاں ہیں مسلمانوں کے طرفدار کیوں کہہ رہی ہے؟

حضرت عفیرہ بنت عثمانؓ[1] نے کہا یا ابن عمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کا میمنہ مغلوب ہو گیا۔ اور رومیوں نے یہاں تک پہنچ کر ہمیں گھیر لیا۔ یہ انصاریہ اسی واسطے چیخ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! دین کا مددگار میں ہوں۔ مجھے ایسے وقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ بیٹھے ہوئے نہیں دیکھیں گے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کپڑے کو جو آپ کی آنکھ پر پڑا ہوا تھا اتار کے پھینک دیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے چھوٹا نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ الفاظ کہتے ہوئے کہ میں ہوں زبیر بن عوامؓ میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا رومیوں پر حملہ کر دیا۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور رومیوں پر نیزے کے بھرپور ہاتھ مارتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے انہیں مارتے مارتے الٹے پاؤں لوٹنے پر مجبور کیا اور ان کے گھوڑے اپنی دموں کے بل پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت لیث بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عنایت کریں آپ نے تن تنہا بغیر کسی کی مدد کے تمام رومیوں کو پسپا کر کے رکھ دیا۔ حتیٰ کہ رومی اپنے لشکر تک ہٹتے چلے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی پھر ادھر پھرے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے تھے لوٹو لوٹو جنت سامنے ہے جنت سامنے ہے حزم و احتیاط سے کام لو اور اے اہل اسلام صبر کرو۔ یہ کہتے ہوئے آپ کے ساتھیوں اور آپ نے پھر حملہ کیا اور شکست اٹھانے کے بعد رومیوں کو ہٹا کے رکھ دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جرجیر ارمنی نے ارمن کی تین ہزار جمعیت کے ساتھ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔ آپ کے ساتھی حملے کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کے پاس سوائے آپ کی قوم کے پانچ سو آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا آپ ادمنوں پر حملہ کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا اہل اسلام! کیا

[1] ایک نسخہ میں عفیرہ بنت قتادہ ہے۔ ۱۲ منہ

موت سے بھاگتے ہو؟ صبر کرو صبر کرو۔

یہ سن کر آپ کے ساتھی لوٹے اور دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان پر مار مار کے وہ مصیبت نازل کی جو آج تک کبھی ان پر نہیں آئی تھی حتی کہ وہ حتی اپنے لشکر کی طرف لوٹے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مورچے پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھی آپ کے گرد جمع ہوئے۔ آپ نے انہیں غصہ میں آ کر کہنا شروع کیا تم پر کیا مصیبت نازل ہوئی تھی کہ ان کافروں بغیر ختنہ کئے ہوئے عجمیوں کے آگے آگے ہو لئے اور شکست کھا کر بھاگ پڑے حالانکہ تم دین کے حامل اور رحمان کے بندے تھے کیا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا:

﴿ ومن یولهم یومئذ دبره الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من الله وماواه جهنم وبئس المصیر ﴾

”جو کوئی سوائے دشمن کے پیچھے ہٹنے یا کسی دوسری جماعت میں پناہ لینے کے لیے لڑائی کے روز پیٹھ دے کر بھاگ پڑے پس تحقیق وہ اللہ کے غضب میں آ گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔“

کیا تم نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد قرآن شریف میں نہیں پڑھا کہ:

﴿ ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة ﴾

”اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے۔“

تم لوگ موت سے بھاگتے ہو جنت سے گریز کرتے ہو۔ انہوں نے کہا صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ غزوہ احد اور حنین کی طرح کی ایک شیطانی لغزش تھی۔ اب آپ حملہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضرت شرحبیل حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر انہیں دعا دی اور آپ اپنی اس جمعیت کو لے کر اپنے مورچوں پر جو حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب تھا کھڑے ہو گئے اور اپنے مورچے کی حفاظت اور میمنہ کی غرض سے اسی جگہ کھڑے رہے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے لوٹ کر اپنے مورچہ پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے اور اپنے شعار کے کلمات کو دہراتے ہوئے اپنے دشمن پر جا پڑے۔ آپ کا شعار اس وقت وہی تھا جو مسلمانوں نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں اختیار کیا تھا کہ:

یا نصر الله انزل یا منصور امته امته.

”اے اللہ تیری مدد نازل ہو یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کی خبر لیجئے۔“

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت ان کی یہ آواز سنی تو آپ بھی اپنی فوج کو لے کر چلے اور آپ نے رومیوں کے میمنہ پر اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا اور اس طرح ایک گھمسان کا رن پڑنے لگا اور رومیوں پر حملے کر کر کے انہیں پیچھے لوٹا دیا۔ یا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائیں کہ انہوں نے دشمن کو مار مار کر اس زور سے ایک حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ہٹاتے ہٹاتے باہان کے خیمے تک بڑھتے چلے گئے۔ باہان ان بہادران اسلام کو دیکھ کر تخت سے کود کر بھاگا اور رومیوں کو چیخ چیخ کر آوازیں دینے لگا ان پر غصے ہونے لگا سو وہ پھر پیچھے کو لوٹے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی۔ انہوں نے آواز سنتے ہی اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور اس طرح آوازیں لگانے لگا۔ لا الہ الا اللہ یا منصور امت امت یا نصر اللہ انزل۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں کو تہ تیغ کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت مسلمانوں کے لئے وقف کر دی تھی اور مسلمان بڑھ بڑھ کے رومیوں کو مار رہے تھے کہ دفعتہ انہوں نے کہنے والے کی آواز سنی کہ جو کہہ رہا تھا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ اقرب ایہا الناس الثبات الثبات اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد نازل ہو اللہ جل جلالہ کی اعانت قریب ہو۔ لوگو! ثابت قدم رہو! ثابت قدم رہو۔

حضرت عامر بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس آواز دینے والے کی طرف غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے بیٹے یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نشان کے نیچے ہیں۔ تمام سرداران افواج اسلامیہ نے رومیوں پر سختی کے ساتھ حملہ کیا اور نہایت بے جگری کے ساتھ لڑے۔ رومیوں میں زنجیر والے لوگوں سے زیادہ کوئی ثابت قدم نہیں تھا۔ جس وقت مسلمان ان کے پاس پہنچتے تھے تو وہ اپنے مورچے پر نہایت استقلال کے ساتھ ڈٹے رہتے تھے اور حملہ آوروں کو پیچھے لوٹا دیتے تھے۔ رومی تیر اندازوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جو قوم ارمن کے قلب میں بیٹھے ہوئے تھے اور جس وقت یہ لوگ تیر اندازی کرتے تھے تو سورج ان کے تیروں میں چھپ جاتا تھا۔ اگر خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو مسلمان یقیناً ہلاک ہو جاتے۔ مگر مسلمان نہایت خوشی اور سرور کی حالت میں واپس ہوئے اور رومیوں کا اتلاف جان ان سے کہیں زیادہ ہوا۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ کی ایک گھبرو کے ساتھ جنگ

کہتے ہیں کہ رومی گھبروؤں میں سے سانپ کے پودے کی طرح کا ایک گھبرو حمیری زرہ پہنے اور طلائی خود جس میں سونے کے جڑاؤ کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی لگائے ہوئے نکلا۔ یہ ایک عمدہ گھوڑے پر جس کے اوپر لوہے کی ایک زرہ پڑی ہوئی تھی سوار تھا ہاتھ میں نیزہ اس نے نکلتے ہی گھوڑے کو ایک چکر دیا اور خود کو میدان میں ظاہر کر کے اپنے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ مسلمان اس کے ڈیل ڈول اور جسامت کو دیکھنے لگے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مسلمانو! اس کے قد و قامت سے زیادہ ہمت سے لیے ترکوں کا دل چڑیا کے دل سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ تم میں سے کون شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی استعانت کے بھروسہ پر اس کے مقابلہ میں نکلے گا؟

یمن کے والی عرب کے غلاموں میں سے ایک سیاہ پیدل غلام ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لئے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور جب اس نے اس گھبرو کے قریب ہونے کا ارادہ کر لیا تو اس کے آقا (مالک) یعنی حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اسے آواز دی اور جس وقت وہ لوٹ کے آپ کے پاس آ گیا تو آپ خود اس گھبرو کی طرف بڑھے۔ آپ ایک نہایت شجیع اور بہادر شخص تھے۔ آپ نے گھوڑے کو چکر دے کر اس کے گرد گھومنا شروع کیا۔ گھبرو بھی گھومنے لگا۔ یہ دونوں چونکہ نہایت عمدہ نیزہ باز تھے۔ اس لئے نیزہ بازی کرنے لگے اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ نیزوں سے شرارے اٹھنے لگے۔ آخر بازو سست پڑ گئے اور یہ دونوں حریف ایک دوسرے سے گھوڑے کے لئے جدا ہو کے پھر بڑھے اور تلواریں نکال نکال کر ایک دوسرے پر چل پڑے۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اس کے ایک تلوار ماری جو اوچھی پڑی۔ ادھر حریف نے آپ کے ایک ہاتھ مارا۔ دشمن کا بازو

ہے۔ کہا گیا حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے یہ سن کر ان کے پاس کہلا بھیجا کہ نشان کسی آدمی کے جسے تم چاہو سپرد کر کے پھر میدان کی طرف بڑھو۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے یہ سن کر اپنی قوم کے ایک شخص کو وہ نشان دے دیا اور فرمایا تم اسے لئے ہوئے میری جگہ کھڑے رہو۔ اگر یہ کافر میرے اوپر حاوی ہو گیا تو اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سپرد کر دینا کہ وہ جسے چاہیں اسے عنایت کر دیں اور اگر میں لوٹ آیا تو میں آ کر تم سے لے لوں گا۔ یہ کہہ کر آپ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے اس کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں دشمنوں کے نالائق اولاد پر عنقریب حملہ کروں گا بیند دینے والے تیز نیزے کے ساتھ اسے بھی مدفون کر دو قیصر روم کے واسطے آنے کی اور تمام رومی اپنے اپنے شہروں میں بھاگتے ہوں گے۔"

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی لڑائی اور حضرت ضرارؓ کی نصرت

کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے یہ اشعار ان کے حریف نے بھی سنے مگر چونکہ عربی کم جانتا تھا اس لئے انہیں سمجھ نہ سکا اور پوچھنے لگا: اے عربی! تم نے یہ کیا پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وہ کلام پڑھا ہے جو اہل عرب لڑائی کے وقت پڑھا کرتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں شجاعت و بہادری کا جذبہ موجزن ہو اور جو کچھ ہم سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کا اعتماد دلوں میں راسخ ہو جائے۔ اس نے کہا تمہارے نبی کریمؐ کی زبان سے کیا وعدہ کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہم سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے زمین کے طول اور عرض میں فتح دیں گے اور ہم شام، عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے۔ ترک، خزر اور ان سے ہم لڑیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت و اعانت سے ان پر فتح مند اور غالب ہو جائیں گے۔ اس نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ ظالم کی کبھی مدد نہیں فرماتے اور تم ہم پر ظلم کرتے ہو اور جس چیز کا تمہیں کچھ حق نہیں ہے اس کو ہم سے مانگتے ہو۔"

آپ نے فرمایا: ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ زمین کے متعلق بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہیں وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس کا وارث بنا دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو کچھ عربی زبان جانتا ہے۔ اگر تو عبادت صلیب سے توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائے تو اہل جنت میں شامل ہو جائے اور تیری روح سعادت کو قبول کرے۔ اس نے کہا میں دین مسیح کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ یہی دین حق ہے۔ آپ نے فرمایا بدبخت! مسیح علیہ السلام معبود نہیں اور نہ اس بات کا عقیدہ رکھ کہ وہ مصلوب یا مقتول ہیں بلکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب تک چاہا زمین پر زندہ رکھا اور پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اس نے کہا میں اپنے قول میں کسی طرح نہیں پھر سکتا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی گردن سے صلیب کو نکالا اس کو آنکھوں پر رکھا، بوسہ دیا اور استعانت طلب کرنے لگا۔ آپ کو یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا اور فرمانے لگے: کمبخت! تجھ پر تیرے ساتھیوں پر اور ان لوگوں پر جو تیرے اس قوم میں ہم نوا ہیں لعنت! یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے بھی آپ کے حملے کا جواب دیا اور دونوں محارب اس طرح لڑنے لگے۔ دونوں نے گھوڑوں کو چکر دیے۔ دونوں فریقوں کی آنکھیں ان کا تماشہ دیکھنے لگیں۔ مسلمانوں نے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے لئے دعا کرنی شروع کی۔ آپ نے جب حریف کی شدت اور سختی دیکھی تو شکست خوردہ لوگوں کی طرح میدان سے بھاگے۔ دشمن نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ نے کچھ دور جا کر گھوڑے کو آہستہ آہستہ کیا اور جب سمجھ لیا کہ اب دشمن بالکل قریب آ گیا ہے تو ایک دم گھوڑے کی

باگ پھیر کر نیزہ دم تھوڑی سے کر پھرتی کے ساتھ اس کے سینہ پر نیزہ مارا۔ مگر دشمن نے وار خالی دیا اور بالکل صحیح و سالم رہا اور کہنے لگا یا معشر العرب تم اس مکر و فریب کو نہیں چھوڑتے۔ آپ نے فرمایا بیوقوف! کیا تو نہیں جانتا کہ مکر و حیلہ ہی کا نام حرب ہے اور فریب ہی اس کی اصل ہے۔ اس نے کہا پھر تمہیں اس تمہارے مکر نے کیا فائدہ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر پھر دونوں حریف جنگ کے فنون آشکارا کرنے لگے اور یہاں تک لڑے کہ دونوں کی تلواریں بے کار ہو گئیں اور ان کے ٹوٹ جانے کے بعد یہ دونوں بہت بری طرح آپس میں لپٹ گئے۔ مشرک چونکہ نہایت عظیم الجثہ تھا اور آپ کثرت صیام و قیام کی وجہ سے نحیف الجسم اس لئے اس نے اس زور سے آپ کو دبایا کہ آپ کا بند بند سست پڑ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ آپ کو زین سے اٹھا کر قتل کر دوں۔ دونوں فریق انہیں دیکھ رہے تھے۔ ضرار بن ازور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ دیکھ کر غصہ سے میرے بدن میں آگ لگ گئی اور میں نے اپنے دل میں کہا ضرار! اف ہے تجھ پر کہ یہ کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کو شہید کر دے اور تو چپ چاپ کھڑا ہے۔ آخر تجھے اس کی مدد سے کس نے روک رکھا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چوکڑی بھرنے والے ہرن کی طرح پیدل ہی ان کی طرف چلے اور بھاگ کر ان سے قریب ہو گئے۔ ان دونوں کو ان کی متعلق خبر نہ ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں جو خنجر تھا انہوں نے اس کو پیچھے سے اس رومی کی کمر میں اس زور سے بھونکا کہ دل تک چیرتا چلا گیا۔ یہ کشتہ ہو کے نیچے گرا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ اس کی گرفت سے چھوٹ گئے۔ حضرت ضرار نے اس کا گھوڑا پکڑا اور اس پر سوار ہو گئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے اس کے پاس جا کے اس کا اسباب اتارا اور یہ دونوں حضرات اسلامی لشکر میں چلے آئے۔ مسلمانوں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کو مبارک باد دی اور حضرت ضرار بن ازور کا شکریہ ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ چونکہ دال لال کا سامان حضرت شرحبیل بن حسنہ نے لے لیا تھا۔ حضرت ضرار نے ان سے لینا چاہا اور کہا کہ یہ میرا حق ہے کیونکہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے کہا چونکہ یہ میرا حریف تھا اس لئے مجھے ہی حق پہنچتا ہے کہ دونوں حضرات حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی خدمت اقدس میں آئے اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے یہ سوچ کر کہ ممکن ہے یہ میرے فیصلے پر راضی نہ ہوں حضرت امیر المومنین عمر فاروق کی بارگاہ عالی میں لکھ دیا کہ:

"یا امیر المومنین! ایک شخص میدان قتال میں ایک کافر کے مقابلے کے لئے نکلا، دشمن سے لڑا اور اپنی انتہائی کوشش کر چکا۔ دوسرا مسلمان اس کی اعانت کے لئے نکلا اور اس نے اس رومی کافر کو قتل کر دیا تو اس کا سامان ان دونوں مسلمانوں میں سے کس کا ہے۔"

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اس خط میں ان دونوں حضرات میں سے کسی کا نام نہیں لکھا تھا۔ دربار خلافت سے جواب آیا کہ مقتول کا سامان قاتل کے واسطے ہے۔ چنانچہ جواب موصول ہونے پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت شرحبیل بن حسنہ سے وہ سامان لے کر حضرت ضرار بن ازور کو دے دیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ سے کسی مسلمان نے دریافت کیا کہ حضرت ضرار نے وہ سامان کس طرح لے لیا؟ آپ نے فرمایا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہے جسے چاہیں وہ عنایت کر دیں۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ضرار نے دال لال کو تہ تیغ کر دیا تو تمام رومیوں میں اس سے غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور ان میں سے ایک بہادر سوار نکل کے ہل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔ حضرت زبیر بن عوام اس کے مقابلے میں تشریف لے

گئے اور اسے قتل کر کے اس کا سامان اتار لیا۔ دوسرا آیا اسے بھی آپ نے مار دیا۔ تیسرا آیا اسے بھی تہ تیغ کیا۔ چوتھا آیا اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان تمام کا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے کہا کہ آج حضرت زبیر بن عوامؓ نے رومیوں کے مقابلہ میں بہت کوشش کی ہے اور خداتعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان کو خوب خرچ کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں نصیب اعداء وہ تھک نہ جائیں۔

یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں آواز دی اور قسم دے کر انہیں لوٹنے کے لئے فرمایا آپ اپنی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ رومیوں میں سے ایک اور بطریق (سردار) نکلا جو والی لان کا داماد اور اس کا بادشاہ تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور جاتے ہی قتل کر ڈالا۔ اس کے سامان تاج، پٹکے صلیب اور زرہ اور سربند کا تخمینہ کیا گیا تو چودہ ہزار کی ملکیت کا یہ سامان ہوا۔

یوم التعویر اور اس کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں کہ جب اس کی خبر باہان کو دی گئی تو وہ غصہ میں بھر گیا اور کہنے لگا کہ ایک دن میں دو بادشاہ ہم میں سے قتل کر دیے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسیح (علیہ السلام) ہماری مدد نہیں کریں گے۔ اس کے بعد اس نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ساتھ متفق ہو کر تیر چلائیں۔ انہوں نے متفقہ طور سے مسلمانوں کی طرف تیر چلانے شروع کر دیے اور ایک ہی دفعہ میں ایک لاکھ تیر پھینک دیئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں اولوں کی طرح تیروں کا مینہ برس رہا تھا۔ لوگ کثرت سے زخمی ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ سات سو مسلمان یک چشم ہو گئے اور اسی واسطے اس دن کا نام یوم التعویر (یک چشم ہونے کا دن) رکھا گیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو یک چشم ہوئے تھے حضرات ذیل بھی ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، قیس، ابو سفیان، عمر بن حرب، راشد بن سعید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس سانحہ اور واقعہ کے بعد جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کرتا تھا تو دریافت کرتا تھا کہ تمہاری آنکھ کو یہ صدمہ پہنچا تھا؟ تو وہ جواب دیتا تھا کہ صدمہ مت کہو بلکہ امتحان اور آزمائش کہو۔

راوی کا بیان ہے کہ ان تیروں کی بارش سے مسلمانوں کے لشکر میں ایک کہرام مچ گیا چاروں طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں واعینا وابصراہ واحدقتاہ افسوس ہماری آنکھیں جاتی رہیں۔ افسوس ہماری بینائی جاتی رہی اور اس قدر اضطراب واقع ہوا کہ گھوڑوں کی باگیں پشتوں کی طرف پھیر دیں۔ باہان ملعون نے جب مسلمانوں کا اضطراب اور گھبراہٹ دیکھی تو تیراندازوں اور رومیوں کو اور زیادہ ترغیب دینے لگا۔ اپنے آدمیوں کو آواز دی۔ مسلسلہ (زنجیر والے لوگ) مسلمانوں کی طرف چلے۔ جرجیر قناطر اور قوریہ نے حملہ کر دیا۔ مگر باہان نے انہیں منع کیا اور کہا کہ حملے سے رکے رہو اور ان عربوں کو محض تیروں کا نشانہ ہی بنائے رکھو ان کے مغلوب کرنے کی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہے۔ یہ سن کر تیراندازوں نے تیروں کی بارش میں اور زیادتی کرنی شروع کر دی۔ زنجیر والے لوگ اپنے اسلحہ سے مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ تلواریں ہاتھوں میں آتش کے شعلوں کی طرح دمکنے لگیں۔ لڑائی نے میدان پر قبضہ جما لیا۔ مسلمانوں نے اپنی جانوں پر رحم کر کے جو انہیں چشم زخم پہنچے تھے بھاگنا شروع کیا۔

عبادہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے مسلمانوں کو دائیں طرف آتا سواروں کو پیچھے مڑتا اور گھوڑوں کو پلٹتے دیکھا تو میں نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم انزل علینا نصرک الذی نصرتنا بہ فی

الصبر یا حسن کلیھا ۔ ہمارا ساتھ جو مدد آپ ہم پر ہر جگہ نازل فرماتے رہے ہیں وہی یہاں ہم پر نازل فرمائیے۔ اس کے بعد میں نے میمنہ کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا یا معاشر المسلمین! جنت سے دوزخ کی طرف بھاگتے ہو۔ حاملان قرآن! آخر کہاں بھاگتے ہو کیا تم ننگ و عار سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم اللہ واحد قہار و جبار کے سامنے نہیں ہو۔ کیا وہ حالات پوشیدہ سے واقف کار نہیں ہیں افسوس تم کفار سے بھاگتے ہو۔

میری اس بات کا جواب کسی نے نہ دیا اور وہ ایسے بہرے ہو گئے کہ گویا بالکل ہی نہیں سنتے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تھا قبیلہ تو جواب سے گونگا ہو گیا۔ اب میں نے قبائل عرب کے ہر قبیلے کو آواز دینی شروع کی۔ مگر ہر ایک اپنی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ میں نے زیادہ تر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد کیا اور برابر اسے ہی پڑھتا رہا۔ آخر نصرت خداوندی نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور ابھی بہت ہی کم وقت گزرا تھا کہ آسمان سے ہماری مدد آ گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ مسلمان لوٹتے لوٹتے اس خیمے تک جہاں عورتیں پناہ گزین تھیں پہنچ گئے اور سوائے صاحب رایات حضرات کے اور کوئی مقابلہ میں نہ رہا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس معرکہ میں موجود تھا۔ میں نے یوم الیرموک کے معرکہ سے زیادہ سخت اور کوئی معرکہ نہیں دیکھا۔ گھوڑے اپنی دموں کے بل پیچھے ہٹتے چلے گئے تھے۔ تمام مسلمان بھاگ پڑے تھے کچھ سرداران لشکر اپنے ہاتھوں میں نشانات لئے ہوئے لڑ رہے تھے حتیٰ کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، یزید بن ابو سفیان، عمرو بن عاص، مسیب بن نجبہ الفزاری، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، فضل بن عباس، شرحبیل بن حسنہ، ضرار بن ازور اور مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا کہ یہ حضرات نہایت بے جگری کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے اس بے باکی کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ انہیں اپنی جانوں کی مطلق پرواہ نہیں تھی۔ میں نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ چند نفوس آخر کب تک اس طرح لڑیں گے۔ مگر یہ برابر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان خواتین کے حملے سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزووں میں شامل ہوا کرتی تھیں ہماری مساعدت فرمائی۔

یرموک میں خواتین اسلام کی جنگ

راشد بن زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائی میں جایا کرتی تھیں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی پانی پلایا کرتی اور میدان کارزار میں لڑا کرتی تھیں۔ میں نے خواتین قریش سے کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ وہ غزووں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو کر اس قدر لڑی ہوں حتیٰ کہ یہاں جنگ یرموک میں یہ بے جگری کے ساتھ لڑیں اور خلافت فاروقی میں انہوں نے کارہائے نمایاں کئے۔ جس وقت مسلمانوں پر عرصہ حیات بالکل تنگ ہو گیا۔ عرب قتل ہونے لگے رومی ان میں آ گھسے تھے اور انہیں ہر جگہ تہ تیغ کرنا شروع کر دیا تو خواتین قریش نے مردانہ وار انھ کر ان کا مقابلہ کیا۔ حمیر کی عورتیں لخم اور جذام کے قبیلوں کی عورتوں سے مل گئیں۔ جنگ برابر قائم تھی شعلے بھڑک رہے تھے کہ انہوں نے اپنی قومیت ماؤں کے نام اور اپنے لقبوں کو زور زور سے یاد کر کے لڑنا شروع کیا اور داداؤں کو گود میں اٹھا اٹھا کر گھوڑوں کے منہوں پر چوٹیں مار مار انہیں جنگ کی طرف لوٹا دیا۔

بعضوں نے مشرکین کا مقابلہ کیا اور بعضوں نے مسلمانوں کو مار مار کے جنگ کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا اور جب تک وہ لڑتی اور

میدان کارزار کی طرف سے پھر گئے اس وقت تک انہیں چین نہ لینے دیا۔ یہ برابر لڑ رہی تھیں۔ مردوں کی حمایت کرتی جاتی تھیں کہ رومیوں نے ان پر ہجوم کیا۔ رومیوں کے حملے سے لخم، جذام اور غسان کی عورتیں پسپا ہو کر پیچھے ہٹیں مگر حضرت خولہ بنت ازور، ام حکیم بنت حرث، سلمٰی بنت لوی اور لبنٰی بنت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان عورتوں کی طرف بڑھیں اور ان کے چہروں اور سروں پر چوبیں مار مار کر کہنے لگیں کہ تم ہمارے بیچ میں سے نکل جاؤ تم نے ہماری شجاعت کو بھی سست کر دیا۔

یہ سن کر خواتین پھر لڑائی کی طرف مڑیں اور بے خوف و خطر لڑنے لگیں۔ حضرت ام حکیم بنت حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلوار لئے ہوئے ان کے آگے آگے تھیں اور کفار کو پیچھے ہٹا رہی تھیں۔ اس روز سوائے نصیحت کے عورتوں کی زبان پر اور کوئی الفاظ نہیں تھے۔ حضرت ام حکیم بنت حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہا مارتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ معاشر العرب! ان بغیر ختنہ کئے ہوئے کفار کو مارلو۔ یہی حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی جاتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں جو ہندی تلوار تھی اس سے مشرکین کو تہ تیغ کرتی جاتی تھیں۔ اس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے سوا کسی مرد کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ آپ بلند آواز سے نصیحت کر رہے تھے کہ معاشر المسلمین! یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے کہ اس میں اللہ جل الہ نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تم اس امتحان میں پورے اترو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام آؤ۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شجاعت کے ساتھ اپنے شوہر زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش بدوش اپنے گھوڑے کی باگیں ان کے گھوڑے کی راسوں سے ملاتے ہوئے لڑ رہی تھیں اور جب وہ رومیوں پر کوئی حملہ کرتے تھے تو آپ بھی برابر اسی طرح رومیوں پر حملہ کرتی تھیں۔

مسلمان مردوں نے جب خواتین اسلام کی یہ بہادری اور ان کا اس طرح جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑنا دیکھا تو ایک دوسرے سے جو اس کے قریب تھا کہنے لگا کہ اگر ہم ان عورتوں کی طرح بھی نہ لڑے تو ہمارا ان عورتوں کے بجائے چوڑیاں پہن کر پردے میں بیٹھ جانا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر وہ میدان جنگ کی طرف پھرے اور لڑنے لگے۔ خداوند جل وعلی نے واقعی جنگ یرموک کے روز خواتین قریش کو بڑی جرات و ہمت دی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن فضل نے اور ان سے یزید بن ابوسفیان نے ان سے مکحول (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے روایت کی ہے کہ جنگ یرموک رجب ۱۵ھ میں واقع ہوئی ہے۔

حضرت خولہ بنت ازورؓ کا یرموک میں زخمی ہونا

حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رومیوں میں سے ایک کافر نے ہم پر حملہ کیا تو حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے بڑھیں اور تلوار سے اس پر مسابقت کرنے لگیں۔ آپ کی تلوار آپ کے ہاتھ سے گری اور اس کافر کی تلوار آپ کے سر پر پڑی جس سے خون جاری ہو گیا اور آپ زمین پر گر پڑیں۔ حضرت عفیرہ بنت عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں زمین پر گرتا دیکھ کر چلائیں اور کہا کہ خدا کی قسم! ضرور اپنی بہن کی وجہ سے غمگین ہو گئے۔ یہ کہتے ہی آپ نے اس رومی پر حملہ کیا اور اس کے تلوار کا ایک ایسا تلا ہاتھ مارا کہ اس کا سر دور جا کر گر پڑا۔ اس کے بعد آپ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں۔ ان کا سر اپنے زانو پر اٹھا کر رکھا اور کہنے لگیں کہ کیا حال ہے؟ ان کے سر سے خون بہہ رہا تھا جس نے ان کے سر کے بالوں کو لالے کے

پھول کی طرح سرخ رنگ کر دیا تھا۔ یہ کہنے لگی اچھی ہوں خدا کا شکر ہے۔ مگر میرا گمان یہ ہے کہ میں چند ساعت کی مہمان ہوں۔ اگر تمہیں میرے بھائی ضرار کا کچھ پتہ ہو تو بتاؤ؟ انہوں نے کہا، اے بنت ازور! مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

یہ سن کر حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی اللهم اجعلني فداء لاخي لا تفجع به الاسلام۔ الٰہی! مجھے میرے بھائی کا فدیہ (عوض) کر دیجئے اور ان کی وجہ سے اسلام کو کوئی درد نہ پہنچا۔

حضرت عفیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان کے اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھ سکیں۔ ہم چند عورتوں نے مل کر انہیں اٹھایا اور ان کے خیمے میں لا کر لٹا دیا۔ جب رات ہو گئی تو میں نے انہیں دیکھا وہ تندرستوں کی طرح لوگوں کو پانی پلا رہی ہیں اور زخم کا ان پر کوئی اثر نہیں۔ ان کے بھائی نے بھی انہیں دیکھا چونکہ سر میں زخم تھا کہنے لگے یہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک کافر نے مار دیا تھا جسے حضرت عفیرہ نے قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا بہن! تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ میں نے تمہارے ایک زخم کے بدلے میں ان کے بہت سے زخم کھول دیئے اور ان کے بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کر دیا۔

لڑائی کا الاؤ اسی طرح گرم تھا اور آغاز دن سے سورج کے غروب ہونے کے قریب تک اسی طرح اپنے شعلے بلند کرتا رہا اور رات جوں جوں قریب آتی جاتی تھی اس کی گرمی اور شدت اور تیز ہوتی جاتی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نیز دوسرے سرداران لشکر اپنے اپنے نشانات لئے ہوئے برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ رات کی ظلمت نے ان دونوں حریفوں کے لشکروں کے مابین پردہ ڈال دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز قبیلہ بنی نمیر ، لخم اور جذام کو ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف لوٹے۔ اس یوم المتعویر کے دن چالیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ رومی کام آئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اس روز نو تلواریں ٹوٹیں۔ بعض حضرات جو جنگ یرموک میں حاضر تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس روز بڑا سوبہادر اور شجیع جوانوں سے لڑنے کے برابر تھا۔

حازم بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میدان کارزار میں مشرکین کے اندر سے سبز اور ابلق گھوڑوں پر جو بڑے ڈیل ڈول گھوڑے تھے سوار ہو کر ریشمی کپڑے پہنے ہوئے بہت سے آدمی نکلے قلب لشکر میں گھسے چلے آئے اور سب نے ایک دفعہ ہی حملہ کر دیا۔ جو ہری کی ایک صلیب اپنے درمیان میں بلند کی۔ ان کا میمنہ ہمارے میسرہ کی طرف اور میسرہ ہمارے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا اور ہم نے جس طرح جنگل میں جانور بھاگتے ہیں اس طرح ان کے سامنے سے بھاگنا شروع کر دیا۔ ہم بھاگ کے عورتوں کی طرف چلے اور ان عورتوں نے ہمارے منہوں پر مار مار کر ہمیں اس طرف لوٹنے پر مجبور کیا۔ وہ مارتی جاتی تھیں اور چیخ چیخ کر کہتی جاتی تھیں الله الله لا تنصروا لاسلام بهزيمتكم واتقوا الله ربكم ۔ اللہ بہت بڑا ہے لوگو! اپنی ہزیمت سے اسلام میں رخنہ نہ ڈالو اور اپنے رب سے ڈرو۔

نجم بن مفرح کا یرموک میں خطاب

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس قبیلہ بنی محارب کے ایک شخص نجم بن مفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ شخص عرب میں نہایت فصیح، بلیغ، خوش بیان، بلند آواز اور نہایت اعلیٰ درجے کے مقرر سمجھے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ فصحائے عرب ان کی نظم اور نثر سننے کے لئے ان کے پاس دور دور سے آیا کرتے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبدالملک بن محمد اور انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حسان بن کعب اور انہوں نے عبدالواحد اور انہوں نے عوف اور انہوں نے موسیٰ بن عمران یشکری سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت نصر بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع مسجد میں جنگ یرموک کا قصہ بیان کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس طرح فرمایا کہ مسلمان ہزیمت کھانے کے بعد جب بھاگ پڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کے بعد انہیں بنی مازن کے ایک شخص نعیم بن مضرب کی تقریر کے سوا اور کسی کا کلام یا وعظ نصرت الاسلام کی طرف نہ لوٹا سکا۔ ان کی ہر ایک تقریر مسجع اور قافیہ سے مزین ہوتی تھی اور یہ اپنے ہر ایک کلام کو نہایت حسن ترتیب سے مجمع کیا کرتے تھے۔ ہم نے ان کی اس تقریر کو جو انہوں نے یرموک کے دن کی تھی یاد کر لیا تھا۔ فصحائے متاخرین مثلاً اصمعی ابوعبیدہ واقدی انہی کے طرز کی پیروی اور اپنے کلام میں انہی کی متابعت کیا کرتے تھے۔ جنگ یرموک میں انہوں نے جو تقریر کی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

لوگو! اس دن کے بعد ایک اور دن آنے والا ہے جس کا تم میں سے ہر شخص سامنا کرنے والا ہے۔ جنت میں تم تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک سختیوں میں صبر نہ کرو اور خواہ کتنی ہی مصیبت نازل ہو جائے مگر جہاد سے منہ نہ موڑو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرض سموات جیسی اگرچہ جنت عطا کی ہے مگر اس کی کنجی سختی جھیلنے والوں کے لئے مرحمت فرمائی ہے۔ شہادت کا درجہ چونکہ تمام چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اور حصول رضائے رب کا ایک آلہ ہے۔ تمہیں چاہئے کہ کاسۂ شہادت پی کر اپنے رب کو راضی کر لو اور جنت کے مستقبل کو اپنے لئے ماضی کر لو۔ یہ آتش حرب مشتعل ہے جس کا اشتعال دیرپا اور مستقل ہے ذلت اور بربادی آ گئی ہے۔ نفاق و شقاق کی گھٹا چھا گئی ہے۔ کیا تم اس زمانے کے نبی کے اصحاب نہیں ہو۔ اور کیا ابواب رحمت کے بواب نہیں ہو۔ کیا تم باری تعالیٰ جل مجدہ کی نصرت و اعانت سے نا امید ہو گئے۔ کیا تمہارے امراء کے مدد و شیخ ہو گئے۔ اپنے صبر و استقلال سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو مسرور کر دو اور اپنی حسن نیت کا ثبوت دینے کے لئے مشرکوں کو مار مار کر ڈھیر کر دو۔ ہزیمت کھا کر بھاگنے سے احتراز کرو اور جبار و قہار مولیٰ کے غضب سے جو بھاگنے والوں کے لئے ہے اعراض کرو۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں اس جبار و قہار کی کہ جس کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے اس فلک دوار کی اور جس کے قبضے میں جان ہے ہر جاندار کی اور جس کی ذات عالم ہے ہر شے کے مقدار کی کہ حور عین بناؤ سنگار کئے تمہارے انتظار میں ہیں اور ساقی معین اور آب کوثر کے پیالے لئے ہوئے تمہارے آنے کے انتظار میں ہیں۔ پس جس شخص کی تمنا اور ہوا ہے اس کے لئے آج کی مصیبت راہ بہشت ہے ترجیح اور درست کر لو تم اپنی طلب تو پا لو گے تم اپنا رب اگر تحقیق کر لو گے تم اپنا حملہ تو یاد رکھو تب پاؤ گے تمہارا مطلب ایسا تیز مارو کہ دشمن کا سینہ چور چور ہو جائے تاکہ تمہیں وصال نور ہو جائے۔ رومیوں پر تلواریں چلاؤ اور سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ صبر کرو صبر تاکہ کامل ہو اجر۔ مومنین کو اپنے حسن عمل سے شاد کر لو اور ضلالت کی راہ روی کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو یاد کر لو۔ کفار کی جہالت کی موافقت نہ کرو اور نہ ان کے کسی قول کی مطابقت کرو۔ بلکہ اپنے اسلاف کے اعمال صالحہ کے نقش قدم پر چلو اور ان کے سبب سے جو کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے کان اس پر دھرو۔ اللہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں اور اس طرح آیت نازل فرماتے ہیں

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم

۱؎ میں نے بھی حتی الامکان مسجع و مقفیٰ ترجمہ کر دیا ہے گو چہ اردو میں اب متروک ہے۔ ۱۲ منہ

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ [النور: ۵۵] ہم رومیوں کے مقابلین کو شکست کر رہے ہیں۔ کہو یا ایہا المومنون واتقوا حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ سربند باندھے حملہ کر رہے تھے اور اپنا نام لے لے کے کہ میں ہوں خالد بن ولید، رومیوں کو ڈراتے جاتے تھے کہ آپ کی طرف ایک سردار جس کا نام سطور تھا ریشمی کپڑے پہنے ہوئے نکلا اور آپ کو اپنے مقابلہ میں بلانے لگا۔ آپ چونکہ لڑائی میں مشغول تھے۔ اس لئے آپ نے زیادہ اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اور نہ یہ سمجھے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مگر جب اس کو کسی زبان میں کچھ بڑبڑاتا ہوا دیکھا تو آپ فوراً سمجھ گئے اور اس کی طرف چلے دونوں میں سخت معرکہ شروع ہوا۔ اسی معرکہ میں آپ نے گھوڑے کو آگے بڑھانا چاہا مگر اس نے ٹھوکر کھائی اور اس کا منہ زمین پر جا لگا گھوڑے کی وجہ سے آپ بھی گھوڑے کے سر کی طرف مسلمانوں نے آپ کو جھکتا ہوا دیکھا تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا۔ آپ نے گھوڑے کی باگ تھام کے اسے شاباش دی۔ سطور نے آپ کو جھکا ہوا دیکھ کے آپ کی پیٹھ پر تلوار ماری جس سے آپ کی پشت سست پڑ گئی۔ گھوڑا سنبھلا اور کھڑا ہو گیا۔ جھٹکا لگنے کی وجہ سے آپ کا کلاہ (ٹوپی) زمین پر گرا۔ آپ نے آواز دے کے لوگوں کو اس کے اٹھانے کے لئے فرمایا۔ بنی مخزوم کا ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے اٹھا کر اسے پیش کر دیا۔ آپ نے اسے لے کر فوراً سر پر رکھ لیا۔ دریافت کیا گیا کہ یا ابا سلیمان! آپ ایسی شدید لڑائی میں مشغول ہیں اور کلاہ کا فکر فرماتے ہیں۔

آپ نے فرمایا حضور آقائے دو جہان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کو منڈوایا تھا تو میں نے آپ کے بالوں میں سے کچھ بال اٹھا لئے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا خالد! انہیں کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں انہیں بطور تبرک کے اپنے پاس رکھوں گا اور لڑائی میں دشمنوں پر ان کے وسیلے سے استعانت کیا کروں گا! آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک تمہارے پاس یہ بال موجود رہیں گے۔ اس وقت تک تم ان شاء اللہ العزیز مظفر منصور ہو گے۔ میں نے وہ بال اپنے کلاہ کے اگلے حصہ میں رکھ لئے تھے اور اس وقت سے اب تک جب کبھی بھی میں اس کلاہ کو اپنے سر پر رکھ کر دشمنوں سے لڑا ہوں ہمیشہ ان پر فتح ہی پائی ہے۔

یرموک میں رومیوں کی ہزیمت

کہتے ہیں کہ آپ نے وہ کلاہ لے کر سر پر رکھا سرخ سربند مضبوط باندھا اور سطور پر حملہ کر دیا اور تلوار کا اس زور سے ایک ہاتھ مارا کہ اس شانے سے اس شانے تک تلوار نکلی چلی گئی۔ چاہا کہ ایک دوسرا ہاتھ بھی رسید کر دیا جائے مگر اس کے ساتھیوں نے جلد کر دی اور اسے پکڑ کر کھینچتے چلے گئے اس کا دم ان کے ہاتھوں میں ہی نکل گیا جس کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ گئی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ لڑائی کو ایک خدائی صاعقہ سمجھ کر پراگندہ ہو گئے۔ آپ لڑائی کے لئے جاتے تھے مگر یہ لڑائی سے گریز کرتے بھاگتے اور اپنے لئے موت کا پیغام سمجھتے تھے۔ آخر آپ کے مقابلہ میں کوئی شخص نہ نکلا۔ آپ نے رومیوں میں گھس کر اس قدر شمشیر زنی کی کہ آپ کے بازو شل ہو گئے۔ حضرت حرث بن ہشام مخزومی کو آپ پر رحم آیا اور یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ایہا الامیر! حضرت خالد بن ولید نے اپنا فرض ادا کر دیا اور ان کی تلوار پر جتنا حق تھا وہ پورا کر چکی۔ اب اگر آپ انہیں

استراحت کا حکم فرمائیں تو بہت بہتر ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کی طرف چلے۔ اور انہیں قسم دے دے کر یہ فرمانے لگے۔ خالدؓ آگے مت بڑھو اور تھوڑی سی دیر آرام کر لو۔ آپ نے کہا یا امیر المومنین' خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح جام شہادت لبوں تک پہنچ جائے اور میں پی لوں۔ اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری نیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے پھر حملہ کر دیا اور جب تک اپنے حملے کے نتیجے کو ظاہر نہ کر دیا اس وقت تک واپس نہ ہوئے۔ مسلمانوں نے اس حملہ میں آپ کا ہاتھ بٹایا اور ہزیمت کھانے کے بعد آپ کی تقویت کے لئے پھر رومیوں کی طرف چلے۔ خواتین اسلام آگے آگے ہو گئیں اور حملہ کر دیا۔

دونوں فریقوں میں لڑائی ہونے لگی۔ آخر رومی ہزیمت کھا کے بھاگے اور ہزاروں کی تعداد میں وہیں ڈھیر ہو کے رہ گئے۔ اسی طرح رومی مسلسل اکثر مارے گئے اور بہت سے گھوڑوں کے سموں میں روندے گئے۔ آخر آفتاب اپنی کرنوں کے نیزے لے کے مغرب کی طرف مائل ہوا۔ دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہوئے خون بہہ رہا تھا۔ زمین مقتولوں کی نعشوں سے پٹی پڑی تھی۔ دونوں لشکروں میں زخمی ہی زخمی نظر آ رہے تھے البتہ رومیوں میں زیادہ تھے اور مسلمانوں میں کم۔ ہر ایک تو اپنی اپنی اصلاح اور اپنے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی میں مشغول ہوئی۔ عورتوں نے کھانا تیار کر کے زخموں کو دھو کر ان پر مرہم پٹی لگا کر اور جن چیزوں کی مردوں کو ضرورت ہوئی ان کے فراہم کرنے کی کوشش شروع کی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کے لڑائی میں تھک جانے کی وجہ سے فوج کے چاروں طرف گشت کرنے کے لئے کسی صاحب نشان کو حکم نہیں دیا بلکہ مہاجرین کی ایک جماعت ساتھ لے کر اس کام کو خود اپنے ذمے رکھا اور گشت کرنے لگے۔ دوران گشت میں آپ نے دفعتہ دو سواروں کو بھی گشت کرتے دیکھا جو بھی آپ کی طرح گشت میں مشغول ہیں اور جس وقت آپ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو وہ دونوں محمد رسول اللہ کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ آپ انہیں معلوم کرنے کے لئے ان کی طرف بڑھے اور جس وقت ان کے قریب ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں حضرات حضرت زبیر بن عوامؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا اور کہا یا ابن عمۃ رسول اللہؐ! آپ دونوں حضرات یہاں کیسے تشریف لائے؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا مسلمانوں کی حفاظت کے لئے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے (یعنی حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے) مجھ سے کہا کہ مسلمان چونکہ بہت زیادہ تھک رہے ہیں۔ اس لئے آج شاید تمام رات آرام کرنے میں مشغول رہیں اور گشت کا کام نہ کر سکیں۔ کیا تم ان کی حفاظت وصیانت میں میرا ہاتھ بٹا سکتے ہو؟ میں نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے دونوں کا ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ حضرات اب آرام کریں حفاظت کے لئے ہم کافی ہیں مگر انہوں نے اس سے انکار کیا اور صبح تک برابر گشت لگاتے رہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اہل حمص کے رؤسا میں سے ایک رئیس ابو الجعید نامی تھے جس نے حمص کی سکونت ترک کر کے مضافات حمص کے ایک گاؤں میں جس کا نام زرعت تھا وہاں کی آب وہوا کی عمدگی کی وجہ سے رہائش اختیار کر لی تھی۔ جس وقت رومی یرموک کے میدان میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے تو وہ (رسد وغیرہ کے لئے) اسی گاؤں میں ابو الجعید کے پاس بھی آئے۔ ابو الجعید نے ان دنوں میں ایک نئی شادی کی تھی اور اس روز عروسی (ولیمہ) کھانے کا انتظام کر رہا تھا۔ پہلی بیوی اس کھانے کی منتظر تھی۔ ابو الجعید نے رومیوں کو ایک پرتکلف دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کھانے کھلائے شراب پلائی اور بہت تعظیم وتکریم

سے ان کے ساتھ پیش آیا۔ رومیوں نے کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس سے اس کی نئی بیوی کی خواہش کی۔ اس نے انکار کیا اور بہت سخت و خشونت کہا مگر یہ برابر اس کی ہم بستری کا اصرار کرتے رہے۔ آخر جب اس نے انہیں بہت برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کی اس نئی بیوی کو زبردستی اٹھا لیا اور تمام رات اس سے منہ کالا کرتے رہے۔

ابوالجعید غم اور غصے کی وجہ سے رونے لگا اور ان کے حق میں بہت بددعائیں کیں۔ رومیوں کو اس پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے اس کے لڑکے کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس کی ماں (پہلی بیوی) نے لڑکے کا سر اپنی گود میں رکھا اسے لے کر رومیوں کے سردار کے پاس آئی۔ سر کو اس کے سامنے رکھ کے شکایت کرنے لگی اور کہا کہ دیکھ تیرے لشکریوں نے میرے لڑکے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ تو ان سے اس کا بدلہ لے۔ اس سردار نے اس کے کلام اور عرضداشت پر کچھ توجہ نہ کی۔ اس عورت نے جب سردار کی بالکل توجہ نہ دیکھی تو کہا خدا کی قسم تم عربوں پر کبھی فتح نہیں پا سکتے اور بددعا کرتی ہوئی چلی آئی۔ ابھی بہت تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔

اہل حمص کے رئیس ابوالجعید کا مسلمانوں سے عہد لینا

کہتے ہیں کہ جب نسطور قتل ہو گیا تو ابوالجعید مسلمانوں کے لشکر میں آیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ یہ لشکر جو آپ کے مقابلے میں پڑا ہوا ہے۔ اگر یہ اپنے آپ کو آپ حضرات کے سپرد بھی کر دے تو چونکہ اس کی ایک بہت بڑی تعداد ہے اس لئے پھر بھی آپ کو ان کے قتل کرنے میں ایک مدت مدید چاہئے۔ اگر میں ان کے ساتھ ایک رات کے اندر ایسا مکر کروں کہ آپ ان پر فتح پا جائیں تو آپ مجھے کیا عنایت کریں گے اور میرے ساتھ کیا سلوک روا رکھیں گے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم یہ دیکھیں گے اور ساتھ ہی یہ اعانت کریں گے کہ تجھ سے تیری اولاد سے تیرے اہل بیت سے جزیہ نہیں لیں گے اور اس کا تجھے ایک اقرار نامہ لکھ دیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب ابوالجعید مسلمانوں سے اقرار نامہ لکھوا چکا اور مسلمان پوری تیاری کے لئے جو پختہ ثابت ہو چکے تو یہ رومیوں کے لشکر میں گیا۔ رومی یاقوصہ نامی ندی سے جو وہاں ایک بہت بڑی ندی تھی واقف تھے۔ یہ رومیوں کو سمجھا کے جہاں جنگل میں بہت زیادہ پانی بھرا ہوا تھا لایا اور اس ندی کے داہنے کنارے پر انہیں ٹھہرا کے کہنے لگا۔ یہ عربوں کے رہنے کی جگہ ہے یہاں وہ لوگ آیا کرتے ہیں۔ میں ان سے بہت جلدی ایسا مکر کرنے والا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ عنقریب ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ تم اسی جگہ بیٹھے رہنا یہاں سے نہ ہلنا۔ اس طرح یہ قوصہ ندی کو عربوں اور رومیوں کے درمیان حائل کر گیا کہ ایک طرف رومی ہو گئے اور دوسری طرف عربی تھے۔ رومیوں کو اس کی گہرائی کے متعلق بھی علم تھا کہ یہ کتنی گہری ہے انہیں یہاں بٹھا کے یوم جمعرات کے دن جب اس نے پوری طرح سمجھ لیا کہ اب عربی ہی مظفر و منصور ہیں تو یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف چلا۔ آپ اس رات بہ نفس نفیس فوج کے چاروں طرف گشت لگا رہے تھے اور چند مسلمان مہاجرین کے ہمراہ رات کو پہرہ دے رہے تھے۔ یہ آ کے آپ سے کہنے لگا آپ بالکل بے فکر ہیں کسی طرح کا آپ نے بندوبست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا جب کل کی رات ہو تو لشکر میں کثرت سے آگ جلوا دینا۔ یہ کہہ کر یہ رومیوں کو چکمہ دینے اور کوئی حیلہ و مکر و فریب ان سے کرنے کے لئے پھر پلٹ گیا۔ دوسری رات ہوئی تو مسلمانوں نے دس ہزار جگہوں سے

بھی زیادہ آگ روشن کرادی۔ جب تمام جگہ آگ روشن ہو گئی تو ابوالجعید پھر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ مسلمانوں نے اس سے کہا۔ تیرے کہنے کے بموجب ہم نے ہر جگہ آگ جلادی ہے اب اس کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے پانچ سو بہادر تیار ہو کے میرے ساتھ رہیں تا کہ میں انہیں جو کچھ کہوں وہ اس کو پورا کرتے رہیں۔

رومیوں کا ناقوصہ ندی میں ڈوبنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں میں سے پانچ سو آدمی منتخب فرمائے جن میں منجملہ دیگر حضرات کے حسب ذیل اشخاص بھی شامل تھے۔

ضرار بن ازور، عیاض بن غنم، ابن طارق ہلالی، رافع بن عمیرۃ الطائی، عبداللہ بن قرط، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن اوس، عبداللہ بن عمر بن خطاب۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور نوفل بن عبداللہ المکی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جس وقت یہ حضرات بالکل تیار ہو گئے تو ابوالجعید انہیں غیر معروف راستہ سے لے کر رومیوں کے لشکر کی طرف چلا اور جس وقت ان کے بالکل قریب ہو گیا تو مسلمانوں کے چند آدمی لے کر ندی کے گھاٹ کی طرف آیا۔ اس گھاٹ کو سوائے اس ابوالجعید اور باشندگان یرموک کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے اس نے ان مسلمانوں کو تاکید کر ان سے یہ کہا کہ تم اب رومیوں پر حملہ کر دو اور پھر شکست کھا کے اس گھاٹ کی طرف بھاگ آؤ اور مجھے اور ان رومیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ایک آواز لگائی اور رومیوں پر حملہ کر دیا۔ پھر شکست کھا کے گھاٹ کی طرف بھاگ پڑے۔ ان کے بھاگتے ہی ابوالجعید نے زور زور سے چلانا شروع کیا۔ یا معاشر الروم! ان شکست خوردہ مسلمانوں کو آگے رکھو اور انہیں پکڑ لو جانے نہ پائیں انہوں نے تمہارے قریب رہنے کو دیکھا تو آگ روشن کر رکھی ہے۔ سامان جنگ سے بالکل آراستہ ہیں اور اب میدان جنگ سے بھاگ پڑے ہیں۔ رومی یہ سمجھ کر کہ کہنے والا بالکل سچ کہہ رہا ہے جلدی میں ان کے پیچھے بھاگ پڑے۔ ظلمت میں کوئی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور کوئی پیدل ہی چل نکلا۔ ابوالجعید ان کے آگے آگے اترا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ ان تمام کو ندی پر لا کھڑا کیا اور کہنے لگا یہی گھاٹ ہے۔ اس سے اتر کر ان کا تعاقب کرو۔ رومی گھبراہٹ میں بغیر سوچے سمجھے بڑھنا شروع ہوئے اور ندی میں ایک دوسرے کے اوپر لگاتار گرنے لگے۔ حتیٰ کہ ندی دلدل کی طرح ہزارہا آدمی اس کے اندر گر گئے اور رومیوں کا اس میں ڈوب ڈوب کر اس قدر اتلاف جان ہوا کہ جس کا احاطہ اور ادراک زبان اور دل سے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ چونکہ رومی اس میں ڈوب ڈوب کر بہت کم ہو گئے تھے اس لئے عربوں نے اس ندی کا نام ناقوصہ رکھ دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ رومیوں کی سرگزشت ہے۔ ان کے اگلے آدمی کو پچھلے کی خبر تک نہ ہوئی کہ اس پر کیا گزر رہی تھی کہ سپیدۂ صبح نے رات کی تاریکی کو چیر کر انہیں اصلی حالات سے مطلع کیا اور انہوں نے آفتاب کی روشنی کی مدد سے یہ معلوم کیا کہ مسلمان اپنے اپنے خیموں میں بحفاظت تمام موجود ہیں اور انہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ البتہ انہوں نے ہم پر رات ایک ایسی مصیبت کا پہاڑ اٹھا کے ڈال دیا تھا کہ جس کی وجہ سے ہماری ہزارہا کی تعداد گھٹ گئی ہے۔ بعض نے بعض سے دریافت کیا کہ رات ہمارے لشکر میں وہ چیخنے والا کون تھا۔ دوسرے نے کہا وہ وہی تھا جس کی عورت کے ساتھ تم نے زنا کیا تھا اور جس کے لڑکے کو تم نے قتل کر دیا تھا اس نے اب تم سے اس طرح اپنا بدلہ لے لیا۔

باہان کا قوریر سے مشورہ کر کے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کرنا

راوی کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو باہان کو بھی اس واقعہ کی اطلاع کی گئی۔ یہ اس کی اپنی مصیبت تھی اور اپنے لشکر کے واقعہ ہائلہ کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ میری موت اب قریب ہی آگئی ہے اور عرب ضرور مظفر و منصور ہوں گے۔ یہ سوچ کر اس نے قوریر کے پاس آدمی بھیج اور اس سے یہ مشورہ طلب کیا کہ عرب ہم پر غالب ہو گئے ہیں۔ اگر اب انہوں نے ہم پر متفقہ حملہ کیا تو ہم میں سے کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ تو تیرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ ہم ان سے لڑائی کی تاخیر کے متعلق کچھ گفت و شنید کریں تا کہ التوائے جنگ کے ایام میں اپنی جان بچانے کے متعلق کچھ سوچ سکیں۔ قوریر نے کہا بہت بہتر ہے۔ ایسا ضرور کرنا چاہئے۔

باہان نے قوم لخم کے ایک آدمی کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں جا کے یہ پیغام پہنچا دے کہ جنگ ایک ڈھلتے [1] ہوئے سائے کی طرح ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔ اسی طرح دنیا بھی ایک گھومنے والی چیز ہے۔ تم نے ہمارے ساتھ مکر کیا ہے اب ظلم اور بغاوت نہ کرو ظالم ہمیشہ گرا کرتا ہے۔ آج جنگ کو ملتوی رکھو کل جو کچھ ہمارے اور آپ کے مابین فیصلہ ہونا ہو گا ہو جائے گا۔ لخمی یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے چاہا کہ اس کی اس درخواست کو قبول کر لیا جائے مگر حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کو منع کیا اور کہا ایہا الامیر! ایسا نہ کیجئے ورنہ قوم کے لئے بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔

یہ سن کر آپ نے لخمی سے کہہ دیا کہ تو باہان کے پاس جا کر کہہ دے کہ ہمیں چونکہ جلدی ہے اس لئے لڑائی میں تاخیر نہیں کر سکتے۔ ایلچی یہ سن کر باہان کے پاس آیا اور جواب سے مطلع کر دیا۔ اسے یہ بڑا شاق گزرا اور یہ سراسیمہ اور حیران سا ہو گیا۔ کہنے لگا مجھے عربوں سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ میری صلح کی درخواست کو اس طرح ٹھکرا دیں گے بلکہ مجھے قوی امید اور پورا بھروسہ تھا کہ وہ میری اس عرضداشت کو قبول کریں گے۔ صلیب کی قسم! میرے سوا اب ان کے مقابلہ پر کوئی نہیں نکل سکتا۔ یہ کہہ کے اس نے رومیوں، ارکان سلطنت والیان ملک اور ان لوگوں کو جن پر انہیں فخر تھا اور شدت کے وقت پر پورا پورا بھروسہ تھا آواز دی اور تیاری جنگ کے لئے انہیں حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ باہان کے حکم کے ساتھ ہی اس کا لشکر تیار ہو گیا۔ اس نے صلیب آگے کی اور یہ لشکر کا پیشرو ہو کے مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ مسلمانوں نے بھی فوراً بڑھ کے اپنا سوار یا اپنے قبضہ میں کیا اور لڑائی کے لئے مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا چکے تو آپ نے انہیں بہت جلدی تیار ہو جانے کا حکم دیا اور یہ تیار ہو ہو کے اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر آ آ کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اصحاب رایات کی صف بندی کی اور اس لشکر میں جو لشکر زحف کے نام سے مشہور تھا کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے اس بات کا یقین کر لیا کہ اب ہم ان شاء اللہ العزیز مظفر و منصور ہیں۔

آفتاب عالمتاب جب اپنی تیز تیز کرنوں کے ساتھ دنیا کی طرف بڑھا تو جرجیر جو رومیوں کے والیان ملک میں سے تھا میدان کی طرف نکلا اور کہنے لگا کہ میرے مقابلہ میں عربوں کے سردار کے سوا اور کوئی شخص نہ نکلے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ سنا تو

---

[1] اصل کتاب میں تو یہ ہے کہ جنگ ایک ڈول ہے مگر اردو میں اس کا محاورہ ڈھلتے سائے کا محاورہ ہے۔

فوراً تیار ہو گئے اور اپنا نشان حضرت خالد بن ولید ؓ کے سپرد کر کے فرمانے لگے ابو سلیمان! اس کے مستحق تم ہی ہو۔ اگر میں اس سردار کی لڑائی سے واپس آ گیا تو اسے میں واپس لے لوں گا۔ اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو جب تک حضرت عمرؓ اپنی رائے مبارک سے کسی کو تجویز فرمائیں اس وقت تک تم اسے اپنے پاس رکھنا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا: آپ توقف فرمائیں۔ اس کے مقابلہ میں میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: نہیں وہ مجھے ہی بلاتا ہے اور میں ہی اس کے مقابلے میں جاؤں گا۔ اجر و ثواب میں البتہ تم میرے شریک ہو۔

یہ کہہ کر آپ میدان کارزار کی طرف چل دیئے۔ تمام مسلمانوں کو آپ کا جانا ناگوار گزرا اور ہر ایک نے بڑھ بڑھ کے آپ کو روکنا چاہا۔ مگر آپ نے جب زیادہ اصرار کیا تو مسلمانوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ جرجیر کے قریب پہنچ گئے۔ جرجیر نے جب آپ کو دیکھا تو کہا کیا آپ ہی اس لشکر کے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں ہی ہوں۔ میں نے میدان کارزار میں تیرے بلانے کو منظور کر لیا ہے اب تو ہے اور عرصہ میدان۔ تمہاری ہزیمت میں اب کچھ کسر باقی نہیں رہی مگر یہ کہ پہلے میں تجھے قتل کروں اور تیرے بعد ماہان کو۔ اس نے کہا صلیب کی امت تم پر غالب آ جائے گی۔ اور یہ کہہ کر حملہ کر دیا۔ آپ نے بھی حملہ کا جواب دیا۔ دونوں حریفوں میں جنگ ہونے لگی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نیز تمام مسلمان آپ کی طرف دیکھ رہے تھے اور باری تعالیٰ جل مجدہ سے آپ کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ جرجیر اپنے حریف سے پشت دے کر لشکر کی طرف بھاگا اور مشرکوں کے لشکر کے میمنہ کی طرف رخ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ جرجیر بجلی کی طرح پھر پیچھے مڑا اور دونوں حریفوں کی تلواریں ایک ساتھ پڑیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی ضرب نے سبقت کی اور آپ کی تلوار اس شانے پر پڑ کر دوسرے شانے کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ آپ نے زور سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ مسلمانوں نے تکبیروں کی آوازیں بلند کیں۔ آپ اسی جگہ ٹھہر گئے اور اس کی لاش کو دیکھ کر اس کے ڈیل ڈول پر تعجب کرنے لگے۔ اس کے اسباب میں سے آپ نے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے آپ کو آواز دی اور کہا ایہا الامیر! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ آپ اپنا کام جو آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے واجب فرمایا تھا پورا کر چکے۔ اب آپ تشریف لے آئیں۔ آپ اسی جگہ ٹھہرے رہے اور تشریف نہ لائے۔ مسلمانوں نے آپ کو قسمیں دے دے کے مراجعت پر مجبور کیا تو آپ لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولید ؓ سے نشان لے کر کھڑے ہو گئے۔

ماہان نے جب جرجیر کو اس طرح قتل ہوتا ہوا دیکھا تو چونکہ جرجیر ارکان سلطنت کا ایک رکن سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا قتل اس پر بہت شاق گزرا اور اس نے یہ چاہا کہ بھاگ پڑے مگر پھر اس نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ ہرقل کے پاس جا کر کیا عذر بیان کروں گا۔ بہتر یہی ہے کہ میں خود جنگ کے لئے نکلوں۔ اگر میں مارا گیا تو اس ننگ و عار سے چھٹکارا مل جائے گا اور اگر صحیح و سالم رہا تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے بادشاہ کے حضور میں اس طرح زیادہ سرخروئی حاصل ہوگی۔ یہ سوچ کر اس نے لوگوں کو مطلع کیا کہ میں بذات خود لڑائی کے لئے نکلنا چاہتا ہوں۔ یہ سامان جنگ سے مزین ہوا۔ پرتکلف لباس پہنا سونے کے ایک گھوڑے کی طرح چمکتا ہوا باہر نکلا اور سرداروں، رہبانوں اور پادریوں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ ہرقل بادشاہ اس معاملے میں تم سے زیادہ جانتا ہے اسی واسطے اس نے ان مسلمانوں سے صلح کا ارادہ کیا تھا مگر تم نے اس کی مخالفت کی۔ یاد رکھو اب میں خود ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔

یہ سن کر سلطنت کے سرداروں میں سے ایک سردار جو اپنے دین و مذہب کا نہایت متبع احکام انجیل کا فرماں بردار اور رہبان و

کلیسا کی تعظیم و تکریم کا دلدادہ تھا اور ساتھ ہی جرجیر کا نسب و حسب میں قرابت دار تھا۔ جرجیر کے قتل سے اسے چونکہ سخت صدمہ ہوا تھا اس لئے یہ بابان سے کہنے لگا: صلیب کی قسم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے میں نکلوں گا اور میں جرجیر کا ان سے بدلہ لوں گا۔ یا خود قتل ہو جاؤں گا یا اس کے قاتل کو تلوار سے گھاٹ اتار دوں گا۔ مجھ پر جہاد فرض ہو گیا ہے۔ مسیح (علیہ السلام) کے اس قرض کو جو مجھ پر عائد ہو گیا ہے ضرور پورا کروں گا اب مجھے سوائے مبارزت کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ بابان نے اسے اس کی رائے پر چھوڑ دیا اور یہ جنگ کے لئے بالکل تیار ہو گیا اور اس کا نام جرجیس[1] تھا اس نے زرہ پہنی۔ زرہ پر لوہے کا بکتر پہنا، تلوار حمائل کی، نیزہ ہاتھ میں لیا۔ راہبوں نے اس کی فتح کی دعائیں مانگیں کنیسوں میں جو بخور مستعمل ہوتے ہیں ان کی اسے دھونی دی۔ عمودیہ کا راہب اس کے پاس آیا اور اس کی گردن میں جو صلیب لٹک رہی تھی اسے دے کر کہنے لگا یہ صلیب (مسیح علیہ السلام) کے زمانے کی ہے جو حواریوں کی وراثت میں بطور تبرک کے چلی آتی ہے اور وہ اس سے برکت حاصل کرتے اور اسے چومتے رہتے ہیں یہ لے یہ جنگ میں تیری مدد کرے گی۔ جرجیس اسے لے کے میدان کی طرف چلا اور نہایت فصیح عربی میں اپنے مقابل کو بلانے لگا حتی کہ لوگوں کو اس کی فصاحت سے یہ گمان ہو گیا کہ یہ عیسائی عرب ہے۔

حضرت ضرار بن ازور شعلہ کی طرح اس کی طرف چلے اور جس وقت اس کے قریب ہو گئے تو اس کا ڈیل ڈول قد و قامت اور سامان جنگ دیکھ کے اپنے نکلنے پر نادم ہوئے۔ پھر دل میں کہنے لگے اگر اس کی موت آ گئی ہے تو یہ زرہ وغیرہ کا سامان اسے اس کی موت سے کبھی نہیں روک سکتا۔ اس کے بعد آپ پیچھے لوٹے مسلمانوں نے گمان کیا کہ یہ ڈر کے بھاگ آئے۔ حتی کہ ایک کہنے والے نے یہ کہہ دیا کہ ضرار اس روز سے شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں حالانکہ ہم نے اس سے پہلے کبھی ان کو اس طرح بھاگتے نہیں دیکھا۔ حضرت ضرار نے کسی آدمی سے کلام نہیں کیا اور سیدھے آپ اپنے خیمہ میں پہنچ کر کپڑے اتارے اور قمیص شلوار (ازار) بدن پر رکھی کمان سنبھالی۔ تلوار حمائل کی ڈھال ہاتھ میں لی اور پھر ہرن کی طرح تاپیں بھرتے ہوئے میدان کی طرف چلے میدان پہنچے تو حضرت مالک نخعی کو دیکھا آپ نے اس مرداری کی طرف سبقت فرمائی ہے۔ حضرت مالک نخعی بہت زیادہ دراز قامت شخص تھے حتی کہ جس وقت آپ گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے تو آپ کے دونوں پیر زمین پر لگے رہتے تھے اور گھسیٹتے ہوئے چلا کرتے تھے۔

حضرت ضرار بن ازور نے انہیں دیکھ کر کہ آپ جرجیس کو ان الفاظ میں مخاطب فرماتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں: تقدم یا عدو الله یا عباد الصلیب الی الرجل النجیب ناصر محمد النجیب خدا کے دشمن! صلیب کے بندے محمد کے مدد کرنے والے نجیب انسان کی طرف بڑھ اور آگے آ۔

حضرت مالک نخعی اور حضرت ضرار بن ازور کی یرموک میں بہادری

رومی کے دل میں آپ کا خوف چھا گیا تھا اس لئے اس نے کچھ جواب نہ دیا آپ اس کے گرد گھومتے تھے۔ چاہا کہ نیزہ ماریں مگر چونکہ اس کے بدن پر سراپا لوہا تھا اس لئے ضرب کے واسطے کوئی جگہ کھلی نہ آئی۔ آخر آپ نے غور کر کے اس کے گھوڑے کے چوتڑ پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کی نوک دوسری طرف نکل آئی۔ گھوڑا نیزے کی حرارت کی وجہ سے تڑپا اور ہاتھ پیر

---

1 ایک نسخہ میں جرجیس ہے۔ ۱۲ منہ

کھینچنے لگا۔ حضرت مالک بن نخعیؓ نے چاہا کہ میں کھینچ کے تیز وہ نکالوں مگر وہ اس کی پسلیوں میں بالکل پیوست ہو چکا تھا اس لئے نہ نکل سکا اور وہیں ٹوٹ گیا۔ گھوڑا زمین پر گرا۔ جرجیس اس کی پشت پر تھا اور چونکہ وہ زین کے ساتھ زنجیروں میں مربوط ہو رہا تھا اس لئے گھوڑے کی پیٹھ سے حرکت بھی نہ کر سکا۔ مسلمانوں نے حضرت ضرار بن ازورؓ کی طرف دیکھا کہ آپ ایک خوبصورت ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ تلوار کی ایک ضرب سے جرجیس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس کا تمام اسباب اتار کے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت مالک بن نخعیؓ ان کے پاس آئے اور کہا ضرار! یہ کیا کیا تم میرے شکار میں شریک ہو گئے۔ آپ نے کہا میں شریک نہیں بلکہ اس کا مالک ہوں۔ انہوں نے کہا تم کبھی مالک نہیں ہو سکتے اس کے گھوڑے کو میں نے مارا ہے۔ آپ نے کہا اب سارا قاعدہ کلی جاری ہے اوقات دوڑنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور کاہل پیٹ بھر کے کھا لیتے ہیں۔ حضرت مالک بن نخعیؓ یہ سن کر ہنسے اور کہا بہت اچھا اپنے شکار کو اٹھاؤ۔ خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کرے۔ آپ نے کہا میں تو یہ مذاق (مزاح) میں کہہ رہا تھا آپ ہی لے لیں۔ واللہ! میں اس میں سے کچھ نہیں لوں گا یہ تو آپ ہی کا حق ہے اور آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس اسباب کو اپنے کاندھے پر اٹھایا اور لے کر چل دئے۔ یہ اسباب اتنا زیادہ اور بھاری تھا کہ آپ پسینے میں شرابور ہو گئے۔

زبیر بن عوامؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کو دیکھا کہ حضرت ضرار بن ازورؓ اس اسباب کو اٹھائے ہوئے پیدل چلے آ رہے تھے اور حضرت مالک بن نخعیؓ سوار تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ضرار بن ازورؓ اس تمام اسباب کو لے کر حضرت مالک بن نخعیؓ کے خیمہ میں آئے اور وہ اسباب رکھ دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا واللہ! یہ ایسی قوم ہے جس کے افراد نے اپنی جانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں ہبہ اور وقف کر دیا ہے اور جنہیں دنیا کی مطلق پرواہ نہیں۔

کہتے ہیں کہ جرجیس مارا گیا تو باہان کے بازو بالکل ٹوٹ گئے اس نے اپنی قوم کو آواز دی اور انہیں جمع کر کے کہنے لگا بادشاہ کے مقربو! سنو اور میرا پیغام بادشاہ تک پہنچا دو کہ میں نے اس دین کی مدد و نصرت اور بادشاہ کی حمایت میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس کی نعمتوں کے عوض میں لڑنے کے اندر کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر میں آسمان کے رب اور اس کے مالک کے اوپر کسی طرح غالب نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہ اصل عربوں کو ہمارے اوپر اسی نے حاوی کر رکھا ہے۔ اسی نے ہمارے مقابلہ میں ان کی مدد کی۔ ہمارے شہروں کو ان کے قبضہ میں دے دیا اور اس طرح ہم بالکل مغلوب ہو گئے۔ اب میں بادشاہ کے پاس کیا منہ لے کر جاؤں گا اور اسے کس طرح اپنی صورت دکھاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اب میں خود میدان کی طرف نکلوں۔ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی جگہ اب میں خود دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تم میں سے صلیب کسی کے سپرد کر کے پھر مسلمانوں کی طرف جاؤں۔ اگر میں قتل ہو گیا تو یہ کلنک کا ٹیکہ خود بخود دھبہ جائے گا اور بادشاہ کی زجر و توبیخ سے میں خود بچ جاؤں گا اور اگر فتح و نصرت نے میرا ساتھ دیا۔ مسلمانوں سے بدلہ لے لیا اور جنگ سے صحیح و سالم واپس پھر آیا تو بادشاہ پر یہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ میں نے اپنی طرف سے بادشاہ کی مدد میں کوئی کمی نہیں کی۔ اعیان سلطنت اور ارکان دولت اس تقریر کو سن کر کہنے لگے۔ بادشاہ! جب تک ہم موجود ہیں آپ لڑائی کے لئے کسی طرح کی تکلیف نہ کریں۔ البتہ ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے جس وقت ہم ایک ایک کر کے میدان کارزار میں کام آ جائیں گے تو پھر آپ خود بہ نفس نفیس تشریف لے جانا۔ باہان نے چاروں انجیلوں کی قسم کھائی اور کہا کہ میرے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص لڑائی کے لئے نہ نکلے۔ باہان کی قسم سن کر سب خاموش ہو گئے اس نے اپنے لڑکے کو جو وہاں

موجود تھا پایا اور اپنی صلیب اس کے سپرد کر کے کہہ دیا کہ میری جگہ کھڑا رہے۔ اس کے بعد اس کے سامنے سامان حرب پیش کیا گیا اور اس نے اسے زیب بدن کیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس سامان جنگ کو یہ پہن کر میدان کارزار کی طرف نکلا ہے اس کی قیمت کا اندازہ ساٹھ ہزار دینار تھا۔ کیونکہ وہ تمام کا تمام موتی یاقوت اور جواہر سے مرصع تھا۔ جس وقت یہ تیار ہو کے میدان حرب کی طرف جانے لگا تو عمودیہ کا ایک راہب اس کے پاس آیا اور کہنے لگا (ایہا الملک! میں میدان جنگ میں تیرے واسطے تیری فتح مندی کی کوئی شکل نہیں دیکھتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ خود میدان جنگ میں جائے اس نے کہا کیوں راہب نے کہا اس لیے کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے بہتر یہی ہے کہ تو خود ہی اس ارادہ سے باز آ جائے اور اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیج دے اس نے کہا میں اب بھی نہیں کر سکتا تھک، مارے بہتر مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں۔ راہبوں نے اسے دھونی دی فتح کی دعائیں مانگیں اور یہ ایک سونے کے پہاڑ کی طرح چمکتا ہوا میدان کی طرف نکلا۔

باہان ارمنی کا میدان جنگ میں آنا

باہان دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اپنے مدمقابل کو طلب کرنے لگا اور اپنا نام لے لے کے اس سے لوگوں کو ڈرانے لگا۔
سب سے پہلے اسے حضرت خالد بن ولید نے پہچانا اور فرمایا یہ باہان سردار قوم ہے خدا کی قسم یہ لڑائی کے لئے جو نکلا ہے تو کوئی اہم بات ہے اور اس کے لشکر میں ہزیمت کے آثار ضرور نمایاں ہوں گے ورنہ یہ خود کبھی نہ نکلتا۔

کہتے ہیں کہ باہان اپنا نام لے لے کے مسلمانوں کو خوف دلا رہا تھا حتیٰ کہ اس کے مقابلہ میں قبیلہ دوس کا ایک لڑکا یہ کہتا ہوا نکلا واللہ میں جنت کا بہت مشتاق ہوں۔ باہان کے ہاتھ میں سونے کا ایک عمود تھا اس نے اس زور سے اس نوجوان کے وہ عمود مارا کہ اس کا طائر روح قفس عنصری سے جنت الفردوس کی طرف پرواز کر گیا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ جوان گرنے لگا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اپنے مرنے اور اذیت اٹھانے کا بالکل فکر نہیں کرتا میں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فوراً سمجھ لیا کہ اس کا یہ اشارہ اور عدم رنج و فکر حوران بہشت کے معائنہ کرنے کی وجہ سے ہے جو اسے اس وقت نصیب ہوا ہے۔ باہان اس کی نعش کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ اس کا دل دوسی نوجوان کو مار ڈالنے سے قوی ہو گیا اور یہ ہل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔

مسلمان یہ دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور اس کی طرف یہ دعائیہ کلمات کہتے ہوئے دوڑے اللھم اجعل قتله علی یدی۔ الٰہی! اس کے قتل کو میرے ہاتھ سے پورا کرا دیجئے۔ ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا اور ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے میں پہنچ کر اس کا کام تمام کر دوں۔ سب سے پہلے حضرت مالک بن نخعی اس کے پاس پہنچے۔ میدان کارزار میں اس کی برابری کرنے لگے اور فرمایا عمرو! اس شخص کے مار ڈالنے پر گھمنڈ اور غرور نہ کر۔ یہ ہمارا ساتھی اپنے پروردگار کی ملاقات کا نہایت مشتاق تھا بلکہ ہم میں سے ہر شخص جنت کا مشتاق ہی ہے اور چاہتا ہے کہ جلد سے جلد میں وہاں پہنچ جائے اگر تو بھی وہاں ہمارا ہمسایہ بننا چاہتا ہے اور یہ خواہش ہے کہ میں بھی ان کے پڑوس میں رہوں اور حیات نعیم کی نعمتوں میں شامل ہو جاؤں تو کلمہ شہادت کا اقرار کر لے اور اگر یہ نہیں تو کم از کم ادائے جزیہ کا وعدہ کر لے ورنہ یاد رکھ یہ تلوار ہو گی اور تیرا سر۔ اس نے کہا کیا آپ میرے ساتھی خالد بن ولید ہیں؟ آپ نے فرمایا

نہیں بلکہ میں مالک بن نخعی رسول اللہ ﷺ کا ساتھی (صحابی) ہوں۔ باہان نے کہا تو میں تم سے ضرور لڑوں گا یہ کہہ کر آپ پر حملہ کر دیا۔ یہ ملعون چونکہ نہایت شجیع اور بہادر تھا اس لئے دونوں میں نبرد آزمائی ہونے لگی۔ اس نے اپنا عمود سیدھا کر کے آپ کے خود پر اس زور سے مارا کہ خود آپ کی پیشانی میں گھستا چلا گیا اور اس کے صدمہ کی وجہ سے آنکھ کے اوپر کی ہڈی پھر کے ترچھی ہو گئی اسی روز سے آپ کا لقب اشتر[1] پڑ گیا۔

باہان اور حضرت مالک نخعیؓ کی یرموک میں جنگ

کہتے ہیں کہ جب حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے باہان کی اس ضرب کا جو آپ کو پہنچی تھی صدمہ محسوس کیا تو چاہا کہ لشکر میں واپس لوٹ جاؤں مگر پھر غور کیا اور دل میں یہ سوچا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ناصر و مددگار ہیں۔ خون چونکہ آپ کے چہرہ مبارک سے بہہ رہا تھا اس لئے خدا کا دشمن یہ سمجھا کہ آپ کا کام تمام ہو گیا۔ یہ سوچ کر اس بات کا منتظر ہوا کہ آپ کب گھوڑے سے گرتے ہیں۔ مگر آپ نے اچانک ایک حملہ کیا۔ اسی وقت مسلمانوں کی آواز آپ کے کانوں میں آئی۔ مالک! اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعانت چاہو وہ تمہارے مقابل پر ضرور تمہاری مدد فرمائیں گے۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد مانگی۔ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا اور نہایت زور کے ساتھ تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ مگر وہ اوچھا پڑا اور ایک معمولی سا زخم اس کے آیا۔ میں نے دل میں یقین کر لیا کہ موت وقت سے پہلے کبھی نہیں آتی اور ایک محفوظ قلعہ کی طرح امن و حفاظت میں رہتی ہے۔ باہان نے جب زخم کے اثر کو محسوس کیا تو دم دبا کے لشکر کی طرف بھاگ پڑا اور اپنی فوج میں گھس گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب باہان حضرت مالک بن نخعیؓ کے مقابلہ میں سے بھاگ پڑا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے زور سے چلا کر مسلمانوں سے فرمایا دین کے مدد کرنے والو! اور اے کفار پر حملہ کرنے والو! جب تک مشرکین کے دلوں میں خوف ہے اسی وقت تک ان پر حملہ کرتے رہو۔ یہ کہتے ہی آپ نے حملہ کر دیا۔ آپ کے ساتھ ہی آپ کا لشکر بھی بڑھا۔ ہر مسلمان سردار کے ساتھ اس کی فوج چلی اور تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کر کے کافروں پر پل پڑی۔ تھوڑی سی دیر تک تو رومی حملہ کا جواب دیتے رہے مگر جب آفتاب انہیں اندھیرے میں اکیلا چھوڑ کر مغرب کی طرف چلا گیا اور آسمان کا مغرب والا کنارہ بھی ظلمت کدہ بن گیا تو ان کے پیر اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے اور اس بری طرح بھاگے کہ پھر نہ سنبھل سکے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قید اور قتل کرتے ہوئے آگے بڑھے حتیٰ کہ ان میں سے ایک لاکھ رومی تہ تیغ ہو گئے۔ چالیس[2] ہزار گرفتار ہوئے۔ واقوصہ ندی میں اس قدر ڈوب کر مرے جن کی تعداد کا اندازہ کرنا بہت زیادہ مشکل ہے۔ اکثر پہاڑوں سے ٹکرا کے جہنم رسید ہوئے۔ بہت سے جنگل اور پہاڑوں میں متفرق ہو کے ادھر ادھر مارے پھرنے لگے۔ مسلمانوں کے سوار ان کے پیچھے ہوئے اور انہیں قتل و گرفتار کر کے پہاڑ اور جنگلوں سے لانے لگے۔ مسلمان اسی طرح قتل اور گرفتار کرتے رہے حتیٰ کہ ان سیاہ بختوں کو رات کی سیاہ چادر نے اپنے اندر امان دی اور جس وقت کچھ رات چلی گئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ہر طرف احکام صادر فرمائے کہ صبح ہونے تک انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ مسلمان یہ سنتے ہی لشکر کی طرف پھرے۔ ان کے ہاتھ مال غنیمت سرا پردوں سونے چاندی کے برتنوں،

---

1. اشتر از شتر بمعنی آنکھ کے پپوٹے کی ہڈی کا ترچھا ہو جانا۔ ۱۲ منہ
2. ایک نسخہ میں گرفتار بھی ایک لاکھ ہیں۔ ۱۲ منہ

قرشوں، قالینوں اور غالیچوں سے پر تھے اور یہ لشکر کی طرف چلے آ رہے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کچھ آدمیوں کو مالِ غنیمت کی فراہمی اور اس کو جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ مسلمانوں نے یہ رات اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل ہونے کی وجہ سے نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ گزاری حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو رومیوں کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ کیونکہ رومی اکثر رات کی تاریکی میں واقوصہ ندی کے اندر ڈوب گئے تھے اور بہت سے یرموک کے غاروں اور گڑھوں میں جا پڑے تھے۔

عامر بن یاسر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بہ سلسلہ روایت بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ ارادہ کیا کہ مشرکین کے مقتولین کی تعداد کا شمار کیا جائے مگر آپ ان کی کثرت کی وجہ سے اس پر قادر نہ ہو سکے۔ آپ نے حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائی جائیں اور ان میں سے ایک ایک لکڑی ہر مقتول کے اوپر رکھ کر پھر ان لکڑیوں کا شمار کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار ہے اور قیدی چالیس ہزار اور جو واقوصہ ندی میں ڈوب کر مر گئے وہ علیحدہ ہے۔ جانبازانِ اسلام کا شمار کیا گیا تو چار ہزار شہداء کی لاشیں دستیاب ہوئیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یرموک کے میدان میں کچھ مقتول ایسے بھی پائے جو مشتبہ تھے کہ آیا یہ نصرانی عرب کے ہیں یا مسلمان شہداء کے۔ آخر آپ نے ان کے غسل کا حکم دیا۔ نمازِ جنازہ بھی پڑھی اور دوسرے شہداء کے ساتھ سپردِ خاک کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مسلمان پہاڑ اور جنگل میں رومیوں کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک چرواہے کو انہوں نے دیکھا کہ اس سے دریافت کیا کہ کیا کوئی رومی ادھر سے گزرا ہے۔ اس نے کہا: ہاں ایک سردار جس کے ساتھ چالیس ہزار کے قریب جماعت تھی میرے پاس سے ہو کے گیا ہے۔

باہان کا قتل

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سردار باہان ملعون تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کا تعاقب کیا اس کے اور اس کی فوج کے قدموں کے نشانات پر آپ چلے جا رہے تھے۔ لشکرِ زحف آپ کے ہمراہ تھا حتیٰ کہ دمشق میں آپ نے اس کو دیکھا۔ جس وقت مسلمان اس کی فوج کے بالکل قریب ہو گئے تو انہوں نے تکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز آپ کے لشکر نے حملہ کیا۔ تلواروں کی پیاس بجھائی اور قتلِ عظیم برپا کر دیا۔ باہان بھاگ نکلنے کے لئے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا مگر ایک مسلمان موت کا فرشتہ بن کر اس کے سامنے آیا۔ اور اس نے اگرچہ اپنی جان بچانے کے واسطے بہت ہاتھ پیر مارے مگر اس نے اسے تلوار کی ایک ہی ضرب سے ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت کر دیا۔ راویوں میں یہ اختلاف ہے کہ کس مسلمان نے اسے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے قاتل حضرت نعمان بن جعلۃ ازدیؓ ہیں اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عاصم بن خولیؓ ہیں۔ واللہ اعلم۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ باہان کے قتل کے بعد اہلِ دمشق حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا ہم سے اور آپ کے درمیان وہی سابق معاہدہ برقرار رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ہاں وہی رہے گا۔ اس کے بعد آپ رومیوں کی تلاش میں نکلے اور جہاں انہیں دیکھتے رہے قتل کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ثنیۃ العقاب تک پہنچ گئے۔ ایک روز آپ نے یہیں قیام فرمایا۔ اگلے روز حمص کی طرف چلے یہاں اقامت کی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو آپ کے اس قیام کی خبر پہنچی تو

آپ بھی یہیں تشریف لے آئے۔ امرائے اسلام اور سرداران افواج اسلامیہ رومیوں کے تعاقب میں شام کے ہر ایک حصہ میں چونکہ متفرق ہو گئے تھے وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنی تمام جمعیت لے کر دمشق پہنچے اور یہ لشکر یہیں مقیم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مال غنیمت جمع کیا اور اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر بارگاہ خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو حسب ذیل الفاظ میں فتح کی خوشخبری لکھی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا بارگاہ خلافت میں یرموک کی فتح کی اطلاع دینا

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

وصلوات اللہ علی نبیہ المصطفیٰ ورسولہ المجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ از جانب ابوعبیدہ عامر بن جراح اما بعد! میں اس ذات واحد کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان نعمتوں کے عوض میں جو خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے میرے اوپر نازل فرمائی ہیں میں ان کا بہت بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصاً اس بات پر کہ انہوں نے محض اپنے فضل و کرم اور بہ برکت نبی الرحمۃ و شفیع الامت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان نعمتوں کے لئے مخصوص فرمایا"۔

یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ جس وقت میں نے یرموک کے میدان میں پڑاؤ کیا تو کچھ دن کے بعد باہان بھی اپنے لشکر کو لے کر ہم سے قریب ہی آ پڑا۔ مسلمانوں نے اس سے قبل کبھی اتنی جمعیت اور اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا تھا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور احسان سے ہماری مدد کی اور دشمن کی جمعیت کو توڑ کے رکھ دیا۔ ہم نے دشمن کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمیوں کو قتل اور چالیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہو گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی شہادت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ میں نے معرکہ کارزار میں چند مقطوع سر ایسے بھی دیکھے جو شناخت میں نہیں آ سکے انہیں بھی میں نے ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سپرد خاک کر دیا۔ عاصم بن حوالیؓ نے دمشق میں باہان کو قتل کر دیا ہے۔ قبل ازیں واقوصہ کے آدمیوں میں سے ایک شخص نے جسے ہوا لبیج کے نام سے پکارتے ہیں اور جو اہل حمص میں سے ہے ان پر ایک حیلے کے ذریعے ایک نئی مصیبت کا پہاڑ ڈال دیا تھا یعنی ان کو ایک ندی میں جسے واقوصہ کہتے ہیں ڈبو دیا تھا اور اس میں ان کے اس قدر آدمی غرق ہو گئے تھے کہ ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے اور کوئی حیطہ شمار میں نہیں لا سکتا اس کے علاوہ جنگل اور پہاڑوں میں جو مشرکین قتل ہوئے ان کی تعداد جب میں نے معلوم کی تو ستر[1] ہزار ہوئی۔ بہر حال ہمیں اللہ جل جلالہ نے ان کے اموال، قلعوں، شہروں اور جانوں کا مالک کر دیا ہے۔ میں یہ خط جناب کو فتح کے بعد دمشق سے لکھ رہا ہوں۔ میں نے مال غنیمت جمع کر لیا ہے اور اس میں سے خمس علیحدہ نکال لیا ہے اب جناب کے حکم کا منتظر ہوں کہ اس مال غنیمت اور خمس میں جناب کا ارشاد کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

اس خط کو آپ نے لکھ کر ملفوف کیا اور اس پر مہر لگا کے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے سپرد کر کے دس مسلمان مہاجرین اور انصار ان کے ساتھ کئے اور فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں اس مسرت نامہ کو لے کر چلے جاؤ اور آپ کو فتح کی بشارت دے دو۔ اس کا اجر تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور مہاجرین و انصار کے دس

[1] ایک نسخہ میں نوے ہزار ہے ۱۲ منہ

جانبازان اسلام آپ کے ساتھ ہوئے اور راستہ طے کرنا شروع کیا۔ دن رات بلکہ ہر گھڑی اور ہر آن چلنے میں برابر کوشش کرتے رہے حتی کہ مدینہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عوف مالکیؓ کا اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کی روایت سے بیان ہے کہ یرموک کے میدان میں جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے رومیوں کا شیرازہ پراگندہ کر دیا انہیں ہزیمت دے دی اور جو کچھ ازل میں مقدر ہو چکا تھا وہ جب پورا ہو گیا تو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے شب ہزیمت روم میں یہ خواب دیکھا کہ گویا حضرت آقائے دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے روضہ اقدس میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے عاشق صادق اور یار غار حضرت صدیق اکبرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میری تمام تر توجہ مسلمانوں کی طرف منعطف ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا۔ میں نے سنا ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ سات ہزار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا عمر! خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور ان کے دشمنوں کو ہزیمت دی ان میں سے اتنے اتنے مارے گئے۔ اس کے بعد حضور سرور کون و مکان نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾

"ہم نے ان لوگوں کے واسطے جو زمین میں نہ بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فتنہ و فساد اس دوسرے گھر کو مقرر کیا ہے اور عاقبت متقیوں کے لئے ہے۔"

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو تمام مسلمان جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد میں آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں نماز پڑھائی اور انہیں اپنے خواب سے مطلع فرمایا۔ مسلمانوں نے اس سے بشارت حاصل کی اور بہت خوش ہوئے اور سمجھ لیا کہ شیطان نبی ﷺ کی شکل[1] سے متشکل اور متمثل نہیں ہو سکتا جو کسی قسم کا شبہ ہو سکے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت حذیفہ بن یمانؓ عز اہل مہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فتح شام کی خوش خبری لے کر مدینہ طیبہ میں آئے تو اس کا مضمون رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اسے پڑھ کر سجدہ شکر ادا کیا۔ مسلمانوں کو سنایا تو مومنین کی زبانوں سے تہلیل و تکبیر اور درود شریف نیز شکر ایزدی تعالیٰ کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے غنیمت کو تقسیم کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کے جواب کا انتظار ہے ابھی تک تقسیم نہیں کیا البتہ اس میں سے خمس علیحدہ کر لیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے قلم دوات منگا کر حسب ذیل تحریر لکھنا شروع کیا۔

---

[1] یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ جل وعلیٰ کی شکل میں متشکل ہو کر خواب میں آ سکتا ہے مگر حضور کی شکل میں نہیں آ سکتا۔ اسی طرح [illegible] نبی کی شکل سے متشکل نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کا کام ہدایت و رشد ہے۔ اگر شیطان کو نبی کی شکل میں متشکل ہونے کی قدرت دے دی جائے تو یہ سلسلہ اور اس کا کام بالکل باطل ہو جائے۔ نبی اور شیطان کی شکل میں مشابہت میں کوئی ذریعہ [illegible] نہ رہ جائے۔ [illegible] نبوت کا چالیسواں حصہ ہے [illegible] اس طرح جو خواب ہے وہ خود واضح ہے بخلاف باری تعالیٰ جل مجدہ کی شکل کے کہ آپ [illegible] باری تعالیٰ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے عامل شام کی طرف۔ السلام علیک

اما بعد میں اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی برحق محمد رسول اللہ ؐ پر درود شریف بھیجتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو فتح دی اور ان کے دشمنوں کو شکست دی میں اس سے بہت خوش ہوا۔ میری یہ تحریر جس وقت تمہارے پاس پہنچ جائے تم مسلمانوں میں مال غنیمت تقسیم کر دو۔ اہل شمشیر لوگوں کو زیادہ دو ہر حق دار کو حصہ رسد جتنا اس کا حق ہو تقسیم کر دو۔ مسلمانوں کی حفاظت و نگہبانی کرو۔ ان کے صبر اور کام کا شکریہ ادا کرو۔ جب تک میرا کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے اسی جگہ پڑے رہو۔ تمام مسلمانوں کو میرا سلام کہہ دو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

یہ لکھ کے آپ نے حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کو دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ سے رخصت ہوئے۔ دمشق میں پہنچے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کو سلام کر کے حضرت امیر المومنین ؓ کا حکم نامہ دیا۔ آپ نے اسے چاک کر کے مسلمانوں کو سنایا اور مال غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے۔ ہر سوار کے حصہ میں چودہ چودہ ہزار مثقال اور پیدل کے حصہ میں آٹھ آٹھ ہزار مثقال سونا اور اتنی اتنی ہی چاندی آئی اور غلام۔ گھوڑے کے بابت میں آپ نے ایک حصہ لگایا اور اصیل[1] عمدہ نسل کے گھوڑے میں دو حصے۔ برذون[2] گھوڑوں کو آپ نے عربی گھوڑوں کے ساتھ ملا دیا۔ جب آپ اسی طرح تقسیم فرما چکے تو دو غلے گھوڑوں کے مالکوں نے اپنے گھوڑوں کو عربی گھوڑوں کے برابر دینے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے اسی طرح سے تمہارے اندر مال غنیمت تقسیم کیا ہے جس طرح حضور ؐ نے اپنے صحابہ کے مابین تقسیم فرمایا۔ انہوں نے اس پر اصرار کیا اور آپ کے قول کو مسترد کر دیا۔ آپ نے دو غلے عربیوں اور معمولی گھوڑوں[3] پر لوگوں کے اس اختلاف کو دربار خلافت میں لکھ کر بھیج دیا۔ وہاں سے حضرت عمر فاروق ؓ کی طرف سے حسب ذیل حکم صادر ہوا۔

اما بعد! تم نے رسول اللہ ؐ کی سنت شریفہ کے عین مطابق کیا ہے اور اس سے ہرگز تجاوز نہیں کیا۔ عربی گھوڑوں کو دو دو حصے والوں کو ایک حصہ دو۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ ؐ نے اصیل گھوڑے کو اصیل اور دوغلے کو دوغلہ ہی رکھا ہے اور دوغلے کے لئے ایک حصہ اور اصیل کے لئے دو حصے مقرر فرمائے ہیں۔

دربار خلافت سے جب یہ فرمان صادر ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا خدا کی قسم! ابو عبیدہ نے سوائے اتباع سنت رسول اللہ ؐ کے تم میں سے کسی آدمی کو حقیر یا ناچیز سمجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ جب مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے آپ سے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں مجھ سے یہ سفارش کرانا چاہتا ہے کہ آپ اس کے دوغلے گھوڑے کو عربی اصیل گھوڑوں میں شامل کر لیں اور اسے دو حصے مرحمت فرما دیں۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا واللہ ایسا کرنا میرے نزدیک نہیں چھپانا بہتر ہے۔

---

۱ یعنی عربی النسل ۱۲ منہ

۲ یعنی دوغلے ۱۲ منہ

۳ برذون وہ گھوڑا ہے جس کی ماں عربی ہو اور باپ عجمی یا برعکس ہو ۱۲ منہ

ہشام بن زبیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس یرموک میں دو گھوڑے تھے جن پر آپ باری باری سے سوار ہوا کرتے تھے۔ یعنی ایک دن ایک پر سواری فرماتے تھے اور دوسرے دن دوسرے پر۔ جب تقسیم غنائم کے وقت آیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو تین سہم یعنی ایک آپ کا اور دو آپ کے گھوڑے کے عنایت فرمائے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا کیا آپ مجھے اس طرح سے مرحمت نہیں کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز مجھے عنایت فرمائے تھے۔ اس روز میرے پاس دو گھوڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے چار میرے گھوڑوں کے اور ایک میرا اس طرح مجھے پانچ حصے مرحمت فرمائے تھے۔

حضرت مقداد بن عمروؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو مخاطب کر کے کہا بدر کے روز میں اور آپ دونوں موجود تھے میرے ساتھ محض دو گھوڑے تھے اور کسی کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں گھوڑوں کو ایک ایک حصہ دیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مقداد! تم سچے ہو میں رسول اللہ ﷺ کی ہی اتباع کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت زبیرؓ کو تین حصے ہی دے دیئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ حاضر ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سامنے شہادت پیش کر دی کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز حضرت زبیر بن عوامؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ شہادت سن کر حضرت زبیر بن عوامؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے۔ یہ دیکھ کر عرب کے وہ لوگ جن کے پاس چار چار اور پانچ پانچ گھوڑے تھے آپ کے پاس آئے اور حضرت زبیر بن عوامؓ کی مثال دے کر اپنے لئے بھی یہی مطالبہ کرنے لگے۔ آپ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے استصواب کیا اور اجازت چاہی۔ آپ نے حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

''زبیرؓ سچے ہیں رسول اللہ ﷺ نے واقعی ان کو خیبر کے روز پانچ سہم عطا فرمائے تھے ان کے سوا کسی اور کو دو سے زیادہ سہم نہ دیئے جائیں۔''

عروہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ابو الزبیرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے حصہ میں مال غنیمت عمان میں سے ایک غلام آیا تھا اور وہ کسی طرح آپ کے یہاں سے بھاگ گیا تھا۔ آپ نے اسے یرموک کی غنیمت میں دیکھا اور تقسیم غنائم سے پہلے اسے پہچان کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ محافظ غنیمت نے آپ سے کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ دونوں میں ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ادھر آ نکلے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا ایہا الامیر! یہ میرا غلام ہے جو مجھے عمان کی غنیمت میں سے ملا تھا اور میرے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ اب چونکہ میں نے پھر اسے دیکھ لیا ہے اس لئے میں اسے لینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن عمہ رسول اللہ ﷺ تم سچ کہتے ہو یہ تمہارا ہی غلام ہے۔ میں نے ہی تمہیں عمان کی غنیمت میں سے اسے دیا تھا۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ ان کے سپرد کر دیا۔

زید المرادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک باندی بھاگ کر دشمنوں میں جا ملی۔ یرموک کے دن ہم نے پھر اسے گرفتار کر لیا اور غنائم میں وہ بھی داخل کر دی گئی۔ ہم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے اس کی واپسی کے متعلق گفتگو کی تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت بابرکت میں لکھا۔ وہاں سے آپ کے پاس جواب آیا کہ

''اگر باندی حربیہ[1] ہے تو اس میں سہام بے وارث نہیں اور جب اس میں سہام جاری نہیں ہوتا تو اسے مال غنیمت کی طرف لوٹا دینا چاہئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ایسا ہی کیا مگر قوم آپ کے اس فیصلہ سے راضی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ان اللہ پاک کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کا یہ خط ہے اس میں آپ نے مجھے تمہارے متعلق یہی ہدایت فرمائی ہے۔ قوم نے یہ سن کر سر تسلیم خم کر دیا اور وہ باندی خالد کی طرف واپس کر دی گئی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ راویوں کا بیان ہے کہ جب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ ؐ کے ہاتھ سے یرموک فتح کرا دیا تو ہرقل کو بھی خبر پہنچی کہ میرے لشکر نے شکست کھائی اور ماہان اور جرجیر قتل کر دیئے گئے۔ اس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد یہ اس بات کا منتظر ہوا کہ اب مسلمان کیا کرتے ہیں؟

واقعات فتح بیت المقدس

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے دمشق میں ایک مہینہ قیام کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے سرداران افواج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور کس طرف جانا چاہئے؟ تمام کی رائے اس بات پر متفق ہوئی کہ ان دو مقاموں یعنی قیساریہ اور بیت المقدس میں سے کسی ایک کی طرف فوج کشی کرنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے آپ حضرات کسے ترجیح دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا آپ سردار امین ہیں۔ آپ جس طرف چلنے کے لئے ارشاد فرمائیں گے تعمیل ارشاد کے لئے ہم موجود ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت اقدس میں لکھ کر منصوب کر دیں کہ میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کا ہے۔ آپ جس طرح کا حکم دیں لشکر کشی کر دی جائے۔ آپ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ تمہاری رائے بہت زیادہ انسب اور صائب ہے میں ایسا ہی کروں گا یہ کہہ کر آپ نے حسب ذیل خط لکھا۔

''میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کی طرف جانے کا ہے جناب کے حکم کا منتظر ہوں''۔ والسلام

یہ خط آپ نے حضرت عرفجہ بن ناصح نخعی کو دیا اور حکم دیا کہ ابھی روانہ ہو جائیں۔ یہ چل کر مدینہ طیبہ میں پہنچے اور حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معلیٰ میں وہ عرضداشت پیش کی۔ آپ نے مسلمانوں کو وہ پڑھ کر سنائی اور اس بارے میں ان سے مشورہ لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین سب سے بہتر اور مبارک رائے یہ ہے کہ آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو پہلے بیت المقدس پر فوج کشی کرنے کا حکم دیں کہ وہ وہاں پہنچ کر اول اس کا محاصرہ کر لیں پھر وہاں کے لوگوں سے لڑیں۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد قیساریہ کی طرف رخ کریں۔ وہ فتح بیت المقدس کے بعد خود ہی ان شاء اللہ العزیز فتح ہو جائے گا۔ مجھے میرے آقا جناب محمد رسول اللہ ؐ نے اسی طرح خبر دی تھی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے فرمایا محمد مصطفیٰ ؐ نے سچ فرمایا تھا اور اے ابوالحسن! تم نے بھی سچ کہا۔ اس کے بعد آپ نے دوات قلم منگوا کر حسب ذیل ہدایت نامہ لکھنا شروع کیا۔

[1] شاید یہ مطلب ہے کہ اگر وہ لڑائی ہوتی پکڑی گئی ہے تو اس پکڑنے والے کو دے دی جانی چاہئے اور اگر ویسے ہی ہاتھ آئی ہے جیسا کہ دوسرا مال غنیمت تو مال غنیمت میں رکھی جانی چاہئے۔ واللہ اعلم۔ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے بندے امیر المومنین عمرؓ کی طرف سے ابوعبیدہ عامل شام کی جانب

میں اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے برگزیدہ نبی پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط پہنچا تم نے جو یہ مشورہ طلب کیا ہے کہ میں کس طرف رخ کروں؟ اس کے متعلق ابن عم رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس پر فوج کشی کا مشورہ دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اسے ضرور فتح کرائیں گے۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دیں۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اسے لکھ کر آپ نے ملفوف کرکے عرفجہ بن ناصح نخعیؓ کو دیا اور حکم دیا کہ بہت جلد پہنچ جائیں۔ یہ اسے لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت جابیہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بیت المقدس کا ارادہ سن کر بے حد خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو بلا کر ان کی تحویل میں پانچ ہزار لشکر دیا۔ ایک سرخ نشان تھا کہ ان کے حوالے فرمایا اور کہا یا ابن ابی سفیان! میں تمہیں دین کا خیرخواہ سمجھتا ہوں۔ جس وقت تم شہر ایلیا کے قریب پہنچ جاؤ تو تہلیل وتکبیر کے نعرے بلند کرنا۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بجاہ سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ ودیگر انبیاء علیہم السلام اور صالحین عظام کے واسطے سے جو بیت المقدس میں مدفون اور ساکن ہیں دعا کرتا ہوں کہ وہ بیت المقدس کی فتح مسلمانوں پر آسان فرمائیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نشان لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئے۔

دوسرا دن ہوا تو آپ نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ﷺ کے سپرد کرکے ان کی ماتحتی میں اہل یمن حضرموت، کہلان، سلطے خولان اور قیس آزاد کے پانچ ہزار سوار دے کر انہیں بھی بیت المقدس کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اپنی فوج کو حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی فوج سے علیحدہ رکھنا۔ تیسرا سفید جھنڈا آپ نے حضرت مرقال بن ہاشم بن ابی وقاص کے لئے مرتب کیا اور عرب و تجیب وقوم سے پانچ ہزار سوار ان کی سرکردگی میں دے کر انہیں بھی ادھر روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ تم اپنے دونوں پیشرؤں سے علیحدہ رہ کر بیت المقدس کی شہر پناہ کے متصل قیام کرنا۔ چوتھا پرچم حضرت مسیب بن نجیہ الفزاری کے لئے ترتیب دیا اور قوم مذحج، خثعم، ہمدان اور فزارہ کے پانچ ہزار جوان ان کی قیادت میں دے کر انہیں بھی رخصت کیا۔ پانچواں پھریرا حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کے سپرد کرکے ان کی قوم کے پانچ ہزار آدمی ان کی سیادت میں دیے اور انہیں بھی چلنے کو فرمایا۔ چھٹا روز آیا آپ نے حضرت عروہ بن مہلہل بن زید الخیل کو نشان تفویض کیا اور پانچ ہزار سپاہی ان کے زیر نشان دے کر انہیں چلنے کے لئے فرمایا۔

بیت المقدس پر افواج اسلامیہ کی فوج کشی اور اس کا محاصرہ

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بیت المقدس کی طرف جو لشکر روانہ کیا تھا اس کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ روزانہ ایک سردار اپنا جمعیت لشکر لے کر روانہ ہوتا تھا تاکہ خدا کے دشمنوں کے دل میں روزانہ ایک لشکر پہنچ جانے سے رعب بیٹھ جائے۔ اسی طرح چھ روز تک برابر سرداران لشکر روانہ ہوتے رہے۔ سب سے پہلے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کا پرچم پیرا ہو بیت المقدس پہنچا۔ آپ نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ آپ کی فوج نے بھی فلک شگاف نعرے اور تہلیل وتکبیر کی

آوازیں بلند کیں۔ اہل بیت المقدس نے جب ان کی آوازوں کا شور سنا تو کانپ گئے دل ہلنے لگے اور شہر پناہ پر چڑھ کر مسلمانوں کو دیکھنے لگے مگر جس وقت مسلمانوں کی قلت تعداد پر نظر پڑی تو انہیں حقارت کی نظر سے دیکھ کے چپ ہو رہے اور یہ سمجھے کہ بس کل تعداد یہی ہے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نے باب اریحا[1] کے قریب خیمے نصب کئے اور فوج کو لے کر فروکش ہو گئے۔ دوسرے دن حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ، تیسرے روز حضرت مرقال بن ہاشم ؓ ذی الخوار تشریف لائے اور باب عربی پر تشریف فرما ہو گئے۔ چوتھے دن حضرت مسیب بن نجبہ الفزاری ؓ بیت المقدس کی طرف اور پانچویں روز حضرت قیس بن ہبیرۃ المرادی ؓ ان کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔ چھٹے روز حضرت عروہ بن مہلہل بن یزید الخیل راہ رملہ کے قریب محراب داؤد علیہ السلام کے سامنے اترے اور وہیں انہوں نے ڈیرے لگا لئے۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو بیت المقدس کی طرف روانہ فرمایا اور ان کے بعد حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کو اور سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید ؓ ہی بیت المقدس میں پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ غطفانی ؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بیت المقدس میں آ کر اترا اسی نے سب سے پہلے بیت المقدس کے سامنے نماز پڑھی۔ تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں۔

جب لشکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ، حضرت خالد بن ولید ؓ بقیہ لشکر، خواتین اسلام، ذریات، اموال غنیمت اور جس مویشی اور مال پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو قبضہ دیا تھا ساتھ لئے ہوئے وہیں ٹھہرے رہے اور اپنی جگہ کو نہیں چھوڑا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر بیت المقدس میں تین دن تک پڑا رہا۔ ان ایام میں انہوں نے قاصد کے انتظار میں لڑائی نہیں چھیڑی مگر وہاں کے کسی باشندے نے ان کے ساتھ گفتگو نہ کی۔ البتہ شہر پناہ کو منجنیقوں، کمانوں، تلواروں، ڈھالوں، جوشنوں اور بڑے بھاری بھاری تکلفات سے مضبوط کر لیا۔

حضرت مسیب بن نجبہ الفزاری ؓ کہتے ہیں کہ ہم شام کے جتنے شہروں میں گئے۔ ہم نے اس شہر کو سب سے زیادہ پرتکلف اور سب سے زیادہ باسامان دیکھا۔ ہم جس شہر میں جاتے تھے وہاں کے باشندوں میں خوف و ہراس پیدا ہو جاتا تھا۔ ہیبت دلوں میں بیٹھ جاتی تھی اور وہ ہمارے مقابلہ میں نہایت عاجزی سے پیش آتے تھے مگر ان ایلیا کے باشندوں کے مقابلہ میں ہم تین دن پڑے رہے۔ ان کے کسی آدمی نے ہمارے ساتھ بات تک نہ کی۔ ان کا کام محض اپنے شہر پناہ کو مستحکم کرنا تھا اور بس۔ آخر جب چوتھا روز ہو گیا تو ایک بدوی حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ سے کہنے لگا ایہا الامیر! یہ قوم بہری ہے جو سنتی نہیں، اندھی ہے جو دیکھتی نہیں، گونگی ہے جو بولتی نہیں۔ آپ ہمیں لے کر ان کی طرف بڑھئے اور دفعتاً ان پر حملہ کر دیجئے۔

پانچواں روز ہوا تو مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی اور امراء مسلمین[2] میں سے گھوڑے پر سوار ہو کر باشندگان بیت المقدس سے

---

[1] ایک نسخہ میں اریحا ہے۔ ۱۲ منہ

[2] یہ طوارق کا ترجمہ ہے طوارق وہ حادثات ہیں جو آسمان سے شب کے وقت نازل ہوں۔ نیز تالی رہنے والے بھی مراد ہیں یہی ترجمہ کر دیا گیا۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ منہ

سب سے اول بات چیت کرنے کے لئے جو شخص بڑھا وہ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے اپنے ہمراہ ایک ترجمان کو ساتھ لیا اور دیوار شہر پناہ کے پاس اس حیثیت سے جا کر کھڑے ہو گئے کہ وہ وہاں سے آپ کا کلام سن سکیں۔ چونکہ باشندگان بیت المقدس بالکل چپ تھے اس لئے آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ تم ان سے یہ کہو کہ امیر لشکر تم سے یہ کہتے ہیں کہ تم دعوت اہل اسلام اور کلمہ اخلاص یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اجابت کے متعلق کیا کہتے ہو تاکہ ہمارے پروردگار اللہ جل جلالہ اس کی بدولت تمہارے تمام سابقہ گناہوں کو بخش دیں اور تم اس طرح اپنے خونوں کو محفوظ کر لو۔ اگر تمہیں اس کا انکار ہے اور ہماری اس دعوت کو قبول نہیں کرتے تو جیسا کہ تمہارے دوسرے شہروں کے باشندوں نے جو تم سے قوت و طاقت نیز حرب و ضرب میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے ہم سے صلح کر کے اپنا جان و مال مامون و محفوظ کر لیا ہے اسی طرح تم بھی ہم سے صلح کر کے اس شہر کو محفوظ کر لو اور اگر ان دونوں باتوں کا انکار ہے تو یاد رکھو تم خود اپنے لئے ہلاکت و بربادی کا گڑھا کھود رہے ہو اور تمہارے انتظار میں بھی ہے۔

ترجمان کے آگے بڑھا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا تم میں سے کون شخص مجھ سے بات کرے گا۔ یہ سن کر ایک پادری جو بالوں کا ٹاٹ پہنے ہوئے اس وقت بیٹھا تھا آگے بڑھا اور کہنے لگا ان کی طرف سے میں مخاطب ہوں کیا کہنا چاہتے ہو؟ ترجمان نے کہا امیر لشکر یہ ایسا ایسا فرماتے ہیں اور تمہیں تین باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اسلام، جزیہ اور تلوار۔ پادری نے ترجمان کی گفتگو بیت المقدس والوں تک پہنچائی تو انہوں نے کلمات کفر بک بک کے آسمان سر پر اٹھا لیا اور کہنے لگے کہ ہم اگرچہ قتل ہو جائیں مگر یہ آسان ہے اس سے کہ ہم اپنے مذہب میں تبدیلی روا رکھیں۔

ترجمان نے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے یہ گفتگو عرض کی تو آپ دوسرے سرداروں کے پاس آئے اور رومیوں کے اس قول سے آگاہ کیا اور کہا کہ اب تمہیں ان کے متعلق کس بات کا انتظار ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے محض یہاں آنے کا حکم فرمایا تھا لڑائی کے متعلق کوئی فرمان نہیں دیا تھا۔ اب ہم حضرت امین الامت رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لکھتے ہیں۔ اگر لڑائی کے متعلق وہ حکم نافذ فرمائیں گے تو ہم لڑنے کے لئے موجود ہیں۔

حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رومیوں کا جواب تحریر کر کے آئندہ کے لئے لائحہ عمل کے متعلق استفسار لکھا اور آپ کی رائے طلب کی۔ آپ نے خط پڑھ کر حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جواب روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ لڑائی شروع کر دینی چاہئے۔ خط کے پیچھے پیچھے میں بھی آ رہا ہوں۔ مسلمان آپ کا یہ خط پڑھ کر بے حد خوش ہوئے اور صبح کی انتظار میں یہ رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹ دی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مسلمان باشندگان بیت المقدس سے لڑائی کے لئے اتنے مشتاق تھے کہ یہ رات انہوں نے اس قدر انتظار کے ساتھ کاٹی جیسا کہ کوئی شخص آنے والے کے انتظار میں بسر کیا کرتا ہے۔ ہر سردار یہی چاہتا تھا اور ہر ایک کی یہی تمنا تھی کہ اس کی فتح کا سہرا میرے ہی سر رہے اور میں ہی سب سے پہلے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھوں اور آثار انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوں۔ آخر خدا خدا کر کے سفید صبح نے جلوہ ریزی کی۔ موذنوں نے خدائے برتر و توانا کے نغمے گائے۔ مسلمان جوق در جوق اپنے پروردگار اور معبود حقیقی و یکتا کی بارگاہ میں سربسجود ہونے کے لئے بڑھے۔ ہر سردار نے اپنی اپنی فوج کو اللہ عزوجل کے سامنے لا کھڑا کیا اور صف بندی کے بعد فدائی مرکز کے چاروں طرف جماعت

میں امام کی زبانوں سے قرآن شریف تلاوت ہونے لگا۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے اپنی جماعت میں یہ آیت پڑھی:

﴿یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین﴾

"اے قوم ارض مقدس میں جو تمہارے لئے اللہ پاک نے لکھ دی ہے داخل ہو جاؤ اور پیٹھ دے کے الٹے نہ پھرو ورنہ خسران میں پڑ جاؤ گے۔"

اہل بیت المقدس کے تیراندازوں کا حملہ

کہتے ہیں کہ ہر سردار نے اپنی جماعت کی امامت میں یہی آیت تلاوت کی اور اس طرح گویا وہ ایک ہی وقت پر مجتمع ہو گئے۔ جس وقت یہ خدا کے مقربین نماز سے فارغ ہو گئے تو آپس میں پکارنے لگے اللہ کے لئے لڑنے والو تیار ہو جاؤ۔ سب سے پہلے بنو حمیر اور یمن کے بہادر حملہ آور شیروں کی طرح لڑائی کے لئے نکلے۔ اہل بیت المقدس نے انہیں دیکھا۔ لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ کمانوں کو چلوں پر چڑھایا اور منتشر ٹڈیوں کی طرح مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے۔ مسلمانوں نے انہیں اپنی ڈھالوں پر لینا شروع کیا اور اس طرح اپنے آپ کو بچانے لگے۔ صبح سے آفتاب کے غروب تک نہایت جانبازی کے ساتھ نبرد آزمائی ہوتی رہی۔ اگرچہ یہاں ایک متلاطم عظیم برپا ہو رہا تھا مگر اہل بیت المقدس کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نہ رعب تھا اور نہ خوف اور نہ مسلمانوں کو انہوں نے اتنی مہلت ہی دی کہ وہ ان کے شہر پر کسی طرح قبضہ کر سکیں۔

آخر جب سورج بالکل ہی غروب ہو گیا تو مسلمان اپنے خیموں کی طرف پلٹے نماز پڑھی کھانا پکایا۔ اور طعام شب کا انتظام کیا۔ ان کاموں سے فارغ ہوئے تو لکڑیاں چونکہ کثرت سے موجود تھیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ روشن کر دی اور اس کی روشنی میں بعض نمازیں پڑھنے لگے۔ بعض نے تلاوت قرآن شریف کی۔ بعض نے جناب باری میں گریہ وزاری سے دعائیں مانگیں اور بعض جو شدت حرب کی وجہ سے تھک گئے تھے پڑ کر سو گئے۔ صبح ہوئی تو مسلمان پھر لڑائی کی طرف نکلے۔ اللہ عزوجل کی حمد وثنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف کی کثرت کی۔ تیر انداز حضرات آگے آگے ہوئے اور اللہ پاک کی تسبیح وتحمید کے ساتھ ساتھ تیروں کو چلانا شروع کیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان اسی طرح دس دن تک لڑتے رہے۔ بیت المقدس والے ان ایام میں بجائے رنج وغم کے خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ ان کے قلوب میں نہ کسی قسم کا رعب تھا اور نہ کوئی چہروں پر گھبراہٹ۔ گیارہواں روز ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا اسلامی پرچم جسے ان کے غلام سالم اٹھائے ہوئے تھے لہراتا ہوا نظر پڑا۔ علم کے پیچھے پیچھے شہسواران مسلمین اور بہادران موحدین تھے جنہوں نے جناب امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ بائیں طرف۔ خواتین اسلام اور مال غنیمت ان حضرات کے ساتھ ساتھ تھا۔ ان حضرات نے یہاں پہنچ کر یہاں تہلیل وتکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند کئے جن کی آوازیں آسمان تک گونجتی چلی گئیں۔ ادھر سے بھی تمام قبائل نے انہیں نعروں کے ساتھ استقبال کیا اور اس طرح تمام بیابان تکبیروں کی آوازوں سے بھر گیا۔

بیت المقدس والوں کے دلوں میں رعب طاری ہوا۔ سرداروں، رئیسوں اور بہادروں نے سب سے بڑے کنیسہ کی طرف جس

کا نام قمامہ [1] تھا داخل ہوئے۔ وہاں پہنچ کر پوپ [2] کی خدمت میں حاضر ہوئے تعظیم و تکریم کے بعد اسے تعظیمی سجدہ کیا۔ اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا یہ کیسا شور ہو رہا ہے؟ انہوں نے نہایت عاجزی اور ملاطفت کے ساتھ جواب دیا مقدس پوپ مسلمانوں کا سردار بقیہ فوج لے کر یہاں آ پہنچا ہے یہ اسی کا شور ہے۔ پوپ کا یہ سنتے ہی رنگ فق ہو گیا چہرے پر مردنی چھا گئی اور کہنے لگا افسوس! افسوس! انہوں نے کہا اے ہمارے سب سے بڑے مقدس باپ! یہ کیا؟

اس نے کہا انجیل مقدس کی قسم! اگر فی الواقع آنے والا ان کا امیر اور سردار ہی ہے تو تمہاری ہلاکت اور بربادی قریب آ پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا یہ کس طرح۔ اس نے کہا جو علم ہم کو متقدمین سے وراثت میں ملتا ہوا چلا آ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طول و عرض زمین فتح کرنے والا ایک گندم گوں [3] رنگ زرد خوب سیاہ [4] سیاہ آنکھوں والا اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی عمر نامی شخص ہوگا۔ یہ دیکھو اگر وہی آ گیا ہے تو پھر تم کو نہ اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت ہے اور نہ لڑائی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ چل کر اس کی صورت و ہیئت دیکھوں۔ اگر وہی ہوا تو میں اس کے ساتھ ضرور مصالحت کر لوں گا اور جو وہ چاہے گا اس کے مطالبہ کو فوراً مان لوں گا۔ لیکن اگر وہ نہ ہوا تو میں کبھی اس شہر کو اس کے سپرد نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس شخص کے سوا جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے ہمارے اس شہر کو اور کوئی شخص فتح نہیں کر سکتا۔

یہ کہہ کر پوپ انجیل لے کر کھڑا ہو گیا۔ راہب، بشپ اور پادری اس کے گرد ہو گئے جنہوں نے اس کے سر پر صلیب بلند کی اور انجیل اس کے سامنے کھولی۔ سرداران روم نے اسے اپنے حلقہ میں لے لیا اور یہ شہر پناہ کی طرف چلا۔ دیوار کے قریب اس راستہ کی طرف جس سے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تشریف فرما ہوئے تھے آیا تو اس نے مسلمانوں کو جھانک کر دیکھا۔ مسلمان اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو آتے دیکھ کر سلام کرتے، تعظیم و تکریم بجالاتے اور پھر حملہ آور شیروں کی طرح لڑائی میں مشغول ہو جاتے تھے اور ان کا اسی طرح تانتا بندھا ہوا تھا۔ پوپ کے آگے آگے جو شخص چلا کرتا تھا اس نے اس کے حکم کے بموجب مسلمانوں کو آواز دی کہا یا معاشر المسلمین! لڑائی سے رک جاؤ کہ ہم تم سے کچھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں اور جو کچھ تم سے پوچھنا ہے پوچھ لیں۔ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ رومیوں میں سے ایک شخص نے عرب کی نہایت فصیح زبان میں پکار کر کہا کہ ہمارے پاس اس شخص کی تمام علامات اور صفات محفوظ ہیں جو ہمارے اس شہر بلکہ ہماری زمین کو فتح کرے گا۔ اگر تمہارا سردار وہی شخص ہے تو ہم بغیر لڑے بھڑے اور بغیر مقابلے کے تمہارے سپرد اپنا شہر کر دیں گے لیکن اگر وہ نہ ہوا تو یاد رکھو کہ ہم قیامت تک کبھی تمہارے حوالے نہ کریں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ تشریف لائے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ نے ان کی طرف دیکھ کر اپنے آدمیوں سے کہا تمہیں بشارت ہو یہ وہ شخص نہیں ہے تمہیں

---

1. یعنی کنیسۃ القمامہ ہے ۱۲ منہ
2. بطرک کا ترجمہ ہے بطریق سب سے بڑے پادری کو یعنی نصاریٰ کہتے ہیں اور سب سے بڑا چونکہ پوپ ہی ہوتا ہے اس لئے اس کا یہ ترجمہ کر دیا گیا واللہ اعلم ۱۲ منہ
3. یہ اسمر کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ
4. یہ ادعج کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

چاہئے کہ اپنے شہروں، دین و مذہب اور حرم کے لئے خوب دل کھول کر ان سے لڑو۔ یہ سن کر انہوں نے آوازیں بلند کیں۔ کلمہ کفر کا اظہار کیا اور آگے بڑھ کر سخت معرکہ کی لڑائی کرنے لگے۔ یوحنا لوٹ کر قدس میں چلا گیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے ایک لفظ تک نہ کہا۔ چنانچہ لڑنے کا حکم دے دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ لوٹ کر آئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے دریافت کیا: کیا ہوا؟ کیا معاملہ رہا؟ آپ نے فرمایا مجھے اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ میں اس کے سامنے گیا جیسا کہ تمہیں معلوم ہے اور ان شیطانوں میں سے جو انہیں گمراہ کرتے ہیں ایک شیطان نے مجھے بہت تک کر دیکھا اور پہچان لیا۔ ایک نظر دیکھتا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہو گیا اور بغیر مجھ سے کوئی بات کئے کہتے ہوئے پھر وہ فوراً ہی پیچھے لوٹ گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا بہت ممکن ہے کہ اس میں کوئی راز ہو اور اسے کچھ علم ہو جس پر ہم جلد ہی مطلع ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد دونوں حضرات نے مسلمانوں کو لڑائی کے متعلق احکام جاری کئے اور سختی کے ساتھ لڑنے کی تاکید کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے سختی کے ساتھ حملے شروع کر دیئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اس وقت چونکہ سردی اور جاڑہ کا موسم تھا اس لئے رومیوں نے اپنے دماغ میں سوائے خام پختہ کر لیا تھا کہ ایسے سخت وقت میں یہاں نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سردیوں کے زمانہ میں یہ ہم پر فتحمند ہو سکتے ہیں۔

بیت المقدس میں یمن کے تیر اندازوں کی بہادری

کہتے ہیں کہ مسلمان ان کی طرف چلے اور حملہ کیا۔ اہل یمن کے تیر اندازوں کی کمانیں پہاڑی درختوں کی تھیں جن کا تیر بہت زیادہ دور جا کر پڑتا ہے آگے بڑھے اور لپیٹ لپیٹ کے کمانوں کو سینوں تک تان کے بے تحاشا رومیوں پر تیر چلانے لگے۔ رومی اپنی بے پرواہی کی وجہ سے چونکہ بہت کم احتیاط کر رہے تھے اس لئے مسلمانوں نے دیکھا کہ تیر تک تک کے رومیوں کو سر کے بل اوندھا کر دیتے اور ان کی پشتوں سے باہر نکل جاتے ہیں۔

عوف[1] بن [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یمنی عربوں کی بہادری محض خوشنودی باری تعالیٰ ہی کے لئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ تیر چلا رہے تھے اور رومی بارش کے قطروں کی طرح اپنے شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے ٹپک رہے تھے۔ رومیوں نے تیروں کو جب اس طرح سینوں سے پار ہوتے دیکھا تو احتیاط کو کام میں لائے اور شہر پناہ کو ڈھالوں، چمڑوں اور ان چیزوں سے جو تیروں سے محفوظ رکھتی ہیں ڈھانپ دیا۔ میں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ آپ بڑے دروازے کی طرف جس پر ایک عظیم القدر سردار جس کے سر پر ایک سونے کی صلیب اور گرد اگرد بڑے بڑے پیچھا کرتے چلتے ہوئے غلام تھے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ ان غلاموں کے ہاتھ میں چاندی پر چڑھی ہوئی کمانیں اور تلواریں تھیں۔ اور سردار انہیں لڑائی کی ترغیب دے رہا تھا۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی ڈھال میں چھپے ہوئے اسی کی طرف بڑھے چلے جا

---

[1] ایک نسخہ میں عوف بن صیلی ہے ۱۲ منہ

رہے تھے حتیٰ کہ آپ اس برج کے پاس جس کے اوپر یہ سردار تھا پہنچ گئے اور اپنی کمان کو سیدھا کر کے شست باندھتے تھے اور پھر تیر
چھوڑ دیا۔ چونکہ برج بہت اونچا تھا نیز یہ سردار زرہ اور سامان جنگ بھی بہت زیادہ پہن رہا تھا اس لئے میں نے اپنے دل میں خیال
کیا کہ یہ تیر اول تو اتنی اونچی دیوار پر پہنچنا مشکل ہے پھر اگر پہنچ بھی تو کمزور ہونے کے بعد اس کی اس زرہ اور سامان جنگ پر کیا اثر
کرے گا جو اس سردار کو یہ زخمی کر سکے۔ مگر بخدا اے طبریوں میں نے دیکھا کہ تیر کمان سے نکلا اور باوجود دوری کی اس بلندی کے اس
زور سے اس کے جا کر لگا کہ وہ سردار الٹا ہو کے پرلی طرف نیچے گرا۔ اس کے گرتے ہی رومیوں میں ایک شور و ہنگامہ برپا ہو گیا اور
رونے پیٹنے کی آوازیں آنے لگیں جس سے میں نے سمجھ لیا کہ وہ سردار مر گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کا چار مہینے کامل محاصرہ رکھا۔ روزانہ باقاعدہ جنگ
معرکہ ہوتا تھا۔ مسلمان سردی برف اور بارش پر نہایت پامردی کے ساتھ صبر کرتے تھے۔ اہالیان بیت المقدس نے جب مسلمانوں کا
سخت محاصرہ دیکھا اور ان بلاؤں کو جو ان پر مسلمانوں کی طرف سے پہنچ رہی تھیں اندازہ کیا تو یہ پھر قمامہ کی طرف گئے اور پوپ کی
خدمت میں حاضر ہو کر اول سجدہ تعظیمی کیا پھر اس کی قدر و منزلت بجا لا کے کہنے لگے۔ مقدس باپ! ان عربوں کا محاصرہ ہم پر دائمی
ہو گیا ہے ہمیں امید تھی کہ بادشاہ کی طرف سے ہمارے لئے کوئی مدد یا کمک آئے گی۔ مگر وہ بھی اپنے لشکر کی ہزیمت کی وجہ سے خود
اپنی ہی جان بچانے کی فکر میں پڑ گیا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں طرفین کا نقصان جان نہ ہوتا ہو۔ مگر یہ عرب کے باشندے ہم
سے بھی زیادہ لڑائی کے خواہش مند معلوم ہوتے ہیں جس روز سے انہوں نے ہمارا محاصرہ کیا ہے ہم نے محض شرافت کی وجہ سے ان
سے اب تک کوئی کام نہیں کیا۔ مگر اب پانی سر سے گزرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کے پاس چل کے معلوم کریں اور
عندیہ معلوم کریں کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں؟ اگر ان کا مطالبہ معمولی اور ماننے کے قابل ہے تو ان کے حسب خواہش اس کو ہم پورا کر
دیں گے اور اگر زیادہ کٹھن اور دشوار ہو یا عزت کے منافی تو پھر دروازہ کھول کر ایک فیصلہ کن جنگ کر لیں یا انہیں مار دیں یا خود کٹ کر
مر جائیں۔ پوپ نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا اور اپنا مقتدانہ لباس پہن کے شہر پناہ کی طرف چلا۔ صلیب اس کے آگے آگے
تھی۔ راہبوں اور پادریوں نے بخورات کی انگیٹھیاں اور کھلی ہوئی انجیلیں لے لے کر اسے اپنے حلقہ میں لیا اور یہ شہر پناہ کی اس
دیوار پر جس کے نیچے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تشریف فرما تھے آیا۔ ایک شخص نے عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ آواز
دی اور کہا یا معاشر العرب! دین نصاریٰ کا سب سے بڑا امام شریعت مقدسہ عیسوی کا اسقف اعظم اور صاحب شریعت تمہارے پاس
آیا ہے کہ تم سے کچھ گفتگو کرے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تمہارا سردار ہمارے پاس آئے۔

پوپ کا حضرت ابوعبیدہؓ سے گفتگو کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع دی گئی اور بعینہٖ آپ کے سامنے وہ الفاظ دہرائے گئے۔ آپ نے فرمایا واللہ میں
بھی اسے اسی طرح سے جواب دوں گا جس طریق اور حیثیت سے اس نے مجھے بلایا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے۔ امراء
اسلام کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوئی۔ ترجمان کو ہمراہ لیا اور اسقف (اعظم پوپ) کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ترجمان
نے کہا یہ عرب کے سردار ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ پوپ نے ترجمان کی وساطت سے کہا آپ حضرات ہم ارض مقدس کے

باشندوں سے کیا چاہتے ہیں؟ یاد رکھو یہ شہر نہایت مقدس ہے جو بری نیت سے اس کی طرف آنکھ اٹھائے اور اس کے فتح کرنے کا قصد کرے تو سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت جلد اس پر غضب نازل ہونے والا ہے اور وہ عنقریب ہی ہلاک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ شہر واقعی بزرگ اور مقدس شہر ہے۔ ہم اس کی شرافت اور بزرگی سے خوب واقف ہیں۔ اسی شہر سے ہمارے آقا مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے پاس آسمانوں میں تشریف لے گئے تھے اور اپنے رب العزت سے دو گوشہ کمان کی برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تھے۔ یہی شہر انبیاء علیہم السلام کا معدن اور وصال حق کے بعد ان کا مسکن (قبر) رہا ہے۔ ہمیں اس کا استحقاق تم سے زیادہ پہنچتا ہے۔ ہم اس پر اس وقت تک برابر محاصرہ رکھیں گے جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دوسرے شہروں کی طرح اس کا مالک نہ کر دیں۔

پوپ نے کہا آخر تم چاہتے کیا ہو؟ آپ نے فرمایا تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو قبول کرا دینا۔ جن میں سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اس کلمہ توحید کے قائل ہو جاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تمہارا حال بالکل ہمارے حال کے یکساں اور مطابق ہو جائے گا اور جو کچھ ہم پر فرض ہے وہی فرض تم پر عائد ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ کلمہ نہایت عظیم کلمہ ہے ہم اس کے پہلے ہی سے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن تو نے جھوٹ بولا حالانکہ تو وحدانیت کا شمہ برابر بھی قائل نہیں۔ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں یہ خبر دی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ مسیح ابن اللہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں لا الہ الا اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون علوا کبیرا نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ پاک ہے وہ اور بہت بالا ہے اس چیز سے جو اس کی طرف ظالم منسوب کرتے ہیں۔ پوپ نے کہا دوسری بات کیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے شہر کے اوپر ہماری سیادت تسلیم کر لو اور مصالحت کے بعد ہمارے ماتحت ہو کر ہمیں دوسرے شام کے شہروں کی طرح جزیہ ادا کرتے رہو۔ اس نے کہا یہ پہلی بات سے بھی زیادہ دشوار بات ہے۔ ہم کبھی قیامت تک بھی ذلت و حقارت اور ماتحتی کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا تو پھر تیسری بات تلوار ہے ہم اس وقت تک اسے کبھی میان میں نہیں کر سکتے جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں تمہارے اوپر مظفر و منصور نہ کر دیں۔ یاد رکھو فتح وظفر کے بعد ہم تمہاری اولاد کو غلام اور عورتوں کو باندیاں بنائیں گے۔ اور جو شخص کلمہ توحید کی مخالفت کر کے کفر پر قائم رہے گا اسے تہ تیغ کر دیں گے۔

اس نے کہا جب تک ہمارے اندر ایک شخص بھی زندہ رہے گا اس وقت تک ہم کبھی اس شہر کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتے اور کس طرح سے کر دیں جبکہ ہمارے پاس جنگ کا تمام ذخیرہ آلات حرب۔ سامان حصار بہترین اسلحہ اور سخت معرکہ کی فوج موجود ہے۔ جن لوگوں سے آج تک تمہاری مڈبھیڑ ہوئی ہے اور انہوں نے تمہاری اطاعت میں داخل ہو کر جزیہ کا وعدہ کر لیا ہے ہم ان جیسے نہیں ہیں ان پر تو مسیح (علیہ السلام) کا غضب نازل ہوا ہے اور ہم ایک ایسے شہر میں آباد ہیں کہ جس وقت مسیح علیہ السلام سے کوئی دعا کرتے ہیں تو وہ فوراً درِ اجابت تک پہنچتی ہے اور مسیح (علیہ السلام) اس کو منظور قبول کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن واللہ! تو نے جھوٹ کہا ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام ۔ مسیح بن مریم محض اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں ان کی والدہ (صدیقہ۔ سچی۔ یا ولی) تھیں۔ یہ دونوں ماں

پیتے کھانا کھایا کرتے تھے۔ [1]

﴿خلقه الله من تراب ثم قال له كن فيكون﴾

"انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا تھا پھر اس مٹی کو کہا تھا کہ ہو جا اور وہ ہو گئے۔"

اس نے کہا میں مسیح (علیہ السلام) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم بیس برس بھی ہمارا محاصرہ کئے پڑے رہے تو کبھی بھی ہمارے اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے۔ اسے شخص ایک ہی شخص جس کی تمام علامات اور صفات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں فتح کر سکتا ہے اور وہ علامات اور صفات میں تمہارے اندر نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا صفات ہیں؟ جو اس شہر کے فاتح کے اندر ہوں گی۔ اس نے کہا وہ صفات تو میں تم سے بیان نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا بیان کئے دیتا ہوں کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو کچھ دیکھا اور پڑھا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ اس شہر کا فاتح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک صحابی ہے جس کا نام عمر اور لقب فاروق ہے۔ وہ مرد خدا نہایت سخت اور اللہ کے کاموں میں کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بالکل نڈر اور بے باک ہو گا اور اس شخص کی صفات میں تمہارے اندر ملاحظہ نہیں کرتا۔

کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا رب کعبہ کی قسم! ہم نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد آپ اس پوپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا تو اس شخص کو دیکھ کر پہچان لے گا؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ جبکہ اس کی تمام صفات حتیٰ کہ اس کا حسب نسب بلکہ اس کی عمر کے سال اور دن تک ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا واللہ وہی شخص ہمارا خلیفہ اور ہمارے نبی کا صحابی ہے۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر تمہیں ہمارے قول کی صداقت معلوم ہو گئی ہے اس خون ریزی کو موقوف کرو اور اپنے خلیفہ کے پاس خبر بھیج دو کہ وہ یہاں بنفس نفیس تشریف لے آئیں۔ جس وقت ہم انہیں دیکھیں گے ان کی تمام صفات اور علامات پہچان لیں گے اور ان کے حلیہ سے یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچ جائے گی تو ہم خود بخود شہر کے دروازے کھول دیں گے اور بلا چون چرا جزیہ دینے لگیں گے۔

آپ نے فرمایا بہت بہتر میں ان کی خدمت میں عرضداشت بھیج کر انہیں یہیں بلوائے لیتا ہوں اگر وہ یہاں تشریف لائیں تم لڑائی چاہتے ہو یا اس کا التواء؟ اس نے کہا معاشر العرب! تم اپنے ظلم سے کسی طرح باز نہیں آتے۔ ہم نے تم سے خون ریزی کے موقوف کرنے کی غرض سے صاف اور سچی بات کہہ دی مگر تم پھر بھی لڑائی کے سوا کوئی اور بات نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس دنیا کی زندگی سے لڑائی ہی زیادہ مرغوب اور محبوب ہے کیونکہ اسی کی بدولت ہمیں خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے بخشش اور عفو کی امید ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لڑائی کے التواء کا حکم دے دیا اور واپس چلے آئے۔ پوپ بھی اپنے مامن کی طرف پلٹ گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے سرداران لشکر افواج اسلامیہ اور مسلمانوں کو جمع کر کے پوپ کی تمام باتوں سے مطلع کیا۔ مسلمانوں نے تکبیر وتہلیل کے فلک بوس نعرے بلند کئے اور کہا ایہا الامیر! آپ حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معلیٰ میں ضرور یہ حال لکھ دیں۔ ممکن ہے کہ حضور حالات ماحول حضرت امیر المومنین یہاں تشریف لے آئیں اور باری تعالیٰ جل مجدہ اس شہر کو ہمارے لئے فتح کر دیں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے کہا ابھی جناب صبر کریں اور ذرا توقف فرمائیں۔ میں

[1] یعنی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہوتے تو کھانا نہ کھایا کرتے حالانکہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے جو خدا ہونے کے منافی ہے۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے۔ ۱۲ منہ

راہبوں سے یہ کہہ دوں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین تشریف لے آئے ہیں اور پھر حضرت خالد بن ولید ؓ کو ان کے روبرو پیش کر دوں۔ ممکن ہے کہ وہ انہیں دیکھ کر دروازہ کھول دیں اور ہم اس تکلیف سے بچ جائیں۔ اس بات پر رائے متفق ہو گئی۔

سیف الاسلام قائد اعظم حضرت خالد بن ولید ؓ حضرت جلالت الملک امیر المومنین عمر فاروق ؓ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ صبح ہوئی تو چونکہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے کہہ دیا اس لئے آپ کے ساتھ چند حضرات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ ترجمان نے پوپ کو اس کی اطلاع کی کہ خلیفۃ المومنین تشریف لے آئے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا جن صاحب کو تم طلب کرتے اور بلاتے تھے وہ آ گئے ہیں۔ پوپ یہ سن کر شہر پناہ پر کھڑا ہوا اور ترجمان سے کہنے لگا کہ تو ان سے یہ کہہ دے کہ وہ ذرا آگے اور سامنے آ کر کھڑے ہوں تاکہ میں انہیں اچھی طرح دیکھ سکوں۔ حضرت خالد بن ولید ؓ آگے بڑھے اور بالکل اس کے سامنے ہو کے کھڑے ہو گئے۔ وہ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا مسیح کی قسم! یہ ان کے مشابہ ضرور ہیں مگر وہ نہیں ہیں کیونکہ بعض علامات ان کے اندر نہیں پائی جاتیں۔ اس کے بعد آپ کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ تمہیں اپنے دین کی قسم! تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں ان کے بعض ساتھیوں (اصحاب) میں سے ہوں۔ اس نے کہا نوجوان عرب! آخر تم میں یہ مکر و فریب کب تک رہے گا۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم جب تک ہم اس شخص موصوف کو نہیں دیکھ لیں گے اس وقت تک بھی تمہارے واسطے اس شہر کے دروازے نہیں کھولیں گے اور نہ ہم میں سے کوئی شخص تمہارے ساتھ بات کرے گا۔ خواہ تم یہاں ہمارا محاصرہ کئے ہوئے برسوں تک پڑے رہو۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا اور کوئی بات نہیں کی۔

اب مسلمانوں نے پھر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ سے عرض کیا کہ آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ان کو تمام کیفیت سے مطلع کر دیں۔ ممکن ہے کہ حضور پرنور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس قطعہ زمین کو بھی نور دے دیں اور یہ جگہ آپ کے قدموں سے مشرف ہو جائے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے حسب ذیل عریضہ لکھنا شروع کیا۔

حضرت ابو عبیدہ ؓ کا مکتوب خلیفۃ المسلمین کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعالی خدمت حضرت عبد اللہ امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح عامل شام۔ اما بعد السلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو و اصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ ہم نے شہر ایلیا کو اپنے محاصرہ میں لے رکھا ہے۔ اہالیان شہر سے لڑتے ہوئے ہمیں چار ماہ ہو گئے ہیں روزانہ ان سے مقابلہ ہوتا ہے وہ بھی برابر جوانمردانہ مقابلہ کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو برف، سردی اور بارش سے ایک مصیبت عظمیٰ کا اگرچہ سامنا ہے مگر وہ اللہ غالب و بزرگ و برتر کی مہربانیوں پر امید کرتے ہوئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے اور برابر اس پر صبر کر رہے ہیں۔ آج جس روز کہ میں آں جناب کی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں ایک اسقف اعظم جس کی یہ لوگ نہایت عزت و تکریم کرتے ہیں شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر کہنے لگا کہ ہمیں اپنی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کو سوائے نبی ؐ کے ایک صحابی کے جس کا نام عمر ہو گا اور کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں ان کا حلیہ صفات اور علامات بھی مسطور ہیں۔ انہوں نے ہم سے خون ریزی کے بعد

کر دیئے اور آپ کے یہاں تشریف لانے کی خواہش اور درخواست کی ہے۔ اگر جناب بنفس نفیس قدم رنجہ فرمائیں تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی ذات گرامی سے امید واثق ہے کہ وہ آپ کے دست مبارک پر اس شہر کو فتح کرا دیں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلی جمیع المسلمین۔

اسے لکھ کر آپ نے ملفوف کیا اور مہر لگا کے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا یا معاشر المسلمین! میرے اس خط کو لے کر حضرت امیر المومنین ؓ کی خدمت اقدس میں کون شخص جائے گا۔ اس کا اجر اللہ جل جلالہ پر ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ فرما بولے ایہا الامیر! اس بات کا قاصد میں ہوں۔ انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کو ساتھ لے کر حاضر ہوں گا آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے ارادوں میں برکت عنایت فرمائیں یہ لو خط اور چلے جاؤ۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ اپنی کوہان[1] اونٹنی پر سوار ہوئے اور انتہائی کوشش کے ساتھ چلتے رہے حتی کہ مدینۃ الرسول ﷺ میں ایک روز رات کے وقت داخل ہو گئے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ فرماتے ہیں کہ میں رات کو ایسے وقت پہنچا کہ کسی شخص سے ملاقات نہ کر سکا۔ مسجد کے دروازہ پر اونٹنی ٹھہرائی اسے باندھ کر مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی قبر پر سلام کیا اور مسجد کے ایک کونے پر پڑ کر سو رہا۔ چند راتوں کو چونکہ جاگا ہوا تھا جاتے ہی آنکھ لگ گئی اور سوائے حضرت عمر فاروق ؓ کی اذان کی آواز کے مجھے کوئی دوسری چیز نہیں جگا سکی۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر ؓ نے اندھیرے سے اذان دے دی۔ جس وقت آپ اذان دے چکے تو مسجد میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے الصلوٰۃ رحمکم اللہ۔ میں اٹھ کر اپنا وضو کیا۔ حضرت عمر ؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور جس وقت آپ محراب میں سے اٹھ کر تشریف لے جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر آپ کو سلام کیا۔ آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے مصافحہ کیا اور فرمایا رب کعبہ کی قسم میسرہ ہیں۔

اس کے بعد آپ نے دریافت کیا یا ابن مسروق! شام کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین! خیریت ہے اور آپ کو وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان ؓ نے کہا یا امیر المومنین! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کو ذلیل کر دیا ہے شام سے انہیں نکال دیا ہے۔ مسلمانوں کو ان پر مدد اور غلبہ دیا ہے۔ مسلمانوں نے ان کے شہر ایلیا کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ سخت تنگی میں مبتلا ہیں روزانہ ذلت ضعف اور وحشت ان کے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر آپ یہیں مقیم رہیں اور ان کے پاس تشریف نہ لے جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ بارگاہ خلافت ہمارا مطالبہ نہایت حقیر اور ہمارا کل ایک معمولی چیز تصور کی گئی ہے جسے اس طرح ٹھکرا دیا گیا۔ یہ موقع کہ ان کے دلوں میں اور زیادہ رعب پڑے گا اور وہ ذلت وحقارت کو اختیار کر کے بہت کم میدان میں ٹھہریں گے اور انشاء اللہ العزیز جزیہ ادا کرنے لگیں گے۔ آپ نے حضرت عثمان ؓ کی یہ رائے سن کر ارشاد فرمایا۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ پھر فرمایا آیا آپ حضرات میں سے کسی صاحب کی رائے اس کے سوا کچھ اور بھی

[1] کو اور وصل اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا کوہان بلند ہو۔ اس صورت میں یہ لفظ اونٹنی کی صفت ہے اور اگر یہ اسم ہو تو ترجمہ سے وہ بھی عیاں ہے اور اسی لئے ہم نے اس طرح ترجمہ کر دیا کہ دونوں مطلب مستفاد ہیں۔ ۱۲ منہ

ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا میری رائے اس کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں میں اس
کو بیان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابوالحسن! وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا رومیوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے اور ان کا
درخواست کرنا ہی مسلمانوں کی فتح ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کو سردی، جنگ اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے سخت
مصائب کا سامنا ہو رہا ہے اس لئے میری رائے میں اگر آں جناب تشریف لے جائیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ
کے ہاتھ اس شہر کو ضرور فتح کرا دیں گے اور آپ کو اللہ جل جلالہ راستہ کی تکالیف، بھوک پیاس، قطع مسافت، جنگل کے کانٹوں اور
پہاڑ کی چڑھائی کے عوض میں اجر عظیم مرحمت فرمائیں گے اور جب تک آپ وہاں پہنچیں گے برابر ثواب دیتے رہیں گے۔ آپ
کے پہنچنے سے مسلمانوں کو ڈھارس بندھے گی، آرام واطمینان اور بہتری نصیب ہوگی اور فتح میسر آئے گی۔ لیکن اگر آپ تشریف نہ
لے گئے تو مجھے یقین نہیں کہ آپ کے نہ پہنچنے سے وہ مایوس ہو کر صلح کر لیں گے۔ بلکہ میری رائے میں چونکہ بیت المقدس ان کے
نزدیک ایک نہایت متبرک اور معظم جگہ ہے اس کا وہ حج کرتے ہیں اس لئے اسے چھوڑ کے بھاگیں گے نہیں بلکہ وہ اپنے شہروں،
ملکوں اور سلطنت سے مدد طلب کریں گے اور ان کے سردار، امراء اور سپاہی ان کی کمک کو آئیں گے اور اس طرح مسلمانوں پر ایک
سخت مصیبت نازل ہو جائے گی۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ ان کے پاس تشریف ہی لے جائیں۔

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مشورہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا حضرت عثمان ذوالنورین ؓ نے دشمن کے مکر پر نظر کی
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسلمانوں کے حال پر اپنے اپنے نقطہ نظر سے دونوں مشورے عمدہ ہیں جزاہما اللہ خیرا[1]۔ میں حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے ہی مشورے پر عمل کروں گا۔ میں انہیں محمود المشورہ اور مبارک صورت میں دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے خادمان خلافت کو سامان سفر تیار کرنے کے لئے حکم دیا۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کرنا
شروع کیا۔ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر تشریف لائے۔ چار رکعت
نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہوئے۔ قبر رسول اللہ ﷺ اور قبر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سلام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو امور خلافت سپرد فرمائے اور انہیں مدینہ طیبہ میں اپنا قائم مقام کر کے شام کی طرف رخصت ہونے لگے۔ دوست احباب واہل و
عیال نے آپ کو الوداع کہا اور سلام کر کے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسلمین عمرؓ کا بیت المقدس کی طرف روانہ ہونا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی سواری میں ایک سرخ اونٹ تھا جس پر ایک خورجی[2] تھی جس کے ایک تھیلے میں
زادراہ کے لئے ستو اور دوسرے میں چھوہارے بھرے ہوئے تھے سامنے پانی کی ایک مشک لٹک رہی تھی اور پشت پر کھانے کے لئے
ایک بڑا پیالہ۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت جو جنگ یرموک کے بعد مدینہ طیبہ میں واپس آ گئی تھی جس میں

---

[1] اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں دونوں جہان میں جزاء خیر عنایت فرمائیں۔ ۱۲ منہ

[2] یہ فرار ان تعبیہ کا ترجمہ ہے فرارہ بمعنی جوالی چیز کو کہتے ہیں جس میں غلہ وغیرہ بھر کے خچر یا گدھے وغیرہ پر لادتے ہیں سواری کے اونٹ پر
لادنے کے ساتھ کا ترجمہ خورجی ہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور چونکہ خورجی میں دو ہی تھیلے ہوتے ہیں جن میں سے ایک کو ادھر اور دوسرے کو ادھر لٹکا دیتے
ہیں اس لئے تعبیہ کا ترجمہ کرنے کی اور ضرورت جہاں تک سمجھی کچھ ضرورت نہیں۔ ۱۲ منہ

سے مثلاً دیگر حضرات کے زبیر بن عوام، حضرت عبادہ بن صامت بھی تھے آپ کے ہمرکاب تھے۔ آپ قطع مسافت کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جب کسی منزل میں جناب فروکش ہوتے تو صبح تک وہیں رہتے تھے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد آپ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کے اول یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

الحمد لله الذي اعزنا بالاسلام و خصنا بنبيه عليه السلام و اكرمنا بالايمان و هدانا من الاسلام و جمعنا من بعد الشتات على كلمة التقوى و الف بين قلوبنا و نصرنا على عدونا و مكن لنا في بلاده و جعلنا اخوانا متحابين فاحمدوا الله عباد الله على هذه النعمة السابغة و المنن الظاهرة و اسالوه المزيد منها و الشكر عليها على ما اصبحتم تتقلبون فيه من النعمة السابغة و المنن الظاهرة فان الله يزيد المستزيدين الراغبين فيما لديه و يتم نعمة على الشاكرين.

"تمام تعریفیں اللہ جل وعلا کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں اسلام کے سبب عزت بخشی۔ ہمیں اپنے نبیؐ کے لئے مخصوص فرمایا۔ ایمان سے مشرف کیا۔ اسلام کی ہدایت دی۔ تفرق و تشتت کے بعد کلمہ تقوی پر جمع کیا۔ دلوں میں الفت دی، دشمن کے مقابلہ میں نصرت عطا کی۔ دشمنوں کے شہروں میں آباد کیا اور ہمیں ایک دوسرے کا بھائی بنا کر محبت کو باہم میں مربوط کر دیا۔ خدا کے بندو خدائے عزوجل کی ان نعمتوں اور ان کے ان احسانوں پر ان کی تعریف کرو۔ اس سے اور زیادہ مانگو اور ان نعمتوں نیز اس پر کہ جب تم صبح کو اٹھتے ہو تو پھر یہ تمام نعمتیں موجود ہوتی ہیں شکر کیجئے کیونکہ اللہ پاک تبارک و تعالی زیادہ چاہنے والوں اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی رغبت کرنے والوں کو اور زیادہ عنایت کرتے ہیں اور اپنی نعمتوں کو شکر کرنے والوں پر پوری کر دیتے ہیں"۔

دعا کے بعد آپ پیالے میں ستو بھر کے کھجوریں اس کے پاس رکھتے اور سب ہمراہیوں کو فرماتے کہ کھاؤ اور خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اللہ تبارک و تعالی تم پر رحم فرمائیں اور آپ بھی ان کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ اس کے بعد منزل سے کوچ فرما دیتے۔ آپ اسی طرح منزل در منزل کوچ کرتے چلے جا رہے تھے۔

حضرت عمر بن مالک کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق نے ملک شام کا سفر اختیار فرمایا تھا اس وقت میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ شام کے راستہ میں آپ ہو کے ایک ایسے چشمہ پر گزرے جو کہ قوم جذام کی ملکیت میں تھا اور اس وقت اس قوم کا ایک قافلہ یہاں فروکش ہو رہا تھا۔ پانی کا یہ چشمہ ذات المنار کے نام سے مشہور تھا۔ مسلمان بھی اسی کے کنارے پر ٹھہر گئے۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب تشریف فرما تھے۔ اصحاب رسول اللہ آپ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس قافلہ کے چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جس نے دو حقیقی بہنوں سے نکاح کر رکھا ہے۔ آپ یہ سن کر غصہ میں بھر گئے اور فرمایا کہ اسے حاضر کیا جائے۔ وہ شخص حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ اس نے کہا میری بیویاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ان دونوں میں کوئی قرابت بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ دونوں حقیقی بہنیں ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا مسلمان نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں تو مسلمانوں میں ہوں۔ آپ نے فرمایا تو یہ نہیں جانتا کہ یہ دونوں تجھ پر حرام ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی اپنی کتاب مبین میں فرماتے ہیں:

﴿وان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف﴾

(یہ بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے گزر چکا"۔

اس نے کہا مجھے نہیں پتا تھا اور نہ مجھے یہ خبر ہے کہ یہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آیا اور فرمانے لگے تو جھوٹ کہتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ پر وہ دونوں حرام ہیں۔ تجھے چاہئے کہ ایک کو ان میں سے چھوڑ دے ورنہ یاد رکھ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ اس نے کہا کیا آپ میرے اوپر حکومت کرتے ہیں اور میری عورتوں کے بارے میں مجھے دھمکاتے ہیں۔ یہ دین ایسا دین ہے کہ اس میں داخل ہونے سے مجھے کوئی بہتری اور فائدہ نہیں پہنچی اور نہ میں اس میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

آپ نے فرمایا اچھا میرے قریب ہو جا۔ وہ آپ کے پاس ہوا تو آپ نے اس کے سر پر چند درے مارے اور فرمایا خدا کے دشمن اپنی جان کے دشمن اسلام کو برا کہتا ہے حالانکہ یہ وہ دین ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے فرشتوں، پیغمبروں اور برگزیدہ لوگوں نے پسند کیا ہے۔ ان دونوں عورتوں میں سے ایک کو چھوڑ دے ورنہ یاد رکھ مفتری کی حد تجھ پر میں اس حد کو جاری کروں گا۔ اس نے کہا میں انہیں کس طرح چھوڑ دوں میں تو ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ البتہ آپ دونوں کے مابین قرعہ ڈال دیجئے جس کے نام نکل آئے گا میں اسے ہی رکھ لوں گا اور دوسری کو چھوڑ دوں گا۔ اگرچہ مجھے دونوں سے محبت ہے۔ حضرت عمرؓ نے قرعہ ڈالا اور قرعہ دونوں دفعہ اکیلی ہی کے نام نکل آیا۔ اس شخص نے اسے رکھ لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سن جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اسے گوش ہوش سے سن اور خوب یاد رکھ کہ جو شخص ہمارے دین میں داخل ہو کر مرتد ہو جاتا ہے ہم اسے قتل کر دیتے ہیں۔ اسلام کے چھوڑ دینے سے بچتے رہنا۔ نیز اس بات سے بھی محترز رہنا کہ پھر میرے پاس یہ خبر پہنچے کہ تو اپنی چھوڑی ہوئی بہن (منکوحہ) کے پاس گیا ہے ورنہ تجھے میں سنگسار کر دوں گا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہاں سے روانہ ہو کر آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں قبیلۂ لخم کے کچھ آدمی آباد تھے۔ ان میں سے آپ نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ انہیں سزا دینے کے لئے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا انہیں کیوں سزا دی جا رہی ہے؟ کہا گیا ان کے ذمہ خراج ہے جسے وہ ادا نہیں کرتے اس لئے انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اس کے دینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا گیا کہ ان کا عذر یہ ہے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے جو ہم اسے ادا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور ان کو تکلیف جسے یہ برداشت نہیں کر سکتے (تکلیف ما لا یطاق) مت دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے:

﴿لا تعذبوا الناس في الدنيا يعذبكم الله يوم القيمة﴾

"لوگوں کو دنیا میں عذاب مت دو ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں قیامت کے روز عذاب دیں گے۔"

چنانچہ انہیں چھوڑ دیا گیا۔

یہاں سے رخصت ہو کر آپ وادی القریٰ میں تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کو اطلاع دی کہ یہاں پانی کے چشمہ پر ایک

بوڑھا شخص رہتا ہے اس کی ایک بیوی ہے اور ایک دوست۔ اس دوست نے ایک روز اس بوڑھے سے یہ کہا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنی عورت میں میرا حصہ (ساجھا) بھی کر دے۔ میں تیرے اونٹوں کو چراؤں گا انہیں پانی پلاؤں گا۔ ان کی حفاظت کروں گا۔ ایک دن تیری بیوی تیرے پاس رہے گی اور ایک روز میرے پاس۔ اس بوڑھے نے کہا بہت بہتر اور خوشی سے منظور کر لیا۔ آپ نے یہ سن کر ان کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تمہارا کیا مذہب ہے؟ ان دونوں نے کہا اسلام۔ آپ نے فرمایا جس واقعہ کی مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی اصلیت کہاں تک ہے؟ انہوں نے کہا وہ کیا واقعہ ہے آپ نے جو کچھ سنا تھا وہ بیان فرما دیا۔ بوڑھے نے کہا یا امیر المومنین یہ بالکل صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم دونوں یہ نہیں جانتے کہ یہ دین اسلام میں حرام فعل ہے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ کام حرام ہے۔ آپ نے اس بوڑھے سے فرمایا تجھے ایسی کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا۔ اس نے کہا میں بالکل بوڑھا ہوں، ہاتھ پیروں نے جواب دے دیا اولاد نہیں جس پر اعتماد کروں۔ میں نے سمجھا کہ یہی اونٹوں کے چرانے پانی پلانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے کام آجایا کرے گا اسے بھی اپنی بیوی میں شریک کرلوں۔ یہ سوچ کر میں نے اسے شریک کرلیا۔ اب جب کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ حرام ہے تو اب ایسا نہیں کروں گا آپ نے فرمایا اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ لے تیرے سوا اس پر کسی کا حق نہیں اس کے بعد آپ اس جوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خبردار! اب سے اس عورت کے پاس جانے سے محترز رہنا۔ اگر مجھے معلوم ہو گیا تو پھر اس کے پاس گیا ہے تو گردن اڑا دوں گا۔ اس کے بعد آپ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ آپ شام کی حدود میں داخل ہو گئے۔

حضرت اسلم بن برقان نے جو آپ کے غلام تھے بیان کیا ہے کہ جب ہم حدود شام میں داخل ہو گئے تو دفعتہً ہم نے چند سواروں کا ایک دستہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم جلدی جا کر اس دستہ کی خبر لاؤ۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ یہ یمن کے مسلمانوں کا ایک دستہ ہے جسے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا ہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھ کر سلام کیا اور کہا صاحبزادے کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا وہاں خیریت ہے اور وہاں کے باشندے اچھی طرح ہیں۔ میں نے کہا خیریت ہے انہوں نے کہا امیر المومنین کا کیا ارادہ ہے آیا وہ ادھر تشریف لا رہے ہیں یا نہیں میں نے کہا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم یمنی عرب ہیں ہمیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس غرض سے ادھر روانہ کیا ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کے متعلق خبر معلوم کر سکیں۔ میں یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لوٹا اور آپ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا ابو عبداللہ خاموش رہو۔ اتنے میں وہ لوگ بھی ہم تک پہنچ گئے۔ پہلے انہوں نے سلام کیا پھر حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا حضرت خلیفۃ المسلمین یہ ہیں کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین جناب کے انتظار میں آنکھیں پتھرا گئیں اور گردنیں بلند ہوتی ہوتی تھک گئیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جناب کے دست مبارک پر بیت المقدس فتح کرا دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جابیہ میں تشریف آوری اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے ملاقات

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف پلٹا وہاں پہنچ کر بلند آواز سے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسلمانو! حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تمہیں مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں میں ایک جنبش پیدا ہو گئی اور سب نے چاہا کہ سوار ہو ہو کے استقبال کے لئے دوڑ جائیں مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں قسم دے کر فرمایا: میری طرف سے ہر مسلمان کو قسم ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ ازاں بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ مہاجرین و انصار کے ہمراہ استقبال کے لئے نکلے۔ جس وقت آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلحے سے مسلح کمان مونڈھے پر لٹکائے ایک اونٹنی پر جس کے اوپر سوت کی ایک جھول پڑی ہوئی ہے اور جس کی مہار کانوں کی ہے سوار ہوئے آ رہے ہیں۔ ادھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی آپ کو دیکھا اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور اتر گئے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ادھر ہاتھ کو روکا اور بٹھا کے پیادہ ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصافحہ فرمایا اور معانقہ کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آ آ کر سلام کرنے لگے۔ پھر دونوں حضرات سوار ہو کے باتیں کرتے ہوئے لوگوں کے آگے آگے تشریف لے چلے حتیٰ کہ بیت المقدس[1] میں پہنچ گئے۔ قیام کے بعد حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد ایک نہایت عمدہ تقریر کی جو حسب ذیل ہے:

خلیفۃ المسلمین کا لشکر اسلامیہ سے خطاب کرنا

الحمد للہ الحمید القوی المجید الفعال لما یرید۔ تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جو ستودہ صفات، صاحب قوت بزرگ اور ہر ایک چیز کے بنانے والے ہیں جس کا وہ ارادہ فرما لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اللہ پاک نے ہمیں اسلام سے مکرم فرمایا۔ حضور اکرم محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ہمیں ہدایت بخشی ہمیں ضلالت اور گمراہی سے علیحدہ کر دیا۔ دشمنی کے بعد ہمارے دلوں میں محبت بھر دی۔ بغض و عداوت کی جگہ ہمارے قلوب الفت و مودت سے آشنا کر دیئے۔ لہٰذا تم ان نعمتوں پر اس کی تعریف کرو تا کہ تم ان کے اور زیادہ کے مستحق ہو جاؤ کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

۱؎ یہاں جہاں تک میرا خیال ہے مصنف سے تسامح ہوا ہے بیت المقدس میں تو آپ تقریر وغیرہ کرنے کے بعد تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ آگے سے معلوم ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے راستہ میں سے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو حکم بھیجا تھا کہ مقام جابیہ میں مجھ سے آ کر ملو اور حضرت ابو عبیدہؓ جابیہ میں آ کر مقیم ہو گئے تھے یہیں سے آپ نے دیکھنے کے لئے آدمی بھیجے تھے جنہوں نے آ کر خبر دی تھی اور آپ استقبال کے لئے گئے تھے اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں ہی آئے ہیں اور یہیں تقریر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ شبیر احمد انصاری مترجم عفی عنہ۔

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لیے اور زیادہ کر دوں گا اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا جسے اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت بخشتے ہیں وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرتے ہیں اس کے لیے تو کوئی راہ بتانے والا نہیں پائے گا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ایک پادری جو یہاں بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ اس نے پھر مکرر کہا تو آپ نے مسلمانوں سے فرمایا اس کی طرف دیکھتے رہو اگر اس نے پھر یہی کہا تو اس کی گردن اڑا دو۔ پادری[1] آپ کے اس قول کو سمجھ گیا اور خاموش ہو رہا آپ نے پھر تقریر شروع کر دی:

اما بعد! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں ان اللہ تبارک وتعالیٰ سے جن کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور آپ وہی ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں جن کی اطاعت ان کے دوستوں (اولیاء) کو نفع دینے والی اور جن کی معصیت ان کے دشمنوں کو قعر ذلت اور بدبختی میں گرانے والی ہے۔ لوگو! زکوٰۃ ادا کرو تا کہ تمہارے قلوب پاک ہو جائیں۔ مگر تمہارا نفس اس کے بدلے میں مخلوق سے کچھ طلب نہ کرے اور نہ اپنے اس دینے کا شکریہ چاہے جو کچھ دیتے ہو۔ اس کو سمجھو۔ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے دین کی حفاظت رکھے اور سعید وہ شخص ہے جو دوسروں سے سبق حاصل کرے یاد رکھو اور اس بات سے خبردار رہو کہ سب سے زیادہ برا کام دین میں نئی بات کا اختراع ہے (بدعات) تم اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت کو مضبوط پکڑو۔ اور اسی کو اپنے لئے لازم کر لو کیونکہ سنت میں میانہ روی اختیار کرنا (اقتصاد) بدعت میں اجتہاد کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت اپنے لئے لازم کر لو۔ کیونکہ اس میں شفاء تسکین قلب آرام و فوز کبیر اور ثواب ہے۔ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اسی طرح تقریر کرنے کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں آج تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا تھا الزموا سنت اصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی یشھد من لم یشھد ویحلف من لم یستحلف ۔ کہ میرے صحابہ کی سنت کو لازم پکڑ لو۔ پھر ان لوگوں کی جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر جو ان سے متصل ہیں (تبع تابعین) ان کے بعد جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ حتی کہ جس شخص سے گواہی اور شہادت نہیں لیں گے وہ شہادت دے گا اور جس سے قسم نہیں کھلوائیں گے وہ قسم کھائے گا۔ پس جو شخص وسط جنت میں داخل ہونا چاہے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ تنہائی اور علیحدگی (یا فرقہ بندی) شیطان کا کام ہے۔ تم میں سے کوئی شخص کسی غیر عورت کے پاس خلوت نہ اختیار کرے۔ کیونکہ وہ دراصل شیطان کی رسیوں میں سے ایک رسی ہے جس شخص کو اپنی خوبیاں اچھی معلوم ہوں اور سے تھوڑی برائیاں بھی بری نظر آتی ہوں اور انہیں برا سمجھتا ہو وہ مومن ہے نماز کو سب سے زیادہ مقدم سمجھو اور نماز پڑھو۔"

یہ تقریر کر کے آپ بیٹھ گئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے آپ سے رومیوں کی تمام لڑائی کا حال کہنا شروع کیا۔ آپ اس وقت متحیر اور خاموش تھے کبھی رو دیتے تھے اور کبھی سکوت میں آ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین!

1۔ نہ یہاں یہ شبہ کیا جائے کہ سائل کو بجائے جواب دینے کے قتل کی دھمکی دی گئی اور یہ مذہبی تحقیق کے خلاف ہے۔ اول تو یہ سوال نہیں تھا بلکہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتراض تھا دوسرے عین تقریر میں اعتراض یا سوال کرنا کمال درجہ کی گستاخی ہے۔ تیسرے یہ موقع یا مناظرہ نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے سامنے تقریر تھی اور اس کی ایسی حالت میں آداب سیاست کا بھی تقاضا تھا جو آپ نے حکم فرمایا۔ شیخ احمد انصاری مترجم عاصی۔

آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ آج وہ اذان دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے شہروں میں مقیم تھے اور جس وقت آپ نے سنا تھا کہ اسلامی لشکر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی ہے تو آپ بھی فوج میں آکر شامل ہو گئے تھے۔ نیز جس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں تو آپ بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھ استقبال کے لئے گئے تھے اور آپ کی بے حد قدر و منزلت کی تھی۔

اب جب کہ ظہر کا وقت ہوا تو مسلمانوں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائیں کہ اس وقت کی وہ اذان پڑھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) چاہتے ہیں کہ اس وقت کی اذان تم پڑھو اور ان بجھرت خوردہ (بچھڑے) اور بچھڑے ہوؤں کو ان کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات یاد دلاؤ۔ انہوں نے کہا بہت بہتر چنانچہ انہوں نے اذان دینی شروع کی۔ جس وقت انہوں نے اللہ اکبر کہا تو مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بدن کانپنے لگے اور جسم پر کپکپی آ گئی۔ جب انہوں نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو مسلمان بے تحاشا رونے لگے اور اس قدر روئے کہ قریب تھا کہ ذکر اللہ اور ذکر رسول سے ان کے دل پھٹ جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کا یہ درد اور رونا دیکھ کر چاہا کہ اذان موقوف کر دیں۔ مگر آپ نے پھر پوری ہی کر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہو چکے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر المومنین! سرداران لشکر نیز شام کی تمام فوج کھانے میں عمدہ عمدہ غذائیں، پرندوں کا گوشت اور صاف روٹی تیز وہ چیزیں جو غریب اور ضعیف مسلمانوں کو میسر نہیں آتیں اور نہ ان تک پہنچتی ہیں کھاتے ہیں حالانکہ تمام مسلمان برابر ہیں۔ ہر ایک کو تنا ہونا کہ ہی ملتا اور اسی میں رہتا ہے۔ حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا چونکہ ہمارے ان شہروں کا نرخ ارزاں ہے اس لئے ہمیں اسی قیمت میں جس میں کہ ہم ایک مدت تک حجاز میں اپنا پیٹ پالتے رہے۔ یہ چیزیں جنہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے مل جاتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو حسب منشا خوب کھاؤ پیو کوئی حرج نہیں۔ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک تم ان تمام مسلمان فقراء کی جو شہروں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔ ایک فہرست مرتب کر کے نہ دے دو تاکہ میں ان میں سے ہر ایک کے ہر آدمی کے نئے گیہوں، جو، شہد، زیت (زیتون) اور جن جن چیزوں کی انہیں احتیاج اور ضرورت ہے ایک معین مقدار مقرر کر دوں۔ تقرر کے بعد آپ نے مسلمان ضعفاء کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ چیزیں تمہیں تمہارے سرداروں کے پاس سے ملا کریں گی اور ان چیزوں کے سوا جوں کی جو میں بیت المال سے تمہارے پاس روانہ کیا کروں گا۔ اگر تمہارے سردار تمہیں یہ چیزیں نہ دیں اور روک لیں تو مجھے خبر کر دینا تاکہ میں انہیں تمہارے عہدے سے معزول کر دوں۔ اس کے بعد آپ نے چلنے کا حکم فرمایا۔

ل جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جابیہ میں آپ اول مقیم ہوئے اور وہیں تقریر کی تھی اب جابیہ سے بیت المقدس کی طرف تشریف لے جانے کا تحریر فرمایا۔ مصنف نے نہ معلوم کیوں اس کی تصریح نہیں کی حالانکہ جابیہ میں رہنا اس قدر مشہور ہے کہ بعض اہل تواریخ کا قول ہے کہ جابیہ میں ہی بیت المقدس والوں کے سفیر پہنچے اور وہیں معاہدہ ہوا۔ شبیر احمد انصاری ۱۲

حضرت عمر فاروقؓ کا لباس جو آپ بیت المقدس میں پہن کر گئے تھے

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے اونٹ پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ کے بدن مبارک پر بالوں کا ایک بنا ہوا خرقہ (گدڑی۔دلق) تھا جس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعض چمڑے کے لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے عرض کیا یا امیر المومنین! اگر جناب اونٹ کے بجائے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور ان کپڑوں کو اتار کر دوسرا سفید جوڑا زیب تن فرمالیں تو اس سے دشمنوں کے دلوں میں ایک ہیبت بیٹھ جائے گی۔ مسلمانوں نے یہ نہایت لجاجت اور انکساری کے ساتھ عرض کیا آپ نے انہیں منظور فرمالیا اور ان کپڑوں کو نکال کے سفید کپڑے پہن لئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ کپڑے مصر کے تیار کئے ہوئے تھے اور ان کی قیمت چندرہ درہم تھی۔ آپ نے ایک دستار [1] جو نئی تھی اونٹ بالکل پرانی اور جسے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا اپنے سر مبارک سے باندھ لی۔ رومیوں کے تاتاری نسل کے گھوڑوں میں سے ایک سبز گھوڑا آپ کے سامنے سواری کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ گھوڑے نے نہایت سبک رفتاری کے ساتھ اچھل کر کے چلنا شروع کیا۔ آپ اس کی اس خوش خرامی کو دیکھ کر فوراً اس کے اوپر سے کود پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہاری لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ میری اس لغزش سے درگزر کرو۔ قریب تھا کہ تمہارا امیر اس عجب و تکبر کی وجہ سے جو اس کے دل میں آ گیا تھا ہلاک ہو جائے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے:

لا یدخل الجنۃ من فی قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر۔ [2]

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

مجھے تمہارے ان سفید کپڑوں اور گھوڑے کی اس خوش رفتاری نے ہلاکت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ کپڑے نکال ڈالے اور اپنے پہلے ہی کپڑے جن میں پیوند در پیوند لگے ہوئے تھے زیب تن فرمالئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت امام اعظم یعنی حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قبر شریف کے پاس بیٹھے ہوئے فتوح الشام اور فتح بیت المقدس کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت عبادہ بن عوف دنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ جو ایک اہل فضل حضرات میں سے تھے نیز جو اپنی گفتگو میں مسجع عبارت بولا کرتے تھے وہ ہمیں فتوحات سنا رہے تھے جس وقت وہ یہاں تک پہنچے اور حضرت عمر فاروقؓ کے دوبارہ پیوند در پیوند لباس کو زیب تن فرمانے کے متعلق فرما چکے تو کہنے لگے کہ میں اس سے آگے جو کہنے والا

---

[1] یہ صندیل کا ترجمہ ہے اگرچہ صندیل رومالی کو بھی کہتے ہیں مگر ساتھ ہی دستار اور دستارچہ کو بھی کہتے ہیں۔ یہاں دستارچہ ہی مراد ہے یعنی وہ دستار جو کمر سے باندھتے ہیں، حمائل پٹکا۔ ۱۲ منہ

[2] ایک نسخہ میں اس طرح ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ وزن مثقال حبۃ من خردل من کبر ولا یدخل النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان۔ یعنی جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ ۱۲ منہ

ہوں اس میں مجھے تسامح [1] معلوم ہوتا ہے۔ میں نے جو حضرت آپ بیان فرمایئے اور کچھ شبہ نہ کیجئے شبہ کرنا دوزخ کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ صدق ایک امانت ہے اور کذب خیانت۔ کہنے لگے جب حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنا اونی پھٹا لباس پہن لیا اور فقیرانہ شان اختیار کرلی اور کائنات آپ کے زہد و صبر کی وجہ سے تعجب کر کے انگشت بدنداں ہوگئی تو دنیا اپنے لباس فاخرہ سے مزین ہو کے اپنی خواہشوں کے حدوث کے ذریعہ اور واسطہ سے اپنی امیدوں کی عمدہ چادروں (برد یمانی) میں بیت کے خدوخال دکھانے لگی اور اپنی شہوتوں اور خواہشوں کے کالبد کو اپنے قد رعنا کے آئینے میں رکھ کر اپنی منزل مقصود کی طرف آپ کے ارادہ کے زوال کی طلب میں منہ کھولے ہوئے بغیر نقاب ڈالے خراماں خراماں چلی اور اپنے جمالی لباس کے معاوضہ کے لئے بناؤ سنگار کر کے آئینہ میں آپ کے عارض زہد کے جلوہ کی برابری کے لئے بڑھی اور استمراری قدم بڑھاتی ہوئی آپ کی ترک خدمت کے لئے اپنی دوستی کو آپ کے وصل کا ذریعہ بنا کر آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے اپنے طاعت کے تقدس کو اپنے عصمت کے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا کہ اس نے وہاں پہنچ کر جب اپنے فریب کے تمام جال بچھا دیئے تو کہنے لگی یا عمر! تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا حالانکہ سلطنت میں میری اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ولایت اور مملکت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک حسب منشا نہ پہنا اور عمدہ غذائیں نہ کھائے اور رعیت پر پوری طرح ظلم نہ کرے۔

آپ نے فرمایا بے وقوف! ہوش کر میں تیرے چاہنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ تیرے جال میں پھنسنے والا کیا تجھے یہ خبر نہیں کہ میں محض تیرے ہی ساتھ مخالفت کرنے کے لیے مخصوص ہوں اور خود کو اسی کام کے لیے خاص کر دیا ہے۔ مجھے تیرے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھ میں نے دعوت سید الانام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقامت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے تاکہ میں روم و عجم کے بلاد فتح کر کے اس تبلیغ کے فرض کو پورا کروں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اجتہاد کی تیغ دو دم سے اس کے چہرہ کی توضیع کی اور وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ کی آیت کے معنی کی تصدیق فرمادی۔ میں نے یہ کلام حضرت عبادہ بن عوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا کر اسے بے حد پسند کیا اور میرے دل میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی خوب راسخ ہو گئے کہ ان من البیان لسحرا۔ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔

خلیفۃ المسلمین کا ریشمی کپڑوں کو جلانے کا حکم دینا

کہتے ہیں کہ آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے چلے۔ راستہ میں ایک پہاڑ آئی آپ راستہ قطع کرنے کی غرض سے اس پر چڑھے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت ریشم کے کپڑے جو انہیں جنگ یرموک میں ہاتھ آئے تھے پہنے ہوئی ملی۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کے چہروں پر مٹی ڈال دی جائے اور کپڑے پھاڑ دیئے جائیں۔ [2] آپ برابر پہاڑی گھاٹی پر چڑھتے رہے حتیٰ کہ

---

[1] تسامح آسانی، بھولا پن، کاہلی

[2] یہ واقعہ بھی اسلام کی سادگی کی ایک عمدہ تصویر ہے جس لئے اسے ہم بالتفصیل درج کرتے ہیں تاکہ اسلام کی عظمت اور صداقت معلوم ہو۔ جناب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امراء اور سرداران لشکر کو حکم بھیجا تھا کہ مقام جابیہ میں آ کر مجھ سے ملیں۔ چنانچہ حضرت یزید بن ابو سفیان، حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نیز دوسرے سرداروں اور امراء نے جابیہ میں آپ کا استقبال کیا۔ شام میں رہ کر ان افسروں میں عرب کی سادگی نہیں رہی تھی اس لئے یہ حضرات آپ کے سامنے اس ہیئت سے آئے کہ بدن پر حریر اور دیبا کے جبے پر تکلف قبائیں زرق برق

بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے۔ جس وقت آپ نے بیت المقدس کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللھم افتح لنا فتحا یسیرا وجعل لنا من لدنک و سلطانا نصیرا۔ بار الہا! ہمارے لئے آسان فتح کیجئے اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مدد دینے والا غلبہ عنایت کیجئے۔"

اس کے بعد آپ آگے چلے۔ مسلمانوں کے قبائل اور علمبردار حضرات نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ آگے بڑھے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی فرودگاہ کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ آپ کے لئے نصب کیا گیا اور اس میں آپ مٹی کے اوپر بیٹھ گئے۔ پھر اٹھ کر چار رکعت نماز ادا فرمائی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر میں تکبیر و تہلیل کا ایک شور بلند ہوگیا اور اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کی آواز گونجنے لگی۔ سکان بیت المقدس اس شور کو سن کر فصیل پر چڑھ گئے۔ پوپ نے کہا کہ جنتو! عربوں کو کیا ہوا کہ خواہ مخواہ بغیر لڑائی کے اس طرح شور کرنے لگے۔ ذرا دیکھو تو۔ ایک شخص جو عربی زبان جانتا تھا مسلمانوں کے لشکر کی طرف جھکا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! ہمیں بھی اپنے اس قصہ سے مطلع کرو کہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا چونکہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اس لئے ان کے آنے کی خوشی میں مسلمان تکبیروں کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ نصرانی یہ سن کر پوپ کے پاس آیا اور اسے اس کی اطلاع دی۔ یہ سن کر پوپ کا رنگ پیلا ہو گیا اور نیچی گردن کر کے زمین کو دیکھنے لگا اور کچھ جواب نہیں دیا۔

صبح ہوئی تو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح[1] سے فرمایا عامر! تم رومیوں کے پاس جاؤ اور میرے آنے کی اطلاع کر دو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح شہر پناہ کی فصیل کے پاس تشریف لائے اور زور سے آواز دے کر فرمانے لگے بیت المقدس کے باشندو! ہمارے سردار حضرت امیرالمومنین تشریف لے آئے ہیں تم نے جو کہا تھا اس کے متعلق اب کیا کرنا چاہتے ہو؟ لوگوں نے پوپ کو اس کی اطلاع دی۔ یہ اپنے کنیسہ سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہن کے نکلا۔ سرداران لشکر، پادری، رہبان اور بشپ اس کے ساتھ ہوئے۔ وہ صلیب جسے یہ اپنی عید کے سوا کبھی نہیں نکالتے تھے سامنے اٹھائی گئی۔ اہل بیت المقدس ان کے ہمراہ ہوا اور پوپ سے کہنے لگا مقدس باپ! اگر آپ ان کی صفات حقیقیہ سے بخوبی واقف ہیں اور ان کی علامات اصلیہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں تو خیر ورنہ ہم ان کے لئے کبھی دروازہ نہیں کھول سکتے۔ آپ ہمیں اور ان عربوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے یا تو ہمیں ہی وہ مٹا دیں گے ورنہ ہم انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔

یہ کہہ کر وہ فصیل پر چڑھا سرداران لشکر اس کے گرد گھیرے ہوئے صلیب آگے تھی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے کہنے لگا

(گزشتہ سے پیوستہ) پوشاک تھی اور ظاہری شان و شوکت اس قدر آ گئی تھی کہ عجمی معلوم ہوتے تھے۔ آپ دیکھتے ہی غصے میں آ گئے اور فرط غصہ کی وجہ سے گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر ان کی طرف پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجم کی عادت اختیار کر لی اور عربی سادگی چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ پوشاکیں اس غرض سے پہنی ہیں کہ ہمارے بدن پر ہر وقت ہتھیار رہتے ہیں فرمایا تو کچھ حرج نہیں۔ شیخ احمد انصاری مترجم ۱۵ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۳/ اگست ۱۹۱۷ء۔

[1] یہ حضرت ابوعبیدہ کا نام ہے ابوعبیدہ کنیت ہے۔ ۱۲ منہ

معزز شیخ[1] کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطابؓ جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے یہاں تشریف لے آئے ہیں ان کے پاس آ کے امان، ذمہ اور ادائے جزیہ کا عہد نامہ مرتب کرالو۔ پوپ نے کہا معزز مخاطب! اگر تمہارے امیر جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے آ گئے ہیں تو انہیں بلا کر ہمارے سامنے کھڑا کر دو تا کہ ہم ان کی صفات اور تعریفیں پہچان سکیں۔ مگر اس طرح کھڑا کیجئے کہ وہ آپ کے تمام آدمیوں سے علیحدہ ہمارے بالکل سامنے ہوں تا کہ ہم انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں۔ اگر وہ ہمارے وہی ساتھی (صاحب) ہوئے جن کی تعریف انجیل مقدس میں ہے تو ہم ان کے پاس آ کے امان مانگ لیں گے اور ادائے جزیہ کا اقرار کر لیں گے لیکن اگر وہ نہ ہوئے جن کا ذکر انجیل مقدس میں ہے تو پھر ہمارے تمہارے مابین تلوار ہے اور بس۔

کہتے ہیں یہ سن کے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور آپ کو پوپ کی باتوں سے مطلع کیا اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ تن تنہا تشریف لے جا رہے ہیں حالانکہ آپ کے پاس سوائے اس پیوند در پیوند کملی کے لڑائی کا کوئی ہتھیار موجود نہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں دشمن جناب کے ساتھ بے وفائی اور غداری سے پیش آ جائے اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ (آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گا مگر وہی جو ہمارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے، ہمارے لئے صاحب وہی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا کرنا چاہئے۔ قرآن شریف)

اس کے بعد آپ نے اپنا اونٹ طلب کیا اور پیش کیا گیا تو آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ کا لباس وہی پرانی کملی تھی اور سر پر ایک قطوانی گلیم کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کے سوا اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ جس وقت آپ شہر پناہ کے قریب پہنچ گئے تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ اور تمام سردار ان روم فصیل پر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ نے کہا لوگو! یہ ہیں امیر المومنین جو میرے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ پوپ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک نظر ڈالی اور غائر نظر دیکھ کے چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم! یہ شخص وہی ہے جس کی صفت و نعت اور علامات ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شہر فتح ہو گا اور یہ یقینی امر ہے۔ اس کے بعد اہل بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کم بختو! دوڑو اور اس شخص کے پاس جاؤ امان اور ذمہ کا عہد لے لو واللہ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی یہی شخص ہے۔"

یہ سنتے ہی رومی جن کی جان محصوری کی وجہ سے پہلے ہی تنگی میں تھی آپ کی طرف دوڑے۔ دروازہ کھولا اور آپ کے پاس آ کے عہد و میثاق اور ذمہ کی درخواست کر کے جزیہ کا اقرار کرنے لگے۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ حالت دیکھ کر درگاہ خداوندی میں عجز و انکسار کر کے فرض عبدیت بجا لائے اور اونٹ کی پالان پر ہی سجدہ شکر میں گر پڑے۔ سر اٹھایا تو ان سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے جیسا کہ تم نے درخواست کی ہے اگر تم اسی پر جمے رہے اور ادائے جزیہ کا اقرار کیا تو تمہارے لئے ذمہ اور امان ہو گا جاؤ اب اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ۔ رومی اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہو گئے۔ رات بھر خیمہ میں رہے صبح ہوئی تو آپ کھڑے ہوئے اور

---

1. یہ شیخ البابی کا ترجمہ ہے باپی معنی ٹھیک ہے بہت مگر اس کا ترجمہ یہاں موقع کے لحاظ سے شیخ کر دیا ہے ۱۲ منہ

بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ ۱؎ جس روز آپ اس میں تشریف لے گئے ہیں اس روز دوشنبہ کا دن تھا۔ جب تک آپ نے اس میں اقامت فرمائی اور شرق کی طرف ایک خط کھینچ کے محراب کا نشان بنا دیا۔ اسی جگہ وہ مسجد ہے جو آپ کے نام کی طرف منسوب ۲؎ ہے (مسجد عمر) پھر اپنے ہمراہیوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ رومیوں نے غداری کا ارادہ کیا۔ ابوالجعید جس نے جنگ یرموک میں رومیوں کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا مع اپنے بال بچوں اور مال و اسباب کے بیت المقدس میں مقیم تھا اس سے یہ رومی کہنے لگے ہمارا ارادہ ہے کہ مسلمان جس وقت نماز میں مشغول ہوں اور سجدہ میں چلے جائیں تو ان کے ساتھ غدر کر دیں اس وقت نہ ان کے پاس اسلحہ ہوں گے نہ اور کوئی ایسی چیز جو انہیں ہمارے حملوں سے محفوظ رکھ سکے۔ تیری اس معاملے کے متعلق کیا رائے ہے اس نے کہا ایسا نہ کرو اور نہ غدر کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں انہیں اس کی خبر کر دوں گا اور تم مغلوب ہو جاؤ گے۔

انہوں نے کہا پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا تم زینت اور متاع دنیا کو ان کے سامنے ظاہر کرو۔ متاع دنیا اور مال و اسباب ایسی چیزیں ہیں کہ انہیں دیکھ کر دنیا والوں سے ان پر کبھی صبر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر وہ مال و اسباب اور متاع دنیا کی طرف متوجہ ہوئے ان کے حصول کی کوشش کی اور خواہاں ہوئے تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جو تم کرنا چاہتے ہو وہ کرو۔ رومیوں نے یہ سن کر مقدور بھر کوشش کر کے جتنا وہ مال جمع کر سکتے تھے کیا اور مسلمانوں کے راستے میں ڈال دیا۔ مسلمان آتے جاتے اسے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ کسی نے اسے طمع کی نظر سے نہیں دیکھا اور نہ ہاتھ لگایا بلکہ یہ کہتے ہوئے گزر جاتے تھے:

الحمد لله الذی اورثنا دیار قوم لهم مثل هذا من الدنیا ولو سویت الدنیا عند الله جناح بعوضة ما سقی الکافر منها شربة ماء.

''تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں ایسی قوم کے ملکوں کا مالک کر دیا جن کے پاس دنیا کی اتنی چیزیں ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کوئی کافر دنیا سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پیتا۔''

حضرت عوف بن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! کسی مسلمان نے اس مال و اسباب اور متاع دنیا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور نہ اسے چھوا۔ ابوالجعید یہ دیکھ کر رومیوں سے کہنے لگا یہی ہے وہ قوم جس کی تعریف اللہ عزوجل نے توریت اور انجیل

۱؎ یہاں بھی آپ کے تدبر، رواداری اور حسن سلوک کے متعلق جو آپ نے اپنی رعایا اور مفتوح قوم کے ساتھ روا رکھی ایک بات تحریر کرتا ہوں۔ بیت المقدس میں داخل ہو کر آپ کنیسہ قمامہ کا معائنہ فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ پوپ نے کہا کہ آپ نماز یہیں پڑھ لیجئے مگر آپ نے باہر نکل کر تنہا تنہا نماز ادا کی اور پھر پوپ سے فرمایا اگر آج میں تمہارے کنیسہ میں نماز پڑھ لیتا تو کل مسلمان اس پر یہ کہہ کر قبضہ کر لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز پڑھی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے زمین کے متعلق بھی تحریر لکھ دی کہ یہاں نہ اذان دی جائے نہ جماعت کی جائے۔ غرض اسی طرح پہ مسلمانوں کا طرز عمل اور اس پر بھی دشمن منہ کو آتے ہیں۔ ۱۲ احمد شبیر احمد انصاری مترجم۔

۲؎ جس وقت آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے تو سب سے پہلے آپ نے مسجد میں محراب داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سجدہ داؤد کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا۔ پھر عیسائیوں کے گرجا میں آئے ادھر ادھر پھرتے رہے اور نماز کا وقت آ گیا جس کا ذکر پچھلے حاشیہ میں آ چکا ہے۔ پھر آپ نے دوسرے اہل الرائے لوگوں کے مشورے سے صخرہ کے متعلق جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام سے باری تعالیٰ جل مجدہ نے کلام کیا تھا مسجد کے لیے منتخب فرمایا۔ یہاں خاک اور دھول بہت پڑی ہوئی تھی تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے دامن میں بھر بھر کر اٹھانا شروع کی۔ یہ دیکھ کر تمام فوج اس میں لگ گئی اور تھوڑی دیر میں جگہ صاف ہو گئی۔ پھر یہاں مسجد کی تعمیر کی گئی جو اب تک مسجد عمر کے نام سے موسوم اور موجود ہے۔ ۱۲ شبیر احمد انصاری مترجم۔

میں انہیں کھول کر دیکھوں۔ تعزیت کے دن گزر جانے کے بعد میں نے ان دونوں ورقوں کو کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ ان میں لکھا ہوا تھا:۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واتخ یعنی اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ان کے بھیجے ہوئے رسول ہیں جو نبیوں کو پورا (ختم) کرنے والے ہیں۔ ان کے بعد اور کوئی نبی نہیں، ان کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ معظمہ ہے اور دار ہجرت مدینہ طیبہ۔ وہ بدخواہ ہوں گے نہ درشت مزاج اور شور پا ہوں گے۔ ان کی امت شکر اور حمد کرنے والی ہوگی جس کے افراد ہر حالت میں باری تعالیٰ کا شکریہ اور تعریف کرنے والے ہوں گے۔ ان کی زبانیں تہلیل و تکبیر کی آوازوں سے تر رہیں گی وہ ہر ایک دشمن پر جو ان کے ساتھ مخاصمت سے پیش آئے گا، فاتح اور منصور رہیں گے، وہ اپنی شرمگاہوں [1] کو دھوئیں گے پردہ کی چیزوں کو چھپائیں گے۔ ان کے سینوں میں قرآن ہوں گے۔ آپس میں ایسے مہربان ہوں گے جیسے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں پر۔ قیامت میں وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ ایمان میں سبقت کرنے والے مقربین، شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے"۔

یہ پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے بہتر اور اعظم کوئی دوسری چیز مجھے میرے والد نے سکھائی ہے (یعنی نہیں) اپنے والد کے انتقال کے بعد جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا میں ٹھہرا رہا اور توقف کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے سنا کہ مکہ معظمہ میں نبی مبعوث ہوئے ہیں اور وہ مکرر سہ کر اپنی باتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم ضرور وہی ہوں گے۔ میں بر ایمان کے مثل

(گزشتہ سے پیوستہ)

میں سے اگر کوئی شخص رومیوں کے ساتھ جانا چاہے تو جب تک وہ اپنی جائے امن تک نہ پہنچ جائے تو ان کو ان کے گرجاؤں کو اور صلیبوں کو بھی امن ہے۔ جب تک یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں اس وقت تک جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ، جانب رسول خدا، خلفاء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور مسلمانوں کا ذمہ ہے۔ سنہ ۱۵ھ میں یہ عہد نامہ لکھا گیا ہے، خالد بن الولید، عمرو بن عاص، عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابو سفیان (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اس پر گواہ ہیں۔

غالباً کوئی فاتح اپنی مفتوح قوم کو اس سے زیادہ وسیع امن اور اس قدر بھی مراعات نہیں دے سکتا۔ ان مراعات کی قدر و منزلت آپ کو اس وقت معلوم ہو سکتی ہے جب آپ اس تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس تحقیق کو دیکھیں جو یورپ کے صلیبی فاتحین نے اس شہر پر قبضہ کرتے وقت یہاں کے باشندوں کے ساتھ روا رکھی تھی اور جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔ یہ عہد نامہ صاف ہے اور تشریح کا محتاج نہیں۔ عیسائیوں کی جان و مال مذہب گرجا اور صلیبیں محفوظ رہیں گی۔ عبادات کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ احاطوں میں وسعت اور کمی نہیں کی جائے گی۔ غرض بالکل صاف ہے البتہ غالباً آپ کو یہ الفاظ کھٹکتے ہوں گے کہ باشندگان ایلیا کے ساتھ یہودی رہنے نہیں پائیں گے۔ سو اصل بات یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کے خیال میں یہودیوں نے صلیب دے کر قتل کر دیا تھا اور یہ واقعہ خاص بیت المقدس میں ہوا تھا۔ اس لئے ان کی خاطر سے یہ شرط منظور کی گئی تھی کہ یہودی بیت المقدس میں نہیں رہنے پائیں گے۔ رومی چونکہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور رومی درحقیقت مسلمانوں کے دشمن تھے ان کے ساتھ بھی رعایت ملحوظ رکھی گئی کہ بیت المقدس میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور اگر جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں انہیں امن ہوگا اور ان کے گرجا اور صلیب محفوظ رہیں گے۔ اللہ اللہ! یہ ہے مساوات، عدل و احسان، رواداری اور مذہب میں غیر تعصبی۔ والسلام شبیر احمد انصاری [illegible] ضلع مظفر گڑھ [illegible]۔

۳ صفر المظفر [illegible]ھ

[1] ایک نسخہ میں چہروں کے ہے۔ ۱۲ منہ

اور کاموں کے متعلق دریافت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے خبر ملی کہ وہ مکہ معظمہ چھوڑ کر یثرب کی طرف ہجرت فرما گئے ہیں۔ میں ان کے امور کی برابر نگاہ رکھتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے غزوے کئے جہاد فرمایا اور دشمنوں پر غالب ہوئے۔ میں نے چاہا کہ دربار رسالت میں حاضر ہوں۔ مگر مجھے معلوم ہوا کہ اس عالم سے انتقال فرما گئے ہیں اور وحی منقطع ہو گئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ معلوم کر کے مجھے خیال ہوا کہ جن کا میں انتظار کر رہا تھا شاید وہ وہ نہیں تھے۔ میں اسی خیال میں رہا حتیٰ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں فرشتے گروہ در گروہ اتر رہے ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے رسول اللہ انتقال فرما گئے اور زمین والوں سے وحی منقطع ہو گئی۔

اس خواب کے بعد مجھے خبر ملی کہ ان کے بعد ایک خلیفہ مقرر ہوئے ہیں جن کا نام ابوبکر صدیقؓ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ابھی بہت کم ہی مدت ہوئی تھی کہ ان کی فوجیں ہمارے پاس شام کی طرف آ گئیں اور پھر اس کے بعد ان کی وفات کی خبر بھی پہنچ گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے بعد ایک اور شخص گندمی رنگ کے خلیفہ ہوئے ہیں جن کا نام عمرؓ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تاوقتیکہ میں اس دین کے متعلق خوب اچھی طرح تحقیق نہ کر لوں اور اس کی حقیقت سے کما حقہٗ واقف نہ ہو جاؤں۔ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گا۔ میں برابر اس کی تحقیقات کرتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطابؓ بیت المقدس میں تشریف لائے اور ایلیاں بیت المقدس سے صلح کی۔

میں نے ان کے وفائے عہد پر نظر ڈالی اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے ساتھ کیا تھا اس پر نگاہ ڈالی تو مجھ پر منکشف اور محقق ہو گیا کہ نبی امی محمدؐ کی امت یہی حضرات ہیں۔ اب میں نے اپنے دل میں اس دین کے اندر داخل ہونے کا مذاکرہ کیا اور میں یہی ویش ہی کرتا رہا کہ آیا داخل ہوں یا نہیں؟ حتیٰ کہ ایک رات میں اپنے کوٹھے پر کھڑا ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان نے اس وقت یہ آیت پڑھنی شروع کی:

يايها الذين اوتوا الكتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معكم من قبل ان نطمس وجوها فنردها على ادبارها او نلعنهم كما لعنا اصحاب السبت وكان امر الله مفعولا۔

''اے وہ لوگو! جو کتاب دیئے گئے ہو (اہل کتاب) ایمان لاؤ اس چیز کے ساتھ جو ہم نے نازل کی ہے (قرآن شریف) درآنحالیکہ وہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے (توریت انجیل وغیرہ) پہلے اس بات سے کہ مٹا ڈالیں ہم موہنوں کو پس پھیر دیں ہم ان کو ان کی پیٹھوں پر یا لعنت کریں ہم ان پر جیسا کہ لعنت کی ہم نے ہفتہ والوں (یہودیوں) پر اور ہے اللہ تعالیٰ کا حکم کیا گیا''۔

میں یہ آیت سنتے ہی ڈرا اور خدا کی قسم مجھے خوف ہوا کہ کہیں صبح ہونے سے قبل ہی میرا منہ نہ پھیرا جائے۔ مجھے صبح ہونے سے زیادہ اور کسی بات کا اشتیاق نہیں تھا حتیٰ کہ صبح ہوئی اور میں اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ لوگوں سے حضرت عمر بن خطابؓ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہیں۔ میں بیت المقدس کی طرف چلا۔ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت جناب صخرہ کے قریب مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے بعد میں آپ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کعب بن احبار ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ کیونکہ میں نے کتب سابقہ میں جناب محمد رسول اللہؐ کی صفات دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ

عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تھی۔

"یا موسیٰ! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ اپنے نزدیک کسی کو بزرگ تر اور اکرم نہیں پیدا کیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ اور نہ شمس وقمر اور نہ زمین وآسمان۔ ان کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور ان کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے۔ میں انہیں آخر زمانہ میں مبعوث کروں گا ان کی امت مرحومہ ہوگی اور وہ خود نبی الرحمت ہوں گے۔ (ان کی شان اور صفت یہ ہوگی کہ) وہ نبی امی تہامی قریشی مومنوں کے ساتھ رحیم اور کافروں پر شدید ہوں گے۔ ان کا باطن ان کے ظاہر کے مثل ہوگا۔ ان کا قول ان کے عمل کے خلاف نہیں ہوگا۔ ان کے نزدیک قریب اور بعید سب برابر ہوں گے۔ ان کے صحابہ آپس میں رحم اور بہتر چال رکھنے والے ہوں گے"۔

آپ نے فرمایا کعب! تم جو کہتے ہو آیا یہ سچ ہے؟ میں نے کہا جو میرے کہنے کو سنتا اور دلوں کا بھید جانتا ہے اس کی قسم بالکل سچ ہے۔ آپ نے فرمایا:

الحمد الله الذي اعزنا و اكرمنا و شرفنا و رحمنا برحمة التي وسعت كل شئ وهدانا بمحمد صلى الله عليه وسلم.

"شکر اور تعریف ہے اللہ پاک کی جنھوں نے ہمیں عزت دی بزرگی عنایت فرمائی مشرف کیا اپنی اس رحمت سے نوازا جو تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور محمد کے ذریعے سے ہمیں ہدایت بخشی"۔

کعب کیا تم ہمارے دین میں داخل ہو سکتے ہو؟ میں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کی اس کتاب میں جو آپ کے دین و مذہب کے اوامر بتلانے کے لئے آپ کی طرف نازل کی گئی ہے کیا کہیں (سیدنا) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ووصى بها ابراهيم بنيه و يعقوب يابني ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدى قالوا نعبد الهك واله اباءك ابراهيم و اسمعيل و اسحق الها واحدا ونحن له مسلمون.

"اور یہی وصیت کی تھی ابراہیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب نے اے بیٹو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے واسطے دین کو پسند کرلیا ہے پس نہ مرو تم مگر در انحالیکہ تم مسلمان ہو۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا (اور) جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے معبود اور تیرے آباؤ اجداد ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہی معبود ہے اور اسی کے حکم بردار ہیں"۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما.

"نہ ابراہیم یہودی تھے اور نہ نصرانی البتہ ایک سیدھے راستہ پر چلنے والے مسلمان تھے"۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

افغير دين الله يبغون وله اسلم. الخ

"کیا اللہ کے دین کے سوا کسی دوسرے کو پسند کرتے ہو؟"

از اں بعد یہ پڑھی:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ.

"جو شخص دین اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کا اتباع کرے گا پس ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا"۔

بعد ازیں پڑھا:

قل اننی ھدانی ربی الی صراط مستقیم.

کہہ تو کہ مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف راہ دکھائی"۔

پھر یہ آیت پڑھی:

وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابرھیم وھو سماکم المسلمین من قبل.

"تم پر تمہارے دین میں کوئی تنگی مقرر نہیں کی دین تمہارے باپ ابراہیم کا (یعنی اس کی پیروی کرو) اس کے پہلے سے (یعنی قبل از قرآن) تمہارا نام مسلمان رکھا ہے"۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آیات سنیں تو فوراً میں نے کہا یا امیر المومنین! اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ آپ میرے اسلام لانے سے بے حد خوش ہوئے اور کچھ توقف کے بعد فرمایا کعب! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو تاکہ تم قبر شریف کی زیارت کرو اور زیارت سے متمتع ہو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں ایسا ہی کروں گا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد امیر المومنین کی مدینہ طیبہ واپسی

کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اہل بیت المقدس سے عہد نامہ ہو جانے اور ان کے ادائے جزیہ کے اقرار کے بعد بیت المقدس سے کوچ فرمایا۔[1] تمام لشکر جابیہ تک آپ کے ساتھ آیا۔ یہاں آپ نے پڑاؤ کیا اور قیام فرما کے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔

---

1. یہاں مجھے بیت المقدس کے متعلق چند ضروری معلومات و حالات بھی بتانا۔ چند ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ بیت المقدس مرکزی مقام ہے۔ آپ کو جیسا کہ اصل کتاب سے معلوم ہو چکا ہے، بیت المقدس حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی خلافت راشدہ میں ۱۵ھ بمطابق ۶۳۶ء کو فتح ہوا اور ۴۹۲ھ تک مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ وہ مسلمانوں کے انحطاط کا دور تھا تو صلیبیوں کی آنکھ میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔ جنہوں نے انہیں بیت المقدس سے... مسلمانوں میں پھر بیداری ہوئی۔ عیسائیوں نے بیت المقدس کی طرف کوئی میلی نظر سے دیکھتے تھے۔ مگر یہ بھی اسلام کو جو تاریخی عظمت... صلیب کی... ہے۔

یہ دولت فاطمیہ جو مصر میں تھی اور جو اسلام کے... مسلمانوں پر مسلط ہو گئی ہے اس نے حکومت سلجوقی کی مخالفت میں عیسائیوں کو شہ دے دی کہ آپ شام پر حملہ کریں اور... سلجوقیوں کو شکست دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم بھی ان امکان تک آپ کی مدد کریں گے۔ فاطمی خلیفہ ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ نے ان سے یہ معاہدہ بھی کر لیا۔ عیسائی... تک آگے بڑھ گئے۔ شام کے شہروں پر قبضہ کیا اور اپنی اصل آرزو کا تعلق فتح بیت المقدس کو بھی... انہوں نے... فتح کر لیا۔ اس وقت بغداد میں ابوالعباس المستظہر باللہ مسند خلافت پر متمکن تھا۔ اس نے

مصر کی طرف حضرت عمرو بن عاص ؓ کو روانہ کیا۔ حمص کے عہدہ قضا پر حضرت عمرو بن سعید انصاری ؓ کو مقرر فرمایا اور اس کے بعد آپ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لے کر مدینۃ الرسول ؐ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر ؓ کی مدینہ تشریف آوری

اہلیان مدینۃ الرسول ؐ یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عمر ؓ شام میں عمدہ عمدہ میوے فراوانی اور زخوں کی ارزانی دیکھ کر نیز چونکہ شام بلاد الانبیاء ارض مقدس اور محشر کی جگہ ہے حشر کا میدان یہیں ہوگا یہ سوچ کر شاید وہیں مدتیام فرمالیں۔ یہ روزانہ مدینہ منورہ سے نکل نکل کر آپ کا انتظار کیا کرتے اور خبریں معلوم کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ تشریف لائے۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم سے تمام مدینہ جنبش میں آ گیا۔ رسول اللہ ؐ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے آنے اور آپ کو دیکھنے سے بے حد خوش ہوئے۔ آپ کو سلام کیا مرحبا کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے جو فتح بخشی تھی اس کی مبارکباد دی۔ آپ سب سے پہلے مسجد میں تشریف لائے۔ رسول اللہ ؐ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی قبروں پر سلام کہا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت کعب احبار کی طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے تم نے جو ان دو ورقوں کے اندر لکھا ہوا دیکھا تھا مسلمانوں سے بیان کرو۔ انہوں نے بیان کیا اور لوگوں نے اس سے اپنے اپنے ایمانوں کو تقویت بخشی۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسین بن عباس نے جو ابوسفیان کے لقب سے مشہور ہیں اور ان سے ابوجعفر بن احمد بن عبدالفتاح نے اور ان سے عبداللہ بن اسلم زہری اور ان سے عبداللہ بن یحییٰ رزقی اور ان سے ان لوگوں نے جن کا ذکر اور نام اول کتاب میں بیان ہو چکا ہے اور تمام حضرات کی روایات قریب ہی قریب ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہ زیادتی اور نقصان سے بچائیں۔ کیونکہ صدق در اصل ایک امانت ہے اور کذب خیانت۔ اس ذات وحدہ لاشریک لہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو حاضر و غائب کے جاننے والے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں سوائے صدق کے اور کسی خبر پر اعتماد نہیں کیا اور قاعدہ حق کے سوا کسی حدیث اور بات کو اس کے اندر بیان نہیں کیا تا کہ میں رسول اللہ ؐ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلتیں، بزرگیاں اور ان کا جہاد ثابت کر کے اہل رفض کی جو اہل سنت سے خارج ہیں اس کے ذریعے ناک میں ملا دوں کیونکہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو نہ شام کے شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آتے اور نہ اس دین کا پھریرا ان کے قلعوں کی چوٹیوں پر لہراتا ہوا دکھائی دیتا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام تر کوششیں محض اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لئے تھیں۔ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور انہی کے متعلق فرماتے ہیں۔ مسلک المقتطر فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من منتظر۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب ؓ نے جب سرداران شام کو شام کے مختلف علاقوں میں مقرر فرمایا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو امیر شام بنا کر حلب، انطاکیہ، ۱ معرق اور جو ان کے متصل قلعے تھے ان کی طرف روانہ کیا اور حضرت عمرو بن عاص ؓ کو مصر بھیجا اور حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کو ساحل شام پر لشکر کشی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ چل کر قیساریہ میں خیمہ زن ہوئے۔

یہ شہر بہت زیادہ آباد تھا جس میں آدمیوں کا ہجوم اور فوج کی کثرت تھی۔ قسطنطین ملک ہرقل کا بیٹا یہاں کا فرماں روا تھا جس کے پاس نصرانی عربوں، رومیوں اور دوسروں کی اسی ہزار فوج تھی۔ اس نے جب حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کو یہاں محاصرہ کرتے دیکھا تو اپنے باپ ملک ہرقل سے کمک کا خواہاں ہوا۔ ہرقل نے والی مرعش لاوین بن منجائیل کے ساتھ رومی بہادروں کی بیس ہزار جمعیت اور غلے اور چارے کی کشتیاں بھر کر اس کے پاس روانہ کر دیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نے یہ دیکھ کر اور خیال کر کے کہ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا دربار خلافت میں اس کی اطلاع دی اور لکھا۔

حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کا دربار خلافت میں عرضداشت بھیجنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یزید بن ابوسفیان شام کے ایک صوبے کے عامل کی طرف سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں۔ سلام

۱۔ ایک نسخہ میں معرہ ہے۔ مترجم

علیک۔ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

اما بعد۔ یا امیر المومنین! میں قیساریہ میں پہنچا یہ شہر آدمیوں اور فوج سے پر ہے۔ فتح کرنے کی کوئی امید نہیں۔ قسطنطین نے اپنے باپ سے کمک طلب کی ہے اور اس نے والی مرعش لاون بن مخائیل کے ساتھ دو سو بیس ہزار فوج یہاں روانہ کی ہے۔ ہر روز رسد کی کشتیاں جن میں چارہ اور غلہ بھرا ہوا ہے آتی رہتی ہیں کمک چاہتا ہوں۔ والسلام۔

یہ خط آپ نے حضرت عمرو بن سلمہ بن حبیبہ فہمیؓ کے ہاتھ روانہ کیا۔ جس وقت یہ مدینہ طیبہ میں پہنچے تو حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کو سلام کیا اور خط پیش کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ خط کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا یزید بن ابو سفیانؓ کے پاس سے۔ آپ نے اسے کھول کر پڑھا جس وقت آپ اس کی آخری سطریں پڑھ چکے تو حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کے کام اور ان کی درخواست کے متعلق غور و فکر کرنے لگے اور سوچتے رہے کہ اس میں کیا کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے پاس آئے۔ حضرت امیر المومنین انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ اور معانقہ کے بعد دونوں حضرات بیٹھ گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میں خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہوں اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کام میرے سپرد کر رکھا ہے اس میں ان کی اعانت اور مدد چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر دریائے فرات کے کنارے کسی بکری کی جان بھی ضائع ہو گئی تو اس کے سبب سے عمر ضرور ماخوذ ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کا خط دکھلا کر فرمایا کہ وہ قیساریہ شام میں ہیں اور مدد طلب کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین! آپ مسلمانوں کی طرف سے رنج و غم نہ کیجئے اور نہ اتنی بے صبری فرمایئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مشرکوں کو ذلیل کر کے آپ کو ضرور فتح عنایت فرمائیں گے۔ آپ یزید کی کمک بھیجئے اور ان کے پاس خط لکھئے۔ یہ سن کر حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو خط لکھا کہ وہ حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کی کمک کریں اور اس کو خط روانہ کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی اور حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کے پاس دس ہزار۔ جس وقت حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کا حکم نامہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے حضرت حرب بن عدیؓ کی زیر سیادت تین ہزار فوج کر کے انہیں حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کی کمک اور مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اور اب ان کے پاس سترہ ہزار جمعیت رہ گئی جو اکثر جگہوں پر منتشر تھی۔ یہاں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اہل قنسرین اور عواصم سے پانچ پانچ ہزار مثقال سونے اور چاندی ایک ہزار ریشمی کپڑوں اور پانچ سو بار شتر[1] انگور اور زیتون کے اوپر صلح کر لی تھی۔ صلح کے مکمل ہونے کے بعد جب اہل قنسرین اور عواصم نے تاوان صلح ادا کر دیا اور صلح کی دفعات منظور کر لیں تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں صلح نامہ لکھ کر دے دیا اور آپ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز چند سادات مسلمین اور سرداران موحدین کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے اور ایک مسجد کا حصار کھینچ دیا۔ اہل حلب نے جب صلح قنسرین کے متعلق نیز عربوں کا اپنی طرف آنا سنا تو گھبرا اٹھے اور ایک اضطراب شدید ان میں پھیل گیا۔ حلب پر اس وقت دو حقیقی بھائی حکمراں تھے اور ایک قلعہ میں جو شہر سے علیحدہ بنا ہوا تھا رہا کرتے تھے۔ ایک کا

[1] بار کا ترجمہ ہے اصل میں بار شتر نیز سانڈ صاحب کا بھی ایک وزن ہوتا ہے جو قریب قریب بوجھ شتر کے مثل ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

نام ان میں سے یوقنا تھا اور دوسرے کا نام یوحنا۔ ان کا باپ شہر حلب اس کے پرگنوں ۱؎ قصبوں ۲؎ اور متعلقہ دیہاتوں ۳؎ کا ایک طرف تو پہاڑیوں اور دوسری جانب فرات کی حد تک مالک ہو گیا تھا اور برسوں تک حلب کا یہ صوبہ اسی کے قبضہ و اقتدار میں رہا تھا کسی شخص نے اس سے اس کے متعلق جھگڑا یا جنگ نہیں کی تھی۔ ہرقل بادشاہ روم نے اس کے مکر و فریب اور برائی سے ڈر کر حلب کو اسے بطور جاگیر کے بخش دیا تھا۔ روم کے والیان ملک اس سے ڈرتے۔ اس کی تعظیم و تکریم کرتے اور اپنی اپنی حکومتوں اور بستیوں کی حفاظت کے خیال سے اس سے دست و گریباں نہیں ہوتے تھے کہ ایسا نہ ہو ہمارے مقبوضات بھی یہ فتح کر لے۔ کیونکہ یہ ایک کم سن جوان شخص تھا اور اپنے قصد اور ارادے سے تمام اطراف کے بادشاہوں کو ہلا کر رکھ دیا کرتا تھا۔ والیان ملک کو اس کی طرف سے خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر اس کے ساتھ جنگ کی جائے تو یہ اپنی قوت سیاسی تدبیروں، کثرت شر اور اپنے ظلم کی شدت کی وجہ سے ہماری سلطنتوں پر بھی قبضہ نہ کر لے۔

جنگ حلب

بہر حال جب یہ ۴؎ عواصم میں آ گیا تھا تو اس نے اپنی رہائش کے لئے حلب کے قلعے کو منتخب کر کے اسے نہایت مستحکم اور استوار کر لیا تھا اور اپنی حفاظت اور صیانت کی غرض سے اس کی تعمیر کرا کے اس کے چاروں طرف شہر پناہ بنوائی تھی اور شہروں کو آباد کر کے اسے خوب مضبوط اور محصور کر دیا تھا اور جس وقت اس کا باپ سے کوچ ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس کا جانشین اور بادشاہت کا مالک اس کا بڑا بیٹا یوقنا ہوا تھا جو نہایت شجیع، بہادر، جنگ جو، لڑائی کی طرف اقدام کرنے والا، جنگ کے شعلوں سے غدار اور اس کی بلاؤں سے بے خوف، مال کو نہایت حریص اور پہاڑ نیز دار تھا۔ بخلاف دوسرے بیٹے کے جو نرم طبیعت، تارک الدنیا، راہب اور اپنے زمانے کے تمام آدمیوں سے زیادہ عالم تھا اور جس نے ریاست اور بادشاہت سے قطعاً اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ چنانچہ اس نے جب یہ سنا تھا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس طرف کا رخ کیا ہے تو اس نے اپنے بھائی یوقنا سے کہا تھا کہ آپ نے عرب کے متعلق کیا تدبیر اختیار کی ہے اور کیا ارادہ ہے؟

اس نے جواب دیا تھا کہ عربوں سے لڑنے کا قصد ہے۔ میں انہیں قبل اس کے کہ وہ میری ریاست کے حدود کے اندر قدم رکھیں مزہ چکھا دوں گا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اب تک جو انہوں نے والیان شام وغیرہ سے مقابلہ کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں۔ یہ یوحنا انجیل اور مزامیر (یعنی مزامیر داؤد جو زبور سے مشتق اور دعاؤں کی قسم سے ہیں) پڑھا ہوا تھا۔ اس کا کام اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کنیسوں اور گرجاؤں کی تعمیر کرنا، صومعوں کو آباد کرنا، راہبوں اور پادریوں کے کپڑے بنانا اور ان کے تمام کاموں کا متکفل ہونا تھا اور بس۔

۱؎ پرگنوں کا ترجمہ ہے اعمال جمع عمل کی بمعنی پرگنہ۔ ۱۲ منہ

۲؎ یہ قصبوں کا ترجمہ ہے جمع قریہ بمعنی بستی۔ ۱۲ منہ

۳؎ دیہاتوں کا ترجمہ ہے ضیاع جمع ضیعہ کی بمعنی دیہات۔ ۱۲ منہ

۴؎ عواصم انطاکیہ کے دیہات۔ ۱۲ منہ

یوقنا اور یوحنا کا باہم مشورہ

جب ان دونوں بھائیوں کو عواصم کی فتح کی خبر پہنچی کہ وہ جنگ کے بعد فتح ہو چکا ہے اور قنسرین والوں نے عرب کے صلح کر لی ہے۔ نیز عرب وہاں داخل ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر معرات، عواصم اور بحاع سے حدود فرات تک چھاپے مارتا رہتا ہے تو یوحنا اپنے بڑے بھائی یوقنا سے کہنے لگا۔ بھائی جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی روز رات کو مجھ سے خلوت میں ملیں تا کہ میں آپ سے کچھ مشورہ کر سکوں۔ اپنی رائے سے جناب کو مطلع کروں اور آپ کی رائے سے میں مستفید ہوں۔ یوقنا نے کہا بہت بہتر۔ رات نے جب اپنی تاریکی کی چادر فضائے عالم پر ڈال دی تو یہ قلعہ میں اپنے باپ کے مکان پر جمع ہوئے اور ایک جگہ بیٹھ کے مشورہ کرنے لگے۔ یوقنا نے کہا بھائی! ان ننگے بھوکے عربوں کے ہاتھوں بادشاہوں پر جو جو آفات نازل ہوئی ہیں وہ خود تمہیں معلوم ہیں۔ نیز اہل شام پر جو مصائب انہوں نے توڑے ہیں قتل، غارت گری، لوٹ وہ بھی تمہیں بخوبی معلوم ہیں۔ یہ شام کے جس شہر پر جاتے ہیں اسے ہی فتح کر کے اس کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اب تم مجھے اس کے متعلق مشورہ دو کہ گویا میں ان کے سامنے ہوں وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

یوحنا نے کہا بھائی جان! آپ نے اپنے کام میں جب مجھ سے مشورہ لیا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں آپ کو کامل مشورہ دوں اور اگر آپ قبول کریں تو بے غل و غش نصیحت کروں۔ یہ صحیح ہے کہ میں آپ سے عمر میں چھوٹا اور فنون جنگ سے کم واقف ہوں مگر باعتبار بصیرت آپ سے زیادہ عالم ہوں۔ مسیح اور قربان کی قسم! اگر آپ نے میرے مشورے پر عمل کیا تو آپ کی بات بھی بڑی ہی رہے گی اور مال و جان بھی محفوظ رہے گا۔ اس نے کہا میں تمہیں واقعی اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں تم اپنی رائے بیان کرو۔

یوحنا نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربوں کے پاس ایک ایلچی بھیجیں اور اگر جناب کو منظور ہو تو میں خود ایلچی ہو کر آپ کی طرف سے ان کے پاس جاؤں۔ نیز جتنا وہ چاہیں انہیں مال و اسباب دیں اور صلح کی درخواست کریں اور جب تک انہیں آپ غالب دیکھیں ایک معینہ رقم سالانہ انہیں ادا کرتے رہیں۔ یوقنا یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور یوحنا کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسیح تیرا برا کریں کتنی بزدلانہ رائے ہے۔ تیری ماں نے تجھے راہب اور پادری ہی جنا ہے۔ بادشاہ محارب اور مقاتل نہیں پیدا کیا۔ راہب بڑے بزدل ہوتے ہیں ان کے دل بالکل نہیں ہوتا کیونکہ مسور کی دال، زیتون اور ساگ پات کے سوا گوشت بھی کھاتے نہیں جو طاقت پیدا ہو۔ نہ کسی دوسری نعمتوں کو ہی چھیڑتے ہیں۔ لڑائی کے فنون سے آگاہ نہیں ہوتے اور جوانمردوں سے ملاقات رکھتے ہیں جو کچھ ہمت ہی پیدا ہو۔ میں ایک بادشاہ اور بادشاہزادہ ہوں۔ میرے ان کے مابین تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے۔ بادشاہ کبھی عاجز اور مغلوب نہیں ہوا کرتے۔ کم بخت! بھلا یہ تو بتلا کہ ہم عربوں کے ہاتھ میں اپنا ملک دے کر اپنی قسمت کی باگ ڈور انہیں کس طرح سپرد کر دیں اور وہ بھی بغیر لڑے بھڑے۔

یوحنا اپنے بھائی کی یہ بات سن کے ہنسا اور اس کی باتوں پر بے انتہا تعجب کر کے کہنے لگا بھائی! مسیح کی قسم! معلوم ہوتا ہے کہ تیری موت قریب ہی آ گئی کیونکہ تو ظالم ہے خونریزی اور قتل و غارت کو پسند کرتا ہے۔ تیری فوج فرا ہرقل کے اس لشکر سے جس نے یرموک کے میدان میں عربوں کے ہاتھ سے ہزیمت کھائی۔ نیز جو لشکر اجنادین کے میدانوں میں ان سے شکست کھا کے بھاگ چکا ہے زیادہ نہیں ہے۔ اس قوم کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی نے ہم پر غلبہ دیا ہے۔ اللہ سے ڈر اور اپنے قتل پر خود ان کی اعانت نہ کر۔

یوحنا کی ان باتوں نے یوقنا کے غصہ کی آگ پر تیل کا کام کیا، وہ اور زیادہ غصہ میں بھر گیا اور لال پیلا ہو کے کہنے لگا تو نے عربوں کی تعریف کے پل باندھ دیے اور ان کی مدح و سرائی کرتے کرتے خواہ مخواہ زبان کو گز کے پھینک دیا۔ جن فوجوں اور لشکر کا تو نے ذکر کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں مجھے ان پر شدیاں کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں جن جن شہروں کا تو نے ذکر کیا ہے مجھے تو ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی معلوم نہیں کہ اس نے بغیر لڑے بھڑے اور بغیر کوشش کئے اپنے شہر کو ان کے سپرد کر دیا ہو۔ خواہ وہ سپردگی جنگ کے بعد غضب سے ہوئی ہو یا صلح سے میں نے پہلے ہی سے مال اسی واسطے جمع کر رکھا ہے کہ آڑے وقت میں اپنی جان بچا سکوں اور لڑائی کے وقت وہ میرے کام آئے۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں سے ضرور لڑوں گا۔ اگر صلیب نے میری مدد کی اور مسیح (علیہ السلام) نے ان کے مقابلے میں میری اعانت فرمائی تو میں ان عربوں کو مار مار کر پیچھے ہٹاتا ہٹاتا حجاز میں داخل کر دوں گا۔ تمام بادشاہوں پر کشف کا سیاہ جھنڈا لگا دوں گا اور شام کی طرف اس کا بادشاہ ہو کر واپس پھروں گا۔ اس وقت ہرقل کو بھی اتنی مجال نہیں ہوگی کہ میرے ساتھ منازعت کی آنکھ ملا سکے اور اگر عربوں نے مجھے شکست دے دی تو میں اپنے اس قلعہ میں آ کر قلعہ بند ہو جاؤں گا۔ میں نے اس میں اس قدر رسد اور کھانے پینے کا سامان جمع کر رکھا ہے کہ وہ مجھے ایک طویل مدت تک کافی ہوگا اور میں اس میں نہایت عزت کی زندگی بسر کر کے اپنی بقیہ عمر کاٹ دوں گا۔ عربوں کے معاملے میں مجھ سے زیادہ گفتگو نہ کر۔ میں صلح کا نام تو ان کی طرف کبھی نہیں بڑھا سکتا اور نہ اپنا مال بغیر طلب کے اس طرح بے دریغ خرچ کر سکتا ہوں۔ صلح کے متعلق مجھے اب رائے نہ دے ورنہ اس سے پہلے مجھے تیرے سے نبٹنا پڑے گا اور اس بری طرح سے تیرے ساتھ پیش آؤں گا کہ پھر بنائے نہیں بنے گی۔

یوقنا کا لشکر جمع کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا کے سر پر جنگ کا بھوت سوار تھا جس نے اسے بیزار بنا رکھا کے لڑائی پر آمادہ کر رکھا تھا۔ یوحنا اس کی بات سن کے نہایت برافروختہ ہوا اور یہ کہہ کے اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا کہ تجھ سے بات کرنا اس وقت تک قطعاً حرام ہے۔ جب تک میری رائے اور مشورے پر کاربند نہ ہوگا۔ دوسرے روز ہوا تو یوقنا نے جو کچھ اس کے پاس ارمنوں اور نصرانیوں کی فوج تھی جمع کی اور اپنے سامنے بلا کے اسے کھڑا کیا۔ ان میں سے جس شخص نے ہتھیار مانگے اس کو ہتھیار دیئے مال تقسیم کیا اور عربوں کو اس کے سامنے کمزور اور سست ظاہر کر کے کہنے لگا کہ وہ بہت تھوڑے آدمی ہیں اور ہماری جمعیت کافی ہے۔ عرب متفرق ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک جماعت قیساریہ کی طرف چلی گئی ہے اور ایک جمعیت مصر کی جانب۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا نے قبل اس کے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حلب تک پہنچیں آپ سے لڑنے کا ارادہ کر لیا اور اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس نامی کو ایک ہزار ہتھیار بند سپرد کر کے اسے اپنی دارالسلطنت کا محافظ مقرر کیا کہ وہ اسے تاخت و تاراج سے بچائے اور خود اپنی جمعیت لے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ مسلمانوں کی جمعیت اس وقت علاوہ ان حضرات کے جو غیر مسلح تھے بارہ ہزار تھی یوقنا نے ثنیات اور صلیبیں آگے کیں ان صلیبوں میں ایک صلیب سونے اور جواہر کی بنی ہوئی تھی جس کی بے حد تعظیم کیا کرتا تھا اور اس کے گرد ایک ہزار غلام جو ریشمی کپڑے جن پر سونے کا حاشیہ لگا ہوا تھا پہنے ہوئے موجود تھے۔

حضرت ابن ثعلبہ کندی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے قنسرین کو صلح[1] سے فتح کر کے وہیں قیام فرمایا تھا اور آپ ابھی یہیں اقامت گزین تھے کہ دربار خلافت سے آپ کے نام حکم موصول ہوا تھا کہ وہ کچھ لشکر سے حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کریں۔ چنانچہ آپ نے تین ہزار لشکر ادھر روانہ کر کے خود حلب پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا تھا اور بنی ضمرہ سے ایک شخص کعب بن ضمرۃ الضمری کو منتخب کر کے ان کے ساتھ ایک ہزار لشکر کر دیا تھا۔ کعب بن ضمرۃ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دیر تک جانباز اور بڑے بہادر شخص تھے۔ جب ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے تھے تو خواہ تھوڑا لشکر ہو یا زیادہ کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک ہزار فوج کے ساتھ حلب کی طرف روانہ کیا تھا اور فرمایا تھا کعب! اگر تمہارا مقابلہ ایسے لشکر سے ہو جائے جس سے مقابلہ کرنے کی تم طاقت نہ رکھو تو تم ہرگز نہ لڑنا۔ والی حلب کے حالات اور اس کا ارادہ معلوم کر لینا اور اس سے احتیاط رکھنا میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں۔ یہ مقدمۃ الجیش ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔

یوقنا نے خبر رسانی کے لئے جاسوس مقرر کر رکھے تھے انہوں نے اسے خبر دی کہ مسلمانوں کا لشکر حلب کے ارادہ سے چل پڑا ہے۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ عربوں کی جمعیت کس قدر ہو گی؟ انہوں نے کہا وہ ایک ہزار ہیں اور حلب سے چھ میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے اپنے نصف لشکر کو کمین گاہ میں چھپایا اور نصف کو جس میں سرداران لشکر بھی شامل تھے ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف چلا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو مسلمان نہر پر خیمہ سے ہوئے گھوڑوں کو پانی پلانے اور وضو کرنے میں مشغول تھے۔ اچانک مسلمانوں نے یوقنا اور اس کے سرداروں کو آتے دیکھا کہ صلیب آگے آگے چلی آ رہی ہے تو ایک نے دوسرے کو پکارنا شروع کیا۔ گھوڑوں پر سوار ہونے لگے۔ کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوئے لشکر کے آگے آگے ہوئے اور یوقنا کے لشکر کی طرف دیکھ کے اس کا اندازہ لگانے لگے۔ چونکہ یوقنا نے نصف لشکر کو چھپا دیا تھا اس لئے آپ نے پانچ ہزار کا تخمینہ لگایا پھر یوقنا اور اس کے لشکر کو دیکھ کے اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹے اور فرمایا اللہ کے دین کے مددگارو! میں نے دشمن کا لشکر دیکھ لیا ہے اور اس کا تخمینہ بھی لگا لیا ہے وہ پانچ ہزار ہے جو تمہارے لئے بجائے مال غنیمت کے ہو گا۔ کیا تمہارا ایک آدمی ان کے پانچ آدمیوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا؟ مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم کیوں نہیں۔

لشکر اسلامیہ اور یوقنا کی افواج میں لڑائی ہونا

اس کے بعد مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو شجاعت اور بہادری دلانے لگے اور بڑھتے بڑھتے ایک جماعت دوسری جماعت سے بالکل مل گئی۔ یوقنا اپنے ساتھیوں، آدمیوں، غلاموں، جوانوں اور سرداروں کو مخاطب کر کے چلایا اور مسلمانوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ انہوں نے حکم ملتے ہی یکبارگی ایک متفقہ اور سخت حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور ٹوٹ پڑے۔ دونوں لشکر مل کے ایک ہو گئے۔ لڑائی بڑھ بڑھ کے اپنا کام کرنے لگی۔ دونوں جمعیتیں موت سے نڈر ہو کے اس قدر لڑیں کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور انہوں نے ابھی یہ یقین ہی کیا تھا کہ فتح و ظفر ہمارے ساتھ اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ ہے کہ دشمن کا چھپا ہوا لشکر اپنی کمین گاہ سے نکل کے مسلمانوں کے عقب سے آ گیا اور گھیرا ڈال دیا اور ان کے قریب ہو کے قتل آور ہو گیا۔

[1] فتح دو طرح ہوتی تھی لڑ کر یا تو شہر فتح کر لیتے تھے یا وہاں کے باشندے صلح کر لیتے تھے اور شہر فتح ہو جاتا تھا ۱۲ منہ

حضرت مسعود بن عون کہتے ہیں کہ جس لشکر کو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بطور ہراول کے حلب کی طرف روانہ کیا تھا اس میں میں بھی شامل تھا ہم لڑائی میں مشغول تھے اور یہ مطلق گمان نہیں تھا کہ دشمن نے کچھ فوج کمین گاہ میں محفوظ کر رکھی ہے جو پیچھے سے آ پڑے گی۔ اچانک گھوڑوں کے سموں کی آواز ہمارے کانوں میں آئی اور ہم اسی وقت اس کی آمد سے مطلع ہوئے۔ جب یہ محفوظ فوج آ کے ہم پر حملہ آور ہوگئی ہم نے حصول شکست کے یقین کے بعد اپنی ہلاکت اور ہزیمت کا یقین کر لیا اور چونکہ دشمن عقب سے آیا تھا اس لئے ہم ان کے وسط لشکر میں ہو گئے۔ اب سوائے لڑائی اور قتال کے کچھ چارہ کار ہی نہیں تھا۔ مسلمان تین دستوں میں منقسم ہو گئے تھے جن میں سے ایک دستے نے تو ہزیمت کھائی۔ دوسرا میں آنے والی فوج کے مقابلہ میں ہوا اور تیسرا حضرت کعب بن ضمرہؓ کے ہمراہ ہوتے ہوا تھا اور اس کی صلیب پرست فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قوم کندہ کو جزائے خیر عنایت کریں کہ اس وقت تمام کوشش اور جہاد محض خوشنودی باری تعالیٰ میں بجا لانے کے لئے تھی کہ اس نے نہایت جان توڑ مقابلہ کیا اور اس کے تمام افراد ایک اکٹھا دستے میں جمع ہو گئے۔ اپنی جانوں کو اللہ کے راستہ میں وقف کر دیا اور وہ بہادری سے مقابلہ کیا کہ ان کے اس روز ایک ہی جگہ میں سو آدمی کام آ گئے۔ کافروں کی اس آنے والی فوج نے ایک سخت معرکہ قتال بپا کر رکھا تھا۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ کو مسلمانوں کی حالت پر نہایت رنج وقلق ہو رہا تھا۔ آپ مشرکین سے نہایت بہادری کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ اسلامی پرچم کو ہلاتے جاتے تھے اور زور زور سے کہتے جاتے تھے۔

یا محمد یا محمد نصر اللہ انزل یا معشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعۃ ویاتی النصر و انتم الاعلون.

"یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدد فرمایئے اور اے اللہ کی نصرت نازل ہو مسلمانو! ثابت قدم رہو یہ بھی ایک ساعت ہے جس کے بعد مدد آئے گی اور تم ہی غالب رہو گے۔"

مسلمان آ آ کے آپ کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت کعب بن ضمرہ نے ان کی طرف دیکھا مسلمانوں کے جسم زخموں سے چور چور ہو رہے تھے اور ان میں سے ایک سو ستر آدمی کام آ چکے تھے جن میں سے سرداران لشکر حسب ذیل حضرات تھے۔ عباد بن عاصم نخعی، زمر بن عامر بیاضی، حازم بن شہاب منقری، سہیل بن اشیم، رفاعہ بن محسنؓ، عاصم بن بردہ، قاطہ بن محسن کفری، عمر بن وا الضمری، قیس بن طالب ضمری، نجیب بن دارم ضمری، حیان بن سیف ضمری، الجابر بن ضمرہ ضمری، بگلوم بن وحید یشکری، سنان بن عمرو اور سعید بن رافع جو یوم السلاسل اور جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہو کے لڑے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت مسعود بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ! ہم نے سعید بن رافع کی شہادت پر بہت افسوس کیا تھا۔ ہم نے آپ کے بدن پر چالیس زخم دیکھے تھے اور کل آپ کے (خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کی مغفرت کریں) سینہ پر ہی تھے پیٹھ پر ایک بھی نہیں آیا تھا۔ یہ چالیس سردار تھے جو جام شہادت لبوں سے لگا کے ہمیشہ کے لئے جنتی ہو گئے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے مشرکین کے بہت سے آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار کے سفر آخرت نہ اختیار کیا ہو۔

دشمن نے جب باوجود قلت تعداد کے مسلمانوں کی یہ ثابت قدمی اور ان کا استقلال دیکھا اور مشرکین کو انہوں نے جو قتل کیا تھا اس کی کیفیت ملاحظہ کی تو بہت گھبرا گئے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر بوقنا نے انہیں روکا۔ ثابت قدمی کی تلقین کی اور کہا بدبختو! عربوں کی

حقیقت ہی کیا ہے مچھر اور مکھیوں جیسے ہیں۔ گر اڑا دیے گئے اڑ گئے چھوڑ دیے گئے تو اور دلیر ہو گئے۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو آپ کے علم کے نیچے شہید ہو گئے تھے۔ تو بہت افسوس کیا اور اسی غم کی حالت میں آپ اپنے بطال نامی گھوڑے سے جس پر سوار ہو کر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر اکثر غزووں میں جہاد فرمایا تھا نیچے اتر آئے زرہ پر زرہ پہنی۔ کمر کو پٹکے سے مضبوط باندھا گھوڑے کے چہرے اور نتھنوں پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ بطال! آج کا دن تیرے واسطے نہایت محمود ہے اسے غنیمت سمجھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد وقتال کے لئے ثابت قدم رہ۔ یہ کہہ کر آپ اس پر سوار ہو گئے اور جب اس کی زین پر پوری طرح جم گئے تو مسلمانوں کے آگے کھڑے ہو کے مقتول مسلمانوں کی نعشیں دیکھنے لگے۔ آپ اپنے کام میں نہایت متفکر تھے۔ علم ہاتھ میں تھا اور اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ شاید حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف سے کوئی فوج یا طلیعہ (مقدمۃ الجیش) پہنچ جائے مگر کسی کو نشان تک نہ دکھا۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اگرچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو ادھر تشریف لانے کا قصد تھا مگر انہیں اہل حلب کے وہاں پہنچ جانے نے روک دیا۔ کیونکہ جب یوقنا فوج لے کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چل دیا تو اہل حلب اور رؤساء اور دین کے مشائخ جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے یا قوم! تم خوب جانتے ہو کہ حامیان دین نصاریٰ نے عربوں کی اطاعت کر لی ہے۔ بعض نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے اور بعض ان کی ذمہ داری میں داخل ہو گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان سے جنگ کے ساتھ پیش آئے ہیں مگر جو جنگ سے پیش آئے اور جنہوں نے ان کا مقابلہ کیا وہی آخر مغلوب ہوئے اور خسران میں بھی رہے ہیں۔ انکی حالت کو دیکھتے ہوئے کیا آپ لوگ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر صلح کی درخواست کر کے جو کچھ وہ طلب کریں دے کے اپنے شہر و مال و مخلوق کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے ایسا کیا اور امیر المومنین سے صلح کر کے حلب کو مامون کیا تو وہ مسلمان ہمارے سردار یوقنا پر اگر غالب و منصور ہو گئے تو اس آنے والی مصیبت سے ہم بے خوف اور مطمئن رہیں گے اور صلح کی وجہ سے ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچ سکے گی اور اگر یوقنا نے ان سے صلح کر لی تو ہم صلح میں اس سے پہلے پیش قدمی کرنے والے شمار ہوں گے اور اگر سردار یوقنا ان پر غالب رہا اور وہ صحیح سالم واپس آ گیا تو ہم اپنی صلح کے متعلق اس سے کوئی تکرار و انکار نہیں کریں گے۔ اس کے اوپر تمام کی رائے متفق ہو گئی اور رؤسائے قوم میں سے تیس آدمی منتخب ہو کے دوسرے راستے سے صلح کے لئے چل دیئے۔

جس وقت یہ مسلمانوں کے لشکر کے قریب جو حلب کا ارادہ رکھتا تھا پہنچے تو دور دور سے لفون لفون پکارنا شروع کیا۔ عربوں کو اس لفظ کے معنی پہلے ہی معلوم ہو چکے تھے کہ یونانی زبان میں لفون امان کو کہتے ہیں۔ نیز امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کے تمام عاملوں (گورنروں) کے نام یہ حکم بھیج دیا تھا کہ لفون کے معنی چونکہ لغت میں امان کے ہیں اس لئے جب بھی کسی شخص کو یہ لفظ کہتے سنو تو اس کے قتل کرنے میں جلدی مت کرو تا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ قیامت میں تم سے ان کے متعلق مطالبہ نہ فرمائیں اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سے بری ہو گا اس فرمان کے سبب عرب اور بھی زیادہ اس لفظ پر توجہ کرتے تھے۔

اہل حلب کا قنسرین میں حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آنا اور گفتگو مصالحت کرنا

جب انہوں نے اہل حلب کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو تلطف سے ان کے پاس گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں انہیں لا کھڑا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل حلب ہیں جو اپنے لئے صلح

اور امان طلب کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ کی ذات سے مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ صلح ہی کے لئے آئے ہیں۔ اگر انہوں نے مجھ سے مصالحت چاہی تو ان سے ضرور صلح کرلوں گا۔ آپ کو اس واقعہ بائلہ اور جنگ کی خبر بالکل نہیں تھی اور یہ لوگ یوقنا اور اس کے ساتھیوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ جس وقت یہ یہاں آئے تھے رات کا وقت تھا لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی۔ مسلمان بارگاہ خداوندی میں ہاتھ باندھے ان کا کلام پاک پڑھ رہے تھے۔ نمازوں کی نیتیں بندھ رہی تھیں اور قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی تھی۔

باشندگان حلب یہ دیکھ کر آپس میں کہنے لگے انہی کاموں نے انہیں ہم پر غالب کر رکھا ہے۔ ترجمان نے ان کی یہ باہمی سرگوشی سنی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا ہم وہ قوم ہیں کہ ہمارے خالق نے ہم پر عنایت کرنے میں سبقت فرمائی ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام اور دین میں تحریف نہیں کرتے اور نہ اپنے کاموں کا بدلہ چاہتے ہیں۔ (یعنی کسی لالچ سے جیسے جنت وغیرہ کوئی کام نہیں کرتے محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ اور رضائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے اور بس) اور دشمنوں کے مارڈالنے میں ذرا نہیں جھجکتے۔ ترجمان نے انہیں اس کا ترجمہ سنایا اور اس کے بعد دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم حلب کے باشندے، تاجر اور رئیس ہیں اور آپ حضرات سے صلح کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ہم نے سنا ہے کہ تمہارے سردار نے ہم سے لڑنے کا قصد کر رکھا ہے۔ قلعہ کو آلات حرب سے مسلح اور مستحکم کیا ہے۔ برسوں کا کھانا اور سامان کے لئے اس میں ذخیرہ جمع کیا ہے فوج بھرتی کی ہے اور بہت سا لشکر آراستہ کر رکھا ہے پھر تم کیسے صلح کرتے ہو؟ ہم تم سے صلح نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہمارا سردار تو کب سے لڑائی کے ارادہ سے نکل پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کب؟ انہوں نے کہا صبح! اور ہم تو اس کے بعد دوسرے راستے سے آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہوگا کیونکہ وہ باغی ہے اس نے بغاوت کی طرف اقدام کیا ہے۔ صلح پر راضی نہیں ہوا بلکہ خواہشات نفس کی اطاعت کی ہے اور جو ایسا کیا کرتا ہے وہ ہمیشہ ہلاک ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو یوقنا کے جنگ چھڑنے کی خبر سن کر اپنے برادر (علیہ) کی طرف سے فکر ہوا۔ آپ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا کی قسم! کعب اور ان کے ساتھی ہلاک ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ کہہ کر آپ نے سر جھکا لیا اور بالکل خاموش ہو گئے۔ اہل عرب نے ترجمان سے کہا کہ امیر المومنین سے صلح کے متعلق گفتگو کر۔ اس نے آپ سے اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے جھڑک کر فرمایا ہم صلح نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر رؤسائے حلب کو اپنی جانوں کا فکر ہوا اور انہوں نے کہا ہمارے پاس اطراف و جوانب کے گاؤں اور دیہات کے آدمی بہت زیادہ جمع ہو رہے ہیں۔ اگر آپ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپ کی زیر قیادت آجائیں گے۔ نیز دوسرے علاقے فتح کرانے میں مدد معاون ہوں گے اور آپ کے عدل و انصاف کے سایہ میں اپنی عمریں کاٹ دیں گے۔ لیکن اگر آپ نے صلح سے انکار کر دیا تو لوگ آپ کی طرف سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں گے۔ اپنے اپنے شہروں اور گاؤں میں پناہ گزیں ہو جائیں گے اور ہر چہار طرف یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ آپ حضرات صلح نہیں کرتے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ کے پاس رعایا کا ایک آدمی باقی نہیں رہے گا۔

ترجمان نے جب آپ کو اس کا ترجمہ کر کے بتایا تو آپ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک پستہ قد آدمی جس کا چہرہ سرخ تھا اور جو حفاظ روم میں شمار ہوتا تھا اور عربی زبان کا فصیح تھا آگے آیا اور زور زور سے چیخ چیخ کے کہنے لگا اے امیر! باری تعالیٰ جل مجدہ نے انبیاء علیہم السلام پر جو صحف نازل فرمائے ہیں ان کے علوم میں سے میں چند باتیں جناب کے سامنے بیان کرتا ہوں انہیں ذرا توجہ سے سنئے۔ آپ نے فرمایا کہو ہم سنیں گے اگر وہ حق ہوئیں تو ہم ان پر عمل کریں گے اور اگر غیر حق ہوئیں تو نہ ہم انہیں سننا چاہتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرنا۔ اس شخص کا نام وصدان تھا کہنے لگا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا ہے۔

"میں تواب اور رحیم ہوں۔ میں نے رحمت کو پیدا کر کے مومنین کے قلوب میں اس کو جگہ دی۔ جو شخص رحم نہیں کرتا میں بھی اس پر رحم نہیں فرماتا جو شخص دوسروں کے ساتھ تحمل اور احسان سے پیش آتا ہے میں بھی اس کے ساتھ احسان سے ہی پیش آتا ہوں۔ جو شخص خطاؤں سے درگزر کرتا ہے میں اس کی لغزشوں سے درگزر کرتا ہوں اور جو گناہوں کو معاف کر دیتا ہے میں اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہوں جو شخص میری طلب کرتا ہے مجھے پا لیتا ہے۔ جو رنج و فقر کی حالت میں مجھ سے فریاد کرے گا میں قیامت کے دن اسے مطمئن کروں گا اور اس کے رزق میں کشائش اور فراخی دوں گا۔ عمر میں برکت مال و عیال کی کثرت اور اس کے دشمنوں پر اس کی نصرت کروں گا جو شخص اپنے محسن کا شکریہ ادا کرے گا وہ در اصل میرا ہی شکر بجا لایا کرے گا۔"

ہم بھی آپ کے پاس رنج و غم اور الم و اندوہ کی حالت میں آئے ہیں۔ آپ ہماری لغزشوں کو معاف کریں۔ ہمیں امان دیں اور ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یہ سن کر رو پڑے اور یہ آیت پڑھی ان اللہ یحب المحسنین۔ اللہ تبارک وتعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا:

اللھم صلی علی محمد و علی جمیع الانبیاء نبینا واللہ ارسل نبیہ ارسلہ اللہ الی جمیع الخلق و الحمد للہ علی ھدایتہ لنا اللہ جل جلالہ.

"جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء علیہم السلام پر رحمت نازل ہو خدا کی قسم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلقت کی طرف اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت پر جو انہوں نے ہمیں فرمائی ہے ہم پر لاکھ لاکھ شکر اور تعریف واجب ہے۔"

حضرت ابو عبیدہؓ کا حلب والوں سے شرائط صلح طے کرنا

یہ کہہ کر آپ رؤسائے مہاجرین وانصار نیز دوسرے مسلمانوں کی طرف جو آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ تاجر اور بازاری مصیبت زدہ لوگ ہیں جو داد خواہ ہو کر پناہ مانگنے آئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ مصالحت اور احسان کر کے ان کے دلوں کو خوش کر دیں کیونکہ جب شہر ہمارے قبضہ اور اقتدار میں ہوگا تو یہ بازاری لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے ان سے ہر طرح کا معاملہ پڑے گا۔ یہ رسد وغیرہ میں ہماری معاونت کریں گے، دشمن کی نقل و حرکت اور ان کے ارادوں سے مطلع

کرتے رہیں گے اور جو سعی کا کام انجام دیں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائیں۔ اس قوم کا شہر قلعہ سے بالکل قریب ہے ہمیں اس قوم سے یہ امید نہیں کہ یہ دشمن کے ارادوں اور پوشیدہ کاموں سے ہمیں خبر دیتی رہے گی اور ان کے عزم اور حرکت سے مطلع کرتی رہے گی۔ یہ قوم محض مکر و فریب کی نیت سے ہمارے پاس آئی ہے۔ کیا آپ نے ان کے سردار کے متعلق نہیں سنا کہ وہ ہمارے مقابلہ میں حرب و ضرب کی غرض سے نکلا ہے۔ پھر یہ ہم سے صلح کرنے کس طرح آ گئے۔ بے شک انہوں نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دستہ کے ساتھ مکر کیا ہے اور ان سے یہ بری طرح پیش آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تمہیں نیکی اور بہتری کی امید نیز کامل اعتماد رکھنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری مدد کی فرمائیں گے اور دشمنوں کو بھی ہم پر مسلط نہ کریں گے۔ اللہ پاک اس شخص پر رحم فرمائیں جو بہتر مشورہ دے نیک بات کہے یا چپکا اور خاموش رہے۔ میں ان سے صلح میں ایسی شرائط طے کروں گا جو مسلمانوں کے مقصد اور ان کی خیر خواہی پر مشتمل ہوں گی۔ یہ کہہ کر آپ اہل حصب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں صلح کے لئے قصرین والوں کے برابر مال دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! قصرین ہمارے شہر کی نسبت سے بڑھا ہوا ہے۔ آبادی بھی اس کی زیادہ ہے۔ در اصل ہمارا شہر ہمارے سردار کے ظلم و جور کی وجہ سے بالکل خالی ہے کیونکہ وہ ہمارا مال اور نوجوان لڑکے لے کر قلعہ کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا ہے۔ شہر میں ہمارے پاس ضعیف لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں اور نہ مال ہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جناب ہمارے ساتھ عدل و احسان فرمائیں اور نرمی کو کام میں لا کر تاوان کے مال کو کچھ کم کر دیں۔

آپ نے فرمایا اچھا تم کس قدر دینا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا قصرین والوں سے نصف۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہمیں منظور ہے مگر اس شرط سے کہ جس وقت ہم تمہاری سرزمین میں مقیم رہیں اور تمہارے سردار سے ہمارا مقابلہ ہو تو تم رسد سے ہماری مدد کرو۔ ہمارے لشکر میں خرید و فروخت رکھو۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق جو تمہیں خبریں پہنچیں وہ ہم سے نہ چھپاؤ ہم پر جاسوس نہ مقرر کرو اور جس وقت تمہارا سردار ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگے تو اس وقت اسے قلعہ میں نہ گھسنے دو۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! یہ آخری شرط کہ تم اپنے سردار کو قلعہ میں نہ گھسنے دینا ہم پوری نہیں کر سکتے۔ ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ اپنے سردار یا اس کے لشکر اور جمعیت کا مقابلہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ شرط تمہارے امکان سے باہر ہے تو بہت بہتر انہیں قلعہ میں آنے سے نہ روکنا مگر تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا عہد اور میثاق ہے اور دیانت کی قسم! کہ یہ بات سچے دل سے کہنا اور ہماری ہر ایک شرط کو جنہیں تم نے منظور کر لیا ہے پورا کرنا۔ اس کے بعد انہیں وہ تمام قسمیں دلائیں جو ان کے اعتقاد میں درست اور ٹھیک تھیں۔ انہوں نے قسمیں کھائیں اور اپنے مردوں، لڑکوں، عورتوں، غلاموں، چوپاؤں اور سب گھر والوں کی طرف سے صلح کر لی۔

صلح کی دستاویز ختم ہو جانے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا تم نے قسمیں کھا لیں اور ہم نے تمہارے قولوں اور قسموں کو قبول کر لیا۔ یاد رکھو! اگر کوئی شخص تم میں سے ہمارے خلاف کرے گا یا اپنے سردار کے کسی امر اور اس کی کسی بات کو جانتے ہوئے ہم سے چھپائے گا تو ہم اس کا قتل کرنا، اس کا مال ضبط کر لینا اور اولاد کا چھین لینا ہمارے لئے حلال ہو جائے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی ذمہ داری کا ہم سے کوئی مطالبہ نہ فرمائیں گے نیز اگر تم نے کسی وقت نقض عہد کر دیا اور جتنی شرائط طے کی ہیں ان میں سے کسی ایک کو فراموش کر دیا تو پھر ہمارے ساتھ نہ کوئی عہد ہے اور نہ ہم پر کوئی ذمہ اور ہم اب آئندہ سال سے تم سے جزیہ لیا کریں گے۔

اہل حلب کی معاہدہ کرنے کے بعد واپسی

حضرت سعید بن عمرو غنویؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی پیش کردہ شرائط پر اہل حلب راضی ہو گئے اور آپ نے ان سے عہد لے کر ان کے نام لکھ لئے۔ جس وقت وہ اپنے شہر کی طرف لوٹنے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا ابھی ٹھہرو تاکہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسے شخص کو کر دوں جو تمہیں تمہارے مامن تک پہنچا آئے۔ کیونکہ اب ہم پر تمہاری حفاظت تا وقتیکہ تم صحیح و سالم اپنے شہر تک نہ پہنچ جاؤ واجب ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہمیں کسی شخص کی جو ہمارے ساتھ چلے ضرورت نہیں۔ ہم اسی راستہ سے جس سے کہ آئے تھے واپس چلے جائیں گے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی اور بقیہ رات حضرت کعب بن ضمرہؓ اور آپ کے ہمراہیوں کے رنج و قلق میں کاٹ دی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ اسی رات واپس ہو گئے اور چونکہ معاہدہ طے کرنے میں دیر ہو گئی تھی اس لئے قبل اس کے کہ یہ اپنے مسکن تک پہنچیں صبح ہو گئی۔ جس وقت یہ شہر کے قریب پہنچے تو انہیں یوقنا کے ایک سردار نے شہر کی طرف آتے دیکھا، کہنے لگا تم کہاں سے آ رہے ہو اور کیا کام تھا؟ انہوں نے سمجھا کہ یہ حلب کا باشندہ ہے اس لئے اس سے صلح کی کیفیت بیان کر دی۔ یہ سن کر یہ چپکا ہو رہا اور چلا گیا۔ اہل حلب نے ان آنے والوں کا استقبال کیا اور کیفیت دریافت کی۔ انہوں نے صلح کے متعلق خبر دی اور یہ اسے سن کر بے حد خوش ہوئے۔ وہ سردار یوقنا کے لشکر کی طرف چلا۔ یوقنا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور یہ ٹھان رکھا تھا کہ کوئی دم میں اب فتح کیا چاہتا ہوں۔ دل میں یہ خیالی پلاؤ پکا رہا تھا کہ اچانک وہ سردار اس کے پاس پہنچا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سردار! جو بلا آپ کے سر پر منڈلا رہی ہے آپ اس سے غافل ہیں۔ اس نے کہا کم بخت! کیا ہوا اور کیا بلا نازل ہوئی اس نے کہا آپ کے شہریوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ عنقریب قلعہ، عورتوں اور مال و اولاد کے مالک ہو جاتے ہیں۔

یوقنا کو اس خبر کے سنتے ہی اپنے قلعہ کا فکر پڑا کہ کہیں عرب میری غیبت میں اس پر قابض ہو جائیں۔ نیز حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دستہ کے متعلق فتح کی جو امید بندھی ہوئی تھی وہ بھی منقطع ہو گئی۔ مسلمان اب تک دو سو سے کچھ زیادہ کام میں آ چکے تھے۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے دل میں لڑائی کی ٹھان لی تھی اور یہ یقین کر لیا تھا کہ ہم بلا شک سب شہید ہو جائیں گے۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس روز بذات خود لڑ رہا تھا۔ مسلمانوں کو جنگ میں ثابت قدم رکھتا تھا۔ مشرکین کو مسلمانوں سے باز رکھتا تھا اور اپنی جان سے زیادہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ جب جنگ نے مجھے بالکل مجبور کر دیا اور لڑائی کی طرف سے میں مایوس ہو اتو اپنے ساتھیوں کی طرف پناہ لی مگر باوجود اس بات کے مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف سے کامل بھروسہ تھا کہ وہ ہمیں مدد فرمائیں گے اور یہ بلا دور ہو جائے گی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے علم کا انتظار کر رہا تھا کہ اب وہ نمودار ہو مگر اس کو کچھ پتہ نہ تھا۔ ایک دن اور ایک رات کامل جنگ کو ہو گیا تھا اور دوسرے دن کی صبح نے ہماری جنگ کا نظارہ دیکھنے کے لئے آفتاب کو افق مشرق سے ہمارے پاس بھیج دیا تھا۔ خدا کی قسم ہمارے کسی آدمی نے اس اثنا میں نہ نماز پڑھی تھی اور نہ کھانا ہی تناول کیا تھا پانی کی صورت تک نہیں دیکھی تھی میں یاس و امید میں کھڑا قنسرین کے راستہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ میں

اسلام کا پرچم لہراتا ہوا آتا دکھائی دے مگر اس کے کہیں نشان تک نہ تھے۔ دفعتاً دشمن کے لشکر میں صبح کے وقت ایک حرکت پیدا ہوئی اور ہر طرف سے اس میں شور وغل کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا بادشاہ کی طرف سے ان کے پاس کمک پہنچ گئی ہے مسلمان جس کلمہ سے رنج و سختی میں مدد لیتے ہیں یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور آپ کی بعثت کی قسم! میں ابھی اس کلمہ کو پورا بھی کرنے نہیں پایا تھا کہ میں نے دشمن کے لشکر کو اپنا مورچہ چھوڑتے ہوئے پیچھے کی طرف لوٹتے ہوئے دیکھا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور الحمد للہ حمداً الشاکرین پڑھا اور گمان کیا کہ کسی چیخنے والے نے آسمان سے چیخ کر انہیں بھگا دیا ہے یا جنگ بدر کی طرح ملائکہ نے آ کر ہماری مدد کی ہے جب میں نے اپنے مقابلے میں دشمن کو نہ دیکھا تو چاہا کہ ان کا تعاقب کروں۔ مگر مسلمانوں نے چیخ کر مجھے آواز دی اور کہا کعب! کہاں جاتے ہو واپس پھرو اور کسی جگہ خیمہ زن ہو کے ہمیں آرام دو تا کہ ہم اپنے فرائض ادا کریں۔ گھوڑوں کو سستانے کا موقع دیں۔ جس محنت و مشقت میں ہم اب تک مبتلا رہے ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے۔ اللہ پاک نے اس قوم کو اپنے ارادے قوت اور مشیت ہی سے ہمارے پاس سے دفع کیا ہے۔ میں یہ سنتے ہی ایک جگہ خیمہ زن ہو گیا۔ مسلمانوں نے پانی پر وضو کیا اور جو نمازیں فوت ہو گئی تھیں ادا کیں کھانا کھایا اور آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کو جب حضرت کعب بن ضمرہ ؓ کی کوئی خبر نہ ملی۔ صبح ہوئی تو آپ نے نماز پڑھ کے مسلمانوں کی طرف دیکھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کو ان کے اندر سے خطاب کیا اور فرمایا ابا سلیمان! اگرچہ باری تعالیٰ جل مجدہ کا ہم پر شکر واجب ہے کہ اس نے حلب پر ہم کو فتح دی مگر تمہارا بھائی ابو عبیدہ رنج و غم کی وجہ سے تمام رات نہیں سویا۔ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضرت کعب بن ضمرہ ؓ کے ساتھی کام آ گئے۔ کیونکہ جو وقت ہم سے صلح کے متعلق گفت و شنید کرنے آیا تھا اس کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ ان کا سردار جنگ کے ارادے سے ہماری طرف چل پڑا ہے اور وہ اب تک یہاں نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مڈ بھیڑ کعب سے ہو گئی اور ان کا دستہ شہید ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا خدا کی قسم آپ کی طرح میں بھی مسلمانوں کے رنج و غم کی وجہ سے نہیں سویا۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کوچ کرنے کا۔

حضرت ابو عبیدہ ؓ کا حلب کی طرف کوچ کرنا

اس کے بعد آپ نے لشکر کو درستی سامان کا حکم دیا اور سامان درست ہونے کے بعد لشکر نے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ لشکر کے مقدمہ میں تھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ ساقہ میں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خالد بن ولید ؓ جہاں حضرت کعب کا دستہ مقیم تھا پہنچے۔ تمام مسلمان پڑے سو رہے تھے اور انہوں نے اپنی حفاظت وصیانت کے لئے ایک دیدبان[1] مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کے دست مبارک میں اسلامی پرچم تھا جو آپ کے سر پر لہلہا رہا تھا اور آپ بڑھے چلے آ رہے تھے۔ پہرہ کے سپاہی نے دور سے نشان آتا دیکھ کر چیخنا شروع کیا النفیر یا انصار الدین۔ دین کے مددگارو ہوشیار ہو جاؤ اور دشمن کی طرف بڑھو۔ یہ سنتے ہوئے شیر ڈکارتے ہوئے اٹھے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور علمبردار کی طرف چلے۔ جس وقت آپ کے قریب ہوئے تو آپ کو پہچان کر آپس میں زور زور سے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ تو اسلام اور مسلمانوں کا علم ہے

---

1 پہرے دار۔ ۱۲ منہ

تھے حضرت خالد بن ولید ؓ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ اسی جگہ فروکش ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپ کو سلام کیا۔ تاؤ لشکر جو حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کے ساتھ تھا وہ بھی آ گیا حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت کعب بن ضمرہ ؓ کو مع الخیریت دیکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں شکر بجا لائے اور سجدہ شکر کیا۔ لڑائی کی جگہ کو ملاحظہ فرمایا۔ مقتولین کی نعشوں کو دیکھا۔ چونکہ مسلمانوں نے شہداء کی نعشوں کو بیرا ہوتے نہیں دیکھا تھا اس لئے انہیں دیکھ کر آپ کی خوشی رنج سے بدل گئی اور فوراً آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری ہو گئے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کعب بن ضمرہ ؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے یہ ہمراہی کس طرح شہید ہو گئے اور کس نے انہیں شہید کیا۔ حضرت کعب بن ضمرہ ؓ نے یوقنا کی لڑائی کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم اس کا مقابلہ کر رہے تھے میرے تمام ساتھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے اور اتنے لڑے تھے کہ ان میں حرکت کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ لڑتے لڑتے جب آج صبح ہوئی تو یکایک وہ چیخ اور چلا کر بغیر لڑے بھڑے واپس پھر گئے۔

آپ نے فرمایا پاک ہے وہ ذات جو مسبب الاسباب ہے۔ کاش ان شہداء کے سامنے ابو عبیدہ قتل ہو جاتا اور یہ ابو عبیدہ کے نشان کے نیچے شہید نہ ہوتے۔ اس کے بعد آپ نے ان کے دفن کے لئے گڑھے کھودنے کا حکم دیا اور ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے سب پر ایک ہی نماز پڑھی اور مع ان کے خون آلود کپڑوں کے انہیں سپرد خاک کر دیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے

یحشر اللہ تعالیٰ الشهداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یوم القیمة و دماءهم علی اجسادهم [1]

اللون لون الدم والریح ریح المسک و النور یتلالا علیهم و یدخلون الجنة.

”اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان شہداء کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہوتے ہیں قیامت کے دن اس طرح اٹھائیں گے کہ ان کا خون ان کے جسموں پر ہو گا جس کا رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو مشک کی اور نور ان پر چمکتا ہو گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔“

دفن کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے فرمایا خدا کا دشمن یوقنا اپنی قوم کی طرف واپس گیا ہے۔ جس وقت اسے یہ معلوم ہو گا کہ میری قوم نے مسلمانوں سے صلح کر لی ہے تو انہیں نہایت بری طرح سے سزا دے گا اور چونکہ اب وہ ہماری ذمہ داری میں ہیں اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے دشمنوں کو ان سے دفع کریں لہٰذا مجھے ان کی حفاظت کے لئے ان کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ نے حلب کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرما دیا ہے۔

جس وقت آپ حلب میں پہنچے تو یوقنا اور اس کی فوج کو دیکھا کہ انہوں نے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور باشندگان شہر کے قتل کے درپے ہے۔ یوقنا نے یہاں پہنچ کر اہل حلب سے کہا کہ تم بدذاتو! تم نے اپنی جان بچانے کے لئے عربوں سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے مقابلے میں تم ان کے مددگار اور معاون بن گئے ہو۔ انہوں نے کہا واقعی ہم نے ایسا کیا ہے کیونکہ وہ ایک منصور قوم ہے۔ اس نے کہا بدبختو! مسیح (علیہ السلام) تمہارے اس کام سے خوش نہ ہوں گے۔ مسیح کی قسم! میں تمہارے چھوٹے بڑے کو قتل کر دوں گا ورنہ تم

[1] ایک نسخہ میں یوں ہے کہ ان کے جسم پر خون ہو گا۔ ۱۲ منہ

اس معاہدہ کو توڑ کر میرے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے جنگ میں چلو اور جس شخص نے تمہیں صلح کی رائے دی اور سب سے پہلے اس کی طرف اقدام کیا ہے اسے میرے سامنے لاؤ تا کہ سب سے پہلے میں اسے ہی قتل کر دوں۔ انہوں نے جب اس کی سختی اور بد اس کے حکم کی تعمیل کے لئے قدم بڑھایا تو اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو پکڑ لاؤ تا کہ میں انہیں قتل کر دوں۔ کیونکہ فلاں سردار نے مجھے خبر دی ہے کہ فلاں فلاں شخص مصالحت کے لئے گئے تھے جو مجھے راستے میں آتے ہوئے ملے اور میں نے انہیں پہچان لیا۔ غلام یہ سنتے ہی حلب والوں کے گھروں پر چڑھ گئے اور انہیں ان کے فرشوں اور گھروں کے دروازوں پر قتل کرنے لگے۔

یوقنا کے بھائی یوحنا نے جو اس وقت قلعہ میں موجود تھا جب اہل شہر کا چیخنا اور چلانا سنا تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور اسے لوگوں کو قتل کرتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت تک تین سو آدمی قتل کر دئے گئے تھے اس نے زور سے یوقنا کو مخاطب کیا اور کہا ذرا رحم کر اور یہ کام نہ کر مسیح (علیہ السلام) تجھ پر غضب ہوں گے۔ کیونکہ جب مسیح علیہ السلام نے دشمن کے مارنے سے ممانعت فرمائی ہے تو خود ان لوگوں کو قتل کرنا جو دین نصاریٰ کے حامل ہیں کس طرح جائز ہوگا؟ یوقنا نے کہا ان لوگوں نے عربوں سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے مقابلہ میں یہ ان کے مددگار ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا اس میں ان کی کوئی خطا نہیں۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے وہ لشکری آدمی نہیں ہیں۔ مسیح کی قسم! عرب بیشک تجھ پر قابض رہیں گے۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جو ان کی پشت پناہی کر رہا ہے جو تجھ سے قصاص لینا چاہتا ہے۔ یوحنا نے کہا مسیح (علیہ السلام) تجھے قتل کریں گے جیسا کہ تو ان بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے۔

یوقنا نے کہا صلیب کی قسم! میں ان میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا اور معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہی ان کو صلح کی رائے دی تھی اس لئے سب سے پہلے تیرا کام بھی تمام کر دینا چاہئے۔ یہ کہہ کر یہ اپنے بھائی کی طرف جھپٹا اسے پکڑ کر اپنے قبضہ میں کیا اور تلوار سونت کے چاہا کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ یوحنا نے جب اپنے آپ کو بھائی کے پنجے میں گرفتار پایا۔ تلوار میان سے باہر دیکھی اور سمجھ لیا کہ اب کام تمام ہوا چاہتا ہے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اللّٰھم اشھد علی انی مسلم والی مخالف لدین ھؤلاء القوم و ان اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ وان المسیح نبی اللہ۔ الٰہ العالمین! آپ اس بات پر گواہ رہئے کہ میں مسلمان ہوں اور اس قوم کے دین کا مخالف اور میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ کہ مسیح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اپنے بھائی سے کہا اب جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ اگر تو نے مجھے قتل کر دیا تو میں سید جنت النعیم میں پہنچوں گا۔ یوقنا پر اس کا اسلام لانا سخت گراں گزرا۔ نیز اہل شہر کی مصالحت اور مسلمانوں کے خوف نے اسے اور چوکنا کر دیا اور اس نے طیش میں آ کے اپنے بھائی کے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے جسم سے اس کا سر دور جا گرا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ یوحنا کی روح پر رحمت فرمائیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا حلب میں پہنچ کر یوقنا سے ان کی جان بچانا

یوحنا کی شہادت کے بعد یوقنا پھر اہل شہر کی طرف متوجہ ہوا۔ باشندگان حلب فریاد کرتے تھے اور یہ انہیں ستاتا تھا۔ سوال کرتے تھے اور یہ جواب تک نہیں دیتا تھا اور شان کے قتل سے ہی ہاتھ روکتا تھا۔ آخر شور و غوغا کی آوازیں بلند ہوئیں اور چیخ و پکار سے تمام شہر کی فضا

گونج اٹھی۔ یوقنا کے لشکر سے ہر چہار طرف سے شہر تکبیر سے گونج رہا تھا اور اہل حلب اپنی زندگی سے مایوس ہو بیٹھے تھے کہ ناگاہ رحمت ان پر نازل ہوئی اور ان کی کمک کو اسلامی لشکر پہنچ گیا۔ اور سب اسلامی پرچم لہراتے ہوئے دکھائی دیے اور بہادران اسلام اور دلیران موحد توحید کے نعرے لگاتے ہوئے نشان کے چاروں طرف نظر آنے لگے۔ مجاہد اعظم حضرت خالد بن ولید لشکر کے آگے تھے اور یوقنا کا گروہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ایک جماعت میں۔ حضرت خالد بن ولید نے اہل حلب کے شور وغل اور رونے پیٹنے کو دیکھا اور سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے کہا ایہا الامیر خدا کی قسم آپ کی ذمہ داری اور صلح کے لوگ جیسا کہ آپ نے ذکر فرمایا تھا ہلاک ہو گئے۔

یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو ڈانٹ پلائی۔ جھنڈا کیا نشان ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے اور حملہ کر دیا۔ مشرکین کے لشکر میں پہنچ کر شیر کی طرح گونجے اور للکار کر فرمایا مشرکو! ہمارے معاہدین کے پاس سے ہٹ جاؤ۔ پھر نیزہ ہاتھ میں لیا اور نہایت پھرتی سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اسلام کے دوسرے بہادروں نے بھی آپ کے ساتھ تلواریں میان سے نکالیں اور اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ مشرکین پر پل پڑے۔ یوقنا یہ حال دیکھ کے قلعہ کی طرف بھاگا اور اس کے سردار بھی اس کے ساتھ ہی فرار ہو گئے۔

حضرت حصین بن حزرہ[1] کہتے ہیں کہ جنگ حلب کے روز جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے قتل سے اہل حلب کو نجات دی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا رخ جنگ پر ہوا۔ رومی اہل حلب کے پاس سے بھاگ کر دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔

ایک گروہ نے قلعہ میں بھاگ کر پناہ لی اور دوسرے نے جنگل میں پہنچ کر۔ مگر جو قلعہ میں پہنچ گئے تھے وہ بچ گئے اور جو جنگل میں پہنچ گئے تھے وہ مجاہدین کی تلواروں کی پیاس بجھانے کے کام آئے۔ ہمارے مقتول مجاہدین کی تعداد تین سو تھی اور ہم نے یوقنا کے تین ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ یہ ایک فتح اللہ تعالیٰ کی جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ جب قتل ہونے والے قتل ہو چکے اور شہر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے امن و امان قائم کر دیا تو اہل حلب نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے یوقنا کا اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا واقعہ نیز اپنا تمام قصہ بیان کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب یوقنا مسلمانوں کی تلواروں کے سامنے سے بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا تو اس نے قلعہ پر منجنیقیں اور بڑے پتھر لگوائے اور تمام ہتھیاروں اور آلات حصار سے اسے مستحکم و مضبوط کیا اور دیواروں پر اسلحہ چڑھائے اور لڑائی کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ اہل حلب چالیس سردار گرفتار کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لائے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے دریافت فرمایا کہ انہیں تم نے کیوں قید کیا ہے؟ انہوں نے کہا یوقنا کے آدمی ہیں جو بھاگ کر ہمارے پاس آ چھپے ہیں۔ ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ سے انہیں چھپائے رکھیں کیونکہ یہ ہماری صلح میں داخل نہیں ہیں۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سات آدمیوں نے اسے قبول کیا اور باقیوں نے انکار کر دیا جن کی گردنیں آپ کے حکم کے موافق مار دی گئیں۔

آپ نے اہل حلب سے فرمایا تم نے اپنی صلح میں ہمارے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کیا ہے تم بھی انشاء اللہ العزیز بہت جلدی ہمارا رویہ اور طریقہ ایسا دیکھو گے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ گے۔ اب تم بتاؤ ہمارا حال کیسا ہے۔ جو ہمارے لئے ہے وہ تمہارے لئے اور جو ہمارے اوپر واجب ہے وہ تمہارے واسطے۔ تمہارے اس سردار نے چونکہ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی ہے اس لئے اگر تم کوئی ایسا پوشیدہ راستہ یا چور دروازہ جانتے ہو کہ ہم اس کے ذریعہ سے قلعہ میں پہنچ کر اس سے لڑیں تو بتلا دو۔ اگر اللہ پاک تبارک

۱۔ ایک نسخہ میں حصین بن عمرو ہمدانی ہے۔ ۱۲ منہ

وتعالیٰ نے ہمیں اس پر فتح دی تو اس مال غنیمت میں سے جو ہم تمہاری اس قوم سے لوٹیں گے تمہارے اس عہد وادر نیک کام کے عوض میں تمہیں بھی حصہ دیں گے۔

انہوں نے کہا ایہا الامیر! واللہ ہم ایسی کوئی راستہ نہیں جانتے۔ کیونکہ یوقنا نے قلعہ کے راستوں کو بند اس کی سڑکوں کو منقطع اور اس کے چور دروازوں کو پیچ در پیچ کر دیا ہے جن کی ہمیں خبر نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا بھائی یوحنا زندہ ہوتا تو آپ کے لئے اس کا فتح کرنا بہت آسان کام تھا۔ آپ نے فرمایا اس پر کیا گزری؟ انہوں ل نے جو کچھ اس پر گزری تھی بیان کی اور کہا کہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور ہم اس کے ان کلموں کے سوا جو اس کی زبان سے نکلے تھے نہیں سمجھے۔ محض آخر میں اس نے یہ کہا تھا کہ بارالہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مسیح (علیہ السلام) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے بندے اور رسول ہیں جن پر آپ نے انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے اور آپ نے ان کو سید المرسلین بنایا ہے اور ان کا دین تمام ادیان سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو خطاب کر کے کہا تھا اب جو کچھ تجھے کرنا ہے کر گزر اور جب وہ مسلمان ہو گیا تھا تو یوقنا نے اسے قتل کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ اسے کس جگہ قتل کیا تھا ان کے بتلانے کے بعد آپ فوراً اٹھے۔ حضرت خالد بن ولید اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیا اور اس کے قتل کی جگہ پہنچے۔ مقتول چت پڑا ہوا تھا۔ چونکہ قتل کے وقت اشارہ کرتے ہوئے انگلی کھڑی کی تھی جو کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی اور آسمان کی طرف تھی اور تمام جسم چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اسے اٹھایا کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی اور مقام ابراہیم ع میں دفن کر دیا۔

جس وقت آپ وہاں سے تشریف لائے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سردار کو نیک ہدایت فرمائیں آپ اس قوم کی طرف دیکھیں۔ اگر یہ فی الواقع ہمارے لشکر وگروہ میں داخل ہوئی ہے تو ہمیں اپنی قوم کے پوشیدہ راستوں سے مطلع کر دے گی۔ بالشکوکان حلب نے اس شخص سے کہا خدا کی قسم ہم آپ ہی کے گروہ میں داخل ہیں اور واللہ ہم اس کے پوشیدہ اور پیچ در پیچ راستوں سے واقف نہیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ غدار اور بے وفائی نہ کریں گے تو آپ مطمئن رہیں۔

اسی وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراح حضرت خالد بن ولید نیز دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں مجھے اس کام میں آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ یہ سنتے ہی ایک شخص جس کا نام یونس بن عمرو غسانی جو شام کے شہروں، پہاڑوں اور اس کے پیچیدہ اور آسان راستوں سے بخوبی واقف اور شام کی سرزمین میں سفر کئے ہوئے تھا کہنے لگا۔ اللہ پاک عزوجل سردار کے کام کی اصلاح فرمائیں۔ میں شام کے شہروں کے حالات سے چونکہ واقف ہوں اس لئے اگر جناب میری رائے کی طرف توجہ فرمائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابن عمرو! میرے نزدیک تم مسلمانوں کے سچے خیر خواہ ہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ اس نے کہا ایہا الامیر! آپ اس بات کو سمجھیں کہ اللہ پاک وتبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے شام کے شہروں کو فتح کر دیا گمراہ کافروں اور ان کے

ل پہلے تو جناب نے حلب والوں نے پوچھی کی تمام راستوں اور اپنے بھائی کے مارڈالنے کا واقعہ بیان کیا اور یہاں مکرر دریافت فرما رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ منہ

ع مقام ابراہیم سے مراد شہر حلب کا مقام ابراہیم ہے۔ ۱۲ منہ

رومیوں کو قتل کرایا۔ اب جو شام کی باقی ماندہ فوج ہے وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں کے پیچھے ہے جن میں جانے آنے کے لئے درمیان میں دورے تنگ و تاریک راہیں، دشوار گزار راستے اور ویران جنگل پڑتے ہیں نیز چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کو متعدد جگہ شکست دے دی اس لئے ان کے دل خوفناک اور دہشت زدہ ہیں جنہیں مسلمانوں سے لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا آپ اس قلعہ کا محاصرہ کرلیں اور دستے اس کے اطراف وجوانب میں روانہ کریں کہ وہ دوسرے شہروں کو تاخت و تاراج کرتے رہیں۔ قلعہ والوں کے پاس اتنی رسد اور سامان خورد ونوش نہیں ہے کہ وہ کچھ دن اس میں رہ کر گزارہ کرسکیں ان شاء اللہ کھولنے پر مجبور ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولید ؓ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا خدا کی قسم رائے تو یہی ہے مگر میں آپ کو ایک اور مشورہ دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ ہمیں لے کر قلعہ کی طرف چلیں اور حملہ کردیجئے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اسے ابھی فتح کرادیں۔ کیونکہ اگر محاصرہ نے طول پکڑا تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ رومیوں کا لشکر اگر دوسری طرف سے آکے ہم پر حملہ آور ہوگیا تو اس طرح وہ ہمارے اور قلعہ کے مابین حائل ہو جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا ابوسلیمان! تم نے واقعی مشورہ ٹھیک اور عمدہ دیا اور یہی بات کہی۔

اس کے بعد آپ نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ سوار گھوڑوں سے کود کود کر اور لوگ کپڑے اتار اتار اور بچتے ہو ہو کے قلعہ کی طرف بھاگے۔ غلام اور آقا باہم مل گئے۔ قبیلے اپنی اپنی بہادری بیان کرنے لگے ہر جماعت اور گروہ اپنے اپنے فخر میں مست ہوگئی۔ ہر ایک اپنا اپنا نسب ظاہر کرنے لگا اور ایک نے دوسرے کو اشعار سے جواب دینا شروع کیا۔

حلب کا محاصرہ

حضرت مسروق بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ واللہ میں نے شام کے قلعوں کی لڑائی میں کبھی آج تک اتنی بڑی اور سخت جنگ نہیں دیکھی جتنی حلب کے قلعہ کے محاصرہ کے دن ہوئی تھی۔ ہم اس وجہ سے اس لڑائی کو چکی کی گردش سے تشبیہ دیا کرتے تھے کہ چکی بھی جس چیز کو پیس کر رکھ دیتی ہے جو اس کے دوپاٹوں کے بیچ میں آجاتی ہے اور اس لڑائی کا بھی یہی حال تھا کہ اس نے اکثروں کو پیس کر رکھ دیا تھا۔ ہم نے اس کی سب سے پہلی جنگ میں خود اپنی طرف سے مسابقت کی تھی اور ابتدائے جنگ میں ہم ان کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے۔ بہادران یمن اور سادات ربیعہ ومضر ایک دوسرے کو آوازیں دیتے اور بلاتے جلدی جلدی قلعے کی طرف لپکے اور چلے جارہے تھے۔ اگرچہ قلعہ میں جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا مگر پھر بھی اس میں بغیر راستہ ہی کے گھس پڑنا چاہتے تھے جس وقت وہ اس سے بالکل قریب ہو گئے تو ڈھلواسیوں اور منجنیقوں نے چلنا شروع کیا اور پتھروں کی ہر طرف سے بارش اور بوچھاڑ ہونے لگی۔ میں اور میرے ساتھی قلعہ کی زمین سے بہت ہی قریب تھے کہ ہم گھبرا کر جلدی جلدی پیچھے لوٹے۔ ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا اور یہ سمجھ لیا کہ ہم میں سے شاید کوئی بچ سکے۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور پتھروں نے ان کی ایک کثیر جماعت کو کچل کے پھینک دیا۔ بعض شہید ہوئے اور بعضوں کے سر پھٹ گئے۔ منجملہ دیگر حضرات کے جو جنگ قلعہ حلب میں کام آئے یہ حضرات بھی تھے:۔

عامر بن اصلع ربعی، مالک بن خرنگل ربعی، حسان بن حنظلہ۔ مروان بن عبداللہ، سلیمان بن نوریح عامری، معاف بن سالم کلابی، سراقہ بن مسلم بن عوف عدوی۔ عاصم بن فارح عدوی، سفیان عدوی، وزید بن سفیان عدوی، سواد بن مالک عدوی رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جتنے آدمی اس جنگ میں شہید ہوئے ان میں چند آدمی بنی ربیعہ کے۔ ایک اولاد عامر سے ایک بنی کلاب سے اور سات آدمی بنی عدی سے تھے اور باقی دوسرے حضرات تھے۔

حضرت مسروق بن مالک کہتے ہیں کہ واللہ اس حادثہ کے بعد برسوں ہم ایک خفت بیخ و لنگڑا اور بیمار دیکھتے رہے۔ کوئی شخص وہ سے لنگڑا ملتا تھا اور کوئی ہاتھ سے لولا یا لنجا اور ان سب کو ہم نے حلب کی جنگ میں دیکھا تھا۔ آخر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے شہر سے باہر اپنا نشان کھڑا کیا اور مسلمانوں سے پکار کر کہا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں تم سب ایک جگہ میرے پاس جمع ہو جاؤ۔

یہ سنتے ہی مسلمان آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ایہا الناس! آج آپ نا تجربہ کاری کے ساتھ لڑے۔ اب تم شہداء کو دفن کر دو اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرو۔ مسلمان مقتولوں کو سپرد خاک کرنے اور زخمیوں کے زخم باندھنے لگے۔ روزے رومی مسلمانوں کی شکست سے بہت خوش ہوئے۔ یوقنا اپنی فوج کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ مسلمان اب اس قلعہ کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے اور نہ اس کے پاس اب کبھی آ سکتے ہیں۔ مسیح کی قسم! اگر انھوں نے اب اس کا محاصرہ رکھا تو میں ان کے ساتھ مکر کروں گا اور قلعہ سے ان کے لشکر کی طرف جاؤں گا۔

یوقنا کے وزیر کا حلب میں مسلمانوں پر شبخون مارنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن سلیمان دینوری نے جو فتوحات شام کے مسلمانوں میں ایک ثقہ راوی ہیں بیان کیا ہے کہ مجھ سے عمرو یہ کہتے کہ یوقنا نے اپنی فوج کے دو ہزار سردار اور بہادر اشخاص منتخب کر کے ایک رات انہیں یہ حکم دیا کہ وہ قلعہ سے بہت جلدی نیچے اتریں۔ مسلمانوں کی فوج کی طرف جائیں اور جب ان کے لشکر کی آگ بجھ جائے تو شب خون کر کے انہیں لوٹ لیں اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اپنے وزیر کو ان پر سردار مقرر کیا۔ یہ انہیں لے کر قلعہ سے باہر آئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی اس لئے یہ فوج کے چاروں طرف پھرتا رہا۔ یہ ایسا گشت کر رہا تھا کہ ایک جگہ آگ کی روشنی بجھی اور یہ وہاں پہنچ گیا۔ اس طرف یمن کے بدو جیسے مراد بنی کلاب۔ عک اور ان کے غلام وغیرہ تھے۔

حضرت عبد اللہ بن صفوان بھی بیان کرتے ہیں کہ ہم اس روز غیر مسلح اور اپنے دشمنوں کی طرف سے اپنی کثرت کے باعث بالکل مطمئن تھے اور بے فکر تھے۔ ہمارے نگہبان اور پہرے کے سپاہی بھی بالکل غافل تھے۔ انہیں بھی کچھ خبر نہ تھی ہم رومیوں کے شور و غل سے بیدار ہوئے۔ انہوں نے ہم پر ہجوم کیا اور اپنی زبان میں آوازیں دینے لگے۔ گرد و غبار اپنے بیچ میں انتشار تھا اور ہم بالکل نہیں سمجھتے تھے کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم میں انہوں نے تلوار رکھ دی تھی جو بڑھ بڑھ کے اپنا کام کر رہی تھی۔ ہم میں سب سے زیادہ شریف اور بہادر وہی شخص تھا جو اپنی جان بچانے کی غرض سے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور اسے بالکل خبر نہ تھی کہ یہ مجھ پر کیا بلا ہے کہاں سے آئی ہے اور کس طرح نکلی؟ حملہ مسلمانوں کے لشکر میں ہو رہا تھا۔ مسلمان پکار رہے تھے رب کعبہ کی قسم! ہم مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوڑو دوڑو دیکھتے جاتے تھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کے خیمہ کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ دشمن چیخ کر دور سے آواز دیتے تھے۔ ایہا الامیر! یوقنا ہم پر مع اپنے لشکر کے آ پڑا ہے اسی وقت مع چند آدمیوں کے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کے گرد گھومنے لگے۔ رومیوں کے سردار نے جب عربوں کی طرف دیکھا کہ وہ تیار ہو کے

ان کے پاس آگئے ہیں تو اس نے اپنے آدمیوں کو آواز دی اور کہا عرب ہم تک پہنچ گئے ہیں جس کسی نے کوئی چیز اٹھائی ہو وہ اسے پھینک کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان ؓ کہتے ہیں کہ علاوہ ان لوگوں کے جو انہوں نے ہمارے شہید کر ڈالے رومیوں نے پچاس (یا ساٹھ) آدمی گرفتار کر لئے جو اکثر قوم حمیر، ربیعہ اور مضر کے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد و اعانت کرتے ہوئے قلعہ کی طرف واپس ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے جب یہ حالت دیکھی تو اپنے ساتھیوں کو لے کر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک سو آدمیوں کے مابین حائل ہوتے انہیں روک کر قتل کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ یوقنا بھی جب قلعہ کے پاس پہنچا تو اس نے قلعہ کھول دیا اور وہ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ صبح ہوئی آفتاب عالمتاب رات کا حال دیکھنے کے لئے باہر نکلا تو یوقنا نے ان پچاس اسیر مسلمانوں کو جن کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اپنے سامنے بلایا اور ایک برج پر کھڑا کیا کہ قلعہ کے نیچے سے حضرات مسلمانوں کو دکھلائی دے رہے تھے۔ ان کی زبانوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری تھا اور ان کے نعرے مسلمان سن رہے تھے۔ یوقنا نے انہیں اپنے سامنے بٹھا کر سب کو شہید کر ڈالا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جب یہ دیکھا تو تمام لشکر میں منادی کرا دی کہ خدا اور رسول اور امیر ابوعبیدہ کی طرف سے ہر ایک لشکری پر حکم ہے کہ وہ اپنی جان کی حفاظت خود کرے اور کسی دوسرے پر مطلق بھروسہ نہ کرے اور نہ آپس میں بات چیت ہی کرے۔ مسلمانوں نے خوب احتیاط کی اور سامان جنگ تیار کیا اور مستعد و ہوشیار لڑائی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

یوقنا کی مکر کرنے کی کوشش کرنا

یوقنا دوسرے مکر کی فکر میں ہوا اور سوچنے لگا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ کیا مکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ محاصرہ بدستور تھا۔ دوسرے اس کے جاسوس رات دن اس کے پاس خبریں پہنچاتے رہتے تھے اور سب سے بڑے خفیہ نویس اور جاسوس نصرانی عرب تھے جو یونانی زبان میں ترجمہ کر کے اسے بتلاتے تھے۔ ایک روز یہ اپنے قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا فوجی افسران کے گرد کھڑے ہوئے تھے اور اسے قلعہ کے محاصرہ نے عجیب تنگی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ خصوصاً یہ سن کر اس کی تشویش اور بھی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ باشندگان شہر اس کے جب کسی آدمی کو کہیں دیکھ لیتے ہیں تو اسے پہچان کر مسلمانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اس وقت اچانک اس کے پاس اس کا ایک جاسوس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار! اگر آپ کو عربوں کے ساتھ مکر کرنا منظور ہے تو وہی وقت اس کا اچھا موقع ہے۔ اس نے کہا یہ کیوں کر اور تجھے اس کی کیا خبر۔ اس نے کہا جلبان والوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ عربوں کی رسد دانہ اور چارہ کے کفیل ہو گئے ہیں اور اب عرب رسد لینے کے لئے وادی بطنان میں گئے ہیں۔ میں نے خود ان کے بار بردار اونٹ، گھوڑے اور آدمیوں کو دیکھا ہے۔ پرانے پرانے پوستین پہن رہے ہیں۔ ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے ہیں اور بہت تھوڑے آدمی ہیں۔ گاؤں میں جا کر رسد حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔

یوقنا نے یہ سنتے ہی رؤسائے قوم میں سے ایک ہزار آدمی منتخب کئے اور کہا تیار ہو جاؤ۔ مسیح کی قسم! عربوں کا راستہ بند اور ان کے سامان رسد اور بار برداری کو منقطع کر دوں گا۔ رات کی تاریکی نے جب اپنی سیاہ چادر پھیلا دی تو یوقنا نے قلعہ کا دروازہ کھلوایا اور ان ایک ہزار آدمیوں کو ادھر روانہ کر دیا۔ جاسوس آگے آگے تھا اور یہ برابر رات کی تاریکی میں بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ ایک

جگہ پہنچے اور انہیں وہاں ایک گلہ بان جو گائے بیلوں کا ایک گلہ نہایت سرعت کے ساتھ کسی گاؤں کی طرف ہانکے لئے چلا جا رہا تھا ملا۔ یہ اسے دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور اس کے قریب ہو کے کہنے لگے کیا تجھے عربوں کا کچھ حال معلوم ہے۔ ادھر تیرے پاس ہو کے گئے ہوں۔ اس نے کہا ہاں غروب کے وقت جبکہ سورج زرد پڑ گیا تھا سوار ترکی تیز رو گھوڑوں پر اس جنگل سے رسد حاصل کرنے کے لئے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ خچر نیز دوسرے جانور بھی تھے۔ انہوں نے کہا تو ان جانوروں سمیت ان کے ہاتھ سے کس طرح بچ گیا؟ اس نے کہا چونکہ یہ جنگل ان کی مصالحت میں داخل ہے اس وجہ سے ہم ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔ یہ سن کر اس دستہ کا افسر کہنے لگا اس جنگل کی صلح سے ہم بے خبر تھے اب معلوم ہو گیا کہ یہ بھی صلح میں داخل ہے۔ مسیح علیہ السلام تمہاری اس رسد رسانی اور عربوں کی قوت و مددوری کے متعلق ضرور کچھ حکم فرمائیں گے۔ اب تو ہمیں یہ بتلا کہ وہ کس راستے سے گئے ہیں۔ یہ مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا اس طرف کو گئے ہیں۔ یہ سردار اپنی اس فوج کو لے کر ادھر چلا اور گلہ بان سے معترض نہ ہوا۔

رومی سردار اور مسلمانوں کے مابین لڑائی

یہ برابر بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ طلوع فجر کے وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچ گیا۔ اسلامی دستہ پر مناوش نامی ایک سردار مقرر تھے۔ مناوش بن ضحاک طائی نے جب رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو یہ مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے یا بنی العرب! یہ رومیوں کا ایک سردار ہماری طرف آ رہا ہے آگے بڑھو۔ جہاد کی کوشش کرو اور سختی پر صبر کرو اور جنت کے مالک ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا آپ کے ساتھی بھی حملہ آور ہو گئے۔ رومی سپہ سالار بھی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا اور مسلمانوں پر حملے کرنے لگا۔ مسلمان نہایت ثابت قدمی کے ساتھ لڑے گھمسان کا رن پڑا اور ایک سخت معرکہ برپا ہو گیا۔ حسب ذیل مسلمان جام شہادت نوش کر کے ہمیشہ کے لئے جنتی نیند سو گئے۔

مناوش بن ضحاک طائی۔ غیلان بن اسوان۔ عفیف بن ثابت۔ مطیع بن عاصم کلاب بن مرہ۔ معمر بن حمید۔ یاسر بن عوف۔ بشیر بن سراقہ۔ شبیب بن اسلع۔ منہال بن یشکر۔ نجام بن عقیل۔ مسیب بن نافع۔ حنظلہ بن ماجد۔ مناوش بن خلیفہ۔ ربیعہ بن فارع۔ مروان بن ماہر۔ نوفل بن عدی۔ عطا بن ذہر۔ منهال بن جابر۔ سالم بن عوف۔ فضل بن ثابت۔ اقرع بن قارع اور سعید بن عامر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ تمام حضرات قبیلہ طے سے تعلق رکھتے تھے۔ منجملہ سو آدمیوں کے تیس اشخاص کام آئے اور باقی شکست کھا کر اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور رومی سامان رسد خچر اور اونٹوں کے مالک ہو گئے۔ رومی سپہ سالار اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ان اونٹوں کے بوجھ گرا دو ان کے پیر کاٹ ڈالو اور جن جانوروں پر سامان رسد لدا ہے انہیں اپنے ساتھ لے لو اور چل کر پہاڑ پر عربوں کی آنکھ سے چھپ کے پناہ گزین ہو جاؤ ورنہ وہ کوئی دم میں ہوا کی طرح اڑ کر تمہارا قلع قمع کر کے رکھ دیں گے۔ جب رات ہو جائے گی تو ہم پہاڑ سے نکل کر قلعہ کی طرف چلیں گے اور ان سے محفوظ ہو جائیں گے۔ رومیوں نے یہ سنتے ہی اونٹوں کے کجاوے گرا دیئے۔ سینوں پر نیزے مارے اور ان جانوروں کو جن پر رسد تھی اپنے ساتھ لے کے پہاڑ کے اوپر ایک گاؤں میں چلے گئے۔ پہرے دار مقرر کئے اور بقیہ دن رات کی انتظار میں یہاں کاٹنے لگے۔

حضرت یعقوب بن عیاض طائی[1] کہتے ہیں کہ میں بھی اس روز اس دستہ میں تھا جس میں میرے چچا ساوش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔ ہماری جمعیت بہت تھوڑی تھی کہ رومیوں نے ہمیں آ دبایا۔ ہم نے جب باوجود اپنی قلت تعداد کے رومیوں کی کثرت اور ان کی شدت کو دیکھا تو ہم اپنی جان بچا کر بھاگ پڑے اور مسلمانوں کے لشکر میں آ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ جلدی سے ہمارے پاس آئے اور فرمایا کیا ہوا؟ اور یہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارے ساتھ جنگ ہوئی۔ حضرت ساوش رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع ان کے ساتھ آخر شہسواران اسلام شہید ہو گئے۔ غلہ اور جانور جو کچھ ہمارے ساتھ تھے لوٹ لئے گئے۔ آپ نے فرمایا رومی کا صرف میں ہیں۔ کسی شخص میں اتنی جرات نہیں جو قلعہ سے باہر نکل سکے۔ پھر کس شخص نے تمہارے ساتھ ایسا کیا۔ ہم نے کہا ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑے سردار کو جس کے ساتھ کافی جمعیت تھی آتے دیکھا اس کے ساتھ لڑائی کا نہایت عمدہ سامان کیل کانٹے سے لیس لشکر جو حرب میں نہایت مستعد تھا موجود تھا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کی کس قدر تعداد ہوگی اور وہ کہاں سے آیا البتہ اس نے آتے ہی ہم پر حملہ کر دیا۔ ہمارے سردار نیز اکثر اصحاب کام آئے اور انہوں نے جو کچھ ہمارے پاس تھا چھین لیا۔

آپ نے یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کے فرمایا۔ ابوسلیمان ان کاموں کے اہل تم ہی ہو اور ایسے کام ہمیشہ تم ہی انجام دیتے ہو۔ مجھے خدائے پاک پر کافی بھروسہ ہے اور اس کے بعد تم پر۔ نیز میں ہمیشہ سب کاموں میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے استخارہ کر کے کرتا ہوں۔ تم اپنے ساتھ جس قدر مسلمان کو چاہو لے لو اور اللہ پر بھروسہ کر کے ادھر روانہ ہو جاؤ۔ جس وقت اس جگہ پہنچو تو ان لوگوں کے قدموں کے نشانات تلاش کرو اور جہاں تمہیں وہ ملیں ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے چلو۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں ان تک پہنچا دیں اور تم ان سے مسلمانوں کا بدلہ لے لو۔ مگر یہ دور کوک جنگل والے ہماری صلح میں ہیں اور ہم اپنی طرف سے کبھی نقض عہد نہیں کرتے اور نہ قول دے کر واپس لیتے ہیں۔ ہاں اگر انہوں نے ہمارے ساتھ غدر کیا ہے تو پھر ہمارے لئے بھی جائز ہے کہ ہم ان کو قتل کر دیں۔ بہر حال اللہ تبارک و تعالیٰ سے ان دینی قوموں کے معاملہ میں ڈرتے رہنا خداوند جل و علی تم پر رحم فرمائیں اب روانہ ہو جاؤ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا یوقنا کے سردار کا تعاقب کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سنتے ہی اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اسلحہ زیب تن فرمائے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تنہا جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلیمان! کہاں جاتے ہو؟ آپ نے کہا تعمیل ارشاد کے لئے جلدی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ جناب نے حکم دیا ہے اس کو بجا لانے کے لئے بہت جلد پہنچتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا جس قدر مسلمانوں کی جمعیت چاہو ساتھ لے جاؤ۔ آپ نے کہا میں تنہا جانا چاہتا ہوں اور کسی کو ساتھ لینا نہیں چاہتا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کہا تنہا کس طرح جا سکتے ہو؟ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے کہا اگر وہ ایک ہزار یا اس سے زیادہ دو ہزار ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی فضل و اعانت سے میں انہیں کافی ہوں گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا یہ سب کچھ صحیح ہے واقعی تم ایسے ہی ہو مگر پھر بھی تم اپنے ساتھ قبیلہ طے کے کچھ آدمی لے لو جن میں ضرار بن ازور اور سعید بن عامر وغیرہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے

[1] ایک نسخہ میں اوس بن عیاض ہے۔ ۱۲ منہ

حضرت ضرار بن ازور وغیرہ جیسے کچھ آدمی اپنے ساتھ لئے اور روانہ ہو گئے۔

جس وقت آپ اس معرکہ کی جگہ پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ان کے گرد جنگل کے لوگ اپنی جان کے خوف نیز اس خیال سے کہ مرعوب ہم پر ان کے متعلق کہیں مطالبہ نہ کریں رو رہے ہیں۔ جس وقت آپ شعفہ جوالہ کی طرف اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے ان دیہاتیوں کے پاس پہنچے تو یہ شور و فریاد کرکے آپ کے قدموں میں گر گئے۔ آپ نے ترجمان سے جو آپ کے ساتھ تھا دریافت کیا کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے آدمیوں کے خون سے بری الذمہ اور اب تک آپ کی صلح میں داخل ہیں۔ آپ نے ان سے اس بات کی قسم لی کہ ہمیں معلوم نہیں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے قسم کھائی۔ آپ نے فرمایا پھر وہ کون شخص تھا جو ہمارے آدمیوں پر آ پڑا۔ انہوں نے کہا یوقنا نے اپنے ایک سردار کی ماتحتی میں ایک ہزار جانباز فوج اسے ترقعہ سے ادھر روانہ کیا تھا۔ آپ کے لشکر میں اس کی طرف سے چند جاسوس رہتے ہیں جو اسے آپ کی دم دم کی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ سردار کس راستہ سے گیا ہے۔ انہوں نے کہا اس راستہ سے۔ آپ نے فرمایا ابھی تم نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں ان کے متعلق کچھ علم نہیں۔ انہوں نے کہا یہ جو آپ کو خبر دے رہے ہیں یہ حلب کے باشندے ہیں جو یہاں سامان خورد و نوش خریدنے آئے ہیں۔ اگر آپ ابھی کچھ دیر اور تشریف نہ لاتے تو ہمیں بھی پتہ نہ چلتا کہ انہیں کس نے شہید کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی اونچے راستہ سے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم نے انہیں اس پہاڑ پر چڑھتے دیکھا ہے۔ آپ اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا انہوں نے سمجھا ہوگا کہ مسلمانوں کا لشکر یقیناً ہمارا تعاقب کرے گا اور یہ سمجھ کر وہ پناہ لینے کی مقام پر چھپ گئے ہیں تاکہ رات ہونے پر وہ اپنے قلعہ کی طرف چلے جائیں۔ آپ حضرات کو چاہئے کہ آپ ان کے تعاقب اور طلب میں گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دیں۔ یہ کہتے ہی آپ نے اپنے گھوڑے کی عنان منعطف کرکے چھوڑ دی۔ آپ آگے آگے تھے اور آپ کا دستہ آپ کے پیچھے پیچھے گھوڑے اڑائے چلا جا رہا تھا۔ معاہدین میں سے بھی آپ نے اپنے ہمراہ ایک شخص کو لے لیا تھا تاکہ وہ اس قوم تیز راستہ کو بتاتا چلا جائے۔

جس وقت آپ دور پہنچے کہ اس پہاڑی کے راستہ پر لگ گئے تو آپ نے گھوڑا روک لیا اور اس معاہد سے فرمانے لگے کہ اس راستہ کے سوا آیا کوئی دوسرا راستہ بھی اس قلعہ کی طرف جاتا ہے۔ اس نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریں ان شاء اللہ العزیز آپ فتح یاب ہوں گے۔ آپ نے اپنے دستہ کو اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس راستہ کو روک کر اسی جنگل میں قیام فرمایا۔ ابھی بہت ہی تھوڑی رات گزری تھی کہ گھوڑوں کی سموں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں اور اس اندھیرے میں گھوڑوں کے ٹاپوں نے مسلمانوں کو ان کی آمد سے مطلع کر دیا۔ سپہ سالار لشکر فوج کے آگے آگے اپنی اس جمعیت کو چلنے کی تاکید کرتے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ جس وقت وہ آپ کے دستہ کے بالکل قریب پہنچ گیا تو آپ نے شیر ببر کی طرح گونج کر للکارتے ہوئے اس کی طرف ایک جست بھری اور اس پر جا پڑے۔ آپ کے ساتھی اس فوج کی طرف لپکے۔ آپ نے یہ سمجھ کر کہ یہی یوقنا ہے شخص اسی کا قصد کیا اور اس کے پاس پہنچ کر تلوار کا ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ سپہ سالار دو ٹکڑے ہو کے دور جا گرا۔ مسلمانوں نے میانوں سے تلواریں باہر کھینچیں اور ان کے جوہر دکھلانے لگے۔ رومی سامنے سے بھاگے مگر مسلمانوں نے انہیں آگے سے گھیر لیا۔ فرشتہ اجل بڑھ بڑھ کے اپنا کام کرنے لگا اور اس شخص کے سوا جس کی اجل دور کھڑی ہنس رہی تھی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

جب رومی موت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے جانور اور تمام اسباب وغیرہ اپنے ساتھ لئے اور حضرت ابو

جبلہ بن جرجؒ کے لشکر کی طرف چل پڑے۔ رومی سپہ سالار کا سر نیزہ کی نوک پر تھا اور یہ اسلامی دستہ فتح و نصرت کا پرچم لہراتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنے لشکر سے نکل کر رنج و افسوس کی حالت میں ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب ان کے قریب پہنچے تو آپ اور آپ کے دستے نے تہلیل و تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ مسلمانوں کے لشکر نے ان کی تہلیل و تکبیر کا جواب اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے دیا اور استقبال فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا قلعہ کے محاصرہ کو سخت کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ علاوہ سامان اور جانوروں کے سات سو مقتولین کے سر اور تین سو قیدی تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے قیدیوں پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم فدیہ ادا کر دیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہا آپ قلعہ کے سامنے ان کی گردنیں ماردیجئے تا کہ وہ دیکھ لیں۔ اس طرح خداوند تعالیٰ اور مسلمانوں کے دشمنوں میں ضعف اور سستی پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل قلعہ کے سامنے ان کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں ماردی گئیں جن کو یوقنا اور اس کے ہمراہی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہا ہم اب تک یہ سمجھتے رہے کہ یہ قلعہ والے ہمارے محاصرہ میں محصور ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ ہماری غفلت اور موقع کے منتظر رہتے ہیں اور ہماری ناتجربہ کاری اور غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے اونٹوں اور جانوروں کو لے بھاگتے ہیں۔ اس لئے بہتر اور قرین مصلحت و صواب ہے کہ آپ پاسبانوں و پہرے کے سپاہیوں پر ہر شخص کو ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائیں اور قلعہ کے ہر ایک راستہ پر فوج مقرر کر دیں تا کہ وہ کسی طرح اپنے قلعہ سے باہر نہ نکل سکیں اور اس طرح حتی المقدور ہم انہیں محاصرہ کی مصیبتوں میں مبتلا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ یا ابا سلیمان واقعی تمہارا مشورہ نہایت عمدہ ہے۔

صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ، ضرار بن ازور، سعید بن عمرو بن طفیل عدوی، قیس بن ہبیرہ اور میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بلا کر انہیں قلعہ کے چاروں طرف مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے راستوں کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ اپنے ساتھ جس قدر چاہیں فوج رکھیں اور اس کے ہر ایک راستہ اور سڑک کو آمد و رفت سے روک دیں حتیٰ کہ اگر کوئی چڑیا بھی ادھر اڑ کر جائے تو اس کا بھی شکار کر لیں۔ ان حضرات نے یوقنا پر محاصرہ کو بالکل تنگ کر دیا اور ایک مدت تک اسی طرح قلعہ کو گھیرے پڑے رہے۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس طویل قیام کی وجہ سے گھبرا گئے اور یہ ارادہ کر لیا کہ اگر قلعہ سے ہٹ کر کچھ فاصلہ کے مقام پر ہم نے قیام کیا تو ممکن ہے کہ قلعہ والے کوئی غفلت کریں اور ہم اس موقع کو غنیمت سمجھ کر قلعہ کو آ دبائیں اور فتح کر لیں۔ آپ نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور قلعہ سے چند میل کے فاصلہ پر غریب نامی گاؤں کے قریب آ کر خیمہ زن ہو گئے۔

آپ چاہتے تھے کہ کسی حیلہ سے یوقنا تک پہنچ جائیں اور یہی ارادہ کر کے آپ قلعہ سے ہٹ کر اس جگہ مقیم ہوئے تھے مگر یوقنا قلعہ سے باہر آتا تھا اور نہ اس کے دروازے ہی کو کھولتا تھا۔ آپ کو یہ دیکھ کر سخت فکر دامن گیر ہوا اور اسی فکر میں آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس تشریف لائے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا ابو سلیمان! میری رائے میں خدا کے دشمن جاسوس ہماری تمام خبریں یوقنا تک پہنچاتے اور ہمارے ارادے اڑاتے رہتے ہیں۔ ابو سلیمان! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم لشکر میں گھوڑے پر سوار ہو کر پتہ لگاؤ

اور لوگوں کی آزمائش کرو ممکن ہے کہ تم کسی جاسوس کو پکڑ لو۔

حضرت خالد بن ولیدؓ گھوڑے پر سوار ہوئے لوگوں کو لشکر میں گشت کرنے کا حکم دیا۔ بذات خود ان کے ساتھ ہوئے اور یہ تاکید کی کہ جس کسی غیر شخص کو دیکھو یا کسی پر شبہ گزرے فوراً گرفتار کر لو۔ آپ برابر گشت کرتے پھر رہے تھے کہ دفعتہً آپ نے نصرانی عربوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی عبا الٹ پلٹ کر رہا ہے۔ آپ کو اس پر شبہ ہوا اور آپ اسے غور کرکے دیکھنے لگے۔ آپ دیکھتے جاتے تھے اور دل ہی دل میں اس کی صورت شناسائی سے انکار کرتے جاتے تھے۔ اس نے جب آپ کو اس طرح اپنی طرف غور کرتے ہوئے دیکھا تو وہ ایک طرف کو کٹ کر چلنے لگا۔ آپ نے اسے آواز دی اور سلام کیا اور فرمایا برادر عربی! کن لوگوں میں سے ہو؟ اس نے کہا یمنی ہوں۔ آپ نے فرمایا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے اگرچہ ارادہ کیا تھا کہ کسی اور غیر قبیلہ کا نام لے دوں مگر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس کی زبان پر حق جاری کرا دیا اور اس نے کہا غسان سے۔ آپ نے یہ سنتے ہی فوراً اسے گرفتار کر لیا اور فرمایا خدا کے دشمن تو تو ہمارے دشمنوں کا جاسوس اور نصرانی عرب ہے۔ اس نے کہا میں نصرانی نہیں بلکہ مسلمان ہوں۔

آپ اسے لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ایہاالامیر! مجھے اس شخص کے نام نے عجیب تعجب میں ڈال رکھا ہے کیونکہ میں نے اسے آج تک کبھی نہیں دیکھا اور یہ کہتا ہے کہ میں قبیلہ غسان سے ہوں۔ حالانکہ اس میں شک نہیں کہ یہ صلیب کے بندوں میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا ابوسلیمان! اس کا امتحان کر لو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کس طرح؟ آپ نے فرمایا قرآن ونماز سے۔ اگر وہ ان کو صحیح پڑھے تو مسلمان ہے ورنہ کافر۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس سے فرمایا برادر عربی! اٹھو کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھو اور اس میں جہر کے ساتھ قرأت کرو۔

وہ آپ کے اس کلام کے معنی ہی نہ سمجھا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو جاسوس ہے جو ہم پر مسلط ہو کر آیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پھر اس سے اس کا حال دریافت کیا اور اس نے اقرار کر لیا کہ واقعی میں جاسوس ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اکیلا ہی ہے یا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ اس نے کہا نہیں ہم تین آدمی تھے۔ وہ قلعہ کی طرف گئے ہیں تاکہ یوقنا کو آپ کے حالات سے مطلع کر دیں۔ اور میں یہاں رہ گیا تھا کہ آپ کی حرکات وسکنات اور ان کے بعد کے حالات دیکھتا رہوں کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ان باتوں میں سے جو تجھے مرغوب ہو قبول کر لے قتل یا اسلام؟ ہمارے یہاں تیسری بات نہیں۔ اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد آپ حلب میں مراجعت فرما ہو گئے اور برابر چودہ یا پانچ ماہ تک قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے۔ قلعہ کا محاصرہ نہایت سنگین تھا اور برابر بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس اثناء میں آپ نے دربار خلافت میں کوئی اطلاع نہ دی۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کو جب حالات معلوم ہونے میں دیر ہو گئی تو آپ نے حسب ذیل ہدایت نامہ لکھ کر بارگاہ خلافت سے آپ کے نام روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے غلام عمر کی طرف سے عامل شام ابوعبیدہ کی جانب!

سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوعبیدہ! کاش تمہیں میری اس حالت کی خبر

ہوئی جو تمہارے خط نہ پہنچنے اور سلسلہ خط و کتابت کے منقطع ہونے سے ہو رہی ہے کہ میرا جسم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے دم بدم گھلا جاتا ہے اور میرا قلق و اضطراب لحظہ بہ لحظہ ان کی حالت معلوم کرنے کے واسطے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں میرا قلب تمہارے پاس نہیں ہوتا اور تمہارے حالات معلوم کرنے کے لئے نہیں تڑپتا۔ جب تمہاری خبر معلوم نہیں ہوتی یا تمہارا قاصد نہیں پہنچتا تو میرا طائر عقل پرواز کر جاتا ہے۔ عقل پراگندہ ہو جاتی ہے اور فکر حیران اور سرگشتہ ادھر ادھر بھاگا پھرتا ہے اور معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گویا تم مجھے فتح یا شکست کی خوش خبری ہی لکھ رہے ہو۔"

اے ابو عبیدہ! یہ تم ہمیشہ یاد رکھو کہ میں اگرچہ تم سے دور اور تمہاری نظروں سے غائب ہوں مگر میرا دل تم سب کے پاس رہتا ہے اور میں برابر تمہارے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں تم سب مسلمان بھائیوں کے لئے ایسا بے چین اور بے آرام ہوں جتنی مشفقہ والدہ اپنی اولاد کے لئے۔ جس وقت تم میرا یہ خط پڑھو فوراً اسلام اور مسلمانوں کے لئے (جواب) بھیج کر قوت بازو کا کام دو (یعنی جواب لکھو) مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

یہ ملاطفت نامہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ملا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں مخاطب کر کے فرمانے لگے معاشر المسلمین! جب امیر المومنینؓ تمہارے لئے دعا گو اور تم سے تمہارے کاموں کے جواب میں خوش ہیں تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ضرور تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل الفاظ میں جواب لکھنا شروع کیا۔

حلب سے حضرت ابو عبیدہؓ کا حضرت عمرؓ کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعالی خدمت عبد اللہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ان کے عامل شام (گورنر) ابو عبیدہ کی طرف سے۔ سلام علیک۔ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا اللہ ھو و اصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔ یا امیر المومنین جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے ہمارے ہاتھ سے قنسرین فتح کرا دیا ہے اور ہم نے ان کو تاخت و تاراج کر لیا۔ حلب صلح کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے۔ مگر اہل قلعہ نے سرکشی اختیار کی اور ایک خلقت کثیر مع اپنے سردار یوقنا کے قلعہ بند ہو گئی۔ ہمارے ساتھ یوقنا نے چند مرتبہ مکر کیا۔ ہمارے بہت سے آدمی شہید کر دیئے جنہیں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے جام شہادت پلوا دیا (اس کے بعد آپ نے ان شہداء کے نام لکھے جو کام آئے تھے نیز یوحنا کا حال لکھا اور جو کچھ اس کے بھائی نے اس کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ تحریر کیا ازاں بعد لکھا کہ) اللہ پاک جل جلالہ بھی یوقنا کی تاک میں ہیں اور ہم نے بھی اس کے ساتھ حیلہ اور مکر کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ اس پر چل نہ سکا۔ اس وقت میرا ارادہ اور قصد محاصرہ چھوڑ کر حلب اور انطاکیہ کے بین جو شہر آباد ہیں ان میں جانے کا ہے۔ آپ کے جواب کا منتظر ہوں تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام۔ والسلام علیک۔

اسے لکھ کر آپ نے سربمہر کیا اور حضرت عبد اللہ بن قرط یمانی اور محمد بن جیران یشکری کو دے کر روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔ یہ

دونوں حضرات اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف چلے۔ دن رات چلنے کی کوشش کی۔ حجیفہ کے راستہ پر پہنچے وہاں سے چل کر ارض جفار (جفان) کو قطع کرتے ہوئے معکسک جو تیما کے قریب عرب کا ایک قلعہ ہے وارد ہوئے یہاں انہیں ایک سوار جو ایک پوری زرہ پہنے چمکتا ہوا خود لگائے اور رکاب میں نیزہ ادھر کئے ہوئے تھا اس طرح آتا ہوا دکھلائی دیا کہ گویا وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکلا ہے یا کسی لڑائی اور مہم پر جارہا ہے۔ جب اس نے ان دونوں حضرات کو دیکھا تو ان کی طرف چلا۔ حضرت عبداللہ بن قرط ؓ نے حضرت جعدہ بن جبران یشکری ؓ سے کہا خدا خیر کریں اس سوار نے ایسی جگہ اور ایسی حالت میں ہمارا سامنا کیا ہے۔ حضرت جعدہ ؓ نے کہا ہمیں عرب کے سوار یا پیادوں سے خوف نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو صاحب قبیلہ ہو کر ہمارے ساتھ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ماتحت نہ ہو گیا ہو۔ جب وہ سوار ان دونوں حضرات کے بالکل قریب آ گیا تو انہیں سلام کیا اور کہنے لگا۔ آپ حضرات کہاں سے تشریف لا رہے اور کہاں جانے کا قصد ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے قاصد اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں جارہے ہیں اور آپ کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا میں بلال بن بدرعائی ہوں۔ انہوں نے کہا اور اس کا کیا سبب ہے کہ ہم آپ کے پاس سامان حرب دیکھ رہے ہیں۔

اس نے کہا حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کے حکم نامہ کے بموجب جو آپ نے ہمیں جہاد کے لئے شام جانے کے واسطے روانہ فرمایا ہے۔ میں اپنے قبیلہ قوم اور ساتھیوں کی ایک جماعت لے کر شام کی طرف جارہا ہوں۔ میں نے جب تمہیں اس جنگل میں جاتے ہوئے دیکھا تو تمہارے پاس اس غرض سے چلا آیا کہ تم سے دریافت کروں کہ تم کون ہو اور کہاں جارہے ہو؟ میرے تمام ساتھی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور جدھر سے آیا تھا اسی طرف کو لوٹ گیا۔ ان حضرات نے بھی اپنی اپنی اونٹنیاں بڑھائیں اور چل پڑے اسی وقت دفعۃً گھوڑے سوار اور اونٹ آتے دکھلائی دیئے۔ بلال بن بدر بھی ان کی طرف چل کر اپنے ساتھیوں میں جا ملے اور اپنی قوم کو رسول اللہ ؐ کے دونوں صحابہ ؓ کے حال سے مطلع کیا۔ وہ قوم سن کر بہت خوش ہوئی اور شام کی طرف چل دی۔

حضرت عبداللہ بن قرط اور جعدہ بن جبیر[1] مدینہ طیبہ پہنچے۔ مسجد نبوی ؐ میں داخل ہوئے حضرت عمر بن خطاب ؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کو وہ خط دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بے حد خوش ہوئے۔ جناب باری عزاسمہ کی جناب میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اللھم کف المسلمین شر کل ذی شر الیھا! آپ ہر شر کرنے والے کے شر سے مسلمانوں کی کفایت کیجئے (یعنی انہیں بچائے) اس کے بعد آپ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں میں یہ الفاظ پکار دے کہ الصلوٰۃ جامعہ۔ جماعت تیار ہے۔ جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے ان کے سامنے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کا خط پڑھا ابھی خط پوری طرح ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ آپ کے پاس حضرموت اور اقصائے یمن یعنی ہمدان سبا اور مارب کے کچھ سوار آئے اور شام کی طرف جانے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے اندر برکت عنایت فرمائیں تم کتنے آدمی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سواروں سے کچھ زیادہ ہیں۔ تین سو ہمارے ساتھ اونٹنیاں ہیں جن پر ہم

---

[1] کسی نسخہ میں جبران اور کسی میں جبیر ہے۔ مصنف

وہ سوار ہو سکتے ہیں۔ نیز ہمارے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھی ہیں جو پیدل ہیں اور سواری نہیں رکھتے اگر جناب حضرت امیر المومنین ان کے لئے سواریوں کا انتظام کر دیں تو ہم دشمن کے قریب پہنچ جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا ایک سو چالیس اشخاص ہیں۔ آپ نے فرمایا عرب ہیں یا غلام؟ انہوں نے کہا عرب بھی ہیں اور غلام بھی جنہیں ان کے مالکوں نے جہاد اور دشمن کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔

آپ نے اسی وقت اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ ؓ کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ مال صداقت میں سے ستر سواریاں لاؤ تا کہ یہ ایک ایک پر دو دو بیٹھ سکیں۔ نیز اپنا خورد و نوش کا سامان اور اپنی ضروریات کی چیزیں بھی ان پر بار کر سکیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فوراً ستر اونٹ لائے اور ان کے سپرد کر دئے اور فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائیں جلدی کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤ اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں سرعت سے کام لو۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے نام حسب ذیل والا نامہ لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد۔ تمہارا خط مع قاصدوں کے پہنچا۔ دشمنوں پر فتح و نصرت کی خبر نیز مسلمان شہداء کے حالات سن کر خوشی ہوئی۔ تم نے جو طلب اور امداد کیے کے ماتین جو شہر ہیں ان میں جانے کے متعلق اور محاصرہ اٹھا دینے کی بابت تحریر کیا ہے۔ یہ تمہاری رائے غیر انسب ہے اور میری رائے کے خلاف ہے۔ کیونکہ جس شخص کے تم قریب پہنچ گئے اس کے شہر اور دیار کے مالک ہو گئے اسے چھوڑ کر دوسری طرف منہ کرنے سے تمام اطراف و جوانب میں یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ نہ تم اس پر قادر ہوئے اور نہ اس کا کچھ بگاڑ سکے۔ اس سے تمہاری ہوا خیزی ہو کر لوگوں کے دلوں میں تمہاری کمزوری اور اس کی طاقت کی بیٹھ جائے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس شخص نے آج تک تمہارا مقابلہ نہیں کیا وہ مقابلے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ روی لشکر اور شام کے ہر چھوٹے بڑے کو تم پر جرات پیدا ہوگی۔ بادشاہوں میں تمہارے متعلق معاہدات ہونے لگیں گے اور ان کے لشکر ہر طرف سے رجوع کر کے تمہارے مقابلہ میں آ جائیں گے۔ تنہا اس وقت تک کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اسے تمہارے ہاتھوں سے قتل نہ کرا دیں یا وہ خود اگر اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں قلعہ تمہارے سپرد نہ کر دے یا جل جلالہ و عم نوالہ اور کوئی حکم نہ فرما دیں کہ وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والے ہیں۔ تم وہاں سے ہرگز قدم نہ ہٹاؤ (بلکہ محاصرہ سخت کرنے کے لئے) ہر جگہ شہر و جبل، گھاٹیوں، تنگ راستوں، کشادہ سڑکوں، وسیع راہوں اور چھوٹے چھوٹے ناکوں تک میں فوجیں متعین کر دو اور غنیمت و غارت کا سلسلہ عرب کے حدود سے لے کر فرات تک پہنچا دو جو شخص تم سے صلح کرے اس سے صلح کر لو اور جو سلامت روی اختیار کرے اس سے تم بھی اسی طرح پیش آؤ۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر نیز تمام مسلمانوں پر میرے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ میں اپنے خط کے ساتھ ساتھ تمہارے پاس حضرموت و حمیر اور اہل مشائخ یمن کی ایک جماعت جس نے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان کو بیچ اور وقف کر دیا ہے بھیج رہا ہوں۔ اس میں عرب غلام سوار اور پیادے ہر طرح کے آدمی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح متواتر تمہارے پاس کمک پہنچتی رہے گی''۔ والسلام

ایک گوشہ سے گھور کر دیکھنے لگے اور فرمایا سیاہ فام عورت کے لونڈے! تیرے جیسے شخص نے اتنی بڑی خواہش کی ہے کہ وہ اسے نہیں مل سکتی اور اتنی بڑی چیز کا طالب ہوا ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ بڑے سخت افسوس کی بات ہے کہ تو نے اتنا نہیں سمجھا کہ شہسواران مسلمین اور بہادران موحدین اپنی تمام قوت کے ساتھ ان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور ان کی فوج سے رات دن برسر جنگ رہتے ہیں مگر باوجود اس کے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور اس نے طوق روم کو جھانسہ دے دیا اور زمین کے زبردستوں پر غالب ہو گیا۔ داس ابو الہول یہ سن کے غصہ میں بھر گیا اور کہنے لگا عبداللہ! خدا کی قسم! اخوت اسلام سے مجبور ہوں اگرچہ مجھ پر لازم نہ ہوتی تو جنگ کی ابتدا تم ہی سے کر دیتا۔ ہر شخص کو حقیر سمجھنے سے احتیاط کرو اور اگر میری بہادری اور شجاعت کے متعلق کچھ معلوم کرنے کا شوق ہے تو جو میرے لواحق یہاں موجود ہیں ان سے دریافت کرو اور جو میری جلالت و براعت کے کارنامے معلوم کرنا چاہو تو میرے شہر والوں سے پوچھو کہ ان کے ذکر کرنے سے عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اور سینے تنگ ہو جاتے ہیں بہت سے لشکروں کو میں نے قتل کر کے رکھ دیا۔ اکثر جمعیتوں کو پراگندہ بہت سی محفلوں کو برباد اور بہت سے شہروں کو تاخت و تاراج کر کے چھوڑا۔ دشوار گزار اور ہیبت ناک راستوں سے میں گزرا۔ بالمسلسل جنگلوں اور خوفناک پہاڑوں میں گھس گیا۔ بڑے بڑے بہادروں کو موت کے گھاٹ میں نے اتارا۔ اچھے اچھے سورماؤں کا مال میں نے چھینا مگر آج تک کسی نے مجھ سے بدلہ نہیں لیا۔ کسی کو میرا تعاقب کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کسی نے میرے مقابلہ پر کبھی اقدام نہیں کیا اور نہ مجھے کبھی کوئی ان سے ننگ و عار آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے میں ایک بہادر شہسوار اور میدان جنگ میں جم کر لڑنے والا سپاہی ہوں پشت دے کر بھاگنے والا بزدل نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر یہ غصہ میں ہی بھرا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر گھوڑے کو بڑھا اور لوگوں سے آگے آگے چلنے لگا۔ عرب کی بعض قوم نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا برادر عربی! آپ غصہ کو تھوک دیں۔ خدا کی قسم! آپ ایسے شخص سے مخاطب تھے کہ اس کے نزدیک دور قریب ہے اور سخت آسان۔ یہ شجاعت و براعت میں اپنے زمانے کا یکتا اور بے مثال آپ ہے۔ کسی شخص کو مجال نہیں کہ اسے روک سکے اور کسی جری کو اتنی طاقت نہیں کہ میدان میں اسے ٹھہرا سکے۔ اگر لڑائی کے لئے اٹھتا ہے تو اس کی ابتدا خود ہی کرتا ہے اور اگر کسی کام کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اسے کر کے چھوڑتا ہے۔ جس چیز کی طلب میں ہوتا ہے اسے پالیتا ہے اور جو اس کے مقابلہ میں پشت دے کر بھاگ پڑتا ہے اسے پکڑ لیتا۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے اس کی بے حد تعریف کر دی اور اس کی بہادری کے پل باندھ کے رکھ دیئے۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ تمہارے اس مبالغہ میں مسلمانوں کی بہتری اور کشورکشائی مقدر فرمائیں گے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ جمعیت برابر کوشش کرتی ہوئی چلی جارہی تھی حتیٰ کہ حلب میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئی۔ آپ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے اور مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ جس وقت یہ آنے والی جمعیت مسلمانوں کے پاس پہنچی تو فوجی لباس سے آراستہ ہوئی تلواروں کو میانوں سے کھینچا۔ ہتھیاروں کو زیب تن اور نشانوں کو بلند کیا۔ تکبیروں کے نعرے لگائے اور حضور آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اسلامی لشکر نے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے ان کا جواب دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا استقبال فرمایا اور سلام کیا۔ انہوں نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور ہر ایک فرقہ اور جماعت اپنے اپنے بھائیوں قبیلوں اور خویش و اقارب کے پاس متمکن اور فروکش ہو گئے۔

یوقنا باوجود محاصرہ کے روزانہ رات کو آنکھ بچا کر مسلمانوں کی طرف اپنے کچھ آدمی بھیج دیتا تھا جو قتل و غارت کر کے پھر قلعہ میں

میں گھس جاتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ مقابلہ میں ہو کر بہت کم لڑتا تھا اور دن میں آج تک کبھی قلعہ سے باہر نہیں نکلا تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت کا منتظر رہتا تھا کہ کب یہ محاصرہ میں کمی کریں اور کب میں ان پر چھاپہ ماروں۔ جس وقت آنے والے مسلمانوں نے اپنے اپنے قبیلوں طئی، عبس، بنی بجیلہ، کندہ اور حضر موت کو رات کے وقت سخت پہرہ دیتے ہوئے دیکھا تو واسس ابوالہول اپنے قبیلہ طریف سے کہنے لگا خدا کی قسم! تم بڑا سخت اور کڑا پہرہ دے رہے ہو۔ انہوں نے کہا دشمن مقابلہ پر ہے۔ پہرہ کس طرح نہ دیں۔ اس نے کہا دشمن قلعہ میں ہے۔ تم کھلی اور فراخ زمین میں ہو۔ پھر دشمن تمہارے مقابلہ میں نہیں ہے جو تمہیں ڈرائے پھر خوف کس بات کا۔ انہوں نے کہا ابا الہول! اس قلعہ کا مالک ایسا منحوس سردار ہے جو ہمیشہ ہماری غفلت کا منتظر رہتا ہے۔ اگر ذرا ہمیں غافل دیکھتا ہے تو فوراً ہمارے لشکر کے کسی سمت آپڑتا ہے اور مار دھاڑ کرتا ہوا امن تک پہنچ جاتا ہے۔ واسس ابھی جواب دینے نہ پائے تھے کہ لشکر کے اندر ایک طرف سے شور و غوغا بلند ہوا اور شور عظیم کی آوازیں آنے لگیں۔ واسس اپنی تلوار کو کھینچ اور ڈھال کو مونڈھے پر ڈالتے ہوئے کھڑے ہوئے اور جدھر سے شور وشر کی آوازیں آرہی تھیں، ادھر چل دیئے۔ یوقنا مسلمانوں کو غافل پا کر اپنے پانچ سو بہادر اور سورماؤں کو لے کر مسلمانوں پر آپڑا تھا۔ واسس ابوالہول نے وہاں پہنچتے ہی دشمن کے وسط میں پہنچ کر تلوار سنبھالی اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کے اس سے کام لینا شروع کیا۔

(ترجمہ اشعار) میں ابوالہول ہوں اور میرا نام واسس ہے میں تیز مار مار کر تمہاری جماعت پر حملہ کرتا ہوں شیر ہوں شیر اور سخت لڑنے والا بہادر ہوں اور دشمنوں کی بھیڑ میں صفیں چیر کر رکھ دیتا ہوں۔

واسس کا حال

کہتے ہیں کہ واسس اشعار پڑھتے جاتے اور اپنی تلوار سے ان کے چہروں کو رنگتے جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ بنی طریف کے بہادروں اور سواروں کا ایک دستہ بھی تھا۔ یوقنا نے جب اس ناگہانی بلا کو اپنے اوپر اترتے دیکھا تو فوراً رجعت قہقری کر کے بھاگا۔ وہ سو آدمی اس کے کھیت رہ گئے۔ واسس نے قلعہ تک حملہ کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا قبیلہ کندہ کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ تھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان لوگوں کو آواز دی اور فرمایا تمہیں میری طرف سے قسم ہے اس رات کے گھپ اندھیرے میں تم ان کا تعاقب نہ کرو۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے واسس سے کہا ابوالہول! سردار تمہیں نیز ہم لوگوں کو لوٹنے کی قسم دے رہے ہیں۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں لوٹ چلو۔ واسس نیز ان کی قوم اپنے خیمہ کی طرف لوٹ گئی۔ قوم کندہ بلاوحشت میں مبتلا ہو گئی تھی۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے رحم فرمایا اور لوگ رومیوں کے قتل اور ان کی ہلاکت سے بہت خوش ہوئے۔

جب صبح ہوئی تو مسلمان اپنے معبود برحق کی خدمت میں سجدہ ریزی کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں ان کے معبود کے سامنے کھڑا کیا اور یہ اس کی تحمید و تمجید میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد مجاہدین اپنے اپنے خیموں اور فرودگاہوں کی طرف لوٹ گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سالار لشکر اسلامیہ کی خدمت میں چند سرداران لشکر اور رؤسائے مسلمین کے اور کوئی نہ رہا۔ رات کے سانحہ کا ذکر آ گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ اللہ پاک تبارک و

۱؎ ایک نسخہ میں قیس ہے۔ ۱۲ منہ

نہ زیادہ دے کر بس کیا کرتا تھا بلکہ یہی چاہتا تھا کہ اسے ایسے جانور، تھوڑا بہت تو وہ دیتے پر راضی بھی نہیں ہوتا تھا اس لئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ اسی کے پاس جو رہا ہے۔ داسن یہ کہنے لگا خدا کی قسم! تمہارا گمان بالکل باطل ہے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کو تم بہت جلدی معلوم کر لو گے اور میں محض حق کا تقاضا ادا کر رہا ہوں۔ یہ سن کر اس کی قوم لوٹ آئی اور اسے اکیلا چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ وہاں سے روانہ ہو کر اپنی قوم اور قبیلے کی چراگاہ میں آیا اور ان کے اونٹوں میں سے سواری کے لئے ایک اونٹنی پکڑی اس پر سوار ہوا تلوار اور ڈھال اپنے سامنے رکھی چشتوارہ کو اپنے خیمے کجاوہ کے اوپر رکھا اور اپنے حریف قبیلے کی طرف چل دیا۔ ایک دن اور ایک رات برابر چلتا رہا حتیٰ کہ آخر شب میں اس نے اپنی اونٹنی کو ایک جنگل کی طرف پھیرا اور اس میں پہنچ کر یہاں سے اتر پڑا اسباب اتارا اور اس کے زانوں کو اس کی باگ سے باندھ کر چرنے کے لئے چھوڑ دیا وہ بیچ بندھی ہوئی چرنے لگی۔ خود اس غرض سے کہ چونکہ وہ قوم مجھ سے قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھے دیکھ لے دو پتھروں کے درمیان میں چھپ گیا۔ جب اسے وہ تمام دن وہیں پڑے پڑے گزر گیا اور رات ہو گئی تو پھر یہ اونٹنی کے پاس آیا اسے بٹھا کے اس پر اسباب لادا اور اس کے کجاوہ پر بیٹھ کر قوم کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے جب رات کچھ گزر گئی تو اس نے اس قوم اور قبیلے کی آگ جلتی ہوئی دیکھی۔ اس نے اپنی اونٹنی کو ایک دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ ایک اونچی جگہ پر جو قوم سے بلند تھی جہاں بہت سے بڑے بڑے ل درخت کھڑے ہوئے تھے چڑھ گئی۔ اس نے وہاں اسے بٹھایا اور اس غرض سے کہ یہ یہاں چرنے نہ لگے، اسے ان درختوں سے باندھ دیا تاکہ اس کے چرنے اور جگالی کی آواز وہ قوم نہ سن سکے۔

اس کے بعد وہ اپنے چشتوارہ کے پاس آیا اسے کھولا اور اس میں سے مختلف کپڑے نکال نکال کر ایک جگہ رکھنے لگا پھر ان درختوں کے پاس گیا اور قد آدم لکڑیاں کاٹ کاٹ کر انہیں ترتیب اور صف بندی کے ساتھ پتھروں سے نصب کر کے قوم کے گھروں، دروازوں اور خیموں کی طرف ان کا رخ پھیر کر ان پر اوڑھنیاں اور شلواریں ڈال دیں۔ اسی طرح چالیس لکڑیاں بشکل آدم نصب کر کے خود سرخ اور سیاہ جوڑا پہنا۔ اس ٹیلے سے نیچے اترا قوم کے پاس آ کے ان کے خیموں کی گرد اس چکر میں پھرتا رہا کہ ان پر کس طرح اور کس داؤ سے حملہ کروں۔ رات چونکہ بہت گزر گئی تھی اس لئے توقف کیا اور فجر کے طلوع تک اپنے داؤ پیچ کرنے کا انتظار کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو ساحل کے قریب پہنچا۔ تلوار بند کی ڈھال ہاتھ میں لی ان کی طرف چلا اور جب ان کے قریب پہنچ گیا تو انہیں آواز دی اور کہا میں ابوالبیل ہوں تمہاری موت تمہارے پاس پہنچ گئی ہے۔ یہ آج کی صبح تم پر بڑی اور مصیبت کے ساتھ تم پر آئی ہے اور دریا اور خشکی دونوں طرف سے ادبار کی گھٹا چھائی ہے۔ یہ کہہ کر خود ہی زور زور سے پکارنے لگا اے آل تغلب! اے آل کندہ! اپنے حریف کا بدلہ لے لو اپنے حریف کا بدلہ لے لو۔

یہ سنتے ہی قوم میں بھگدڑ مچ گئی مرد اپنے آپ کو بھول گئے۔ عورتیں چلانے لگیں اور آدمی گھروں سے نکل نکل کر پہاڑوں کی طرف بھاگ پڑے۔ داسن ان کے پیچھے پیچھے ہو گا مگر جب انہوں نے اس کو اکیلا دیکھا تو ایک دوسرے کو ترغیب اور شجاعت دلانے لگے۔ لوگ لڑنے کے لئے اسی کی طرف چلے اور اسے اکیلا دیکھ کر اس کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور چاہا کہ قتل کر دیں اس نے ان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ حملہ کرتا تھا اور پیچھے کو لوٹ جاتا تھا پھر بڑھتا تھا اور ایک آدھ کو قتل کر کے پھر پیچھے کو واپس ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے جب اس کے حملہ کی شدت جوانمردی اور صولت دیکھی تو چاہا کہ سبقت کر کے اس بلند ٹیلہ پر پہنچ جائیں اور پھر اس کے عقب سے اس

ل یہ بٹا کا ترجمہ ہے بٹا وہ درخت جو ریگستان میں اگ کر بہت بڑے بڑے ہو گئے ہوں۔ ۱۲ منہ

پر حملہ کر دیں۔ مگر جب اس نے ان کا یہ ارادہ معلوم کیا تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ یہ اگر ٹیلہ پر پہنچ گئے تو انہیں میرا تمام مکر کا حال جو میں نے لکڑی اور کپڑوں سے بنا رکھا ہے معلوم ہو جائے گا۔

یہ سوچ کر یہ نہایت کوشش کے ساتھ آگے بڑھا اور سبقت کر کے ان سے آگے ہو کر یہ کہتا ہوا گویا کسی جماعت سے کہہ رہا ہے ان سے پہلے ٹیلہ پر چڑھ گیا اے آل شریف اے آل کندہ! ہوشیار ہوشیار قوم نے تمہارا قصد کیا ہے ایسا نہ ہو تم پر حملہ کر دے۔ میں تمہاری طرف سے انہیں کافی ہوں۔ ہاں اگر میں مر جاؤں اور تم آتا ہی آتے دیکھو گے تو تم بھی حملہ کر دینا۔ بنی قیصر نے جب ٹیلے کی طرف آنکھ اٹھائی تو صبح کی ہلکی ہلکی سفیدی میں انہیں وہ کپڑے والی لکڑیاں آدمی دکھلائی دیں اور انہیں بالکل یقین ہو گیا کہ یہ آدمی کھڑے ہیں۔ ان کے ڈر کی وجہ سے یہ دریا کی طرف چلے۔ داس نے پکار پکار کے کہنا شروع کیا۔ یا قوم میں ہر شخص کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے مطلق نہ ہلے اور نہ اس ٹیلے سے نیچے اترے اس تمام قوم کو میں اکیلا کافی ہوں گا۔"

داس کے مقابلہ سے قوم مہرہ کا بھاگنا

قوم مہرہ نے اپنی پشت کی جانب بھاگنا شروع کیا کسی نے جلدی میں اپنی بیوی کو اپنی سواری میں اپنے پیچھے بٹھلایا کسی نے بیٹے کو ساتھ لیا کسی نے جس قدر اس سے ہو سکا اپنا مال اپنی سواری پر لادا اور بھاگ پڑا۔ داس ابو الہول ان خیموں کی طرف آیا۔ وہاں غلام لڑکے بوڑھے اور بوڑھیاں باقی رہ گئی تھیں اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں کو پکڑ کر لائیں۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کی اور اس کے کہنے کے بموجب وہ تمام اسباب ان اونٹوں پر لاد دیا۔ اس نے غلاموں کی مشکیں باندھیں اسباب ساتھ لیا اور اپنی قوم کی طرف چل پڑا۔ جب اس ٹیلہ کے پاس آیا اونٹوں کو ٹھہرا کر کے نہایت تیزی کے ساتھ اس پر گیا۔ لکڑیوں کے اوپر سے کپڑے اتارے اور پھر ان میں آ ملا۔ جب انہیں لے کر اپنی قوم کے پاس آیا تو اس کی قوم نے اس کے فعل پر بہت تعجب کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے اس قصہ کو سن کر مراقہ بن کندہ سے فرمایا کہ تم اپنے اس غلام کو لے کر میرے پاس آؤ تا کہ میں بھی اسے دیکھوں اور اس کی گفتگو سنوں۔ حضرت مراقہ اسے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام داس ہے۔ اس نے کہا اللہ پاک سبحانہ امیر کی شان دوبالا کریں ہاں میرا نام داس ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارے متعلق عجیب و غریب واقعات سنے ہیں۔ خدا کی قسم تم واقعی ان کے اہل ہو کیونکہ بڑے سخت آدمی ہو۔ یاد رکھو تم اور تمہاری قوم آج تک ایسی جگہ لڑتی رہی ہے جہاں نہ پہاڑ تھے اور نہ کوئی قلعہ بلکہ یہ زمین اور قلعوں کو پہچانتے تک نہیں تھے۔ تم نے واقعی رات دشمن کا مقابلہ نہایت عمدگی اور جانبازی کے ساتھ کیا مگر اب ذرا اپنے اوپر رحم کرنا اور یونقا سردار سے بچتے اور احتیاط کرتے رہنا۔

اس نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سردار کو نیکی عطا فرمائیں میں نے کئی مرتبہ قوم مہرہ پر شب خون مارا ہے اور چند مرتبہ ان کا مال و اسباب لوٹا ہے ان کے پہاڑ بڑے اونچے اونچے بلند اور نہایت پیچیدہ در پیچیدہ وادیوں اور بہت بڑے بڑے پتھروں کی سطوں والے ہیں۔ یہ پہاڑ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب وہ میرے کام میں مخل نہیں ہوئے تو یہ کس طرح مانع ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں نہایت ہوشیار سمجھتا ہوں۔ کیا اس قلعہ کے متعلق تمہاری سمجھ میں کوئی بات آئی ہے؟ اس نے کہا جب میں اپنے گھر سے اس گروہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ رہا تھا تو میں نے راستہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر (تاویل) میرا خیال ہے کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا تو بہت عمدہ اور نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟

اس نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا میری قوم اور میں ایک دوسری قوم پر مخالفت کے ارادے سے چلے ہیں۔ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہوں اور جلدی جلدی کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طرح اپنی قوم میں جا ملوں۔ میں تیزی کے ساتھ چلا جا رہا ہوں حتیٰ کہ جب میں اپنی قوم کے پاس پہنچا ہوں تو میں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ ایک جگہ ٹھہری ہوئی اور متحیر ہے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ پیچھے کو لوٹتی ہے۔ میں نے اس سے کہا یا قوم! تیرا کیا حال ہے اور کس چیز نے تجھے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے! لوگوں نے مجھے جواب دیا کہ کیا تم اس پہاڑ کو نہیں دیکھ رہے ہو جو ہماری راہ میں سد سکندر کا کام دے رہا ہے جہاں میں کوئی جگہ یا کوئی درہ ایسا نہیں جس میں سے ہم آگے گزر سکیں۔ میں نے کہا ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کیا اس میں یہ سامنے شگاف نظر نہیں آتا؟ انہوں نے کہا ہے افسوس اس شگاف میں بھی کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جس میں سے ہم گزر سکیں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ اس میں ایک بہت بڑا اژدہا بیٹھا ہوا ہے جو شخص اس کے پاس سے گزرے گا اس کو یہ ہلاک کر دے گا۔ میں نے کہا یا قوم کیا تم تمام اکٹھے ہو کر بھی تم اس پر حملہ نہیں کر سکتے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں اس کے منہ سے تو آگ کے شرارے نکل رہے ہیں اور کوئی طریقہ ایسا سمجھ میں نہیں آتا جو اسے مار سکیں۔ میں نے کہا تم اس کے پیچھے جا کر حملہ کرنے کی کوئی تدبیر کرو۔ انہوں نے کہا چونکہ یہ نہایت عظیم بلا ہے تمام شگاف میں پھنسا ہوا ہے اس لئے اس کے پیچھے بھی نہیں جا سکتے۔

یہ سن کر میں نے انہیں چھوڑا اور خود اس کے پیچھے پہنچنے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔ تلاش اور جستجو کے بعد ایک بہت تنگ راستہ دکھلائی دیا۔ میں بڑا وقت کے بعد بڑی مشکل سے اس میں گھسا اور اس اژدہے کے پیچھے پہنچ کر اسے قتل کر ڈالا۔ میری قوم بھی میرے پاس آنے لگی مگر نہایت کوشش اور سخت مشقت کے بعد مجھ تک پہنچ سکی۔ میرے پاس آ کے اس نے دیکھا کہ اژدہا مرا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ سب دشمن سے بے خوف ہو کے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نہایت خوش تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا خواب نہایت عمدہ اور بہترین خواب ہے انشاء اللہ تعالیٰ دامس! تمہارا یہ خواب مسلمانوں کے لئے بشارت اور ہمارے دشمنوں کے واسطے سبب خسارت ہے۔

اس کے بعد آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم اسی جگہ بیٹھ جاؤ اور منادی کو فرمایا کہ مسلمانوں کو منادی کے ذریعے مطلع کر دو کہ وہ یہاں آ جائیں۔ چنانچہ رؤسائے مسلمین اور امراء مومنین جمع ہوئے آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ پاک جل جلالہ وتعالیٰ نے فتح بخشی مدد فرمائی ہمیں مظفر و منصور فرمایا اور جس شخص نے کفر کیا اسے خسران میں رکھا۔ اس کے بعد فرمایا معاشر المسلمین! اپنے بھائی دامس کا خواب سنو جو شخص اعتبار کرے اس میں اس کے لئے عبرت ہے اور جو شخص نصیحت قبول کرے اس کے لئے موعظت و نصیحت۔ جو شخص دور ہے وہ قریب آ جائے تاکہ اسے خوب سنے اور جو نزدیک ہے وہ گوش ہوش سے سنے۔ حضار مجلس آپ کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ آپ کی تقریر سنیں۔ آپ اس وقت کھڑے ہو گئے اور فرمایا الحمد للہ و صلی اللہ علی رسولہ وسلم۔ یا معاشر الناس! اللہ پاک عزوجل نے جن کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں اپنی کتاب مبین میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہمارے دشمنوں پر غلبہ اور ہماری ہی حسب مراد ہم سے ہماری فتح و کامیابی کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اللہ پاک عزوجل اپنے وعدہ کے کبھی خلاف نہیں کیا کرتے۔ میں نے یہ نذر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر میرے ہاتھ سے اس قلعہ کو فتح کرا دیں گے تو میں حتی المقدور اپنی استطاعت کے موافق لوگوں کے ساتھ احسان کروں گا۔ اب میرے دل میں یہ بات پوری طرح جم گئی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس قلعہ نیز اہل قلعہ پر ضرور مظفر منصور ہوں گے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیونکہ اس غلام کا خواب مجھے یہی بتلا رہا ہے۔

اس کے بعد آپ نے واسس ابوالہول کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ تجھ پر رحم فرمائے جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا ہے اپنے ان سب بھائیوں کے سامنے بیان کر دے۔ واسس کھڑا ہوا اور اپنے خواب کو من وعن بیان کرنے لگا۔ جس وقت یہ اپنا تمام خواب بیان کر چکا تو مسلمان حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے ایہاالامیر! اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے۔ یاد رکھو وہ پہاڑ جو اس نے اپنے خواب میں نہایت بلند اور دشوار گزار قلعوں اور گھاٹیوں کے نزدیک دیکھا ہے وہ بادشاہ ہمارا دین اسلام اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت راشدہ ہے اور وہ اژدہا جس نے لوگوں کو منتشر کیا ہے اور واسس اپنی تلوار لے کر اس کے مقابلہ میں ہوئے اور مار دیا وہ کوئی امر حسن ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے ان کے ہاتھوں سے ہمارے نافذ کرانا چاہتے ہیں۔

مسلمان آپ کی یہ تعبیر سن کر نہایت خوش ہوئے اور عرض کیا ایہاالامیر! ہمیں آپ اس کے متعلق کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اول ہر نوجوان اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اور تقویٰ کرے کہ دوسرے اس کے بعد بطور رغبت وعبرت دشمنوں پر سختی وشدت کرنے کا۔ اللہ پاک عزوجل تمہاری حفاظت فرمائیں۔ تم اپنے اپنے خیموں میں لوٹ جاؤ۔ سامان اور آلات حرب وغیرہ جس کے ہم زیادہ محتاج ہیں درست کرو۔ میں کل صبح تمہیں تیرے دشمنوں کی طرف روانہ کر دوں گا۔ ہاں اگر میری اس رائے کے خلاف کوئی اور تمہیں پائی تو دوسری بات ہے کیونکہ میں ان لوگوں سے جن پر مجھے اعتماد ہے ہمیشہ مشورہ کرتا رہتا ہوں اور اجتہادی رائے کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔

مسلمانوں یہ سن کر متفق آواز سے کہنے لگے ایہاالامیر اللہ سبحانہ آپ کی رائے کو توفیق اور آپ کو آپ کے دشمن پر مظفر ومنصور فرمائیں۔ اللہ پاک دعاؤں کے سننے والے جاننے والے اور اپنے ارادہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ یہ کہہ کر لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے آئے اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ کسی نے تلوار کو تیز کرنا شروع کیا۔ کوئی تیر وکمان کو درست کرنے لگا۔ کسی نے زرہ کو ٹھیک کر کے رکھا اور کوئی گھوڑے کی دوائی دارو میں لگ گیا اور اس طرح یہ تمام دن ان ہی کاموں میں صرف ہو گیا۔

واسس کا قلعہ فتح کرنے کے لئے ترکیب سوچنا

صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے واسس کو بلا کر فرمایا خدا کے بندے اس قلعہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اور کیا دائو یا حیلہ تمہاری سمجھ میں آتا ہے؟ جو کارآمد ہو سکے۔ اس نے کہا ایہاالامیر! یہ قلعہ ایک نہایت بلند اور مضبوط قلعہ ہے جو فوجوں کی فوجوں کو عاجز اور اپنے حملہ آوروں کو بے دست وپا کر دیتا ہے۔ اس کے محصورین کو اس کے محاصرہ کرنے والے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور نہ وہ محصورین لڑائی کے وقت ان سے مغلوب میں آ سکتے ہیں۔ البتہ میری سمجھ میں ایک ایسی ترکیب اور ایک ایسا عمدہ حیلہ آیا ہے کہ اس کے سوا یہ کسی اور طرف سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ میں انشاءاللہ العزیز اس حیلہ اور مکر کو ان کے ساتھ چلوں گا اور اس اپنی ترکیب کو جامہ عمل پہناؤں گا۔ مجھے ذات باری تعالیٰ جل مجدہ سے کامل امید ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے انشاءاللہ تعالیٰ ان کے املاک کے مالک اور ان کے مقبوضات پر قابض ہو جائیں گے اور انہیں صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا واسس! وہ کیا ترکیب اور حیلہ ہے؟ اس نے کہا اللہ پاک عزوجل سردار کو نیک توفیق عنایت فرمائیں۔ آپ خود راز کے اخفا کرنے اور پوشیدہ بات کے ظاہر اور دنیا کو ان کرنے کی مذمت و مضرات اور اسے چھپانے اور عام آشکارا نہ کرنے کی خوبیوں

سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ بھید چھپا ہوا ہی بہتر اور اچھا ہوتا ہے (کہتے ۱؎ ہیں کہ سب سے اول واثق نے یہ مثل کہا اور اس نے مشہور اور زبان زد عام ہو کر مثل کی صورت اختیار کر لی) آپ نے فرمایا اچھا اس حیلہ اور مکر میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی تاکہ انہیں مہیا کر لیا جائے اور ہمیں اس میں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا کہ آپ اپنے تمام لشکر کو لے کر قلعہ پر چڑھ جائیں اور اس کے مقابلہ میں فروکش ہو جائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی ہیبت بیٹھ جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لڑائی کے لئے موجود اور تیار ہیں۔ میں اپنا داؤ اور حیلہ کروں گا۔ مجھے اللہ پاک کی ذات سے کامل یقین ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میرا داؤ ٹھیک بیٹھے گا اور ہم فائز المرام ہوں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ لشکر کوچ کر کے قلعہ کے پاس اور قلعہ کے نیچے فروکش ہو گیا۔ تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ اسلحہ میانوں سے نکالے اور دشمنان خدا کو ڈرانا شروع کیا۔ رومیوں کی ایک جماعت قلعہ کی فصیل پر آ کھڑی ہوئی اور لشکر اسلام کو دیکھنے لگی۔ مسلمانوں کی چستی و چالاکی دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس پر ہیبت طاری ہوئی اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے قلوب میں رعب ڈال دیا حتیٰ کہ وہ اپنے قلعہ میں مضطرب و بے چین ہو گئے۔ ایک دوسرے کے پاس گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ کسی نے کہا ہم لڑیں گے اور کسی نے کہا ہم قلعہ میں ہی بیٹھے رہیں گے کیونکہ یہ ہم پر کسی طرح قادر نہیں ہو سکتے۔ آخر ان کی رائے یہی قرار پائی کہ قلعہ کے اوپر سے ہمیں لڑنا ہی چاہئے۔ چنانچہ یہ قلعہ کے برجوں اور دیواروں پر چڑھ کر مسلمانوں پر پتھر اور تیروں کی بارش برسانے لگے۔ ایک دن اور ایک رات برابر اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ دوسرے روز لڑائی موقوف ہو گئی مگر مسلمان قلعہ کو گھیرے وہیں پڑے رہے اور برابر سینتالیس دن تک پڑے رہے۔ ان ایام میں واثق لگاتار حیلہ اور داؤ کرتے رہے مگر انہیں کوئی اذیت نہ پہنچا سکے۔

کہتے ہیں کہ جب سینتالیس یوم پورے گزر گئے تو واثق حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آ کر کہنے لگے ایہا الامیر! میں عاجز آ گیا ان ایام میں بڑی بڑی تدبیریں سوچیں اور کیں مگر ایک کارگر نہ ہوئی۔ اب ایک اور تدبیر سمجھ میں آئی ہے اور اللہ پاک عزوجل سے امید ہے کہ اس کی وجہ سے ضرور فتح و نصرت ہمارے قدم چومے گی اور ہم خدا کے دشمنوں پر فائز المرام ہوں گے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا آپ اپنے روسائے لشکر میں سے میرے ساتھ تیس آدمی کر کے انہیں میری ماتحتی کا حکم دے دیں اور یہ ہدایت کر دیں کہ میں جس طرح کہوں وہ اسی طرح چلا چاہوں اور جو امیر کے کہنے کو مانتے رہیں اور جو کچھ میں انہیں حکم دوں اس کو وہ بلا کسی پس و پیش کے بجا لاتے رہیں۔

آپ نے فرمایا میں ان شاء اللہ عزوجل بہت جلد ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ نے بہادران اسلام اور شجاعان ایمان سے تیس آدمی منتخب کر کے اس کے ساتھ کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ یا معاشر المسلمین! میں تم پر واثق کو سردار مقرر کرتا ہوں اور تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم ان کی اطاعت سے سرتابی اور ان کے حکم سے سرمو تجاوز نہ کرنا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ یہ یاد رکھو میں اس وجہ سے انہیں تم پر سردار مقرر نہیں کر رہا ہوں کہ وہ تم میں حسب و نسب کے لحاظ سے بہتر ہیں یا شہسواری میں کامل جری اور تم سے بہت زیادہ دلیر اور بہادر ہیں نہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ میں تمہیں حقیر سمجھ کر تم پر ایک غلام کو سردار مقرر کر رہا ہوں بلکہ

۱؎ دوسرا یہ ہے انت تعلم مالی لزاعة الاسرار من الشرور والاضرار ومن کتم سرہ کانت الخیرۃ فیما لدیہ۔ یہ ترجمہ وہی ہے کہ بھید چھپا ہوا ہی بہتر ہے ۱۲ منہ

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اس لشکر کے نظم و نسق کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں نہ ہوتی تو میں سب سے پہلے ان کی غلامی میں اپنے آپ کو دے کر آپ حضرات کی جماعت میں شامل ہو جاتا۔ میں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ سے ہمیں ضرور فتح و نصرت فرمائیں گے۔

یہ سن کر وہ تمام افسران فوج جنہیں آپ نے مخبری کا حکم دیا تھا آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے خدا تعالیٰ ہمارے سردار کو بھی عطا فرمائیں ہمارے دلوں میں جناب کی نسبت کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ خدانخواستہ ہماری قدر و منزلت نہیں کرتے یا ہماری مساوات نہیں فرماتے اور تعظیم و تکریم نہیں کرتے۔ آپ کی پہلی ہی تقریر ہم پر اپنا کافی اثر کر گئی تھی اور اب تو ہم آپ کے بالکل مطیع فرماں بردار اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ہم پر کسی بے دین کافر کو بھی سردار مقرر کر دیں گے تو ہمیں یہ مجال نہیں ہوگی کہ آپ کے حکم کو رد کر دیں کیونکہ ہم نے کما حقہ اس امر کو جان لیا ہے کہ آپ محض دین کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی نگہبانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم پر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے پھر آپ کی اور اس کے بعد اس شخص کی جسے آپ اپنی طرف سے ہم پر ہمارے اندر سے مقرر کر دیں۔

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے ان کے کلام پر اعتماد فرمایا جزاک اللہ خیر کی دعا دی شکریہ ادا کیا اور کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں یہ خوب سمجھ لو کہ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ دین محمدی کو اس شخص کے ہاتھ سے ضرور فتح کرائیں گے کیونکہ یہ نہایت بصیر با یقین اور حسن بصیرت شخص معلوم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل پر بھروسہ کرو اور ان پر اعتماد کر کے اس شخص کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں یہ ضرور یاد ہوگا اور تم یہ بات خوب جانتے ہو کہ حضور تاجدار دو جہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے عرب اور سادات مسلمین پر ان کے قبیلوں کے غلاموں کو سردار مقرر فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ دامس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا دامس ابوالہول! اب کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ اسی وقت اپنے لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر جا کر ڈیرے ڈال دیں اور اپنے ہر سپاہی کو ہدایت کر دیں کہ بہت کم ادھر ادھر چلیں پھریں بلکہ جہاں تک ہو سکے حتی المقدور چھپے رہنے کی کوشش کریں۔ دو ایسے آدمیوں کو جن پر جناب کو کامل اعتماد ہو عیسائیوں کی شکل میں نیک اور جو مسلمانوں کے پکے خیر خواہ ہوں آپ ہمارے اوپر نگران مقرر کر دیں کہ وہ ہمارے حالات خبریں اور ہماری تمام باتوں کی خبر رکھیں مگر وہ ہر شخص سے چھپے رہیں اور ان سے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ ہو۔ ہتھیار اور اسلحہ وہ اپنے ساتھ سوائے ایک ایک خنجر کے اور کچھ نہ رکھیں اور ہمارے حالات کے معلوم کرنے میں منہمک رہیں۔ جس وقت وہ دشمن کے مقابلے میں ہمیں غالب اور فتح مند دیکھیں تو چپکے سے آ کر آپ کو اطلاع کر دیں تا کہ آپ اپنی جمعیت کو لے کر ہم میں آ ملیں۔ مگر اس بات کی جناب انہیں ضرور تاکید فرما دیں کہ وہ ایک جگہ نہ ٹھہرے رہیں بلکہ ادھر ادھر اور علیحدہ علیحدہ پھرتے ہی رہیں ان کے لئے یہی زیادہ مناسب اور بہتر ہوگا اور اسی میں ان کی سلامتی بھی مضمر ہے۔ واللہ المستعان۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح یہ سن کر فوراً سمجھ گئے کہ یہ شخص نہایت صاحب بصیرت معاملہ فہم اور ذی رائے شخص ہے۔

دامس اپنے آدمیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جب تک یہ لشکر کوچ کرے اس وقت تک ہمیں اس جنگل کے کسی حصہ میں چھپ جانا چاہئے کیونکہ لشکر کے کوچ کرتے وقت رومی قلعہ پر چڑھ کر ضرور لشکر کو جاتے ہوئے دیکھیں گے اور وہ اس وقت بلند مقامات پر کھڑے ہوئے ہوں گے اس لئے ہمیں چھپنے اور پوشیدہ جگہ تلاش کرنے میں

بہت بڑی وقت ہوگی۔ ہر شخص کے پاس محض تلوار اور ڈھال ہونی چاہئے۔ ان کے سوا اور کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ لوگوں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور جب یہ تیار ہو کے واثق کے پاس آ گئے تو واثق کھڑے ہوئے زرہ پہنی اور مغفر کپڑوں کے نیچے چھپایا تو شہ وان کو ساتھ لیا اور انہیں لے کر چل کھڑے ہوئے جب لشکر سے کسی قدر فاصلہ پر پہنچ گئے تو یہ چھپتے چھپاتے پہاڑ کے ایک غار پر پہنچے۔ اپنی جماعت کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا اور جب وہ اس میں داخل ہو گئے تو خود اس کے دروازے پر بیٹھ گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے واثق کی ہدایت کے بموجب تمام کام درست کر کے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کوچ کے وقت مسلمانوں میں ایک بہت بڑا شور و غل پیدا ہوا۔ اہل قلعہ فصیل پر چڑھ کر دیکھنے لگے اور مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ آپس میں چیخ چیخ کر مسلمانوں پر آوازیں کسنے لگے۔ مسلمانوں میں ہر طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہوئیں اور تکبیر و تہلیل کے نعروں کے ساتھ مسلمانوں کا لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی زیر قیادت روانہ ہو گیا۔

رومی بے انتہا خوش ہوئے اپنے سردار کے پاس آئے اور کہنے لگے سردار! دروازہ کھولنے کا حکم دے دیجئے تاکہ ہم عربوں کا تعاقب کر کے اگر ممکن ہو سکے تو ان میں سے کسی کو قتل یا گرفتار کر لیں۔ اس نے انہیں منع کیا اور یہ تمام دن اسی قلعہ میں رکے رہے حتیٰ کہ عشاء کا وقت آیا۔ حضرت واثق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دستہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا قلعہ کی طرف تم میں سے کون شخص جانے کے لئے تیار ہے ممکن ہے کہ وہاں پہنچ کر کوئی خبر معلوم ہو جائے یا کسی شخص کو گرفتار کرنے کا موقع ہاتھ آ جائے اور ہم اس سے کچھ دریافت کر سکیں۔ یہ سن کر کسی نے آپ کو کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے کہا میں جانتا ہوں کہ ہماری اس جماعت میں تمام آدمی نفس کے بخیل موت سے ڈرنے والے اور جان بچانے کے خواہاں ہیں۔ مگر میں تم سب کی طرف سے فدیہ ہوں۔ تم دیکھتے رہو کہ کس طرح چھپ کر کام کیا کرتے ہیں؟ یہ کہہ کر آپ اٹھے انہیں وہیں چھوڑا اور تھوڑی سی دیر کے لئے غائب ہو گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد ایک کافر کو پکڑ لائے اور اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہنے لگے جوانان عرب! اس شخص کو پکڑو اور اس سے قلعہ کی خبریں دریافت کرو۔ مسلمانوں نے اس سے پوچھنا شروع کیا مگر اس کی زبان کوئی مسلمان نہ سمجھ سکا۔

واثق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں سے کہا اچھا تم یہیں بیٹھے رہو میں آتا ہوں آپ پھر غائب ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد ایک اور کافر کو پکڑ لائے مگر اس نے بھی اسی زبان میں گفتگو کرنا شروع کی جسے مسلمان مطلق نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے پھر کہا اچھا اور ٹھہرو اور پھر چلے گئے اور چار ٹھہر اور پکڑ لائے ان کی زبان بھی نہ سمجھ سکے۔ یہ پھر گئے اور تین مشرکوں کو پھر گرفتار کر کے لائے اور ان سے بات چیت کرنا چاہی تو لغت عرب کا ماہر ان میں سے بھی کسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان پر لعنت فرمائیں کیا وحشی اور بے ہودہ زبان ہے۔ یہ کہہ کر آپ پھر اٹھے اور ان سب کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گئے اور آدھی رات تک غائب رہے۔ ان کے ساتھیوں کو دیر ہو جانے کی وجہ سے سخت قلق ہوا اور رنج کرنے لگے۔ بعض نے بعض سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن ان کی حالت سے باخبر ہو گیا یا تو وہ شہید کر دئے گئے یا گرفتار ہو گئے۔ کچھ دیر یہ حضرات ذکر کرتے رہے۔ پھر قصد ہوا کہ لشکر کی طرف چلیں۔ ابھی یہ ارادہ ہی ہوا تھا کہ آپ ایک رومی شخص کو کھینچتے ہوئے آتے دکھائی دئے۔ مسلمان آپ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے بے تحاشا آپ کی طرف بھاگے۔ پیشانی کو بوسہ دیا دیر ہونے کی وجہ دریافت کی اور کہا اے ابا العباس! ہمارے دلوں میں آپ کی

طرف سے عجیب عجیب شبہات گزر رہے تھے اور ہمیں دیر ہو جانے کی وجہ سے آپ کی جدائی بہت شاق معلوم ہو رہی تھی۔ آپ نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں میں جب تمہیں چھوڑ کر یہاں سے گیا تو میں قلعہ کی دیوار کے قریب ایک جگہ چھپ کے کھڑا ہو گیا۔ لوگ اپنی اپنی زبانوں میں گفتگو اور بات چیت کرتے ہوئے میرے برابر سے گزرتے جاتے تھے مگر میں ان سے کچھ تعارض نہیں کرتا تھا بلکہ میرا منشاء یہ تھا کہ میں ایسے شخص کو گرفتار کروں جو عربی زبان میں بات کرتا ہوا گزرے مگر ایسا کوئی شخص نظر نہ پڑا اور میں نے مایوس ہو کے لوٹ آنے کا قصد کر لیا۔ لوٹتے وقت ایک زور کا دھماکہ ہوا کہ جیسے کوئی شخص دیوار کے اوپر سے گرا ہو۔ میں فوراً ادھر سے آواز آئی تھی ادھر بھاگا تو دیکھا کہ اس شخص نے اپنے آپ کو قلعہ کے اوپر سے گرا دیا ہے۔ میں نے فوراً اسے گرفتار کر لیا اور آپ کے پاس پکڑ لایا۔ اب تم دیکھو کہ یہ کون شخص ہے؟ مسلمان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کلام کیا۔ اس نے بھی رومی زبان میں ہی بڑبڑانا شروع کیا اس شخص کا دم اتر گیا تھا اور پیشانی ورم کر آئی تھی۔

دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا اس شخص کے گرنے میں کوئی راز ضرور ہے اور اس کی زبان ہم میں سے کوئی شخص نہیں سمجھتا جو کچھ معلوم ہو سکے۔ تم کچھ دیر اور صبر کرو میں انشاء اللہ تمہارے پاس ایسے شخص کو گرفتار کر کے لاؤں گا جو عربی زبان جانتا ہو۔ یہ کہہ کر آپ پھر جلدی کر کے روانہ ہو گئے اور تھوڑی سی دیر میں پھر ایک شخص کو جس کی گردن میں آپ نے اپنا عمامہ ڈال رکھا تھا گھسیٹتے ہوئے لئے چلے آئے۔ مسلمانوں نے اس سے دریافت کیا تو شہر کا رہنے والا ہے یا قلعہ کا؟ اس نے کہا میں اہالیان قلعہ سے ہوں۔ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کیا تو رومی ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نصرانی عرب ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ تو ہمیں قلعہ کا کوئی پوشیدہ دروازہ یا چور دروازہ بتلا دے اور ہم تجھے اس کے عوض رہا کر دیں نیز تیرے ساتھ ہم میں سے کوئی شخص پھر کسی طرح کا تعرض نہ کرے۔ اس نے کہا اول تو میں ایسا کوئی راستہ جانتا نہیں جو آپ کو بتلا دوں دوسرے اگر جانتا بھی تو میرا دین مجھے یہ کس طرح اجازت دیتا۔ مجھے اپنے پیشوا مسیح کی قسم! میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ آپ یہ سن کر سخت خشمگین ہوئے اور فرمایا اچھا تو ان قیدیوں سے دریافت کر کہ آیا ان میں سے کوئی شہر کا باشندہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمارے اور اہالیان شہر کے مابین معاہدہ اور صلح ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نصرانی عرب نے ان سے سوال کیا اور پھر ان سے اس طرح کہنے لگا کہ ان میں شہر کا کوئی شخص نہیں تمام قلعہ کے لوگ ہیں اور میں بھی ان کو پہچانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اس شخص سے ہماری طرف سے دریافت کر کہ تو نے شہر پناہ کے اوپر سے خود کو کیوں گرا دیا تھا اور اس کا باعث کیا ہوا تھا۔ یہ دریافت کر کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ کہتا ہے کہ آپ حضرات سے صلح کرنے کے بعد یوقنا شہر والوں پر بہت غصہ ہوا تھا اور انہیں بہت زیادہ ڈرایا اور دھمکایا تھا۔ جب عرب قلعہ چھوڑ کر واپس ہو گئے تو یوقنا قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا اور سارے شہر کو جمع کر کے انہیں قلعہ میں لایا اور زبردستی ان سے مال طلب کرنے لگا۔ میں بھی چونکہ ان میں تھا کہ یہ آفت اور بلا نازل ہوتی ہوئی دیکھی تو رہائی پانے کے لئے عقوبت سے ڈر کر بھاگ کے قلعہ کی دیوار سے کود پڑا اور مجھے گر کر اس وقت ہوش آیا جس وقت کہ میں آپ کے پنجے میں گرفتار ہو چکا تھا۔ میں اہل شہر سے ہوں۔ اگر تم عرب ہو تو میں تمہاری صلح میں ہوں تمہیں مجھ سے بدوفائی نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی اور ہو تو میں تمہاری حسب خواہش فدیہ دے کر تم سے اپنی جان چھڑانے کا خواہش مند ہوں مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔

آپ نے اس نصرانی عرب سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ ہم اہل عرب ہیں تجھے بے خوف رہنا چاہئے۔ ہماری طرف سے

تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس کے بعد آپ نے یہ ارادہ کیا کہ اس شہری کو اپنے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک کرتا ہے اس کا تماشا دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے رومی اور نصرانی عربوں کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں اڑا دیں اور اس شہری کے سوا سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد آپ اپنے توشہ دان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں سے بکری کی ایک کھال نکال کے اوڑھ لی کمر پر ڈالی۔ اس کے بعد ایک خشک روٹی نکال کر اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے بسم اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعانت چاہو ان پر بھروسہ کرو خود کو پوشیدہ رکھو اور اپنے امور میں حزم و احتیاط کو کام میں لاؤ۔ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات اس قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کی نیت میں اللہ تعالیٰ برکت عنایت فرمائیں چلئے۔

یہ کہہ کر وہ حضرات فوراً کھڑے ہو گئے۔ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ ان کے آگے آگے ہوئے اور یہ حضرات پیچھے چل پڑے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے دو شخصوں کو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں روانہ کیا کہ وہ ان کو اطلاع دے دیں کہ آج صبح طلوع آفتاب کے وقت قلعہ کی طرف لشکر بھیج دیں۔ اب ہم ادھر جا رہے ہیں۔

حضرت دامسؓ کا بھیس بدل کر قلعہ کی طرف جانا

کہتے ہیں کہ یہ حضرات حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف چلے اور دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رات کے اندھیرے میں پشت پر بکری کی کھال ڈالے چاروں ہاتھ پیروں سے اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے چھپتے چھپاتے چلے جا رہے تھے جب آہٹ یا کوئی کھٹکا محسوس ہوتی تو فوراً جس طرح کتا ہڈی کو چباتا ہے اسی طرح آپ اس سوکھی روٹی کو توڑنے لگتے تھے۔ مسلمان آپ کے پیچھے پیچھے تھے کبھی چھپتے تھے اور کبھی چلنے لگتے تھے۔ کبھی پتھروں کی آڑ میں ہو جاتے تھے اور کبھی پر چل پڑتے تھے۔ اسی طرح یہ حضرات بڑھتے بڑھتے قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ قلعہ کے اوپر سے انہیں پہرہ والوں کی آوازیں اور لوگوں کی بات چیت کی بھنبھناہٹ سنائی دینے لگی۔ پہرہ وقت ہو رہا تھا۔ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلعہ کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا اور برابر گھومتے رہے حتیٰ کہ ایک ایسے برج کے پاس پہنچے جہاں کے چوکیدار پڑ کے سو گئے تھے اور اوپر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی اس سے زیادہ اور برج بھی کوئی چھوٹا نہیں تھا۔ حضرت دامسؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا قلعہ کی بلندی اور مضبوطی تم خود دیکھ رہے ہو۔ پھر نگہبان پہرہ دار رومیوں کی بیداری کسی حیلہ اور فریب کو نہیں چلنے دیتی۔ ایسی صورت میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا یا دامس! اللہ نے مرد مومن نے آپ کو ہم پر افسر مقرر کیا ہے۔ آپ نہایت جری اور دلوں کے مضبوط شخص ہیں اور ہم آپ کے تابع فرمان۔ آپ جس کام میں مسلمانوں کی بہتری دیکھیں ہمیں حکم دیں ہم اس سے نہیں ہٹ سکتے۔ خدا کی قسم! اگر ہمارے جسم کٹ کٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں اور روحیں عالم بالا کو چلی جائیں تو ہم پر یہ زیادہ آسان اور اس سے سہل ہے کہ ہم یہاں آئے ہوں اور کوئی کام کئے بغیر واپس پھر جائیں۔ آپ کا حکم دینا اور ہمارا کام کرنا اور اس کو بجا لانا ہے۔ ہم آپ سے کام میں پیچھے نہیں رہ سکتے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اللہ عزوجل تلواروں کے سائے اللہ پاک کی اطاعت دین اسلام کی نصرت اور اپنے مسلمان بھائیوں کی رضامندی اس میں جان دینے والے ہیں۔ حضرت دامسؓ نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہارے کاموں کو مقبول فرمائیں اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری نصرت کریں۔ اگر تمہارا یہی ارادہ اور یہی نیت ہے تو اس قلعہ کی دیواروں پر چڑھ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو آدمیوں کو چونکہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں بھیج دیا تھا کہ وہ ہماری اطلاع دے دیں اور کہہ دیں کہ فجر کے وقت لشکر کو ادھر بھیج دیا جائے اس لئے اٹھائیس آدمی ان کے پاس رہ گئے تھے۔ ان سے انہوں نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس قلعہ پر چڑھ جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا یا ابا سہل! ہم کس طرح چڑھ سکتے ہیں اور بغیر سیڑھی (نردبان) کے قلعہ پر کیونکر چڑھ سکتے ہیں؟! انہوں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو پھر سات ایسے آدمیوں کو کہ اگر ان کے مونڈھوں پر بڑی تمام برج کا بوجھ بھی ڈال دیا جائے تو ان پر کسی طرح گراں نہ گزرے اور جو قسمت بھرنے والے شیروں کی مانند تھے منتخب کئے پھر خود وہ کھڑے ہو بیٹھے اور ان سات شخصوں میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ میرے شانوں پر جس طرح کہ میں بیٹھا ہوں اسی طرح بیٹھ کر قلعہ کی دیوار کو ہاتھ سے تھام لے اور مجھ پر کوئی زور نہ دے۔ جس وقت وہ آپ کے مونڈھے پر دیوار تھام کے اوپر بیٹھ گیا تو آپ نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ وہ دیوار کا سہارا لے کر اس پہلے شخص کے مونڈھے پر اسی طرح بیٹھ جائے اور دیوار پر دونوں ہاتھ رکھے۔ پھر تیسرے کو دوسرے پر اور چوتھے کو تیسرے پر اسی طرح بیٹھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ ساتوں آدمیوں کو لگاتار اسی طرح علی الترتیب اپنے اوپر بٹھا لیا۔ جب آپ نے سمجھ لیا کہ سب ساتوں آدمی ایک دوسرے کے شانوں پر بیٹھ چکے ہیں تو اس ساتویں شخص کو جو سب کے اوپر بیٹھا تھا اس کے ساتھی کے شانے پر کھڑا ہونے کا حکم دیا وہ شخص قلعہ کی دیوار کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا تو چھٹے کو حکم دے دیا۔ اسی طرح پھر پانچواں پھر چوتھا پھر تیسرا پھر دوسرا اور پھر پہلا کھڑا ہو گیا اور ہر شخص نے دیوار پر ہاتھ سے سہارا دے رکھا۔ سب کے آخر میں آپ خود کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہوتے ہی سب سے اوپر والا شخص دیوار کے کنگروں تک پہنچ گیا اور وہیں نے ان کنگروں کو پکڑ کر ایک ایسی جست کی کہ قلعہ کے برج میں جا پہنچا۔ اس برج کے چوکیدار کو اس نے دیکھا کہ وہ شراب کے نشہ میں مدہوش پڑا ہے اس نے اس کے ہاتھ اور پیر پکڑ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا دیا اور مسلمانوں نے اس کے گرتے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ آگے بڑھا تو وہاں دو اور چوکیدار شراب کے نشہ میں پڑے ہوئے پائے۔ اس نے انہیں بھی اپنے خنجر سے ذبح کر کے مسلمانوں کی طرف پھینک دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کے اس نے اپنا عمامہ اپنے ساتھی کی طرف کہ جس کے شانے پر یہ سوار ہو کے قلعہ پر آیا تھا لٹکایا اور جس وقت اس نے اسے پکڑ لیا تو اس نے اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔ نیز ایک روایت یہ بھی ہے کہ داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو ایک رسی اسی کام کے واسطے دے دی تھی جس نے اپنے ساتھی کو اس کے ذریعہ کھینچ لیا تھا۔ بہرحال ان دونوں نے پھر تیسرے اور پھر ان تینوں نے چوتھے کو کھینچا اور اسی طرح یہ ساتوں قلعہ کے اوپر چڑھ گئے پھر ان ساتوں نے ان بقیہ لوگوں کو جو وہاں کھڑے تھے کھینچنا شروع کیا اور ایک ایک کر کے تمام آدمیوں کو کھینچ لیا۔ سب کے بعد حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی طریقہ سے اوپر پہنچ گئے اور ان کے پاس پہنچ کے ان سے فرمانے لگے تم اسی جگہ کھڑے رہو حتیٰ کہ میں تمہارے پاس اس قوم کی خبر لے کر آؤں کہ وہ کیا کر رہی ہے؟! اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہ کرنا۔

یہ کہہ کر آپ وسط قلعہ کی طرف جہاں بوقنا کا مکان تھا چلے اور اس کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ رومی لشکر کے سردار اور افسر نیز اکابر قوم بوقنا کے گرد تھے اور بوقنا ان کے درمیان میں دیباج کے سنہرے فرش پر آبدار موتی پہنے اور جواہرات کا جڑاؤ پٹکا باندھے بیٹھا ہوا تھا۔ مشک اور عود عنبر کی سونے چاندی کی انگیٹھیوں میں بخور ہو رہی تھی اور قوم کھانے پینے میں مشغول تھی۔ یہ دیکھ کر داس

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آدمیوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا بہادران قوم! دیکھو! ان میں چونکہ لڑنے والی جماعت بہت زیادہ ہے اس لئے اب اگر ہم ان پر حملہ آور ہو گئے تو ان کی کثرت اور زیادتی کی وجہ سے ان سے کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس وقت ہم انہیں کھانے پینے پر چھوڑتے ہیں اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے۔ ہاں البتہ جس وقت صبح ہو جائے گی تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے اپنی تلواروں کی پیاس بجھائیں گے۔ اس وقت اگر ہم ان پر فتح یاب ہوئے تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے انہیں ذلیل کرا دیا تو یہ عین ہماری خوشی اور خواہش کے موافق ہوگا۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہوا تو چونکہ صبح نزدیک ہوگی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو ہمارے ان دو آدمیوں نے اطلاع دے دی ہوگی اس لئے ہماری امداد کے واسطے اسلامی لشکر پہنچ جائے گا۔

مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں آپ سے خلاف نہیں کر سکتے۔ نیز اب ہم دشمن کے تسلط میں آ پہنچے ہیں۔ یہاں ہمیں سوائے صدق جہاد و حزم و احتیاط اور ہماری قوت بازو کے اور کوئی چیز پناہ نہیں دے سکتی۔

حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا اچھا دیکھو! میں دروازے کی طرف جاتا ہوں شاید دروازے کے نگہبانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے تمہارے لئے دروازہ کھول سکوں۔

حضرت دامس ابوالہول کا حلب کے قلعہ کو فتح کرنا

کہتے ہیں کہ قلعہ کے دو دروازے تھے جن کے مابین ایک دہلیز تھی بواب (دربان) ان دونوں کو اندر سے بند رکھتے تھے۔ کچھ آدمی یہاں ہتھیار بند رہتے تھے اور ان کے علاوہ باری باری سے تین آدمی نگہبانی کا کام کیا کرتے تھے۔ جب دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں آئے تو انہوں نے دروازہ کو اندر کی طرف سے بند پایا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت جھنجھلائے اور انہیں یہ نہایت ناگوار معلوم ہوا اور دروازہ کے ستون کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں ایک پتھر گڑا ہوا دیکھا آپ نے وہ پتھر ہٹایا اور اس سوراخ میں سے جو پتھر ہٹانے کے بعد ظاہر ہوا تھا آپ دروازے کے اندر یعنی اس دہلیز میں جو دونوں دروازوں کے مابین تھی داخل ہو گئے۔ دہلیز میں تمام پہرے والے شراب کے نشہ میں مخمور تھے۔ آپ نے اپنے خنجر سے اول تمام کا کام تمام کر دیا۔ ازاں بعد دونوں دروازوں کو جو دہلیز سے ایک قلعہ کے اندر کی طرف تھا اور دوسرا باہر کی جانب کھول کے اسی طرح ان کے کواڑوں کو بند رکھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے آئے۔ اس اثناء میں صبح بھی قریب ہو گئی تھی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جوانان عرب! میں تمہارے لئے دروازہ کھول آیا ہوں اور ان لوگوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کر آیا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ حضرات دروازوں کے پاس چلیں اور حزم و احتیاط کو کام میں لاتے رہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ بقیہ قوم بھی تمہارے خنجروں کا لقمہ اور مسلمانوں کی تلواروں کی پیاس بجھانے والی ثابت ہوں گی۔

مسلمان یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے خنجروں کو سنبھالا ڈھالوں کو لٹکایا اور چپ چپ کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ یہاں آ کے آپ نے ایک آدمی کو اسلامی لشکر میں روانہ کیا تاکہ ہمارے قلعہ میں پہنچ جانے کی خبر دے دے۔ پانچ آدمیوں کو دروازوں پر متعین کیا اور خود بقیہ آدمیوں کو لے کر یوقنا کے گھر کی طرف چلے۔ جس وقت اس کے پاس پہنچ گئے تو تکبیروں کی آواز بلند کی۔ آواز سنتے

تو نسطور بن تیرام بھی بہ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر دروازے کی طرف لوٹے اور ہر شخص جنگ کے لئے تیار ہو کے ایک ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ افسران رومی اس پہلو سے دمشق کی طرف چلے اور آپس میں چیخ چیخ کر کہتے تھے تم کو یہ مصیبت کس طرح نازل ہوئی اور عربوں کا یہ حیلہ اور مکر ہم پر کیونکر چل گیا۔

یوقنا نے اپنی فوج کو للکار کر حکم دیا کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لو۔ مسلمانوں نے بھی تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور ایک متفق آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تو آسمان تک گونجنے لگا جس سے رومیوں کے خیال میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مسلمانوں سے یہ قلعہ بھرا پڑا ہے۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ہر بہادر اور جری لڑائی کے کرتب اور جنگ کے کرتب دکھانے لگا۔ شور و غل بلند ہوا تیز سے تیز ہو گئے۔ تلواریں بڑھ بڑھ کر کام کرنے لگیں۔ خون کی ندیاں بہنے لگیں اور ہاتھ اور شانے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ رومیوں پر بلائیں اتریں اور مسلمانوں کی تکبیریں قلعہ کی چار دیواری سے ٹکرا ٹکرا کر ان کے جگروں سے دلوں کو پاش پاش کرنے لگیں۔

ابن اوس رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں بھی اس جنگ میں شریک تھا اور رومیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں میں بھی مسلمانوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ رومی نہایت سختی اور بے جگری کے ساتھ حملہ کر رہے تھے اور مسلمان مثل شیروں کی طرح رومیوں کو بکریوں کی طرح موت کے گھاٹ اتارتے جاتے تھے۔ میں نے حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ شدید اور سخت لڑنے والا اس دن کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد میں نے ان کے بدن پر ستر زخم شمار کئے تھے جو تمام کے تمام جسم کے اگلے حصہ پر تھے۔ لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی اور ہر ایک آدمی ایک دوسرے کی مدد کر رہا تھا اور اپنے ساتھی کو بچاتا جاتا تھا۔ ہم پچیس آدمی رہ گئے تھے اور چار بزرگ جام شہادت نوش کر کے ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ گئے تھے وہ حضرات حسب ذیل تھے۔

اوس بن عامر حزامی یا حزمی ۔ ابو حامد بن سراقہ تمیمی ۔ عارف بن مسیب تمیمی ۔ فرار بن مرارد ولی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت خالد بن ولید ؓ کا داس ؒ کی مدد کو پہنچ جانا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نوفل بن سالم نے اپنے دادا علقمہ بن حازم سے روایت کی ہے کہ میں (یعنی علقمہ) بھی قلعہ حلب میں حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستہ میں کھڑا ہو کر لڑ رہا تھا ہم میں سے جو شہید ہو چکے تھے وہ ہو چکے تھے مگر یہ حضرات بھی شہید ہو گئے۔ عامر بن مقدام بن عمرو حضرمی جو غزوہ حدیبیہ اور جنگ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے۔ مرارہ بن ربیعہ عامری۔ ہلال بن امیہ کعب کے بھتیجے جو کعب غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہوئے تھے۔ اب ہم بیس آدمی رہ گئے تھے اور قلعہ میں جو بلائیں نازل ہوئی تھیں انہیں ہم ہی خوب جان رہے تھے۔ پانچ ہزار رومی آہنی دیوار بن کر ہمارے سامنے ڈٹے کھڑے تھے ہم پر ہجوم کر رکھا تھا اور ہم اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک مجاہدین زحف کے ایک جرار بیڑے نے حضرت خالد بن ولید ؓ ہماری کمک کے لئے پہنچ گئے۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سردار حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ ہماری وجہ سے نہایت متفکر اور اندوہگیں تھے اور ہماری خبر لینے کے لئے متواتر کوشش فرما رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ قریب ہی آ کر خیمہ زن ہو گئے تھے۔ حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن دو آدمیوں کو خبر دینے کے لئے روانہ کیا تھا وہ پہلے حضرت خالد بن ولید ؓ ہی سے ملے تھے اس نے جلدی کر کے آپ ہی ہماری کمک

کو دیکھ رہے تھے اور کسی نہایت تنگی اور ابتلاء میں مبتلا پایا تھا۔ آپ کے آنے سے قلعہ میں ایک شور بلند ہو گیا اور رومی آپ کی آواز سنتے ہی بادل کی طرح پھٹ گئے۔

حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب رومی قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ہمارے پاس سے ان کا ہجوم منتشر ہو گیا تو ہماری جان میں جان آئی دل مضبوط ہوئے اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ حضرت ضرار بن ازور اور انہی جیسے دوسرے دلاوران اسلام گردنیں مارتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے لڑائی نے اہمیت پکڑی ہم نے جان توڑ حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو خاک و خون میں غلطاں کر کے اکثروں کو گرفتار کر لیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر قلعہ میں ہمارے پاس پہنچ گئی۔ رومیوں نے جب یہ دیکھا تو ان کی کھوئی ہوئی عقل اب واپس آئی کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہتھیار پھینک دیئے لڑائی سے ہاتھ روکے اور زور زور سے پکارنا شروع کیا الغوث الغوث (امان امان) یہ سنتے ہی مسلمانوں نے بھی شمشیر بے نیام کو میان میں اور ان کے قتل کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ اب یہاں پہنچ گئے اور آپ کی فوجیں ماری ہوئی فوج قلعہ کے پاس آ گئی۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ رومی امان طلب کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے تلوار دوم کو میان میں کر کے ان کے سروں سے موت کی منڈلاتی ہوئی چیل کو دور کر دیا ہے اور آپ کی تشریف آوری اور رائے عالی کے منتظر ہیں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں نے تو نیکی رحمی اور ہدایت کو مشعل راہ بنالیا ہے ایسا ہی چاہئے تھا۔

یوقنا والی حلب کا اسلام لانا

اس کے بعد آپ نے قلعہ کے مردوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر کر دیئے گئے تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سب سے پہلے سردار یوقنا اور اس کے افسران لشکر کی ایک جماعت نے اسلام کی طرف سبقت کی اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان کے مال و اسباب اہل و عیال کو ان کے سپرد کر دیا۔ کاشتکاروں اور نواحی قلعہ کے جو رعایا رہ گئے تھے آپ نے ان سے مصالحت کر کے ان کے جرائم کو معاف کر دیا اور اس بات کا عہد لے لیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح و امن اور ادائے جزیہ کی طرح رہیں گے اور کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ان کے بڑے بوڑھوں کو چھوڑ دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ چنانچہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں تک چلے گئے۔ بعد ازاں آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا سامان نکال لائیں۔ مسلمانوں نے سونا چاندی اور سونے چاندی کے ظروف اس قلعہ سے اس قدر نکالے جو اندازہ و شمار سے باہر تھے۔ آپ نے ان میں سے خمس نکالا اور باقی کو مسلمانوں پر تقسیم فرما دیا۔

حضرت دامس ابوالہول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہوشیاری اور فنون جنگ کی باتیں لوگوں میں مشہور ہو گئیں اور آپ ہی کے قصے ہر طرف دہرائے جانے لگے۔ آپ کے زخموں کا علاج کیا گیا اور جب تک آپ اور آپ کے ساتھیوں کے زخم مندمل نہ ہو گئے اس وقت تک مسلمان یہیں اقامت گزین رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دوہرا حصہ دیا تھا۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے امراء اور اکابر مسلمین کو جمع کر کے اپنے کام میں مشورہ کیا اور فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے جس کے لئے ہزار ہزار حمد اور لاکھ لاکھ شکر ہے اس قلعہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کرا دیا

اور اب کوئی جگہ سوائے انطاکیہ کے جو ملک ہرقل کا دار السلطنت اور رومیوں کی عزت کی صدارت کی کرسی ہے ایسی باقی نہیں رہی جہاں سے ہمیں دشمن کے خروج کا خوف ہو۔ وہی ایک جگہ ایسی باقی ہے جہاں ملک ہرقل کے علاوہ اس کے دوسرے بادشاہ اور سلاطین اور والیان ملک بھی مجتمع ہیں۔ ایسی صورت میں اب ہمیں انطاکیہ کی طرف قصد اور اس پر فوج کشی کرنا چاہئے اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟

یہ سنتے ہی سب سے پہلے سردار یوقنا والی حلب کھڑا ہو اور عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ کہنے لگا: ایہا الامیر! اللہ غالب و بزرگ و برتر نے آپ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد اور تائید جو فرمائی ہے اور ہر جگہ فتح و نصرت کے ساتھ آپ کا ساتھ جو دیا ہے اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آپ کا دین دین قیم اور صراط صراط مستقیم اور آپ کے نبی بلا شک و شبہ نبی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی۔ انجیل مقدس میں ان کا ذکر آیا کہ وہ خاتم الانبیاء حق و باطل میں تفریق کرنے والے، کریم اور یتیم ہوں گے ان کے والدین کی وفات ہو جائے گی اور ان کی کفالت ان کے دادا اور چچا کریں گے۔ ایہا الامیر! کیا ایسا ہی ہوا ہے؟

آپ نے فرمایا ہاں ہمارے نبی وہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) یوقنا! میں تمہارے معاملے میں بہت حیران ہوں کل تو تم ہمارے ساتھ لڑ رہے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہمارے لشکر کو ہزیمت دے دو۔ ہماری رسد روک لیتے تھے راستہ بند کر دیتے تھے کہ ہم تک سامان خورد و نوش نہ پہنچ سکے اور آج یہ کہہ رہے ہو۔ نیز میں نے تمہارے متعلق یہ سنا تھا کہ تم عربی قطعاً نہیں جانتے مگر اب نہایت فصاحت سے بول رہے ہو۔ یہ باتیں تم نے کہاں سے سیکھ لی؟

یوقنا کا اپنا خواب بیان کرنا

یوقنا نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایہا الامیر! کیا اس پر آپ کو تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا سردار! جناب کو واضح ہو کہ میں کل رات آپ کے متعلق غور و فکر کر رہا تھا کہ یہ ہمارے قلعہ تک کس طرح پہنچ گئے اور انہوں نے اسے کیونکر فتح کر لیا۔ حالانکہ ہمارے نزدیک یہ ان سے زیادہ اور کوئی گروہ ضعیف اور کمزور نہیں تھا اور اب یہ ہمارے اوپر اس طرح غالب آ گئے۔ یہی خیال کرتا کرتا اور دل میں یہی سوچ سوچتا میں سو گیا۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو چاند سے زیادہ روشن اور عمدہ اور خوشبو میں مشک کی بو سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ کہا گیا محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اب گویا میں سوال کر رہا ہوں کہ اگر یہ سچے اور برحق نبی ہیں تو اپنے رب سے میرے لئے یہ دعا کریں کہ وہ مجھے عربی زبان سکھا دیں۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا یوقنا! میں وہی محمد ہوں جس کی بشارت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر تو چاہتا ہے تو کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اسے بوسہ دیا اور آپ کے دست مبارک پر اسلام لے آیا۔ آپ نے میرے واسطے عربی زبان کی دعا فرمائی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس رات میرا منہ بہت تیز خوشبو والے مشک کی طرح معطر تھا اور میں عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں اٹھ کے اپنے بھائی یوحنا کے مکان میں آیا اس کے کتب خانہ کو کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ بعض کتب میں ان کے متعلق علامات پڑھے۔ ان کی صفات جو ان میں لکھی ہیں یا معلوم کیں اور جو ہونے والے واقعات ہیں ان کو دیکھا تو یہ تمام صفات صحیح پائیں اور آپ کے حالات و واقعات میں یہ بھی معلوم کیا کہ سب سے زیادہ آپ کے دشمن یہود ہوں گے ایہا الامیر! کیا یہ صحیح ہے اور ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ قوم نہایت بخیلی کے

ساتھ آپ کی طلب اور تلاش میں رہی اور برابر کوشش کرتی رہی حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ان پر فتح بخشی اور ہم نے ان کے سرداروں کو قتل کر کے ان کے قلعے ان سے چھین لیے۔ یوحنا نے کہا میں نے ان کی سیرت اور صفات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ انہیں ان کے اصحاب، متلاشیان حق اور سائلین کے لئے بطور ہدایت اور رحمت بھیجے گا، کیا ایسا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آپ کے اصحاب کے بارے میں یہ ہدایت نازل ہوئی ہے:

واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین۔

"(یا محمدؐ) مومنین میں سے جن لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ہے ان کے لئے اپنے بازو بچھا دیجئے (یعنی ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیے)"

یتیم اور متلاشیوں کے متعلق فرمایا ہے:

الم یجدک یتیما فآوی ووجدک ضالا فھدی ووجدک عائلا فاغنی فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر۔

"کیا تمہیں (اللہ پاک نے) یتیم نہیں پایا پس جگہ دی اور راہ بھولا ہوا پایا پس ہدایت کی اور نادار پایا پس مالدار کیا پس یتیموں پر غصہ نہ کیجئے اور سائلوں کو نہ جھڑکئے۔"

یوحنا نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے آپ کو یتیم کیوں فرمایا اور ضلالت کی صفت سے کیوں منسوب کیا حالانکہ آپ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے نزدیک نہایت مرتبہ والے اور کریم تھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ[1] نے فرمایا تم نے جو معنی سمجھے ہیں وہ نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی محبت کی وادی میں سرگرداں اور پریشان حال پھرتے دیکھا تو اپنے دیدار اور حضوری کی طرف تمہیں راہ بتادی۔ اپنے مکاشفہ اور مقام کی طرف تمہاری راہبری کی تاکہ ہمارے پاس آنے کا راستہ تم پر آسان ہوجائے اور مقام مشاہدہ میں ٹھہرنے اور توقف کرنے کی توفیق عنایت کردی۔ یتیم کے معنی ہیں کہ ہم نے تمہیں جستجو کے ادب میں تلاش کی کشتی پر ادھر ادھر پھرتے دیکھا تو سوائے حق کے تمہیں راستہ دیا اور مشاہدہ کی حقیقتوں کے حجابات تمہیں دکھادیا تاکہ تمہارا قلب اغیار سے علیحدہ ہوکر یکسوئی کی طرف مائل ہوجائے۔ عائل یہ ہے کہ تم اپنے دل میں قلبی ہمنشین اشخاص کے لیے متفکر اور قبروں کے جنگل میں متوحش اور ادھر ادھر خبریں حاصل کرنے کے لیے محبوب حقیقی تک پہنچنے کے شوق میں پریشان تھے اور تمہیں اب تک کوئی خبر نہیں ملی تھی کہ اور نہ کسی ہمارے نشان تک پہنچے تھے حتیٰ کہ ہم نے اپنے خوشنودی کے طریقوں کو تم پر کھول دیا اور کشادہ اور فراخ جگہ تک تمہیں پہنچادیا۔

یوحنا! اور اے خدا کے بندے! کیا تم یہ نہیں جانتے کہ مومن کے نزدیک علم کے انبار سے کوئی خزانہ بہتر، علم و بردباری سے کوئی مال زیادہ نافع، غصہ اور غضب سے کوئی زیادہ رسوائی، دین سے کوئی زیادہ واضح نسب، عقل سے کوئی زیادہ زیور، تحمل سے کوئی زیادہ شرافت، تقویٰ سے کوئی زیادہ شرافت، ترک خواہش نفس سے کوئی زیادہ کرامت، صنعت وقدرت باری تعالیٰ میں غور و فکر کرنے سے کوئی زیادہ کامل فضیلت، صبر سے کوئی زیادہ نیکی، کبر و تکبر سے کوئی زیادہ برائی، نرمی اور شفقت سے زیادہ ترمر کوئی دوا، خوف سے کوئی زیادہ تکلیف اور دکھ پہنچانے والی بیماری، حق اور سچائی سے کوئی زیادہ عادل قاصد، صدق سے کوئی زیادہ واضح دلیل، طمع سے کوئی زیادہ

---

[1] ایک نسخہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا نام ہے۔ واللہ اعلم۔ مترجم

تکمیل کرنے والا تقرب، جمعیت اور حصولِ قوت کمال سے کوئی زیادہ بے نیازی بخش، سے کوئی زیادہ جامع صفت سے کوئی زیادہ مبارک، جیسا خشوع سے کوئی زیادہ واضح بات اقامت سے کوئی زیادہ، بجز زہد خاموشی سے کوئی زیادہ محافظ اور مروت سے باوجود دور اور غیبت رہنے سے کوئی زیادہ قریب نہیں ہے"۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کا یہ کلام سن کر خوشی کے مارے یوقنا کا چہرہ چمکنے لگا اور اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بھائی یوحنا کی کتاب میں شب گذشتہ کو ایسا ہی پڑھا تھا اور یوحنا نے اس میں یہ بیان کیا ہے کہ میں نے توریت و انجیل میں اسی طرح دیکھا ہے۔

اس کے بعد یہ سجدہ میں گر پڑا اور شکر کی نیت سے زمین کو بوسہ دیا اور کہا خداوند تعالیٰ جل و علا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انہوں نے مجھے اس دین کی طرف ہدایت بخشی۔ خدا کی قسم! میرے قلب میں اب یہ دین راسخ ہو گیا ہے اور میں اب یہ پوری طرح سمجھ اور جان گیا ہوں کہ یہ دین حق ہے۔ میں جیسا کہ حالت شیطان میں ہو کر لڑا ہوں اسی طرح بہت جلدی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بھی لڑوں گا۔ اس دین کی ضرور مدد کروں گا حتیٰ کہ اپنے بھائی یوحنا کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر ان زیادتیوں پر جو اس نے اپنے بھائی کے حق میں روا رکھی تھیں انہیں یاد کر کے زار و قطار رونے لگا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح[1] نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین.

"آج تمہارے لئے کوئی سرزنش نہیں اللہ پاک تمہارے لئے مغفرت فرمائیں گے وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں"۔

تمہارا بھائی اعلیٰ علیین میں حوروں کے ساتھ ہے اور تم اب جب کہ اسلام لے آئے ہو تو اپنے تمام گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو گئے ہو جیسا کہ تمہاری والدہ نے تمہیں آج ہی جنا ہو۔

یوقنا یہ سن کر رو دیا اور کہا آپ مسلمانوں کو میری اس قوم پر گواہ رکھیے کہ جس وقت میں جہاد فی سبیل اللہ اور مشرکین سے مقاتلہ کروں گا تو اس کا ثواب میرے بھائی یوحنا کے اعمال نامہ میں مندرج ہوگا اور میں یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں گا اور اپنی گذشتہ خطاؤں کا کفارہ اسی طرح ادا کروں گا۔

آپ نے فرمایا یا عبداللہ! اب ہمیں تم یہ بتلاؤ کہ ہم کدھر کا رخ کریں۔ یوقنا نے کہا ایہا الامیر! اعزاز کا قلعہ نہایت مستحکم اور مضبوط ہے۔ غلہ بھی وہاں بہت زیادہ ہے اور سامان خورد و نوش بھی اس قلعہ کے پاس کافی ہے۔ وہاں کا حاکم میرا چچیرا بھائی دراس بن جوقاس ہے جو شدت، جنگ، ضرب میں اور شیر زنی میں گویا اپنی مثال آپ ہے۔ اگر جناب نے اسے چھوڑ کر اس کی طرف رخ کیا وہ حلب اور قنسرین پر تاخت و تاراج اور لوٹ مار شروع کر دے گا اور اپنی شرارت اور بدخوئی سے ان ممالک میں قتل و خون ریزی کر کے یہاں کے لوگوں کو گرفتار کر کے لے جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے متعلق کیا تدابیر ہمیں اختیار کرنی چاہییں؟ واقعی تم نے سچ کہا اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہاری زبان پر حق جاری کرا دیا۔

یوقنا نے کہا میری عقل میں اس وقت ایک بات آئی ہے اگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اسے پورا کر دیں۔ آپ نے فرمایا تو جس

---

[1] ایک نسخہ میں ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ ۱۲ منہ

بھلا تمہاری زبان کو مبارک فرمائیں کہو کیا تدبیر سمجھ میں آئی ہے؟ یوقنا نے کہا اے امیر! میری سمجھ میں یہ ترکیب آئی ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ مسلمانوں کے سو سوار جو رومیوں کے لباس میں ہوں اور ان کی ہیئت میں ہوں میرے ساتھ کر دیں۔ میں انہیں لے کر اس کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ میرے بعد آپ کسی عرب سردار کو ایک ہزار جانباز جو تیز رو گھوڑوں پر سوار ہوں دے کر میرے تعاقب میں بھیج دیں۔ میں اپنے ان سو سواروں کو لے کر ایک فرسخ کے فاصلے پر اس صورت سے اس سردار کے آگے آگے چلوں گا کہ گویا میں شکست کھا کر اس سردار سے بھاگ رہا ہوں اور وہ میرا تعاقب کرتا ہوا مجھے دباتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ میں جس وقت اطرازن کے پاس پہنچوں گا تو میں اور میرے ساتھی چلانا اور شور و فریاد کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ اس یقیناً ہماری آواز سن کر ہمارے پاس آئے گا اور سب سے پہلی ملاقات میں یہی سوال کرے گا کہ کیا ہوا؟ میں اس سے کہوں گا کہ مسلمانوں کو جل دینے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا مگر پھر جھانسہ دے کر نکل بھاگا۔ عرب میرا تعاقب کرتے ہوئے میرے پیچھے بڑے چلے آ رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ مجھے اور میرے آدمیوں کو قلعہ میں لے جائے گا۔ آپ کے عرب سردار کو چاہئے کہ وہ قریب ہی ایک گاؤں میں جس کا نام میرہ (تیرہ) ہے پوشیدہ طور پر ٹھہر جائیں اور وہیں قیام رکھیں۔ نصف رات گزر جانے پر ہم وسط قلعہ میں پہنچ کر دشمن کی فوج میں تلوار رکھ دیں گے اور ان کا کام تمام کرنے لگیں گے۔ جس وقت فجر کا وقت ہو جائے تو اس عرب سردار کو چاہئے کہ وہ اپنے ان ایک ہزار سواروں کو لے کر ہماری کمک کو پہنچ جائے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جب یہ ترکیب سنی تو خوشی کے مارے آپ کا چہرہ دمکنے لگا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے آپ نے اس ترکیب کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے کہا یا امین الامت! اگر یہ شخص غدر اور بے وفائی نہ کرے اور اپنے دین کی طرف نہ لوٹے تو یہ تدبیر نہایت عمدہ اور افضل ہے۔ آپ نے فرمایا ان ربک لبالمرصاد تیرا رب (بھی) گھات اور فکر میں ہے۔ یوقنا نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنا دین ترک کر کے جو مذہب اس وقت اختیار کیا ہے جب میرے دل سے صلیبوں اور ان تصویروں کی بالکل عظمت جاتی رہی جن کی میں تعظیم کیا کرتا تھا۔ میرے دل میں اب سوائے محبت رحمن اور عشق سید کون و مکاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور کچھ نہیں رہا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ دنیا کے تمام ادیان سے افضل اور تمام عمل کے میزان سے راجح و اعلیٰ ہے۔ واللہ علی ما نقول وکیل میں جو کچھ کہتا ہوں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس پر وکیل ہیں۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے رسول اور بندہ محمدؐ کی سوگند جن کی میں نے خواب میں زیارت کی اور جن کے معجزات کا معائنہ کیا اگر تم مجھ سے بدگمانی رکھتے ہو اور تمہارے دل میں میری طرف سے کچھ شک و شبہ ہے تو مجھے اس کام پر نہ مقرر کرو اور نہ اس کی اجازت دو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا عبداللہ! اگر تم مسلمانوں کی خیر خواہی کو اپنا شعار رکھو گے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی بے وفائی نہ کرو گے تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہارے ہر کام میں جس کا تم ارادہ اور قصد کرو گے معاون و مددگار رہیں گے۔ ہمیشہ صدق کو کام میں لاؤ اور راست روی اور سچائی کو مد نظر رکھو تا کہ طریقہ نجات پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ کیونکہ ہمارے دین کی بناء اور مذہب کی اصل صدق ہے اور بس اپنے بھائی مومنین کا طریقہ اختیار کرو اور ان کے نقش قدم پر ہمیشہ اپنا قدم رکھو۔ جانتے ہو کہ مومنین صادقین کا طریقہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہوا کھا لیا۔ ستر ڈھانپنے کے لئے جو کپڑا کافی ہوا پہن لیا جہاں جگہ دیکھی وہیں بسرام کر دیا تم اپنے ملک، حکومت اور امارات کے چھوڑ دینے کا جن پر تم نے لات مار دی ہے ذرہ برابر بھی غم نہ کرو کیونکہ جو تم نے

چھوڑا ہے وہ فانی ہے اور جس چیز کی طلب میں ہو وہ باقی ہے اس لئے کہ دنیا کی نعمتیں فانی اور مٹ جانے والی ہیں اور آخرت باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

یوقنا! تم آج گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو گویا ابھی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ یاد رکھو! دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ آخر میرا ٹھکانہ میری قبر ہے میری مجلس میری خلوت ہے۔ نصیحت قبول کرنا میرا تفکر و تدبر ہے۔ میری گفتگو اور بات چیت کرنا قرآن شریف ہے میرا رب میرا انیس ہے ذکر و اذکار میرا رفیق ہے۔ زہد میرا ہمنشین اور مصاحب ہے۔ غمگین رہنا میری شان ہے زندگانی میرا شعار ہے۔ بھوکا رہنا میرا کھانا ہے۔ حکمت میرا کلام ہے۔ مٹی میرا بستر ہے۔ تقویٰ میرا زادِ راہ ہے۔ چپ رہنا میرا مال غنیمت ہے۔ صبر میرا معتمد ہے۔ توکل میرا حسب ہے عقل میری راہبر ہے عبادت میرا پیشہ ہے اور جنت میرا گھر ہے۔

یوقنا! یہ خوب سمجھ لو مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں اعجب لثلثة غافل ليس مغفول عنه وموصل الدنيا والموت يطلبه وبانی قصور والقبر مسكنه. "میں تین شخصوں پر تعجب کرتا ہوں اول ایسا غافل کہ جس سے غفلت نہیں کی گئی دوسرے دنیا کا وہ طالب کہ موت اس کی جستجو میں ہو۔ تیسرا وہ محلوں کا بنانے والا جس کے رہنے کی جگہ قبر ہے۔ ہمارے آقا نے دو جہاں حضور سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اعطى اربعا اعطى اربعا.

"جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں اور دی گئیں"۔

اس کی تفسیر کلام پاک میں اس طرح ہے کہ جس شخص کو ذکر اللہ اور یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا (یعنی جس شخص نے اللہ پاک کو یاد کیا اور اسے ذکر اللہ کی توفیق عنایت کی گئی) اسے اللہ عزوجل یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ دوسری جسے دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو مقبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہو۔ فرماتے ہیں ادعونی استجب لکم۔ مانگو میں قبول کروں گا۔ تیسری جسے شکر کی توفیق دی گئی اس کو ہر چیز کی زیادتی عنایت ہوئی۔ ارشاد ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبذول کروں گا۔ چوتھی جسے طلب مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں استغفروا ربکم انه کان غفارا۔ اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روات حضرت عامر بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ فتح شام میں میں بھی موجود تھا اور قنسرین اور حلب کے فتح کے وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے ہمراہ آپ کے لشکر میں کام کر رہا تھا۔ رومی جو ہمارے مذہب میں داخل ہو گئے تھے میں اکثر ان کا جلیس رہا کرتا تھا میں نے ان میں سے کسی آدمی کو یوقنا سے زیادہ اعتقاد میں مخلص، اجتہاد میں کامل، نیت میں خالص، جہاد میں حامی اور رومیوں کی جنگ کے فنون کا ماہر نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اس نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور کافروں کے ساتھ جہاد کیا اور رب العالمین کو اپنے سے راضی کر لیا۔ قلعہ حلب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد رومیوں میں اس نے وہ کام کیا جو اس کے علاوہ جس میں کوئی نہیں کر سکا۔ مسلمانوں کو اس نے سوتے اقامت کرتے رات کو اور شدن کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑا اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر فتح اعزاز

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یوقنا کو نصیحت و موعظت کر کے جب فارغ ہو گئے تو آپ نے سو سوار منتخب کر کے انہیں رومیوں کا لباس پہنایا اور یوقنا کے ساتھ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ان دس قبائل میں سے دس دس آدمی منتخب کئے تھے۔ (۱) طی، (۲) فہر، (۳) خزاعہ، (۴) عبس، (۵) نمیر، (۶) حضارمہ، (۷) حمیر، (۸) باہلہ، (۹) تمیم اور (۱۰) مراد۔ اور پھر ہر قبیلہ ان کے دس آدمیوں میں سے ایک ایک کو ان پر سردار مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ بنی طی پر جزیل بن عاصم، فہر پر عمرو بن مزاحم، خزاعہ پر سالم بن عدی، عبس پر مسروق بن سنان، نمیر پر اسد بن حازم، حضارمہ پر عبد بن عمیر و حمیر پر ان کا سردار ذوالکلاع حمیری، باہلہ پر سیف بن قادح، تمیم پر سعد بن حسن اور مراد پر مالک بن فیاض رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقرر ہوئے تھے۔

جب یہ حضرات چلنے کے لئے آراستہ و تیار ہو گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میں تمہیں اس شخص کے ساتھ جس نے اللہ ذوالجلال والاکرام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اور ان کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے روانہ کر رہا ہوں میں نے تم میں سے ہر طائفہ پر اولاً ایک حاکم مقرر کیا ہے اور پھر سب پر خداوند تعالیٰ کے اس نیک بندے کو حاکم مقرر کرتا ہوں جب تک یہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رضا پر قائم اور ان کے طریقہ پر گامزن ہے اس کی اطاعت کرتے رہنا اور جو کچھ یہ کہے اسے اجابت کے کانوں سے سننا۔

یوقنا کا فتح عزاز کے لئے جانا اور ان کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ ان حضرات نے اعلیٰ نسب تیز گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کے ساتھ چل دیئے جس وقت یہ لشکر تل کے قریب نکل گئے تو حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کی ماتحتی میں ایک ہزار سوار دے کر انہیں ہدایت کی کہ ان کے پیچھے روانہ ہو جائیں اور اس مہم کے حالات سے باخبر رہیں۔ نیز جس وقت قلعہ کے قریب پہنچ جائیں تو صبح فجر تک کمین گاہ میں چھپے رہیں اور پھر اپنے ان بھائیوں کی کمک کو پہنچ جائیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم کو توفیق عنایت فرمائیں اور راہ راست پر رکھیں۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ اپنی جمعیت کو لے کر روانہ ہو گئے اور فوج کے آگے آگے تمام دن چلتے رہے۔ جب رات ہوگئی اور قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو میرہ دادی گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ یہ گاؤں بالکل غیر آباد پڑا ہوا تھا۔ آپ یہاں چھپ رہے اور آنے والی بات کا انتظار کرنے لگے۔ یوقنا ان کے آگے آگے اعزاز کی سڑک پر تھے اور قلعہ اعزاز کا رخ کر رکھا تھا۔

حضرت جزیل بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستہ میں میں بھی تھا جب ہم عزاز کے قریب پہنچ گئے تو یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے نوجوانان عرب! ہم اب دشمن کے قریب پہنچ گئے اور وہ چونکہ تمہاری زبان سے آشنا ہو گئے ہیں اس لئے اب آپس میں بات چیت کرنے سے احتراز و احتیاط کرو۔ میں محض تمہاری طرف سے مترجم ہوں خود ان سے کلام کرتا رہوں گا۔ تم بس اپنے کام میں ہوشیار رہو اور جس وقت مجھے دیکھو کہ میں نے دشمن کو قبضہ میں لے لیا ہے تو

۱؎ فتوح الشام تحقیق پبلی ص ۲۱۳

تم بھی جلدی کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ تقدیر کے آگے کسی کی تدبیر نہیں چلتی کیا ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر پھر آگے کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت اکرم بن عبدہ مازنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن اشترنخعی ؓ کی جمعیت میں شامل تھا جب ہم اس گاؤں میں پہنچ گئے تو صبح کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک اس گاؤں کے غرب کی طرف سے جدھر سے ہم آئے تھے ادھر سے ہی ہمیں ایک اور لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت مالک بن اشترنخعی ؓ ہم سے اس لشکر کے متعلق میں دریافت کرنے لگے۔ جب آپ کو کوئی جواب نہ ملا تو آپ خود بنفس نفیس اس طرف تشریف لے گئے اور بہت تھوڑی ہی دیر غائب رہ کے ایک نصرانی عرب کو اپنے ساتھ گرفتار کر کے لاتے ہوئے آتے دکھائی دئیے جب آپ اسے لے کر کمین گاہ میں واپس آ گئے تو آپ ہم سے خطاب کر کے فرمانے لگے جوانان عرب! یہ شخص کیا کہتا ہے؟ اس کی سنو! مسلمانوں نے کہا حضرت! آپ ہی اس سے دریافت فرمائیے کہ یہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پوچھو۔

مسلمانوں نے اس سے کہا تو کون سے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے کہا میں جیش بن اسلم کا بنی لخم یمنی غسانی ہوں حضرت مالک بن اشترنخعی ؓ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا طارق بن سنان (شیبان) آپ نے فرمایا تجھے عرب ہونے کی قسم! ہمارے دشمنوں کے متعلق تو جو کچھ جانتا ہے ہم سے من و عن بیان کر دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں جو کچھ جانتا ہوں اور مجھے جس قدر معلوم ہے میں وہ تمام بلا کم و کاست بیان کر دوں گا۔ مگر تمہیں بہت جلد اپنے دشمنوں سے قبل اس کے کہ وہ تم پر آ پڑیں محفوظ ہو جانا چاہئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں۔ اس نے کہا اس لئے کہ رات والی اعزاز نے تمہارے پاس اپنا جاسوس جس کا نام مقسم بن عرفجہ ہے روانہ کیا تھا اس نے یوقنا کا وہ تمام حیلہ اور مکر جو اس نے تمہارے سردار سے بیان کیا تھا سنا اور اسے ایک کاغذ پر لکھ کر کے اس کاغذ کو ایک کبوتر کی دم میں جو وہ اسی غرض سے اپنے ساتھ لایا تھا باندھ کر اس کبوتر کو تمہاری لشکر گاہ سے ہی ادھر چھوڑ دیا وہ کبوتر جب والی اعزاز کے پاس آیا اور اس نے وہ رقعہ پڑھا تو مجھے اس نے حاکم راوندان لوقا بن شماس والی کے پاس اپنی کمک کے لئے روانہ کیا۔ میں نے لوقا کو اس کا یہ پیام پہنچا دیا اور وہ اس کی کمک کے لئے پانچ سو سواروں کے ساتھ نکل پڑا۔ یہ جو سامنے لشکر آتا ہوا دکھائی دیتا ہے یہ وہی ہے۔ اب گویا تم اس کے سامنے ہو مجھے اپنے قول میں بالکل سچا سمجھو احتیاط کرو اور اس کے مقابلے کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر یہ افتاد پڑی اور ان پر یہ گزری کہ جس وقت وہ قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے والی اعزاز کو اس ہیئت میں پایا کہ یہ اپنی پیش قدمی کے لئے قلعے سے باہر نکل آیا تھا۔ قلعے کو اچھی طرح ہر طرح سے آراستہ اور مضبوط کر لیا تھا۔ فوج کو ترتیب اور صف بندی کے ساتھ کھڑا کر دیا تھا۔ تین ہزار اور ایک ہزار نصرانی عرب جو قوم غسان، لخم اور جذام سے تعلق رکھتے تھے بالکل اس کے ساتھ لیس کھڑے ہوئے تھے۔ اطراف و جوانب کے وہ آدمی جنہوں نے اس کی پناہ تلاش کی تھی ان چار ہزار کے علاوہ تھے۔ جب یوقنا ان کے پاس پہنچے تو اس بدبخت والی اعزاز نے اپنی کسی بات سے ان کے دل میں کسی قسم کا بھی وہم نہ آنے دیا بلکہ گھوڑے سے اتر کر ان کا استقبال کیا اور اس طرح ان کی طرف بڑھا کہ گویا ان کی رکاب کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں قضا سے بھی زیادہ تیز ایک چھری تھی جب وہ ان کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کے گھوڑے کا تنگ کاٹ دیا اور آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ آپ لاغر سر کے بل زمین پر آ گئے اور ان چار ہزار دشمنوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ پر حملہ بول

دیا۔ ایک ہی یلغار میں سب کو قید کر لیا اور سب کی مشکیں کس دیں۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب والی اعزاز کی قید میں ہو گئے تو اس بد بخت نے آپ کے چہرے پر تھوکا اور کہا جب تو نے اپنے دین سے انحراف کر کے اپنے دشمن کا مذہب اختیار کر لیا تو مسیح علیہ السلام اور صلیب تجھ پر ناراض ہو گئے۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم میں تجھے ملک روم ہرقل کے پاس روانہ کر دوں گا اور وہ ان عربوں کی گردنیں اڑا دینے کے بعد تجھے انطاکیہ کے دروازہ پر سولی دے گا۔ یہ کہہ کر وہ ان تمام قیدیوں کو ہمراہ لے کر قلعہ میں چلا گیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک جل جلالہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے یہ خیر ہو گئی کہ جاسوس نے اپنے خط میں حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ کے چلنے کے متعلق والی اعزاز کے پاس کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ جب حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے نصرانی عرب سے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا۔ اس نصرانی عرب کو باندھ کر اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر حاکم راوندان کے انتظار میں چھپ کے بیٹھ گئے۔ جب کسی قدر رات گزر گئی تو گھوڑوں کے پیروں کی آوازیں آنے لگیں۔ آپ بالکل خاموش اسی طرح بیٹھے رہے جب وہ کمین گاہ کے عین وسط میں آ گئے تو آپ بہادران مسلمین اور شہسوار مجاہدین کو لے کر اٹھے۔ بجلی کی طرح ان کے گرد گھومے اور انہیں اس طرح جیسے کہ آنکھ کی سفیدی سیاہی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دو دو مسلمانوں نے ایک ایک رومی پر حملہ کیا انہیں پکڑا اور گرفتار کر لیا۔ ان کے کپڑے اتارے انہیں ترتیب دی تن کیا۔ صلیبیں بلند کیں ان ہی کے نشانوں کو ہاتھ میں لیا اور کھڑے ہو گئے۔

نصرانی عرب کا اسلام قبول کرنا

اس کے بعد حضرت مالک اشتر نخعی اس نصرانی عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو اللہ عزوجل کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو قبول کر لے تا کہ تو نے جو کفر کی حالت میں افعال کیے ہیں وہ مذہب اسلام میں آ کر ایمان کی وجہ سے محو ہو جائیں اور تو ہمارا بھائی ہو کر دنیا میں اپنی اس مستعار زندگی کو پورا کر دے۔ اس نے کہا میرا دل آپ کے ساتھ اور آپ کے دین کی طرف مائل ہے۔ اللہ پاک اس شخص کا برا کرے جس نے ہمیں دین ہجر اور محمد دین سے لوٹا کر دوسرے راستہ پر لگا دیا۔ خدا کی قسم میں اس گروہ میں سے ہوں جو جبلہ بن ایہم غسانی کے ہمراہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرماتے تھے من بدل دینہ فاقتلوہ جو شخص اپنا مذہب بدل دے اسے قتل کر دو۔

آپ نے فرمایا یہ واقعی تو نے سچ کہا مگر یہ حدیث لا الہ الا اللہ کے پڑھ لینے کے ساتھ منسوخ ہو جاتی ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں:

> الا من تاب و آمن و عمل عملاً صالحًا فاولئک یبدل اللہ سیأتہم حسنات - الخ
>
> "مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل صالح کیا پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی کی توبہ منظور فرمائی حالانکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے متعلق آیات نازل فرمائی تھیں۔ غسانی یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد

رسول اللہ۔ یا ملک! میرا دل پاک ہو گیا اور میرا اُڑا ہوا قلب پھر از سر نو درست ہو گیا۔ اللہ پاک تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں اور قیامت میں تمہاری لغزشوں سے درگزر کریں۔ آپ اس کے اسلام سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ پاک جل جلالہ تمہیں نیک توفیق عنایت فرمائیں اور ایمان پر ثابت قدم رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اب اپنے آئندہ اعمال سے پچھلے گناہوں کی تلافی کرو۔ اس نے کہا ایہا الامیر! آپ مجھ سے کیا کام کرانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا والی اعزاز کے پاس جائے حاکم ملونان کے آنے کی خبر دو کہ وہ تیری مدد کے لئے چل پڑا ہے۔

اس نے کہا مجھے بخوشی منظور ہے میں ایسا ہی کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر جناب کو میرا اعتبار نہ ہو تو آپ میرے ساتھ اپنا ایک ایسا آدمی جس پر جناب کو کافی وثوق ہو روانہ کر دیں تاکہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ اسے مختار ہے کیونکہ نصف رات گزر چکی ہے پہرہ سخت ہے دروازہ مقفل۔ میں دوسروں سے جو کچھ کہوں گا وہ خندق کے کنارے پر کھڑا ہو کر کہوں گا۔ آپ نے ان کے ساتھ اپنے چچیرے بھائی راشد بن قیس کو مقرر کر کے یہ ہدایت کر دی کہ وہ اپنے کام میں ہوشیار رہیں۔ یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے۔

جس وقت اعزاز کے قریب پہنچے تو رومی سخت پہرہ دے رہے تھے سپاہی اور چوکیدار دیواروں پر متمکن اور ہوشیار بیٹھے تھے۔ رومی نرسنگے بجا رہے تھے اور وسط قلعہ میں ایک شور و غوغا کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ طارق نے راشد سے کہا کہ یہ کیا خدا کی قسم! یہ تو لڑائی اور جنگ و جدل کے آثار ہیں۔ یہ دونوں حضرات بالکل خاموش ہو گئے اور کان لگا کر سننا شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ جو طارق کا خیال تھا وہ واقعی درست ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ والی اعزاز دراس کے ایک لاوان نامی جوان اور بہادر لڑکا تھا جسے یہ اکثر اوقات تحائف و ہدایا دے کر یوقنا کے پاس روانہ کیا کرتا تھا کیونکہ دراس اور یوقنا میں قرابت تھی اور وہ یوقنا کے پاس ماہ دو ماہ نہایت عزت کے ساتھ مقیم بھی رہا کرتا تھا۔ یہ حسب دستور ایک دفعہ عید صلیب کے موقع پر جو یوقنا کے قلعہ والے کنیسا میں ہوا کرتی تھی آیا ہوا تھا۔ یوقنا کے گھر میں چونکہ بلا تکلف اس کی آمد و رفت تھی۔ ایک روز اس نے یوقنا کی لڑکی کو جو اپنی سہیلیوں اور کنیزوں کے ساتھ نہایت آراستہ اور پر تکلف لباس سے ملبوس اور زر و جواہر سے مزین تھی دیکھ لیا تھا اور اس پر سو جان سے عاشق ہو گیا تھا۔ یہ کسی سے نہ بالا ظاہر کئے اور اس عشق کو اسی طرح چھپائے ہوئے جب گھر آیا تھا تو اس نے اپنی والدہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور اس کے چونکہ محض یہی ایک اولاد تھی جس سے یہ بے حد محبت کیا کرتی تھی اس لئے اس نے اسے یہ امید دلائی تھی کہ میں تیرے باپ سے اس کا ذکر کروں گی اور یہ کہوں گی کہ وہ حاکم حلب کے پاس تیری نسبت کے لئے خط روانہ کرے۔ اس میں میرا جس قدر مال خرچ ہو گا خرچ کر کے تیری شادی ضرور کرا دوں گی۔ نوجوان لاوان کا عشق یہ سن کر ذرا سکون اختیار کر گیا تھا مگر اسی اثناء میں اہل عرب نے آ کر حلب کا محاصرہ کر لیا تھا اور ان کے دل یہ خبریں سن سن کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

جب یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے باپ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے اور سو مسلمانوں کو بھی اس نے قید کر لیا تو انہیں اس نے اپنے بیٹے لاوان کے مکان میں لا کر بند کر دیا اور اس کو یہ تاکید کر دی کہ ان کی نگہداشت کافی رکھیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا مجھے اپنے دین کی قسم! یوقنا مذہب کے بارے میں میرے باپ سے زیادہ عالم ہے۔ اگر وہ ان عربوں کے ساتھ جن کا اس نے مذہب قبول کر لیا ہے حق پر نہ دیکھتا تو کبھی ان کا مذہب قبول نہ کرتا اور پھر خصوصاً جب کہ اس نے ان کے ساتھ کافی جنگ بھی کی ہو۔ نیز ملک ہرقل کے لشکروں نے ان سے ہزیمت کھائی اور ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے باوجود ان کے

کمزور اور ضعیف ہونے کے ان کی مدد فرمائی ہے۔ پھر میرا دل یوقنا کی بیٹی سے متعلق ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے اور سب سے افضل اور میری رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں اس قوم کو اس قید و بند سے رہائی دے دوں اور چچا یوقنا سے اس بات کا عہد لینے کے بعد کہ وہ یہ لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیں گے اور ان کا مذہب اختیار کروں کیونکہ وہ مذہب بالکل حق اور سچا ہے اور میں اس کے سبب اپنی مراد کو بھی پہنچ جاؤں گا اور چچا یوقنا اپنی لڑکی کی شادی بھی مجھ سے کر دیں گے۔

یہ سوچ کر یہ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور ان کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا چچا جان! میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو اور آپ کے تمام قیدیوں کو اس قید سے رہائی دے دوں۔ میں آپ کو اپنے اہل، باپ اور بادشاہ سے زیادہ بزرگ اور معظم سمجھتا ہوں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ گھر بار چھوڑنا انسان پر نہایت شاق گزرتا ہے مگر میں ایمان کو کفر پر ترجیح دیتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اس قوم کا مذہب سچا اور ان کی عقل غالب اور ذکر تسبیح و تہلیل ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ جناب اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیں اور اپنے ہمراہ اپنے ساتھیوں کی رہائی کو اس کا مہر تصور فرمائیں۔

یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بیٹا! اگر تم دنیاوی غرض سے اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو اپنی شادی کی مجھ سے ہرگز توقع نہ رکھو۔ تمہیں چاہیے کہ محض خالصاً لوجہ اللہ اسلام کو اختیار کرو تاکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو اس کا تمہیں اجر دیں۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری منزل مقصود تک پہنچا دوں گا اور اس طرح دنیا اور دین دونوں کی سرفرازی تم حاصل کر لو گے۔ لاوان نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ۔ یہ کہہ کر ان سب کو چھوڑ دیا اور ان کے اسلحہ ان کے سپرد کر دیے اور کہا آپ حضرات تیار ہو جائیے میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں وہ شراب کے نشہ میں ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کام تمام کر دوں گا۔

یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا آپ حضرات گواہ رہیے میں نے اپنی اور آپ حضرات کی رہائی اور آزادی کو اپنی لڑکی کا مہر مقرر کر کے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ لاوان اپنے باپ کے پاس پہنچا تو اسے قتل پایا اور اپنی ماں بہنوں کو اس کے پاس دیکھا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا یہ کام کس نے کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی اور ان کا دیدار حاصل کرنے کے لیے کیونکہ ہم نے تیری وہ تمام گفتگو جو تو نے یوقنا کے ساتھ کی تھی سن لی اور ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ تو اس اہم کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ رومی جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور ہمارے باپ کو تیرے اس مشورے کی اطلاع ہو جائے گی تو وہ تجھے قتل کر دے گا۔ اس لیے ہم نے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ لاوان یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے اس دستہ کو لے کر نکلے۔ وسط قلعہ میں تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور رومیوں کو قتل کرنے لگے۔ تمام قلعہ میں شور و ہنگامہ برپا ہونے لگا۔ چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔ رومی اپنی اپنی جگہ سے نکل نکل کر بھاگے حیرانی و پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کو بھول گئے۔ تلواریں اور خنجر لے کر مسلمانوں کی طرف دوڑے اور ایک عجیب منظر قلعہ میں برپا ہو گیا۔

جب یہ شور و ہنگامہ اور چیخ و پکار قلعہ میں ہو رہی تھی اس وقت طارق بن اسان اور راشد بن قیس قلعہ کی خندق پر پہنچے تھے اور سیاہ دوا یا من کر کھڑے ہو کے اس کو معلوم کرنے لگے۔ ان کا بیان ہے کہ جب ہم نے قرائن سے معلوم کر لیا کہ قلعہ میں جنگ ہو رہی ہے

تو ہم حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے جو کچھ وہاں سنا تھا بیان کر دیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ سو مسلمان قیدیوں کی حفاظت کے لئے یہاں رہ گئے اور باقی تمام گھوڑوں پر سوار ہو کے قلعہ کی طرف بھاگ پڑے، نیزے تنے ہوئے تھے باگیں چھوٹی ہوئی تھیں اور گھوڑے ہوا میں بھرتے ہوئے قلعہ کی طرف چلے جا رہے تھے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاوان سے کہا تھا کہ ہماری فوج کمک کے لئے ہمارے پاس آنے والی ہے۔ جب یہ فوج قلعہ کے پاس پہنچی اور لاوان نے محسوس کیا کہ اب قلعہ کے پاس فوج آ گئی ہے تو اس نے رومیوں سے کہا کہ جا کر بادشاہ ہماری مدد کو پہنچ گیا ہے جلد دروازہ کھول دو۔

انہوں نے جب اسے کھولا اور قلعہ میں حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ اپنی فوج کو لئے ہوئے پہنچے تو تکبیر و تہلیل کے فلک شگاف نعروں سے زمین گونج اٹھی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا فتح اللہ وعدہ و خذل من کفر (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح و نصرت کی اور جس شخص نے کفر کیا وہ ذلیل ہو گیا) کی آوازیں لگائیں اور محمد رسول اللہﷺ پر درود شریف بھیجا۔ اہل اعزاز نے جب یہ دیکھا اور سمجھ لیا کہ اب ہماری خیر نہیں تو ہتھیار ہاتھ سے پھینک دئے۔ اور لعنون لعنون پکارنے لگے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھتے ہی تلوار میان میں کی قیدیوں کو حراست میں لے لیا۔ مال و اسباب قبضے میں کیا اور حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنے لگے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے شکریہ کے بعد تمہیں اس لڑکے (لاوان) کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کو کوئی کام کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی ویسے ہی مقرر فرما دیتے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابولبابہ بن منذرؓ سے جو فتوحات شام کے تمام معرکوں میں اول سے آخر تک رہے ہیں دریافت کیا کہ فتح اعزاز اور قتل دراس کس طرح واقع ہوا تھا میرا دل اس میں متذبذب ہے اور میں اس کی صحت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تلواریں میان میں کر لی گئیں اور حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے قیدی، مال، کپڑے، سونا، چاندی اور ظروف جمع کر لئے تو آپ نے انہیں قلعہ سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور اس کام پر حضرت قیس بن سعیدؓ کو جو جنگ یرموک میں میری طرح یک چشم ہو گئے تھے۔ نیز جو میری طرح ہی غزوہ بدر میں جناب رسول اللہﷺ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے مقرر کیا۔ انہوں نے تمام مال و اسباب اور قیدیوں کو قلعہ سے باہر نکال لیا جب قلعہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا تو حضرت مالک اشتر نخعی کھڑے ہوئے اور قلعہ میں دراس کی نعش تلاش کرنے لگے۔ جب ایک جگہ اسے مقتول پایا تو آپ کہنے لگے۔ اس ملعون کو کس نے قتل کیا ہے؟ لاوان نے کہا میرے بھائی لوقا نے جو مجھ سے عمر نیز عقل میں بھی بڑا ہے۔ آپ نے اسے بلا کر دریافت کیا کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے حالانکہ یہ تیرا باپ تھا اور ہم نے رومیوں میں آج تک نہیں سنا کہ کسی بیٹے نے تیرے سوا کبھی اپنے باپ کو قتل کیا ہو۔

لوقا نے کہا مجھے اس کام پر آپ کے دین کی محبت نے مجبور اور برانگیختہ کیا تھا کیونکہ اس قلعہ کے گرجا میں ایک معمر پادری رہتا ہے جس سے ہم انجیل پڑھا کرتے تھے اور وہ ہمیں رومی زبان نیز حلال و حرام کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک روز میں تن تنہا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کا نام چونکہ ابوالمنذر تھا اس لئے میں اسے ابوالمنذر کہہ کے اپنی طرف مخاطب کر کے کہنے لگا یا ابا المنذر! کیا آپ بھی بلاد شام کی طرف توجہ مبذول نہیں فرماتے؟ دیکھئے عرب اس پر کس طرح قابض ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس کے اکثر

صوبوں کو فتح کر لیا۔ بادشاہ کی فوج کو ہزیمت دے دی اور برابر آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں یہ دنیا میں سب سے زیادہ ضعیف قوم تھی اس لیے کبھی ہمارا خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ عرب بھی اس طرح بڑھتے چلے جائیں گے۔ اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں باوجود ان کے کمزور اور ضعیف ہونے کے اس طرح سربلند کر دیا ہے۔ کیا آپ نے ان کے متعلق کتب روم اور ان کے علاوہ یونانیوں کی پیشین گوئی کی کتابوں میں کچھ پڑھا ہے؟

اس نے کہا بیٹا! میں نے کتابوں میں یہ حال دیکھا اور پڑھا ہے اور میں نے ملک ہرقل کو بھی قبل از آنے عربوں اور ان کے قصے کے ذروع سے مطلع کر دیا تھا۔ ملک ہرقل کے پاس والیان ملک، سردار اور مختلف پادری جمع ہوئے تھے اور اسے اس بات کی اطلاع دی گئی تھی کہ عرب ضرور بالضرور اس کی دارالسلطنت کے مالک ہو جائیں گے۔ ہم نے سنا ہے کہ اس قوم کے نبی نے یہ کہا تھا: زویت لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وسیبلغ ملک امتی مازوی لی منھا۔ میرے لئے زمین لپیٹی اور اکٹھی کی گئی میں نے اس کے پورب پچھم دیکھے اور قریب ہے کہ میری امت کا ملک اور قبضہ وہاں تک ہو جائے گا جہاں تک وہ میرے واسطے لپیٹی گئی ہے۔"

میں نے کہا پھر آپ مسلمانوں کے نبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا ہماری کتابوں میں یہ مسطور ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ حجاز میں ایک نبی مبعوث فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے بھی ان کے متعلق بشارت دی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ وہی ہیں یا کوئی اور۔ میں یہ سن کر فوراً سمجھ گیا کہ یہ اپنا راز چھپانے کی غرض سے کہ کہیں فاش نہ ہو جائے مجھے جتانے میں اخفا کر رہا ہے۔ میں نے بھی اس سے سن کر کسی تک اس راز کو چھپائے رکھا اور کسی سے ظاہر نہیں کیا۔ جب میں نے یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار دیکھا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ وہی یوقنا ہے جس نے کل اپنے بھائی کو عربوں کی وجہ سے قتل کر دیا تھا ان سے لڑتا رہتا تھا اور سب سے زیادہ معاندت رکھتا تھا آج وہی ان کے دین میں موجود ہے اور ان کی حمایت کر رہا ہے ضرور اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ ان کے ساتھ حق ہے چنانچہ یہ خیال کر کے میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو کھڑا ہو باپ کو قتل کر دے اور یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو چھڑا کر تو بھی اسی دین میں داخل ہو جا بلا شک وشبہ وہی دین برحق ہے۔ چنانچہ جب میرا باپ شراب پی کر سو گیا اور اسے نشے نے پوری طرح دبا لیا تو میں نے اسے قتل کر دیا اور یہ سوچ کر چلا کہ یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ یہاں پہنچ کر دیکھا تو لاوان نے میرے سے پہلے ہی اس کام کو انجام دے لیا تھا۔ آپ نے فرمایا صاحبزادے! آخر تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا آپ کے دین کی محبت کی وجہ سے وانا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرا اسلام قبول فرمائیں اور تجھے نیکی کی توفیق عنایت کریں۔

اس کے بعد آپ قلعہ سے نکلے۔ حضرت سعید بن عمرو غنویؓ کو یہاں کا حاکم مقرر کیا سو ان آدمیوں کو جنہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ ان کے پاس چھوڑا اور خود فوج کو لے کر جہاں والی راوندان مقیم تھا تشریف لائے ان پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے نیز اس کی فوج نے انکار کر دیا تو ان سب کی گردنیں اڑا دیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن قرط ازدیؓ کا بیان ہے کہ فتح اعزاز اسی طرح واقع ہوا ہے اور وہ روایت کہ راس کو اس کی لڑکیوں اور بیوی نے قتل کیا تھا غلط ہے۔ واللہ اعلم

حضرت مالک بن اشتر نخعیؒ سے ایک راہب کا سوالات کرنا

حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے حضرت سعید بن عمرو غنویؓ کو قلعہ کی حکومت پر مامور کر کے حلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا قیدیوں اور مال غنائم کو ہمراہ لیا مگر روانہ ہونے سے قبل آپ نے اعزاز کے قیدیوں کو شمار کرنا شروع کیا۔ قیدیوں میں ایک ہزار رومی جوان دو سو چالیس بوڑھے اور راہب دو ہزار جوان عورتیں جن میں کنواری لڑکیاں بھی شامل تھیں ایک سو اسی بڑھیاں ہوئیں۔
حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے راہبوں میں ایک راہب کو دیکھا جو اپنے بڑھاپے کے نہایت شیخ صاحب وقار اور کشادہ پیشانی دیکھا۔
آپ نے اپنے دل میں کہا میرا گمان اور فہم و فراست صحیح ہے تو یہ راہب وہی ہے جس کے متعلق مجھ سے لاوس کے بھائی لوقا نے بیان کیا تھا۔ آپ نے لوقا کو بلا کر فرمایا آیا یہ وہی ہے جس کی بابت تم نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں آپ اس راہب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شیخ! جب تم علماء اہل کتاب میں سے ہو پھر امر حق کو اس کے مستحقین سے کیوں چھپاتے ہو؟
اس نے کہا خدا کی قسم! میں حق کو اس کے مستحقین سے کبھی نہیں چھپایا۔ البتہ رومیوں سے مجھے اس بات کا خوف ضرور ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ حق ہمیشہ کڑوا اور طبیعتوں پر ثقیل ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے اسی حق کے اظہار کی وجہ سے اپنے بھائیوں اور اولاد تک کو قتل کر دیا۔ پھر میری تو کیا اصل ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو ہمارا دین قبول کر لے۔ اس نے کہا میں اس وقت تک بھی آپ کے دین میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک چند سوالات کر کے جنہیں میں نے انجیل مقدس میں دیکھا ہے اپنا اطمینان نہ کر لوں۔

آپ نے فرمایا وہ کیا سوالات ہیں بیان کرو تاکہ میں انہیں سن لوں۔ راہب ابھی انہیں بیان کرنے کو ہی تھا کہ قلعہ میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ مسلمان اس طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ فوراً کود کر کھڑے ہوئے تلوار میان سے کھینچی اور ادھر دیکھنے لگے کہ کیا قصہ ہے؟ آپ نے سمجھا کہ رومیوں نے غدر کر دیا مگر قلعہ کے اوپر مسلمانوں کو کھڑے ہوئے دیکھا جو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے یا ایہا الامیر! ہوشیار ہو جائیے ہم تیج اور بزاعہ کی سڑک پر گرد و غبار اٹھا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کیا ہے؟ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نیز دیگر دیران مسلمین اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ دیکھئے پردہ غبار سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ آناً فاناً میں وہ غبار ہٹا اور اس کے اندر سے عربی گھوڑے سمہری[1] نیزے۔ عربی خود ہندی تلواریں اور اسلامی بہادر جن کے آگے آگے قیدی، مال اور مشکیں کسے ہوئے آدمی تھے ظاہر ہوئے آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اس آنے والے لشکر کی طرف عنان توجہ منعطف فرمائی تو دیکھا کہ مسلمانوں کا خون میں ڈوبا ہوا ایک ہزار لشکر جو بہادروں، نیزہ بازوں اور شیروں کی طرح حملہ آوروں پر مشتمل تھا حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عم رسول اللہؐ کی زیر قیادت چلا آ رہا ہے۔

دراصل امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس لشکر کو تیج، منبج اور بزاعہ کی فتح کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ وہیں سے چلا آ رہا تھا جس وقت قریب آیا تو فریقین سے تکبیروں کے نعرے بلند ہوئے۔ اللہ اکبر کی مہیب صدائیں فضا میں گونجنے لگیں۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو سلام کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں السلام علیکم کی سنت ادا کی اور

۱۔ سمہر ایک جگہ ہے جہاں کے نیزے اپنی عمدگی میں مشہور ہیں اسی طرح عرب کے خود اور ہندوستان کی تلوار مشہور

سب نے یہیں قیام کر دیا۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے حضرت مالکؓ سے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے شیخ اعزاز نیز حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں حلب کی طرف اب تک روانہ ہو جاتا مگر اس راہب اس کے سوالوں نے اب تک روکے رکھا ہے۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے اس راہب سے فرمایا کہ تو جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا آپ یہ فرمائے کہ اللہ پاک نے اپنی مخلوقات میں سے قبل از زمین و آسمان کس چیز کو پیدا فرمایا تھا؟

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے سب سے پہلے لوح و قلم کو پیدا کیا ہے۔ بعض روایات میں عرش و کرسی ہے بعض میں وقت و زمان اور بعض میں عدد و حساب بھی ہے۔ نیز یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے ایک جوہر (موتی) پیدا فرمایا اس پر نظر ڈالی تو وہ پانی پانی ہو گیا۔ پھر عرش کو یاقوت کی شکل میں پیدا کیا جیسا کہ ان کی کتاب مبین (قرآن شریف) سے ظاہر ہوتا ہے وکان عرشه على الماء پھر پانی پر توجہ فرمائی وہ پانی کھولا اور اس سے دھواں اٹھنے لگا۔ اس دھوئیں سے اول آسمان پیدا کیا تو اور پھر زمین بنائی۔

بعض روایات میں اس طرح سے بھی ہے کہ سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا تھا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ چاہا تھا کہ عقل سے خلائق مستفیض ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ پاک عز و جل نے سب سے اول نور و ظلمت کو پیدا کیا۔ اور اپنی ربوبیت کا ان سے اقرار لینا چاہا ظلمت نے انکار کر دیا اور نور نے اقرار کر لیا۔ نور سے راضی ہونے کی بدولت جنت پیدا کی اور ظلمت سے خفا ہونے کی وجہ سے دوزخ پھر سعید لوگوں کی روحیں نور سے پیدا فرمائیں اور اشقیاء کی ظلمت سے۔ اور اسی واسطے ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک نقطہ پیدا کیا ہے پھر ہیبت و جلال کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا وہ نقطہ اپنی شکل چھوڑ کر متغیر ہو کے الف کی صورت بن گیا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب کا مبتدا (شروع) قرار دے لیا۔ بس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی کتاب کو ایک نقطہ سے شروع فرمایا اور ایک نقطہ (قطرہ منی) سے اپنی مخلوق کو پیدا کر دیا اور تمام تعریفیں ہیں اس مقدس ذات کے لئے جو اپنے قبضہ اور اقتدار سے اپنی مخلوق کو مرتی ہے اور پھر اسے ایک پھونک (صور) سے زندہ کرے گی۔

راہب نے جب حضرت فضل ابن عباسؓ کی یہ تقریر سنی تو کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی علم ہے جس کی انبیاء علیہم السلام نے خبر دی ہے۔ سو اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمد عبده ورسوله. صلى الله عليه وسلم۔ اہل اعزاز نے جب اپنے پادری کو اسلام لاتے دیکھا تو بہت کم آدمیوں کے علاوہ سب مسلمان ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب اہل اعزاز اپنے پادری کو جس کے وہ معتقد تھے دیکھ کر مسلمان ہو گئے تو حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے حلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا مگر یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا منہ اس قابل نہیں ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو دکھا سکوں۔ کیونکہ میں نے ان سے ایک وعدہ کیا تھا جسے میں پورا نہ کر سکا اب میں انطاکیہ کی طرف جاتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ عز و جل مجھے میرے دشمنوں پر فتح بخشیں اور ان پر میری اعانت فرمائیں۔

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا اللہ پاک عز و جل اپنے رسول برحق کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں لیس لک من الامر شئی۔

تمہارے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے لہذا یوقنا! تم اپنے دل میں مطلق رنج نہ کرو۔ انہوں نے کہا دین اسلام کی قسم! میں اس وقت تک کبھی نہیں جا سکتا تاوقتیکہ اللہ پاک میرے بھائی مسلمانوں کے سامنے میرے چہرے کو سرخرو نہ کر دیں۔[1]

حضرت یوقنا کا انطاکیہ میں جانا

یہ کہہ کر انہوں نے حضرت فضل بن عباس ؓ کے لشکر پر نظر دوڑائی اور وہاں میں انہوں نے اپنے بنی عم اور قبیلہ کے دو سو آدمی جن کے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا تھا دیکھے یہ حلب کے رؤسا میں سے تھے اور حلب ہی میں ان کے اہل و عیال موجود تھے۔ انہیں آپ نے اپنے ساتھ لیا اور انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت فضل بن عباس ؓ وغیرہ نے حلب کی طرف کوچ کیا۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انطاکیہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپ اس سے دو چار منزل پر رہ گئے تو آپ نے ان میں سے چار آدمیوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے منتخب فرمایا اور باقی اشخاص کو حکم دیا کہ تم چار روز تک یہیں قیام کرو۔ اس کے بعد تم اور ارتاج کی سڑک سے اس طرح انطاکیہ میں آؤ کہ گویا تم عربوں سے شکست کھا کر بھاگے چلے آ رہے ہو تا کہ میں جو کچھ داؤ یا حیلہ کرنا چاہتا ہوں وہ پورا ہو جائے میں اور یہ چار شخص حارم کے رستہ سے جا رہے ہیں ہم اور آپ ان شاء اللہ تعالیٰ انطاکیہ میں ملیں گے۔ چنانچہ آپ ان چار آدمیوں کے لئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ دیر سمعان کے پاس جو جسر اسود کے قریب تھا پہنچے۔ یہاں آپ نے سوار اور پیدلوں کی ایک فوج دیکھی جو سڑکوں اور راستوں کی حفاظت کر رہی تھی۔ جب اس نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پاس آ گئے آپ کا حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں حلب کا سردار ہوں عربوں سے شکست کھا کر بھاگا چلا آ رہا ہوں اور بادشاہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا اور یہ آپ کے ساتھ چار شخص کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ میرے قبیلہ کے لوگ ہیں انہوں نے آپ کی بات کو سچا سمجھا اور اس لشکر کے سردار نے آپ کے ساتھ کچھ سوار کر کے انہیں یہ حکم دے دیا کہ وہ انہیں بادشاہ کے پاس پہنچا دیں۔ چنانچہ ان سواروں نے انہیں ساتھ لیا اور بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ اس وقت کنیسۃ القسیان (ایک گرجا کا نام ہے) میں نماز ادا کر رہا تھا۔ اور اختتام نماز تک یہ کھڑے رہے اور جب بادشاہ نماز سے فارغ ہو گیا تو ان سواروں نے اپنے بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی کیا اور کہنے لگے ایہا الملک! ہم فوج دیر سمعان کے قریب سڑکوں کی حفاظت کے لئے مامور ہے اس کے سردار بطرس نے اس شخص کو مع اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ میں والیٔ حلب ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا تم یوقنا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں یوقنا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم عربوں کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ایہا الملک! واقعی آپ کو ٹھیک خبر پہنچی مگر میں محض عربوں کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمان ہوا تھا تا کہ ان کی شرارتوں کے ذریعہ منظر صورتوں اور ناپاک بدبو سے رہائی حاصل کر سکوں۔ میں نے انہیں دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا تھا کہ قلعہ اعزاز کے حاکم کو قتل کر کے اس کا قلعہ میں تمہارے سپرد کر دوں گا اور اس غرض کے لئے میں نے عربوں میں سے ان کے سو سردار منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے تھے ان کو لے کر روانہ ہو گیا تھا اور ان کے حاکم سے یہ اجازت لے لی تھی کہ یہ سو سردار میرے حکم کے تابع ہوں گے میں جو کچھ کہوں گا وہ انہیں ماننا پڑے گا اور جس وقت میں انہیں لے کر قلعہ میں داخل ہو جاؤں گا تو میں

[1] یہاں اصل عبارت یہ ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس کے سبب سے میرا چہرہ سفید کر دیں مگر اردو میں محاورہ ایسے موقع پر سرخرو کا ہے۔

قلعہ والوں پر قبضہ کرلوں گا اور انہیں پکڑ کے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مگر جس وقت میں اعزاز میں آیا تو دراس نے جلدی میں میرے دل کی بات پر کچھ غور نہ کیا اور بغیر سوچے سمجھے اپنے جاسوس کی بات پر وثوق کر کے مجھے گرفتار کر لیا۔ عربوں نے قلعہ والوں پر تلوار رکھ دی اور بے دھڑک قتل کرنے لگے کیونکہ لوقا نے اپنے باپ کو قتل کر کے انہیں چھوڑ دیا تھا اور منجملہ ان کے میں بھی قید سے رہائی پا گیا تھا۔ اتنے میں عربوں کی فوج آ گئی اور اس نے قلعہ میں داخل ہوتے ہی لوٹ مار شروع کر دی۔ میں نیز یہ چار شخص جو تیج کے دین میں داخل ہیں انہیں لوٹ مار کرتے دیکھ کر آنکھ بچا کے بھاگ پڑے اور آپ کے پاس آ گئے۔ اگر مجھے اپنے دین کی محبت نہ ہوتی تو اپنے بھائی یوحنا کو کیوں قتل کرتا اور کامل ایک سال تک قلعہ بند رہ کے کس لئے ان کے ساتھ لڑتا رہتا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ والیان ملک اور سرداران فوج جو اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے ان کے کلام کی تائید کی اور کہا ایہا الملک! واقعی یوحنا یج کہتے ہیں اور ان کی راستی اخلاص قلب عبادت اور دیانت کی کوئی شخص ہمسری نہیں کر سکتا۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا آپ بہت جلدی دیکھیں گے کہ میں عربوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہوں اور میری کوشش عمل اور فعل ان کے ساتھ کیونکر رہتا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کی باچھیں کھل گئیں بہت خوش ہوا اور اپنا لباس جو وہ اس وقت پہنے رہا تھا اتار کے بطور خلعت کے انہیں بخشا تاج اور پٹکا مرحمت کیا اور کہنے لگا یوقنا! اگر حلب تیرے ہاتھوں سے نکل گیا تو کچھ پرواہ نہیں میں تجھے انطاکیہ کا حاکم کر دوں گا اور اس طرح تم یہاں کے بادشاہ اور والی ہو جاؤ گے اور پھر یہاں کی ریاست ان کے سپرد کر دی۔ یوقنا نے بادشاہ کو وہ عادی سوم اس کی تعظیم بجا لائے۔

ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ جسر جدید (لوہے کا پل) کا پاسبان دوڑا ہوا آیا اور بادشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ہمارے پاس شہ سواران حلب کے دو سو سوار جو اپنے آپ کو ایک ہی قبیلہ سے ظاہر کرتے ہیں آئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم عربوں سے بھاگ کر آ رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے یوقنا سے کہا کہ سردار! تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں دیکھو۔ اگر واقعی وہ تمہارے رشتہ دار اور قبیلہ کے آدمی ہیں تو تم اپنے پاکوں میں پہنچ گئے اور میں انہیں تمہارے ساتھ ملا دوں گا تا کہ وہ تمہیں فوج کا کام دے سکیں۔ لیکن اگر وہ دوئی اور ہیں تو انہیں میرے پاس پکڑ لاؤ تا کہ میں ان کے متعلق کچھ غور و فکر کر سکوں۔ مگر ذرا احتیاط کے ساتھ کام کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عربوں کے فرستادہ اور ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے جیسے اہل بعلبک و حماۃ و حمص، جوسیہ، معرہ، دمشق اور حوران۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا بادشاہ سلامت ایسا ہی ہوگا۔

یہ کہہ کر یہ گھوڑے پر سوار ہوئے ان کے ساتھ چند ملک اور سرہ یہ بھی گھوڑوں پر سوار ہو کے چلے جس وقت یہ اس لوہے کے پل پر پہنچے تو وہاں کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ ان دو سو آدمیوں کو سامنے حاضر کرو۔ جب وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے ان کی شناسائی سے قطعاً انکار کر دیا کہ گویا آج سے قبل انہیں کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ہم عربوں سے بھاگے ہوئے ہیں اور یہاں اس غرض سے آئے ہیں کہ بادشاہ کے شہر میں سکونت اختیار کر لیں۔ آپ نے انہیں مرحبا کہا۔ انہوں نے آپ کی حشمت و خلعت جو بادشاہ نے انہیں دی تھی دیکھ کر آپ کی تعظیم کی۔ پیدل ہوئے اور آپ کی رکاب کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا آپ حضرات نے عربوں کے ہاتھ سے کس طرح خلاصی پائی۔ انہوں نے کہا ایہا السید! ہم تیج اور بزاعہ کی غارت کے لئے عربوں کے ایک سردار کے ساتھ نکلے تھے۔ جب ہم حلب کی طرف چلے تو ہم نے اعزاز کا راستہ پکڑ لیا۔ مگر جب اس میں پہنچے تو اسے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں دیکھا۔ آخر رات ہوتے ہی ہم نے بھاگ کر بادشاہ کے شہر کا راستہ

اختیار کیا اور اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔

بادشاہ کا یوقنا پر مکمل بھروسہ کر لینا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تمام گفتگو بادشاہ کے مصاحب اور دربان بھی سن رہے تھے۔ جب یوقنا انہیں لے کر بادشاہ کے دربار میں آئے تو ان مصاحبوں نے بادشاہ سے وہ تمام گفتگو دہرائی۔ بادشاہ نے یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خلعت بخشی نہایت احترام سے اس کا خیر مقدم کیا اپنے قصر شاہی کے قریب ہی ایک مکان رہنے کے لئے مرحمت کیا اور ان کے قبیلہ کے ان آدمیوں کو ان کی خدمت کے لئے مامور کر دیا۔ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا یا ایہا الملک! آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا کی محبتیں فانی ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو مردار سے اور اس کے طالبوں کو کتوں سے تشبیہ دی ہے کہ وہ اس کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

چنانچہ مسیح علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک نہایت خوب صورت چڑیا جس کے پر عجیب عجیب رنگ برنگ کے تھے دیکھی۔ آپ نے اس کی کھال کھینچی تو وہ اندر سے نہایت کریہ المنظر دکھائی دی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دنیا ہوں میرا ظاہر بہت اچھا اور باطن سب سے برا ہے۔ یا ایہا الملک! میں نے یہ مثال آپ سے اس لئے بیان کی ہے کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی جسم حسد سے خالی نہیں جب کسی آدمی کی طرف دنیا مائل ہوتی ہے تو اس آدمی سے حسد کرنے والے بھی بہت پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے مجھے بھی خوف ہے اور اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میرے حاسد بادشاہ سے میری کچھ شکایت نہ کر دیں اور ایسی باتیں جو میں نے نہیں کیں انہیں میری طرف منسوب کر کے خوا مخواہ کا بہتان میرے ذمہ لگا دیں۔ لہٰذا اگر جناب کے دل میں میری طرف سے کچھ شک و شبہ یا نفرت ہے تو جس کام پر آپ نے مجھے متعین فرمایا ہے اس سے مجھے علیحدہ کر کے اس پر کسی دوسرے کو متعین کر دیں۔ میں کسی صورت سے جناب کا ساتھ چھوڑنے والا نہیں ہوں"۔

یہ سن کر آپ رونے لگے بادشاہ نے کہا سردار! میں نے تمہیں اس عہدے پر اسی وقت مامور کیا ہے جب کہ اچھا طرح اطمینان کر لیا ہے۔ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک و شبہ نہیں۔ اگر کوئی شخص تمہارے متعلق مجھ سے کوئی شکایت کرے گا تو میں اسے اسی وقت پکڑ کر تمہارے سپرد کر دوں گا کہ جس وقت جو کچھ تمہاری سمجھ میں آئے اس کے ساتھ سلوک کرنا۔

یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کو بوسہ دیا شکریہ ادا کیا اور چاہا کہ بادشاہ نے میرے متعلق جو کام سپرد کیا ہے اس کی طرف جاؤں۔ ابھی یہ اٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ مرعش سے چند سواروں کا ایک گروہ بطور قاصدوں کے آیا اور کہنے لگا کہ ہمیں بادشاہ کی بیٹی زجونہ نے بھیجا ہے وہ عربوں سے نہایت خوف زدہ ہے اور چاہتی ہے کہ میں بادشاہ کے پاس پہنچ جاؤں تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ عربوں سے بادشاہ کا کیا معاملہ رہتا ہے۔ اس غرض کے لئے اگر بادشاہ کچھ فوج بھیج دے جو آ کر مجھے لے جائے تو نہایت مناسب ہے۔ بادشاہ نے کہا اس کام کے لئے سردار یوقنا سے زیادہ اور کوئی شخص نہیں یہی اس کا اہل ہے۔ یوقنا نے زمین چومی اور کہنے لگے جناب کا حکم بخوشی منظور ہے۔ بادشاہ نے انہیں دو ہزار سوار اور وہ اپنے خاص آدمی جو قبیلہ مذحج اور قیاصرہ سے تعلق رکھتے تھے دیئے اور یہ انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ حلب سے مرعش [illegible] کل تھوڑے سے آدمی تھے اور پہاڑی لوگ زیادہ۔ غرض یہ چلتے رہے۔ گھڑی ہوئی موتیوں کی لڑیوں سے سجے ہوئے آراستہ پیراستہ بار بار کوشش کرتے ہوئے بڑھتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ مرعش میں پہنچے۔ زجونہ جو بادشاہ کی چھوٹی بیٹی تھی اور جسے بادشاہ نے یہاں کی حکومت اور ریاست سپرد کر کے خطیر بن حارث کے ساتھ اس کی

شادی کنواری تھی نہایت بہادر اور نڈر تھی اور اسی کی بہادری اور شجاعت ہی کی وجہ سے اس کا نام سیف نصرانیہ (نصرانیت کی تلوار) پڑ گیا تھا اور جنگ یرموک میں اس کے ایک زخم لگا تھا جس کی وجہ سے اس نے داعی اجل کو لبیک کہہ کے ہمیشہ کے لئے زیتون کو داغ مفارقت دے دیا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ زیتون کو لے کر انطاکیہ کی طرف شہزادہ نام سے جو سب سے بڑی سڑک جاتی تھی اس خیال سے چلے کہ ممکن ہے اس سڑک پر کوئی مسلمانوں کا جاسوس یا مجاہد مل جائے اور میں اس کے ہاتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو اس بات کی اطلاع بھیج دوں کہ میں بادشاہ کے پاس انطاکیہ میں مقیم ہوں۔ جب آپ مرج الدیباج کے پڑاؤ میں پہنچے تو نصف رات گزر چکی تھی۔ اچانک راہبوں کے گھوڑے چونکے ہوئے اور ان کا طلیعہ (ہراول) پلٹ کے دوڑتا ہوا آپ کے پاس بھاگا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے؟ ہراول کے سواروں نے کہا سردار یہاں پڑاؤ کے میدان میں ایک لشکر مقیم ہے۔ ہم چونکہ اس کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے جب غور کر کے دیکھا تو عرب معلوم ہوئے وہ تمام لشکر پڑا سو رہا ہے اور اس کے جانور دانہ اور چارہ کھا رہے ہیں۔ ہماری رائے میں یقیناً وہ مسلمان ہیں۔

آپ یہ سن کر دل میں بہت خوش ہوئے اور فرمایا اسلحہ سے مسلح ہو جاؤ اور اتفاق اور کام میں لاؤ اپنے بھائیوں کی نگہداشت کرو دین کی مدد کرنے کے لئے دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ۔ بادشاہ کی عزت (لڑکی) پر مرحوا سے دشمنوں کے قبضہ میں نہ جانے دو اپنے مالک کی نعمتوں کا حق ادا کرو اور ایک وفادار لشکر بن جاؤ۔ جب لڑائی ہونے لگے تو انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کرو اور حتی المقدور ان کے قتل کرنے سے محترز رہو کیونکہ عرب اور ان کا سردار ضرور ایک روز بادشاہ ہو کے اوپر چڑھ آئیں گے۔ اگر انہوں نے اس وقت تم میں سے کسی کو گرفتار کر لیا تو تمہارے پاس اپنے چھڑانے کے لئے فدیہ ہوگا۔ میں نے حکیم جرنانس کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ اس کا قول ہے کہ جو شخص کام کے انجام پر نظر رکھے وہ امان میں رہے گا اور جو بلا سوچے کچھ کرے گا وہ نقصان جان اٹھائے گا اور جو اکثر بے وفائی کرے گا وہ ایک روز ضرور بے وفائی کا شکار ہوگا۔ بس اب تم برکت دو امانت مسیح (علیہ السلام) پر ڈٹ جاؤ۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سب تیار ہو گئے اور اس لشکر نے مرج الدیباج کے پڑاؤ کا رخ کر دیا۔ سوتے ہوئے لشکر کے پاسبانوں نے جب آہٹ محسوس کی تو اپنے لشکر کو جگایا اور کہا کہ گھوڑوں کے سموں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ ہماری طرف کون قوم بڑھی چلی آ رہی ہے سب ہوشیار ہو جاؤ۔ لشکر بیدار ہوا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لشکر کا استقبال کر کے کہنے لگا کہ ہم عیسیٰ بن مریم اور صلیب مکرم کے تابع لوگ ہیں تم کون ہو؟ قبل اس کے کہ ہماری تلواریں تمہارے سروں کی تواضع کے لئے بڑھیں ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ملک ہرقل کی فوج جبلہ بن ایہم غسانی کے تابع اور اس وقت اس کے بیٹے ایہم غسانی ۱؎ کے زیر سیادت ہیں۔ آپ یہ سن کر گھوڑے سے پا پیادہ ہو گئے اور ان سے سلام کیا۔ نصرانی عربوں نے رومیوں کا سلام کیا اور آپس میں ملے۔

ایہم بن جبلہ نے آپ سے دریافت کیا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا مرعش سے بادشاہ کی صاحبزادی کو لے کر

۱؎ غالباً جبلہ بن ایہم کے لڑکے کا نام بھی اس نے باپ کے نام پر ایہم ہوگا۔ مگر ایک نسخہ میں ایہم کے بجائے خود جبلہ ہی مرقوم ہے کہ وہی خود موجود تھا ۱۲ منہ

آ رہا ہوں اور تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں حمص میں رسد لینے کے لئے گیا تھا جب رسد لے کر واپس ہونے لگا تو مرج دابق میں آ کے مسلمانوں کا ایک دستہ جس میں غالباً دو سو سوار ہوں گے نہایت ساز و سامان کے ساتھ مل گیا۔ جب ہم اس کے بالکل قریب پہنچ گئے تو وہ لڑائی کے ارادے سے ہماری طرف بڑھا۔ اس دستہ کا سردار نہایت جانباز بے حد چالاک آناً فاناً میں حملہ کرنے والا۔ جری اور ڈٹ کر لڑنے والا شیر تھا کہ جلتی ہوئی آگ بھی اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی تھی۔ وہ ہماری طرف بڑھا اور دائیں بائیں ہمارے بہادروں اور دلاوروں کو خاک و خون میں غلطاں کر دیا۔ ہماری جمعیت اگرچہ دو ہزار تھی وہ کل دو سو تھے نیز ہم میں بڑے بڑے تجربہ کار جوان بھی موجود تھے جو شعلہ جوالہ کی طرح ادھر سے ادھر گھوم جاتے تھے اور تیز باز سوار بھی مگر وہ بہادر ہم میں ایسا کام کر رہا تھا جیسے آگ سوکھی لکڑیوں میں۔ جنگ ہو رہی تھی تازہ بتازہ حرب و ضرب مشتعل ہو رہا تھا وہ ہم پر حملہ کر رہے تھے اور ہم ان پر حملہ کرتے جاتے تھے۔ آخر ہم نے ان سب کو اس کے بعد کہ ان کے ایک ایک سوار نے ہمارے کئی کئی سواروں کو تہ تیغ کر دیا تھا گرفتار کر لیا اور صرف ان کا وہ سردار ہی ایسا باقی رہ گیا جو ہماری قید میں نہیں تھا ہم نے بہت چاہا کہ اسے بھی گرفتار کر لیں مگر ہم میں سے کسی بہادر کو اتنی جرات اور کسی طاقت ور کو اتنی طاقت نہیں تھی کہ اس کے پاس بھی پھٹک سکے۔ وہ برابر حملے کرتا جاتا۔ آخر ہم نے اس کے گھوڑے کو گرانے کی کوشش کی اور تیر مار مار کر اس کے گھوڑے کو مار ڈالا۔ جب گھوڑا چکرا کے گرا اور وہ سوار نیچے آیا تو ہم نے ہجوم کر کے اسے چاروں طرف سے گھیرا اور گرفتار کر لیا۔ جب اس کا حسب و نسب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی ضرار بن ازور ؓ ہے۔ اب ہم ان قیدیوں کو لے کر ملک ہرقل کی خدمت میں جا رہے ہیں تا کہ ان کے متعلق اس کی رائے معلوم کر کے ان کا قتل کیا جائے؟ آپ کا دل یہ سن کر دھڑکنے لگا۔ سخت پریشانی لاحق ہوئی مگر ضبط کر کے دل کو تسلی دی اور بظاہر خوشی و مسرت کا اظہار کر کے اس سے کہنے لگے اپنے دین کی قسم تم نے اس نوجوان کو پکڑ کر بہت فخر اور عزت کا کام کیا ہے میں نے اس کے متعلق سنا ہے کہ اس نے شام میں بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑا اور بڑے بڑے دلی سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کے بعد یہ تمام انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے قلعہ اعزاز فتح کر لیا اور حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے وہاں کی ولایت حضرت سعید بن عمرو غنوی ؓ کے سپرد کر دی۔ حضرت فضل بن عباس ؓ سے ملاقات ہوئی تو مسلمان مال غنیمت لے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر آئے آپ لوگوں کے صحیح و سالم واپس آنے اور اعزاز کے فتح ہو جانے سے بہت خوش ہوئے اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں رہ گئے؟ حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے آپ سے اس واقعہ کو جو ان کے اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مابین ہوا تھا ظاہر کیا اور کہا کہ وہ انطاکیہ تشریف لے گئے ہیں تا کہ رومی کتوں کو کسی نئی مصیبت اور آفت میں مبتلا کر دیں۔ نیز انہوں نے فرمایا تھا کہ چونکہ میرا وقت نکل گیا اس لئے میں مسلمانوں کے پاس کیا منہ لے کے جاؤں۔ میں ان سے ایک وعدہ کر کے آیا تھا اور وہ ایفا نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمنوں پر فتح یاب فرمائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ ہمیں ان کی ذات سے نفع کی اس قدر امید نہیں تھی جتنا کہ پہنچ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت بابرکت میں حسب ذیل نیاز نامہ لکھا۔

خلیفۃ المسلمین کے نام حضرت ابوعبیدہ ؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف ابوعبیدہ عامر بن جراح بجانب خدمت امیر المومنین عمر بن خطاب سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ امابعد۔ اللہ پاک سبحانہ کا ہم پر ایسا احسان وکرم ہے کہ اس کے سبب سے تمام مسلمانوں پر اس کا شکر واجب ہو گیا ہے۔ انہوں نے کفار کے سب سے مستحکم قلعے اور شہروں کے دشوار گزار شہر فتح کر دیئے۔ ان کے بادشاہوں کو ذلیل اور ان کی زمینوں، شہروں اور مالوں کو ہمارے قبضہ میں کر دیا۔ قلعہ حلب فتح ہوا اور اس کے ساتھ ہی فتح اعزاز بھی ہو گیا۔ سردار یوقنا والی حلب اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان ہو گیا۔ کافروں پر مسلمانوں کی اعانت کرنے لگا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کریں۔ اس کے وجود کو دین کے لئے نصرت مسلمانوں کے لئے عبرت اور کافروں کے واسطے ہلاکت کا سبب بنائیں۔ اب وہ رومی کشتوں پر ایک حیلہ چلنے کے لئے انطاکیہ میں گئے ہیں اور انہوں نے اپنی جان کو اللہ پاک اور اس کے رسول ؐ کے راستہ میں معرض ہلاکت میں ڈالا ہے۔ میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور ہمارا ارادہ انطاکیہ کی طرف جانے کا ہے تاکہ وہاں پہنچ کر رومی باغیوں (ہرقل وغیرہ) کی سرکوبی کر سکیں اس کے سوا ہمارے دشمنوں کا ایسا کوئی قلعہ باقی نہیں رہا ہے جو ہماری قیادت میں فتح نہ کیا ہو۔ ہم ان کے فتح کرنے اس کے خزائن حاصل کرنے اور تخت چھین لینے کی امید رکھتے ہیں جیسا کہ ہم سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعاؤں کا زاد راہ روانہ فرماتے رہئے کیونکہ یہی مسلمانوں کا ہتھیار اور کفاروں کے لئے باعث ادبار ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔

آپ نے یہ خط لکھ کر مال غنیمت سے خمس نکالا اور حضرت ایاس بن غانم اشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی ماتحتی میں مہاجرین وانصار میں سے سو آدمی جن میں قتادہ بن عمرو، سلمہ بن اکوع، عبداللہ بن بشار اور جابر بن عبداللہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے دے کر بارگاہ خلافت میں روانہ کیا۔

حضرت ضرار بن ازور کی ماتحتی میں دو سو سواروں کا بطور ہراول دستے کے انطاکیہ کو روانہ ہونا

اس کے بعد آپ نے حضرت ضرار بن ازور ؓ کو بلا کر ان کی زیر سیادت دو سو سوار کئے اور یہ حکم دیا کہ وہ تاخت وتاراج کرتے ہوئے بڑھتے چلے جائیں۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو آدمیوں کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ؐ کے غلام حضرت سفینہ ؓ بھی تھے اور آپ اپنی اس چھوٹی سی جمعیت کو لئے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ چند معاہدین بھی آپ کے ساتھ تھے جو آپ کو راستہ بتلاتے چلے جاتے تھے۔ آپ چلتے چلتے مرج دابق میں پہنچے عصر کا وقت تھا صحابہ نے عرض کیا حضرت آپ یہیں آرام فرمائیے اور گھوڑوں کو دانہ چارہ کھلا لیجئے۔ جب اچھی طرح صبح ہو جائے گی تو پھر دشمن کا قصد کیجئے۔

آپ نے وہیں پڑاؤ کر دیا۔ گھوڑوں کو رات چرنے کھلا یا اور تمام آدمی پڑ پڑ کے سو رہے اور ایسے سوئے کہ اسی وقت آنکھ کھلی جب ہاہم بن جبلہ ان کے سروں پر موجود تھا۔ یہ کم بخت اچانک آپڑا اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ جب شور و غل ہوا تو حضرت ضرار بن ازور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ دوسرے آدمی جو آپ کے قریب ہی سو رہے تھے سوار ہو گئے مگر باقی ماندہ حضرات اسی وقت بیدار ہوئے جبکہ نصرانی گھوڑے مار دھاڑ کرتے ہوئے بالکل ان کے سروں ہی پر پہنچ گئے۔ یہ حضرات سوار نہ ہو سکے بلکہ ان کے گھوڑے دشمن کے شور و غل سے بھاگ پڑے اور انہوں نے پیدل ہی لڑنا شروع کر دیا۔ ان کے دشمن اس وقت تک ان کے پاس نہیں پہنچ سکے جب تک ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے حریف کو موت کا راستہ نہیں دکھلا دیا اور آخر یہ ہوا کہ یہ حضرات گرفتار ہو گئے۔

اسلامی جنگل کے شیر حضرت ضرار بن ازور اپنی خواب گاہ کی کچھار سے گونجتے ہوئے نکلے اور ڈکار کے آواز بلند اس چیتے کے دوسرے شیروں سے کہنے لگے جوانان عرب! سوتے ہوئے شیروں پر دشمن آچڑھے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں وہ بھی تم جیسے عرب ہی ہیں بڑھو اور انہیں سلا دو۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے نزدیک یا افضل الساعات یہ ہے اپنے ارادوں میں عزم و ثبات پیدا کرو اور بزدلی کو پاس نہ آنے دو۔ تم خود جانتے ہو کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الجنۃ تحت ظلال السیوف۔ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔

"بسا اوقات چھوٹی سی جمعیت بڑے بڑے لشکروں پر اللہ پاک کے حکم سے غالب ہوگئی اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔"

حضرت سمرہ بن عامر" جو مرج دابق میں حضرت ضرار بن ازور" کے ہمراہ تھے کہتے ہیں کہ حضرت ربیعہ بن معمر بن ابی عون" بھی ہمارے ساتھ تھے۔ یہ فصحائے عرب میں سے شمار ہوتے تھے اور ان کا کلام ہمیشہ مسجع اور مقفیٰ ہوا کرتا تھا اور نہایت حسن مقال سے یہ اپنے کلام کو ترتیب دیا کرتے تھے ہم ان کا کلام اور ان کی گفتگو اور تقریر غور سے سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ضرار بن ازور" کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں تو یہ ہماری طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے تو جوانان ربیعہ! معشر صبر کرو صبر کرو۔ جب تک مکروہات دنیا پر صبر نہیں کیا جاتا اس وقت تک خدا کی قسم جنت میں داخل نہیں ہوا جاتا۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ کی عرش سموات میں جنت ہے مگر وہ محفوظ با کمت ہے جتنے درجات ہیں ان سب میں اعلیٰ درجہ شہادت ہے مگر وہ معلق بر رضائے عالم الغیب والشہادت ہے۔ یہ جہاد تمام ہو گیا اور ایک دم سب کو گھیر لیا گیا کیا تم نبی کریم" کے صحابی نہیں ہو اور بردبار حالت کے آداب نہیں ہو؟ پھر کس لئے ثبات و نصرت و رحمت رب سے مایوس ہو گئے اور کیوں اپنی ایڑی جوتوں پر کھڑے ہو گئے محمد" کی روح مبارک کو اپنے ثبات و استقلال سے مسرور کرو اور اپنی نیتوں کی صفائی سے اپنے ارادوں کو کھرا کرو۔ پیٹھ دے کر بھاگنے سے احتراز کرو ورنہ غضب جبار کا انتظار کرو۔ یاد رکھو نصر و ثبات وہ منصور لشکر ہیں اور یہی دو فاتح لشکر ہیں۔ جو شخص طلب آخرت کرے گا اسے انشاء اللہ وہی ثمر ملے گا۔ نیتیں صاف کرو اور رحمت پروردگار کا انتظار کرو یکبارگی حملہ کر دو کہ تیغ و قتل کو پہنچو خود تیغ سے سید سے گر دو تاکہ حوروں کے وصال کو پہنچو۔ کفار کے سینے تیز دھار اور تلوار کے ان کا حصہ سوزاں دو۔ صبر پر اعتماد کرو اور کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ کفار کی ان کی جہالت میں موافقت کرنے سے پرہیز کرو اور ان کے راستہ پر گامزن ہونے سے اپنی عقل کے گھوڑے کو مہمیز کرو۔

حضرت سمرہ بن عامر" کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ تقریر سن کر ہمارے دل بڑھ گئے اور ہم نے نصرانی عربوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت ضرار بن ازور ؓ ہمارے آگے آگے تھے اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:۔

(ترجمہ اشعار) غیر دار (اور) نالائقوں جھوٹوں پر حملہ کر رہا تاکہ تمہاری تلواریں اس لشکر کے خون سے اپنی پیاس بجھالیں۔ اپنے دین معظم کی طرف سے دنیا میں انہیں ہٹا دو اور عرش والے پروردگار کو راضی کر لو۔ جو شخص تم سے دوزخ سے بچنے کی آرزو رکھتا ہے۔ قیامت اور یوم جزا کے روز وہ آج شیر کی طرح حملہ کرے اور اپنے رسول کو راضی کرے جو دنیا میں سچے تھے۔

حضرت ضرار ؓ بن ازور کی گرفتاری

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ یہ پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے۔ لوگ آپ کے پیچھے اور اپنی جانوں، تلواروں اور نیزوں سے برابر کام لے رہے تھے۔ نائرہ حرب اس قدر بلند ہو رہا تھا کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ ان میں ایسا کام کر رہے تھے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں میں۔ ایہم بن جبلہ آپ کی بہادری اور حملہ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا اور آپ کی شمشیر زنی سے انگشت بدندان تھا۔ آخر اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ وہ اس نوجوان کے گھوڑے کو تیروں سے چھلنی کر دیں۔ فوج نے یہ سنتے ہی گھوڑے پر تیر برسانے شروع کر دیئے گھوڑا گرا اور آپ اس کی پیٹھ سے نیچے آ گئے۔ پھر انہوں نے آپ پر ہجوم کیا اور آپ کو پکڑ کے آپ کی مشکیں باندھ دیں۔ آپ کے بعد آپ کے ساتھی گرفتار ہو گئے اور یہ سب کو پکڑ کے انطاکیہ کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں ان سے حضرت بیتا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ابو المجد ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ ؓ بھی اس جنگ میں اس وقت موجود تھے جب حضرت ضرار بن ازور ؓ گرفتار ہوئے تھے۔ جب رات ہوئی تو آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی طرف بھاگے کہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ راستہ میں آپ کو اچانک ایک شیر مل گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا ابو الحارث! [1] میں رسول اللہ ﷺ کا خدمت گار ہوں اور غلام ہوں اور ایسا ایسا میرا حال ہے (یعنی اپنی تمام سرگزشت اور واقعہ بیان کی) شیر دم ہلا کر ان کی طرف چلا اور ان کے پہلو میں آ کے کھڑا ہو گیا۔ پھر ڈکارا اور اپنے سر سے یہ اشارہ کیا کہ چلئے حضرت سفینہ ؓ کا بیان ہے کہ میں چلا اور وہ میرے ساتھ ساتھ میرے پہلو میں چل رہا تھا حتیٰ کہ ہم دونوں اس سرزمین میں جو ہماری صلح میں داخل تھی پہنچ گئے اور پھر وہ مجھے وہاں چھوڑ کے چلا گیا:

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سفینہ ؓ جب لشکر میں پہنچے تو آپ نے حضرت ضرار بن ازور ؓ اور آپ کے ساتھیوں کے گرفتار ہونے کا ذکر کیا۔ مسلمانوں کو یہ نہایت شاق گزرا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ اور حضرت خالد بن ولید ؓ ان کی نیکوئی کرنے لگے اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ کی بہن کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماں جائے بھائی! کاش مجھے خبر ہوتی کہ آیا تمہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے (کی کوٹھڑی) میں قید کر دیا یا کسی جنگل میں پھینک دیا یا تمہیں تمہارے خون سے رنگ دیا۔ پھر آپ بین (بیان) کر کر کے اس طرح اشعار پڑھنے لگیں:

(ترجمہ اشعار) کیا کوئی مخبر فراق کے بعد ہمیں خبر دینے والا نہیں رہا۔ تجھے اے قوم! ہم سے کس نے باز رکھا۔ اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ یہ آخری ملاقات ہے تو میں رخصت کرنے کے لئے کھڑی ہوتی اور رخصت کرتی۔ اے دوسیاہی کوے کیا

[1] یہ شیر کی کنیت ہے۔ ۱۲ منہ

تو مجھے خبر دے گا اور کیا غائبوں کے آنے کی خوشخبری بخشے گا۔ وہ بھی دن تھے کہ وہاں رہتے ہوئے ہم دیدار کیا کرتے تھے اور ہم ان کے رخ تاباں کو دیکھا کرتے تھے اور وہ ہماری ہی طرح سے رہا کرتے تھے۔ آخر راتوں میں ہم جمع ہو کے باتیں کیا کرتے تھے۔ اب حوادث زمانہ نے ہمیں جدا کر دیا اور پریشان بنا دیا اگر وہ کسی دن اپنی عزت کے ساتھ میری طرف لوٹیں تو میں ان کے گھوڑے کی ٹاپ سنتے اور استقبال کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں۔ میں نہیں بھولی جب لوگوں نے کہا ضرار مقید ہیں ہم نے انہیں دشمن کے گھر میں چھوڑا اور رخصت کیا ہے۔ یہ ان کی والدہ روتی ہیں اور ہم اس وقت تک ایسے ہیں جیسے بلاسٹک کے لفافے میں اپنے دل کو دیکھ رہی ہوں کہ ان کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے تو میرا دل ان کو پکارتا ہے۔ احباب پر ہر وقت سلام پہنچے۔ اگرچہ وہ ہم سے دور ہو گئے ہیں اور ملے نہیں"۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ تمام عربی عورتیں جن کے خویش و اقارب حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقید ہوئے تھے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے یگانوں کو یاد کر کے رونے لگیں۔ منجملہ دیگر خواتین اسلام کے حضرت حرورہ بنت طلوق رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہ اپنے زمانے کے لوگوں سے زیادہ فصیحہ تھیں۔ ان کے بیٹے صابر بن اوس بھی چونکہ گرفتار ہو گئے تھے اس لئے یہ انہیں پکارتی جاتی تھیں اور حسب ذیل اشعار پڑھتی جاتی تھیں:

(ترجمہ اشعار) کاش میرے بیٹے! میرے دل میں آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور میرے چہرے کو میرے آنسوؤں کی حرارت نے جلا دیا ہے۔ مصیبت کی آگ نے (میرے بدن میں) پسلیاں الگ کر دی ہیں اور میری انتڑیوں اور پسلیوں میں انہوں نے سوزش پیدا کر دی ہے میں نے سواروں سے سوال کیا کہ وہ مجھے تمہارے حالات سے آگاہ کریں تاکہ بہنے والے آنسو کچھ تسکین پا جائیں۔ ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو تمہاری سچی خبر دیتا۔ اور نہ ان میں کوئی ایسا ہی تھا کہ یہ کہتا کہ وہ اب آ رہے ہیں۔ بیٹا! جب سے تم غائب ہوئے ہو میرا عیش مکدر ہو گیا ہے دل پھٹ گیا ہے اور آنکھیں جاری ہیں فکر بٹ گیا ہے عقل سب خورد و پریشان ہے۔ آنسوؤں میں خون ملا ہوا آتا ہے اور گھر جنگل زمین ہے۔ اگر تم زندہ ہو تو میں اللہ کے لئے بطور روزہ رکھوں گی اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو تیری جانے والی نہیں"۔

حضرت سلمیٰ بنت سعید رضی اللہ عنہا نے جو نہایت عابدہ اور زاہدہ عورت تھیں۔ ان عورتوں سے کہا کیا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں ایسی کام کا حکم فرمایا ہے کہ اس طرح رویا کرو۔ یاد رکھو تمہیں صبر کا حکم دیا ہے اور اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے کیا تم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

وبشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون.

"(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صابرین کو بشارت دے دیجئے وہ صابرین جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں یہی ہیں وہ لوگ کہ ان کے اوپر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں (اترتی) ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں"۔

عزیز بہنو! صبر کرو اجر پاؤ گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری مصیبتوں کے بدلے میں ثواب ہے اور جو تم اپنے نزدیک رنج و الم کھو رہی ہو وہ دراصل تمہارے لئے چند نصیحت ہے۔ خواتین اسلام یہ سن کر خاموش ہو گئیں رونا موقوف کیا اور آپس میں

ایک دوسری کی تعزیت کرنے لگیں۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا خط اور وہ مال خمس جو آپ نے ابن غانم فہری کے ساتھ روانہ کیا تھا دربار خلافت میں پہنچا تو مدینہ طیبہ میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ لوگ مسجد نبویؐ میں جمع ہونے تاکہ حلب اس کے محاصرہ کی لڑائی اور فتح کا قصہ سن سکیں۔ حضرت رباحؓ سب سے پہلے اپنے مولیٰ رسول اکرم محمدؐ اور خلیفہ اول جناب عتیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے قبروں پر سلام کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ ازاں بعد جلالتہ مآب حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطابؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور وہ خط پیش کر کے مال خمس جناب کے سپرد کر دیا۔

آپ نے اسے کھول کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمانوں نے اسے سن کر تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے۔ حضور اکرم محمدؐ پر درود شریف کثرت سے بھیجا۔ آپ نے وہ خمس اپنی تحویل میں لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جواب میں لکھا کہ تم انطاکیہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اب تمہیں کوئی چیز نہیں روک سکتی (یعنی اب کسی صورت سے تمہیں رکنا نہ چاہیے)۔ یہ جواب دے کر آپ نے رباح بن غانمؓ کو مراجعت کا حکم دے دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آپ کا جب یہ خط پہنچا تو آپ اسی روز اپنی جمعیت کو لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایہم بن جبلہ کا یہ قصہ ہوا کہ جب یہ انطاکیہ کی طرف چلے تو انہوں نے اول اپنے آگے آگے ایک شخص کو روانہ کر دیا کہ وہ ملک ہرقل کو جا کر خوشخبری دے دے کہ اس کی بیٹی یوقنا (رحمتہ اللہ تعالیٰ) ایہم بن جبلہ مع دو سو مسلمان قیدیوں کے صحیح و سلامت آ رہے ہیں۔ ہرقل نے جب یہ سنا تو شہر کو آراستہ کرنے اور بازار کو سجانے، اس میں فرش و فروش کرنے، فقراء اور مساکین کو خیرات دینے کا حکم دیا۔ اس کا بھتیجا فورین رومیوں کی فوج لے کر نہایت ٹھاٹ اور رعب و رعونت سے ان کے استقبال کے لیے نکلا۔ رعایا لباس فاخرہ سے ملبوس ہو کر شہر سے باہر نکلی۔ انطاکیہ کا ہر باشندہ مرد و زن شہر سے باہر آیا۔ یہ دن بھی ایک مجمع عام کا دن تھا (یعنی کسی تقریب جیسے عید وغیرہ یا بادشاہ کی حضوری کا دن تھا جس میں لوگ اکثر جمع ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ کی لڑکی کو دیکھتے ہی تمام امراء وزراء حاجب اور اعیان سلطنت پاپیادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہؐ جن کی مشکیں کسی ہوئی تھیں شہر میں داخل ہوئے۔ رومی انہیں گالیاں دیتے سب و شتم کرتے اور ان کے اوپر تھوکتے جاتے تھے اور ایہم بن جبلہ کی فوج کے سردار ان کے گرد اگرد تھے بادشاہ کی لڑکی اپنے باپ کے محل میں داخل ہوئی۔ ایہم بن جبلہ اور یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور تعظیم کے لیے زمین کی طرف جھک گئے۔ بادشاہ نے انہیں نیز ان کی فوج کے بڑے بڑے افسروں کو خلعت عطا کی اور اس کے بعد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق حکم دیا کہ انہیں یہاں میرے سامنے لایا جائے۔

چنانچہ یہ حاضر کیے گئے یہ حضرات ہتھکڑیاں پہنے ہوئے تھے۔ اسی حیثیت سے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان کے کھڑے ہوتے ہی خداموں اور دربانوں نے ان سے چلا کے کہا بادشاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر سجدہ کرو۔ مگر انہوں نے ان کے کہنے کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور جوں کے توں کھڑے رہے۔ بادشاہ کے سب سے بڑے مصاحب نے یہ دیکھ کر ان سے کہا تم بادشاہ کے سامنے سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ حضرت ضرار بن ازورؓ نے فرمایا اس لیے کہ ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم مخلوق کو سجدہ کریں۔ ہمارے نبیؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

بادشاہ ہرقل کے حضرت قیس بن عامر انصاری سے اسلام کے متعلق چند سوالات دریافت کرنا

واقدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے پاس اپنا مکتوب گرامی روانہ فرمایا تھا اور ہرقل کو یہ معلوم ہوا تھا کہ نبی ؐ مبعوث ہوئے ہیں تو اس نے اپنے مصاحبین رؤساء اور افسران ملک کو جمع کر کے یہ کہا تھا کہ یہ وہی نبی مبعوث ہوئے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ یہ حاکم وقت ہوں گے ان کی امت بہترین امت ہوگی اور یہ دو رکھوان کا دین جدا نہیں جائے گا اور ان کا مذہب یقیناً دنیا کے تمام مذہب پر غالب آئے گا حتیٰ کہ تمام مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔ یہ کہہ کر پھر اس نے ان سے ادائے جزیہ کے لئے کہا تھا کہ تم ان کو جزیہ ادا کرنے لگو۔ یہ سن کر وہ اس پر سخت نارض ہوئے تھے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس کی ایک ندی کی تھی۔ اب جبکہ رسول اللہ ؐ کے یہ صحابہ اس کے سامنے ؓ کھڑے ہوئے تو اس نے چاہا کہ میں اپنے رؤساء مصاحبین اور افسران فوج کو جنھوں نے میری اس وقت ایک نہیں سنی تھی مترجم کے بغیر و بلا کسی واسطہ کے ان کی کچھ گفتگو سناؤں اور اپنے اس کلام سابق کی حقیقت ان کے سامنے واضح کر دوں اس کا مقصد محض اپنی قوم کی اصلاح اور ان کے حالات کی بہبودگی اور بہتری تھی۔ چنانچہ اس نے خود ہی بلاواسطہ ترجمان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہا میں علم کبریٰ کے متعلق تم سے چند سوالات عملی کروں گا۔ ان کا جواب تم میں سے کون صاحب دیں گے؟

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت قیس بن عامر انصاری ؓ کی طرف بوجہ ان کے سن رسیدہ ہونے کے نیز اس وجہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ؐ کے تمام حالات، معجزات اور غزوات کا مشاہدہ کیا تھا اشارہ کیا۔ جب تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے بادشاہ سے کہا کہیے جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں۔ ہرقل نے کہا ابتداء نبوت میں آپ کے نبی پر وحی کس طرح نازل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا یہی سوال ایک دفعہ ہمارے نبی ؐ سے مکہ معظمہ کے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن ہشام تھا کیا تھا میں بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ؐ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا تھا کہ کبھی تو شہد کی مکھیوں جیسی آواز ہوتی ہے پھر یہ آواز منقطع ہو جاتی ہے اور میں جو کچھ اس سے معلوم کرتا ہوں یاد کر لیتا ہوں اور وحی کا یہ طریقہ مجھ پر بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں متمثل ہو کر آتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے اور میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت ہے کہ جب بھرے جاڑوں میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو اس کے منقطع ہونے کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی۔ جناب کی ابتداوحی آپ کے رویائے صادقہ تھے کہ جب آپ کوئی خواب دیکھتے تھے تو وہ طلوع آفتاب کی طرح آسمان وجود پر فوراً ظاہر ہو جاتا تھا۔ ان کے بعد آپ ؐ کو خلوت سے محبت ہوتی تھی اور تنہائی و یکسوئی حاصل کرنے کے لئے آپ غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں کئی کئی شب گزار دیتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ سے کہا پڑھو۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے یہ کہتے ہی اس نے مجھے پھر پکڑ لیا اور اس زور سے دبایا کہ میں نے اس سے تکلیف محسوس کی پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا

نہیں ہوں۔ اس نے مجھے اسی طرح پکڑ کر دبایا جس سے مجھے تکلیف معلوم ہوئی اور پھر چھوڑ کر کہنے لگا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں اس نے سہ بار مجھے پکڑ کے اسی زور سے دبایا اور مجھے اس کی اذیت معلوم ہوئی پھر چھوڑا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ آپ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھئے جس نے پیدا کیا پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے آپ پڑھئے اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ بزرگ ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا اس کی تعلیم دی۔ آپ ڈرتے ہوئے وہاں سے پھر سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا مجھے کپڑا اوڑھاؤ کپڑا اوڑھاؤ۔ انہوں نے کپڑا اوڑھایا حتیٰ کہ آپ کے دل میں جو خوف پیدا ہو گیا تھا وہ جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد سے تمام قصہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے انہوں نے کہا آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ یتیم کا بار اٹھاتے ہیں فقراء کو کھانا کھلاتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں۔ محتاجوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی غمگین نہیں کریں گے"۔

اس کے بعد حضرت قیس نے یہ پوری حدیث بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ میں انہی ایام میں ایک دفعہ چلا جا رہا تھا کہ دفعتہً میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اٹھا کے اوپر کو دیکھا تو زمین اور آسمان کے مابین میں ایک کرسی پر وہی فرشتہ جو غار حرا میں ملا تھا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس کے رعب سے ڈر گیا اور لوٹ کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس آ کے کہا مجھے کپڑا اوڑھاؤ کپڑا اوڑھاؤ۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطھر والرجز فاھجر۔ اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک کرو اور پلیدی کو دور کرو (یعنی تقویٰ اختیار کرو) اس کے بعد وحی پے در پے آنے لگی۔

حضرت قیس نے اس کے بعد کہا کہ ایک روز میں مسجد میں آپ کے پاس تھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کے آیا اس نے دروازے پر اونٹ بٹھلایا اس کا پیر باندھا مسجد میں آیا اور کہا السلام علیکم! ہم نے کہا وعلیکم السلام! اس نے کہا آپ حضرات میں محمد کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ سفید رنگ روشن چہرے والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ شخص آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یا ابن عبدالمطلب! میں چند مشکل مشکل اور بہت بھاری بھاری سوال لے کے آپ کے پاس آیا ہوں ذرا بار خاطر نہ گزریں۔ آپ نے فرمایا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا آپ کے رب کی نیز آپ سے پہلوں کے رب کی قسم! کیا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تمام کافہ ناس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ کو اللہ جل جلالہ نے رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم فرمایا ہے آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں اللہ جل جلالہ نے ایک سال میں آپ کو ایک مہینے کے روزوں کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ ذوالجلال کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ کو اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ آپ ہمارے اغنیاء سے زکوٰۃ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم کر دیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ جو کچھ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں میں ایک قوم کا ایلچی ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے بنی سعد بن بکر کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں اور میری قوم میرے پیچھے آ رہی ہے۔

ہرقل نے کہا تمہیں اپنے دین کی قسم! کیا تم نے ان کے معجزات بھی دیکھے ہیں۔ حضرت قیس بن عامر نے فرمایا میں ایک مرتبہ

رسول اللہ ﷺ کا ہم سفر تھا ایک اعرابی آپ کی طرف آیا اور آپ کے بالکل قریب آ گیا آپ نے اس سے فرمایا کیا تو اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا آپ نے جو فرمایا ہے اس کی تصدیق کون کرتا ہے اور اس پر آپ گواہ کسے پیش فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت کو یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اس درخت کو اپنی طرف بلایا۔ وہ جنگل کے ایک کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے بلاتے ہی وہ زمین پھاڑتا اور چیرتا ہوا آپ کی طرف چل پڑا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس سے آپ نے تین مرتبہ گواہی طلب کی اور اس نے اقرار کیا اور کہا آپ واقعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے لوٹنے کا حکم دیا اور وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔

ہرقل نے کہا ہم اپنی کتابوں میں اس طرح لکھا ہوا پاتے ہیں کہ نبی آخر الزمان کی امت کا اگر کوئی شخص ایک گناہ کرے گا تو اس کے اعمال نامہ میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ایک نیکی کرے گا تو دس نیکیاں مرقوم ہوں گی۔ آپ نے فرمایا ہماری کتاب میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها.

"جو کوئی ایک نیکی لایا اس کے لئے اسی جیسی دس ہیں اور جو ایک برائی (گناہ) لایا وہ اتنی ہی سزا پائے گا"۔

ہرقل نے کہا جس نبی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے وہ قیامت میں نیز دنیا میں بھی لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبی وہی تو ہیں۔ اللہ پاک اپنی کتاب عزیز میں فرماتے ہیں۔

يا ايها النبي انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيرا و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا.

"اے نبی! ہم نے تمہیں شاہد (گواہ) خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے ان کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے"۔

رہی عالم آخرت کی گواہی اس کے متعلق کلام مجید میں رب قدیر فرماتے ہیں وجئنا بک علی هولاء شهيدا۔ اور ہم تمہیں ان لوگوں پر گواہ بنا کر بلائیں گے۔

ہرقل نے کہا ان کی صفت ایک یہ بھی ہے کہ اللہ پاک اپنے بندوں کو یہ حکم دیں گے کہ وہ ان کے پاس ان کی زندگی میں جائیں۔ ان کی حیات نیز بعد از وفات ان پر درود شریف بھیجیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کی یہ بھی ایک صفت ہے۔ اللہ پاک کتاب مبین میں فرماتے ہیں:

ان الله و ملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه و سلموا تسليما.

"اللہ پاک اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو"۔

ہرقل نے کہا جس نبی کی توصیف مسیح علیہ السلام نے کی ہے وہ آسمان میں تشریف لے جائیں گے اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان سے گفتگو فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ صفت بھی ہمارے رسول اکرم محمد ﷺ میں موجود ہے اللہ پاک ان کے حق میں فرماتے ہیں:

سبحان الذي اسرى بعبده ليلا.

"پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات"۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یونس اس وقت چپ بھی بیٹھا ہوا تھا جو دین نصاریٰ کی اصل جڑ تھا اور دین کے بادشاہ کی

طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ایہا الملک! جس کا ذکر عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے کیا ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ تو ایک تاویل کاذب ہے۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ نے کہا: وہی کہتے ہو جو جھوٹا ہے اور یہ تیری ملعون داڑھی بھی جھوٹی ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی ؐ دونوں کو جھٹلانے والے ہیں۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں، موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں اور داؤد علیہ السلام نے زبور میں ان کی خبر دی ہے۔ ہمارے نبی ؐ سب سے بہترین دین لے کر مبعوث ہوئے ہیں قرآن شریف مجز جمیع کتب میں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ان کی نبوت اور رسالت کی بشارتیں اور شہادتیں موجود ہیں اور ہمارے نبی وہی محمد بن عبد المطلب ؐ ہی ہیں مگر کفر نے تمہاری معرفت پر ایک حجاب ڈال دیا ہے کہ تم انہیں نہیں پہچانتے۔

ہرقل نے کہا تم نے آداب مجلس کے خلاف یہ کہ ہمارے دین کی باتوں میں قطع کلام کر دیا تم کون شخص ہو؟ حضرت قیس بن عامرؓ نے ارشاد فرمایا۔ یہ رسول اللہ ؐ کے صحابی ضرار بن ازور ؓ ہیں جن کے کارنامے مشہور ہیں۔ بادشاہ نے کہا وہی جن کے متعلق میں یہ سنتا رہا ہوں کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہیں کبھی سوار کبھی ننگے ہو کر جنگ کرتے ہیں؟ کسی راوی نے کہا ہاں۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

پوپ کا حضرت ضرار ؓ کی زبان کاٹ دینے کا حکم

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب پوپ نے حضرت ضرار ؓ کی قطع کلامی سنی تو اسے غصہ آیا مگر اس نے کسی قدر تحمل کے ساتھ اس کو چھپانا چاہا مگر نہ چھپ سکا۔ آخر یہ سخت غصہ میں بھر کے بادشاہ کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مصاحبین، افسران فوج اور اراکین ملک وغیرہ جتنے یہاں بیٹھے تھے یہ دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں بھی پوپ کا غصہ دیکھ کے بہت غصہ آیا۔ بادشاہ کو ان کا غصہ دیکھ کر اپنی جان کے لالے پڑے اور اسے یہ فکر ہوا کہ کہیں امراء و سلاطین مجھے قتل نہ کر دیں اس لئے اس نے لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ ضرار کو قتل کر دو۔ اور اس کا نشان نہ باقی رہنے دو۔ یہ سنتے ہی چاروں طرف سے تلواریں چلنے لگیں اور آپ کے جسم پر ایک سو چودہ زخم بہت گہرے گہرے آئے مگر خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ کو چونکہ آپ کی زندگی منظور تھی اس لئے کوئی مہلک زخم نہ آیا۔ پوپ کا دل یہ دیکھ کر ٹھنڈا ہوا۔ اس کی آتش غضب پر پانی پڑا اور اس نے کہا کہ اس کی زبان نکال لو۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! میں اس لعین کو کبھی نہ چھوڑوں گا کہ یہ رسول اللہ ؐ کے صحابہ پر زیادتیاں نہ کر سکے۔ یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے زمین کو بوسہ دیا۔ بادشاہ کی نعمتوں اور بادشاہت کے متعلق دعا کی اور کہا ایہا الملک! یہ بہتر نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اسے صبح تک جناب مہلت دیں۔ اگر یہ کل تک زندہ رہا تو ہم اسے شہر کے دروازے پر کھڑا کر کے صلیب پر لٹکائیں گے تا کہ رومیوں کے دل جو اس کی گفتگو سے مجروح ہو گئے ہیں وہ شاداب ہو جائیں۔ نیز اس شخص نے رومیوں کے آباؤ اجداد بیٹوں اور بھائیوں کو جو قتل کیا ہے اور اس کی ہیبت جو ان کے دلوں میں آ موجود ہو گئی ہیں ان کا بھی ازالہ ہو سکے۔ پھر اس کی اہانت اور قتل کی خبر مسلمانوں تک بھی پہنچے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اس سے یہ مطلب تھا کہ اس وقت حضرت ضرار ؓ کی جان چھوٹ جائے گی اور کل تک اس قوم کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور بادشاہ پھر چھوڑ دے گا۔ بادشاہ نے ان کی رائے سن کر کہا اسے کل تک تم ہی رکھو۔ یہ انہیں لے کر اپنے مکان میں آئے۔ مرہم پٹی کی زخموں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی عضو کا کوئی رگ پٹھہ

نہیں کتا ہے اور یہ اللہ پاک کے لطف و احسان کی بات ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادے نے زخموں میں ٹانکے لگائے دوا لگائی اور
کھانا کھلایا اور پانی پلایا تو آپ نے آنکھیں کھول لیں۔ سامنے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے صاحبزادے کو بیٹھا دیکھا
چونکہ آپ کو خبر نہیں تھی کہ یہ بادشاہ پر کوئی داؤ کھیلنے کو یہاں تشریف فرما ہیں اس لئے آپ یہ سمجھے کہ شاید یہ مرتد ہو گئے ہیں۔ آپ
ان سے کہنے لگے اگر تم دونوں کافر ہو تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں میرے لیے مسخر فرما دیا ہے کہ میرا علاج معالجہ کرو اور اگر تم
دونوں مومن ہو تو مرحبا جزاکما اللہ۔ نیز ممکن ہے کہ تم دونوں کی برکت سے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ میری پریشانی کو حجاز میں اس ضعیفہ
سے ملا کر جو دعائیں بار بار کر رہی تھیں دور کر دے اور جو رات دن میرے لئے اور میری بہن خولہ کے لئے جو لشکر میں ہیں دعائیں
کرتی تھیں اور وہ میرے ان آنے والے اوقات کو جانتی تھیں۔ کیونکہ ان کے احباب میں میں ہی ایک رہ گیا تھا۔ ہمارے لشکر میں
میری ایک بہن ہے جسے میرے حالات کی اب تک کچھ خبر نہیں۔ اگر ممکن ہو سکے تو تم میرا اسے سلام پہنچا دو اور میری حالت کی اسے
اطلاع دے دو۔ کافروں سے میری گفتگو کس طرح ہو سکتی ہے۔ میری بہن میری ماں کو خبر کر دے گی اور انہیں میرا حال لکھ کر بھیج دیں
گی۔ جب کچھ دیر آپ نے رات میں استراحت فرمائی تو پھر فرمایا: تم دونوں کو خدا کی قسم میں جو کچھ کہوں تم لکھتے رہو۔ ابن یوقنا رحمۃ
اللہ تعالیٰ نے حرفاً حرفاً ان کے یہ اشعار لکھنے شروع کئے۔

(ترجمہ اشعار) اے دو شخصو! آگاہ رہو اور خدا کے لئے پہنچا دو میرا سلام میرے گھر والوں اور حطیم کعبہ کو جب تک تم
دونوں زندہ رہو۔ جو ہزار نعمتیں میسر ہوتی ہیں بزرگی اور اقبال کے ساتھ ہمیشہ رہے نصرت۔ جو کچھ تم دونوں نے نیکی کی ہے وہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضائع نہیں ہوئی اور جو میں نے تکلیف پائی تھی وہ اب کم ہے۔ میرے ساتھ جو تم دونوں نے نیکی کی
ہے اس کی وجہ سے مجھے راحت و آرام پہنچا۔ اسی طرح نیک کام خلائق کے درمیان میں یادگار رہتا ہے۔ میری خواہش
محض یہ ہے کہ میں بیت اللہ میں عمرہ اور رفقا اس وجہ سے یہ تمنا ہے کہ میں نے ایک ضعیفہ کو بیابان اور زمین بے آب و
گیاہ میں چھوڑا تھا۔ وہ تدبیریں جن میں مضبوطی نہیں خام ہیں اور ان مصیبتوں کے جوا کی ہیں۔ عادت رکھنے والی زمین
بے آب و گیاہ میں قیام کرنے والی ہیں۔ نیز رہنے والی ہیں شیخ[1] بھم معشب اور تہرب میں ان کا ایک خدمت گار
تھا اور ان کی رضامندی چاہا کرتا تھا اور اگرچہ میں فقیر تھا مگر حتی المقدور ان کی بزرگداشت کرتا تھا۔
اور میں انہیں اپنے ہاتھ کا شکار کھلاتا تھا جس میں خرگوش، وحشی وحوش صحرائی، سوسمار اور خشک کیا ہوا گوشت ہوتا تھا۔ ہرن
ہرن کے بچے بقر[2] کے ساتھ اور اس کے بعد نیل گاؤ اور جنگل کے رہنے والے جانور۔ اگر کمزوری ہو جاتی تھی تو میں
ان کی نگاہ رکھتا تھا اور ہمیشہ بدی اور تنگی کی جگہوں میں میں ان کا مددگار رہتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ
نہیں کیا اور میں نے ملعونوں کے لشکر میں نیزوں سے جہاد کیا ہے اور میں نے بہترین خلائق یعنی محمد ﷺ کو راضی کیا ہے۔
شاید کہ میں محشر میں خلاصی پاؤں۔ جو شخص قیامت کے دن سے ڈرے گا اس سے اس کے معبود خوش ہوں گے اور صلیب
کے بندوں کافروں کو ہلاک فرمائیں گے"۔

---

۱ یہ سب جگہوں کے نام ہیں۔ علامہ
۲ بقر ایک قسم کا گاؤ ہوتا ہے جو دشت سے ملتا ہے۔ علامہ

اس طرح میری بہن نے ہر کافر کے مقابلے میں جھونک دیا ہے قتل اور بھاگ میں وہ تیز دبازی سے علیحدہ نہیں ہو گئیں۔ وہ کہتی تھیں کہ وقت سے پہلے ہی جدائی آ گئی۔ میرے بھائی یاد رکھو! مجھ سے جدائی پر صبر نہیں ہو سکتا۔ اے بھائی! اس جدائی اور فراق کو یاد رکھو۔ ہمارا ایسا کون شخص ہے جو تمہاری خوشخبری لے کر آیا کرے گا جب آدمی اپنے گھر بار سے سفر کرتا ہے پس یا تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا زمانہ کی موافقت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آگاہ ہو تم دونوں اس کے بھائی کی طرف سے اسے دعا پہنچاؤ اور کہو کہ غریب اور بے کس کافروں کے قبضہ میں ہو کر مر گیا۔ اتارو یا تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اسلام اور پاکباز لوگوں کی نصرت و تائید میں۔ اے کبوترو! اٹھاؤ اور لے جاؤ ایسے عاشق کا خط جو کہ شہ سے بھی آرام نہیں پاتا۔ اونچی زمین کے اڑنے والے کبوتر و مشتاق کا کلام پہنچا دو۔ اسلام کے لشکر اور دوسرے مسلمین کی طرف۔ اور کہہ دو کہ ضرار قید میں ہتھکڑیاں پہنے بیٹھا ہے۔ وطن سے دور اور دشوار جگہ میں ہے۔ بلند زمین کے کبوتر ایک تنہا اور بے کس کی بات سن لے جو وطن سے دور اور وحشت کی قید میں ہے۔ اگر تجھ سے میرے احباب دریافت کریں تو کہہ دینا کہ آنسو بارش اور مینہ کی طرح برس رہے ہیں۔

اے بلند زمین کے کبوتر! میرے وطن میں خوش آوازی سے بولی بولنا اور یہ کہنا کہ ضرار قید میں آہ و نالہ کرتا ہے۔ بلند زمین کے کبوتر! اگر تو ہمارے خیموں میں جائے تو کہہ دینا کہ دشواری کا زمانہ آسانی پر اسی طرح رہتا ہے۔ ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ قیدی بے قراری کی گرمی میں ہے۔ اس کے پہلو اور سینے کے درمیان میں جاری ہے اس کی عمر کے اٹھارہ سال گزرے ہیں جو بلا غور و فکر کے معلوم ہو جاتے ہیں اس کے رخسار پر ایک تل تھا جسے اس کے آنسوؤں نے مٹا دیا۔ جو اس کی جدائی، دوری، تباہی اور گھر سے جدا ہونے پر بہہ رہے تھے۔ جہاد کی خوشی میں جنگ کے لئے گھر سے روانہ ہوا تھا حتی کہ اس پر مصون لوگ پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ تم میں برکت دے مجھے تم دونوں دفن کر دو اور میری قبر پر لکھ دو کہ یہ ایک بے کس مسافر تھا۔ حطیم اور حرم کے کبوترو! خبردار ہو جاؤ۔ میرے حال کی میری ماں کو خبر دے دو۔ شاید زمانہ موافقت کر جائے اور ایک بار پھر بے کس کی زیارت ہو جائے۔ زیارت جدائی کی حالت میں نہیں ہوا کرتی"۔

کہتے ہیں کہ جب ابن یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اشعار کو لکھ لیا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ نے اپنی وہ تدبیر جو آپ کرنے والے تھے تحریر کی اور اس خط اور ان اشعار کو ایک معتمد شخص کے ہاتھ ادھر روانہ کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جابر بن دوران دوسی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں بھی لشکر اسلام میں موجود تھا۔ ہم بلاط کے مقام پر مقیم تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت معین بن اوس قرطری کو مقدمہ لشکر پر متعین کر رکھا تھا کہ اچانک وہ آپ کے پاس ایک رومی شخص کو لے کر آئے اور کہا کہ یہ شخص اپنے آپ کو ایلچی بتلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو قاصد ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس آپ کے نام کا ایک خط ہے۔ آپ نے فرمایا کس کا؟ اس نے کہا یوقنا کا اور ایک اور شخص کا جو اعلاکیہ میں قید ہے اور جسے لوگ حضرت ضرار بن ازورؓ کہتے ہیں۔ آپ نے وہ خط لے کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمان حضرت ضرار بن ازورؓ کے اشعار سن کر بہت روئے۔

حضرت خولہ بنت ازورؓ کو خبر پہنچی تو وہ بھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا امین الامۃ!

مجھے بھی میرے بھائی کے اشعار سنا دیجئے۔ آپ نے انہیں بعض اشعار پڑھ کر سنائے۔ ابھی آپ تمام کرنے بھی نہیں پائے تھے کہ حضرت خولہ بنت ازور ؓ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا کی قسم میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بھائی کا بدلہ ضرور لوں گی۔ لوگوں نے حضرت ضرار بن ازور ؓ کے اشعار یاد کر لئے اور ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کو حضرت ضرار بن ازور ؓ کے متعلق سب سے زیادہ رنج وملال تھا۔

ہرقل کا دو سو مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان برابر فتوحات کرتے ہوئے انطاکیہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ ال حازم، ہرا، وقوات، اثم، وارتان، قورس اور سوفہ وغیرہ کے قلعے فتح کرتے ہوئے لوہے کے پل (جسر الحدید) تک پہنچ گئے اور یہاں حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کے حکم کے مطابق ڈیرے ڈال دیئے۔ ہرقل کو خبر پہنچی تو اس کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے خوف گھر کر گیا۔ افسران فوج کو بلا کر لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ جسر حدید کے قریب خیمے نصب کئے گئے۔ والیان ملک نے اپنے اپنے ڈیرے وہیں لگوائے۔ ہرقل نے اسلحہ خانوں کو کھلوایا اور اپنی فوج اور بہادروں پر ہتھیار تقسیم کئے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلعت عطا کی اور کہا جرنیل یوقنا! میں اپنی تمام فوج پر تمہیں کو امیر بناتا ہوں یہ سب فوج تمہاری کمان میں رہے گی۔ اس کی ترتیب اور صف بندی تم ہی کرو۔ وہ صلیب جو پادریوں کے خاص کنیسہ قسین میں رکھی رہتی تھی اور جو کسی اہم وقت یا بڑے بڑے دنوں میں نکالا کرتی تھی ان کے سپرد کی اور کہا کہ اس صلیب کو اپنے آگے رکھو۔ اس کی نصرت پر اعتماد رکھو یہ تمہیں مدد دے گی۔ انہوں نے اس کو لے کر اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور کہا کہ اسے اپنے سامنے اٹھائے رکھو۔ ملک ہرقل سوار ہو کے گرجا میں آیا۔ والیان ملک اور مصاحب اس کی رکاب میں ہو لئے۔ یہاں پہنچ کر اس نے صلوٰۃ الفجر (صبح کی نماز) ادا کی اور اس سے فارغ ہو کے رسول اللہ ؐ کے ان دو سو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لانے کا حکم دیا تا کہ ان کی قربانی کی جائے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ آگے بڑھے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا اے ملک! اور اے روم کے جلیل القدر بادشاہ آپ کو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس لئے ملک پر بادشاہ مقرر کیا ہے اور بندوں کی قسمت کی باگ ڈور اس واسطے آپ کے ہاتھ میں دی ہے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے آپ کے علم وحسن اخلاق اور بردباری سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ آپ کے عقل کا دوشالہ اس بار گراں کے متحمل ہونے کا اہل ہے۔ حکیم دیسقوریدس کہتا ہے کہ عقل دراصل ایک بہت بڑی بزرگی کی چیز (تمرہ بان) ہے جس کا مالک نہایت ہوشیار اور عقل مند شخص ہوتا ہے کیونکہ عقل انسان کی عزت اور خلائق کے لئے باعث ہدایت ہوتی ہے۔ بس اے بادشاہ! آپ یہ سمجھیں کہ عرب اپنے ساز وسامان اور فوج فراہم کر کے ہم پر چڑھ آئے ہیں لڑائی کی آگ مل چکی ہے اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا یقینی اور ضروری ہے اور یہ معلوم نہیں کہ لڑائی کا پلڑہ کس طرف جھکے۔ اگر آپ نے ایسی صورت میں ان قیدی عربوں کو مار ڈالا اور ہمارا کوئی آدمی ان کے پنجے میں گرفتار ہو گیا تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آئیں گے اور کیا سلوک اس کے ساتھ روا رکھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں اس وقت تک جب تک ہم یہ دیکھ نہ لیں کہ ہمارا کام کس طرح رہے گا اور یہ نازل ہونے والی بلا کیونکر ٹلے گی بند ہی رہنے دیں۔ نیز اس سے ایک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ اگر ہمارے ساتھیوں جرنیلوں یا کیلوں میں سے کوئی گرفتار ہو گیا تو اسے ان کے معاوضہ میں چھڑا لیں گے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مشورہ سن کر اہل باب دولت کہنے لگے واقعی بادشاہ! کہ اس صاحب کا مشورہ نہایت مفید ہے۔ پوپ نے کہا ایہا الملک! آپ انہیں اسی کنیسہ میں مقید کرنے کا حکم دے دیں تو زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ اول تو یہ کنیسہ (گرجا) ہمارے شہر میں سب سے عمدہ کنیسہ ہے۔ دوسرے اس میں خوبصورت خوبصورت لڑکیاں اور حسین حسین عورتیں ہیں انہیں آپ یہ حکم دے دیں کہ وہ بن ٹھن کے اور زیب و زینت کر کے یہاں حاضر رہیں وہ قیدی جب ہماری عورتوں ان کے حسن اور جمال کو دیکھیں گے۔ عمدہ عمدہ ان کی خوشبوئیں سونگھیں گے تو خود ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائیں گے اور یہ مسلمانوں کے لئے ضعف کا باعث ہوگا۔ بادشاہ نے انہیں لانے کا حکم دیا جب وہ خدا کے شیر لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے آئے تو پادریوں نے زور زور سے انجیل پڑھنی شروع کی تکلفات و آرائش دکھانا اور خوشبودار چیزوں کی تبخیر کی۔

مسلمانوں نے وہاں پہنچتے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور کہا مشرک جھوٹے ہو گئے۔ قعر ضلالت کی منجدھار میں گر پڑے۔ خسرین کی ذلت کا کلنک ان کی پیشانیوں میں لگ گیا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی عبادت میں شریک ہے۔ انہی قیدیوں میں ایک رفاعہ بن زہیر ہامی یمن کے رہنے والے شخص تھے جو یمن کے صحابہ میں نہایت فاضل و عالم اور کتب سابقین اور علم تفسیر کے بہت بڑے ماہر تھے اکثر شعر کہا کرتے تھے اور کلام کو منظوم اور منثور کے فصاحت کے ساتھ بولا کرتے تھے جب انہوں نے کنیسہ کو کافروں سے بھرا ہوا اور یہ دیکھا کہ صلیبوں کی تعظیم اور تصویروں کی پرستش کر رہے ہیں تو کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹے ہیں یہ مشرک اور اصحاب شیطان۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک رحمن جو فرد ہے نہ محسوب ہے[1] بلکہ اکیلا و تنہا و طاق ہے نہ کسی کی طرف منسوب۔ نہ اس کا کوئی ضد ہے نہ دوست نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کا کوئی گوشت پوست۔ نہ اس کے واسطے جسم ہے نہ اقامت اور نہ اس کی کوئی حد ہے نہ نہایت۔ اسی نے پیدا کیا ہے مخلوقات کو اور اسی نے بنایا ہے اس موجودات کو اسی نے پیدا کی ہے کائنات اور اسی کی تدبیر میں ہیں ارض و سموات۔ وہ اول ہے اس کے وجود کا آغاز نہیں وہ آخر ہے اس کی انتہا کا کسی کو معلوم راز نہیں۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر اور نہ کوئی مصاحب ہے نہ مشیر۔ لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر۔

کہتے ہیں کہ آپ کی اس تقریر سے کنیسہ میں جنبش آ گئی اور پادری اپنے اپنے عصا لے کے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شاہی دربان ان کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا اس شخص سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو۔ پادری یہ سن کر آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ بادشاہ نے آپ سے کہا اے اعرابی! تمہارا کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا ایہا الملک! آپ کو میرے نام سے کیا تعلق؟ میں آپ کی جنس سے نہیں ہوں جو آپ میرا نام دریافت کریں۔ پوپ نے کہا ایہا الملک! اس نے بالکل سچ کہا۔ یہ ہماری جنس سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ کوئی عالم ہے نہ حکیم کہ اس سے ہم مسائل حکمت دریافت کر سکیں بلکہ ایک بدوی (جنگلی و دیہاتی) شخص ہے جو سوائے جنگلوں کی سکونت اور بدوؤں کی صحبت کے اور کچھ نہیں جانتا۔ دانائی و حکمت ہمارے شہروں سے ظاہر ہوئی اور ہمارے ہی حکماء دنیا میں مشہور ہوئے کیونکہ حکمت نے یونان سے جنم لیا ہمیں پرورش پائی اور جب جوان ہوئی تو سریانیوں نے اسے گلے لگایا اور اس کی آؤ بھگت کی۔ رہے اہل عرب ان میں حکمت کب آئی جو وہ اس کو پڑھتے پڑھاتے اور اس کے وارث بنتے۔

تمام فضائل ہمارے ہی عالموں کے لئے مخصوص ہیں اور سارے عدل و انصاف ہمارے ہی بادشاہوں کے طرہ امتیاز،

---

[1] یعنی وہ کسی کی گنتی اور حساب میں شمار نہیں کیا گیا بالکل اکیلا و تنہا ہے۔ ۱۲ منہ

اسکندر، بطلیموس، سورقی، یوطیقوس، ارسویلی، جرجس، ارسطاطالیس، بلیا، غورث، توصیدی جس نے اعلیٰ کی بنیاد ڈالی، طلیموس
افسیوں جونہی اور بادشاہ تھے۔ طاطاغورس جس نے رہنما بھیج اور اطلیمس کو بنایا اور جو کاہن بھی تھا اور جس نے اپنے بعد کے
بادشاہ کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو اپنے رب سے کلام کرے گا اور اس کی نئی شان ہوگی۔ اپنے ہاتھ سے فرعون کو ہلاک
کرے گا اور حکیم سقراط بھی یہ سب ہمارے ہی حکیم تھے اور ہم ہی سے دراصل تمام علموں کے چشمے پھوٹ کر بہہ چکے
ہیں۔ نیز ہماری ہی قوم میں سے آرمینو تھا جس نے روحت الکبریٰ کی بنا رکھی اور اپنے ہی نام پر اس کا نام قرار دیا اور بطلیموس
سسطانوس جس نے سب سے پہلے ایک ایسی کتاب تصنیف کی جس میں زمین کے اوپر کی چیزوں یعنی پہاڑوں، دریاؤں
درختوں اور جانوروں کی تصویریں بنائیں۔ ہر اقلیم کے رہنے والوں کا حال مع ان کی رقموں اور خاصیتوں کے لکھا۔ نیز ہر اقلیم کی
معدنیات، سونا، چاندی اور جواہرات کا حال تحریر کیا اور زمین کے کل چشموں کا مع ان کے ناموں کے حال معلوم کر کے اور ساتھ ہی
پہاڑوں، جنگلوں، گھاٹیوں، آبادیوں اور دنیا کی عجائبات کا پتہ لگا کے ان کے قصے بھی اس میں مندرج کیا۔ نیز حکیم ایودرکس
قلقسب روادی بھی ہم ہی میں سے تھا جس کا قول ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ قیامت میں میرا حشر ایسے لوگوں کے ساتھ نہ فرمائیں
جن سے وہاں یہ کہا جائے گا کہ تم شیطان اور اس کے لشکر کے ساتھ دوزخ میں چلے جاؤ۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اے مسکین!
میری کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے والے دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کے جزئیوں کی ظلمت سے روحانی نورانی کی معرفت میں انکار کرنے
والے! عالم علوی کی طرف ترقی کر اور حکمت کی طرف دیکھ کر حکمت ہی عالم روحانی کی سیڑھی ہے جو شخص اس کو کھو رہا ہے وہ اپنے
سوالی اور مصور کی طرف نہیں چڑھ سکتا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ چونکہ یہیں جبلہ بن ایہم اور دان کا لڑکا بھی موجود تھے اور اس یوپ اور جبلہ بن ایہم کے
مابین عداوت تھی اس لئے یوپ نے یہ تقریر دراصل جبلہ بن ایہم کے اوپر طعن و تشنیع کرنے کے لئے کی تھی۔ ان کی عداوت کا سبب
یہ تھا کہ اس یوپ نے ایک بہت بڑا گرجا بنایا تھا جس میں یہ سال بھر کے بعد ایک میلہ لگایا کرتا تھا اور اطراف و جوانب کے روی
نذریں، مال، جانور اور موم لے کے وہاں آیا کرتے تھے اور یہ اس یوپ کی ایک رسم پڑ گئی تھی۔ بادشاہ نے یہ تمام زمین جبلہ بن
ایہم کو بخش دی تھی اور اس نے اس گرجا کے چاروں طرف ایک شہر آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر رکھ دیا تھا اور وہ شہر جبلہ کے نام
سے مشہور ہو گیا تھا۔

حضرت رفاعہؓ کا ذکر

کہتے ہیں کہ جب حضرت رفاعہ بن زہیرؓ نے یوپ کی یہ گفتگو سنی تو ہنسے اور فرمایا تو نے ایسے لوگوں کی تعریف کی اور ایسی قوم کی
توصیف کی جو جاہ و فضیلت سے کوسوں دور اور راہ ضلالت میں ہمیشہ حیران رہی ان کے لئے نہ بزرگی کی کوئی شکل ہے اور نہ ان میں
کوئی مرد عقلمند ہے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی توحید کا نہ ان میں کوئی قائل ہوا اور نہ ان میں کوئی بے لوث عبادت کی طرف مائل ہوا۔
فضیلت و بزرگی تو اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی اولاد کے لئے مخصوص ہے جن کے واسطے بیت الحرام، زمزم اور مقام نیز
مشعر الحرام مخصوص ہے اسی اولاد میں سے تبابعہ اقیال حماۃ اور اشبال ہے جن کا سب سے بڑا اقبال ہے اور زمین کے طول و عرض
میں جن کی بادشاہت کا شغل بھی معروف ہے اور ملک صعب ذوالقرنین (اسکندر اول) یعنی وہ جو سب سے بڑا مجاہد جو تمام جہان کا

مالک ہو گیا اور روئے زمین پر قابض ہو گیا ظلمات میں داخل ہو گیا، زمین کا وارث ہو گیا، آفتاب کے مطلع اور مغرب تک پہنچ گیا۔
زمین کے بادشاہوں کو ذلیل کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا نام ذوالقرنین رکھ دیا نیز سبا بن یعرب بن قحطان، شداد
بن عاد، شدید بن عاد اور عمرو ذوالاذعار، مرثد بن عاد، لقمان بن عاد، شعبان بن اکسیر بن تورخ، سیاد بن رقیم اور باد بن قحطان، یہ
لوگ حکمت کی باتیں بتاتے تھے اور موسیٰ بن عمران کی نصیحت فرماتے تھے۔

جبلہ بن سیاحہ بن کہلان بن بابا قمر بن ربیع ذخمود بن نعمان یہ سب بھی ایسے ہی تھے اور لیجئے سبا بن یشجب جس نے عجم میں سب
سے پہلے تاج پہنا۔ اس کے بعد حمیر، پھر عاد بن حمیر، پھر تبع پھر داخل ہوئے، نیز عجم میں سے ہی اللہ کے نبی حنظلہ بن صفوان اہل الرس
ہوئے۔ ثعلب بن عبدالمدان بن قدم بن عبد یالیس بن جرہم بن قحطان بن ہود علیہ السلام جو پانچ سو برس زندہ رہے عجم ہی میں سے
تھے۔ جنہوں نے ہی قلعوں کو بنایا، قرنوں کو بنایا لشکروں کو تابع کیا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان ہی کو اپنے نبی حنظلہ بن صفوان
کے علم کا وارث بنایا۔ سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے عجم پر زندگی کو ختم کیا۔ ہمارے مراتب کو بڑھاؤ کیونکہ عجم میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ
کو پیدا کیا، ہم سردوات ہیں اور تم غلام۔

حضرت رفاعہؓ سے پادری کا مشکل سوال کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رفاعہ بن زہیر بن زیاد بن حبیب بن مرید الجزی عرب کے
علم الانساب (نسب دانی) کے نہایت ماہر عرب کے بادشاہوں اور ان کی سیرتوں کے پورے عالم تھے۔ نیز آپ نے کتب ہود،
صالح اور حنظلہ علیہم السلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی فرمایا تھا جب آپ نے بادشاہ کے سامنے اس بے باکی سے یہ عالمانہ گفتگو کی تو
پوپ نے چاہا کہ میں ان سے ایک مشکل سوال کر کے انہیں عاجز کر دوں چنانچہ کہنے لگا بعض مجتوں لے اور پاک طینتوں سے قلوب
عقل روحانی کی نسیم تک پہنچ جاتے ہیں اور مقام لاہوت نیز ان طیور خفیہ (غالباً فرشتے مراد ہوں گے) (مترجم) تک جو ان ابصار
سے غائب اور جو محیط بالاقطار ہیں رسائی ہو جاتی ہے نیز ایسے ایامنات عقلیہ کی طرف جو اوہام سے پاک و مستغنی ہیں ترقی کر جاتے
ہیں اور افکار نورانیہ کی جانب اور خیالات باطنیہ کی طرف ان کدورت اخلاق کے تصفیہ کے بعد جو بالکل جسمانیہ کی طرف سے
افکار پر محیط ہیں چڑھ جاتے ہیں اور جب روشنی اور صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور ان سے تیرگی کی کدورت مٹ جاتی ہے تو پھر
ارواح کے لئے ابدالآباد کا عیش جس میں نہ انتقال ہے نہ اضمحلال میسر آ جاتا ہے اور اس وقت عنصر عنصر سے مل جاتا ہے صفائی
صفائی سے اور کدورت کدورت سے۔

حضرت رفاعہ بن زہیرؓ نے فرمایا پادری صاحب! آپ کی گفتگو اور تقریر صداقت سے معرا ہے۔ اس نے کہا کیوں؟؟ آپ نے
فرمایا جب سیدھا راستہ جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں آنکھوں کے سامنے سے غائب اور اس پر پردہ حائل ہے تو پھر کس
طرح قلوب علام الغیوب تک پہنچ سکتے ہیں آنکھوں کے بدون غور کئے پاک ہونے کی سفلی کدورت سے کب علیحدہ ہو سکتی ہے۔
افکار خواہش اسرار سے جبکہ وہ پردۂ غفلت میں ہوں کس طرح آشنا ہو سکتے ہیں اور نفوس صاحب کر خواہشیں اپنے منازل کی طرف پھرتی
ہیں۔ انہیں اپنے مواضع سے قریب ہوتی ہیں۔ فکر سے دوسری طرف اٹھتے ہیں متحرکات قرار نہ سکون تک گردش کرتے

۱۔ میں نہیں سمجھا کہ یہ سوال کس طرح ہوا اور سوال کی نوعیت کیا ہے۔ مترجم

ہیں۔ ارواح اپنے اماکن کی طرف پہنچتے ہیں۔ اشکال اشکال سے بسبب تالیف خواہش کے جوڑ میں ہیں جدا ہوتی ہیں اور اپنے افکار کو صرف اپنی صورتوں پر ان کی بنا پر کرتی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ عربوں کا کلام ہے جن کے متعلق تو نے یہ گمان کرلیا تھا کہ حکمت ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہے اور عقل ان کے بازار میں نہیں بکتی۔ ملوک یمن سے ایک شخص سیف بن ذی یزن نامی بادشاہ تھا جس نے ہمارے حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے سات سو برس پہلے آپ کی خبر دے دی تھی وہ نہایت ذکی شخص تھا اور غوامض علوم طلب اور اسرار خفیہ بیان کیا کرتا۔ حکمت اور شکر نعمت کی باتیں بتایا کرتا تھا اور بہت اچھی طرح نظم اور نثر بولا کرتا تھا۔ منجملہ ان کے جو کچھ ہمارے لئے فصحا نے بیان کیا ہے ایک فصیح قیس بن ساعدہ حسب ذیل اشعار کہتا ہے۔

(ترجمہ اشعار) خبردار ہو جاؤ! ہم اپنے تیشے سے ہیں جس کے لئے سبقت کی گئی عمدہ عمدہ نعمتوں نے زرد و جہل سے دور ہو گئے تھے انہوں نے کسی دن حرام کی طرف نہیں دیکھا اور سوائے تقویٰ کے کسی چیز کو نہیں معلوم کیا۔ ہم میں توحید ہے اور ہمارے افعال اس پر شاہد ہیں اور اللہ عزوجل کی توحید عقل کے بدون نہیں پہچانی جاتی۔ ہم آسمانوں کے اوپر سب چیزوں کو دیکھتے ہیں جیسے کہ اور لوگ اشیائے ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ ہم اپنی حقیقت کو بغیر حجاب سے ہماری ابتداء ہوتی ہے اس کو جانتے ہیں اور اس عالم اشکال (دنیا) میں ہم محض تصویر نہیں ہیں اور ہم اگرچہ زمین کے مرکز (دنیا) پر ہیں مگر ہماری روحیں عالم نور میں روشنی طلب کر رہی ہیں اور اس لئے وہاں جا بھی پہنچی ہیں کہ اس نور کی انہیں خبر ہو اور ارواح نے اپنی ذات کا نور عالم عقل میں دیکھا کہ وہ دنیا میں قیام کرنے کو راضی نہ ہوئیں اور انہوں نے اختیار کر لیا حقیقت بجائے ظاہری اور وہ تصویروں سے بے رغبت ہیں"۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رفاعہ بن زہیر ؓ سے جبکہ وہ قید سے چھوٹ آئے دریافت کیا کہ چچا جان! جب آپ کے کلام اور آپ بوپ کی گفتگو کس طرح کہتے تھے؟ آپ نے فرمایا بیٹا میں نے عربی میں اس ملعون سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا تو انہوں نے کہا بادشاہان روم اور ان کے والیان ملک کی ریاست و سلطنت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک وہ عربی زبان نہ سیکھیں۔ کیونکہ وہ تجارت میں عربوں سے قریب ہیں۔ حضرت رفاعہ بن زہیر ؓ نے جب اپنے مناظرہ کی کیفیت مسلمانوں سے بیان کی تو اکثر لوگوں نے اسے قلم بند کرلیا۔

حضرت رفاعہ بن زہیر ؓ کے ایک بیٹے کا ذکر

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جاہل لڑکا تھا جو کفر کی طرف میلان رکھتا تھا اور آپ اس کے لئے استقامت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ یہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ قید تھا۔ جب گرجا میں یہ بھی دوسرے قیدیوں کی طرح آیا اور حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوپ کے ساتھ مناظرہ کرنے لگے تو یہ آپ کا لڑکا گرجا اس کی زینت و صورتوں اور صلیبوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں تیز تیز نظروں سے دیکھنے لگا۔ رومیوں کی عورتوں، ان کے لباس اور خوب صورتی پر مائل ہو گیا اور انہیں دوسری نظروں سے گھورنے لگا۔ آخر بد بخت مرتد ہو گیا اور جن کے ساتھ کفر کرنے کے لئے صلیبان کی تقبیل (بوسہ دینے) کے لئے دوڑ پڑا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ حرکت دیکھی تو روئے اور فرمایا کم بخت! ایمان کے بعد کافر ہو گیا۔ بد بخت! رحمٰن کے دروازے سے تو دور ہو گیا ہے۔ اے مردانِ درگاہ اور اے ناقل رو سیاہ! دروازے پر حاضر ہونے کے بعد ملک و تن سے پھر گیا اور شیطانوں کے گروہ میں گھر کیا۔ تو نے صاحب قدرت کے ساتھ کس طرح ناپاکی کی اور اس عالی جاہ بادشاہ کے مقابلہ میں کیونکر بے ادبی کی۔ بیٹا! میں تیرے فراق میں کمی نہیں، دوستی اور اس دنیا میں تجھ پر کبھی آنسو نہیں بہا سکتا۔ کیونکہ دنیا کا چھوڑنا یقینی ہے اور اس دارِ فنا کو الوداع کہنا حتمی ہے۔ البتہ عالمِ آخرت کی جدائی سے ضرور قلق ہے، جس کے راستہ میں ہر ایک کا تشنہ حلق ہے۔ میں اس وقت اور راستہ پر چلوں گا اور تو دوسرے طریق میں ہوگا۔ میں اور گروہ میں ہوں گا اور تو اور فریق میں ہوگا۔ تو ابلیس کے گھروں کی طرف جائے گا۔ تیرا حشر پادریوں اور رہبانوں کے ساتھ ہوگا۔ تو دوزخ کے پچھلے طبقے میں گرے گا اور وہیں ہمیشہ کے لئے جلے گا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے گھر میں، جس میں حوریں اور لازوال نعمتیں ہوں گی جاؤں گا اور ان شاء اللہ وہیں کے فواکہات کھاؤں گا۔

بیٹے! آخرت کی زندگانی پر دنیا کو اختیار کر اور کیا اپنے افعال سے مجھے رسوا کیا، جو رشد کر۔ بیٹے جب تو نے عالم الغیب کے ساتھ کفر کر لیا تو اپنے باپ کے بڑھاپے کو رسوا کر دیا۔ بیٹا! میری جو تیرے ساتھ امیدیں تھیں وہ خاک میں مل گئیں اور جو آرزوئیں تھیں وہ کفر کی آگ میں جل گئیں۔ بیٹا! تیرا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے کس طرح خوش ہو گیا اور ان سے کیونکر ناخوش ہو گیا۔ کل کس سے شفاعت طلب کرے گا جب کہ حضور اکرم تجھ پر غضب کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے چند وعظ کے طور پر اشعار پڑھے:

(ترجمہ اشعار) بیٹا! تجھے دنیا نے دھوکہ دے دیا اور تو نے علم کے ساتھ کفر کیا۔ بیٹا! تو نعیم میں ہونے کے بعد شقاوت کی طرف چلا گیا۔ بیٹا کیا تو دوزخ کے عذاب سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو قیامت میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں شرمائے گا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا باپ تیرے کفر کی وجہ سے کل رنج و غم و اندوہ کے ہجوم میں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تجھے پکاریں گے کہاں بھاگے گا؟ اور یہ کہیں گے کہ میرے بندے! کیا تو نے واحد اور صمد کے ساتھ کفر کیا۔ بیٹا تو نہایت بے آرامی میں ہوگا اور تیرا باپ اعلیٰ علیین میں مقیم ہوگا۔ بیٹا! کیا تو اس زمانے کو بھول گیا جب دودھ پلاتے وقت میں تجھ سے محبت کیا کرتا تھا۔ یاد رکھ! تجھے ایک ایسے پردہ نے ڈھانپ لیا ہے کہ اس سے تیری خلاصی مشکل ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے آپ کو جواب دیا کہ تمہارے لڑکے پر اب دروازہ بند ہو گیا اور پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ پوپ نے اس کی چھنگلی کاٹ دینے کا حکم دیا اور کہا کہ اسے معمودیہ سے نہلایا جائے۔ چنانچہ اس میں اسے غسل دیا گیا۔ پادری اور رہبان اس کے گرد ہو گئے۔ اسے دھونی دی اور اسے جسمہ[1] دینے کے بعد والیانِ ریاست اور افسرانِ فوج کی طرف سے خلعت پیش کی گئیں۔ پوپ نے سواری کے لئے ایک گھوڑا، خوبصورت عورت اور رہنے کو ایک مکان دیا اور بادشاہ نے جبلہ بن ایہم غسانی کی فوج میں اسے بھرتی کر دیا۔ اس کے بعد پوپ دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ جیسا کہ تمہارے اس ساتھی نے ہمارا دین قبول کر لیا ہے تم بھی اگر قبول کر لو تو تمہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اس دین میں آ کر تم دنیا کی نعمتیں اور ہرقل کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کہا ہمارے دین کی صداقت و حقیقت اور

[1] جسمہ پادریوں اور عیسائیوں کا اصطلاحی اور مخصوص لفظ ہے۔ مذہبی قسم کا پانی چھڑکنا تھا جو عیسائی بنا لینے کے معنی میں مستعمل ہے۔ ۱۲ منہ

ذخیرہ جات نصب ہیں اور ہر ڈیرے اور خیمے کے مقابلہ میں لکڑی کا ایک ایک کنبہ جس پر سونے کا کام بنا ہوا ہے بنائے گئے ہیں۔ گھنٹے اور ناقوس ان کے دروازوں پر آویزاں ہیں اور ان کی خوب زیب و زینت کی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ لکڑی کے کنبے جن میں یہ دونی ناقوس بجایا کرتے اور فخر کیا کرتے تھے بنے بنائے موجود رہتے تھے اور سفر کے اندر لشکروں میں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ نے تمام لشکر کا ایک چکر لگایا اور اس کا معاینہ کر کے یہ چاہا کہ کسی شہر میں (کہا گیا ہے) لوٹ جاؤ مگر اسی وقت گھوڑے سرپٹ دوڑانے۔ اس کے پاس چند سوار آئے اخوان الریاست اور درباریوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا عرب شہر حدیدیا تک آگئے ہیں اور اس پر ان کا قبضہ ہو گیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ بادشاہ کو زوال سلطنت کا اسی وقت یقین ہو گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری سلطنت اور بادشاہت کا قائم رہنا مشکل ہے۔ اس نے ان سواروں سے کہا تمہیں معلوم ہے وہ جو فوج اس پر متعین ہے۔ پھر عربوں کا قبضہ اس پر کس طرح ہو گیا؟ انہوں نے کہا یہاں شکستِ ابلی کے برجوں پر جو سردار مقرر ہے خود اسی نے وہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں حسن اتفاق یہ ہوا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ احسان فرمایا کہ بادشاہ کا دربان لشکر میں گشت کرنے اور برجوں میں جو فوج متعین تھی سے تاکید کرنے ابلی تک ہر روز آتا جایا کرتا تھا۔ وہ ایک دن حسب معمول جب آیا تو اس نے اپنی فوج کے آدمیوں کو شراب کے نشہ میں مخمور پایا اور دیکھا کہ وہ پہرہ سے غافل پڑے سو رہے ہیں۔ اس نے فوج کے سرحد کے افسر کو منتخب کیا اور بیس پچاس کوڑے مار دیئے۔ فوج کے کرنل یا سردار کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر بادشاہ کے خوف نیز اپنے حزم و احتیاط کی وجہ سے چھوڑ دیا اور بادشاہ کو اس کی آکے خبر کر دی۔ فوج کے افسروں کے دل میں یہ کینہ بیٹھ گیا مگر خاموش رہے۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی روز یہاں اس نیت سے تشریف لائے کہ میں اس پل کے متعلق کیا تدبیر اور داؤ کر سکتا ہوں تو انہیں پتہ چلا کہ افسر بادشاہ کے فلاں صاحب سے ناراض ہیں۔ آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی مگر انہوں نے بالکل اس کا انکار کر دیا۔ آپ نے اصرار کیا اور فرمایا مجھے تم اپنے بھید سے ضرور آگاہ کر دو۔ انہوں نے کہا کیا آپ ہمیں اپنی طرف سے امان دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں امان ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس پل کو عربوں کے سپرد کر دیں۔ آپ کو ان کے قول کی جب پوری طرح تصدیق ہو گئی کہ یہ سچے دل سے کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تم کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مسلمانوں سے امان چاہتے۔ آپ نے فرمایا میں ان کے سردار کے پاس ایک خط لکھ دوں گا کہ وہ تمہیں امان دے دیں۔ میری رائے میں اگر تم ان کے دین میں بھی داخل ہو جاؤ تو بہت بہتر ہے۔ انہوں نے کہا آپ ان کے دین میں داخل ہو کر پھر کیوں ان سے پھر گئے۔ آپ نے فرمایا حاشا للہ میں ان کے مذہب سے نہیں پھرا۔ بلکہ اس مصلحت سے یہاں آیا ہوا ہوں کہ کسی حیلے سے یہ علاقہ ان کے سپرد کر دوں۔ انہیں جب اس کی تصدیق ہو گئی کہ یہ مسلمان ہیں اور سچ تو بالکل سچ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ پل ہم انہیں سپرد کر دیں گے۔ جب اس رائے پر سب متفق ہو گئے تو انہوں نے اپنی اس رائے کو پوشیدہ رکھا اور جب مسلمان آگے بڑھے تو اس فوج کا افسر چپکے چپکے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط دکھلا کر اپنے اور اپنی فوج کے لئے امان مانگنے لگا۔

۱؎ طوب کابل۔ ۱۲ منہ

مسلمان یہ دیکھ کر کہ بغیر جنگ کے پل ہاتھ آتا ہے خوش ہو گئے اور امان دے دی۔ مسلمانوں کا شکریہ ادا کر کے بڑھا۔ اس حصین قوی نے پل کے اس دروازے کو ان کے لئے کھول دیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے۔

جب یہ خبر ہرقل کے پاس وہ چند سوار لے کر پہنچے تو اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے خیمہ میں داخل ہو گیا۔

مسلمانوں کا انطاکیہ پر خروج کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان انطاکیہ کی حدود میں پہنچ گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے فرمایا اے ابو سلیمان! ہم رومی کتوں کی سرزمین یعنی انطاکیہ میں پہنچ گئے ہیں۔ چند ساعت میں بادشاہ کا لشکر ہمارے مقابلہ کو پہنچنے والا ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا اے امین! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم.

"اور تیاری کرو تم واسطے ان کی لڑائی کے جتنی کر سکو قوت اور گھوڑے پلے ہوئے کہ اس سے ہیبت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے"۔

اب آپ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیں تاکہ وہ زینت اسلام اور قوت ایمان کا مظاہرہ کریں اور ایک ایک سردار کو فوج دے کر سپاہ در سپاہ اور روانہ کرتے رہیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی ؓ کی جو عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں، ماتحتی میں تین ہزار فوج جو مہاجرین وانصار پر مشتمل تھی دے کر اور بطور ہراول کے روانہ کیا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی ؓ کی سرکردگی میں دو ہزار سوار دے کر بھیجا۔ ان کے پیچھے پھر تیسرا نشان حضرت میسرہ بن مسروق ؓ کو مرحمت کیا اور تین ہزار جوان کے ساتھ کر کے انہیں بھی اور بھیج دیا۔ چوتھا علم حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ کے حوالے کیا اور ان کو بھی تین ہزار لشکر دے کر چلتا کیا۔ پانچواں نشان یعنی رایۃ العقاب جسے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے ہاتھ سے بنا کر حضرت خالد بن ولید ؓ کے اسی وقت سپرد کیا تھا جب کہ آپ نے انہیں ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے لیا اور اپنے ساتھ لشکر زحف کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب آپ کچھ دور جا چکے تو سب کے بعد بقیہ لشکر کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ خود چلے۔ آپ کے لشکر میں منجملہ دیگر حضرات کے حسب ذیل افراد بھی تھے:

عمرو بن معدیکرب زبیدی۔ ذوالکلاع حمیری، عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابان بن عثمان بن عفان، فضل بن عباس، ابوسفیان صخر بن حرب، راشد بن ضمرہ، سعید بن رافع، یزید بن عمرو، رافع بن سہیل، زید بن عامر، عبداللہ بن طفیل، عبید بن اوس، ابولبابہ بن منذر، عوف بن ساعدہ، عباس بن قیس، عابد بن نابہ، رافع بن عکبہ، عبداللہ بن قرط ازدی، واحد بن ابی العون، ابی جریر بن اوس، کعب بن ضمرہ، مسعود بن عون اور ان ہی جیسے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان کے پیچھے پیچھے وہ خواتین تھیں جن کے احباب قید میں تھے جیسے خولہ بنت ازور، عفیرہ بنت غفار، مزروعہ بنت عملوق، ام ابان بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ مگر ان سب میں غمگین حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت ازور ؓ نے اپنے بھائی کی قید کا ایک نہایت اندوہناک اور غمگین مرثیہ کہا تھا جو حسب ذیل ہے:

(ترجمہ اشعار) کیا میرے بھائی کے بعد آنکھ سونے کی لذت محسوس کرے گی۔ بھلا چشم زخم والا کہیں سو سکتا ہے جب
تک میں جیوں گی اپنے بھائی کو روتی رہوں گی اس سے زیادہ مجھے آنکھیں عزیز نہیں ہیں۔ اگر میں قتل ہو کر ان سے مل
جاتی تو یہ مجھ پر اس جینے سے آسان تھا۔ میں ہمیشہ خوشی کے ساتھ راستے کی طرف دیکھا کرتی تھی اور مضبوطی کے ساتھ
ان کی وجہ سے چشم ارا کرتی تھی۔ ہم اس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو کوئی ہم میں سے مرتا ہے وہ مسکین کی موت بھی
نہیں مرتا۔ اب کہا جاتا ہے کہ ضرار گزر گئے اور میں رو رہی ہوں اور آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے۔ مجھ سے انہوں نے کہا
کب تک روئے گی میں نے کہا ٹھیرو جب میرے دل کی رگ کاٹ ڈالی گئی تو کیا میں نہ روؤں"۔
کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ لشکر کو لے کر جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں روانہ ہو گئے۔ رومی اپنے ڈیرے اور
خیموں میں تھے کہ اچانک انہیں عربوں کے لشکر کے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ یہ جلدی جلدی اپنے گھوڑے پر سوار
ہوئے اور اپنی صفوں کو ترتیب دے کر کھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے انہیں حضرت سعید بن زیدؓ کا پرچم لہلہاتا ہوا دکھائی
دیا۔ ان کے بعد حضرت میسب بن نجبۃ الفزاریؓ پہنچے۔ ان کے بعد حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ، پھر حضرت مالک
بن اشتر نخعیؓ، ان کے پیچھے حضرت خالد بن ولیدؓ اور سب کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنی فوج ظفر موج کے ہمراہ
تشریف لائے اور ہر افسر نے ایک ایک جگہ اپنا اپنے ڈیرے ڈال دیئے۔

ہرقل کا رومیوں سے خطاب

ہرقل نے جب مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے خیموں اور ڈیروں سمیت یہاں فروکش ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی
فوج کی نگرانی کے لئے اپنے بڑے سپہ سالار نسطاروس بن روبیل کو چھوڑا اور خود کنیسہ القسیسان (پادریوں والے گرجا) میں آیا۔
وہاں ملک، افسران فوج، اعوان سلطنت اور مصاحبین کو جمع کر کے ان کے سامنے بحیثیت ایک مقرر کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔
"دین نصاریٰ کے حاملو! اور ماء معمودیہ کے فرزندو! میں نے جس چیز سے تمہیں پہلے ہی ڈرایا اور متنبہ کیا تھا یعنی ارض سوریہ
(ارض شام) سے تمہاری مملکت کے زوال اور تمہاری عزت و آبرو کے یہاں سے رخصت ہو جانے کے متعلق سو وہ چیز سامنے آ گئی
اور وہ خطرہ جس سے میں نے تمہیں کل ہی آگاہ کیا تھا تو قریب پہنچ گیا۔ میں نے آج کے دن کے لئے تمہیں بلا رکھا تھا مگر افسوس کہ
تم نے میری ایک نہ سنی الٹے میرے قتل کے درپے ہو گئے اور یہ ٹھان لی کہ اسے زندہ نہ چھوڑا جائے۔ یہ قوم تمہارے وطن مالوف اور
اس چمن بے خزاں میں گھس آئی ہے جس کی خوشبو تمہارے عزت کے تاج کے لئے ضروری اور لابدی ہے تمہیں چاہئے کہ اب تم
اپنے حرم، مال اور اپنی جانوں کے لئے اس سے دل کھول کر لڑو اور جہاد و کوشش میں بزدلی کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دو۔ میں نے
تمہارے واسطے حتی المقدور بہت کوشش کی۔ تمہارے دین اور ملک کے لئے اپنا بے شمار روپیہ، مال، خزانہ اور آدمی تک تلف کر دیئے
مگر میری ایک نہ چلی اور میری ہر ایک کوشش رائیگاں اور فضول گئی اور کوئی نتیجہ عمدہ نکلتا ہوا بھی معلوم نہ ہوا۔ اب اگر تم نے بزدلی
دکھلائی یا سستی اور کاہلی سے کام لیا جنگ سے پیٹھ دے کر بھاگ پڑے، اپنے وطن عزیز کو اغیار سے صاف کرنے کی پوری سعی نہ کی
اور عربوں کو تلواروں کی باڑوں کے سامنے رکھ کر انہیں موت کے دروازے تک نہ پہنچا دیا تو یاد رکھو تمہیں نہایت ذلت و کبت کا سامنا
ہوگا اور ایسی پسپائی اٹھانی پڑے گی کہ تم پھر کبھی نہیں سنبھل سکتے۔ کہاں ہیں تمہارے وہ اسلاف جن کے تم نام لیوا ہو وہ اپنی زندگی

نہایت شکست دے کر یہاں سے فرار ہوئے اور آج ان کے شہروں میں ان ملعون عربوں نے سکونت اختیار کر لی ان کے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا۔ صومعوں اور کلیساؤں کو برباد کر دیا۔ ان کے دیروں کو مٹا کر ان کا نشان تک مٹا ڈالا۔ تمہارے بادشاہوں کو ذلیل، تمہاری خواتین کو باندیاں، بچوں کو غلام بنا لیا۔ تمہارے ملکوں کے مالک بن بیٹھے اور شہروں پر قابض اور ملکوں پر مسلط ہو گئے اور تم ابھی خواب خرگوش میں ہو۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گا اور جو کچھ گزرنا تھا وہ گزر چکا۔ اب پانی سر سے گزرا چاہتا ہے بیدار ہو جاؤ اور اپنے حریف سے ڈٹ کر مقابلہ کر لو۔ تم سے پہلے بہت سی قومیں اپنے وطن عزیز اور گھر بار کی حفاظت کے لئے مردانہ وار میدان میں کام آ چکی ہیں مگر انہوں نے اپنی اور خواتین کی غیرت پر حرف نہیں آنے دیا۔

میری حکمت و دانائی کا تقاضا یہ تھا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے اور عربوں کے مابین مصالحت کا جال بن لو مگر چونکہ تمہارے جہالت کے اندھیرے نے تمہاری حکمت کے نور کو پہلے ہی بجھا دیا تھا اس لئے تم نے اس کا انکار کر دیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ایک سبز پتھر کا کتبہ افلاطون کے شاگرد ارسطاطالیس کی قبر کے اوپر سے پایا گیا ہے اس میں مرقوم ہے کہ حکمت و دانائی عالم بالا کے لئے بمنزلہ ایک سیڑھی کے ہے جو شخص اسے کھو دیتا ہے وہ قرب باری کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حکمت قلوب کی زندگی، ذہنوں کا خزانہ، نفوس کا تزکیہ اور عقلوں کا نور ہے۔ جو شخص حکیم اور دانا نہیں ہے وہ محبت کا بیمار ہے جو شخص کام کا انجام سوچتا ہے وہ اونچ نیچ ضرور دیکھتا ہے اور جو شخص اونچ نیچ دیکھتا ہے اور کسی چیز پر نظر غائر ڈالتا ہے وہ اس کی حقیقت اور اپنے خالق کو پہچان لیتا ہے اور جو شخص حقیقت اور خالق کو پہچان لیتا ہے وہ نیک کام سرانجام دیتا ہے اور جو نیک کام سرانجام دیتا ہے اس کا ذہن اور عقل ترقی کر جاتی ہے اور جس شخص کی عقل ترقی کر جاتی ہے اس کی روح پاک ہو جاتی ہے"۔

بادشاہ کی یہ تقریر سن کر جبلہ بن ایہم غسانی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے روم کے جلیل القدر بادشاہ! ان عربوں کی جنگ ان کے خلیفہ عمر کے مدینے میں ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آل غسان میں سے اس کی طرف ایک آدمی بھیج دوں تاکہ وہ اسے چپکے سے قتل کر دے۔ جب یہ لوگ اس کے قتل کی خبر سنیں گے تو شام کا ملک چھوڑ کے یہاں سے بھاگ پڑیں گے۔ ہرقل نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا اور نہ اس طرح کسی کی موت آ سکتی ہے کیونکہ موت کے اوقات معین ہیں اور سانس کے اعداد مقرر ہیں ہاں یہ ایک دل خوش کن بات ہے جو سننے کے وقت کانوں کو بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اس لئے کر گزرو۔

ایک رومی کا خلیفۃ المسلمین کو شہید کرنے کے لئے جانا

کہتے ہیں کہ جبلہ نے اپنی قوم میں سے ایک شخص واثق بن مسافر کو اس کام کے لئے منتخب کیا جو لڑائی میں نہایت دلاور اور جری آدمی تھا اور اس سے کہا کہ تو یثرب چلا جا ممکن ہے کہ تو مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر تو نے اس کام کو سرانجام دے دیا تو میں تجھے جتنا تو مال اور ملک چاہے گا دے دوں گا۔ واثق بن مسافر غسانی مدینہ طیبہ کی طرف چلا اور رات کے وقت ایک روز مدینہ طیبہ میں پہنچا۔ صبح ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب ؓ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ دعا مانگی اور مجاہدین شام کی خبر لینے[1] کے لئے مدینہ منورہ سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ واثق بن مسافر غسانی آپ سے پہلے ہی جا کے ایک

1 چونکہ جناب کی عادت شریفہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد جنگل میں اس غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے کہ شاید مجاہدین شام کا کوئی قاصد آ رہا ہو اور یہ آپ کی مجاہدین کے لئے نہایت محبت و الفت کی بات تھی۔ ۱۲ منہ

وحداح انصاریؓ کے باغ میں ایک درخت کے اوپر چڑھ کے بیٹھ گیا اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے خود کو چھپا لیا۔ اتفاقاً حضرت عمر بن خطابؓ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئے اور جب دھوپ تیز ہو گئی اور دن میں تپش آ گئی تو آپ وہاں سے اٹھ کر تنہا اس باغ میں آ کے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ آپ کو سوتا ہوا دیکھ کر اس نصرانی نے نیچے اترنے کا ارادہ کیا اور اپنے خنجر کو نکال لیا۔ اسی وقت جنگل میں سے ایک شیر نکل کے باغ کی طرف جھپٹا ادھر ادھر دیکھا اور کسی کی ملاقات کی تمنا اور آرزو میں آہ و زاری کرتا ہوا آتا دکھائی دیا اور حضرت عمرؓ کے گرد گھومنے لگا۔ پھر آپ کے قدموں میں بیٹھ کے آپ کے تلوے چاٹنے لگا اور جب تک آپ بیدار نہ ہوئے اس وقت تک آپ کی برابر حفاظت کرتا رہا۔ آپ کی آنکھ کھلی شیر جنگل کو سیدھا ہوا۔

یہ نصرانی عرب درخت سے اترا آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہنے لگا یا عمر! آپ نے انصاف فرمایا اور آپ مامون ہو گئے اور بے خوف ہو گئے خدا کی قسم! کائنات آپ کی حفاظت کرتی ہے۔ درندے آپ کو پہرہ دیتے ہیں فرشتے آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور جن آپ کی توصیف کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو وہ تمام قصہ سنایا اور آپ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہو گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بعض اس قصہ کو مسلمانوں کے انطاکیہ پر خروج کرنے سے قبل کا کہتے ہیں لیکن بعض راویوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی وقت کا ہے جب کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ انطاکیہ میں خیمے لئے پڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب ہرقل کنیسۃ القسیان میں اپنی قوم کو نصیحت کر کے ان سے اس بات پر حلف لے چکا کہ جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے ہم کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے تو اس کی قوم اس کے ساتھ لشکر میں آ گئی۔ صلیبیں بلند ہو گئیں۔ پادری اور بطریق انجیلیں پڑھنے لگے۔ اہل کفر و طغیان میں ایک شور و بدتمیزی واقع ہوا۔ شور و غوغا کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یہ دیکھ کر فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اسلامی فوج صف بستہ ہوئی۔ ہر مرد اپنی اپنی جگہ مستعد ہو کے کھڑا ہو گیا۔ علم اور نشانات جا بجا دکھائی دینے لگے۔ مسلمانوں نے تسبیح و علام الغیوب کے ذکر سے آوازوں کو بلند کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جانفزا صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فوج کو اسی ترتیب اور وضع پر کھڑا ہونے کا حکم دیا جس وضع اور ترتیب سے پہلے روز یہاں آئے تھے اور حضرت ربیعہ بن عمرؓ سے جو نہایت فصیح اور مقفیٰ عبارت بولا کرتے تھے جیسا کہ ہم ان کا پہلے ذکر کر چکے ہیں فرمایا کہ یا ربیعہ! مجاہدین اسلام کے دلوں کی طرف اپنے وعظ و نصائح کے تیر پھینکو اور قتال مشرکین پر مسلمین کو خوب ترغیب دلاؤ۔ حضرت ربیعہ بن عمر شاعر آگے بڑھے اور چونکہ بلند آواز تھے صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے:

”لوگو! آخر یہ توقف کب تک؟ بس اب حملے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دیکھو ارواح کی طوطیوں نے کالبد کے پنجروں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خوشی خوشی اپنے مالک (خالق) کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ اپنے منادی کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی ادھر چل پڑی ہیں اور ہمیں نطق عبارت سے اشارہ کی زبان کے ساتھ یہ کہتی ہوئی چلی جا رہی ہیں کہ جب تمہارے مولا اور مددگار نے تمہاری جانوں کو خرید لیا ہے پھر اس کے خرچ کرنے میں کیوں دیر لگا رہے ہو؟ یہ حیات دنیا کی محبت اور نفس امارہ اور دل کی الفت

میں ہمیشہ کیسے رہو گے؟ یہ تمہارے اوقات و تمہاری تائید اور نصرت میں ہیں۔ تمہاری ہمتیں طلب زینت دنیا سے یکسوئی حاصل کرنے والی ہیں اور صرف اللہ صادق کلام حق کے ساتھ ہمیشہ مقید رہا کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی موجود ہو گے خواہ چاروں طرف سے بلند بروج کے اندر کیوں نہ ہو موت تمہارا بھی پیچھا نہیں چھوڑ سکتی روا کرے گی۔ یہ ہماری سعادت کے ستارے اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں اور یہ ہمارے امیدوں کے درخت ہماری تائید کے پھل لانے والے ہیں۔ تمام اچھے کام اللہ ہی کی طرف منسوب ہیں جب محبت کے ستارے ان کی امیدوں کے آسمان میں نکلے۔ عشق کی صبح صادق ان کی تمناؤں کے افق میں ہوئی اور معرفت کے آفتاب نے ان کے عشق کے مشرق میں طلوع کیا اور جب انہوں نے مشتاق ہو کر حملے کا قصد کیا اپنے نفوس کو رضامندی باری میں آگے بڑھایا۔ ایک نے دوسرے پر سبقت کی اور کسی نے بڑھ کر اپنی طبیعتوں کی صفائی اور نیتوں کی بہترائی کے لئے اس آیت کے مضمون کے ماتحت پکارنے لگے:

من المومنین رجال صدقوا.

"مومنین میں سے بعض وہ آدمی ہیں کہ انہوں نے سچ کہا"۔

جنگ انطاکیہ

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جابر بن اوس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا جب حضرت ربیعہ بن عامر ؓ اپنا مقولہ ختم کر چکے تو سب سے پہلے رومیوں کے لشکر میں سے لڑائی کے لئے سطاروس بن روبیل جو رومیوں میں ایک بہادر اور لوہے کا گویا ایک برج تھا نکلا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کو طلب کرنے لگے۔ حضرت دامس ابوالہول ؓ فاتح حلب نی طریف کے غلام اس کی طرف چلے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ لڑائی کے شعلے بلند ہوئے۔ مگر آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپ اس کی پشت سے اچھل کر زمین پر آ گرے۔ سطاروس آپ کی طرف جھکا آپ کو گرفتار کیا اور حقارت کے ساتھ کھینچتا ہوا اپنے خیمہ کی طرف لے گیا۔ اور اپنے آدمیوں کے سپرد کر کے پھر میدان میں آ گیا۔ حضرت ضحاک بن سنان طائی ؓ اس کے مقابلے کے لئے بڑھے۔ آپ صورت وشکل درازی قد اور شہسواری میں حضرت خالد بن ولید ؓ کے بالکل مشابہ تھے جب آپ میدان میں تشریف لائے تو ایک رومی شخص جس نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو چند لڑائیوں میں دیکھا اور پہچانا تھا آپ کو دیکھ کر کہنے لگا یہ مسلمانوں کے وہی شہسوار ہیں جنہوں نے ہمارے ممالک کو فتح قلعوں کو مسخر والیوں کو قتل اور حامیوں کو گرفتار کر کے رکھ دیا۔

یہ سنتے ہی رومیوں کا ہر وہ شخص جو انطاکیہ کی جنگ میں موجود تھا آپ کی طرف دیکھنے لگا اور حضرت ضحاک کو یہ سمجھا کہ یہ حضرت خالد بن ولید ؓ ہیں۔ مشرکین کے ہجوم کی وجہ سے جو ان میں حضرت خالد بن ولید ؓ کے دیکھنے کے اشتیاق میں پیدا ہوا تھا خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں منجملہ دیگر خیموں کے سطاروس کا خیمہ بھی سالم نہ رہا اور وہ اس کے قیدی کے اوپر آ پڑا۔ فراشوں اور غلاموں کے یہ دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے اور انہیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے کہ اگر سطاروس انہیں اس حالت میں دیکھ لے گا تو ہمیں قتل کر دے گا۔ لشکر کا چونکہ ہر آدمی سطاروس اور اس کے حریف کے دو دو ہاتھ دیکھنے اور ان کے فنون جنگ ملاحظہ کرنے کا متمنی تھا۔ اس لئے ان غلاموں کو ایسا کوئی آدمی نہ ملا۔ جو خیمے کھڑے کرنے میں ان کا معاون ومددگار ہوتا۔ آخر ان تینوں فراشوں میں سے دو کی یہ

معلوم ہوئی کہ حضرت دامس ابوالہول کو قبول کران سے اس کام میں اعانت لی جائے۔ یہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی ہتھکڑیاں کھولتے ہیں آپ اس خیمہ کے نصب کرانے میں ہماری مدد کیجئے پھر آپ کو اسی طرح سے ہتھکڑیاں پہنا دیں گے اور جب سردار نسطاروس یہاں آئے گا ہم اس سے آپ کی رہائی کی سفارش کر دیں گے اور وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔

آپ نے فرمایا بہت بہتر۔ انہوں نے آپ کی ہتھکڑیاں کھول دیں آپ دفعتاً ان دونوں کی طرف جھپٹے اور ایک کو دائیں ہاتھ میں دوسرے کو بائیں ہاتھ میں لپک کے دبوچ لیا اور ایک کو دوسرے پر ایسے مارنے لگے کہ ان دونوں کا دم نکل گیا تو آپ تیسرے کی طرف جھپٹے وہ بھاگ رہا تھا اسے بھی ان ہی کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ ایک صندوق کے پاس آئے اور اسے کھولا تو اس میں نسطاروس کے کپڑے رکھے ہوئے دیکھے آپ نے انہیں پہن لیا اور پھر نسطاروس کے ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا ہتھیار لے کر اور گرز ہاتھ میں لی اور اپنی وضع کو بدل کر نصرانی عربوں کے لشکر کی طرف چلے۔ جبلہ بن ایہم اور اس کا بھائی اور اس کے قبیلے کے معزز اشخاص بادشاہ کے لشکر میں گئے ہوئے تھے اور یہاں کوئی نہیں تھا البتہ جبلہ بن ایہم غسانی نے حازم بن یغوث کو اپنے تمام لشکر کا سپہ سالار بنا کر اس کو یہاں نگران کر کے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ حازم بن یغوث کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ نسطاروس اور ضحاک بن حسان ؓ کے درمیان برابر جنگ جاری رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے گھوڑے تھک کر چکنا چور ہو گئے مگر دونوں حریف اپنے اپنے دشمن پر غالب نہ آ سکے۔ آخر دونوں جدا ہوئے نسطاروس تھک کر اس غرض سے کہ خیمہ میں جا کر استراحت و آرام کرے اپنے خیمہ کی طرف چلا مگر اس کے قریب پہنچ کر خیمہ کو سرنگوں اور فراشوں کو قتل پایا۔ حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جب وہاں نہ دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ اسی کے کرتوت ہیں آخر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور اسے تمام باتوں سے مطلع کیا اور کہا مسیح (علیہ السلام) کی قسم! یہ عرب پکے شیطان ہیں۔ لشکر کو جب حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس فعل کی خبر ہوئی تو وہ جنبش میں آ گیا۔ بادشاہ نے کہا وہ ابھی تک ہمارے ہی لشکر میں معلوم ہوتا ہے کسی نے اسے نکلتے یا بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نصرانی عربوں کا لشکر چونکہ ہم جنس ہے اس لئے وہ ان میں چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لشکر میں حرکت دیکھی تو آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ میری ہی وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے چپکے سے تلوار نکالی اور حازم بن عبد یغوث کے سر پر اس زور سے رسید کی کہ اس کا سر اس کے تن سے دور جا کر پڑا۔ نصرانی عرب آپ کی جرأت اور کام دیکھ کر مبہوت سے ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو آپ کے قتل سے روک دیا اور وہ دہشت زدہ ہو کے رہ گئے۔ آپ نے اپنے گھوڑے کی عنان مسلمانوں کے لشکر کی طرف منعطف کر کے اسے چھوڑ دی اور گھوڑا سرپٹ پڑ گیا۔ مسلمانوں نے جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو تہلیل و تکبیر کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں آئے سلام کیا اور اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے دعا دی اور فرمایا خدا کرے کہ تمہارے ہاتھ نہ تھکیں۔

کہتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم غسانی کو جب اس کے چچیرے بھائی حازم بن عبد یغوث کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو اسے سخت غصہ آیا۔ بادشاہ کے پاس جا کے زمین بوس ہوا اور کہنے لگا روم کے شہنشاہ! اب مجھ میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہی۔ یہ عرب حد سے آگے بڑھ گئے ہیں اور اپنے قدر و مرتبہ کو بھول کر آگے قدم رکھنے لگے ہیں اور ضروری ہے کہ ان پر حملہ کر دیا جائے۔ بادشاہ ابھی اجازت

دیتے ہی وقت کہ مسلمانوں پر یک مشترکہ حملہ کر دیا جائے کہ اچانک چند آدمی گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہا الملک! قسطنطین بن سطاقس بن اسمونیا والی رومۃ الکبریٰ وہ ان جناب کی کمک کے لئے آیا ہے۔ (رومۃ الکبریٰ کا نام قسطنطین کے دادا اسمونیا کے نام پر رومۃ الکبریٰ رکھا گیا تھا)۔

رومۃ الکبریٰ کے عجائبات

روای کا بیان ہے کہ رومۃ الکبریٰ میں ایک بہت بڑا مکان بنا ہوا تھا جس کا نام صوفیا (ایوصوفیا) تھا اس میں تانبے کی ایک تصویر جس پر سونے کا کام تھا بنی ہوئی تھی۔ اس مکان کے سونے کے سات دروازے تھے۔ اور ہر دروازے پر ایک مدور قلابہ تھی جس کے اوپر ایک آدمی کی شکل بنی ہوئی تھی اور اس آدمی کے ہاتھ میں سونے کی سات گھنٹیاں تھیں کہ جب سال میں یہ کوئی ایک گھنٹی تو اس مورت کے اوپر آفتاب کے مقابلے میں بلند کر دیتا تھا اور اس مکان کا کاہن اس گھنٹی کو دیکھ کر اس سے اس اقلیم کے متعلق جو اس گھنٹی سے مخصوص تھی حالات معلوم کر لیا کرتا تھا کیونکہ ہر گھنٹی اقالیم سبعہ میں سے ایک ایک اقلیم کے ساتھ مخصوص تھی۔ اسی طرح ساتوں دروازوں کا حال تھا اور اس رومۃ الکبریٰ اس شہر کے نزدیک جو جہان کے حقد ین نکلنے کی جگہ تھا دنیا کے حالات گھر بیٹھے ہی معلوم کیا کرتے تھے۔ اس ساتوں دروازوں کے درمیان میں ایک بہت بڑا تانبے کا منقش قبہ (گنبد) جو چونتیس کے آٹھ مخطی ستونوں پر قائم کیا گیا تھا بنا ہوا تھا جس پر ایک دیوار احاطے کئے ہوئے تھی۔ اس دیوار میں ایک بہت بڑا دروازہ قائم کیا گیا تھا اور اس دروازے کے اوپر پتھر کی ایک صورت رکھی گئی تھی جو دیکھنے میں بالکل ایک سیاہ پتھر معلوم ہوتی تھی۔ جب اعتدال کا موسم اور زیتون کی فصل ہوتی تھی تو پتھر کی اس تصویر سے ایک سخت آواز سنائی دیتی تھی جو دنیا کے مشرق و مغرب میں ہر جگہ یکساں سنائی دیتی تھی اور وہ اس قدر ہولناک ہوتی تھی کہ اس کی گرج سے قریب ہو جاتا تھا کہ قلوب پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں آواز کے نکلتے ہی روئے زمین کے ہر حصے سے قدریز (ایک قسم کا پرندہ ہے) اڑ کر جن کے پاس تین تین دانے زیتون کے ہوتے تھے۔ دو دو پنجوں میں اور ایک چونچ میں یہاں آتے تھے اور اس تصویر کے اوپر ان دانوں کو ڈال دیتے تھے برابر اسی طرح ہوتا رہتا تھا کہ ان زیتون کے تخموں سے وہ تمام گھر بھر جاتا تھا اور ان سے وہاں کے آدمی زیتون کا اس قدر تیل حاصل کر لیتے تھے جس قدر کہ انہیں سال بھر کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بڑے عالی شان مکانوں میں ایک اور مکان بنا ہوا تھا جو ہمیشہ مقفل رہتا تھا اور جیسے رومۃ الکبریٰ کی بنیاد پڑی تھی اس وقت سے لے کر آج تک کبھی نہیں کھلا تھا۔

جب والی رومۃ الکبریٰ قسطنطین نے ملک ہرقل کی کمک کا ارادہ کیا تو اسے لشکر وغیرہ کی رسد کے لئے خزانے کی ضرورت ہوئی اور اس مقفل مکان کے پاس آیا اور اس نے کھولنے کا ارادہ کرنے لگا۔ اس مکان کے مہتمم و متولی اعظم داؤں نے غیور سے کہا: یہا الملک! اس مکان میں قفل پڑے ہوئے آج سات سو سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) سے ایک سو برس قبل اس میں یہ قفل پڑا تھا۔ آپ کے باپ دادا میں سے کسی شخص نے اس سے تعارض نہیں کیا۔ اس مکان کا آج تک کوئی کھولنے والا نہیں ہوا اور اس کی وصیت برابر یہی ہوتی رہی کہ اس مکان کو نہ کھولا جائے۔ اس لئے اگر جناب اپنے پیشتر بزرگوں اور بادشاہوں کی عادت کو جس کی بنا انہوں نے ڈالی تھی قبول کر کے قائم رکھیں تو بہت بہتر ہے۔ اس شہر کی بنیاد آپ کے دادا نے ڈالی تھی اور مکان کی تعمیر بھی انہوں

نے بنوائی تھی۔ ان کا نام ارمونیا تھا تھاؤس تھا۔ انہوں نے جیسا کہ مجھے خبر پہنچی ہے اس شہر پر تین سو برس حکومت کی ہے اور اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی کہ اس مکان کو نہ کھولا جائے۔ پھر آپ کے باپ نے تین سو ستر سال سلطنت کی اور اپنے باپ کی طرح یہی وصیت کی کہ اس کو نہ کھولا جائے۔ سو سال حکومت کرتے ہوئے آپ کو بھی گزر گئے ہیں اتنی مدت کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی حکمت و دانائی اور طلسم ہوشربا کو کھول کر ضائع نہ کریں تو بہت بہتر ہے۔

بادشاہ نے اس کے کھولنے میں اصرار کیا اور آخر کھول کیا اس میں سوائے بیت المقدس اور بلاد شام کے نقشوں اور شاہان شام کی تصویروں کے اور کچھ نہ نکلا۔ بادشاہوں کی تعداد اور ہر ایک کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ سب سے آخر میں لیطس یعنی ملک ہرقل کی تصویر اس ہیئت سے بنائی گئی تھی کہ گویا وہ اس کتبہ کو جو اس کے سامنے معلق تھا اور جس پر یونانی زبان میں حسب ذیل مضمون لکھا ہوا تھا بغور پڑھ رہا ہے۔ اے طالب علم (علم کے طلب گار) تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ علم حاصل کرتا اور اسے بار بار پڑھتا رہے۔ کیونکہ جب متعلم کے کانوں میں علم کے نکات ہمیشہ پہنچتے رہیں گے اور اس کے گوش سراپا ہوش بات کی باریکیوں سے صدا آشنا ہوتے رہیں گے تو اس کی قوت علم کے لئے یہ لذ و یاد کا باعث اور اس کی وسعت اندازی علم کے واسطے یہ اعانت کا سبب ہوگا اس لئے کہ تمام علوم کا استخراج اور استنباط عقل و قیاس ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور قیاس علم میں کثرت ریاضت کرنے کے بدوں حاصل نہیں ہوتا۔

علم در اصل تدبیر یعنی انجام کار معلوم کرنے کا نام ہے اور تدبیر علم کے محل اور موضع کا نام (کہ ہر چیز اپنے محل میں اگر قرار پکڑتی ہے تو تدبیر اپنے محل میں یعنی علم میں ساقی ہے اور اس کے بغیر نہیں رہتی یعنی آدمی بدوں علم کے کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ مترجم) اور علم عقل کے موضع اور محل کا اسم ہے۔ (یعنی علم عقل میں سماتا ہے اور اس کے بدوں بالکل بیکار ہے۔ چنانچہ مشہور ہے" یک من علم را دہ من عقل باید" ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہے۔ مترجم) اور عقل علم کے تمام اشکال کی مجسم اور پورا کرنے والی (کہ ہر شعبہ علم کو حاصل کر کے اس کی تہ تک پہنچا دیتی ہے۔ مترجم) ہم نے حکمت و دانائی اور اسرار غیبیہ میں یہ بات معلوم کی ہے کہ جب تمہاری زمین میں ظلمت کا خیمہ نصب ہو جائے گا اور اس کے سایہ میں چاروں طرف ضلالت کا اندھیرا چھا جائے گا تو ارض تہامہ[1] سے ہدایت کا ایک نقطہ (مصباح الہدایت) روشن ہو کر اپنے نور سے دنیا کو جگمگانے لگے گا اور جہل کی اس تاریکی کو جس نے دنیا کے حس و ادراک پر ایک بہت بڑا پردہ ڈال رکھا تھا ہٹا کے ہر جگہ اپنی روشنی پہنچانے لگے گا وہ در اصل خدا کا ایک نور ہوگا جو چراغ ہدایت بن کے لوگوں کو اپنے دین میں ملا کر توحید صانع کی طرف بلائے گا اور وہ شمشیر و خنجر کا مالک ہوگا جو دنیا کے تمام ادیان کو باطل کر دے گا۔ بادشاہ اس کی سچی دعوت سے تنگی میں آ جائے گا۔ پہاڑ اور زمین اس کی آواز پر لبیک کہیں گے اور جب اس کے نور کا غلبہ دنیا کے ہر ظلمت کدہ میں ہو جائے گا تو اس کی روح اس عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی اور روحانی کی طرف پرواز کر جائے گی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے بعد اس کا جانشین ایک ایسا پختہ رائے شخص ہوگا جس کا قلب نور صدق سے منور اور جس کا دل راستی اور صفائی سے معمور ہوگا۔ یہ شخص اس کی شریعت کو مضبوط اور ملت کو مستحکم کرے گا۔ شام کو اس وقت جب کہ ایک سیاہ چشم والا شخص ملک قیصر کو ہلا دے گا سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ وہ آدمی ایسا ہوگا کہ میانہ قد رکھتا ہوگا وہ بہت بڑا صولت کا ہوگا عدل اس

---

[1] ایک شہر کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے ۲ میل ہے۔ ۱۲ منہ

اپنے ساتھ لے کے انطاکیہ کی طرف چلا اور جب اس کے باب بارلیس پر (دلاورس) جس کے معنی باب فارس کے ہیں پہنچا تو وہیں خیمہ زن ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب عرب انطاکیہ کے مالک ہو گئے تو انہوں نے بارلیس یا دلاورس کے لفظ کو مشکل سمجھ کر اس کے معنی دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ فارس کے معنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام باب فارس ہی رکھ دیا۔

والی رومۃ الکبریٰ کا ہرقل کی مدد کو انطاکیہ پہنچنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر والی رومۃ الکبریٰ کی ملاقات کو گیا اس کا ڈیرہ ملک ہرقل کے خیمہ کے سامنے لگایا گیا۔ رومی بہت خوش ہوئے اور فتح و مدد کے لئے اس کے آنے کو فال نیک تصور کیا۔ ناقوس بجائے گئے۔ لشکر میں ایک شور عظیم پیدا ہوا آوازیں دور دور جانے لگیں۔ مسلمان ان کی آوازیں سن کر متحیر ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے جاسوس جو معاہدی لوگ تھے آپ کے پاس آئے اور آپ کو والی رومۃ الکبریٰ کے آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی الٰہ العالمین! آپ کے دشمن ہم پر اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے نصرت چاہتے ہیں۔ آپ ان کی جمعیت کا شیرازہ پراگندہ کر دیجئے۔ ان کے کلموں کو متفرق، لشکروں کو ہلاک اور ان کے قدموں کو متزلزل کر دیجئے۔ ہمارے کلمہ کو بلند اور ان کے کلمہ کو پست فرما دیجئے اور جس طرح اپنے نبی ﷺ کی یوم احزاب میں مدد کی تھی اسی طرح ہماری مدد کیجئے۔ الٰہا! ان کے مکر و فریب کو ان کے سینوں میں پھیر دیجئے اور ہماری ان پر مدد فرمایئے۔ مسلمانوں نے آپ کی دعا پر آمین کہا اور تضرع و زاری کرتے رہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب والی رومۃ الکبریٰ اپنی فوج کے ساتھ انطاکیہ میں آیا تو مسلمانوں کو خوف لاحق ہوا۔ مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا اور ان کا پائے ثبات متزلزل نہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کی سیادت میں بنی طے کے تین ہزار آدمی دے کر ان سے فرمایا کہ یا صاحب رسول اللہ ﷺ! رومی اپنے دین کی نصرت و کمک کے لئے دریا کے ساحل پر مجتمع ہوئے ہیں تم وہاں پہنچ کر بلاد ساحل پر تاخت و تاراج کر دو۔ مسلمانوں کی حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ قیامت میں مسلمانوں کے متعلق تم سے باز پرس کی جائے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ روانہ ہوئے اور جبلہ و لاذقیہ پر پہنچ کر انہیں چاروں طرف سے گھیر کر تاخت و تاراج کیا اور ان کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ باب جبلہ پر جبلہ بن ایہم غسانی کا چچیرا بھائی عثمان بن جرہم غسانی تھا۔ جس کے پاس قسطنطین بن ہرقل نے طرابلس، عکہ، صور، صیدا اور بلاد قیساریہ سے بادشاہ کے لشکر کے لئے رسد جمع کر کے گیہوں اور جو کے ایک ہزار بار اپنے مصاحب کے ہاتھ روانہ کئے تھے اور وہ مصاحب اس کے سپرد کر کے تاکہ یہ بادشاہ تک پہنچا دے واپس چلا گیا تھا آپ اپنی جمعیت کو لے کر اس پر جا پڑے اور یہ تمام بار اپنے قبضہ میں کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے جب انہیں آتے دیکھا تو زور زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے۔ ملک ہرقل نے جب مسلمانوں کی تکبیروں کے نعرے سنے تو اپنے جاسوسوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ مسلمان اس طرح شور کر رہے ہیں۔ وہ کچھ دیر غائب رہنے کے بعد اس کے پاس آئے اور کیفیت سے مطلع کیا کہ مسلمانوں نے اس رسد کو جو بادشاہ کے لشکر کے لئے آ رہی تھی اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنے فوجی افسروں سے کہنے لگا کہ اب ان کے اور ہمارے مابین لڑائی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ پاک جسے چاہیں گے مدد دیں گے۔ اس کے بعد اس نے سرداران صاحب مناصب اور ہرقلیہ، قیاصرہ اور بطالیہ کے فوجی افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں اور خود گھوڑے

پر سوار ہو کے کھڑا ہو گیا۔ تمام والیان ملک یعنی والی دومۃ الکبری، والی مرعش، والی انطاکیہ وغیرہ (انطاکیہ میں) حاکم طرسوس، حاکم مصیصہ، حاکم قونیہ، شاہ بصری، شاہ قنسرین، شاہ قیساریہ، بادشاہ حماہ، بادشاہ حمص، بادشاہ طبریہ، عمرو اور جبلہ بن ایہم غسانی آ آ کے اس کے گرد کھڑے ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کے لشکر کی صف بندی کرنے لگے اور فوج کا ہر والی اور پلٹنوں کا ہر افسر ملک ہرقل کے پاس آ کے کھڑا ہوا تو قلعہ داروں والی دومۃ الکبری بادشاہ سے عربوں کے ساتھ لڑنے کی اجازت لینے کے لئے آگے بڑھا اور زمین کے ابھار پر بعد تعظیم کر کے کہنے لگا ایہا الملک! میں اپنے ملک کو چھوڑ کر دو سو فرسنگ چل کے آپ کے پاس محض اس لئے آیا ہوں کہ مسیح کو راضی کروں اور آپ کی خدمت بجا لاؤں۔ یہ تمام افسران اور سرداران فوج جو اس وقت جناب کے سامنے کھڑے ہیں ایمانی قربانی ادا کر چکے ہیں اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو عربوں سے نہ لڑ چکا ہو۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں آج ان عربوں سے لڑ کے اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں اور قلب مضطر کو خوش کر دوں۔

بادشاہ نے اس کا دل خوش کرنے کے لئے اس سے کہا تم اپنی جگہ ٹھہرو اور بادشاہوں میں تمہاری جو عزت و حرمت ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دو بلکہ اس کو خیال رکھو۔ سلطنت میں تم مجھ سے بھی مقدم ہو۔ اس کام کے لئے کسی دوسرے کو جانے دو عرب اتنے بہادر نہیں ہیں کہ تم خود بنفس نفیس ان کے مقابلے میں نکلو۔ اس نے کہا ان عربوں نے ہماری کوئی عزت و حشمت نہیں رکھی۔ اب ایسی کون سی وہ عزت باقی رہ گئی ہے جسے انہوں نے ذلیل نہیں کر دیا۔ ہمارا تمام سطوت و دبدبہ انہوں نے بیکار کر دیا۔ ہماری تحقیر کی۔ ہمارے پیشوایان اور بزرگان ملت کی تذلیل کی اور بشپوں اور پادریوں کو حقیر کر دیا۔ ہمارے ہر چھوٹے بڑے پر جہاد فرض ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا ادنیٰ فقیر! ایہا الملک! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جو شخص بصیرت کی آنکھ سے دنیا کو دیکھے گا وہ دنیا کی محبت اور اس کی آرائش و زیبائش کی طرف سے اس کے شہوات اور زیادہ بھڑکیں گے اور جب وہ اس کی طرف اس وجہ سے اور جھکے گا تو اس کے بعد کے لغوات پر جہل سے اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور طالب معاد (آخرت) سے اس کو باز رکھیں گے۔ لیکن ہر شخص خواہشات نفسانی و شہوانی کو چھوڑ کر اپنے پروردگار کی اطاعت و بندگی کی طرف جھکے گا وہ کل اس عمر دائرۃ القدس کے پاس پہنچ جائے گا اور جب تک تمہارے ان دلوں کا جو غفلت کے پردوں میں مستور ہیں میلان ان دنیا فانی چیزوں کی طرف رہے گا اس وقت تک برابر تم پر سب سے زیادہ تر وہ قوم مسلط ہوتی رہے گی جو تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دے گی۔ وطن سے جلا وطن کر دے گی اور گھروں سے بے گھر بنا دے گی۔ یہ محض تمہارے ہی ہاتھوں کی کرتوت ہے کہ تم ہمیشہ اپنی ان خواہشوں کے بندے بنے رہے جو تمہیں ملامت کے غار تک پہنچانے والی تھیں۔ کیونکہ تم نے حق کے خلاف کیا۔ رعیت پر ظلم توڑے کہ ان کے دل و جان ہمیشہ ضائع کرتے رہے۔ زنا کثرت سے کیا۔ بد اخلاقیوں اور خیانتوں کے مرتکب رہے۔ بس اسی واسطے نہ تمہاری مدد کی گئی نہ کمک بلکہ تم برائی کے گڑھے میں دھکیل دیئے گئے۔

بادشاہ کا سب سے بڑا مصاحب جس کا نام سرمد تھا وہ چلا کے کہنے لگا سرکار! بادشاہ کا دل ایسے وقت میں جن باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور جس کا بار متحمل نہیں ہو سکتا وہ باتیں اس وقت اس پر نہ لائیے۔ بادشاہ خود آپ سے زیادہ ایسے وعظ کہہ چکے ہیں۔ والی دومۃ الکبری نے اس بات کو ناپسند کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور اس کے جھڑکنے اور بات کہنے سے اسے سخت رنج ہوا خصوصاً بادشاہ کے سامنے بات کہنے سے غیرت آئی یہی وجہ ہے کہ بادشاہ نے بھی مصاحب کو کچھ نہ کہا مگر اس نے رات تک اسے چھپائے رکھا اور کسی

سے ظاہر کیا۔ جب چوتھائی رات گزر چکی تو اس نے اپنے ندیموں خاص لوگوں اور ان مقربین کو جو اس کے پسینے کی جگہ اپنا خون
بہانے والے تھے بلا کر ان سے کہا کہ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ بادشاہوں کے سامنے مجھے ہرقل کا مصاحب بنا کر ذلیل
کرا دے۔ تم لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا گھرانہ بادشاہ کے گھرانے سے افضل میرا نسب بادشاہ کے نسب عالی اور میرا
ملک اس کے ملک سے اقدم ہے۔ حکیم افلاطون کہتا ہے کہ جو آدمی تجھے اپنے سے کم درجہ کا خیال کرے تو اس کے پاس بھی نہ جاؤ۔
ورنہ وہ رکاوٹ کا سبب ہوگا۔ خود اپنے نفس کو اس کے عجب و تکبر کے مقابلہ میں برداشت کرو اور اس کی عزت چاہو کیونکہ نفوس کی عزت
بادشاہوں کے مرتبہ کا مقابلہ کیا کرتی ہے۔ جبلہ کے غیر مستحق لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آ کیونکہ اس کی وجہ سے وہ تجھے برائی کی
طرف کھینچیں گے۔ اس نے کہا احسان بیشک اعلیٰ نسب والوں کو زیادہ کیا کرتا ہے اور احمقوں اور فرومایہ لوگوں میں رہ جا کر خود چھپ جایا
کرتا ہے۔

کمینی، رذیل اور کم اصل آدمیوں کی تعریف و توصیف بھی نہ کرنی چاہیے کیونکہ تو اس کے قتل کا خواہش مند ہے اور وہ اپنی
خواہشات نفسانی کی وجہ سے تجھے اذیت پہنچانے کا مستحق۔ ہم دو سو فرسخ بلکہ اس سے بھی زیادہ چل کر ایک ایسے شخص کے پاس
آئے کہ ہمارے قصد و ارادے نے ہمیں اس کا عمر بھر عظمت اور اس کی عزت کا تاج دکھلا دیا اور ہم تجھ سے اس کے خدمت گاروں
کے ہو گئے۔ مگر اب عقل کا وہ نور جو مجھ پر ادراک مرحمت کیا گیا ہے مجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ میں اس جبلہ کی جو اس
ملک دور و معظم ہے اجابت کروں۔ یہ ضمیر مجھے اس سے اس لئے روکتا ہے اور منع کرتا ہے کہ عزت ایک نہایت اشرف گل اور جلیل
مقام ہے اور ذلت و خواری کمینہ پن اور ایک ذلیل چیز ہے۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں کے پاس جا کے ان کا دین
اختیار کروں کیونکہ دراصل ان کا دین صحیح، سچا اور درست ہے اور ان کی شریعت امت مطہرہ والی شریعت ہے اور وہ یہ بالصدق ہے جو
شخص اس شریعت پر گامزن ہوگا وہ قیامت کے ڈر سے بالکل مطمئن اور بے خوف ہو جائے گا آپ حضرات کی اس بارے میں
کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا اے بادشاہ! آپ اپنا تاج، ملک اور اپنی عزت ترک کر کے اپنا دل کس طرح خوش کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ایک
ایسی قوم کی اطاعت کریں گے جن میں نہ بزرگی ہے نہ شرافت، نہ علم و حکمت جو ان کی قدر و منزلت کو بڑھا دے۔ بطلانوس نے کہا
دراصل حکمت، بلاغت کا سرچشمہ اور علوم کاملہ کا مستقر انہی کے پاس ہے اور انہی کے قلوب حکمت و علوم کے متحمل ہیں۔ کیونکہ ان کی
توحید کے نور نے ان کے ذہنوں کو صیقل کر دیا ہے اور ان کے ایمان کی چاندنی ان کے سردار کی برکت سے جن کا نام علام الغیوب
نے اقصائے عالم میں پھیلا دی ہے اس لئے کہ ان کی حکمت دنیا کی حکمتوں سے اونچی ہے اور شریعت کی پیروی کے لئے عقلوں
کے جواہر کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ جو شخص اہل علم کی طرف ترقی کا ارادہ کرے گا وہ جہل کی زمین کے کنارے پر کبھی نہیں بیٹھا
رہے گا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ نور ظلمت کا روشن کرنے والا اور موت انتہائے حیات ہے۔

انہوں نے کہا اے بادشاہ! ہم نے آپ کی اطاعت اس غرض سے نہیں کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہو کر ایسی شرافت و بزرگی حاصل
کریں جس کا انجام ذلت و نجاست ہو۔ ہاں ہم آپ کو یہ دائمی عزت حاصل کرنے سے نہیں روکتے جو ہمیں ذلت اور انتہائی مصیبت
سے نکال دے۔ اگر آپ ہمارے لئے ایسا طریقہ اور سند تلاش کرتے ہیں کہ جو ہمیں شقاوت سے نکال کر بقا کی طرف لے جائے
تو آپ باطل کو چھوڑ کر حق سے حق کے طلب گار ہو جائیے۔ ہم آپ کے تابع ہیں۔

فلطانوس نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو خود میں نے اپنے نفس اور ذات کے لئے محبوب سمجھی ہے اگر تم میری موافقت نہ کرو گے تو میں تن تنہا اس طرف چلا جاؤں گا کیونکہ میں نے اپنے دل میں اچھی طرح غور کر لیا کہ دنیا و آخرت کی بہتری و فلاح کا ذریعہ یہی ہے۔ آیا تم اس کلام سے خوش ہوتے ہو اور اسے پسند کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اچھا ہوشیار ہو جاؤ کل رات ہم گھوڑوں پر سوار ہو کے اس طرح گشت کریں گے کہ گویا نگہبانی اور حفاظت کی غرض سے لشکر کے گرد گھوم رہے ہیں اور عربوں کے لشکر میں چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔

یہ گروہ متفرق ہو گئے اور فلطانوس نے اپنا سامان و اسباب درست کر کے اس کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کر لیا جسے ہم بھی بیان کر چکے ہیں۔

والی رومۃ الکبریٰ کا حضرت یوقنا کے ساتھ گفتگو کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ جب فلطانوس نے عربوں کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کا کوئی پیام لے کر اس کے پاس آئے اور جب وہ پیام پہنچا کے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہے تھے تو فلطانوس نے ان سے کہا تم بادشاہ کے کون صاحب ہو؟ آپ نے فرمایا میں یوقنا والی حلب ہوں۔ اس نے کہا تم نے اپنے شہر اور سلطنت کو کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا اس پر عرب غالب ہو گئے اور سب قصہ بیان کر دیا۔ مگر اسلام لانے کا بیان نہ فرمایا۔ اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ والی حلب اپنے دین سے منحرف ہو کے عربوں کے دین میں شامل ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پہلے ایسا ہی ہوا تھا مگر پھر بادشاہ اور اس کے دین کی طرف رجوع کر لیا۔ اس نے کہا تم پر ان کے حالات کیا منکشف ہوئے؟ آپ نے فرمایا ایہا الملک! میں ان کے دین میں داخل ہوا ان کے کاموں سے واقف اور ان کے بھیدوں سے مطلع ہوا وہ قوم باطل کی طرف رجوع نہیں کرتی۔ اور حق سے روگردانی کرتی ہے۔ رذالت کو جاہ اور ریاست کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ اپنے رب کے ذکر سے سوا کوئی کام نہیں کرتی۔ مظلوم کا ظالم سے حق دلاتی ہے۔ اس کے اغنیاء اس کے فقراء کی غم خواری کرتے ہیں۔ اس کے سردار مساکین کے جان میں رہتے ہیں اور عزیز و ذلیل امر حق میں اس کے نزدیک برابر ہیں۔

فلطانوس نے کہا جب تم ان کے سردار سے واقف اور ان کی خصلتوں سے آگاہ ہو گئے تھے تو پھر تمہیں کس نے منع کیا کہ تم اس کے پاس نہ رہو؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے دین کی محبت اور قوم کی صحبت ادھر کھینچ لائی کیونکہ میں نے ان کی جدائی کو گوارا نہ کیا۔ فلطانوس نے کہا کہ پاک نفوس اور صاف عقلیں جب امر حق کو دیکھ لیتی ہیں تو انہیں خالص نجات دینے اور بری زندگی سے خلاصی دلانے کے لئے یقین کی طرف کھینچ لے جاتی ہے حتیٰ کہ وہ نفوس درجہ اعلیٰ علیین کی طرف صعود کر جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر وہاں سے نکل پڑے۔ آپ کے قلب میں فلطانوس کا قول گھر کر گیا اور آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم اس نے سچ کہی۔ جتنی باتیں کہی ہیں وہ سب اس کے صحیح دل میں محسوس معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا کلام صاف گواہی دے رہا ہے کہ اس کی عقل نے مذہب اسلام کی سچائی کو قبول کر لیا ہے۔ آپ نے یہ تمام رات اسی اضطراب و قلق میں گزار دی۔ رات ہوئی تو پھر آپ چپکے سے فلطانوس کے پاس آئے اور اسے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے دیکھا۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے فلطانوس نے آپ سے کہا یوقنا! اللہ تبارک و تعالیٰ کے کون سے ثواب نے عاشقین کو

متقین کے راستے کی اتباع سے روک لیا ہے۔ جو شخص حق کی تلاش کرتا ہے وہ ضرور اسے مل جاتا ہے اور جو باطل کی متابعت کرتا ہے باطل اسے پکڑ لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے بادشاہ! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا کہ کیا ہے؟ اس نے کہا اگر تم بصیرت کی آنکھ اور دلیل و حجت کی بصارت سے دیکھتے تو ان کا مذہب کبھی نہ چھوڑتے۔ تم نے ایسی نعمتوں کی طرف توجہ کی جو خود زوال کی طرف متوجہ ہیں اور اپنی طرف دیکھنے والوں کو عذاب کی طرف لے جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے پاس سے چلے آئے۔ خفیہ خفیہ اس کے تجسس میں رہے حال دریافت کرنے کی کوشش کی اور جو راستہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف جاتا تھا وہاں بیٹھ گئے۔ فلطانوس گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکل کے اپنے بنی عم اور یاتوں کے پاس آیا۔ وہ بھی سامان درست کر کے چلنے کے لئے تیار تھا اس کے بنی عم اور ساتھ چلنے والوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ یہ اپنا مذہب چھوڑ اور دنیاوی عزت و تاج ترک کر کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چل دیئے۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز آپ کے قبیلے کے دو سو آدمی انہیں یہاں ملے جو پہلے سے انہی کی انتظار میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فلطانوس سے کہا اے بادشاہ! کیا آپ نے مسلمانوں کے لشکر پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ خدائے قدیم و ازلی کی قسم! میرا ارادہ ان کے پاس جا کے ان کے دین میں داخل ہونے کا ہے میں بھی منجملہ انہی کے ہو جاؤں گا۔ جو شخص فنا کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھتا ہے وہ آخرت کے لئے کام کرنے لگتا ہے اے یوقنا! تمہیں کیا چیز مانع ہے تم بھی ہمارے ارادے میں ہمارا ساتھ دو اور جو ہم کرنے والے ہیں وہ تم بھی کرو۔ آپ نے فرمایا اے بادشاہ! آپ کو جاذب حق نے گمراہی کے راستے سے کھینچ لیا۔ اس کے بعد آپ نے تمام قصہ اس سے بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ دوسروں پر ایک داؤ چلنے کا ہے۔ فلطانوس نے انہیں بوسہ دیا ان کی بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تم اکیلے آدمی ہو یہ کام کس طرح کر سکتے ہو؟ آپ نے فرمایا اے بادشاہ! رسول اللہ ﷺ کے دو سو صحابہ جو بیس ہزار دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں میرے گھر میں ہیں میری رائے میں آپ جلدی نہ کریں اپنی قوم کے پاس واپس چلیں میں ایک آدمی کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں روانہ کروں گا جو انہیں ایک خفیہ راستے سے جسے ہم نے پہلے سے سوچ رکھا ہے لے آئے گا۔ کل آپ صبح اپنے لشکر کے ہرقل کے گرد رہیں میں شہر جا کر رسول اللہ ﷺ کے ان دو سو صحابہ کو ہتھیار دے کر قید سے چھوڑ دوں گا مسلمانوں کا لشکر ادھر حملہ کرے گا۔ آپ صبح اپنے لشکر کے ہرقل پر ٹوٹ پڑنا اور خود بنفس نفیس ہرقل کو پکڑ کے اپنے قبضہ میں کر لینا۔ اگر جناب نے ایسا کیا تو گویا آپ نے جہاد کے فرض کو انجام دے دیا۔ میں میرے قبیلے کے آدمی نیز دو سو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جست کر کے شہر پر حملہ کر دیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح ہم اس سب کے مالک ہو جائیں گے اور اگر جناب کا یہ ارادہ ہے کہ میرا بھید کسی پر ظاہر نہ ہو اور میں اپنی دارالسلطنت میں داخل چلا جاؤں تو آپ اپنے لشکر کی عنان کسی اپنے معتمد آدمی کے ہاتھ میں دے دیجئے۔

فلطانوس نے کہا میں اسلام کو اسی وقت قبول کر رہا ہوں جبکہ میری نیت دنیا کی حکومت سے بیزار ہو گئی ہے مجھے تخت و حکومت کی ضرورت نہیں جب یہ معاملہ طے ہو جائے گا اور میں اسلام کو مدد دے چکوں گا تو مکہ معظمہ میں جا کر حج کر کے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کروں گا اور وہاں سے واپس آ کے بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لوں گا اور اس وقت تک کہ میری روح اس قفس عنصری سے مفارقت نہ اختیار کرے میں وہیں رہوں گا۔ ہاں! یہ تو بتلاؤ کہ ہمارا پیام لے کر عربوں کے پاس کون شخص جائے گا

بڑے مصاحب! تم جانتے ہو کہ کل ہمارے ان کے مابین جنگ ہونے والی ہے اگر تم نے انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو مسلمانوں کی طرف پھینک دیا تو جب وہ ہم میں سے کسی شخص کو گرفتار کر کے پکڑ لے جائیں گے تو کیا کچھ نہ کریں گے اللہ سے ڈرو اور اس کام میں جلدی نہ کرو انہیں میرے پاس چھوڑ دو اور بادشاہ کو اس کام سے باز رکھو حتیٰ کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے۔

مصاحب نے انہیں یہاں چھوڑا اور بادشاہ کے پاس جا کے جو کچھ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا تھا بیان کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اچھا انہیں سردار یوقنا کے پاس رہنے دو۔ مصاحب بادشاہ کا پیغام لے کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ ملک ہرقل کہتا ہے کہ یہ تمہاری ہی حفاظت میں رہیں گے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ انہیں لے کر اپنے خیمہ میں آئے اور ان قیدیوں کے انطاکیہ سے نکل آنے کا ملال کرنے لگے۔ کیونکہ آپ نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ میں ان کے ذریعہ شہر پر خروج کروں گا۔ آپ نے انہیں خیمہ میں لا کر ان کی ہتھکڑیاں کاٹیں ہتھیار دیئے اور جو ارادہ کر رکھا تھا اس سے آگاہ کیا اور دانی روحہ انطاکیہ کے متعلق کہ وہ بادشاہ پر حملہ کریں گے سب قصہ بتا دیا۔

حضرت ضرار بن ازور نے فرمایا خدا کی قسم! کل جہاد کر کے ہم اپنے رب کو راضی کریں گے۔ چونکہ آپ کو قید میں اٹھ ماہ گزر گئے تھے اس لئے آپ کے تمام زخم بھر آئے تھے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے قبیلے کے آدمیوں کے پاس متفرق کر دیا اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک کے پاس بھیج دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ انطاکیہ سے قیدیوں کے لے آنے کا حکم دراصل ہرقل نے نہیں دیا تھا بلکہ اس کے خاص غلام بالیس بن ریجون نے دیا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اس رات خواب میں یہ دیکھا تھا کہ گویا آسمان سے ایک شخص اترا ہے اس نے اس کا تخت الٹ دیا ہے اور اس کے سر سے اس کا تاج اتار لیا ہے اور وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ دور ہو تیرے ملک کا زوال قریب ہو گیا۔ بدبختی کی دولت جاتی رہی۔ شقاق و نفاق کی حکومت اٹھ گئی اور اتفاق و داؤد کی بادشاہت آ گئی۔ نیز گویا اس شخص نے اس کے لشکر میں پھونک ماری جس سے اس میں آگ لگ اٹھی اور یہ مرعوب ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اپنے دل میں اس نے اپنے ملک کے زوال کی تعبیر لی اور کسی سے کچھ ظاہر نہ کیا۔ اس نے عربوں کے آنے سے پہلے اپنے خزانہ اسباب اور تحفے و تحائف جو عمدہ عمدہ تھے دریا میں کشتیاں ڈال کر ان میں بھروا دیئے تھے اور چپکے چپکے ارباب دولت میں سے کسی کو خبر نہ ہو کھانے پینے کا بہت زیادہ سامان ان میں لدوا دیا تھا۔ جب اس نے رات کو یہ خواب دیکھا تو اس نے اپنی بیٹی اور تمام اہل و عیال کو خفیہ خفیہ کشتی میں سوار ہونے کے لئے بھیجا۔ پھر اپنے اخوان سلطنت کو بلا کر ان سے خواب کے متعلق بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ یہاں سے بھاگ جانے کا ہے تم بھی میرے ساتھ چلو۔

اس کے بعد اس نے اپنے غلام بالیس کو جو ہرقل سے بہت زیادہ مشابہ تھا بلا کر اسے اپنا لباس پہنایا پٹکہ دیا تاج سر پر رکھا اور اس سے کہا کہ میرا ارادہ عربوں سے مکر و فریب کرنے کا ہے تم یہاں میری جگہ رہو میں ان کے پیچھے کمین گاہ میں جا کر چھپوں گا۔ یہ تمام سامان اسے پہنا کے یہ گھر والوں کو لے کر کشتی کے پاس آیا اور اس میں سوار ہو کر چل دیا۔ بالیس نے اس کی جگہ بیٹھتے ہی ان دو سو قیدیوں کو لانے کا حکم دیا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی راستہ میں ملاقات ہو گئی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہرقل انطاکیہ سے دراصل مسلمان ہو کے نکلا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس

نے حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں اپنی قوم سے پوشیدہ ایک تحریر بھیجی تھی کہ میرے سر میں درد رہتا ہے کسی وقت سکون
نہیں ہوتا آپ کوئی دوا ارسال کر دیجئے جسے میں استعمال کروں۔ آپ نے اس کے لئے ایک کلاہ (ٹوپی) روانہ کر دیا تھا۔ ہرقل
نے جب اسے سر پر رکھا تو فوراً درد جاتا رہا مگر جب اسے سر سے اتارا تو پھر ہو گیا۔ آخر جب وہ سر پر رکھ لیتا تو سکون ہو جاتا تھا اور
جب اتار دیتا تو پھر درد شروع ہو جاتا تھا۔ اسے اس پر بہت تعجب ہوا اور اس نے غلاموں کو اس کے ادھیڑنے کا حکم دیا۔ جب ادھیڑا تو
اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کیا عمدہ امر ہے اور کیسا بزرگ دین ہے کہ ایک آیت سے اللہ تبارک
وتعالیٰ نے مجھے شفا دے دی۔ وہ ٹوپی ایک دوسرے سے ورثہ میں منتقل ہوتی ہوئی والی عمودیہ تک پہنچ گئی تھی۔ خلیفہ معتصم باللہ نے
جب عمودیہ پر فوج کشی کی تھی تو معتصم کے درد سر لاحق ہو گیا تھا۔ والی عمودیہ نے اس کے پاس وہ ٹوپی بھیج دی جب اس نے اسے سر
پر رکھا تو آرام ہو گیا تھا۔ معتصم نے اسے کھولنے کا حکم دیا تھا تو اس میں ایک پرچہ ہوا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی
پایا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یرموک کا قصہ اسطرح ہوا کہ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں کا لشکر مرتب ہوا۔ حضرت خالد
بن ولید لشکر زحف کو لے کر آگے بڑھے کافروں کا لشکر گھوڑوں پر سوار ہوا۔ باہان بن رہیا لشکر کے درمیان میں ہوا ہے
جو شخص ہرقل گمان کرتا تھا اور کسی کو کسی قسم کا اس کی طرف شک و شبہ نہیں تھا۔ قسطلانوس والی دمشق اور جرجیر کے لشکر نے بادشاہ کے لشکر کو
درمیان میں لے رکھا تھا۔ وہ دوسرا اس کے چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ مع اپنے قبیلے کے آدمیوں اور [illegible]
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسلحہ سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید نے بڑھ کر حملہ
کیا۔ آپ کے بعد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے پھر ربیعہ بن قیس بن ... نے ان کے بعد مسیرہ بن مسروق عبسی نے
ان کے بعد عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق نے پھر ذو الکلاع حمیری نے پھر فضل بن عباس ابن عم رسول اللہ نے۔ پھر مالک بن اشتر
نخعی نے پھر عمرو بن معدی کرب زبیدی نے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب سرداران افواج کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن
جراح بقیہ لشکر کو لے کر حملہ آور ہو گئے۔ سب لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ کثرت ازدحام نے ایک کو دوسرے سے پوشیدہ کر
دیا۔ لڑائی کے شعلے چاروں طرف سے اٹھنے لگے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عزیزوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار
بن ازور تلوار لے کر سینہ سپر ہو گئے اور حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ آپ کی تمام تر کوششیں محض اللہ ہی کے لئے تھیں۔ آپ نے حملہ کا
حق ادا کر دیا۔ رومیوں سے اپنا بدلہ لیا اور انہیں مار مار کر رکھ دیا۔ جب آپ کسی کو ان میں سے قتل کرتے تھے تو چیخ کر کہتے تھے یہ
ضرار بن ازور کو قید کرنے کا بدلہ ہے۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کا رخ لڑائی عربوں کی طرف تھا۔ آپ کے ہمراہی آپ
سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ حضرت رفاعہ بن زہیر اپنے ان ساتھیوں کو نصیحت کرتے شجاعت دلاتے اور کہتے جاتے تھے کہ جنہوں
نے تمہیں قید کیا تھا ان سے بدلے لو، اٹھو اور جمع ہو کر ایک متفق حملہ کرو اور یاد رکھو کہ جنت کے دروازے کھل گئے۔ حوریں
بناؤ سنگار کئے تمہارے انتظار میں ہیں وہاں کے محلات و قصور تمہاری پیشوائی کے لئے موجود ہیں اور بدلہ دینے والا تمہارے
پاس ہے۔ جوانان عرب! تم میں سے کون شخص حوروں سے شادی کی خواہش کرتا ہے جان کا مہر جانوں کا خرچ کرے اسی کو خرچ
کرکے ان سے شادی کر لو۔ تم میں سے کون شخص عروس نو بہار حاصل کرنا چاہتا ہے اور کون شخص وہاں غلمان و قصور سے خدمت لینا
چاہتا ہے؟ کون شخص باری تعالیٰ کے اس قول میں رغبت کرتا ہے کہ متکئین علی رفرف خضر و عبقری حسان (تکیہ

لگانے والے ہیں اور بالشباے سبز اور فرشہائے تحقیق کے) کہاں ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر و حنین میں شامل ہوئے تھے؟ کہاں ہیں وہ جو اپنے قلب سے غفلت کا پردہ دور کرنا چاہتے ہیں؟

لوگو! اس قوم کی موافقت کرو جن کی ہمتیں دار بقاء کے لئے وقف ہیں اور ایسے دار الزوال کی طرف جھکو جس کا مالک ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس قوم کو اس کے منازل تک پہنچا دیں تاکہ حسن افعال میں ان کی زیادتی ہو ان کے سامنے سے جو پردے حائل تھے وہ ہٹا لئے ہیں تاکہ وہ اپنے اس گھر کو دیکھ لیں جس کی بنیاد نور و رحمت کی دیواریں سونے کی، پلاستر مشک کا، پانی حیوان کا، مٹی کافور اور عنبر کی کنکریاں ہیں۔ وہ زرد جواہر کی چہار دیواری جید و لطیف کے پردے کرم و احسان کے درخت لا الہ الا اللہ ٹہنیاں کی محمد رسول اللہ ﷺ کے پھل سبحان اللہ والحمد للہ کے صحن سموات والارض کا چھت عرش رحمن کی ہے۔

جب یہ پردے ان کے سامنے سے ہٹا لئے جائیں گے تو وہ لوگ ان مکانات میں رہنے کے مشتاق ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم بغیر مولا کی راہ میں جان قربان کئے ان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر انہیں احسان کی خلعت بخشی جائیگی اور رضوان کا تاج پہنایا جائے گا ان کے سر پر غفران کے علم بلند ہوں گے جن پر سرخیوں کی تھی لکھا ہوا ہوگا:

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون.

"جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں انہیں تم مردے نہ گمان کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں"۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور دشمنوں کا مار مار کر تباہی و ہلاکت کی شراب کا مزہ چکھا رہے تھے کہ اچانک اپنے لشکروں کو چیرتا پھاڑتا اور فوجوں کو منتشر و پراگندہ کرتا ایک سوار دیکھا جو چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ضرار بن ازور کا بدلہ ہے۔ آپ نے اسے بغور دیکھا تو وہ آپ کی بہن خولہ بنت ازور تھیں آپ نے زور سے آواز دے کر کہا یا بنت ازور خداوند تعالیٰ تمہیں اجر عظیم دے یہ میں تمہارا بھائی ضرار بن ازور ہوں۔ حضرت خولہ بنت ازور ؓ ان کی طرف متوجہ ہوگئیں سلام کیا اور چاہا کہ کچھ کلام کریں مگر آپ نے فرمایا یہ وقت سلام اور گفتگو کا نہیں۔ یا بنت ازور! کافروں سے لڑنا تمہارے ساتھ گفتگو کرنے سے افضل ہے۔ ہاں اپنے گھوڑے کی باگ میرے گھوڑے کی باگ سے ملاؤ۔ میرے نیزے کے ساتھ اپنا نیزہ ملائے رکھو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اگر ہم میں سے کوئی سا شہید ہوگیا تو سید البشر ﷺ کے حوض کوثر کے پاس پھر انشاء اللہ العزیز ملاقات ہوگی۔

کہتے ہیں کہ آپ اپنی بہن سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ اچانک آپ نے رومی لشکروں کو ہزیمت کھا کے پیچھے کی طرف ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ والی روحۃ الکبریٰ نے خداوند تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں جب یہ دیکھا کہ جنگ کے شرارے بہت اونچے ہو گئے ہیں اس کا دھواں آسمان کی طرف اڑا چلا جا رہا ہے اور چنگاریاں دور تک پھیل گئی ہیں تو انہوں نے اپنی فوج سے حملہ کر دیا اور بطلیس کے پاس پہنچ کے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آپ اسے ہرقل ہی سمجھ رہے تھے۔ ایک چیخنے والے نے چیخ کر زور سے کہا کہ والی روحۃ الکبریٰ نے غدر کر کے ملک ہرقل کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ آواز بجلی کی طرح تمام افواج کے اس سرے سے لے کر دوسرے تک پہنچ گئی اور پھر اس قدر بھگدڑ مچی کہ الامان والحفیظ۔ مسلمانوں نے قتل عظیم برپا کر دیا اور اس قدر کشتوں کے پشتے لگ گئے کہ

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انطاکیہ کے لشکر اور اس کے آدمیوں نیز اس کی مضبوطی اور قلعہ بندی کو دیکھا تو فرمایا الٰہی! آپ ہمارے لئے ان کی طرف راہ آسان کر دیجئے اور ہمیں کامل فتح بخشئے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ کی طرف سے انطاکیہ پر اس وقت صلیب بن مرقس نامی سردار متعین تھا جو نہایت ضعیف الرائے آدمی تھا۔ اس نے شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے لڑنے کا ارادہ کر لیا مگر وہاں کے شہر والے پوپ کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا تو مسلمانوں کے پاس جا کے جتنی مقدار پر ہو سکے صلح کر لے۔ یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین لاکھ دینار پر صلح کر لی۔ جب صلح کے متعلق گفت و شنید ہو چکی تو آپ نے اس سے فرمایا اس بات کا حلف اٹھاؤ کہ تم غدر نہیں کرو گے کیونکہ تمہارا شہر مضبوط کھائیوں اور پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے اور نہایت محفوظ ہے۔ اس نے کہا بہت بہتر ہے میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا اسے کون حلف دے گا؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا یوقنا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) چنانچہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھوا کر اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہو واللہ واللہ واللہ چالیس مرتبہ اور اگر میں تمہارے ساتھ غدر یا بے وفائی کروں تو اپنی زنار کو کاٹ دوں اور صلیب کو توڑ دوں۔ پادری اور گرجا والے مجھ پر لعنت کریں میں دین نصاریٰ کی مخالفت کروں، معمودہ میں اونٹ کو ذبح کروں اور یہودی لڑکے کے پیشاب سے میں اسے نجس اور ناپاک کر دوں اور ہر سامنے آنے والے کو قتل کر ڈالوں یا اگر میں تمہارے ساتھ غدر کروں تو مریم علیہا السلام کے کپڑے پھاڑ کر اس کا سر جلاؤں یا پادریوں کو ذبح کروں اور ان کے خون سے دلہن کے کپڑے رنگوں یا مریم علیہا السلام کو زنا کی تہمت لگاؤں یا مذبح میں یہودی عورت کے حیض کا کپڑا ڈال دوں یا جرجیس کے گرجا کی قندیلیں بجھا دوں اور مقام متالوں میں عزیر (علیہ السلام) کو ڈال دوں یا حائضہ یہودیہ سے نکاح کر لوں جو قیامت تک پاک نہ ہوں یا مذبح میں ڈال کر انجیل کے مضمون کی تکذیب کروں یا جمعہ کی صبح کو اپنے کپڑے دھولوں کنیسوں اور گرجاؤں کو ڈھا دوں اور عیدوں اور جمعہ کو حلال سمجھوں اور دنیا بہت کی عبادت کروں اور تلاوت کا انکار کر دوں یوم شعانین میں اونٹ کا گوشت کھاؤں روزہ پیاس کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھوں اور اگلے راہبوں سے توبیخ کر پادریوں کا گوشت کھاؤں یا یہود کے کپڑوں میں نماز پڑھوں اور یہ کہوں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) چمڑوں کے رنگنے والے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اس حلف کے بعد پانچ شعبان المعظم ۱۵ھ کو انطاکیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سامنے وہ نشان جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کیلئے مرتب فرمایا تھا موجود تھا۔ دائیں طرف حضرت خالد بن ولیدؓ اور بائیں جانب حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ تھے۔ قراء سورۂ فتح آگے آگے پڑھتے چلے جا رہے تھے اور اس شان و شوکت کے ساتھ آپ کی سواری انطاکیہ میں داخل ہو رہی تھی کہ آپ باب جنان پر پہنچ کر خیمہ زن ہوئے وہاں مسجد کے لئے ایک خط کھینچا اور حکم دیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ وہاں ایک مسجد بنائی گئی جو اب تک موجود ہے اور وہاں کے حاکم کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

حضرت میسرہ بن مسروقؓ کہتے ہیں کہ ہم نے شہر انطاکیہ کو نہایت پاک و صاف دیکھا یہاں کی آب و ہوا نہایت عمدہ اور خوشگوار تھی۔ مسلمانوں کو یہ شہر بہت پسند آیا۔ اگر ہم اس میں ایک ماہ اقامت کر لیتے تو بہت زیادہ آرام ملتا۔ مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ہمیں تین دن سے زیادہ یہاں نہ ٹھہرنے دیا۔ اس کے بعد آپ نے دربار خلافت میں حسب ذیل تہنیت نامہ لکھا۔

فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ کا دربارِ خلافت میں مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الٰہ الا ھو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں باری تعالیٰ جل مجدہٗ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں فتح بخشی غنیمت و نصرت دے کر ہماری اعانت کی۔ یا امیر المومنین! جنابؓ کو واضح ہو کہ اللہ پاک عزوجل نے نصرانیت کا پایۂ تخت اور ان کی سب سے بڑی دارالسلطنت انطاکیہ کو مسلمان کے ہاتھ سے فتح کرا دیا۔ اس کے لشکر کو ہزیمت دی اور اس کے حاکم کو قتل کرا دیا۔ ہرقل کشتی میں بیٹھ کر دریا کے راستے کہیں بھاگ گیا۔ چونکہ انطاکیہ کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے قلوب میں حب دنیا نہ گھر کر جائے اور اپنے رب کی اطاعت سے منہ نہ موڑ لیں (یعنی ان کی طبیعت میں کسل نہ پیدا ہو جائے مترجم) اس لئے میں حلب کی طرف چل پڑا ہوں وہاں پہنچ کر جناب کے حکم کا منتظر ہوں گا۔ اگر جناب شام کے انتہائی حدود کی طرف جانے کا حکم دیں تو امتثال امر کے لئے حاضر ہوں اور اگر ہمیں اقامت کا حکم فرمائیں تو ایسا ہی کروں۔ یا امیر المومنین! بعض اعلاف عربوں نے رومیوں کی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کرنا چاہا مگر میں نے اس غرض سے کہ کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے انہیں اس کام سے روک دیا ہے۔ ہاں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ جسے فتنہ سے بچالیں اور شرح صدر کر دیں تو دوسری بات ہے ایسے لوگوں کے متعلق جلدی احکام نافذ فرمایئے (کہ کیا کیا جائے۔ مترجم) تمام مسلمانوں کو سلام عرض کر دیجئے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

اسے آپ نے ملفوف کیا مہر لگائی اور مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا یا معاشر المسلمین! حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اسے کون شخص لے کر جائے گا۔ حضرت زید بن وہبؓ عمرو بن سعیدؓ کے غلام فوراً بولے سردار! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں بارگاہِ خلافت میں اسے میں پہنچاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا زید! تم خودمختار نہیں ہو بلکہ دوسرے کے مملوک ہو۔ اگر جانے کا ارادہ ہے تو پہلا اپنے مالک عمرو بن سعیدؓ سے اجازت لے لو۔ یہ فوراً اپنے آقا کے پاس پہنچے اور جھک کر ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینا چاہا۔ انہوں نے اس سے منع کیا اور کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرو بن سعیدؓ نہایت عابد و زاہد شخص تھے۔ دنیا سے نفرت اور عاقبت سے لو لگائے رکھتے تھے۔ دنیا کی چیزوں سے رغبت نہیں تھی ایک تلوار ایک نیزہ ایک گھوڑا ایک اونٹ ایک توشہ دان ایک پیالہ اور ایک مصحف کے سوا دنیا کی کوئی چیز آپ کے پاس نہیں تھی جب مال غنیمت میں سے آپ کا حصہ آیا کرتا تھا تو آپ قوت لایموت کے سوا تمام اپنے قرابت والوں اور اپنی قوم کے آدمیوں کو دے دیا کرتے تھے اور اگر کچھ بچ جایا کرتا تھا تو اسے حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے جسے حضرت عمر بن خطاب فقراء مسلمین مہاجرین وانصار پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن وہبؓ نے ان کے پاس آ کے جب ان کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا تو آپ نے منع کیا اور فرمایا کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مولائی آپ مجھے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں مسلمانوں کا قاصد بن کر حضرت عمر فاروقؓ کی

خدمت اقدس میں خوش خبری پہنچانے والا ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کے لئے بشیر (خوش خبری دینے والا) بننا چاہتے ہو اور میں رو کے وہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میں سخت نافرمان ٹھہروں گا جاؤ تم محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کیلئے آج سے آزاد ہو۔ مجھے اللہ پاک جل جلالہ کی ذات گرامی سے کامل امید ہے کہ وہ تمہیں آزاد کرنے کے عوض میں مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ زید بہت خوش ہوئے۔ خوشی خوشی امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے تمام قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں آپ کے خط کے طفیل اور اس کی برکت سے آزاد ہو گیا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں ایک تیز رو اونٹنی جو غنیمت کے اونٹوں میں سے تھی مرحمت فرمائی اور جانے کی اجازت دے دی اور یہ چل پڑے۔

کہتے ہیں کہ حضرت زیدؓ قریب راستے سے مدینہ طیبہ کی طرف برابر بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ حضرت زید بن وہبؓ کا بیان ہے کہ ذیقعدہ کے پانچ روز باقی تھے کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ مدینہ میں ایک شور و غل ہو رہا تھا وہاں کے باشندے ایک شور عظیم پیدا کر رہے تھے اور بقیع وقبہ کے دروازے کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کیا بات ہے؟ میں بھی ان کا حال معلوم کرنے کیلئے ان کے پیچھے پیچھے چلا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا کہ شاید یہ کسی لڑائی کی طرف جانے کا قصد کر رہے ہیں۔ کچھ دور جا کے میں نے ایک آدمی کو دیکھ کر اسے پہچانا اور سلام کیا اس نے بھی مجھے شناخت کر لیا اور کہا کون ہو زید میں نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ اکبر! کیا خبریں ہیں؟ میں نے کہا بشارت فتح و نصرت اور فتح کی۔ امیر المومنین عمر بن خطابؓ کس کام میں مشغول ہیں؟ اس نے کہا وہ مدینہ منورہ کے باہر تشریف فرما ہیں ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے ساتھ ہیں اور ان سب کا ارادہ حج کرنے کا ہے لوگ انہیں رخصت کرنے کے لئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔

میں یہ سن کر اپنی اونٹنی سے نیچے اترا اس کی مہار ایک جگہ باندھ دی اور دوڑ کے ادھر چلا حتیٰ کہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ پیدل چل رہے تھے آپ کا غلام یرفا اونٹنی کی مہار پکڑے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اونٹنی پر آپ نے ایک گلیم (قطوانیہ ایک قسم کی کمبل یا اونٹنی کی جھول) ڈال رکھی تھی۔ آپ کا پیالہ اور توشہ دان اس کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ سواری کے ہودج آگے آگے چل رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے دائیں سمت اور حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ آپ کے بائیں طرف اور پیچھے پیچھے مہاجرین و انصار تھے اور آپ ان کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے متعلق نصائح فرماتے جاتے تھے۔ میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر زور سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے فرمایا وعلیک السلام تم کون ہو؟ میں نے کہا یا امیر المومنین میں زید بن وہب حضرت عمرو بن سعیدؓ کا غلام ہوں جو جناب کے پاس بشارت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہیں خوش رکھیں کیا بشارت ہے؟ میں نے کہا آپ کے گورنر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا خط ہے جس میں انہوں نے جناب کو یہ تحریر کیا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انطاکیہ کو فتح کرا دیا ہے۔

آپ یہ سنتے ہی فوراً سجدہ میں گر پڑے اور اپنے منہ اور رخساروں کو مٹی سے ملنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ آپ کا چہرہ اور داڑھی غبار آلود ہو گئی تھی اور زبان پر یہ دعا جاری تھی:

اللهم لک الحمد والشکر علی نعمتک البالغة.

"الٰہی آپ کی کامل نعمت پر آپ کا ہزار ہزار شکر اور لاکھوں حمد۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا باری تعالیٰ عزاسمہ تجھ پر رحم فرمائیں وہ خط لاؤ جس نے تم اسے پیش کیا۔ آپ اسے پڑھ کر رونے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا جناب کیوں رو دیے؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے ساتھ ابو عبیدہ کی کرتوت پر اور اسی لئے کہ مسلمانوں کے بارے میں ان کی رائے کمزور ہوگئی۔ پھر فرمایا ان النفس لا مارۃ بالسوء (تحقیق انسانی نفس برائی کا بہت بڑا حکم کرنے والا ہے) اس کے بعد آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ خط دیا اور انہوں نے اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دیا۔

حضرت زید بن وہب ؓ کہتے ہیں کہ کچھ توقف کے بعد حضرت امیر المومنین کا رونا موقوف ہوا آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے یا زید! جب تم یہاں سے واپس جاؤ تو انطاکیہ کی کھجور، انگور، عناب اور میوہ جات خوب کھاؤ اور روغن زیتون سے نفع حاصل کرو اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کرو میں نے کہا یا امیر المومنین اب میوہ جات کا موسم اور ان کی فصل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ دوات، قلم اور کاغذ منگوایا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کو اس طرح لکھنے لگے۔

حضرت عمر فاروق ؓ کا مکتوب حضرت ابو عبیدہ ؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیک۔ وانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو واصلی علی نبیہ۔ میں باری تعالیٰ جل مجدہ کے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے مسلمانوں کو مدد و نصرت اور متقین کو عاقبت عطا کر کے فرمائے ہیں۔ نیز وہ ہمیشہ ان کی اعانت اور ان پر مہربانی و لطافت فرماتے ہیں۔ تمہارا یہ لکھنا کہ ہم نے انطاکیہ آب و ہوا کے عمدہ ہونے کے سبب وہاں قیام نہیں کیا مناسب نہیں معلوم ہوتا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں یاایھا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا (اے رسولو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے کھاؤ اور عمل صالح کرو) دوسری جگہ ارشاد ہے یاایھا الذی آمنوا کلوا من الطیبات ما رزقناکم واشکروا اللہ (اے ایمان والو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو) تمہیں یہ چاہئے تھا کہ مسلمانوں کو آرام کرنے دیتے۔ جنگ میں جو انہیں تھکن اور تعب عارض ہو گئے تھے اس کو اتار لینے دیتے اور کوئی مٹی وقت آرام کر لینے دیتے تمہارا یہ لکھنا کہ میں حکم کا منتظر ہوں اگر آپ تحریر فرمائیں تو انجام کے حدود تک چلا جاؤں۔ سو تم وہاں موجود ہو حالات تمہارے سامنے ہیں۔ میں وہاں سے بہت دور ہوں، غائب اور دور کے آدمی کو ان حالات سے پوری واقفیت نہیں ہوا کرتی جو وہاں کے رہنے والے اور حاضر شخص کو ہوا کرتی ہے۔ دشمن تمہارے قریب ہے تمہارے جاسوس تمہیں ہر وقت خبریں دیتے رہتے ہیں اگر وہاں پر فوج کشی کرنا انسب اور اولیٰ ہو تو مناسب سمجھ کر وہاں فوجیں بھیج دو اور دشمن کے شہروں پر خود مسلمانوں کی فوج لے کر حملہ کر دو۔ ان کی ہر طرف سے راستے مسدود اور منقطع کر دو۔ لشکروں کے ساتھ نصرانی عربوں کے ایسے آدمی ہیں جن پر تمہیں کافی اعتبار ہو بھیج دیا کرو وہ انہیں راستہ بتا سکیں۔ جو شخص تم سے صلح چاہے اس سے صلح کر لو اور جو تم سے اقرار کرو اسے پورا کرو۔ تمہارا یہ لکھنا کہ عربوں نے رومی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کر لینا چاہا تھا سو اگر حجاز میں اس شخص کے اہل و عیال نہیں ہیں تو اسے نکاح کر لینے دو۔ نیز جو آدمی کوئی باندی خریدنا چاہے تو اسے خرید لینے دو کیونکہ اس طرح وہ زنا سے محفوظ رہے گا۔ مسلمانوں

سے سلام کہہ دینا وَالسلام علیک"۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے طواف کر کے رسول اللہ ؐ کی مہر لگائی اور زید بن وہب کو دے کر فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اسے لے کر چلے جاؤ اور عمر کو اپنے ثواب میں شریک کر لو۔ حضرت زید بن وہب ؓ نے اسے لے کر چلنے کا ارادہ کیا مگر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا زید! ذرا ٹھہرو تا کہ عمر تمہیں اپنے کھانے میں سے کچھ تھوڑا سا زاد دے دے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا ایک صاع [1] خرمے اور ایک صاع [2] ستو نکال کے انہیں دیا اور فرمایا زید! عمر کو معذور سمجھو وہ اس سے زیادہ نہیں دے سکتا اس کے امکان میں اتنا ہی تھا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت زید کے سر پر بوسہ دیا۔ زید روئے اور کہا یا امیر المومنین میں اس قابل نہیں ہوں کہ جناب میرے سر کو بوسہ دیں۔ آپ امیر المومنین اور جناب سید المرسلین کے ہم نشین ہیں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے جناب ہی سے چالیس [3] کا عدد پورا فرمایا تھا۔ یہ سن کر آپ روئے اور فرمایا میں اللہ ذوالجلال سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہاری شہادت کی وجہ سے مجھے بخش دیں۔ زید بن وہب ؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور چلنے کا ارادہ کر لیا میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ اللّٰھم اجملہ علیھا بالسلامۃ واطولہ البعید وسھل لہ القریب انک علی کل شیٔ قدیر۔ الٰہی آپ اسے (زید کو) اس اونٹنی پر سلامتی کے ساتھ سوار کرا دیجئے۔ دور کے راستہ کو لپیٹ کر رکھ دیجئے اور اس کے لئے قریب کو آسان کر دیجئے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

زید بن وہب ؓ کہتے ہیں کہ میں آپ کی اس دعا سے بہت خوش ہوا کیونکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی دعا کو اس وجہ سے کہ آپ اپنے رب کے مطیع اور رسول مقبول ؐ کے تابع فرمان تھے، رد نہیں فرماتے تھے۔ میں نے چلنا شروع کیا۔ زمین میری اونٹنی کے پیروں کے نیچے سے گویا نکلی جاتی تھی اور لپٹی چلی جا رہی تھی حتیٰ کہ میں واللہ تیرہویں روز حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس حازم میں جہاں آپ لشکر سے الگ ہو کر مقیم ہو گئے تھے پہنچ گیا۔ جب میں مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہنچا تو میں نے لشکر کے دائیں سمت سے ایک شور و غوغا کی آواز اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنی۔ آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور تکبیر و تہلیل کے نعرے فضائے آسمان میں گونج رہے تھے۔ میں نے مجلے ایک شخص سے دریافت کیا کہ ان آوازوں کا کیا سبب ہے؟ اس نے نہایت خوشی کے لہجہ میں جواب دیا کہ مسلمانوں کی فتوحات جو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں مرحمت فرمائی ہیں۔

ان فتوحات کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید ؓ جب دریائے فرات کے کناروں پر جو شہر آباد تھے وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کیا۔ منبج، بزاعہ، بالس (نابلس) اور قلعہ نجم والے جن پر یہ تاخت و تاراج کی گئی تھی آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ ہمارے اس مال و اسباب کو واپس کر دیں جو آپ نے تاخت و تاراج میں حاصل کیا ہے تو ہم آپ سے صلح کر لیں۔ چنانچہ آپ نے ان کا وہ مال واپس کر دیا اور انہوں نے صلح کر لی۔ یہ صلح ان کے مال واپس کرنے کے بعد دسط محرم سنہ ۱۵ھ میں ڈیڑھ لاکھ دینار پر واقع ہوئی تھی اور وہاں کے حاکم جرجیس کو اس بات پر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ اپنے آدمی، غلام، گھوڑے، مال و اسباب لے کر بلاد روم کی طرف چلا جائے۔ چنانچہ اس کے چلے جانے کے بعد آپ منبج پر حملہ آور ہوئے اور فتح

---

[1] جو ریزہ ریزہ کر کے کھانا تیار ہوتا ہے اسے عربی میں ثرید کہتے ہیں ... ۱۲ منہ

[2] ایک صاع آدھ پاؤ اور تین سیر پختہ کے برابر ہوتا ہے بقول شامی۔ ۱۲ منہ

[3] یعنی آپ اسلام میں جب داخل ہوئے اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد انتالیس تھی، آپ سے پورے چالیس ہو گئے۔ ۱۲ منہ

بن قیس کندیؓ کو شام کے بلی پر علقمہ بن مغربؓ کو، بزاعہ پر اوس بن خولہ مذحجیؓ کو اور بلس پر یاسر بن عوف حمیریؓ کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور بلس میں شرق کی جانب ایک قلعہ کی بنیاد رکھ کر اس قلعہ کا نام بدری کے نام پر رکھا تھا اور جس روز زید بن وہبؓ گئے تھے اسی روز آپ بھی ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر تشریف لائے تھے۔

زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے حضرت خالد بن ولیدؓ آپ کے پاس تشریف فرما تھے اور صلح کا وہ مال جو جناب اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی اونٹنی کو خیمے کے برابر میں بٹھا دیا دونوں حضرات کو سلام کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امیر المومنین کا خط قاصد یا اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو فرمایا تھا وہ آپ سے کہہ دیا۔ آپ نے میرے ذریعہ خط کھلوایا۔ اول چپکے چپکے پڑھا پھر مسلمانوں کو سنایا۔

جب مسلمان اسے سن چکے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا معاشر المسلمین! حضرت امیر المومنین نے شام کے انتہائی حدود پر فوج کشی کے متعلق میری رائے پر چھوڑ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم وہاں موجود ہو اور میں غائب ہوں جو مناسب سمجھو کرو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ میں کوئی کام تمہارے مشورے کے بغیر نہیں کیا کرتا تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

یہ سن کر تمام مسلمان خاموش رہے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر دوبارہ اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کہا یا معاشر المسلمین! اہل شام کے تم مالک ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اس تمام کا حاکم بنا دیا۔ تمہارے دشمنوں کو نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ یہاں سے نکال دیا اور جیسا کہ تم سے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کے رسول مقبولؐ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم اس سرزمین کے وارث ہو گئے اب ان کے پہاڑی علاقوں میں جانے کے متعلق کیا رائے ہے؟ مسلمان سن کر پھر خاموش رہے اور جواب نہ دیا۔ آپ نے سہ بارہ پھر فرمایا اس سکوت کے کیا معنی اور یہ خاموشی کیسی؟ یہ تمہاری اس شجاعت کے بعد بزدلی آ گئی یا عیش و نشاط کے بعد کاہلی ہو گئی۔ جتنی غنیمتیں لے لی ہیں ان پر اکتفا کر لیا۔ کیا تمہارا کوئی مقصد باقی نہیں رہا؟ سب تھک گئے کیا تھیلیاں زیادہ کما لیں؟ آخر کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی راہ جنگ و برتری کی طرف رغبت کرو اور ان سے اس بات کی دعا کرو کہ وہ جہاد میں تمہاری اعانت فرمائیں۔ دنیا اور فیما تے تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی آواز پر جس شخص نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ تھے۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! ہم کسی خوف و ہراس کی وجہ سے خاموش نہیں رہے یا ہمیں کوئی جنگ یا افتراق نہیں ہوا بلکہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کا ادب مانع تھا اور ہم ایک دوسرے کے رعب و جلال کی وجہ سے خاموش تھے اور ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ میں اپنے دوسرے بھائی کا مشورہ سنوں۔ ایہا الامیر! جناب کو واضح ہو کہ ہم تجارت پیشہ نہیں کہ تجارت کریں یا جہاد فی سبیل اللہ اور طلب مالعظمۃ اللہ (اللہ کی خوشنودی) کے سوا کوئی اور کام کریں۔ ہم آپ کے محکوم اور آپ کے ساتھ ہیں آپ حکم کریں ہم اللہ پاک اور اس کے رسول مقبولؐ کے اور سردار کے حکم کے تابع ہیں۔ مجھے پورا اختیار ہے اور میں اپنی جان کا مالک ہوں آپ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں اور جہاں چاہیں بھیج دیں انشاء اللہ العزیز تابع فرمان پائیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا معاشر المسلمین! اگر کسی شخص کی کوئی خاص رائے ہو اور وہ اپنے مشورہ سے ہمیں مستفید کرنا چاہتے تو چاہئے کہ وہ اپنا مشورہ پیش کرے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا ایہا الامیر! ان جبال پر فوج کشی کرنے کے بجائے ہمارا تجویز پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا اور ان کی طلب میں نہ نکلنا ہماری سستی اور کاہلی کے مترادف اور اپنے دین و مذہب پر گویا سرزنش

کرتا ہے۔ دشمنوں کی طلب و تلاش میں نکلنا اور مال غنیمت حاصل کرنا ہی دراصل اللہ پاک عزوجل کی تائید و نصرت ہے۔ یا امین الامت میرا مشورہ یہی ہے کہ جناب یمن کے ہر ایک درے میں فوج بھیج دیں اور شام کی تمام حدود میں فوج کشی کریں۔ ہمارے دشمنوں کے لئے انشاء اللہ العزیز یہ ضعف و ہزیمت کا باعث اور مسلمانوں کی آنکھوں کے لئے نور بصارت کا سبب ہوگا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو جزائے خیر کی دعا دی اور فرمایا ابوسلیمان! میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یمن کے آدمی حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کر دوں کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی مجھے اس کے متعلق مشورہ دیا ہے۔ یہ پہاڑ کی گھاٹیوں اور دروں میں پہنچ کر اول تا آخر تاخت و تاراج کریں اور دشمنوں کے شہروں کے قریب جا کر قتل و غارت کر کے ان کے حالات میں پہلے تغیر کر دیں۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دیں اس وقت جیسا مناسب ہوگا اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا آپ کی یہ بہت مناسب رائے ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اسے رائیگاں نہ کریں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا حضرت میسرہؓ کو مرج القبائل کی طرف روانہ کرنا

آپ نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ کے لئے ایک پورا نیزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ایک سیاہ نشان بنایا اور سفید جلی حروف میں اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پھر اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے اسے ایک جنبش دی اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے آپ نے ان سے فرمایا میسرہ تم چونکہ شام کی انتہائی حدود یعنی پہاڑوں کے دروں پر فوج کشی کرنے کے متعلق سب سے پہلے مشیر ہو اس لئے یہ نشان وہاں تک لے جاؤ کوشش کرو اور اس کی فتح حاصل کرو کہ دنیا میں تمہارا نام ہو جائے اور آخرت میں اللہ وحدہ اور سامان بخشش۔ اس کے بعد آپ نے قبائل یمن میں سے تین ہزار بہادر اور شجیع منتخب کر کے ان کی سپردگی میں دیئے۔ جن قبائل میں سے آپ نے انتخاب کیا تھا وہ حسب ذیل ہیں۔

کندہ، کلاع، حمیر، نبہان، تجیب، ازد، مذحج، ہمدان، الحسن، خولان، ثعلب، ہمدان، لخم اور جذام۔ یہ تین ہزار اشخاص معززین اور رئیس لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے تمام ہتھیار ترتیب بدن کر رکھے تھے اور اپنے اپنے قبائل کا شعار لباس پہن رکھا تھا اور چادریں تھیں جو سے عدنی باندھ رکھے تھے اور کمر بند (پٹکا) میں ڈنڈی تک چمڑے کا لگا رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ نے یمن کے ایک ہزار غلاموں کو منتخب کیا۔ یہ سرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ سروں پر زرد رومال تھے تلواریں گردنوں میں حمائل تھیں۔ ہاتھ میں پھینکنے والے تازیانے تھے اور ہر ایک غلام اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ میں ایک پورے لشکر پر حملہ کر دوں گا۔ ان پر آپ نے حضرت دامس ابوالہول کو سردار مقرر کیا اور انہیں حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحتی میں دے کر ان سے فرمایا دامس ابوالہول یہ تمام تمہاری کمان میں ہیں اور تم حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کمان رہنا۔ ان کے مشورہ کے بدوں کچھ نہ کرنا یہ نہایت مبارک قول منتخب ہیں اور ان کا مشورہ نہایت عمدہ اور ٹھیک ہوتا ہے۔ حضرت دامس ابوالہول نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا میں بسر و چشم اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔

کہتے ہیں کہ تمام عربوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے فرمان کو قبول کر لیا مگر قوم طے کے چند لوگ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں جانے سے رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے رؤسا اور شاہان یمن کو چھوڑ کر قبیلہ عبس کے ایک آدمی کو ہمارا سردار مقرر کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے

انہیں بلا کر ان سے فرمایا آل طے! مسلمانوں میں تمہاری قوم نہایت ستودہ صفات قوم ہے اور تمہاری جنگ مسلمانوں کی جنگ ہے اس لیے تمہارے دلوں میں کسی قسم کا تکبر نہ آنا چاہئے ورنہ یاد رکھو اس کے سبب ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں یہ بات غور و توجہ سے سنی چاہئے کہ مدد و نصرت اور فتح تعداد کثرت اور زیادہ بہادری پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے دشمن ہمیشہ اللہ پاک جل جلالہ کی نصرت و کمک سے مغلوب ہوتے ہیں۔ باری تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم۔

"اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہونے کا۔"

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور معزز وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے اور تقویٰ کرے اور پرہیزگاری کے کام کرے۔ خدا کی قسم! میسرہ سبقت اسلام کے سبب دار اسلام کی طرف ہجرت کے باعث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کے طفیل تم سب سے زیادہ افضل ہیں۔

قوم طے یہ سن کر چپ ہوگئی اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے نیچے آ کھڑی ہوئی۔ جب تمام فوج لیس ہو کے چلنے کے لئے آمادہ ہوگئی تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! میں ملک کے راستوں سے ناواقف ہوں یہ نہیں جانتا کہ کہاں جاؤں کدھر توجہ کروں اور کون سے شہر پر فوج کشی کروں اور جو شخص راستہ نہیں جانتا اسے مسافرت ہلاک کر دیا کرتی ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے اپنے والا نامہ میں جناب کو ہدایت فرمائی ہے کہ لشکر کے ساتھ راہبر اور جاسوسوں کو روانہ کرنا اس لئے جناب ہمارے ساتھ جاسوس اور راہبر روانہ کر دیں تا کہ وہ ہمیں راستہ بتلاتے رہیں۔

آپ نے فرمایا میں بھول گیا تھا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے یاد دلا دیا راہبر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کے آپ نے ہر جگہ کے معاہدین کو جو آپ کی سرداری میں تھے نیز جو مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتے اور جنگ کی اونچ نیچ سے واقف تھے بلایا اور ان میں سے چار آدمیوں کو منتخب کر کے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ ان کی حسن خدمات کے صلے کے متعلق آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ان سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ پھر ان سے یہ مشورہ طلب کیا کہ مسلمانوں کو دشمن کی تلاش میں پہلے کون سے رستے کی جانب ہونا چاہئے۔ ان سب نے مشورہ کر کے اس بات پر رائے قائم کی کہ شہر قورس کا درا جو پہاڑ کے تمام دروں سے بڑا ہے پہلے اس پر فوج کشی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ایہا الامیر! یہ درہ ان شہروں کی طرح کا نہیں ہے جو آپ نے فتح کئے ہیں بلکہ اس میں سخت سردی ہوتی ہے اور جا بجا پتھروں کے سوا اور کوئی چیز دکھلائی نہیں دیتی دراہیں تنگ گھاٹیاں تیرہ و تاریک خاردار جنگل اور خوفناک راستے ہیں۔ درخت بے شمار گھنے حد سے زائد اور پیچ در پیچ گھاٹیاں پڑتی ہیں۔ اہل یمن نے کہا کچھ پرواہ نہیں تم ہمارے آگے آگے چلو (انشاء اللہ) ہماری بہادری اور شجاعت کے کرتب دیکھو گے کہ عش عش کر اٹھو گے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی پرچم کو حرکت دی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے مسلمانوں کو سلام کیا قوم کے آگے آگے ہوئے اور گھوڑے کو ایڑ لگا کے بہادرانہ شان سے چل پڑے۔ حضرت ابو الہول اپنے سواروں کو لے کر چلے۔ معاہدین ان کے آگے آگے ہو گئے۔ تہلیل و تکبیر کے نعروں اور قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کے لئے فتح و نصرت اور سلامتی کی دعائیں مانگیں اور انہیں الوداع کہا۔

حضرت عطاء بن عمر الغسانی کا بیان ہے کہ راہبر ہمارے آگے آگے تھے اور ہم برابر کوشش کرتے ہوئے بڑھتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ نصف شب ہوا اس کو قطع کرتے ہوئے شہر مرعش کو عبور کر کے ہم قریب سے قریب پہنچے وہاں رات گزار کر صبح سوار ہوئے دروں کی طرف چلے اور دشوار گزار راہوں اور جانگداز راستوں کو قطع کرنے لگے۔ درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے ہوئے تھے پانی چاروں طرف بہہ رہا تھا اور چلنے کا راستہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں گھوڑا کسی طرف پیچھے کو نہیں مڑ سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر ہمیں اس وجہ سے کہ ہمارے گھوڑے ان میں نہیں دوڑ سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے ہیں وحشت سوار ہوئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر (خدانخواستہ) اس جنگل میں معاملہ دگرگوں ہو گیا تو مسلمانوں کے لئے یہ سخت مشکل کا سامنا ہوگا اور ان کے دشمن ان پر غالب ہو جائیں گے۔ راہبر آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ وہ ہمیں ایک نہایت بلند پہاڑ جس کی چڑھائی حد درجہ مشکل تھی لے گئے مسلمانوں کو اس کی چڑھائی نہایت شاق گزری اور وہ اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر کر گھوڑوں کی راسیں ہاتھوں میں تھام تھام کے پیادہ چلنے لگے اور گھوڑوں کو پیچھے پیچھے کر لیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبیدہ کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن مسروق کی جمعیت میں میں بھی شامل تھا آپ دروں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اونچے اونچے گنجان درخت اور بلند بلند پہاڑ ہمارے سامنے تھے اور ہم ان پر چڑھتے چلے جاتے تھے۔ میں یمن کے چمڑے کے بنے ہوئے موزے پہن رہا تھا گھوڑے سے اتر کر جب پیادہ چلا تو خدا کی قسم! بہت تھوڑے عرصہ میں ان کے تلے گھس گھس کر اڑ گئے اور میرے پاؤں لہولہان ہو کر ان سے خون رواں ہو گئے۔ راستہ کی صعوبت سے پیروں سے خون چل رہا تھا۔ راہبر ہمارے آگے آگے تھے اور ہم اسی حال میں ان کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ تین دن اور تین رات اسی حالت میں چلتے رہے۔ روزانہ ہمارے راہبر ہمیں ہدایت کرتے رہتے تھے کہ مسلمانو ہوشیار رہو اور ہر طرح کی احتیاط ملحوظ رکھو ممکن ہے دشمن تمہیں اسی جگہ آ کر گھیر لے اور تمہیں کہیں سے نہ رہ ملے ہی تنگ راستہ میں ہلاک ہو جاؤ۔ آخر خدا کر کے چوتھا دن ہوا اور ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جو اچھا خاصا فراخ اور کشادہ تھا جب ہم یہاں آنے تھے تو شروع گرمی کا موسم تھا سردی کے کپڑے اتار رکھے تھے اور گرمی کا لباس پہن رکھا تھا کیونکہ گرمی کے مارے ٹھنڈک کی تلاش تھی۔ مگر جب یہاں پہنچے تو نظر اٹھا کر دیکھنے سے پہاڑ کے اوپر ہر طرف برف ہی برف دکھائی دی۔ واثلہ ابوالحبول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چڑا اولی نہیں تھا کہ وہ سردی کے وقت اسے پہن لیتے بلکہ زرہ، موزے، دو چادریں اور ایک گرمی کے لباس کے سوا اور کوئی چیز پاس نہیں تھی جو سردی سے محفوظ رکھ سکتی۔ آپ کو سب سے زیادہ سردی محسوس ہوئی اور بدن کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان شہروں کے رہنے والوں کا برا کریں۔ گرمیوں میں جب ان کے یہاں اتنی سردی ہوتی ہے تو سردیوں میں کس قدر پڑتی ہوگی۔ آپ کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا اور رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ سے کہا آپ کا تمام بدن تھر تھر کانپ رہا تھا اور رونگٹے کھڑے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ چڑا اولی کیوں نہیں پہن لیتے؟ آپ نے فرمایا میں جو کچھ پہن رہا ہوں اس کے سوا میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں۔ لوگوں نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے متعلق اطلاع کر دی۔ آپ نے ریشمی دو پوستین جو جناب نے زیب تن فرما رکھا تھا اتار کے انہیں دے دی۔ حضرت واثلہ ابوالحبول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے زیب تن کیا اور جب بدن گرم ہوا تو کہا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو خلعہائے بہشت سے ایک

قطیفہ[1] لے چھوڑیں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے فرمایا ابا الہول! تم نے حلے لینے میں میرے ساتھ کیوں تنگی کی حالانکہ حلے قطیفہ سے بہتر ہوتا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ رایہ آگے آگے تھے اور مسلمان بھی ان کے نقش قدم پر چلے جارہے تھے۔ روم کے شہر قطع ہو رہے تھے اور حضرت لیس سے ہوتی چلی جارہی تھیں حتی کہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کی زمین نہایت شدہ تھی پانی کثرت سے تھا اور درخت بہت کم تھے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اور جب سب آگئے اور آ کر یہاں جمع ہو گئے تو پھر آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ آپ نشان ہاتھ میں لئے ہمارے آگے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جارہے تھے۔ رومیوں کا ایک آدمی بھی دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خوف سے احتیاط کو کام میں لا کر شہروں کو چھوڑ دیا تھا۔ جب پانچواں دن ہوا تو چلتے چلتے پہاڑ کی جڑ کے شگاف میں ایک بستی دکھائی دی۔ مسلمان اس کی طرف دوڑے جا کر معلوم ہوا کہ وہ رومیوں کا ایک گاؤں ہے جو بالکل خالی پڑا ہے البتہ مرغوں کی اذانیں اور بکریوں کے ممیانے کی آوازیں آ رہی ہیں اس میں چونکہ نہ کوئی روکنے والا تھا نہ کوئی ٹوکنے والا اس لئے مسلمان اس میں داخل ہو گئے اور جب اس میں کسی کو نہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ وہ ہم سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آواز دی اور فرمایا مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ احتیاط کو کام میں لاؤ اور تیار رہو کیونکہ میری رائے میں قوم ہماری خبر پا کر کہیں کو بھاگ پڑی ہے۔ مسلمان گاؤں میں گھس گئے اور جو کچھ غلہ مال و اسباب تھا وہ سب اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالہولؓ کو دیکھا کہ آپ اپنے کندھے پر تھیلی اور دو چادریں اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یا ابا الہول! یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سعید! یہ اس شہر کا تحفہ اول ہے میں نے کہا اب کیا اتنا سامان بھی کفایت نہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا ابن عامر! میں اس خبیث شہر کے جاڑے نے مجھے ہلاک کر رکھا ہے میں اسے کبھی نہ چھوڑوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس گاؤں میں جو کچھ غلہ اور سیر وغیرہ تھا سب اپنے قبضہ میں لیا اور آگے چل پڑے۔ حتی کہ ایک چراگاہ میں آئے جو مرج القبائل کے نام سے موسوم تھی۔ یہ چراگاہ نہایت کشادہ اور وسیع تھی جب اس میں پہنچے تو مسلمانوں کے گھوڑے دائیں بائیں تمام جنگل میں پھیل گئے تھے لشکر نے یہیں پڑاؤ کیا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ بہت غمزدہ ہوئے اور دل ہی دل میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف پھر جانے کا مشورہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو یہ ہدایت کی تھی وہ ہم سے زیادہ دور نہ ہوں اور نہ کسی شہر پر اچانک گریں اور ہمیشہ احتیاط کرتے رہیں۔ آپ ابھی دل سے یہ مشورہ اور گفتگو کر رہے تھے گھوڑے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے لوگ دشمن سے نڈر اور بے خوف تھے کہ اچانک ایک مسلمان ایک کافر کو چوپائے کی طرح گھسیٹتا ہوا لاتا دکھائی دیا اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس کافر کا کیا حال ہے اور اسے کہاں سے پکڑ کے لائے ہو؟ اس نے کہا ایہا الامیر! میں اپنے ساتھیوں سے کچھ دور فاصلہ پر چلا گیا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے میں اس کی طرف دوڑا تو وہ یہی شخص تھا میں نے اسے پکڑ

---

1 ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جو ریشمیں مخملی ہوتی ہے ۱۲ منہ

2 چوپایاں ۱۲ منہ

لیا اور اب جناب کے پاس حاضر کر دیا ہے۔"

آپ نے ایک مجاہد کو بلا کر اس سے فرمایا کہ تم اس سے رومیوں کے متعلق حالات دریافت کرو۔ مجاہد اس سے مخاطب ہو کر گفتگو کرنے لگا اور دیر تک باتیں کرتا رہا۔ مسلمان تمام خاموش تھے اور کوئی کچھ نہیں بولتا تھا آخر جب بہت دیر ہو گئی اور مجاہد نے طول دے کر اپنے کلام کو کسی طرح ختم نہ کیا تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کمبخت!! آخر یہ کچھ کہتا بھی ہے۔ اس نے کہا یہ سردار یہ کہتا ہے کہ جب بادشاہ انطاکیہ سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہوا اور اس نے مع اپنے گھر والوں کے قسطنطنیہ کا ارادہ کر لیا تو رومی چاروں طرف سے بھاگ بھاگ کر جدھر ادھر چلے گئے تھے بادشاہ کی طرف چلے نیز دوسرے رومیوں نے بھی اس کی طرف پناہ لی۔ بادشاہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ علاقہ صنم کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے تو اسے یہ نہایت شاق گزرا اور رو دیا اور کہا اے شام تجھے قیامت تک سلام ہے۔ اس کے بعد اس نے ان افسروں اور والیان ملک سے جو اس کے پاس پناہ گزین ہو گئے تھے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں عرب ہماری تلاش میں نہ چل کھڑے ہوں اس لیے ان کا بند و بست کرنا چاہیے چنانچہ اس نے تیس ہزار کی جمعیت فراہم کر کے تین افسروں کے ماتحت کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ دروں کی حفاظت کریں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے درمیان کس قدر فاصلہ ہوگا۔ معاہدی نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ قریب دو فرسخ کے بعد ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سن کر سر جھکا لیا نہ کسی کی بات کا کوئی جواب دیا اور نہ خود کسی کلام کی ابتدا کی۔ آخر ہم کے ایک شخص نے جس کا نام عبد اللہ بن حذافہ سہمی تھا اور جو مسلمانوں میں نہایت دلیر اور بہادر آدمی تھا اور جس کے پاس لوہے کا ایک گرز رہتا تھا جس سے آپ لڑا کرتے تھے نیز جو نہایت خوش طبیعت اور لوگوں میں عجیب مہربان شخص تھے کہا یا امیر! میں جناب کو زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے اس غمزدہ کی طرح جو کسی آفت سے سر جھکا لیتا ہے کیوں دیکھ رہا ہوں حالانکہ ہم میں سے ایک ایک شخص رومیوں کے ایک ہزار آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا عبد اللہ! خدا کی قسم! میں نے کسی خوف یا دہشت کی وجہ سے سر نہیں جھکایا بلکہ مجھے مسلمانوں کی طرف سے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ میرے نشان کے پیچھے ہو کر کسی مصیبت میں نہ گرفتار ہو جائیں۔ یہ پہاڑ کے دروں میں سب سے پہلا نشان ہے اگر خدانخواستہ مسلمان کسی ابتلاء میں گرفتار ہو گئے تو حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ مجھے ملامت فرمائیں گے اور ہر والی اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم موت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ کچھ ڈر ہونے کا فکر۔ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی جنت کے عوض میں فروخت کر دیا ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہے کہ وہ اس دار فنا کو چھوڑ کر ایک روز یقیناً دار بقا میں اقامت گزیں ہوگا وہ بھی اس مصیبت و ابتلاء سے نہیں گھبراتا جو کافروں کی طرف سے آکر پہنچے گی۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ آیا ہم پیش قدمی کر کے ان کی طرف بڑھیں یا ہم اسی جگہ رہ کے ان کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس کافر سے پوچھو اگر وہ جگہ اس سے زیادہ کشادہ اور فراخ ہے تو ہم وہیں چلیں ورنہ یہیں ٹھہرے رہیں۔ کافر نے دریافت کرنے کے بعد کہا کہ موجودہ کے بعد ان شہروں میں اس سے زیادہ کشادہ اور میدان نہیں ہے۔ اگر تم ان سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی جگہ عمدہ اور فراخ ہے۔ یہیں ٹھہرے رہو اور اگر اپنے دشمنوں

کے آنے سے قبل یہاں سے واپس چلے جاؤ تو یہ سب سے زیادہ بہتر اور مناسب ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی گردن مار دینے کا حکم فرمایا۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اور منتشر ٹڈیوں کی طرح ان کے مقابلہ میں مقیم ہو گیا۔ دن گزر چکا تھا آفتاب عالم تاب مغرب کے دریا میں اپنا نور نکھارنے کے لئے غسل کرنے چلا گیا تھا اور تاریکی کی چادر پردے کے لئے ہر طرف ڈال دی تھی اس لئے لشکروں میں آگ روشن کی گئی اور رات نگرانی کے انتظار میں کاٹ دی صبح ہوئی تو حضرت میسرہ بن مسروقؓ نے مسلمانوں کو خداوند تعالیٰ کے درگاہ میں سجدہ ریز ہونے کی دعوت دی۔ صبح کی نماز پڑھائی اور جماعت کے بعد خطیب کی طرح کھڑے ہو کر حسب ذیل تقریر کی۔

"لوگو! دنیا ایک میدان ہے جس کے بعد دوسرا دن بھی آنے والا ہے یہ تمہارا نشان سب سے پہلا نشان ہے جو دروں میں داخل ہوا ہے تمہارے بھائی تمہارے کام کے منتظر ہیں اور ان کی آنکھیں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یاد رکھو! دنیا ایک سرائے ہے اور آخرت اصل مقیم ہونے کا گھر۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے ذرا گوش ہوش سے سنو فرماتے ہیں:

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

"بسا اوقات تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جمعیت پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔"

یہ تقریر سن کے مسلمانوں نے کہا میسرہ! تم اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ اور ان کے مقابلہ میں چلو ہمیں اللہ پاک کی ذات سے کامل امید ہے کہ وہ ہماری مدد فرمائیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ آپ کے سوار ہوتے ہی تمام لشکر سوار ہو گیا۔ غلام عربوں سے جدا ہوئے اور حضرت ابو الہول رحمۃ اللہ علیہ کے نشان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ عرب بڑھ کے حضرت میسرہ بن مسروقؓ کے علم کے ماتحت ہونے اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوشیار ہو کے فتح و نصرت کی دعائیں مانگنے لگے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکلنے سے پہلے بطور وصیت کے یہ چند کلمات فرمائے۔

"لوگو! میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم اس وقت ایسی قوم کی مانند ہو جاؤ جس کی موت قریب آ گئی ہو اور اس سے وہ قوم کسی طرح مفر نہ دیکھتی ہو اور جنت مع اپنے ساز و سامان کے اس کے سامنے ہو تم اس پر نظر کرو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے سامان تیار کیا ہے تم اس میں داخل ہونے کی جلدی کرو یہ جنت تمہارے سامنے ہے اور تم آج اسلامی لشکر ہو۔"

اس تقریر کے بعد آپ نے لشکر کو میمنہ میسرہ قلب اور دو بازوؤں پر مرتب کیا۔ میمنہ پر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور میسرہ پر حضرت سعد بن سعید حنفی کو مقرر فرمایا۔ ایک ہزار غلام جو سرخ لباس سے ملبوس اور اسلحے سے مسلح تھے انہیں حضرت ابوالہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت قلب فوج کے آگے رکھا اور خود حضرت ابو الہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کان لگا کے کھڑے ہوئے کہ وہ کیا کہتے ہیں مگر ان کی زبان سے آپ نے ایک کلمہ نہ سنا۔ بالکل خاموش کھڑے تھے اور کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے۔

حضرت ابوالہول اور نصرانی عرب کی گفتگو کرنا

راوی کا بیان ہے کہ رومیوں کا لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر بڑھ کے تین صفیں ترتیب دیں۔ ہر صف میں اس ہزار جوان کھڑے ہوئے۔ صلیبیں آگے کیں اور مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ یہ لوگ ریشمی لباس سے ملبوس اور اچھے ساز و سامان سے مزین تھے۔ جب ان کی صفیں بالکل مرتب ہو گئیں تو ان میں سے ایک نصرانی عرب جو غسانی تھا اور جو عربی زبان بھی سمجھتا تھا اور اس میں بات چیت اور گفتگو کر لیا کرتا تھا آگے بڑھا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب ہو کے اس طرح کہنے لگا۔ ظالم لوگ ان کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے اتنے بڑے ملک شام کے تم مالک ہو گئے مگر کیا اب بھی تمہیں صبر نہیں آیا جوان مردوں اور بلند بلند پہاڑوں کی طرف آئے ہو تمہیں یہاں تمہاری موت کھینچ کر لائی ہے۔ یاد رکھو یہ تیس ہزار ہاتھیں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے صلیب کی قسم کھائی ہے کہ ہم بغیر جان دیئے کبھی میدان سے پشت نہ دیں گے۔ تم اگر اب اپنی سلامتی چاہتے ہو تو پابہ زنجیر ہو کر ہرقل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہیں قید کر کے اس کے پاس لے چلیں گے اور جیسا وہ حکم دے گا اس وقت ویسا کیا جائے گا۔

حضرت واثلہ ابوالہول یہ سن کر آگے بڑھے نشان آپ کے ہاتھ میں تھا اس کے قریب جا کر آپ نے فرمایا تیرا یہ کہنا کہ ظالم کو اس کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے بالکل سچ ہے لیکن تیرا یہ قول کہ اب تم اپنے آپ کو ہمارے قبضے میں دے دو خود تجھے ہی ظالم ٹھہراتا ہے کیونکہ تو نے یہ بات بلا سوچے سمجھے اور بغیر تجربے کے یوں ہی کہہ دی ہے۔ یاد رکھ میں عربوں کا ایک غلام ہوں۔ قوی مرتبہ لوگوں میں میری کچھ قدر و قیمت نہیں مگر تو ذرا میرے قریب آ تا کہ میں تجھے خود تیرے خون میں رنگ کے زمین کو تیرے خون سے چور رنگ کر دوں۔

یہ کہہ کر آپ نے نشان لئے ہوئے نیزے کو آگے کیا اور اس زور سے اس کے ایک نیزہ مارا کہ وہ جان توڑتا ہوا زمین پر جا کر گرا۔ آپ اپنے اس نیک کام سے بہت خوش ہوئے نیزے کو جنبش دی اور فرمایا اللہ اکبر شفا کیا اللہ تعالیٰ نے فتح بخشی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نشان کو چمکایا اور بلند کیا۔ رومی آپ کی طرف دیکھ کر کہ انہوں نے ہمارے ساتھی کو مار ڈالا۔ بہت غضب ناک ہوئے اور بہادران رومی سے آپ کی طرف نکل کے ایک اور شخص چلا۔ آپ نے اسے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ وہ آپ کے قریب ہی پہنچ جائے بڑھ کے اس کے سینہ میں اس زور سے نیزہ مارا کہ پسلیوں کو توڑتا ہوا دوسری طرف پار ہو گیا۔ رومی یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور آپ کو دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ جب عربوں کے غلام کا یہ حال ہے تو ان کے بہادروں اور سرداروں کا کیا حال ہو گا۔ رومیوں میں سے کسی آدمی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ وہ نکل کر آپ کے مقابلے میں آتا۔ آپ اپنا نشان لئے ہوئے پاپیادہ رومیوں کی طرف چلے اور ان کی فوج کے قلب میں پہنچ کر ایک رومی کو تہ تیغ کر دیا۔

رومی یہ دیکھ کر چاروں طرف ہو گئے اور ایک دوسرے کو آپس میں سرزنش کرنے لگے اور ارادہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں مسلمان بھی آپ کی اس ہمت و شجاعت سے متعجب تھے اور آپ کی بہادری کی داد دے رہے تھے۔ آپ دونوں صفوں کے مابین ہل من مبارز کا نعرہ لگاتے حریف کو طلب کرتے اور شیر کی طرح دھاڑ دھاڑ کر رومیوں کو ڈرا رہے تھے کہ دفعتاً ایک صلیبی بچے نے جس کی ماتحتی میں دس ہزار رومی تھے بڑھ کر آپ پر حملہ کر دیا اور اس کے ساتھی ہجوم کر کے آپ پر ٹوٹ پڑے۔

لشکر اسلامیہ اور رومیوں کے مابین جنگ

مسلمانوں نے جب مشرکین کی یہ حالت دیکھی تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے چلا کر فرمایا: الحملۃ الحملۃ! یہ سنتے ہی مسلمان پل پڑے اور دونوں لشکر آپس میں مل کر ایک نظر آنے لگے۔ حضرت میسرہؓ کا بیان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غلاموں کی فوج کو نیک عطا فرمائیں ان کی تمام تر کوششیں محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لئے تھیں کہ انہوں نے ایک سخت لڑائی لڑی۔ حضرت واثلہ ابو الہول کو ان کی ہمت پا کر کے وقت انہیں پھر اٹھایا۔ غلام یہ کہتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے نحن عبيد لعباد الله و ضربنا مثل الحريق في سبيل الله و نقتل من كفر بالله ہم اللہ کے بندوں کے غلام ہیں ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں تلواریں چلاتا آگ کی لپٹوں کی طرح جلا دینا اور جس شخص نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے ہم اسے قتل کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لڑائی برابر جاری تھی ایک آدمی دوسرے سے جدا نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ جنگ ہوتی رہی۔ لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے حتی کہ آفتاب بھی قبہ فلک پر اس تماشہ کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ دوپہر کا وقت تھا لڑائی کے شعلوں کے ساتھ آسمان سے حرارت کی چنگاریاں آ رہی تھیں جس سے اور زیادہ حرارت بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جنگ میں شباب پر تھی مار دھاڑ اور قتل ہر طرف ہو رہا تھا۔ مسلمانوں نے تائید خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کر کے فتح و نصرت کا یقین کر رکھا تھا اور کافروں نے اپنی فراوانی و بہتات کا۔ آخر دونوں لشکر تھک کر چور ہو کے جدا جدا ہو گئے۔ ایک خلق کثیر قتل ہوئی رومی تو ہو تیرہ اور قریبا یہ سو موت کے گھاٹ اترے۔ مسلمانوں کے دس آدمی گرفتار اور پچاس شہید ہوئے۔ گرفتار ہونے والے حضرات حسب ذیل ہیں:

عامر بن طفیل، راشد بن زبیر، مالک بن خازم، سالم بن مفرج، دارم بن صابر، نعمان بن قارب، مشعر بن حسان، مفرج بن دارم، منبہ بن مرداد اور عدی بن شہاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

جو پچاس مسلمان شہید ہوئے تھے منجملہ دیگر حضرات کے یہ شہدا بھی تھے:

حرث بن ربوع، ہمام بن جابر، عبداللہ بن ساعدہ، جریر بن صباح، عبید بن زبیر، نعمان بن یحییٰ، زید بن ارقم، نضر، اوس بن حاتم، رواحہ بن کمیل اور انہی جیسے دوسرے دوست رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

جب دونوں لشکر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو مسلمانوں نے حضرت واثلہ کو تلاش کرنا شروع کیا مگر آپ کہیں نہ ملے اور نہ کسی جگہ آپ کا پتہ چلا۔ مقتولین اور شہدا کی نعشوں میں ڈھونڈا گیا وہاں بھی کوئی نشان نہ ملا مسلمانوں کو آپ کے گم ہونے سے سخت تشویش ہوئی اور بے حد رنج و ملال اس سے انہوں نے فال بد تصور کی۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے فرمایا اگر واثلہ ابو الہول شہید ہو گئے یا گرفتار کر لئے گئے تو مسلمان ان کے سبب سے سخت رنج و مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے حضرت واثلہ کی گمشدگی اور دوسرے مسلمانوں کی گرفتاری کا شکوہ اور شکایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا حضرت واثلہ نیز ان مسلمانوں کی خبر جو آپ کے ساتھ گرفتار ہوئے ہیں کون لائے گا مگر آپ کے اس قول کا جواب کسی نے نہ دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ رومیوں نے پھر متفق ہو کر مسلمانوں پر ایک اچانک حملہ کر دیا اور اس زور سے مسلمانوں پر گرے کہ الامان والحفیظ۔ عرب چونکہ چار ہزار تھے اور رومی تیس ہزار اس لئے مسلمانوں کے لئے ایک آدمی پر رومی دس دس بیس بیس اور پچاس پچاس چیلوں کی طرح گر پڑتے تھے اور اسے قتل یا گرفتار کر لیتے تھے۔ مسلمانوں کے لئے یہ لڑائی نہایت پریشان کن تھی اور نیزہ و تلوار ان پر

چاروں طرف سے نکل رہے تھے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کی تمام کوششیں محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے تھیں کہ
آپ نے جہاد کا حق ادا کر دیا۔ آپ مشرکین کو رد کرتے جاتے تھے اور زور زور سے فرماتے جاتے تھے لوگو! میں تمہیں آخرت کی یاد
دلاتا ہوں۔ یاد رکھو کہ دشمن سے تمہارے گھر بار کی طرف لوٹنے سے زیادہ قریب ہے تم اس کا اس طرح استقبال کرو جس طرح والدہ
اپنے فرزند کا کرتی ہے اور اس طرح پیچھا کرتے رہنا جس طرح بکری شیر سے ڈر کر بھاگ جاتی ہے اگر ہماری قوم کسی مصیبت میں
گرفتار ہو گئی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ ہماری سستی ضعف کا باعث اور کافروں کی جرأت افزائی کا سبب نہ ہو جائے۔ اس کے
بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا (مسلمانو!) اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ان کے قبضوں کو اپنے اپنے داہنے ہاتھ
میں لے لو تمہارے لئے نجات کا یہی ایک طریقہ ہے۔

حضرت یزید بن وہب کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی تلواروں کے میان پھینک دیئے اور کوئی آدمی ایسا نہ رہا
جس کے ہاتھ میں اس کی تلوار کا میان ہو۔ اسی واسطے اس لڑائی کے دو نام رکھے گئے۔ یعنی مرج القبائل اور جنگ حطمہ یا جنگ
حطمہ اسی واسطے رکھا ہے کہ اس میں میانوں کو توڑ دیا گیا تھا۔[1]

واقدی کہتے ہیں کہ مسلمان تلوار کی لڑائی یہاں تک لڑے کہ انہوں نے گمان کر لیا کہ اب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔
آدمیوں کی زبان پر جاری تھا کہ جب تک تلوار کا ایک ٹکڑا بھی باقی ہے اس وقت تک جنگ برابر جاری رہے گی۔ مسلمان اللہ اکبر کے
فلک بوس نعروں کے ساتھ باری تعالیٰ جل مجدہ سے اعانت کے طلب گار تھے اور وہ کلمہ کفر کے ساتھ چلا چلا کے کہہ رہے تھے کہ
صلیب غالب ہو گئی۔ مسلمان باوجود اس قدر پریشانی کے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کئے تھے اور تمام لوگ موت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور
جان توڑ کوشش کر رہے تھے ان کی علامت اس وقت یا محمد یا محمد کی اور عربوں کی انصر انصر۔

حضرت عطیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ واللہ! مجھے مسلمانوں پر بے حد قلق تھا اور ہم اس وقت نہایت رنج و مصیبت میں تھے کہ دفعتہ
میں نے رومیوں کے لشکر میں سے ایک سخت ہیبت ناک آواز سنی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے اس طرف ایک غبار اٹھا ہوا دکھلائی
دیا۔ میں نے جب اسے بغور دیکھا تو وہ چھٹا اور منتشر و پراگندہ ہوتا ہوا رومیوں کے لشکر کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے اپنے دل
میں خیال کیا کہ یہ کوئی لشکر ہے جو رومیوں کی کمک کے لئے آیا ہے میں اس کی تحقیق کرنے کے لئے اپنے گھوڑے کی باگیں اس
طرف کر کے اسے چھوڑ دیا۔ گھوڑا دوڑتا ہوا اس طرف چلا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو میں نے ایک کہنے والے کی زبان
سے سنا وہ کہتا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہ در اصل مسلمانوں کا ایک گروہ تھا جو رومیوں کے وسط لشکر میں اپنی بہادری و شجاعت کے
کرتب دکھلا رہا تھا۔

میں نے یہ آواز سن کر اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ فرشتوں کی آوازیں ہیں۔ میں آواز کی طرف چلا تو وہ آواز حضرت
باسٹی کی معلوم ہوئی۔ آپ اپنی ڈھال کے پیچھے کھڑے ہوئے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے اور آپ کے ساتھ وہ
قیدی بھی جنہیں رومیوں نے گرفتار کر لیا تھا اپنی بہادری کے کرشمے دکھا رہے تھے۔ کفار سے لڑتے جاتے تھے اور ایک
دوسرے کی حمایت کرتے جاتے تھے۔ رومیوں نے ان پر ہجوم کر رکھا تھا مگر انہیں کچھ پرواہ نہیں تھی یہ برابر لڑائی میں مشغول تھے۔

---

[1] حطم بمعنی توڑ دینا

حضرت دامس ابو الہول نہایت بے جگری کے ساتھ جہاد کر رہے تھے اور جب مسلمانوں پر رومیوں کا کوئی دستہ حملہ کرتا تو خواہ وہ
کیسا ہی ہوتا تلوار لے کر ان کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے تھے۔ آپ اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے ہوتے تھے اور حسب ذیل شعر پڑھتے
جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) "مجھے دشمنوں نے لوہے میں قید کر دیا مجھے اپنے مددگار سردار اور قوم عاد و ثمود کے ہلاک کرنے والے
کی قسم! اپنی مدد سے میری مدد کی۔ محمد ﷺ نے جو پاک اور ہدایت کرنے والے ہیں انہوں نے مجھے قید و بند سے آزاد کر
دیا۔ یہ سب بادشاہ اور بزرگ ہیں اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ ان پر رحمت کا نزول فرمائیں۔"

میں نے آپ کو دیکھ کر آواز دی کہ دامس! آپ کہاں تھے؟ اور یہ کیا قصہ ہے آپ کی وجہ سے تو ہم سب لوگ سخت متفکر تھے
سردار حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ تو آپ کی طرف سے بے حد رنجیدہ تھے۔ آپ نے فرمایا بھائی! ابھی وقت جنگ کے اندر جا رہا تھا اور
مجھے میرے دشمنوں نے گرفتار کر لیا تھا حتیٰ کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا مگر حضور آقائے دو جہاں محمد ﷺ نے مجھے قید سے چھڑا
دیا۔ یہ وقت پوچھنے کا نہیں ہے اور ذرا خاموش رہو۔

حضرت میسرہؓ بن مسروق کو حضرت دامسؓ کا حال معلوم ہونا

علیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ میں حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی طرف دوڑا آپ نے مشرکین کے خون سے اپنی چھڑی رنگ
رکھی تھی اور آپ کے ہاتھ میں جو نشان تھا وہ کفار کے خون کی چھینٹوں سے سرخ ہو کر ہوا میں جھوم رہا تھا میں نے آپ کو آواز دی
سردار جناب کو مبارک ہو آپ نے فرمایا خدا پاک و تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کیا تم خبر لائے ہو کہ مسلمانوں کی کوئی کمک پہنچ
گئی ہے میں نے عرض کیا نہیں بلکہ ہمارے آقا و مولا محمد سید البشر کی طرف سے مدد آئی ہے وہ دامس ابو الہول ہیں ان کے تمام ساتھی
قید و بند سے آزاد ہو گئے ہیں۔

علیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ میں ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت دامس ابو الہول اور آپ کے ہمراہی تشریف لے آئے اس
وقت وہ تمام ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ کوئی شخص خون کے دریا میں تیر کر آیا ہو۔ آخر دونوں لشکر جدا ہو گئے اور جنگ کے وہ شرارے جو
آسمان تک پہنچ رہے تھے فرو ہو گئے۔ خدا کی قسم! ہمارے ڈیڑھ سو یا دو سو کے قریب آدمی کام آئے تھے اور دشمن کے تین ہزار بلکہ
اس سے بھی زیادہ تلوار کی نذر ہو چکے تھے اور یہ تعداد ان مقتولین کے علاوہ تھی جو حضرت دامس ابو الہول اور آپ کے ساتھیوں نے
فراہم کی تھی کیونکہ آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے علیحدہ ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو گرفتار کیا تھا موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے حضرت دامس ابو الہول کو دیکھ کر ان کی طرف چلنے کا قصد کیا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے سے اتر کر
پاپیادہ ہو کر انہیں سلام کریں مگر حضرت دامسؓ نے انہیں قسم دے کر اس سے منع کیا اور کہا کہ جناب ایسا نہ کریں۔ حضرت میسرہ بن
مسروق عبسیؓ نے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا دامس! کیا بات ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا مرتد رومیوں نے
ہجوم کر کے اول میرے گھوڑے کو قتل کر دیا تو جب میں اس کے اوپر سے گر پڑا تو پھر مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں یہی کام
میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا۔ ہم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے مگر جب رات ہوئی اور اس کی ظلمت کی چادر نے ہمیں اپنے
اندر چھپا لیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا "لا باس علیک یا دامس و اعلم ان منزلتی عند اللہ عظیمة

ٹھنڈے پانی کا خواہاں ہو۔ آپ نے فرمایا میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ میں اس اہم کام میں تمہارا مشورہ طلب کروں۔ میں اپنی رائے میں مناسب دیکھ رہا ہوں کہ کسی آدمی کو حضرت امین الامتؓ کی خدمت اقدس میں روانہ کر دوں۔ ممکن ہے کہ وہ کسی طرح ہماری مدد و نصرت فرمائیں اور ہمارے بھائی ہماری مدد کو پہنچ جائیں۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ نے کہا کہ واقعی جناب کی رائے بہت صائب ہے ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ایک معاہدی کو بلا کر اس سے ہر طرح کی مراعات اور نیکی کا وعدہ کر کے فرمایا کہ تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں چلا جا اور انہیں اطلاع دے کہ دشمن کے گروہ اور جمعیتیں ہر طرف کے قلعوں شہروں اور دیہات سے آ آ کر ہمارے مقابلہ میں جمع ہو گئی ہیں نیز وہ تمام کیفیت جو تو نے یہاں دیکھی ہے مفصل ان سے بیان کر دینا۔

کہتے ہیں کہ معاہدی نے یہ سن کر رومیوں کا لباس پہنا اور رومیوں سے آنکھ بچا کے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف چل کھڑا ہوا یہ برابر چلنے میں کوشش کر رہا تھا۔ آرام و تکلیف کی اسے مطلق خبر نہ تھی رات دن چلنے سے کام تھا حتیٰ کہ طلب میں وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں پہنچا اور سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے خیمے کا رخ کر کے آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا چلنے اور مسافت قطع کرنے سے یہ اس قدر تھک کر چور ہو گیا تھا کہ وہاں پہنچتے ہی یہ بھوکے بچھڑے کی طرح گر پڑا۔ آپ نے یہ دیکھ کر اس کے اوپر پانی کے چھینٹے دینے کے لئے فرمایا چھینٹے مارنے سے جب اسے ہوش آیا تو آپ نے سمجھا کہ شاید بھوکا ہے۔ آپ نے اس کے واسطے کھانا منگوایا جب اسے کھانا کر دیا ہوش آیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد راحت پائی تو اس سے آپ نے دریافت کیا کہ معاہدی بھائی کیا بات ہے؟ آیا لشکر ہلاک ہو گیا؟ اس نے کہا سردار خدا کی قسم نہیں بلکہ دشمن نے اسے چاروں طرف سے گھیر کر اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام کیفیت بیان کی لڑائی کا حال' تلواروں کے میانوں کا توڑ دینا' حضرت ابوالہول کی گرفتاری ان کا قید سے رہائی پانا نیز لشکر کا سختی و شدت میں ہونا سب کچھ کہہ دیا۔

آپ کو سن کر سخت قلق ہوا اور مضطربانہ حالت میں جلدی سے کھڑے ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں تشریف لے گئے۔ آپ اس وقت اپنی زرہ درست کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اپنے پاس آتا دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے سلام کیا تعظیم بجا لائے مرحبا کہا اور دریافت کیا ایہا الامیر! خیر تو ہے کیسے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی قیام گاہ میں لے آئے۔ معاہدی سے فرمایا کہ جو کچھ تو نے وہاں دیکھا ہے بیان کر۔ معاہدی نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے پھر تمام ماجرا دہرایا۔ آپ نے سن کر فرمایا اللہ پاک سبحانہ و تعالیٰ نے مدد فرمائی تائید و نصرت کی اور ذلیل و رسوا نہیں کیا۔ اس پر ان کا ہزار ہزار حمد اور لاکھوں کا شکر ہے۔ ہمیں سختیوں پر صبر کی تلقین فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ مصائب پر صبر کریں چنانچہ فرماتے ہیں:

یا ایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

"اے ایمان والو صبر کرو مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم فلاح کو پہنچو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ان اللہ مع الصابرین۔

"اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔"

ایہا الامیر! خالد نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول ﷺ کے راستے میں، میں اپنی جان کا بخل نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ مجھے دوزخ سے نجات دے دیں اور جام شہادت نوش کرا دیں۔

یہ کہہ کر آپ اپنے خیمے کی طرف لپکے زرہ پہنی کلاہ مبارک سر پر رکھا گھوڑے پر سوار ہوئے اور رکاب میں نیزے کو مرکوز کر کے تیار ہو گئے۔ ادھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے افسران لشکر کو اسلحے سے مسلح ہونے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں میں چاروں طرف آوازیں بلند ہو گئیں اور چاروں طرف سے دوڑ دوڑ کر اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول ﷺ کے راستے میں مسلمان آنے لگے اگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان تمام حضرات کو منع نہ فرماتے تو تمام کے تمام چل کھڑے ہوتے مگر آپ نے ان میں سے تین ہزار سوار منتخب کر کے انہیں چلنے کا حکم فرمایا اور ان کے بعد پھر ایک ہزار (یا بروایت دیگر) دو ہزار سوار حضرت عیاض بن غانمؓ کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کئے۔

واقدیؒ بسلسلہ رواۃ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی کمک کے لئے دروں کی طرف تشریف لے چلے تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر درگاہ رب العزت میں عرض کی الٰہی! آپ ہمارے لئے ادھر کا راستہ آسان کر دیجئے۔ راستے کی دوری کو لپیٹ کر رکھ دیجئے۔ ہمارے لئے ہر سختی کو آسان کر دیجئے۔ ایسے شخص کو جو ہم پر رحم نہ کرے مسلط نہ فرمایئے اور طاقت سے زیادہ ہم پر بار نہ ڈالئے۔ یہ کہہ کر آپ دروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کا یہ حال تھا کہ انہیں رومیوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور آپ روزانہ ان سے شام تک معرکہ آرائی کیا کرتے تھے۔ رومیوں کی تعداد باوجود روزانہ قتل ہونے کے بڑھتی جاتی تھی۔ مسلمانوں کو اگرچہ زخم پہنچے تھے اور وہ لڑتے لڑتے چکنا چور ہو گئے تھے مگر دم خم وہی تھے اور ذرہ برابر ان میں بزدلی پیدا نہیں ہوئی تھی وہ گویا ایک اٹل قوم تھی کہ اللہ پاک و تبارک وتعالیٰ کے حکم سے جس کی موت پردے کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت زبیدیؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ دروں کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سجدہ میں گر پڑے۔ ایک طولانی سجدہ کیا اور اسی میں آپ نے دعا مانگنی شروع کی۔

"الٰہ العالمین! میں اس ذات گرامی کا جناب کو واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ جس کے نام کو آپ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا اور جس کی بزرگی و فضیلت سے انبیاء علیہم السلام کو روشناس کرایا کہ آپ ان کے لئے راستہ کو لپیٹ کر رکھ دیجئے۔ راستہ کی سختی اور تکلیف کو ان پر آسان کر دیجئے اور انہیں ان کے بھائیوں اور ساتھیوں تک پہنچا دیجئے یا قریب یا مجیب!"

کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ اور آپ کے ہمراہی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کسی کشود کار کے منتظر تھے کہ ان کے پاس آئے گی اور فتح و نصرت نازل ہوگی۔

عبداللہ بن ولید انصاریؒ نے ثابت بن عجلان اور انہوں نے حضرت سلیمان بن عامر انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ مرج

انطاکیہ میں تیز جس روز ہم نے تلواروں کے میان توڑ دیئے تھے میں بھی حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کے لشکر میں شامل تھا۔ رومی ہر طرف سے مسلمانوں کی طرف کھنچے چلے آ رہے تھے۔ ہم روزانہ صبح کو لڑتے تھے اور شام کو آرام و راحت حاصل کرتے تھے۔ ایک روز لڑائی کے لئے رومیوں کی طرف سے ایک سردار نکلا جو زرہ میں چمک رہا تھا۔ دونوں بازوؤں پر فولاد کے جوشن چمک رہے تھے سر پر ایک جڑاؤ خود رکھا تھا جو سونے کی طرح چمک رہا تھا اس پر جواہر کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی اور ہاتھ میں لوہے کا ایک عمود تھا جو اونٹ کے پاؤں کی طرح کا معلوم ہوتا تھا اس نے میدان میں آ کر دونوں صفوں کے مابین گھوڑے کو ایک چکر دیا اور ہل من مبارز کا نعرہ لگا کر جنگ کے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ یہ ان تین سرداروں میں سے ایک سردار تھا جنہیں ملک ہرقل نے تیس ہزار فوج پر سردار بنا کر بھیجا تھا۔ یہ برابر گھوڑے کو چکر دے رہا تھا اور اپنی رومی زبان میں بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ترجمان سے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا اپنی بڑائی بیان کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ بہادر اور دلیر لوگ میرے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ معاشر المسلمین! آپ حضرات میں سے کون شخص اس کے مقابلہ کے لئے نکلے گا اور اس کی شرارت کا سدباب کر کے اسے کون سا بہادر موت کے گھاٹ اتارے گا۔ یہ سن کر قبیلہ نخع میں سے ایک شخص آگے بڑھا چونکہ یہ شخص رومیوں کی زرہ اور ان کا لباس پہنے ہوا تھا اس لئے ہم نے انہیں جاتا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ نصرانی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اب اس رومی سردار سے لڑنے کے لئے نکلا ہے جب وہ اس سردار کے پاس پہنچا تو سردار اپنی رومی زبان میں گفتگو کرنے لگا اور یہ سمجھا کہ یہ میری بات سمجھ رہا ہے مگر جب اس نے قرینہ اور قیاس سے یہ معلوم کیا کہ یہ میرا کلام نہیں سمجھتا ہے تو اس نے ان کے اوپر فوراً ایک حملہ کر دیا اور اپنا عمود زور سے اس پر دے مارا۔ نخعی سنبھلا پیچھے کو ہٹا اور وار خالی دیا مگر عمود گھوڑے کے سر پر پڑا اور گھوڑا چکرا کر زمین پر آ رہا۔ نخعی جست بھر کر اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اور چاہا کہ تلوار لے کر اس کی طرف بڑھوں مگر حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے اس پر رحم کھا کے اسے آواز دی اور کہا نخعی بھائی! بس تم واپس چلے آؤ اور اپنی جان کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نخعی یہ سنتے ہی پیچھے لوٹا مگر رومی سردار نے اس کا تعاقب کیا اور چاہا کہ اس کے پاس پہنچ کے اس کا کام تمام کر دوں چونکہ نخعی پیدل تھا اور یہ گھوڑے پر سوار جب وہ اس کی طرف چلا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ فوراً اس کی طرف دوڑے اور ایک ایسی ڈانٹ پلائی کہ رومی سردار ہکا بکا سا رہ گیا اور آپ کی طرف دیکھنے لگا نخعی صحیح و سلامت مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گیا اور آپ نے میدان میں پہنچ کر اس سردار پر حملہ کر دیا وہ سردار بھی آپ کی طرف بڑھا اور آپ پر حملے کرنے لگا۔

دونوں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے اور گھوڑے کو ڈانٹے جاتے تھے آپ کا وار اس کے بدن پر کثرت اسلحہ اور سامان کی وجہ سے کوئی اثر نہیں کرتا تھا اور اس کا حملہ آپ برابر اپنی ڈھال پر روک رہے تھے۔ دونوں حریف جان توڑ کوشش کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ میں اپنے مقابل کو موت کے گھاٹ اتار دوں حتیٰ کہ عمود کے بوجھ سے رومی کے بازو شل پڑ گئے مگر لڑائی طول کھینچ رہی تھی اور دونوں کے حملے برابر جاری تھے۔ آخر آپ نے پھرتی کے ساتھ بہت جلدی کر کے تلوار کا ایک ہاتھ اس کی داڑھی کے نیچے مارا اور آپ کی تلوار کا اگلا سرا رومی کے گلے پر اس زور سے بیٹھا کہ اس کا سر فضا میں اڑتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ گھوڑے سے نکل

ہوتے ہی چاہا کہ میں رومیوں کے لشکر کی طرف بھاگ جاؤں مگر آپ نے اسے دوڑ کر پکڑ لیا اور اس رومی سردار کا تمام ہتھیار و سامان اتار کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف لوٹ آئے چونکہ یہ سردار ملک ہرقل کے نزدیک نہایت معزز و مکرم سمجھا جاتا تھا اور بادشاہ کا خاص آدمی تھا اس لئے رومیوں کو اس کا مرنا نہایت شاق گزرا اور وہ بہت چیخے چلائے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ اس سردار کے قتل کے بعد دوسرے سردار نے میدان میں آنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ مجھے اس کا بدلہ لینا ضروری ہے اب میں میدان میں پہنچ کر اس کے قاتل کو گرفتار کر کے ہرقل کے پاس لے جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ تیرے مصاحب کا یہی قاتل ہے اب تو جو تیرے دل میں آئے تو اس کے ساتھ سلوک کر۔ یہ کہہ کر یہ شخص ہوا اور رومی اور ایک شہری گھوڑے پر سوار ہو کے مقتول کی نعش کے پاس آیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے اس کا اسباب اور ہتھیار و سامان پہلے ہی اتار لیا تھا اور سر تن سے جدا ہوا پڑا ہوا تھا۔ یہ اسے دیکھ کر بہ نظر شفقت رو دیا اور کہنے لگا مسیح (علیہ السلام) انجیل اور صلیب کی قسم میں ضرور بدلہ لوں گا یہ کہتا ہوا یہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آیا اور قریب ہو کے عرب کی فصیح زبان میں کہنے لگا معشر العرب! اللہ پاک تبارک و تعالیٰ بہت جلد تم سے ان ظلموں کی وجہ سے جو تم نے ہم پر روا رکھے ہیں اور تمہارے ان افعال کے باعث جو تم نے ہمارے ساتھ کئے ہیں تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ اس سردار کے قاتل کو چاہیے کہ اب وہ میرے مقابلے کے لئے نکلے تاکہ میں اس سے اس کا بدلہ لوں۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نے جب یہ سنا تو اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا مگر حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ان کے تھک جانے کی وجہ سے انہیں اس کے مقابلہ میں جانے سے منع کر دیا کیونکہ یہ اس سردار کے مقابلہ میں بہت کافی تھک چکے تھے اور خود اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نے کہا اے امیر! وہ مجھے میرا نام لے کر پکار رہا ہے اگر میں نہ گیا تو میں بڑا بزدل سمجھا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے تم پر رحم آتا ہے تم بہت تھک چکے ہو۔ انہوں نے کہا آپ مجھ پر دنیا کی مشقت اٹھانے کے متعلق تو رحم فرماتے ہیں اور آخرت میں عذاب دوزخ کے بارے میں مجھ پر شفقت نہیں فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور بعثت کی قسم میرے سوا اس کے مقابلے کے لئے کوئی شخص نہیں نکل سکتا۔

یہ کہہ کر آپ مقتول سردار کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی طرف بڑھے۔ آپ نے لڑائی کے کسی سامان کو سوائے اس گھوڑے کے تبدیل نہیں فرمایا تھا۔ ہاتھ میں وہی تلوار تھی اور وہی ڈھال۔ جب آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے گھوڑے کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ اس سردار کے قاتل یہی ہیں۔ یہ سوچتے ہی وہ بپھرے شیر کی طرح آپ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کو اتنی بھی مہلت نہ دی کہ آپ سنبھل بھی سکیں۔ فوراً آپ کے پاس آ پہنچا اور لپک کے آپ کی طرف بڑھا پکڑا اور کھینچ کے زین سے جدا کر لیا۔ پھر اسی وقت آپ کو گرفتار کر کے اپنی فوج میں لے گیا اور سپاہیوں کے سپرد کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسے ہتھکڑیاں اور بیڑیوں سے مقید کر کے ابھی اسی وقت ڈاک کے گھوڑے پر بٹھا کے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ تیرے مصاحب بطلیموس بن جریج کا قاتل یہی شخص ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو ان سپاہیوں نے اس کے حکم کے مطابق فوراً پابہ زنجیر کر کے قسطنطنیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ سردار اکڑتا ہوا اور اپنے کام پر فخر کرتا ہوا پھر میدان کی طرف چلا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کا انتظار کرنے لگا۔ اب مسلمانوں میں سے تین شخصوں نے جدا جدا اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے ارادہ کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ میں اس کے مقابلہ میں پہنچوں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ان کا ارادہ معلوم کر کے اپنے دل میں کہا ابن مسروق عبداللہ بن حذافہ سہمی گرفتار ہو گئے۔ تین مسلمان اس ملعون کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے ہیں تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ تو مسلمان کا علم اٹھائے ہوئے اس کشادہ پیشانی سے ان کی گرفتاری دیکھ رہا ہے اور لڑائی سے پہلو تہی کرتا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کے سامنے کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔

یہ سوچ کر آپ نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ کو بلایا اور وہ نشان جو آپ کو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مرحمت کیا تھا انہیں دے کر فرمایا کہ "سعید تم یہ نشان لے کر کھڑے رہو میں اس ملعون کے مقابلہ کو جاتا ہوں اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اجر اللہ غالب و بزرگ و برتر پر ہے اور اگر میں نے اس کو قتل کر دیا تو اس کا ثواب حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے اعمال نامہ میں درج ہوگا۔

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ نے اسلامی پرچم ہاتھ میں لیا اور یہ مسلمانوں کا عظیم سپہ سالار شیر کی طرح دھاڑتا ہوا اس سردار کے مقابلہ میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اول گھوڑے کو ایک چکر دیا اور حسب ذیل اشعار پڑھے

اللہ جبار و قہار نے یہ جان لیا ہے کہ آگ سے میرا دل داغ دیا گیا ہے یہ سب قائم الحق کے دشمن سردار اپنے شریر
بھائیوں سمیت جلدی جان جائے گا کہ عالم آخرت کس کے واسطے ہے اور میرا معبود بدلہ لینے والا ہے۔"

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ پڑھ کر اس سردار پر حملہ کیا سردار بھی آپ پر حملہ آور ہوا دیر تک دونوں حریف گھوڑے کو دوڑاتے رہے اور انہیں پھیرتے رہے۔ لڑائی نے نازک صورت اختیار کی۔ دونوں گھوڑے کو دوڑاتے دوڑاتے بالکل قریب ہو گئے اور ایک نے دوسرے پر پوری طرح جست کی پھر دونوں لڑتے لڑتے دور چلے گئے اور ایک غبار میں آ کر نظروں سے بالکل غائب ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے اپنے سردار کی طرف دیکھ رہا تھا اور فتح و نصرت کی اس کے لئے دعائیں مانگتا جاتا تھا حتیٰ کہ پھر دونوں سردار ظاہر ہوئے مگر اس حال میں کہ دونوں نقاب سے بندھے ہوئے قریب تھے اور چاہتے تھے کہ جدا جدا ہو جائیں کہ اس سردار نے حضرت میسرہ بن مسروقؓ سے کہا: کہئے تمہارے دین کی قسم! یہ تمہارے لشکر کے پیچھے سے کیسا اور کس کا نشان اڑتا ہے؟ آپ نے اس کے کلام کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور فرمایا وذلک دعی اللہ والعزیز بالقدیر بعید (شعار) انہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم! میں جھوٹ نہیں کہتا بلکہ آپ سے سچ کہہ رہا ہوں۔ اگرچہ جھوٹ بول رہا تھا مگر آپ نے اس نیت سے کہ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں کے لئے کمک روانہ کر دی ہو اس کے قول کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس طرف دیکھا۔ رومی سردار نے آپ کو غافل دیکھ کر آپ کی طرف جھپٹا اور آپ کو پکڑ کے یہ چاہا کہ زین سے اٹھا کر گرفتار کر لوں کہ دفعتہً دور سے ایک نور کی طرح کا چمکتا ہوا نشان دکھائی دیا۔ یہ نشان حضرت خالد بن ولید مخزومیؓ کے ہاتھ میں تھا جو

فضا کے آسمانی میں لہراتا ہوا چلا آ رہا تھا۔

مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے تکبیر و تہلیل کے جان گداز نعرے مارنے شروع کئے ان کے سنتے ہی ان کے صولت و دبدبہ کی وجہ سے سردار کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور وہ مبہوت ساہو کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھنے لگا کہ کیا ہوا۔ اس کے اس طرف متوجہ ہوتے ہی حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے اس پر ہاتھ مارا اور جکڑ کے یہ چاہا کہ زین سے اکھاڑ لوں مگر چونکہ وہ زین سے مربوط اور بے سے بندھا ہوا تھا اس لئے اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ آپ نے چاہا کہ اسے کھینچ ہی لوں مگر آپ اس پر بھی قادر نہ ہو سکے مگر پھر بھی آپ سے اپنی طرف کھینچتے ہی رہے تا کہ اسے نیچے گرا دوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی ادھر ہی آنے کا ارادہ کیا اور جب آپ بالکل قریب آ گئے تو اس نے اب یہ سمجھ لیا کہ میری موت قریب ہی آ گئی ہے۔ یہ سوچ کر اس نے تلوار کا ہاتھ اٹھایا اور چاہا کہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کے ہاتھ پر مار دوں تا کہ ان کے ہاتھ سے چھٹکارا مل جائے مگر جلدی میں حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی طرف سے تلوار کا رخ پھرا اور وہ تلوار اس کے بائیں ہاتھ پر جا کر پڑی جس سے اس کا وہ ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ زین کی طرف پلٹے اور وہ رومی سردار ہاتھ کی تکلیف کی وجہ سے شور و فریاد اور آہ و زاری کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ راستہ میں اسے اس کا نانا اور مصاحب ملے جنہوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیا اور خیمہ میں لا کے اس کے ہاتھ کو داغ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت مسروق عبسیؓ کے پاس پہنچنا

حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ سے ملاقی ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے رومیوں کے متعلق جو کچھ حالات گزرے تھے سب بیان کئے اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ گرفتار ہو گئے ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سن کر سخت تاسف کیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اس کے بعد کہا افسوس عبداللہ بن حذافہ ایسا شخص گرفتار ہو جائے۔ خدا کی قسم! خالد ان سے جدا نہیں ہوگا اور یا انہیں چھڑا لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت خالد بن ولیدؓ بقیہ دن ٹھہرے رہے۔ جب اگلا روز ہوا تو رومیوں کے لشکر میں سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہنے ہوئے ایک بوڑھا شخص آتا ہوا دکھلائی دیا۔ جب آپ کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کو تعظیمی سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارا سردار آپ کی اطاعت میں آنا چاہتا ہے۔ اس نے جب سے اس لشکر کو جو آپ کی کمک کے لئے آیا ہے دیکھا ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور وہ اسی لئے صلح کا خواہاں ہوا ہے۔ کیا آپ حضرات صلح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپ کے قیدی کو چھوڑ دیں گے نیز جس قدر آپ ہم سے زر تاوان طلب کریں گے وہ بھی ہم آپ کو دے دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے شہروں سے واپس چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تین باتوں کے سوا نہیں جا سکتے۔ رہا قیدی کا معاملہ سو اگر تم نے خوشی سے نہ دیا تو زبردستی ہو گے۔ اس نے کہا کیا تم ہی عرب کے سردار ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج لڑائی کو موقوف رکھیں ہم آج آپس میں مشورہ

حضرت امیر المومنینؓ کا ہرقل کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں جنہوں نے نہ کسی کو اپنا مصاحب بنایا اور نہ بیٹا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی رحمت کاملہ ان کے نبی اور رسول محمد علیہ السلام پر۔ یہ خط خدا کے غلام امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے ہے۔ اما بعد! جس وقت تمہیں میرا خط ملے اسی وقت اپنے قیدی یعنی عبداللہ بن حذافہ کو میرے پاس بھیج دو اگر تم نے میری تحریر پر عمل کیا تو مجھے تمہاری ہدایت کی امید ہے اور اگر انکار کیا تو میں ایسے آدمیوں کی فوج تیری طرف مرتب کر کے روانہ کروں گا کہ جنہیں ذکر اللہ سے نہ تجارت روکتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔" والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ.

آپ نے اسے لکھ کر لفافہ کیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس بھیج دیا کہ اسے ہرقل کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ آپ نے ایک معاہدی شخص کو بلا کر اسے اجرت دینے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ اسے لے کر ہرقل کے پاس چلے جاؤ۔ معاہدی قسطنطنیہ گیا اور وہاں جا کر دربانوں سے کہا کہ میرے پاس مسلمانوں کا ایک خط ہے۔ حاجبوں اور دربانوں نے ہرقل کو خبر دی کہ عربوں کا ایلچی آیا ہے اس نے اسے بلا کر دریافت کیا کہ کس کا خط ہے؟ اس نے کہا شہنشاہ عرب حضرت امیر المومنین کا۔ بادشاہ نے لے کر اسے پڑھا اور خادموں سے کہا کہ ایلچی کو حفاظت سے رکھو۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ہرقل سے گفتگو

کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو اپنے پاس بلایا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کا بیان ہے کہ میں ہرقل کے پاس گیا سرداران روم اور افسران فوج اس کے گرد حلقہ کئے بیٹھے تھے۔ اس کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم کون ہو؟ میں نے کہا قبیلہ قریش کا ایک مسلمان ہوں۔ اس نے کہا کیا اپنے نبی کے گھرانے اور خاندان سے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تا کہ میں اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے تمہارا نکاح کر دوں اور اپنے خاص مصاحبین میں داخل کر لوں۔ میں نے کہا اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے دین اور اس طریقہ کار کو جسے حضور اکرمﷺ لائے ہیں کبھی قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا تم ہمارے دین کو قبول کر لو میں تمہیں اتنا مال اور اس قدر دنیا دوں گا۔

اس کے بعد اس نے جواہرات سے بھرا ہوا ایک طشت منگوایا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں تمہیں یہ سب جواہرات دے دوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! اگر تو مجھے اپنی اور اپنی تمام قوم کی بادشاہت بھی بخش دے تب بھی میں کبھی اسلام سے نہ پھروں۔ اس نے کہا اگر تم ہمارے دین میں داخل نہ ہوئے تو میں بری طرح تمہیں قتل کروں گا۔ میں نے کہا اگر تو میرا بند بند بھی علیحدہ کر دے گا اور آگ میں بھی جلا دے گا تب بھی میں مذہب کو ترک نہیں کروں گا اور جو کچھ کرنا ہے اب کر گزر۔

یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا اچھا اگر چھوٹنا چاہو تو اس صلیب کو سجدہ کر لو میں چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں

کر سکتا۔ اس نے کہا نہیں تو پھر سور کا گوشت کھا لو تب چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا حاشا اللہ میں کبھی نہیں کھا سکتا۔ اس نے کہا یہ بھی نہیں تو شراب کا ایک گھونٹ پی لو۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم تمہیں زبردستی کھانا پڑے گا اور پینا بھی اس کے بعد میرے متعلق اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے اس کے پاس سور کا گوشت اور شراب رکھ دو۔ جب بھوک پیاس لگے گی خود اسے کھائے پئے گا۔ غلاموں نے ایک مکان میں وہ گوشت اور شراب رکھ کر مجھے بند کر دیا اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کی رہائی

عامر بن تمیمی نے یوسف بن عمران سے انہوں نے سفیان بن خالد سے انہوں نے ثقہ اور معتبر راویوں سے روایت کی ہے کہ اہل کیسکی جزیت کے بعد قسطنطنیہ میں جا کر ہرقل اس دہشت کی وجہ سے جو اس کے دل میں بیٹھ گئی تھی چند ہی دنوں میں مر گیا تھا بلکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو کر مرا تھا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کے ساتھ یہ گفتگو اس کے بیٹے قسطنطین (اور روایات میں قسطنطین) نے جس کا لقب بھی ہرقل ہی تھا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ میں تین دن تک اس مکان میں بند رہا چوتھے روز مجھے پھر اس نے اپنے پاس بلایا اور غلاموں سے کہنے لگا کہ اس نے اس گوشت اور شراب کو کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس نے ان چیزوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا وہ تمام چیزیں جوں کی توں موجود ہیں۔ اس کے وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! یہ شخص اپنی قوم کا شریف معلوم ہوتا ہے ذلت کو کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ آپ جو کچھ اس کے ساتھ سلوک روا رکھیں گے وہی مسلمان ہمارے ان قیدیوں کے ساتھ بھی کریں گے جو ان کے ہاتھ پڑ جائیں گے۔

ہرقل نے مجھے مخاطب کر کے کہا تم نے اس گوشت کو کیا کیا۔ میں نے کہا وہ اسی طرح رکھا ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے کہا تم نے اسے کیوں نہیں کھایا۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خوف سے۔ کیونکہ انہوں نے اسے ہم پر حرام کر دیا ہے اور اگرچہ تین دن کے فاقے کے بعد ہمیں کھانے کی اجازت دے دی ہے مگر میں نے تمہاری طعن و تشنیع کی وجہ سے اسے چوتھے دن بھی ہاتھ نہیں لگایا۔

ہرقل کا بارگاہ خلافت میں ہدیے روانہ کرنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کا تہدید نامہ ملا تو اس نے اسے پڑھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو بہت سامال اور کپڑے دیئے نیز جناب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب ؓ کے واسطے ایک بیش قیمت موتی (لولو) ہدیۃً پیش کیا اور ایک دستہ کی حفاظت میں آپ کو پہاڑوں کے دروں تک پہنچا دیا یہاں سے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی صحیح سالم تشریف لائے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی جب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت امیر المومنین ؓ آپ کو دیکھ کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور آپ کو با سلامت واپس آنے کی مبارکباد دی۔ آپ نے بارگاہ معلیٰ میں ہرقل کا موتی پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق ؓ نے مدینہ طیبہ کے

ۓ بادشاہان روم کا لقب بھی ہرقل تھا۔ ۱۲ منہ

صد ا ندیں اور جوہری کو بلا کر اس کی قیمت دریافت کی۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم نے ایسا موتی آج تک نہیں دیکھا اس لئے اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے جناب کو یہ عنایت فرمایا ہے تو آپ اسے رکھیں۔ خدا کی قسم اس میں آپ کے لئے برکت مرحمت فرما دیں گے۔ آپ نے مسجد نبوی میں تمام مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور جس وقت وہ جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر انہیں مخاطب کر کے فرمایا: لوگو! رومی کتے نے میرے واسطے یہ موتی بطور ہدیہ کے بھیجا ہے اور مسلمانوں نے اسے میرے لئے حلال کر دیا ہے تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین! اللہ پاک جل جلالہ جناب کے لئے اس میں برکت فرمائے۔ آپ نے فرمایا لا اله الا الله محمد رسول الله اگرچہ تم لوگوں نے اسے میرے لئے حلال کر دیا ہے مگر مسلمانوں میں سے جو حضرات یہاں موجود نہیں ہیں بلکہ کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے ہیں مثلاً مہاجرین، انصار اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی وہ اولاد جو اب تک شکم مادر اور پشت پدر میں ہے ان سے کس طرح اجازت لوں گا۔ خدا کی قسم! عمر میں اتنی طاقت نہیں ہے جو قیامت میں ان کے مطالبہ کا جواب دے گا۔ اس کے بعد آپ نے اسے فروخت کرا دیا اور اس کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دی۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اللہ کی مدد کے ذریعہ سے فتح کر لیا اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں دروب سے واپس آ گئے تو آپ حلب ہی میں حضرت عمرو بن عاصؓ کے انتظار میں مقیم ہو گئے کہ دیکھئے وہاں کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ واقدیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ثقات لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اہل معرت قرو طاحت قاصر اور وہ جو جبل ابو قبیس جو ملک شام میں واقع ہے تھے۔ ان کے نواح کے تمام قلعے اور شہر مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے۔

ایک گاؤں میں چند مسلمانوں کا غلطی سے شراب پی لینا

حضرت عمرو بن عاصؓ کے ساتھ مسلمانوں کا پانچ ہزار کا لشکر جس میں جناب حضرت عبادہ بن صامتؓ، عمرو بن ربیعہ، بلال بن حمامہ اور ربیعہ بن عامرؓ بھی شامل تھے قیساریہ کی طرف گیا تھا۔ حضرت سنان بن عروہ عرانیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت عمرو بن عاصؓ کے اس لشکر میں شامل تھا۔ جو آپ کے ساتھ قیساریہ پر چڑھائی کرنے گیا تھا۔ جب ہم شام کے دیہات میں سے ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو جاڑا سخت پڑ رہا تھا۔ میں نے وہاں انگور تلاش کیا تو اس گاؤں کے اندر ایک گھر میں انگور کے درخت پر چند خوشے لٹکے اور لگے ہوئے دیکھے۔ یہ انگور بڑی قسم کے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک خوشہ لے کر کھا لیا۔ اس خوشے کی ٹھنڈک کی وجہ سے مجھے جاڑا چڑھ آیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان ملعونوں کا برا کرے۔ ان کا ملک سرد اور انگور ٹھنڈے اور پانی برف ہے لیکن ان شہروں کی سردی ہمیں ہلاک نہ کر دے۔ گاؤں کے ایک آدمی نے بھی یہ میری بات سن لی اور اس غرض سے کہ میں اسے کچھ دے دوں خوشامد کے طور سے وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا برادر عربی! اگر یہاں کے انگور ٹھنڈے معلوم ہوتے ہیں تو یہاں کا پانی پیو۔

یہ کہہ کر وہ ہمیں ایک بڑے مٹکے (خم) کے پاس جس میں شراب بھری ہوئی تھی لایا۔ میں نے نیز یمنی عربوں کی ایک جماعت نے اسے پانی سمجھ کر پی لیا۔ اس کے نشے کی وجہ سے ہم سب لڑکھڑاتے اور مستوں کی چال چلتے ہوئے لشکر میں آئے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسے کسی سے سن لیا اور آپ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حسب

ذیل حکم نامہ آپ کے پاس لکھ کر روانہ کیا۔

"امّا بعد! واضح ہو کہ جس شخص نے شراب پی لی اس پر شراب کی حد واجب ہو گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جیسا کہ اس کے متعلق حکم فرمایا ہے تم اس کے بموجب بغیر کسی لومۃ لائم کی پرواہ کئے ان لوگوں پر اللہ کے حدود جاری کر دو۔"

یہ حکم نامہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے اور ان لوگوں کو جنہوں نے میرے ساتھ شراب پی تھی بلا کر درے (تازیانے) مار دیئے۔ مجھے ان کی تکلیف ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! جس کافر نے ہمیں شراب کا نام بتایا تھا کہ وہاں جا کر ہم نے شراب پی لی اور ہم پر حد جاری ہوئی میں اسے ضرور قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر میں نے تلوار ہاتھ میں لی اور اس گاؤں میں گیا اور اسے تلاش کرنے لگا۔ جب میری نگاہ اس پر پڑی تو میں تلوار میان سے نکال کر اس کی طرف دوڑا۔ وہ مجھے اس طرح اپنی طرف آتا دیکھ کر پشت دے کر بھاگا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا وہ بھاگتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ آخر میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ میں نے کہا کمبخت! تو نے ہمیں ایک ایسی چیز بتا دی جس کے پی لینے سے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ خفا ہوتے ہیں اور میں نے اس کی وجہ سے بہت زیادہ مصیبت اٹھائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم پر حرام ہے۔ حضرت سیح بن حمزہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے آواز دی اور فرمایا کہ یہ شخص ہماری ذمہ داری اور امان میں ہے اس کے قتل کرنے سے پرہیز کرو۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ میرے واسطے انجیر اخروٹ اور موز لایا اور کہا کہ تم نہیں کھاتے؟ تمہیں پسند آئیں گے۔ میں نے انہیں کھایا تو وہ خوب لذیذ معلوم ہوئے۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ تیرا بھلا کرے اگر یہ میرے ارادے کھانے سے قبل تو انہیں لے کر یہاں چلا آیا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت سیح بن حمزہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہاں سے کوچ کا حکم دے دیا ہم یہاں سے چل کر ایک دوسرے گاؤں میں جس کا نام مقل تھا مقیم ہوئے۔ قسطنطین بن ہرقل کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی۔ اس کے باپ کے لشکر میں سے جو لوگ ہزیمت اٹھا کر بھاگے تھے انہوں نے اس کے پاس پناہ لی تھی اور اس طرح اس کے لشکر کی تعداد اسی ہزار (۸۰۰۰۰) کے قریب پہنچ گئی تھی اس نے ایک نصرانی عرب کو بلا کر ہمارے لشکر کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ عربوں کے لشکر میں پہنچ کر ان کی تعداد اور ارادہ معلوم کر کے میرے پاس لوٹ آئے۔ وہ جاسوس ہمارے لشکر میں آیا اور تمام لشکر میں چکر لگاتا ہوا یمن کے بعض لوگوں کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے بیچ میں آگ جلا رکھی تھی اور اس کے گرد بیٹھے سینک رہے تھے۔ یہ جاسوس ان کی طرف بڑھا اور ان کے پاس بیٹھ کر ان کی گفتگو سنتا رہا۔ جب چلنے کے ارادہ سے اٹھا تو اپنے دامن میں الجھ کر گر پڑا۔ جلدی میں اس کی زبان پر حق تبارک وتعالیٰ نے صلیب کے الفاظ جاری کر دیئے۔

اہل یمن نے جب اس کے یہ الفاظ سنے تو فوراً سمجھ گئے کہ رومیوں کا کوئی جاسوس ہے۔ یہ خیال کرتے ہی وہ فوراً اس کی طرف جھپٹے اور جست کر کے ایک تلوار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اس سے تمام لشکر میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب یہ شور وغل سنا تو اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ لوگوں نے آپ سے جاسوس کے آنے اور اس کے قتل کرنے کا قصہ بیان کیا۔ آپ کو اس سے سخت غصہ آیا اور آپ نے اہل یمن کو بلا کر ان سے کہا کہ تمہیں کس نے اس کے قتل کو کہا تھا۔ اگر تم اسے میرے پاس لاتے تو میں اس سے رومیوں کی بہت خبریں دریافت کرتا نیز یہ معلوم ہوتا کہ ہمارے لشکر میں کتنے جاسوس ہوں گے۔ ممکن ہے کہ وہ مسلمان ہو

جائیں یا بھاری طرف سے یہ سوتی کا کام کرتے تھیں کیونکہ قلوب باری تعالیٰ کے ید قدرت کے قبضہ و اقتدار میں ہیں وہ جس طرف چاہیں انہیں پھیر دیں۔ اس کے بعد آپ نے لشکر میں منادی کرادی کہ اگر کسی کو کوئی مسافر یا جاسوس مل جائے تو وہ اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔

قسطنطین کی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرنا

کہتے ہیں کہ جب قسطنطین کو انتظار کرتے کرتے دیر ہوگئی تو سمجھ گیا کہ جاسوس قتل ہو گیا ہے۔ اس نے ایک دوسرا جاسوس خبر لانے کے لیے ہمارے لشکر میں روانہ کیا اور وہ اس گاؤں میں آیا مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا اس کا اندازہ لگایا اور جا کر بادشاہ کو خبر دی کہ میں ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر اس کا اندازہ لگا آیا ہوں وہ پانچ ہزار سوار ہیں مگر تمام کے تمام شیر کی طرح مست اور بہت بڑے کرگس کی طرح شکار کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ نیز ان کے چہروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت کو ذی قیمت اور زندگی کو نادانی خیال کرتے ہیں۔

قسطنطین یہ سن کر کہنے لگا مسیح (علیہ السلام) مصحف انجیل اور قربان کی قسم میں مقدور بھر ان سے ضرور قسمت آزمائی کروں گا اور جہاں تک ممکن ہو گا ان سے خوب دل کھول کر لڑوں گا۔ اس میں دو ہی باتیں ہیں یا تو اپنی مراد کو پہنچوں گا یا خیر کے ساتھ موت کے ہم آغوش ہوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوج اور سرداران فوج کو جمع کر کے ایک چاندی کا نشان جس کے سر پر سونے کی صلیب تھی بنایا اور اپنے ایک سردار کو جس کا نام ہکلاکون تھا اور جو اس کے تمام لشکر کا مانند نجیف سپرد کر کے اس کی ماتحتی میں دس ہزار مسلح اور ہتھیار بند فوج دے کر اس سے کہا کہ تو میرے لشکر کا ہراول ہے۔ اس لشکر کو لے کر آگے آگے چل اور عربوں کے پاس پہنچ جا۔ یہ اس دس ہزار فوج کو لے کر ادھر چل پڑا۔ اس کے بعد اس نے ایک صلیبی نشان بنایا اور ایک دوسرے فوجی افسر کے جس کا نام جرجیس بن باعور تھا سپرد کر کے اس کی ماتحتی میں بھی دس ہزار فوج دی اور اس سے بھی اس پہلے سردار کے پیچھے پیچھے چلنے کو کہا۔ اگلے روز اپنے چچازاد بھائی قسطاس کو دس ہزار فوج دے کر قیساریہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود بھی باقی ماندہ فوج لے کر ادھر چل پڑا۔

عیاض بن عوفؓ کہتے ہیں کہ ہم اس گاؤں میں تھے کہ دفعتاً وہ پہلا سردار دس ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلے کو پہنچا۔ ہم نے اسے دیکھ کر اس کی فوج کا اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار کے قریب ہے۔ ہم اپنے دل میں بہت خوش ہوئے اور ہم نے آپس میں کہا کہ ہم پانچ ہزار ہیں اور ہمارا دشمن دس ہزار کی تعداد میں گویا ایک آدمی کے مقابلہ میں صرف دو دو آتے ہیں۔ ابھی ہم یہ تذکرہ کر ہی رہے تھے کہ دوسرے سردار کی ماتحتی میں بھی دس ہزار فوج اور آتی ہوئی دکھائی دی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا لوگو! یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ جو شخص اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اور یوم آخرت کی ملاقات کا ارادہ کر لیتا ہے وہ شخص دشمن کی کثرت اور ان کی کثرت کمک سے کبھی نہیں گھبراتا کیونکہ جہاد کا اجر و ثواب سب چیزوں سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے رستے میں کافروں کی صفوں کے اندر شہید ہو جانے سے اور زیادہ فخر کی یہ بات ہو سکتی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جنت کے باغوں میں اقسام اقسام کے پھل اور میوے کھائے گا اور اللہ جل جلالہ کی رحمت کاملہ سے بہرہ اندوز ہو گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احيا عند ربهم يرزقون"

"جو لوگ اللہ کی راستے میں شہید کر دیے گئے انہیں مردہ شمار نہ کرو بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو جنگ کے واسطے تیار ہو جانے کے لیے فرمایا۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند ہوئے اور حضور پرنور آقائے دو جہاں محمد ﷺ پر درود شریف بھیجا۔ پہاڑوں نے، جنگل میدانوں، پتھروں، چٹانوں، درختوں اور دوسرے زمین کی کل چیزوں نے مسلمانوں کی اقتدا کی اور ان کا جواب دیا اور (بزبان حال) کہا الٰہی! اور اے ہمارے مولا و معبود ہم موحدوں کی آواز اور توحید کے نعرے بلند ہوتے ہوئے سن رہے ہیں۔ اس تمجید و تقدیس کے چہرے دیکھ رہے ہیں اور آپ کا ذکر خیر ان کی زبان پر جاری ہے جو جوش و خروش مسلمانوں کے نعرے سن کر وجد آ گیا اور وہ اپنے مولی اور مالک کا ان نعمتوں پر جو انہیں باری تعالیٰ جل مجدہ نے عنایت کی ہیں شکریہ ادا کرنے لگے۔ درندے اور بہائم اپنے رازق اور پروردگار کے سامنے سر بسجود ہو کر تسبیح میں مشغول ہو گئے اور فضائے آسمان میں کھڑے ہو کر ایک ہاتف نے دنیا کی کل چیزوں کو مخاطب کر کے کہا پہاڑوں! معمورہ زمین، درختوں اور دریاؤں میں اپنے رب کریم کی آخر مخلوق تسبیح و تہلیل میں منہمک رہتی ہے اور آخر چیزیں اسی کے لیے تھے مجھ کو اپنی عمر مستعار کو پورا کر دیتی ہیں۔

فضائے و عالی کی آوازیں سن کر مشرکین کا لشکر لرزہ براندام ہو گیا اور معمورہ زمین کی کل مخلوقات کی آوازیں سن کر قہر کو پہنچنے لگا۔ زمین پاؤں تلے سے نکل گئی اور قلوب مسلمانوں کی ہیبت سے پر ہو گئے۔ قسطنطین نے یہ آوازیں اور مسلمانوں کی فوج کی طرف دیکھا تو پہلے سے دو گنی زیادہ نظر آئی اور کہنے لگا خدا کی قسم! جب میں یہاں آیا تھا یہ پانچ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور اب ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی ملائکہ سے مدد فرمائی ہے۔ میرا باپ ہرقل نہایت دور اندیش اور دانا بینا آدمی ہے جس نے عربوں کو پہلے ہی پرکھ لیا تھا۔ میرا یہ لشکر بایان اس کے اس لشکر سے زیادہ نہیں ہے جو وہ یرموک کے میدان میں ان کے مقابلے پر لے گیا تھا کیونکہ اس کا لشکر بے انتہا تھا اور میرا اس کے مقابلے میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ میں نے ان کے مقابلے میں نکل کر بڑی حماقت کی اور مجھے بہت بڑی ندامت اٹھانی پڑی۔ میں بہت جلدی کوئی حیلہ کر کے ان کے مقابلے سے پیچھے لوٹ جاؤں گا۔

یہ کہہ کر اس نے ایک بشپ کو جو قیصریہ میں نہایت عظیم القدر اور عالم شخص تھا بلایا اور کہا کہ آپ سوار ہو کے ان عربوں کے پاس چلے جاؤ نہایت احسن طریقے سے ان کے ساتھ گفتگو کرو اور کہو کہ شاہزادہ آپ حضرات میں سے ایک فصیح و بلیغ جری اور شریف النفس شخص کو بلاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نے سیاہ دیباج کے کپڑے پہنے بالوں کی ایک ٹوپی سر پر لگائی اور ایک خچر پر سوار ہو کر جواہر کی ایک صلیب ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کی طرف چلا اور لشکر کے قریب پہنچ کر ایک ایسی جگہ کھڑے ہو کر جہاں سے مسلمان اس کی آواز سن سکتے ہوں کہنے لگا معاشر العرب! میں قسطنطین بن ہرقل کا قاصد ہوں اس نے آپ کی خدمت میں مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں آپ سے اس کا یہ پیغام پہنچا دوں کہ آپ حضرات ایک فصیح جری اور دلاور شخص کو میرے پاس روانہ کر دیں۔ خدا کی قسم وہ صلح چاہتا ہے اور فساد و خون ریزی کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے دین کا عالم ہے اور امور دنیاوی میں نہایت دور اندیش ہے۔ مفت میں خون بہانا اور ملک میں فتنہ و فساد کرنے سے اسے سخت نفرت ہے۔ تم بھی ہم پر ظلم و جور نہ کرو کیونکہ ظالم مغلوب ہو جاتا ہے اور مظلوم کی مدد ہوا کرتی ہے۔ مسیح نے ہمارے واسطے یہ حکم فرمایا ہے کہ تمام وجوہ کے سوا کسی سے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہزادہ قسطنطین پسر ہرقل یہ چاہتا ہے کہ آپ اپنے اندر سے کسی فصیح اور مضبوط دل شخص کو یہاں بھیج دیجئے تاکہ وہ شخص شریف النسل ہو۔ یہ کہہ کر یہ چپکا کھڑا ہو گیا۔

کہتے ہیں جب حضرت عمرو بن عاص ؓ نے اس کی یہ گفتگو سنی تو مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا تم کو اس بطریق یا یہ شخص نے

جو کچھ کہا ہے وہ آپ نے سنا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی خوشنودی حاصل کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے اور جنت والی جو چیز ہے گا
اسے معلوم کرنے آپ حضرات میں سے کون مخصوص ہے جائے گا۔ حضرت بلال بن حمامہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن جو نہایت سیاہ فام دراز
قد تھے اور جن کی سیاہی میں دمک تھی اور جن کی دونوں آنکھیں انگاروں کی طرح چمکا کرتی تھیں اور بیر بہوٹی کی طرح سرخ رہا کرتی
تھیں نیز جو نہایت بلند آواز تھے اٹھے اور کہنے لگے یا عمرو! اس کے پاس میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا بلال! تمہیں رسول اللہ ﷺ کے غم
نے بہت شکستہ حال کر دیا ہے نیز تم عربی نہیں بلکہ حبشی ہو اور عربوں کی گفتگو نہایت تیکھی اور مقفیٰ ہوا کرتی ہے۔ حضرت بلال ؓ نے
کہا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی قسم! آپ مجھے ہی اجازت دیں تاکہ اس کے پاس میں ہی جاؤں۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے بہت بڑی قسم
دے دی بہت اچھا تم ہی جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اعانت طلب کرو۔ بات کرنے میں اس سے متعلق نہ جھجکو۔ فصاحت و بلاغت
سے گفتگو کرو اور شریعت اسلام کی بڑائی بیان کرو۔ حضرت بلال ؓ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حضرت بلال ؓ کا بطور قاصد روانہ ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت بلال ؓ سال کے پورے کی طرف نہایت قد آور اور ڈیل ڈول میں بلند تھے۔ آپ کے دونوں شانے بہت
چوڑے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ قبیلہ تنوخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی شخص دیکھتا تھا تو آپ کے عظیم الخلقت
ہونے کی وجہ سے ڈر جاتا تھا۔ اس روز آپ کے شام کے بنے ہوئے سفید کپڑے کی کفنی پہنے ہوئے تھے سر پر اونی عمامہ باندھ رکھا
تھا۔ آپ نے تلوار حمائل کی۔ توشہ دان شانے پر رکھ عصا ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں کے لشکر سے نکل کر ادھر چلے۔ بطریق نے آپ کو
دیکھ کر تو یہ خیال کیا اور دل میں کہنے لگا کہ ان عربوں کی آنکھوں میں ہم بہت حقیر ہیں جو انہوں نے ہمارے پاس انہیں حقیر سمجھ کر
اس غلام کو بھیجا ہے۔

اس کے بعد آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے غلام! تم اپنے آقا کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ بادشاہ تمہارے
سردار کو بلاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ کچھ گفت و شنید کر سکے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بلال ہوں تمہارے بادشاہ کے
کسی سوال کے جواب دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔ اس نے کہا اچھا میں بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دوں تم یہیں ٹھہرے رہنا۔ یہ کہہ
کر یہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا ایہا الملک! آپ سے گفتگو کرنے کے لیے انہوں نے اپنا ایک غلام کو بھیجا ہے۔ اس سے آپ
خود اندازہ کر لیں کہ ان کی آنکھوں میں ہماری قدر و منزلت کا کیا حال ہے۔ غلام جو انہوں نے روانہ کیا ہے نہایت سیاہ فام دراز
قامت اور ڈیل ڈول کا بہت بھاری ہے۔ اس کے بعد اس نے آپ کی ایسی صفات بیان کیں کہ جس سے اس کے دل میں آپ کی
طرف سے خوف بیٹھ گیا اور اس سے کہا کہ تو ان کے پاس پھر جا اور یہ کہہ کہ نصرانی بادشاہ نے گفت و شنید کرنے کے لئے آپ کے
سرداروں میں سے ایک سردار کے متعلق کہا تھا اور آپ نے ایک غلام کو بھیج دیا۔ ترجمان پھر حضرت بلال ؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا
اے سیاہ فام شخص بادشاہ یہ کہتا ہے کہ ہم غلام سے بات کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارے لشکر کے سردار یا امیر سے بات چیت کرنا چاہتے
ہیں۔ آپ بادل نخواستہ واپس چلے آئے اور حضرت عمرو بن عاص ؓ کو اس کی اطلاع کی۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا بہت اچھا
میں جاتا ہوں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ﷺ نے کہا اے ابو عبداللہ! جب آپ تشریف لئے جاتے ہیں تو اس لشکر کو کس
پر چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں ان سے زیادہ کوئی رحیم نہیں وہ اپنا مخلوق کے لیے ارحم

اترا چکے ہیں لیکن پھر بھی نشان کو تم سنبھالو اور اس لشکر کی باگ ڈور میرے بعد تم اپنے ہاتھ میں رکھو۔ اگر انہوں نے بے وفائی کی اور میرے ساتھ غدر کیا تو اللہ پاک جل جلالہ تم پر میرے خلیفہ اور مالک ہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نشان ہاتھ میں لیا اور آپ کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ اس وقت زرہ کے اوپر اون کا ایک جبہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ سر پر زرد رنگ کا یمنی عمامہ تھا جسے آپ نے شملے کے لئے پیچھے کو چھوڑ کر باقی کے پیچ اسے دے رکھے تھے۔ کمر میں پٹکا تھا تلوار حمائل تھی اور نیزے کو رکاب میں مرکوز کر رکھا تھا۔ آپ اس شان و شوکت سے دشمن کی فوج کی طرف چلے اور جب اس ترجمان کے پاس جسے قسطنطین نے بھیج رکھا تھا پہنچے تو کھڑے ہو گئے۔ ترجمان آپ کو دیکھ کر ہنسا۔ آپ نے اس سے فرمایا اعرابی بھائی تجھے کس بات پر ہنسی آئی؟ تو اس نے کہا آپ کے لباس اور سلاح پر جو آپ نے زیب بدن کر رکھے ہیں۔ آپ نے ان ہتھیاروں کو کیوں اپنے ساتھ لیا کیا آپ کا ارادہ وہاں لڑنے کا ہے؟ آپ نے فرمایا ہتھیار تو عربوں کا اوڑھنا بچھونا ہیں اور خصوصی لباس بھی ان کا یہی ہتھیار ہیں۔ میں نے انہیں اس غرض سے اپنے ساتھ لیا ہے کہ وقت پڑنے پر کام دیں اور اگر دشمن کچھ بے وفائی کرے تو اپنی جان بچانے کے ساتھ ساتھ اس کی بھی گوشمالی کر دوں۔ ترجمان نے کہا مکر و فریب عربوں کا تو شیوہ ہے ہماری عادت میں داخل نہیں۔ آپ مطمئن ہو کر تشریف لے چلیں۔ یہ کہہ کر وہ بادشاہ کے پاس گیا اسے اطلاع کی اور کہا ایہا الملک! عربوں کے لشکر کے سردار آپ کے پاس آ رہے ہیں اور وہ ایسا ایسا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا کہ ان سے کہہ دو کہ تشریف لے آئیں۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حضرت عمرو بن عاص ؓ کی خبر سن کر سامان درست کرنا شروع کیا تخت کو خوب آراستہ کیا۔ پادریوں اور بطریقوں کو دائیں بائیں بٹھایا اور افسران فوج کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ترجمان حضرت عمرو بن عاص ؓ کے پاس پہنچا اور اس نے آپ سے کہا کہ عربی بھائی بادشاہ نے اجازت دے دی ہے آپ تشریف لائیے۔

آپ یہ سن کر آگے بڑھے گھوڑے پر سوار آپ برابر چلے جا رہے تھے۔ تمام پیدل لشکر آپ کی زیب و زینت اور لباس سے تعجب کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ بادشاہ کے خیمے کے دروازہ پر پہنچے یہاں آپ پیادہ ہو گئے۔ روم کے فوجی سردار آپ کے آگے آگے ہوئے اور بادشاہ کی طرف چلنے لگے۔ اس کے قریب پہنچے تو بادشاہ کی اور آپ کی آنکھیں چار ہوئیں۔ آپ نے اسے عرب کے دستور کے موافق دعا دی۔ بادشاہ نے آپ کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا مرحبا کہا نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور کہا کہ تخت پر تشریف رکھئے مگر آپ نے اس پر بیٹھنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا فرش تمہارے فرش سے بہت زیادہ پاک ہے کیونکہ انہوں نے تمام زمین کو فرش بنا کر ہمارے لئے مباح کر دیا ہے اور اس میں ہم سب برابر ہیں۔ پھر میں اللہ کا فرش چھوڑ کر بندے کے تخت کو کیوں اختیار کروں۔ یہ کہہ کر آپ زمین پر چہار زانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ نیزے کو اپنے سامنے رکھا اور تلوار کو بائیں ران پر رکھ لیا۔ اس کے بعد فرمانے لگے رومی بادشاہ جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اور جو کہنا چاہتے ہو کہو۔

عمرو بن عاص ؓ اور قسطنطین پسر ہرقل کی گفتگو

قسطنطین پسر ہرقل نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام عمرو ہے اور میں سادات عرب اور ارباب بیت الحرم سے ہوں جن کی لوگ تعظیم کیا کرتے ہیں اس نے کہا عمرو واقعی آپ سادات عرب اور معزز شخص ہیں لیکن اگر آپ عرب ہیں تو ہم رومی

ہیں۔ ہمارے اور آپ کے مابین قرابت ہے اور ہم تم نسبت میں ملتے جلتے ہیں اور جو اشخاص نسبت میں متصل ہوا کرتے ہیں وہ آپس میں خون نہیں بہایا کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑا نسب تو ہمارا دین اسلام ہے اس کے بعد نسب بعیثہ والدین کی طرف سے لاحق ہوا کرتا ہے اور جب دو بھائی مذہب میں مختلف ہو جایا کرتے ہیں تو ان میں سے ایک کے لئے یہ حلال ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے کو قتل کر دے اور ایسی صورت میں ان کا نسب منقطع ہو جایا کرتا ہے۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہمارا تمہارا نسب ایک ہے سو یہ کس طرح؟ ہم معزز قریش ہیں اور تم رومی بچے۔ اس نے کہا یا عمرو! کیا ہمارے اور آپ کے باپ حضرت آدمؑ نہیں تھے۔ پھر نوحؑ ہوئے پھر حضرت ابراہیمؑ۔ عرب حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں اور رومی حضرت عیصو بن اسحاقؑ کی اور یہ اسحاقؑ حضرت اسمٰعیلؑ کے بھائی تھے اور یہ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں اور بھائی بھائی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ آپس میں لڑیں اور جو ان کے بڑوں نے ان پر تقسیم کر دیا ہے اس کے اوپر آپس میں کٹ مریں۔ آپ نے فرمایا واقعی تم نے سچ بیان کیا کہ عیصو (عیص) حضرت اسحاقؑ کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ ان کے چچا ہوتے تھے۔ واقعی ہم ایک باپ کی اولاد ہیں اور حضرت نوحؑ ہمارے باپ ہوتے ہیں اور حضرت نوحؑ نے ہماری آپس میں تقسیم بھی کر دی تھی مگر وہ تقسیم خوشی سے نہیں کی تھی بلکہ جب آپ اپنے صاحبزادے حام پر ناراض ہو گئے تھے تو اس وقت تقسیم معرض عمل میں آئی تھی اور یہ یاد رکھو کہ حام کی اولاد اس تقسیم سے راضی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدت دراز تک وہ برابر (اپنا حق لینے کے لیے) خونریزی کرتی رہی تھی۔ یہ زمین جس پر تم قابض ہو دراصل تمہاری نہیں ہوئی تھی بلکہ عمالقہ کی تھی جو تم سے پہلے تھے کیونکہ حضرت نوحؑ نے تمام زمین کو اپنی اولاد یعنی سام حام اور یافث پر تقسیم کیا تھا اور اپنے بیٹے سام کو یہ شام کا ملک یمن حضر موت عمان اور عمان بحرین تک دے دیا تھا۔ عرب تمام کے تمام سام کی اولاد سے ہیں جو یہ ہیں۔ قحطان طسم جدیس (جدلیس) اور عملیق اور یہ عملاق بھی جہاں کہیں ہیں ابوالعمالقہ کے نام سے مشہور ہیں اور یہ تمام کے تمام یعنی قحطان طسم جدیس اور عملاق جتنا بڑھ ہیں جو شام رہتے تھے اور یہی خالص عرب ہیں کیونکہ ان سب کی زبان عربی تھی اور یہ اس زبان پر مخلوق ہوئے تھے۔ حام کو حضرت نوح علیہ السلام نے ممالک غرب اور ساحل دیئے تھے اور یافث کو شرق و مغرب کے مابین کا حصہ بخشا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں زمین کا وارث کر دیتے ہیں۔ اب ہماری خواہش ہے کہ اسی پہلی ہی تقسیم پر جو حضرت نوحؑ نے فرمائی تھی از سر نو پھر عملدرآمد ہو جائے اور جو شہر یں شہر یمن اور مضبوط مکانات تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ہمارے حصہ میں آ جائیں اور جو غبار دار درخت پتھر اور سنگلاخ زمین ہمارے پاس ہے وہ تمہارے پاس چلی جائے۔

قسطنطین پسر ہرقل نے جب آپ کا جواب سنا تو سمجھ گیا کہ یہ شخص نہایت عقلمند آدمی ہے۔ کہنے لگا واقعی آپ نے سچ فرمایا مگر تقسیم تو جاری ہو چکی اور اس پر عمل درآمد بھی ہو گیا۔ اب اگر تم اس تقسیم کے خلاف کرو گے تو ظالم کہلاؤ گے اور میں یہ جانتا ہوں کہ تمہیں اس کام پر ہماری جنت اور اپنے شہروں سے الگ ایک بہت بڑی کوشش نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یا الملک! واقعی تیرا گمان بالکل صحیح ہے کہ ہمیں ایک کوشش عظیم نے تمہارے شہروں کے آنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ ہم چنے اور جو کی روٹیاں کھایا کرتے تھے مگر جب ہم نے تمہارے عمدہ عمدہ کھانے دیکھے تو ہمیں بہت لذیذ معلوم ہوئے اب ہم تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک ہم تمہارے شہروں کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہیں اپنا غلام نہ بنا لیں اور اس بلند درخت کے سایہ تک جس کی شاخوں پر سبز سبز پتے اور عمدہ عمدہ پھل ہیں نہ پہنچ جائیں اور اگر تم نے ہمیں اس سے منع کیا یا کسی طرح کی اس میں رکاوٹ ڈالی اور زندگی میں ہم دیئے

والی چیزیں ہیں جو ہم نے تمہارے شہروں کی نکلوائی ہیں ان سے باز رکھو تو یاد رکھو ہمارے پاس ایسے ایسے جانباز سپاہی موجود ہیں جن کو تم سے جنگ کا بڑا اشتیاق ہے جتنا تمہیں دنیا کی زندگی کا کیونکہ وہ موت آخرت اور جنگ کے خواہاں ہیں روح پرور زندگی کے۔

یہ سن کر قسطنطین پسر ہرقل چپ ہو گیا اور اسے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ اپنی قوم کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ عربی اپنے قول میں بالکل سچا ہے۔ نسطورین قربان مسیح (علیہ السلام) اور صلبان کی قسم ان کے مقابلہ میں ہم بالکل نہیں ٹھہر سکتے۔

حضرت عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نصیحت کرنے کا یہ اچھا موقع دیکھا اور میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاشر الروم! جو کچھ تم چاہتے تھے اللہ پاک عزوجل نے وہ چیز تمہارے پاس پہنچا دی ہے اگر تمہارا یہ منشا ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے شہر بھی پاس رہیں تو تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے معتقدات اور اقوال کی تصدیق کر لو کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالی کے نزدیک سچا اور پاکیزہ مذہب صرف مذہب اسلام ہی ہے۔ لہٰذا کہو کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔

قسطنطین پسر ہرقل نے کہا عمرو! ہمارے باپ دادا اسی مذہب پر مر گئے ہیں ہم اپنے مذہب سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتے۔

آپ نے فرمایا اگر اسلام اچھا نہیں لگتا تو نکل ہو کر اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے جزیہ ادا کرتے رہو۔ اس نے کہا میں اسے بھی منظور نہیں کر سکتا کیونکہ وہی ادائے جزیہ کے لیے بھی میری اطاعت نہیں کر سکتے۔ میرے باپ ہرقل نے انہیں جزیہ کے لیے پہلے ہی کہا تھا مگر انہوں نے اس کے قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے امکان میں جہاں تک تھا میں نے تمہیں ڈرایا اور سمجھایا اور حتی الامکان کوشش کر لی کہ تم کسی طرح خونریزی سے بچے رہو مگر تم کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ اب ہمارے تمہارے درمیان صرف تلوار حکم ہے اور بس اس کے سوا اب کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک تبارک وتعالی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے تمہیں ایسے امر کی طرف دعوت دی تھی جس میں تمہاری نجات کا طریقہ منحصر تھا مگر تم نے اس سے انکار کیا۔ میری دعوت کو اس طرح مسترد کر دیا جیسے کہ تمہارے باپ عیصو نے اپنی ماں کی نافرمانی کر کے پہلے اپنے بھائی یعقوب سے اپنی قرابت کا خیال نہیں کیا تھا۔ تم خیال کرتے ہو کہ ہم تمہارے نسب میں قریب ہیں لیکن میں اللہ پاک تبارک وتعالی کے سامنے تم سے تمہاری قرابت سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ تم رحیم وکریم ہستی کے ساتھ کفر کرتے رہے ہو اور اس پر پوری طرح ایمان نہیں لاتے۔ تم عیصو بن حضرت اسحٰق ؑ کی اولاد ہو اور ہم حضرت اسماعیل ؑ بن حضرت ابراہیم ؑ کی اور اللہ پاک جل جلالہ وعم نوالہ نے ہمارے حضور اکرم ؐ کو حضرت آدم ؑ سے لے کر آپ کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کی صلب مبارک تک خیر الانساب (عمدہ اور بہترین نسب والے) بنایا ہے اور آپ کے نسب میں ذرہ برابر فرق نہیں ڈالا۔ اول سب سے پہلے حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد کو دنیا میں ممتاز بنایا اور انہیں عربی زبان کی تعلیم دی۔ تمام عرب انہی کی اولاد سے ہیں اور حضرت اسحاق ؑ کو ان کے والد ماجد ہی کی زبان پر برقرار رکھا۔ پھر عرب کنانہ کو فضیلت بخشی پھر کنانہ میں قریش کو مکرم فرمایا۔ پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا اور پھر بنی ہاشم میں سے بنی عبد المطلب کا انتخاب کیا اور سب کے بعد ہمارے آقا ومولا جناب محمد ؐ کو بنی عبد المطلب میں سے سرفراز کیا اور آپ ؐ کو رسول بنایا نبوت ورسالت کی اور وحی دے کر آپ کی خدمت پر حضرت جبرائیل ؑ کو بھیجا۔ حضرت جبرائیل ؑ نے آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے دنیا کے مشرق ومغرب میں پھر کر آپ سے زیادہ افضل اور مکرم کسی کو نہ دیکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم)

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص نے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر مبارک جن گردیوں کے دو شخص کھڑے ہوگئے ان کے دلوں
میں ہیبت طاری ہوئی اور قلوب تھر تھر کانپنے لگے۔ قسطنطین بن ہرقل کے دل میں خوف طاری ہوا اور وہ کہنے لگا کہ واقعی آپ نے سچ کہا۔
انبیاء علیہم السلام قوم کے معزز خاندان ہی میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا عمرو! کیا تمہارے ساتھیوں میں کوئی
اور بھی تمہاری طرح اتنا حاضر جواب ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میرے تمام ہمراہی ایسے ہی ہیں بلکہ اگر میرے بجائے تم سے وہ
گفتگو کریں تو اس وقت تم پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ میں تو بعض کا ان میں سے مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میری رائے
میں تو یہ کمال ہے کہ تم سا حاضر جواب تمہارے لشکر میں کیا تمام عرب میں بھی ہو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر بادشاہ چاہے گا تو میں
اوروں کو بھی اپنے ہمراہ لیتا آؤں گا۔ میرے قول کی تصدیق بادشاہ کے سامنے پھر خود ہو جائے گی۔ یہ کہہ کر آپ جست بھر کے اپنے
گھوڑے پر سوار ہو گئے اور پوپیدہ کر کے اپنے لشکر میں پہنچ آئے۔ مسلمانوں نے آپ کو دیکھ کر خدائے واحد کا شکر ادا کیا اور یہ تمام
رات بیداری سے کاٹ دی۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرو بن عاص نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور ارشاد کیا کہ لڑائی کیلئے اپنے
گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ مسلمان یہ سنتے ہی سوار ہو کے صف بندی کرنے لگے اور منتظر ہو کر کھڑے ہو گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ جنگ تیار ہے کہ ابن قسطنطین نے اپنی فوج کو تین صفوں پر منقسم کیا تیر اندازوں کو آگے اور میمنہ اور میسرہ کو
خوب ترتیب سے کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ صلیب سب سے آگے بلند کی اور خود فوج سے نکل کے ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت
عمرو بن عاص نے جب قسطنطین کے لشکر کی صف بندی اور جنگ کے لیے اس کی تیاری دیکھی تو آپ نے بھی مسلمانوں کو آراستہ کیا
اور تمام لشکر کو ایک صف کر کے میمنہ پر رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہؓ کو مقرر کیا اور ان کیساتھ حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ﷺ کو
رہنے کا حکم فرمایا۔ میسرہ پر حضرت ضحاک بن حارثہ یشکری کو جو مسلمانوں میں سے ایک یگانہ اور فرزانہ سوار تھے مامور فرمایا ابھی یہاں یہ
ترتیب ہو ہی رہی تھی کہ دفعتاً رومیوں میں سے ایک سوار زرد ریشمی کپڑے پہنے زرہ اور جوشن لگائے گلے میں ایک سونے کی صلیب
لٹکائے ہوئے نکلا اور گھوڑا دوڑا کے مسلمانوں کے میمنہ سے میسرہ تک اور میسرہ سے میمنہ تک اپنے نیزے سے ایک خط کھینچتا چلا
گیا۔ پھر قلب کی طرف اسی طرح گھوڑے کو پوپیدہ یہ خط کھینچتا چلا آیا اور لشکر کے سامنے اپنے نیزے کو گاڑ کر کمان ہاتھ میں لے کر
کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اسے چلے پر چڑھا کے سینہ پر شست باندھی اور ایک مسلمان کو مجروح کر دیا۔ فوراً ہی پھر میسرہ کی طرف
ایک تیر پھینکا اور ایک مرد مومن کو شہید کر ڈالا۔

حضرت عمرو بن عاص نے اس کی یہ جرأت دیکھ کر مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا کیا آپ حضرات اس ملعون کے کاموں کو
نہیں دیکھ رہے کہ یہ کیا کر رہا ہے تم میں سے کون سا بہادر اس کے مقابلے میں نکل کر مسلمانوں سے اس کی شرارت کو دور کرے گا۔
یہ سن کر ایک ثقفی جوان جو ایک سیاہ جوشن پہنے اور ایک پرانا عمامہ باندھے ہوئے تھا آگے بڑھا اور اپنی اس عربی کمان پر جو اس
کے ہاتھ میں تھی تیر چڑھا کر اس ملعون کی طرف چلا۔ رومی تیر انداز نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی بوسیدہ جوشن اور اس عربی کمان کے
سوا کوئی زرہ وغیرہ سامان حرب اور کسی آلات جنگ کو اس کے پاس نہ دیکھ کر اسے معمولی آدمی اور فنون جنگ سے غیر ماہر خیال کیا اور
ذلیل نظروں سے دیکھ کر اس نے پہنچنے سے پہلے ہی ایک تیر کمان چڑھا کے شست باندھ کر اس پر چھوڑ دیا۔ تیر ثقفی کے سینہ میں آ کر لگا
اور اس کی اس بوسیدہ جوشن میں الجھ کر رہ گیا۔ رومی چونکہ تیر اندازی میں اپنے زمانہ کا فرد تھا اور اس کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا اور جس چیز پر
اس کا تیر پڑتا تھا اسے چھید کر کے رکھ دیتا تھا اس لئے اس تیر کے کارگر نہ ہونے سے اسے سخت غصہ آیا اور جل بھن کر اس نے دوسرا

تیر کمان پر چڑھا کر پھر اس پر پھینکنا چاہا مگر قبل اس کے کہ یہ تیر چلاتے نقلق نے کمان کھینچ کر اس کی طرف بنا تیر چھوڑ دیا چونکہ تیر چھوٹا تھا تیر کمان میں اس غرض رکھا ہوا تھا کہ وہ رومی کو نظر نہ آیا اس لیے یہ تیر چھوٹتے ہی رومی کے سینہ حلق میں پہنچا اور گدی سے نکل کر پرلی طرف ہو گیا۔ رومی چکرا کے گھوڑے سے زمین پر گرا اور یہاں تک کہ ملک الموت کے حوالے ہو لیا۔

یہ دیکھ کر نقلق گھوڑے کی طرف دوڑے اس کو پکڑ کے اس پر سوار ہوا۔ رومی کے خود کو اپنے سر پر رکھا اور اس رومی کی نعش کو کھینچتے ہوئے مسلمانوں کی طرف لے آیا۔ نقلق کے چچا کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا اور کچھ بات کہی مگر اس نے خوشی میں اس کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے کہا بھائی میں تم سے بات کرتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ کیا تم قیصر کی اولاد ہو۔ نقلق مع اس رومی کے اسباب کے لوٹ کے حضرت عمرو بن عاص کے پاس آیا اور آپ نے اس کے ہتھیار دے دیئے۔ رومیوں نے جب نقلق کی یہ بہادری اولوالعزمی اور کام دیکھا تو انہیں بہت غصہ آیا مگر چپ ہو گئے۔ انہوں نے منہ پھیر کر ماتھا ڈال جلدی آپس میں آسمان کی طرف اشارہ کرنے لگے جس سے مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے خالق نے قتل کر دیا ہے۔

قسطنطین نے اپنے تیر انداز کی موت کو دیکھا تو اسے بھی بہت آپے سے باہر ہوا اور اس کا مرنا نہایت شاق گزرا۔ اپنے ایک فوجی افسر سے کہنے لگا کہ تو ان عربوں کے مقابلہ میں نکل کر دین نصرانی کی مدد اور حمایت کر۔ اس نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور مسلمانوں کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ یہ سرخ دیباج کا جوڑا پہنے ہوئے تھا اس کے نیچے نہایت مضبوط زرہ تھی جوشن بازو پر لگا رکھے تھے۔ گلے میں سونے کی ایک صلیب آویزاں تھی۔ غلام پیچھے پیچھے کوتل گھوڑے لیے ہوئے تھے تلوار ہاتھ میں تھی اور ڈھال دوسرے ہاتھ میں لئے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ دونوں صفوں کے بیچ میں آ کر ھل من مبارز کا نعرہ لگایا اور اپنے حریف کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ مسلمان اس کی طرف دیکھنے لگے اور اس کے گھوڑے کے چہرہ اس کی سواری اور اس کی صورت کو دیکھتے رہے مگر اس کے مقابلے کے لئے کوئی نہ نکلا۔ حضرت عمرو بن عاص نے مسلمانوں کا یہ توقف دیکھ کر فرمایا یہ دراصل اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں اپنی جان پیش کرے اس کے مقابلہ میں کون شخص جائے گا اور اس کی شرارت اور بدی سے مسلمانوں کی کفایت و حمایت کون کرے گا۔ یہ سنتے ہی ایک عربی یہ کہتا ہوا کہ حضرت اس کام کو میں کروں گا آگے بڑھا اور اپنے آپ کو حضرت عمرو بن عاص کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل شانہ تمہارے ارادے اور کام میں برکت عنایت فرمائیں چلے جاؤ۔ وہ مسلمان اس سردار کی طرف چلا اور پہنچتے ہی نہایت بامردی سے جوش دکھا کر کے اس پر حملہ آور ہو گیا۔ رومی سردار بھی اس کی طرف بڑھا اور حملہ کرنے لگا۔ دیر تک دونوں گھوڑے کداتے اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ آخر دونوں کی تلواریں ایک دفعہ ساتھ ہی اٹھیں اور اپنے اپنے حریفوں پر پڑیں مگر رومی سردار نے سبقت کر کے اپنا وار کسی قدر پہلے کیا اور اس کی تلوار مسلمان کی ڈھال پر جو بغیر احتراز ہدف دوسری تہہ کے مجتمع چمڑے کی بنی ہوئی تھی پڑی اور ڈھال کو کاٹتی ہوئی صاف نکل گئی مگر مسلمان اس کی زد سے بالکل بچ گیا اور اس پر اس کا مطلق کچھ اثر نہ ہوا۔ مسلمان کی تلوار رومی کے خود پر پڑی۔ رومی کسی قدر پیچھے ہٹا تو وہ خود کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی پیچھے کو ہی لوٹ گئی اور اس کا سر جوں کا توں سلامت رہ گیا۔ رومی سردار کی جان میں جان آئی تو اس نے مسلمان کے پھر ایک تلوار ماری جو ایک کاری زخم لگا کر واپس آئی۔ مسلمان یہ گہرا زخم لے کر اپنے لشکر کی طرف چلا اور راستے میدان سے پشت دکھا دیکھ کر ایک دوسرے مسلمان نے مخاطب کر کے کہا افسوس ہے جو شخص باری تعالیٰ جل مجدہ کے راستے میں اپنی جان کو بیچ کر جاتا ہے وہ دشمن کے مقابلہ سے واپس نہیں آیا کرتا۔ اس نے کہا کیا یہ زخم تیری نظروں میں کافی نہیں ہے جو تو مجھے اس طرح توبیخ کرتا ہے۔ یاد رکھو جو شخص بالقصد اپنی جان کو ہلاکت

حضرت عمرو بن عاصؓ نے بہادران اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا اس کے بدن کے لباس اور اسباب سے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا ثواب بدرجہا بہتر ہے۔ کوئی شخص اس کے اسباب کے لالچ میں ہرگز ہرگز اس کی طرف نہ نکلے۔ خدانخواستہ اگر میدان میں پہنچ کر وہ شخص قتل کر دیا گیا تو یاد رکھو کہ جس چیز کی طلب و لالچ میں یہ شخص نکلا ہے وہ اسی چیز کی راہ میں قتل ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے میں شہید نہیں ہوگا۔ میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے:

"من كانت هجرة الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرة الى الدنيا يصيبها او امرأة يتزوجها فهجرته الى ما هاجر اليه"

"جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کی طرف ہے پس اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولؐ کی طرف ہی ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہے جو اسے پہنچے یا عورت کی طرف ہے جس سے وہ نکاح کرے گا پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔"

کہتے ہیں کہ یمن سے ایک لڑکا جس کی ماں اور بہن اس کے ساتھ تھیں ملک شام کے ارادہ سے چلا تھا اور راستہ میں اس کی بہن نے اس سے کہا تھا کہ بھائی جلد سے جلد چلو تاکہ شام پہنچ کر وہاں کی عمدہ عمدہ غذائیں اور لذیذ نعمتیں کھائیں۔ یہ سن کر اس نے اپنی بہن کو جواب دیا تھا کہ میں اس سبب سے نہیں جا رہا ہوں کہ وہاں اقسام اقسام کے کھانے اور طرح طرح کی چیزیں کھاؤں بلکہ میں اس ارادے سے جا رہا ہوں تاکہ وہاں پہنچ کر اللہ پاک جل جلالہٗ اور ان کے رسولؐ کی رضامندی کے لئے لڑوں جہاد کروں اور اگر قسمت میں ہو تو جام شہادت نوش کر جاؤں۔ میں نے معاذ بن جبلؓ [1] سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ شہداء اللہ پاک جل جلالہٗ کے نزدیک زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔ یہ سن کر ان کی بہن نے کہا تھا کہ جب وہ مر گئے تو پھر کس طرح رزق دیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہؐ کے صحابی یعنی حضرت معاذ بن جبلؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

"ان الله تعالى يجعل ارواحهم فى حواصل طير خضر من طيور الجنة تاكل تلك الطيور من ثمار الجنة وتشرب من انهارها فتغذوا ارواحهم فى حواصل الطيور فهو الرزق الذى جعل الله لهم"

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پوٹوں (معدوں) میں کیا ہے۔ وہ چڑیاں بہشت کے پھل کھاتیں اور اس کی نہروں کا پانی پیتی ہیں تو ان کی روحیں ان چڑیوں کے پوٹوں میں ہی غذا حاصل کر لیتی ہیں اور یہی وہ رزق ہے جو اللہ پاک نے ان کے لئے مقرر کیا ہے۔"

جب جنگ کا تیسرا دن ہوا تو اس لڑکے نے جس طرح موت کے وقت مکانوں سے رخصت ہوا کرتے ہیں اسی طرح اپنی ماں اور بہن کو رخصت کیا اور کہا کہ اب ہم ان شاء اللہ العزیز رسول اللہؐ کے حوض کے پاس جمع ہوں گے۔ یہ کہہ کر یہ میدان کی طرف نکلا اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جو بہت سی جگہوں سے جوڑا ہوا تھا [2] اور جگہ جگہ سے جس میں بند لگے رہے تھے۔ سواری میں ایک کم

---

۱ حضور اکرمؐ نے یمن میں حضرت معاذ بن جبلؓ کو والی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ سے سنا ہوگا۔

۲ یعنی ٹوٹ جانے کی وجہ سے جگہ جگہ باندھ رکھا تھا۔

کے بیٹے سے علیحدہ کیا اور کہنے لگا عبداللہ! کھڑے ہو جا یہ فریادی کی طرف سے مدد آ گئی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے نہایت تعجب اور حیرت سے اس کے حسن کی طرف دیکھا وہ اپنے چہرے پر ایک ڈھاٹا باندھے ہوئے کھڑا تھا اس نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور اس رومی سردار کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کی گردن الگ جا کر پڑی۔ پھر آپ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا خدا کے بندے اس کا اسباب اتار لو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تیرے کام سے عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں تو مشرکین کے لشکر میں سے آیا اور پھر رومی سردار پر ہی حملہ آور ہوا آخر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہی بد بخت اور راندۂ درگاہ طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں جس نے رسول اللہؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ پر یہ جھوٹ باندھا تھا کہ وہ میرے اوپر وحی نازل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بھائی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی رحمت بہت زیادہ وسیع ہے اور زمین و آسمان و مافیہا کی ہر چیز پر حاوی ہے جو شخص توبہ کرتا ہے گناہوں سے باز رہتا ہے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے التوبۃ تمحو ما قبلھا توبہ اپنے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ یا ابن خویلد یہ تو نہیں جانتا کہ جب اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی جناب محمدؐ پر یہ آیت نازل فرمائی ورحمتی وسعت کل شیء (میری رحمت ہر چیز پر شامل ہے) تو ہر شخص نے حتیٰ کہ شیطان نے بھی رحمت میں شامل ہونے کی امید کی اور جب یہ آیت اتری کہ فسأکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ (پس قریب ہے کہ لکھ دوں گا میں اس کے واسطے ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں) تو یہود اور نصاریٰ نے بھی کہا کہ ہم بھی صدقہ اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور جب یہ آیت آئی کہ والذین ھم بآیاتنا یؤمنون (اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں) تو یہود ونصاریٰ نے یہ بھی کہا کہ ہم بھی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی آیتوں یعنی صحف اور تورات وانجیل پر ایمان لاتے ہیں مگر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اپنے مطلب کو صاف کر دیا اور یہ ارادہ کیا کہ میں یہود و نصاریٰ کو اس بات سے مطلع کر دوں کہ یہ بات محمد رسول اللہؐ کی امت کے لئے ہی مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر۔

"جو لوگ اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے وہ کہ پاتے ہیں اس کی صفت کو لکھا ہوا اپنے نزدیک تورات اور انجیل میں حکم دیتا ہے ان کو ساتھ اچھی باتوں کے اور منع کرتا ہے ان کو بری باتوں سے۔"

طلیحہ نے کہا خدا کی قسم! میرا منشاء اس قابل نہیں رہا کہ میں مسلمانوں کو منہ دکھاؤں اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلنے کا قصد کیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے اسے روکا اور فرمایا طلیحہ میں تجھے اب ہرگز نہیں جانے دوں گا بلکہ اپنے ساتھ لشکر میں لے کر چلوں گا اس نے کہا مجھے آپ کے ساتھ چلنے میں کچھ عذر نہیں مگر سخت دل اور اکھڑ طبیعت خالد بن ولید سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا بھائی! یہ حضرت عمرو بن عاصؓ کا لشکر ہے اس میں ہمارے ساتھ وہ نہیں ہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ میرے ساتھ لشکر میں آنے کے لئے راضی ہو گیا ہم دونوں لشکر کی طرف چلے۔ مسلمانوں کے قریب پہنچے تو لوگ ہماری طرف دوڑے اور مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ شرحبیل! یہ آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ اس نے آپ کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کا بیان ہے کہ چونکہ طلیحہ نے اپنے عمامہ کے شملے سے

اپنے منہ پر ڈھاٹا سا باندھ رکھا تھا اس لئے مسلمانوں نے اسے نہ پہچانا میں نے کہا کہ یہ طلیحہ بن خویلد اسدی ہے۔ مسلمانوں نے کہا کیا اس نے ارشاد و مستجاب الدعوات میں توبہ کر لی ہے طلیحہ نے کہا کہ میں عنقریب ان افعال سے جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد میں اسے حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت اقدس میں لایا۔ آپ نے دیکھ کر اسے سلام کیا مرحبا کہا اور خوش ہوئے۔

طلیحہ بن خویلد اسدی کے کچھ حالات

واقدیؒ نے بسند روایت بیان کیا ہے کہ جب طلیحہ بن خویلد اسدی نے دعوائے نبوت کیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پر فوج کشی فرمائی تو اثنائے جنگ میں اس نے یہ سنا تھا کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب[1] سجاح[2] اور اسود عنسی[3] کو بھی کیونکہ ان تینوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا قتل کر ڈالا ہے۔ یہ سن کر اسے اپنی جان کا فکر پڑ گیا تھا اور یہ آپ سے ڈر کر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ شام میں پہنچ کر یہ قوم کلیب کے ایک آدمی کے یہاں مہمان ہوا اور اس نے اس کی اچھی طرح خاطر مدارت کی۔ وہ شخص مسلمان تھا کچھ مدت کے بعد اس نے اس کا حال اور اس پر جو افتاد پڑی تھی ازراہ شفقت دریافت کی۔ اس نے اپنا سب قصہ یعنی نبوت کا دعویٰ کرنا حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوج کشی اپنی ہزیمت اور فرار سب کچھ بیان کر دیا۔

کلبی یہ سن کر اس سے سخت برہم ہوا اور اسے اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور کہا خدا کی قسم! یہ سب کچھ تو نے مال و دولت کمانے کی غرض سے کیا تھا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تجھے اس مال سے بھی محروم کر دیا جو تو نے کمایا تھا۔ دولت مندوں پر یہ واجب ہے کہ وہ فقراء کے ساتھ اپنے مال میں مواسات کریں اور جو کچھ خداوند تعالیٰ نے انہیں دیا ہے وہ ان پر خرچ کریں۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے کچھ دن شام میں اقامت اختیار کر لی اور اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کی۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا تو اس نے کہا جس شخص پر میں نے تلوار کو تیز کیا تھا وہ چل بسا۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان کے بعد تخت خلافت پر کون شخص بیٹھا ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطابؓ! اس نے کہا وہ بڑے سنگدل اور سخت طبیعت کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد اسے خوف ہوا کہ کہیں وہ ادھر میرے لئے کسی کو روانہ نہ کر دیں۔ نیز یہ اس بات سے بھی ڈرا کہ کہیں مجھے یہاں شام میں حضرت خالد بن ولیدؓ نہ دیکھ پائیں اور قتل کر دیں۔ یہ سوچ کر اس نے قیساریہ کا رخ کیا اور دل میں ارادہ کر لیا کہ کشتی میں سوار ہو کر دریا کے کسی جزیرہ میں پہنچ کر آباد ہو جاؤں گا۔ قیساریہ میں پہنچ کر اس نے قسطنطین بن ہرقل کے لشکر کو عربوں کے مقابلہ میں نکلتے ہوئے دیکھا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے میں اس لشکر کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دوں اور اس طرح سے اپنے اعمال نامہ میں سے کچھ گناہ دھو ڈالوں اور اللہ تعالیٰ کی قربت اور مسلمانوں کا قرب حاصل کر سکوں۔ یہ سوچ کر اس لشکر کے ساتھ چلا

[1] یہ یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ۱۲ منہ

[2] یہ بنی تغلب کی ایک عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تھا۔ ۱۲ منہ

[3] یہ فلاں قبیلہ کی ایک شاخ عنس کا سردار تھا۔ ۱۲ منہ

اور جب حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو عین بلاکت میں دیکھا تو یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھا کہ اب صبر کا پیالہ باقی نہیں رہا اور آپ کے پاس آ کر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے آپ کو چھڑا دیا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے ساتھ جب یہ حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کے کام کا شکریہ ادا کیا اور قبول توبہ کی بشارت سنائی (یعنی توبہ جب کوئی شخص کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ مترجم) اس نے کہا عمرو! مجھے خالد بن ولید کی طرف سے خوف ہے اگر کہیں انہوں نے مجھے شام میں دیکھ پایا تو فوراً قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک مشورہ دیتا ہوں اگر تو نے اس پر عمل کیا تو تو ان کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائے گا۔ نیز آخرت میں بھی سرخروئی حاصل کرے گا۔ اس نے کہا وہ کیا مشورہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک خط لکھے دیتا ہوں جس میں تیرے اس کام کی کیفیت لکھ کے اس پر مسلمانوں کی گواہی کراؤں گا تو اسے لے کر دربار خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کی خدمت میں چلے جانا اور انہیں وہ خط دے کر اپنی توبہ کا اقرار کر لینا۔ انشاء اللہ العزیز وہ تیری توبہ کو قبول کر کے تجھے بہت جلدی رومیوں سے قتال اور فتوحات کی طرف روانہ کر دیں گے اور تمہیں اس طرح اپنی گذشتہ خطاؤں کی تلافی کرنے کا اچھا موقع مل جائیگا۔

طلیحہ نے آپ کے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ آپ نے ایک عریضہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے نام لکھا اس پر مسلمانوں کی گواہی کرائی اور اسے دے دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مدینہ طیبہ میں پہنچا تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہیں۔ یہ مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ آپ نے کعبۃ اللہ کے پردوں کو پکڑ رکھا ہے۔ اس نے بھی انہیں ایک طرف سے پکڑ لیا اور خدائے غفور الرحیم کے گھر میں ان کے رسول برحق جناب محمد رسول اللہؐ کے خلیفہ راشدؓ کی خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنین! اس مقدس گھر کے رب کی قسم! میں اپنے گناہوں سے اللہ پاک عزوجل کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں۔ آپ نے اور فرمایا بدبخت! اگر آج میں نے تجھے یہاں معاف کر دیا تو کل احکم الحاکمین کے حضور میں عکاشہ بن محصن اسدی کے خون کے مقدمہ کے متعلق کیا جواب دوں گا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین عکاشہ ایک ایسے شخص تھے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انہیں میرے ہاتھ سے سعادت کے مرتبہ کو پہنچا دیا اور میں ان کی وجہ سے شقاوت کے گڑھے میں گر پڑا مگر مجھے باری تعالیٰ ارحم الراحمین کے رحم وعفو سے کامل امید ہے کہ وہ میری لغزشوں کو میرے اس کام کے بدلے میں جو میں نے کیا ہے معاف فرما دیں گے۔

آپ نے فرمایا تو نے کیا کام کیا ہے؟ اس نے حضرت عمرو بن عاصؓ کا خط نکال کر پیش کر دیا آپ نے اسے پڑھا خوش ہوئے اور فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ پاک غفور الرحیم ہیں وہ تیرے گناہوں کو بخش دیں گے۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ جب تک میں مدینہ منورہ چلوں تم تب تک میرے پاس رہو۔ وہ آپ کی خدمت میں پڑا رہا۔ جب آپ مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو اس کو آپ نے اہل فارس کی مہم پر روانہ کر دیا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ ہم اس قصہ کے بعد اب پھر اسی بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب سردار قیدوان طلیحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے جہنم میں چلا گیا اور حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو نجات مل گئی تو حضرت شرحبیل بن حسنہؓ اور طلیحہ حضرت عمروؓ بن عاصؓ کے لشکر میں چلے آئے چونکہ بارش کا پانی بھی موسلادھار پڑ رہا تھا اور سردی بھی بہت ہو رہی تھی اس لئے فوجیں لڑنے سے رک

سکیں اور چونکہ اکثر مسلمانوں کے پاس خیمے ڈیرے نہیں تھے اس واسطے انہیں بے انتہا اذیت پہنچی۔ آخر بے پریشان ہو کر جابیہ کی طرف لوٹے اور اس کے گھروں میں آ کر پناہ لی۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رحمت سب سے بڑی مسلمانوں کے ساتھ یہ ہوئی کہ قیدمون کے قتل کی وجہ سے قسطنطین کے دل میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی اور وہ سخت مرعوب ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قیدمون اس کی سلطنت کا رکن اور اس کی قوت بازو سمجھا جاتا تھا۔ اس نے امراء سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور کہا معاشر اہل روم! تم جانتے ہو کہ یرموک کے میدان میں ان عربوں کے سامنے تمہارے بڑے لشکر نے بھی ثابت قدمی نہیں دکھائی تھی۔ میرا باپ ہرقل ان کے ڈر کے مارے کہ میں کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤں قسطنطنیہ چلا گیا۔ یہ عرب تمام ملک شام کے مالک ہو گئے اور اس ساحل کے سوا کوئی شہر کا ٹھکانا ہمارے پاس نہیں رہا۔ اس پر وہ تو بھی مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کی کچھ فوج دوڑ کر قیساریہ پر حملہ آور ہو کر اس پر قابض نہ ہو جائے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم قیساریہ میں واپس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا واقعی آپ کی رائے بہت مناسب ہے۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو اگرچہ پانی پڑ رہا تھا مگر یہ راتوں رات قیساریہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت سعید بن جابر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی سلامتی پر یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور بس۔

کہتے ہیں کہ جب تیسرے دن ابر چھٹا آسمان نظر آیا اور دھوپ نکلی تو ہم جابیہ سے رومیوں کی لڑائی کے لئے نکلے مگر میدان میں ان کا کہیں نام و نشان نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم ہمیں آفتاب کے نکلنے سے رومیوں کے بھاگ جانے کی زیادہ خوشی ہوئی۔ حضرت عمرو بن عاص نے حلب میں ابو عبیدہ بن جراح کو حسب ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف حضرت عمرو بن عاص کی جانب خدمت سپہ سالار لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ عامر بن جراح

سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واشکرہ علی ما فتحنا من نصرہ

اما بعد! یا صاحب رسول اللہ قسطنطین بن ہرقل دس ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلہ میں نکلا تھا ہمارا اس کا مقابلہ کرنے کے مقام پر ہوا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ گرفتار ہو گئے تھے جس نے آپ کو گرفتار کیا تھا اس کا نام قیدمون تھا اور وہ قسطنطین کا ماموں ہوتا تھا مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں علیحدہ بن خویلد سعدی کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور قیدمون کو قتل کرا دیا۔ میں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ لکھ کر اس کے ہمراہ بھیج کر دربار خلافت میں بھیج دیا ہے۔ خدا کے دشمن قسطنطین کو ہزیمت ہوئی۔ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دیجئے۔ والسلام علیک۔"

اسے لکھ کر آپ نے حضرت جابر بن سعید حضرمی کے ہاتھ روانہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اسے پڑھ کر مسلمانوں کی سلامتی اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوئے اور حسب ذیل جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"حمد و صلوٰۃ کے بعد تمہارا خط پہنچا۔ میں نے مسلمانوں کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس خط کے دیکھتے ہی قیساریہ پر فوج کشی کر دو۔ میں اس خط کے ساتھ صور، شہر اور طرابلس کی طرف جا رہا ہوں۔ والسلام۔"

یہ خط آپ نے حضرت جابر بن سعید حضرمیؓ کو دیا اور حکم فرمایا کہ اسے لے کر واپس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ساحل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت یوقناؒ آپ کے پاس آئے اور کہا: یا الامیر! جناب کو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے نشان کو سرنگوں کر دیا ہے اور موحدین کے پرچم کو شام کی فضا میں بلند کر دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ سے قبل ساحل کی طرف چلا جاؤں تا کہ وہاں پہنچ کر رومیوں سے کوئی مکر وفریب کر کے اسے بھی مسلمانوں کے حکم کے ماتحت کر دوں۔ آپ نے فرمایا: عبداللہ! اگر تم تقرب الی اللہ کے لئے کوئی کام کرو گے تو اللہ پاک ذوالجلال والاکرام کے نزدیک اجر وثواب کے مستحق ٹھہرو گے۔

حضرت یوقنا کا ساحل کی طرف روانہ ہونا

حضرت یوقناؒ آپ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے ان آدمیوں کے پاس جو حلب میں آپ کی بادشاہت کے وقت آپ کی خدمت کیا کرتے تھے اور جواب تمام کے تمام دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے آئے جن کی تعداد علاوہ ان تین ہزار سرداران حلب کے جو مسلمان ہوئے تھے چار ہزار تھی اور یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر اب کفار سے لڑا کرتے تھے انہیں آپ اپنے ساتھ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ قسطنطین پسر ہرقل جب شکست کھا کر قیساریہ کی طرف بھاگا اور اس نے وہاں پناہ لی تو باشندگان طرابلس نے اس کے پاس خبر بھیجی کہ ہماری کمک کے لئے کچھ فوج ادھر روانہ کی جائے تا کہ ہم اس کی اعانت سے مسلمانوں پر فتح پا سکیں۔ اس نے تین ہزار بہادروں کا جو اسلحہ سے مسلح تھے ایک لشکر ترتیب دے کر جرقاس کی کمان میں ادھر روانہ کیا۔ جرقاس اپنی فوج کو لے کر اس طرف چلا اور جب طرابلس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے گھوڑوں کو دانہ اور چارہ کھلانے کے لئے ایک چراگاہ میں پڑاؤ کیا۔ نیز فوج میں اہل طرابلس کے دکھانے کے لئے یہ حکم دے دیا کہ وہ بالکل مسلح ہو جائیں۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ دفعۃً حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ مع اپنے ہمراہیوں کے یہاں پہنچ گئے۔ حضرت طلطانوسؒ والئ روضۃ الکبریٰ بھی مع اپنے ساتھیوں کے آپ کے ہمرکاب تھے۔ ان کا ارادہ زیارت بیت المقدس اور وہاں میں اقامت کرنے کا تھا۔ ان تمام حضرات نے اپنا وہی پہلا عیسائی لباس زیب بدن کر رکھا تھا اور اس میں سر مو بھی تغیر نہیں کیا تھا۔ جب یہ تمام حضرات اس چراگاہ میں تشریف لائے تو جرقاس انہیں دور سے دیکھ کر بذات خود ان کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ان کے پاس آیا سلام کیا مرحبا کہا اور دریافت کرنے لگا کہ تم کون ہو؟ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم وہ دور افتادہ وطن لوگ ہیں جنہوں نے یہ گمان کر کے کہ عرب کچھ آدمی ہوں گے ان کی پناہ ڈھونڈی تھی اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ان کی کفالت چاہی تھی مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ نہایت رذیل اور فرومایہ لوگ ہیں ان کا کچھ مذہب نہیں۔ اب ہم اپنے دین کی طرف پھر بھاگے ہیں اور ہم حلب، قنسرین، اعزاز، وادی بطنان، تل باشر، تاج اور انطاکیہ کے سردار اور بادشاہ ہیں۔ قسطنطنیہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا رہے ہیں تا کہ وہاں پہنچ کر اس کے سایہ عاطفت میں اپنی بقیہ عمر کاٹ دیں۔

جرقاس ان سے یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ مرحبا کہا اور درخواست کی کہ آپ حضرات عربوں کے ڈر سے چونکہ رات دن چل کر یہاں آئے ہیں اس لئے یہاں ٹھہر کر کچھ دیر آرام کر لیں تو بہت بہتر ہے۔ حضرت یوقناؒ نے فرمایا تم لوگ کہاں جانے کا ارادہ

رکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمیں قسطنطین پسر ہرقل نے اہل طرابلس کی کمک کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا عرب کے جس سردار کو ابو عبیدہ کہتے ہیں ہم نے اسے ساحل کی طرف آنے کے ارادہ سے چھوڑا ہے۔ تم لوگ ہر طرح سے ہوشیار رہو۔ اس نے کہا اب جب کہ ہماری دولت چھن گئی۔ حکومت ہاتھوں سے جاتی رہی تو پھر ہمیں احتیاط کیا فائدہ دے گی نیز صلیب کو بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی ہماری طرف سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا اور آپ کے تمام ساتھی جرفاس کے لشکر میں ٹھہرے۔ رومیوں نے آپ کی خدمت میں زاد راہ پیش کیا آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے اسے کھایا۔ کچھ دیر بعد آپ نے رومیوں کو چھوڑ کر چلنے کا قصد فرمایا۔ آپ کے گھوڑوں پر سوار ہونے سے جرفاس نے بھی سوار ہونے کا قصد کیا مگر آپ نے اس سے یہ فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں اور اپنی فوج کے اہتمام میں مشغول رہو اور لباس فاخرہ پہنو تا کہ تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب اور خوف گھر کر جائے۔

واقدی کہتے ہیں کہ ساحل بحر میں داخل ہونے سے قبل یوقنا نے اپنے جنگی فریب کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اس کا قصہ اس طرح ہوا کہ وادی بنی اسد چونکہ مسلمانوں کی صلح میں داخل تھا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے یہاں حارث بن سلیم کو مع ان کے قبیلہ اور بنی اسلام کے چھوڑ دیا تھا۔ یہ دو سو گھر تھے اور یہاں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ حضرت یوقنا نے سب سے پہلے ادھر کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر ان مسلمانوں پر تاخت و تاراج کر کے حضرت حارث بن سلیم نیز ان کے تمام قبیلے کی مشکیں باندھ لیں اور ساحل کی طرف چل پڑے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے چپکے سے حضرت حارث بن سلیم کے کان میں کہہ دیا کہ تم یہ گمان نہ کرنا کہ میں مرتد ہو گیا ہوں بلکہ میں نے آپ کے ساتھ اس لئے ایسا کیا ہے تا کہ رومی اور ساحل کے لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں نے عربوں کے ساتھ مکر کر کے ان کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ مسلمان یہ سن کر مطمئن ہوئے اور کہا کہ اگر آپ کا قصد خدا کے دین کو مدد پہنچانے کا ہے تو انشاء اللہ عزوجل اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائیں گے۔

حضرت یوقنا کا جرفاس اور اس کی فوج کو گرفتار کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا نے کچھ آدمیوں کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ جانوروں کو ہنکائیں اور قیدیوں کی حفاظت رکھیں۔
جرفاس آپ کی طرف سے مطمئن نہیں تھا مگر جب اس نے مسلمان قیدی آپ کے ساتھ دیکھے تو اسے آپ کے قول کا اعتبار آ گیا۔
حضرت یوقنا اور آپ کے ہمراہی جب جرفاس کے پاس سے سوار ہو کر چلے تو انہوں نے رومیوں کو دیکھا کہ وہ ساحل کی طرف کا قصد رکھتے ہیں۔ یہاں سے بچ کر طرابلس اور عرفہ کی سڑک پر ہو لئے اور رات کو ساحل کی سڑک پر آ کے ان کے انتظار میں ایک جگہ چھپ کے بیٹھ گئے۔ جرفاس نے اپنا اسلحہ خانہ جو اس کے ساتھ تھا اپنی فوج پر تقسیم کیا اور شام تک وہیں ٹھہرا رہا۔ جب رات ہو گئی اور ظلمت نے اپنا چاروں طرف تسلط جما لیا تو اس نے گھوڑوں کو دانہ اور چارہ کھلوا کر ساحل کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب یہ کمین گاہ کے قریب پہنچا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نیز حضرت فلطانوس اور آپ کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل نکل کر انہیں گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی انہیں مہلت نہ دی کہ وہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ ان کے سوار دور دور پھیل گئے تا کہ رومیوں کا کوئی شخص بھی بچ کے نہ نکل بھاگے۔ آخر انہوں نے ان تمام کو اپنی حراست میں کر لیا اور جب یہ اچھی طرح ان کے قبضہ میں آ گئے تو یہ چاہا کہ حضرت حارث بن سلیم اور آپ کے ہمراہیوں کو چھوڑ دیں۔ مگر حضرت حارث نے کہا میری رائے میں

اگر جناب ہمیں ہماری امانت ہی پر برقرار رکھیں اور علی حالہ ہمیں اپنے ساتھ دشمنوں کے شہروں میں لے چلیں تو مجھے امید ہے کہ ساحل کے جس شہر میں آپ تشریف فرما ہوں گے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس شہر کو آپ پر فتح کر دیں گے۔ حضرت یوقنا نے کہا واقعی بہت عمدہ اور صائب رائے ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت یوقنا نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان تین ہزار قیدیوں کو مضبوط باندھ دیں۔ اس کے بعد اپنے نیز حضرت طلحہ ثوری کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی منتخب کر کے انہیں ان قیدیوں کے ساتھ کمین گاہ کے طور پر بٹھا دیا اور حکم دیا کہ جس وقت میں تمہیں بلاؤں تم فوراً اس کمین گاہ سے نکل کر میرے پاس چلے آنا۔ ازاں بعد آپ کے ہمراہیوں نے ان قیدیوں کا وہ لباس جو انہوں نے ان سے مال غنیمت میں حاصل کیا تھا پہنا اور انہیں لے کر طرابلس کی طرف روانہ ہو گئے۔ قسطنطین بن ہرقل نے اہل طرابلس کے نام یہ خبر بھیج رکھی تھی کہ میں نے تمہاری کمک کے لئے جرقاس بن صلیب کی قیادت میں تین ہزار لشکر روانہ کر دیا ہے اس لئے وہاں کے امراء اور سردار نیز تمام رعایا آپ کو وہ کمک سمجھ کر آپ کے استقبال کے لئے نکلے اور آپ طرابلس میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو لئے سیدھے دار الامارات میں پہنچے۔ طرابلس کے معزز لوگ افسران فوج اور امراء دار الامارات میں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو انہیں گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔ انہوں نے ان تمام معززان قوم کو گرفتار کر لیا۔

فتح طرابلس

اس کے بعد آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اہل طرابلس! اللہ پاک سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو نصرت عطا فرمائی۔ اپنے دین کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کیا۔ ہم لوگ ضلالت کے گڑھے میں گر کر ظلمت کے اندر ہاتھ پیر مار کے صلبان کو سجدہ کیا کرتے تصویروں اور قربان کی تعظیم بجالایا کرتے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے لیے بیوی اور بیٹے کا اعتقاد رکھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہماری ہدایت کے لئے باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان عربوں کو بھیجا۔ انہوں نے ہمیں ہدایت کی اور ہم ان کے نبی محمد ﷺ کی برکت سے ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ وہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر پاک اللہ تبارک وتعالیٰ نے توریت میں کیا ہے اور جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے انجیل میں دی ہے۔ دین اسلام حق ہے اور اہل اسلام کا قول بالکل سچ ہے۔ وہ امر بالمعروف کا حکم کرتے ہیں بری باتوں سے روکتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں حق بات بولتے ہیں صدق کی اتباع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں بیوی اور بیٹے سے انہیں منزہ کرتے ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور یہ سب باتیں وہ ہیں جن کا اللہ پاک نے اپنے انبیاء اور رسولوں کو حکم فرمایا ہے۔ یا اہل طرابلس! اب دو ہی باتیں ہیں یا تو دین اسلام اختیار کر لو یا جزیہ دو ورنہ میں تمہیں غلام بنا کر عربوں کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ میرے پاس یہی ہے اور بس۔ والسلام۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی یہ تقریر سن کر فوراً سمجھ لیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور بادشاہ کی فوج کو جو ہماری کمک کے لئے آ رہی تھی راستہ ہی میں پکڑ لیا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے کہا سردار! جیسا آپ حکم فرماتے ہیں ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض ادائے جزیہ پر راضی ہو گئے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ان دو ہزار آدمیوں کو جنہیں آپ کمین گاہ میں بٹھلا آئے تھے یہ حکم بھیجا کہ وہ یہاں چلے آئیں۔ چنانچہ وہ مع ان تمام قیدیوں

اور مال واسباب کے آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان قیدیوں پر اسلام پیش کیا اور ان کے انکار کرنے پر ان کی گردنیں مار دینے کا حکم دیا۔

ان کاموں سے فراغت حاصل کر کے آپ نے تمام کیفیت قلمبند فرمائی اور اسے حضرت حارث بن سلیم ؓ کے ہاتھ جنہیں آپ نے وادی بنی اصفر میں گرفتار کیا تھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں ارسال کر دی۔ حضرت حارث بن سلیم جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور حضرت یوقنا ؓ کا خط پیش کر دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا حارث! کیا میں نے تمہیں اور تمہارے بنی عم کو وادی بنی اصفر میں جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ پھر تمہیں طرابلس میں کس نے بھیج دیا؟ انہوں نے عرض کیا حضرت قضا وقدر نے حضرت یوقنا ؓ نے ہم پر چھاپہ مارا اور ہمیں تاخت وتاراج کر کے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد تمام قصہ مفصل بیان کر دیا۔ آپ نے سن کر تعجب کیا اور فرمایا اللھم ثبتھم وایدھم بنصرک۔ بار الٰہا! آپ انہیں ثابت قدم رکھیے اور اپنی نصرت ومدد سے ان کی اعانت اور تائید فرمایئے۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ جب ابر کھل گیا تو عمرو بن عاص ؓ جابیہ سے چل کر قیساریہ کے دروازوں پر خیمہ زن ہو گئے۔ ادھر حضرت یوقنا ؓ کو جب اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے طرابلس پر قابض کر دیا اور آپ نے اپنا تسلط جما لیا تو اس کے دروازوں پر اور شہر پناہ کی درستی کر کے آپ نے اسے خوب مستحکم کیا اور اپنے چھاؤنی اس کے دروازوں پر مسلط کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ شہر سے کوئی آدمی باہر نہ نکلنے پائے۔ طرابلس کی بندرگاہ پر کچھ جہاز آئے پڑے تھے۔ آپ نے ان کا مال واسباب اتار کر انہیں اپنے قبضہ میں کیا اور بحری سفر کے ضروریات کی ہر چیز اہل شہر سے خفیہ خفیہ ان میں رکھوا کر انہیں جوں کا توں اسی جگہ کھڑا رکھا اس سے منشاء صرف یہ تھا کہ میں نے جس کام کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اہل ساحل کو اس کی کچھ خبر نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ چند دن کے بعد پچاس جہازوں (کشتیوں) کے قریب بندرگاہ کی طرف اور آئے آپ نے اول ان سے کچھ تعارض نہ کیا۔ جب وہ بندرگاہ پر آ کر لنگر انداز ہو گئے تو آپ نے ان کے اندر جو آدمی سوار تھے انہیں اپنے پاس لانے کا حکم دیا جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم جزیرہ قبرص (قبرس) اور جزیرہ اقریطش سے آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ جہازوں میں کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہم قسطنطین بن ہرقل کے پاس اس کی مدد کے لئے فوجیں اور اسلحہ لئے جا رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے خوشی کا اظہار کیا خلعت بخشی اور فرمایا تمہارے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں میں بھی چلوں گا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں مہمان خانہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور کچھ آدمیوں کو ان کے اوپر مقرر کر دیا۔ ازاں بعد ان لوگوں کے پاس جو جہازوں میں سوار تھے آپ نے آدمی بھیجے اور انہیں بھی مہمان خانوں میں جمع کر دیا۔ کھانا کھانے کے وقت اقسام اقسام کے کھانے اور لذیذ لذیذ طعام ان کے سامنے لائے گئے اور جب وہ کھا چکے تو آپ نے ان سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں بھی بادشاہ کی کمک کے لئے یہاں سے فوجیں ہتھیار، سامان رسد غلہ چارہ وغیرہ تمہارے ساتھ لے چلوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ حضرات یہاں تین دن قیام فرمائیں۔ انہوں نے کہا ہمیں بہت جلدی ہے ہم یہاں کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے۔ اگر آپ کے کہنے سے تین دن رک گئے تو ہم پر بادشاہ کا عتاب نازل ہوگا۔

[1] ایک نسخہ میں یہ ہے کہ انہیں قیدیوں میں رکھنے کا حکم فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے بہت زیادہ اصرار کیا اور سخت اصرار کے بعد انہوں نے آپ سے ٹھہرنے کا اقرار کر لیا۔ اقرار کے بعد آپ نے ان سے فرمایا اگرچہ آپ حضرات نے مجھ سے ٹھہرنے کا وعدہ کر لیا ہے مگر پھر بھی میرے دل کو اطمینان نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ حضرات رات کو تشریف لے جائیں اس لئے میرے اطمینان کے واسطے آپ جہازوں کے بادبان [1] اور مستول [2] اتار دیں اور یہیں ٹھہریں تاکہ آپ سے بات چیت کرنے میں میرا دل بھی لگا رہے۔ انہوں نے آپ کی اس بات کو مان لیا اور جہازوں کو شہر پناہ کے قریب لا کے کھڑا کر دیا۔ ان میں جو شخص تھیں وہ اتر کے شہر میں آ گئیں اور ان کے محافظین کے سوا ان میں اور کوئی نہ رہا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب آپ کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی تو آپ نے ان سب پر قبضہ کر لیا اور جب رات ہوئی تو حارث بن سلیم اور اپنے بنی عم نیز حضرت فلطانوسؓ کے سپرد طرابلس کا انتظام کیا اور خود جہازوں میں سامان بھروا کر اگلے روز شام کے وقت اپنے آدمیوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کر لیا۔ جس روز آپ کے چلنے کا قصد تھا اس روز غروب آفتاب کے وقت اچانک حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر زحف کے ایک ہزار سوار لے کر پہنچ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ السلام علیکم کہا، تمام قصہ سنایا اپنے جانے کے متعلق ارادہ ظاہر کیا اور طرابلس کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اللہ پاک جل شانہ وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے۔

حضرت یوقناؒ اسی روز رات کو جہازوں میں سوار ہو کر شہر صور کی طرف روانہ ہو گئے۔ صور میں قسطنطین پسر ہرقل کی طرف سے اس کا ایک سردار صوبلی بن قسطہ امیر تھا اور اس کی قیادت میں اس کے پاس یہاں چار ہزار فوج رہا کرتی تھی۔ صبح ہوتے ہی آپ شہر صور میں پہنچ گئے۔ آپ نے یہاں پہنچ کر حکم دیا کہ ناقوس بجائے جائیں اور جہازوں کے نشان بلند کر دیئے جائیں۔ والئی صور ناقوسوں کی آواز سن کر چونکا ہوا اور اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ امیر البحر نے آ کر اطلاع دی کہ حضور یہ اہل قبرص اور جزیرۂ اقریطش کے جہاز ہیں اور بادشاہ کے پاس سامان رسد لے جا رہے ہیں۔ اہل صور یہ سن کر خوش ہوئے اور والئی صور نے حکم دیا کہ وہ آج اسی جگہ قیام کریں۔ حضرت یوقناؒ مع اپنے خاص خاص آدمیوں اور فوج کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ والئی صور نے نہایت تکلف کے ساتھ دسترخوان بچھایا مختلف کھانے اس پر چنے ان کی تعظیم و تکریم کی اور سرداروں کو خلعت دی۔ حضرت یوقناؒ رات کے منتظر تھے کہ رات ہو تو میں اپنے آدمیوں کو لے کر شہر پر چھاپہ ماروں ایک تیزی کے ساتھ حملہ کر دوں۔ آپ کے ساتھ جہازوں سے نو سو (۹۰۰) آدمی شہر میں آئے تھے اور باقی جہازوں میں ہی رہ گئے تھے۔ انہیں آپ نے پہلی دفعہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر میں اپنے منصوبہ میں کامیاب نہ ہوں اور میرا مکر وفریب اس قوم میں نہ چلے تو تم فوراً جہازوں سے اتر کر حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں جا کر اس کی اطلاع کر دینا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصہ سے زیادہ تعجب انگیز کوئی قصہ نہیں سنا کہ جب حضرت یوقناؒ اور آپ کے نو سو ساتھیوں نے والئی صور کے دسترخوان پر کھانا کھا لیا تو حضرت یوقناؒ کے بنی عم میں سے ایک آدمی جس کے قلب میں ضلالت نے گھر کر لیا تھا اور

[1] یہ شراعات کا ترجمہ ہے۔ ۱۲ منہ

[2] یہ صقالع کا ترجمہ ہے۔ ۱۲ منہ

جس کے حسد کی آگ تم پر کفر و طغیان نے اپنا تسلط جما لیا تھا چپکے سے والئ صور کے پاس پہنچا اور حضرت یوقنا کا تمام قصہ پورا پورا بیان کر کے کہنے لگا کہ اے والئ صور! یہی یوقنا کا جس کی تو نے تعظیم و تکریم کی ہے اور جسے تو نے اپنے دستر خوان پر بٹھایا ہے سچ کہتا ہوں وہ یہاں اس غرض سے آیا ہے کہ تجھے قتل کر کے یہاں کی حکومت پر خود قابض ہو جائے تجھے چاہیے کہ تو اسے اپنے پاس نہ بٹھائے اور اس کے مکر و فریب میں نہ آئے۔ اس نے جو کچھ تیرے لئے مکر و فریب کا جال بچھا رکھا ہے وہ بہت جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا۔ یوقنا در اصل مسلمان ہے عربوں کا ہمراہی ہو کر بادشاہ کے ساتھ لڑ چکا ہے۔ نیز یہ ناس بن صلیبا کو گرفتار کر کے طرابلس کو فتح کر چکا ہے۔

حضرت یوقنا کی گرفتاری

والئ صور یہ سن کر اس کے کہنے کو حرف بحرف صحیح سمجھا اور اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کے آپ کو نیز آپ کے ان نو سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ایک شور و غوغا پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ کے آدمی جو جہازوں میں تھے یہ شور سن کر سمجھ گئے کہ دشمن نے انہیں گرفتار کر لیا ہے انہیں سخت صدمہ ہوا اور اپنی جانوں کا بھی خوف ہو گیا کہ مبادا وہ اب اس طرف کا رخ کریں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپ اور آپ کے ساتھی پابہ زنجیر ہو گئے تو سردار سویل بن قسطہ نے ایک ہزار سواران پر متعین کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسی وقت انہیں بادشاہ کے حضور لے جاؤ اور یہ کہو کہ آپ کو جو کچھ منظور ہو ان قیدیوں کے ساتھ آپ وہی سلوک کریں۔ اس کے بعد عوام نے آپ پر ہجوم کیا اور طعنے دے دے کر کہنے لگے کہ عربوں کے دین میں تم نے کیا خوبی دیکھی جو اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے ان کا دین اختیار کر لیا۔ در اصل تمہیں مسیح (علیہ السلام) نے اپنے دروازہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور اپنی درگاہ سے دور پھینک دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ان ایک ہزار سواروں نے ان قیدیوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کیا تو شہر کے دروازہ سے ایک شور اٹھا اور گاؤں کے لوگ شہر پناہ کی طرف دوڑے اور صور کی آبادی کے قریب جو لوگ آباد تھے انہوں نے بھاگ بھاگ کر آہ و واویلا مچایا۔ اہل صور نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہماری طرف عرب بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص جب قیساریہ[1] پر خیمہ زن ہوئے تھے تو آپ نے حضرت یزید بن ابو سفیان کو دو ہزار فوج دے کر صور کے محاصرہ کے لئے ادھر روانہ کر دیا تھا۔ والئ صور نے جب یہ سنا تو اس نے حکم دیا کہ دروازہ بند کر دیا جائے اور شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر شہر کو آلات حرب سے درست کیا جائے۔ لوگ شہر پناہ پر چڑھ گئے اور برجوں میں مقیم ہوئے

1 یہاں مصنف کو پھر تسامح ہوا ہے پہلے فحل کی جنگ میں جہاں ہم نے تسامح کے متعلق بہت بڑا حاشیہ دیا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص کی تقریر میں مصنف نے یہ کہا ہے کہ حضرت یزید رضی اللہ تعالی عنہ جو اس وقت قیساریہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ قیساریہ غلط ہے لیکن یہ کتابت کی غلطی ہو بلکہ صور کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں درست ہے۔ بہر حال وہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فحل کی جنگ سے پہلے ہی حضرت یزید دو ہزار فوج لے کر چل پڑے تھے اور اب مصنف یہ کہتا ہے کہ قیساریہ میں یعنی فحل کی جنگ کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے انہیں صور کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ شبیر احمد انصاری مترجم۔

اور منجنیقوں اور ڈھالوں والے سپاہیوں سے اسے آراستہ کیا۔ اس کے بعد والیٔ صور نے حضرت یوقناؓ اور آپ کے ہمراہیوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں قیصر صور میں لے جا کر قید کریں اور سختی سے ان کا پہرہ دو رکھیں۔ اہل صور تمام رات پہرہ دیتے رہے۔ انہوں نے شہر پناہ کی دیوار پر آگ روشن رکھی شراب پیتے رہے اور تمام رات، بے محابا گر اس پر ناچتے اور گاتے رہے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو والیٔ صور نے شہر پناہ پر چڑھ کر حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کی فوج کو دیکھا چونکہ آپ کی فوج ظفر موج بہت کم تھی اس لئے اسے بہت ہلکا خیال کر کے کہنے لگا۔ مسیح کی قسم یہ بہت معمولی لشکر ہے میں اس سے ضرور لڑوں گا اور ان سب کو موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ اس کے بعد اس نے فوجی لباس پہنا، چنانچہ فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی فوجی وردیاں پہنیں زرہیں لگائیں اور تلواریں حمائل کیں۔ والیٔ صور نے حضرت یوقناؓ کو اپنے چچا زاد بھائی باسیل بن منجائیل کی حفاظت اور نگرانی میں چھوڑا اور خود فوج لے کر عربوں کے مقابلے کے لئے نکلا۔

کہتے ہیں کہ باسیل بن منجائیل نے کتب قدیمہ اور اخبار ماضیہ کا مطالعہ کیا تھا نیز بحیرہ راہب کے صومعہ میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی زیارت کی تھی۔ زیارت کرنے کا اتفاق اس طرح ہو گیا تھا کہ ایک دفعہ یہ بحیرہ راہب سے ملنے اور ملاقات کرنے کے لیے اس کے پاس گیا تھا۔ اتفاق سے قریش کا قافلہ بھی جس میں خدیجہ بنت خویلدؓ کے اونٹ اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے وہاں آ گیا تھا۔ بحیرا راہب نے قافلہ کی طرف دیکھا رسول اللہ ﷺ قافلے کے درمیان میں تھے۔ ایک بدلی نے دھوپ کی وجہ سے آپ کے سر پر سایہ کر رکھا تھا اور درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے جاتے تھے۔ بحیرا راہب نے جب یہ دیکھا تو کہا خدا کی قسم! یہ تو اسی نبی کی صفت ہیں جو تہامہ سے مبعوث ہوگا۔ یہ قافلہ اسی جگہ مقیم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ تنہا ایک خشک درخت کے نیچے جا کر اس کی جڑ سے تکیہ لگا کے بیٹھ گئے۔ وہ درخت اسی وقت سرسبز ہو گیا کونپلیں پھوٹ آئیں شاخیں جھک گئیں اور پھل لگ گئے اور ایک دم بلند ہو گئے۔ بحیرا راہب اور یہ باسیل یہ تمام باتیں دیکھ رہے تھے۔

بحیرا راہب نے یہ دیکھ کر قریش کی ضیافت کی کھانا تیار کرایا اور ان کی دعوت دی۔ قریش صومعہ میں داخل ہوئے اور اصل مقصود یعنی سید الکونین اور اشرف الموجودات جناب محمد ﷺ اونٹوں کو چرانے کے لئے وہیں رہ گئے۔ بحیرہ راہب نے ابر کی طرف دیکھا کہ وہ اس طرح وہیں سایہ کئے ہوئے ہے۔ قریش سے کہنے لگا کہ کیا آپ حضرات میں سے کوئی صاحب رہ بھی گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ایک لڑکا قافلہ کی حفاظت اور اونٹوں کے چرانے کے لئے رہ گیا ہے۔ اس نے کہا اس لڑکے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بحیرا نے کہا کیا اس کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ بحیرا نے کہا کیا اس کی کفالت اور پرورش ان کے دادا چچا نے کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں بحیرا نے کہا معاشر القریش خدا کی قسم! وہ لڑکا تمہارا سردار ہے اسی کی وجہ سے دنیا میں تمہاری قدر و منزلت ہوگی اور اسی کے سبب معزز کہلاؤ گے۔ اس کی قدر کرو اور تعظیم و تکریم بجا لاؤ۔ انہوں نے کہا آپ کو اس کی کیا خبر؟ اس نے کہا جب تم یہاں آئے تھے تو کوئی پتھر، ڈھیلا اور درخت ایسا نہیں رہا تھا کہ جو ان کے لئے سجدہ میں نہ گرا ہو۔

واقدیؒ کہتے ہیں باسیل کو اس سے بڑی حیرت ہوئی تھی وہ بحیرا راہب نے جسے ان باتوں سے مطلع کیا تھا وہ اس نے اپنے دل میں رکھی تھیں اور کسی سے ظاہر نہیں کی تھیں اور یہ اپنے دل میں سمجھ لیا تھا کہ بحیرا راہب جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل سچ کہتا ہے۔ اس نے اسے یہاں تک چھپایا کہ حضرت یوقناؓ گرفتار ہو کر اس کی حراست میں آ گئے۔ اس نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا بحیرا راہب نے مجھے اس کی بشارت دی تھی اسلام واقعی بالکل سچا اور حق مذہب ہے۔ اگر میں نے اس قوم کو چھوڑ دیا تو ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ

میرے گناہوں کو معاف کر دیں۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اپنے مومنین بندوں کیلئے اللہ پاک کی سب سے بڑی حسن تدبیر یہ تھی کہ والی صور جب حضرت یزید بن ابو سفیانؓ کے مقابلے کے لیے نکلا تھا تو اس نے شہر کے کل جوان آدمیوں کو اپنے ساتھ لے لیا تھا اور شہر میں محض ضعیف بچے اور سال خوردہ بزرگ ہی رہ گئے تھے وہ بھی مسلمانوں اور والی صور کی جنگ کا انجام دیکھنے کے لیے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھے ہوئے تھے۔ باسیل بن منائیل نے جب شہر کو اس طرح خالی دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ صور کے تمام آدمی لوگ لڑائی کے دیکھنے میں مشغول ہیں تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا انہیں چھوڑ دینے کا اچھا موقع ہے۔ یہ سوچ کر یہ رات کا منتظر ہوا اور غروب آفتاب کے بعد یہ حضرت یوقناؒ کے پاس آ کر کہنے لگا معزز سردار! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو خیر باد کہہ کر ان عربوں کا مذہب کیوں اختیار کر لیا اور اس میں آپ نے ایسی کیا خوبی اور حقانیت دیکھی کہ باوجود یہ کہ رومی قوم آپ کو اپنی پشت پناہ اور قوت بازو خیال کرتی تھی مگر ان سب کو چھوڑ چھاڑ کر اس مذہب کی اطاعت کر لی۔ آپ نے فرمایا! کل جو حقانیت اس کے اندر تم نے دیکھی ہے وہی میں نے دیکھی تھی اور جو صداقت اس کی تم پر ظاہر ہوئی ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوئی تھی تم اسے اچھی طرح سمجھ گئے ہو مجھے ہاتف نے تو طلب کر کے بیداری ہے کہ باسیل کو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت کر دی ہے باسیل! تمام تعریفیں اس اللہ پاک وتبارک وتعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے ہمیں اور تمہیں ہدایت کی۔ ضلالت کے گڑھے سے بچا کر دین میں شامل کیا اور ہماری رہائی کو تمہارے ہاتھوں سے مقدر کر دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر باسیل کے ایمان نے اور زیادتی کی یقین بڑھا اور تصدیق ہوئی کہنے لگا یوقنا خدا کی قسم! آپ کی زبان پر حق جاری ہو گیا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے صداقت ظاہر کر دی۔ تمام تعریفیں اور شکر اسی معبود کے لیے سزاوار ہیں جس نے میرے دل سے غفلت کے پردہ کو اسی وقت جبکہ میں نے بحیرا راہب کے صومعہ میں اہل مکہ کے قافلے کے اندر اس قوم کے نبی کو دیکھا تھا دور کر دیا تھا۔ میں نے ان کی نشانیاں اور دلائل میں سے یہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

جس جگہ آپ تشریف لے جاتے تھے اس جگہ آپ کے ساتھ ساتھ درخت چلتے تھے اور ایک ابر کا ٹکڑا برابر سایہ کرتا ہوا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ آپ نے ایک خشک درخت سے ٹیک لگایا تھا تو وہ اسی وقت سرسبز وشاداب ہو کر پھل لے آیا تھا اور وہ پھل اسی وقت پختہ ہو گئے تھے۔ بحیرا راہب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے کتب سابقہ اور علوم قدیمہ میں یہ پڑھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت اس درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہے۔ رسول اللہؐ نے جب اس کا ٹیک لگایا تھا تو فوراً اس میں کونپلیں پھوٹ آئی تھیں شاخیں سرسبز ہو گئی تھیں اور پھل لگ کر فوراً پختہ ہو گئے تھے میں نے یہ دیکھ کر اس سے سخت تعجب کیا تھا نیز میں نے بحیرا راہب کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا اس پر ایمان لائے گا اور اس کی تصدیق کرے گا اس کیلئے خوشخبری ہے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد باسیل نے حضرت یوقناؒ سے کہا کہ میں اس سبب سے اب تک رسول اللہؐ پر ایمان لانے سے رکا کہ میں بحیرا راہب کے پاس سے آ کے تجارت کے لیے قسطنطنیہ چلا گیا تھا وہاں سے بلاد روم میں ایک مدت تک مقیم رہ کے وہیں بسر کرتا رہا۔ مدت دراز کے بعد قیساریہ آیا تو رومیوں کو اس پر آشوب زمانہ کے ہاتھوں جکڑا پایا۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ حجاز میں ایک نبی جن کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہے مبعوث ہوئے ہیں

انہیں ان کی قوم نے مکہ سے نکال دیا اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے اس مدینہ کی طرف جسے تبع نے آباد کیا ہے چلے گئے ہیں۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان کی اعانت فرمائی ہے اور انہیں ان کی قوم پر غالب کر دیا ہے۔ میں ہمیشہ ان کے حالات پوچھتا رہا اور ان کی خبریں معلوم کرتا رہا روزانہ ان کی خبریں بڑھتی جاتی تھیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے انہیں اپنے پاس بلالیا اور ان کے لیے وہ چیز پسند کی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عمدہ تھی ﷺ۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں مگر کچھ مدت کے بعد آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور امر خلافت حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف منتقل ہوا۔ آپ نے ہمارے شہروں کو فتح کیا۔ بادشاہوں کو ذلیل کر کے ان کے لشکروں کو شکست دی اور شام کو فتح کر لیا۔ میں آپ کے یہاں تشریف لانے تک برابر امید کرتا رہا کہ ممکن ہے آپ اس ساحل میں قدم رنجہ فرمائیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ آپ حضرات کو یہاں لے آئے۔ حضرت یوقناؒ نے فرمایا اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! یہی کہ اپنی قوم سے جدا ہو کر آپ حضرات کی اتباع کروں کیونکہ حق ظاہر ہو چکا ہے۔

حضرت یوقنا اور آپ کے ساتھیوں کی رہائی

اس کے بعد اس نے آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو کھول دیا الحمد للہ اور کہا اس شہر کی تمام کنجیاں میرے پاس ہیں اہل شہر شہر سے باہر عربوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہیں اور شہر میں ایسا کوئی آدمی نہیں جس سے کسی طرح کا خوف ہو اس لئے اللہ کا نام لے کر اٹھیے اور اپنا کام شروع کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ خیرا یا باسیل! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ نجات کے راستے پر چلایا اور نیکی کو تم پر ختم کر دیا۔ اب ہم پر یہ واجب ہو گیا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور اپنی کشتیوں کی طرف آدمی بھیج کر اپنے ان آدمیوں کو بلا بھیجیں کہ ان سے اتر کر وہ بھی ہمارے پاس آ جائیں وہ اور ہم سب ایک ہو جائیں۔ باسیل نے کہا میں انشاء اللہ العزیز بہت جلدی ایسا ہی کروں گا۔

اس کے بعد باسیلؓ خفیہ خفیہ باب البحر پر گئے دروازہ کھولا حضرت یوقناؒ کے بنی عم سے ایک آدمی آپ کے ساتھ تھا۔ یہ دونوں ایک کشتی پر سوار ہو کے جہازوں کے پاس گئے اور ان جہاز والوں سے تمام قصہ بیان کر دیا۔ اہل صور اپنے جہازوں کو لے کر آگے بڑھے اور شہر کے قریب آ کے اتر اتر کر تمام آدمی شہر میں داخل ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ ان جہازوں کی طرف سے بالکل اندھے ہو گئے۔

اس کارروائی کے بعد حضرت باسیلؓ نے حملہ کا ارادہ کیا مگر حضرت یوقناؒ نے انہیں روک دیا اور فرمایا یہ میری رائے کے خلاف ہے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات میں سے ایک آدمی اللہ پاک جل جلالہٗ کے راستہ میں اپنی جان کو وقف کر کے خفیہ طور سے چور دروازہ کے ذریعے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ جائے اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو ہماری تمام کیفیت سے مطلع کر دے تاکہ جس وقت ہم یہاں حملہ کریں تو ہماری آوازوں اور اہل شہر کی چیخ و پکار سے مسلمان کسی طرح کا خوف نہ کریں بلکہ کفار کے مقابلے میں اور زیادہ مستعد اور تیار ہو جائیں۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا اس کام کو میں کروں گا۔ یہ تبدیل وضع کر کے شہر سے باہر نکلا اور حضرت باسیلؓ نے اسی وقت دروازہ کو بند کر لیا۔ یہ شخص چل کر حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت یوقناؒ اور حضرت باسیلؓ کی کیفیت اور ارادہ سے آپ کو مطلع کر دیا۔ آپ نے اللہ جل جلالہٗ کے لئے سجدہ شکر کیا اور فوج میں منادی کرا دی کہ فوراً تیار

ہو جائیں رومیوں پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت یوقنا نے جب یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کی تیاری مکمل ہو چکی ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پانچ سو آدمی شہر پناہ پر چڑھ کر حملہ کریں۔ حضرت باسل نے کہا یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ عوام کا انجام کار مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرے کیا تعجب ہے کہ اللہ جل جلالہ انہیں نور اسلام کی شمع سے منور کر دیں اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ البتہ آپ کچھ آدمیوں کو شہر پناہ کے زینے کی دوسری طرف مقرر کر دیں تاکہ وہاں سے کوئی آدمی نیچے اتر کر آپ پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ آپ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور کچھ آدمیوں کو زینے کے پاس مقرر کر دیا۔ حضرت یوقنا نے یہ انتظام کر کے ایک دل ہلا دینے والی آواز میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگایا اور تکبیر کے فلک شگاف آوازے سے تمام شہر کو گونجا دیا۔ کلمہ توحید کی آوازیں سن کر تمام شہر لرزہ براندام ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ شہر کے قیدی چھوٹ کر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہ سوچتے ہی ہر شخص متحیر ہو گیا عقلیں جاتی رہیں دل کانپ گئے اور اپنے مال گھر بار اور بیوی بچوں کی طرف سے فکر مند ہو کے محو حیرت ہو گئے۔ جو شخص گھر میں موجود تھا وہ وہیں کا وہیں رہ گیا اور نکلنے تک کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت یزید بن ابوسفیان نے شہر میں سے یہ آوازیں سن کر سمجھ لیا کہ شہر میں مسلمان حملہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ آپ نے بھی تکبیر و تہلیل کے فلک بوس نعرے مارے اور آپ کے ساتھ تمام اسلامی فوج نے بھی اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ فضائے آسمانی کو گونجا دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ والی صور نے شہر میں سے جب تکبیر و تہلیل کے نعرے اور شور و شغب کی آوازیں سنیں تو یہ سمجھ گیا کہ حضرت یوقنا اور آپ کے ہمراہی قید سے چھوٹ گئے ہیں اور یہ ان ہی کے نعرے ہیں۔ اس کی فوج کے دل چھوٹ گئے قلوب میں خوف راسخ ہو گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو وہاں چاروں طرف تاحد نظر روشنی دکھائی دی اور لڑائی کے لئے انہیں آمادہ دیکھا۔ چونکہ فوجی سپاہیوں کے دل اپنے مال اولاد عورتوں اور فرزندوں کے ساتھ متعلق تھے جو شہر میں موجود تھے۔ نیز قسطنطین پسر ہرقل کی طرف سے کمک کی امید منقطع ہو چکی تھی کیونکہ قیساریہ پہلے ہی فتح ہو چکا تھا اس لئے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ میدان سے پشت دے کر بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور جہاں کہیں ملے پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کے اہل و اسباب کے جو یہ چھوڑ کے بھاگے تھے مالک ہو گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو حضرت یوقنا نے شہر میں داخل ہونے کے لئے دروازہ کھولا حضرت یزید بن ابوسفیان شہر کے اندر داخل ہوئے۔ آپ نے رومیوں کے مال اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جو شخص شہر پناہ کے اوپر تھے انہوں نے امان امان پکارنا شروع کر دیا۔ آپ نے انہیں امان دے دی۔ وہ دیوار سے نیچے اترے حضرت یزید بن ابوسفیان نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں ہمارے لئے اس شہر کو تلوار کے زور سے فتح کر دیا ہے اور اب تم ہمارے غلام ہو ہم جیسا چاہیں تمہارے ساتھ سلوک کر سکتے ہیں مگر ہم وہ قوم ہیں جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور جو قول کسی کو دے دیتے ہیں تو اسے پورا کر دکھاتے ہیں۔ اب ہم تمہیں امان دیتے ہیں اور آپ کی جانوں کو اپنی حفاظت اور ذمہ داری میں لیتے ہیں۔ البتہ جو شخص تم میں سے ہمارے دین میں داخل نہ ہوگا اسے ہر سال جزیہ دینا ہوگا اور جو مسلمان ہو جائے گا اس کا اور ہمارا حال یکساں ہوگا۔ ان لوگوں نے اسے منظور کیا اور اکثر مسلمان ہو گئے۔

قسطنطین پسر ہرقل کو جب یہ خبر پہنچی کہ صور فتح ہو گیا ہے اور مسلمان فاتحانہ شان سے اس میں داخل ہو گئے ہیں تو اس نے سمجھ لیا کہ اب میں ان کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ یہاں رہ کر اب میری جان کی خیر ہے۔ یہ موقع کی تاک میں لگا رہا اور ایک روز موقع

اور فرصت دیکھ کر اپنا خزانہ، مال و غیرہ اور فرزند، مصاحب اور غلام جہاز میں بٹھا کر رات کو قسطنطنیہ کی طرف اپنے باپ کے پاس چل دیا۔

فتح قیساریہ

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اہل قیساریہ نے جب قسطنطین پسر ہرقل کو اس طرح خفیہ خفیہ دم دبا کر بھاگتے دیکھا تو یہ اس کے چلے جانے کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں آئے اور قیساریہ کے سپرد کر دینے اور صلح کرنے کے متعلق گفت و شنید کرنے لگے۔ آپ نے دو لاکھ درہم اور اس مال پر جو قسطنطین پسر ہرقل نے وہاں چھوڑا تھا صلح کرنے کو کہا۔ انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ آپ نے انہیں عہد نامہ مرتب کر کے دے دیا۔ جب صلح کامل ہو گئی اور عہد نامہ دے دیا گیا تو آپ مع مسلمان قیساریہ میں داخل ہوئے۔ قسطنطین جو مال و اسباب چھوڑ گیا تھا اور اس کی کشتیوں میں نہیں آیا تھا آپ نے اس پر قبضہ کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے حکم کے موافق آئندہ سال سے ہر ایک آدمی پر چار دینار مقرر کر دیے گئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت یاسر بن عمار بن سلمہ کو رسول اللہ کے ایک سو صحابہؓ دے کر انہیں شہر صور کی حکومت کے لیے روانہ کیا اور عدل و انصاف اور تقویٰ و طہارت کی ہدایت فرمائی۔ حضرت یاسر بن عمار بن سلمہؓ ایک مسن اور بوڑھے شخص تھے اور حضور اکرم کے ہمرکاب ہو کر غزوۂ حنین اور غزوۂ خیبر میں لڑ چکے تھے بلکہ ان کے بھائی غزوۂ حنین کے روز حضرت صعر کی لڑائی لڑ کر مالک بن عوف نضیری کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے تھے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے دو لاکھ درہم اور قسطنطین کے بقیہ خزانہ پر اہل قیساریہ سے صلح کر لی تو آپ وسط رجب المرجب ۱۹ ہجری بدھ کے روز جبکہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت کو چار سال اور چھ ماہ ہوئے تھے قیساریہ میں داخل ہوئے۔

فتح دیگر مقامات شام

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب اہل المدینہ تک "یافا"، عسقلان، غزہ، نابلس اور طبریہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ قیساریہ فتح ہو گیا ہے تو ان مقامات کے لوگ بھی آ گئے آپ کے ذمہ میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ اسی طرح اہل جبلہ، بیروت اور لاذقیہ بھی آپ کی ماتحتی میں آ گئے اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام ملک شام کا بطفیل سید المرسلین و بہ برکت رحمۃ للعالمین مالک کر دیا۔

صلی اللہ تعالی علیه وسلم وشرف وکرم ورضی الله من اصحاب الاخیار وآله الابرار وازواجه الاطهار وهذا ما انتهى الينا من فتوح الشام علی تممه والکمال ونعوذ بالله من الزيادة والنقصان.

تمت بالخیر

☆☆☆

نئی کتب

لبیک — ممتاز مفتی

تفسیر عثمانی — مولانا محمود حسن / مولانا شبیر احمد عثمانی

قصص القرآن (۴ جلد) — مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم — فواد عبدالباقی

موطا امام مالک — مترجم علامہ وحید الزمان

احکام الاحادیث (۲ جلد) — تالیف: امام شوکانی

اردو ترجمہ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار — پروفیسر ربیع اللہ شہاب

سیرت النبیؐ

سیرت النبی کامل ۳ جلد — شبلی نعمانی / سید سلیمان ندوی

رحمۃ للعالمین — قاضی سلیمان سلمان منصور پوری

اسوۂ رسول اکرمؐ (رنگین تصاویر کے ساتھ) — حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی

خطبات مدراس — سید سلیمان ندوی

شمائل ترمذی — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

طب نبوی — حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب

النبی الخاتم — مولانا سید مناظر احسن گیلانی

سیرت صحابہ کرامؓ

خلفائے راشدین — شاہ معین الدین ندوی

حضرت ابوبکر صدیقؓ — محمد حسین ہیکل

حضرت عمر فاروقؓ — محمد حسین ہیکل

الفاروق — مولانا شبلی نعمانی

سیرت عائشہؓ (رنگین تصاویر کے ساتھ) — علامہ سید سلیمان ندوی

سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات — حضرت مولانا سعید انصاری

تصوف

نفحات الانس — عبدالرحمن جامی

غنیۃ الطالبین — حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

تاریخ

تاریخ ملت کامل (۳ جلد) — مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی / مفتی انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی

فتوح الشام (واقدی) — مترجم حکیم شبیر احمد سہارنپوری

تاریخ فرشتہ کامل (۲ جلد) — محمد قاسم فرشتہ / ڈاکٹر عبدالرحمن

معتزلہ کی تاریخ — زہدی جاراللہ

تاریخ اسلام کامل — مولانا شاہ معین الدین ندوی

مسلمانوں کی خفیہ باطنی تحریکیں — مرزا سعید دہلوی

قرآنیات

قرآن مجید (کلام رسول یا کلام اللہ) — مرتب علامہ محمد حسین عرشی

قرآنی معجزات اور جدید سائنس — علامہ عبداللہ نیاز

بائبل قرآن اور سائنس — موریس بوکائے

بائبل قرآن اور انسان — موریس بوکائے

تعلیم و تحقیق

برصغیر میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت — مولانا سید مناظر احسن گیلانی

خواتین

تحفۃ العروس — علامہ محمود مہدی استنبولی

بہشتی زیور — مولانا اشرف علی تھانوی

تحفہ خواتین — مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

جنتی عورت — مولانا مفتی ارشاد احمد قاسمی